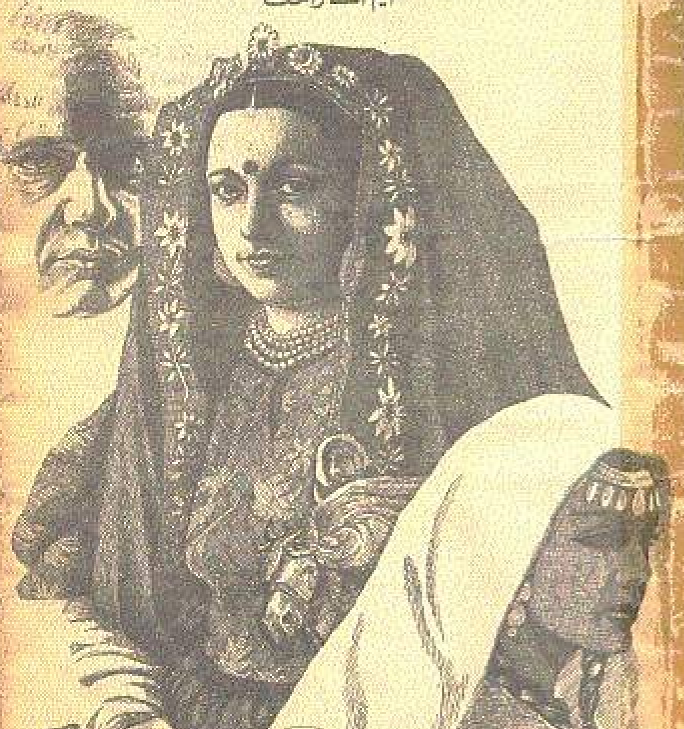
جاسوسی ڈائجسٹ کا مقبول ترین سلسلہ

اس انسان کی کہانی جو صدیوں سے زندہ تھا اور شاید آج بھی کہیں موجود ہو

صدیوں کا بیٹا

ایم اے راحت



چوتھا حصہ

شکایا کے جہازوں کی آمد تشویشناک تھی۔

اس وقت ہم اس پوزیشن میں نہ تھے کہ شکایا والوں سے جنگ کریں۔ ابھی نہ تو ہمارے پاس زیادہ افراد تھے اور نہ ہی ضروری انتظامات کیے گئے تھے۔ آٹھ جہازوں کا بیڑہ تھا جن کے پاس پورے جنگی ہتھیار بھی نہیں تھے۔ لڑنے والے افراد بھی زیادہ نہ تھے اور سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ سکائی میں رہنے والے زرد رو ابھی ہمارے قبضے میں نہیں آئے تھے۔ اگر ہم ان لوگوں پر قابو پا چکے ہوتے تو شاید اتنی تشویش نہ ہوتی لیکن اب دوطرفہ خطرہ تھا۔ اگر سامنے جہازوں سے جنگ کی جاتی تو عقب سے حملے کا خطرہ تھا۔

دوسری طرف شکایا کے جہاز جس تیزی سے آ رہے تھے اس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ جلد سے جلد ساحل تک پہنچ جائیں گے اور اتنی دیر میں کوئی ایسا کام کر لینا نہایت مشکل بات تھی جس سے ہم ان سے مؤثر مقابلہ کر سکتے۔ میری بات دوسری تھی۔

لیکن فرما اور زولا کے چہرے پریشانی کی تصویر بن گئے تھے۔ حکیم ہارا، فرما اور چند دوسرے افراد لڑائی کے مینار سے شکایا کے جہازوں کو دیکھ رہے تھے، جو تیزی سے آ رہے تھے۔ وہ سب جہازوں کی اس تیز رفتاری پر ششدر تھے۔ میں بھی ان کے ساتھ مینار پر موجود تھا لیکن اس وقت وہ شاید مجھے بھول گئے تھے اور پھر فرما کو ہی میرا خیال آیا اور اس نے بے ساختہ کہا۔

”اوہ کسبرتا!“

”کیا بات ہے فرما؟“ میں نے پوچھا۔

”تو کیوں خاموش ہے کسبرتا؟“

”اس لیے فرما کہ میرے بولنے کا وقت نہیں آیا۔“ میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”نہیں کسبرتا تیرا بولنا ضروری ہے۔ ہمیں تیری رہنمائی کی ضرورت ہے۔ تو ان حالات کو بہتر طور پر سمجھتا ہوگا۔ ہم ابھی کسی بھی جنگ کے لیے تیار نہیں ہیں۔ شکایا کے جہازوں کی آمد کا مقصد تیری سمجھ میں نہیں آیا۔ ممکن ہے سکائی کے ان زرد رو لوگوں نے ہاں یہ اطلاع دے دی ہو کہ سکائی میں پراسرار سرگرمیاں جاری ہیں اور شالالا نے اپنے جہاز ان سرگرمیوں کی روک تھام یا ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے بھیجے ہوں۔

یقیناً ان جہازوں میں جنگجو ہوں گے جو سکائی آ کر یہاں پر اپنا قبضہ جمائیں گے اور اس کے بعد اس سلسلے میں چھان بین کریں گے کہ مختلف علاقوں کے سردار سکائی کیوں آئے ہیں۔ یہ آٹھ جہاز جن کا ہم نے بیڑہ تیار کیا ہے، ان کے لیے اور بھی تشویشناک ہوں گے چنانچہ وہ یہاں سے پوری پوری معلومات حاصل کیے بغیر نہیں جائیں گے اور بہرحال نہ تو ابھی ہم لوگ اور نہ ہی سکائی کے باشندے اس بات پر تیار ہیں کہ کوئی بھاری جنگ لڑی جائے۔

مجھے اندازہ ہے کسبرتا ابھی ہم خطرے سے دوچار ہیں اور [illegible] وقت ہم

ان سے بہ آسانی جنگ نہیں کر سکتے کیونکہ وہ واقعی خطرہ موجود ہے اور یہ بات میں بخوبی جانتا ہوں کہ تو نے اس بات کا کوئی حل ضرور سوچا ہوگا۔ کیا تو اس وقت ہماری رہنمائی نہیں کرے گا؟"

"اوہ فوما میرے دوست اگر تجھے میری رہنمائی کی ضرورت ہے تو مجھے کب انکار ہے۔" میں نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ضرورت" حکیم ہاکو بولا۔ "تو یقین کر سہوتا ہم تجھے خوش کرنے کے لیے یہ بات نہیں کہہ رہے، تیرا موجود ہونا ہمارے لیے تقویت کا باعث ہے۔ ہم سب اس بات کا اعتراف کر چکے ہیں کہ تو آسمانی قوتوں کا مالک ہے۔ تو اگر اسے تسلیم نہ کرے تو تیری مرضی، ہم ایسا کہنے کے لیے تجھے مجبور نہیں کر سکتے۔ بہر صورت تیری رائے ہمارے لیے اطمینان کا باعث ہوتی ہے۔ ہماری رہنمائی کر سہوتا۔ ہمیں تیری ذہنی قوتوں پر مکمل اعتماد ہے۔ ہم تیری مدد چاہتے ہیں اور اس یقین کے ساتھ کہ تو جو کہے گا وہ ہمارے لیے مکمل اطمینان کا باعث ہوگا۔"

"تو میرے دوست فوما، حکیم ہاکو اور دوسرے تمام لوگو۔ اگر تم لوگ میری رائے کو اس قدر اہمیت دیتے ہو تو پھر شنکایا کے جہازوں کو آنے دو۔"

"لیکن سہوتا جس رفتار سے وہ ساحل کی طرف بڑھ رہے ہیں، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہماری کسی کوشش سے پہلے ہی وہ ساحل تک پہنچ جائیں گے اور ہم کسی بھی مقابلے میں ناکام رہیں گے۔"

"ظاہر ہے دوستو وہ شنکایا سے اس مقصد کے تحت آئے ہیں کہ سکائی کے بارے میں چھان بین کریں اور آنے والے بھی کمزور نہیں ہوا کرتے۔" حکیم ہاکو نے جواب دیا۔

"بالکل ٹھیک ہے میرے دوست لیکن بہر حال اب جبکہ بات ہم لوگ سہوتا پر چھوڑ چکے ہیں تو اس کا فیصلہ سہوتا ہی کو کرنا چاہیے۔" فوما مسکرا کر بولا۔

"شکریہ فوما۔ اب جبکہ بات تم میرے اوپر چھوڑ چکے ہو تو میرے فیصلے کے مطابق انھیں آنے دو اور ہاں سنو اس بات کو غور سے سنو کہ جو کچھ میں کہوں اور کروں، اگر تمھیں پسند نہ آئے اور تمھارے خیال میں وہ مناسب نہ ہو تب بھی براہ کرم خاموشی اختیار کرنا۔ مجھے میری مرضی کے مطابق عمل کرنے کی اجازت ہونی چاہیے۔"

"سہوتا! ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تیرے کسی سلسلے میں دخل نہ دیں گے۔" فوما نے اپنے دوسرے ساتھیوں کی تائیدی نگاہوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"حکیم ہاکو! ممکن ہے میرے کسی اقدام سے تم سوچو کہ میں نادانی کر گیا ہوں لیکن براہ کرم تم مجھے وہی کچھ کرنے دینا جو میں کروں۔ کوئی شخص پرجوش نہ ہو اور اس سلسلے میں کسی قسم کا اعتراض نہیں کیا جائے۔"

"ایسا ہی ہوگا سہوتا۔۔۔ لیکن کیا جو کچھ تو کرنے والا ہے کیا ہمیں اس سے لاعلم ہی رکھے گا؟" حکیم ہاکو نے پوچھا۔

"ہاں!"

"کیوں سہوتا؟"

"اس لیے کہ ابھی خود میرے ذہن میں یہ بات واضح نہیں ہے کہ مجھے ان کے خلاف کیا کارروائی کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ جب وہ آجائیں گے تب ہم انھیں دیکھیں گے۔ ان سے معلوم کریں گے کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟ اگر ان کے ارادے جارحانہ ہوئے تو پھر ہم ان سے نبٹ لیں گے۔" میں نے کہا اور فوما اور حکیم ہاکو گردن ہلانے لگے۔

پھر فوما آہستہ سے بولا۔

"بہر صورت کچھ بھی ہو مجھے تیرے اوپر اعتماد ہے۔ یوں بھی ہم اس بات کو صرف تیرے اوپر نہیں چھوڑیں گے ہمیں خود بھی اس بات کا احساس ہے کہ ہم شنکایا کے ان جہازوں کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ ہماری ہر کوشش ناکام ہوگی۔ ہم اس ناکامی کا ذمہ دار تجھے نہیں ٹھہرائیں گے سہوتا لیکن ہم خود بھی اس کے ذمہ دار نہیں ہیں، حالات اس قدر عجیب طور سے رونما ہوئے ہیں کہ اس سے قبل کہ ہم سنبھلتے، شنکایا کے جہاز یہاں تک آپہنچے ہیں۔" فوما نے سنجیدگی و پریشانی سے کہا۔

"میں تمھیں آخری بار کہہ رہا ہوں فوما کہ اس سلسلے میں کوئی فکر نہ کرو اور حکیم ہاکو۔" میں نے حکیم ہاکو کو پکارا جو کسی گہری سوچ میں مستغرق تھا۔

حکیم ہاکو ہڑبڑا کر سیدھا ہو گیا اور بولا۔ "کیا کہہ رہے تھے سہوتا؟"

"مجھے تمھاری اس سنجیدگی پر ہنسی آرہی ہے حکیم ہاکو۔ مسائل یوں حل نہیں ہوا کرتے۔ خود کو پریشان کرنے کی بجائے بہتر ہوگا کہ تم تدبیر سے کام لو، اپنی ذہنی قوتوں کو استعمال میں لاؤ۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو سہوتا۔ میں اب ہوش میں رہوں گا۔" حکیم ہاکو نے کہا۔

"تو میں کہہ رہا تھا حکیم ہاکو، فوما ابھی سکائی بستی پر ظاہر نہیں ہوا ہے۔ لوگوں کو ابھی اس کے بارے میں کوئی معلومات نہیں ہیں، اس لیے میں تمھیں یہ بتا رہا ہوں کہ تم بھی ہر ممکن کوشش کرنا کہ یہ بات جب تک ہم نہ چاہیں راز ہی میں رہے۔ جن چند لوگوں تک یہ ساری باتیں محدود ہیں انھی تک اس راز کو محدود رہنا چاہیے اور اب سختی سے اس راز کی حفاظت ہونی چاہیے۔"

"بہتر سہوتا۔ میں اس راز کی حفاظت کروں گا۔"

"اور ہاں۔ ان تمام ہدایتوں پر عمل کرنے کے بعد وہ لوگ جو اس راز کو جانتے ہیں وہ اس سلسلے میں خاموشی اختیار کریں اور ان لوگوں کی آمد کا انتظار کریں اور ہاں یہاں چند لوگوں کو تعینات کر دیا جائے تاکہ وہ شنکایا کے لوگوں کی نقل و حرکت پر پوری نگاہ رکھ سکیں۔" میں نے کہا۔

"بہت بہتر۔" حکیم ہاکو نے جواب دیا۔

"اور ان جہازوں کے بارے میں کیا حکم ہے سہوتا؟" فوما نے سوال کیا۔

"جہازوں کو ساحل پر اس طرح سے لنگر انداز کرا دو کہ ان لوگوں کو خود ہی سے یہ اندازہ ہو جائے کہ یہ جہاز مقابلے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ ہم چاہتے ہیں ان جہازوں کی بھرپور حفاظت ہو اور اس کے علاوہ حکیم ہاکو اگر تم نے میری ہدایات پر مکمل طور سے عمل کیا تو میں تمھیں بہت کچھ دوں گا۔" میں نے حکیم ہاکو کو مخاطب کیا۔

"تیری ہدایت پر لفظ بہ لفظ عمل کیا جائے گا سہوتا۔ ہم نے سارے معاملات تیرے اوپر چھوڑ دیے ہیں اب تو جانے تیرا کام جانے۔ ہم تو صرف تیرے احکامات کی پابندی کریں گے اور درحقیقت فوما کی حیثیت اس وقت وہ نہیں ہے جو ہونی چاہیے۔" حکیم ہاکو نے کہا اور فوما خوش دلی سے مسکرا پڑا۔

"سہوتا! میں خوش دلی سے تجھے اس کی اجازت دیتا ہوں کہ تو میری جگہ کام کر۔" فوما مسکراتے ہوئے بولا۔

"اوہ نہیں فوما میرے دوست، یہ کہنے کا شکریہ لیکن تو جانتا ہے کہ میں ان تمام چیزوں سے مبرا ہوں۔ میں کسی بھی قسم کی رعایت نہیں چاہتا بس یہ بھی تیری ضرورت ہے اس لیے میں اسے پورا کرنے کو تیار ہوں۔" میں نے کہا۔

اور تھوڑی دیر کے بعد ہم لوگ ٹکڑی کے اس بلند مینار سے نیچے اتر آئے۔ چند افراد کو مینار پر تعینات کر دیا گیا تھا اور انھیں ہدایات جاری کر دی گئی تھیں کہ انھیں مختلف حالات میں کیا کرنا ہے۔

اس سلسلے میں سمندر کے کنارے بنا ہوا مکان بھی خالی کرا دیا گیا تھا اور اب فوما وہاں موجود نہیں تھا۔

کیونکہ وہ مکان خاصی حد تک غیر محفوظ تھا، البتہ اس کے لیے حکیم ہاکو کا مکان ہی بہترین تھا۔ چنانچہ فوما حکیم ہاکو کے مکان میں منتقل کر دیا گیا اور اس کے بعد ہم سب نہایت بے چینی سے شنکایا کے جہازوں کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔

ہمارا خیال درست ہی نکلا۔ شنکایا کے جہاز اس قدر تیزی سے ساحل کے قریب آرہے تھے کہ آن کی آن میں وہ نزدیک پہنچ رہے تھے۔ غالباً ان کے ذہن میں یہ خیال تھا کہ جب سکائی والے انھیں دیکھیں تو ان سے مقابلے کی کوئی تیاری نہ کر سکیں اور وہ ساحل تک پہنچ جائیں۔

سکائی کے ساحل پر بہت سے لوگ شنکایا کے جہازوں کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ ان میں زیادہ تر عوام ہی تھے۔

جہاز آن کی آن میں ساحل تک پہنچ گئے۔ اس وقت سورج ڈھل چکا تھا اور چاروں طرف ایک خوشگوار سی ٹھنڈک پھیلی ہوئی تھی۔ تب جہاز گہرے سمندر میں ایک جگہ رک گئے۔ اس جگہ جہاں پر وہ آسکتے تھے۔ اس کے بعد چند کشتیاں جہازوں سے اتریں۔ کشتیوں پر مسلح زرہ پوش موجود تھے۔ ان زرہ پوشوں میں کہیں کہیں مقامی بھی نظر آرہے تھے لیکن ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی۔

حکیم ہاکو اور میں ایک ایسی جگہ کھڑے ہوئے تھے جہاں سے وہ لوگ ہمیں براہ راست نہ دیکھ سکتے تھے البتہ ہم انھیں دیکھ سکتے تھے۔ سو میں اور حکیم ہاکو جہازوں کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ اس پر تبصرہ بھی کر رہے تھے۔

"تم کشتی کے لوگوں کو دیکھ رہے ہو سہوتا؟" حکیم ہاکو نے کہا۔

"ہاں۔ کیا تم مجھے کسی خاص بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہو؟" میں نے بغور کشتی کو دیکھا۔

"ہاں۔ تم دیکھ رہے ہو کہ آنے والوں میں زرہ پوشوں کی تعداد کتنی ہے اور ان میں مقامی لوگ کس قدر کم نظر آرہے ہیں؟"

"ہاں۔ نہ ہونے کے برابر ہیں۔" میں نے کہا۔

"کیا اس بات سے تم اندازہ نہیں لگا سکتے کہ آنے والوں کے ارادے بہتر نہیں ہیں؟" حکیم ہاکو نے مجھ سے سوال کیا۔

"ہاں حکیم ہاکو یقیناً۔" میں نے جواب دیا۔

"جتنی تعداد ان کی یہاں آرہی ہے وہ بہت کافی ہے اور تم دیکھ رہے ہو کہ وہ مسلح بھی ہیں۔"

"یقیناً۔ میں نے محسوس کیا ہے حکیم ہاکو۔"

"اگر انھوں نے سکائی کے ساحل پر آتے ہی جنگ شروع کر دی تو کیا ہوگا؟"

"میرا خیال ہے وہ جنگ کے ارادے سے نہیں آئے ہوں گے۔ پہلے ان کا مافی الضمیر تو معلوم ہونا چاہیے۔" میں نے کہا۔

اور حکیم ہاکو گردن ہلانے لگا۔ تب میرے ہی ذہن میں ایک بات آئی اور میں نے حکیم ہاکو سے کہا۔

"ایک بات میری سمجھ میں آرہی ہے حکیم ہاکو۔"

"وہ کیا ہے؟"

"میرے خیال میں ممکن ہے یہ وہ لوگ ہوں جو میری تلاش میں سرگرداں ہیں۔ میرا مقصد ہے انگا جزیرے کے لوگ جو شنکایا سے مدد

ے کر گئے ہیں۔"

"اوہ۔ یہ بھی ممکن ہے سپوتا لیکن ایسی صورت میں۔۔۔۔۔"

"میں نے کہا نا حکیم ہاکو! تم صرف وہ کرو گے جو میں چاہتا ہوں۔ جو بھی صورتِ حال ہوگی میں اس کے بارے میں تمھیں ہدایات جاری کروں گا۔ ہاں میرا خیال ہے میرے لیے بہتر بات یہ ہے کہ میں لکڑی کی اس عمارت پر سے ان کا جائزہ لوں۔"

"ٹھیک ہے۔" حکیم ہاکو نے کہا۔

"ہاں حکیم ہاکو! تم ان لوگوں سے جو بھی گفتگو کرو گے اس عمارت کے قریب رہ کر کرو گے تاکہ میں تمھاری گفتگو بھی سن سکوں۔"

"مناسب۔ اگر ان لوگوں نے گفتگو کی کوشش کی تو میں یہیں کر کروں گا۔"

"تو اب مجھے اجازت دو حکیم ہاکو۔" میں نے کہا اور حکیم ہاکو نے گردن ہلادی۔ میں لکڑی کی عمارت پر پہنچ گیا اور اس کی بلند جگہ پر جہاں اور بھی دوسرے لوگ موجود تھے کھڑے ہو کر جائزہ لینے لگا۔ میں نے جہازوں پر بھی نگاہ دوڑائی تھی۔ بلاشبہ یہ جنگی جہاز تھے اور ابھی تک ساحل سے نہیں آئے تھے۔ ان جہازوں پر موجود افراد کا میں نے جائزہ لیا اور تجزیہ کیا کہ بہرصورت وہ سکائی کے لیے بہت زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔

جہازوں پر موجود افراد کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ سب کے سب مسلح تھے اور جہازوں پر گشت کر رہے تھے۔ جتنے لوگ کشتیوں کے ذریعے ساحل تک آئے تھے ان کی تعداد بھی بہت کافی تھی۔ اگر یہ لوگ ساحل پر پہنچ کر جنگ شروع کر دیتے تو بہرصورت خود اتنی دیر تک تو سنبھال سکتے تھے کہ ساحل پر جہازوں سے اور گروہ سے لوگ بھی آ جاتے۔

صورتِ حال خاصی نازک تھی، بہرصورت میں اس صورتِ حال کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔

ساحل پر کھڑے ہوئے لوگ کشتیوں کا انتظار کر رہے تھے اور تھوڑی دیر کے بعد کشتیاں ساحل سے آ لگیں۔ نیچے اترنے والے پورے طور سے ہتھیاروں سے لیس تھے اور ان کے ارادے اچھے نہیں معلوم ہوتے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے ساحل پر ذرا بھی مداخلت کی گئی تو پہلے وہ مداخلت کرنے والوں کو ختم کریں گے اور اس کے بعد جو ان کے ذہن میں ہے اس پر عمل کریں گے۔

ایک بھاری جسامت کا آدمی جو شاید اس مہم کا سربراہ تھا چند افراد کے ساتھ آگے بڑھا اور چیخ کر بولا۔

"سکائی کے رہنے والو! میرا نام داریکا ہے اور میں شنکا سے آیا ہوں۔ سردار شبالا نے مجھے اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے اور مجھ سے کہا ہے کہ جو کچھ میں کہوں وہ سکائی والوں کو تسلیم کر لینا چاہیے۔ اس نے کہا ہے کہ میں سکائی کے لوگوں کو بتا دوں کہ میں شبالا کا نائب ہوں اور شبالا کے نائب کی بات نہ ماننا موت کے مترادف ہے۔ میں ہر اس شخص کو قتل کر دوں گا

لیکن اس کے ساتھ ہی میں تمھیں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ میں یہاں ایسا کوئی ارادہ لے کر نہیں آیا جو کسی بھی صورت کسی کے لیے تکلیف دہ ہو۔ میں صرف ایک پیغام لے کر آیا ہوں اور اس پیغام کو جگہ جگہ پھیلاؤں گا۔ اب یہ تمھارا فرض ہے کہ مجھ سے تعاون کرو۔" وہ چند ساعت کے لیے خاموش ہوا اور پھر بولا۔

"سکائی کے باشندو! میں چاہتا ہوں کہ وہ شخص جو یہاں تمھاری نمائندگی کر سکتا ہے یا جسے تم بزرگ سمجھتے ہو اسے کہو کہ وہ یہاں تک آئے اور مجھ سے بات کرے۔ میں اس کا مہمان بننا پسند نہیں کروں گا۔ ہاں ہم لوگ اپنا کام انجام دیں گے اور واپس جہازوں پر چلے جائیں گے لیکن اگر ہم سے تعاون نہ کیا گیا تو ـــــ تو سکائی والو! اس کا اندازہ کر لو کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہر حالت میں تم لوگوں سے اپنے احکامات منوائیں۔ اب تم اس شخص کو بھیجو جو مجھ سے گفتگو کرنے کا خواہش مند ہو اور جسے تم لوگ اپنے لیے بہتر سمجھتے ہو۔"

سکائی کے باشندے ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے اور پھر ان سب کی نگاہیں حکیم ہاکو کی طرف اٹھ گئیں۔

تین چار افراد حکیم ہاکو کے پاس پہنچے اور انھوں نے اس سے کہا۔

"بزرگ و برتر شخص! قابلِ احترام انسان! بلاشبہ سکائی کے لوگ تیری فراست کے قائل ہیں، تیری ذہانت کو تسلیم کرتے ہیں، تجھے مانتے ہیں، تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں، چنانچہ آنے والوں سے ہماری جانب سے تو گفتگو کر۔ ہم سب مشترکہ طور پر تجھے اپنا نمائندہ قرار دیتے ہیں۔ تو ان سے پوچھ کہ یہ یہاں کیوں آئے ہیں اور کس لیے آئے ہیں؟ ان کا مقصد کیا ہے اور انھوں نے جو دھمکی آمیز الفاظ کہے ہیں ان کا مقصد کیا ہے؟ شبالا وقتی طور پر اس علاقے کا سردار بن گیا ہے لیکن اس کے یہ احکامات ہم لوگوں کے لیے بہت سخت ہیں۔ سکائی کے لوگ مرنا جانتے ہیں اور وہ موت سے کبھی نہیں گھبراتے۔ چنانچہ اے بزرگ! تو اس شخص کو بتا دے کہ اگر وہ سکائی کے خلاف کچھ برے ارادے لے کر آیا ہے، یہاں سکائی والوں کے خلاف کوئی ایسی حرکت کرنا چاہتا ہے جو ہمارے خلاف ہو ـــ تو بہرصورت انھیں اس کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑے گی۔" ایک نوجوان نے کہا۔

حکیم ہاکو نے سکائی کے پرجوش نوجوانوں کو دیکھا۔ ان کا عزم، ان کا حوصلہ ان کے دمکتے چہروں سے مترشح تھا۔ حکیم ہاکو کا سینہ فخر سے پھول گیا۔ یہ جھکنے والے لوگ نہیں تھے۔

خوش نصیب تھا ہاکو! ایسے بہادر ساتھیوں کا قرب حاصل تھا جو بہرصورت مرنا جانتے تھے۔

حکیم ہاکو پر ان لوگوں کے الفاظ کا اتنا اثر ہوا کہ وہ خوشی سے تمتما اٹھا اور پھر وہ پُروقار انداز میں آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور اس نے بھاری لہجے میں کہا۔

"آنے والے سردار! اگر تو سکائی والوں کے خلاف برے ارادے لے کر نہیں آیا تو ہم تجھے خوش آمدید کہتے ہیں۔ بے شک شبالا نے جس شخص کو اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے وہ اس صورت میں ہمارے لیے قابلِ احترام ہے کہ ان بستیوں کا انتظام حالات نے شبالا کے ہاتھوں میں دے دیا ہے اور اس وقت تک جب تک کہ شبالا کی حیثیت کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں ہو جاتا شبالا کے احکامات کی پابندی کی جانی چاہیے۔ چنانچہ ہم تجھے شبالا کے قاصد کی حیثیت سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ اگر تو چاہے تو ہم تیری مہمانداری بھی کریں گے لیکن شبالا کے مغرور نائب! کیا تجھے معلوم ہے کہ ان علاقے کے لوگوں کو کسی سخت بات سے جھکایا نہیں جا سکتا۔ شبالا کے نائب! اگر تو نے ان پر اپنی کوئی حیثیت مسلط کرنے کی کوشش کی تو تجھے اس میں بہت دقتیں پیش آئیں گی۔ ہم نہیں چاہتے کہ سکائی کی روایت کے خلاف آنے والوں کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کیا جائے جو تاریخ میں ایک بدنما حیثیت سے سامنے آئے۔

چنانچہ اگر تو دوست کی حیثیت سے گفتگو کرنا چاہتا ہے تو میں سکائی کے قاصد کی حیثیت سے تجھ سے بات کرنے کو تیار ہوں لیکن اگر اس کے برعکس تو سکائی کے نوجوانوں کو دھمکیاں دیتا ہے تو سن! ہم سب مرنا جانتے ہیں اور ہم مرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ تجھے اپنے ان الفاظ کی اور اپنی کسی بھی کوشش کی بھاری قیمت ادا کرنا ہوگی۔"

سردار داریکا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ وہ چند ساعت حکیم ہاکو کو دیکھتا رہا اور پھر دانت پیستا ہوا بولا۔

"بوڑھے شخص! میں ان الفاظ کو برداشت کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ تیری کمزور شخصیت کو دیکھ کر مجھے رحم بھی آتا ہے لیکن تیرے الفاظ سن کر خیال آتا ہے کہ تیری گردن اپنی تلوار کی نوک پر اٹھا لوں۔ کاش مجھے اس کی اجازت ہوتی لیکن سردار شبالا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنا مقصد لے کر وہاں جاؤں اور اسے پورا کروں اور اگر اس مقصد میں کوئی مداخلت کی جائے تب میں اپنی تلوار کا استعمال کروں۔ میں تیری ان ساری باتوں کو نظرانداز کر کے تجھے اپنی آمد کا مقصد بتانا چاہتا ہوں اور بوڑھے آدمی! اس بات کو ذہن میں رکھ کہ اگر میرا مقصد پورا نہ ہوا تو سکائی کے لوگوں کو بہت بھاری معاوضہ ادا کرنا ہوگا۔" سردار داریکا بھوکے شیر کی طرح غرا رہا تھا۔

"میں صرف تیرا مقصد جاننا چاہتا ہوں سردار داریکا۔" حکیم ہاکو نے سخت لہجے میں کہا۔

"اب سے کچھ عرصہ پہلے یہاں زیوراس آیا تھا۔ شنکایا کا سردار زیوراس جسے باغی سردار کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ وہ آج تک فرما کے نام کی زنجیر ہلا رہا ہے حالانکہ اس زنجیر کی کڑیاں چاروں طرف بکھر چکی ہیں۔ تو جانتا ہے کہ فرما کا وجود نہیں ہے۔ چنانچہ سردار شبالا سے بغاوت کا خواب دیکھنے والا زیوراس یہاں کس مقصد کے تحت آیا؟ اس بات کا ہمیں علم ہے اور نہ ہم اس بات کو جاننا چاہتے ہیں۔ ہمیں اس علاقے میں ہونے والی تمام سازشوں کی کوئی پروا نہیں کیونکہ جب ہم ان سروں کو ابھرتے دیکھیں گے تو ان سروں کو کچل کر سمندر کے اندر ڈبو دینا ہمارے لیے بہت آسان ہوگا۔ یہ الفاظ میں شبالا کے نائب کی حیثیت سے کہہ رہا ہوں اور ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن اس وقت میں جس مقصد سے آیا ہوں وہ تجھے بتانا چاہتا ہوں۔" شبالا کا نائب داریکا بولا۔

"وقت ضائع کیوں کر رہا ہے داریکا! جو بولنا ہے جلدی بول، جو کہنا چاہ رہا ہے صاف کہہ۔" حکیم ہاکو نے کہا۔

"زیوراس کا جہاز یہاں آیا، یہاں سے واپس پلٹا، ہم نے اس کی مکمل معلومات حاصل کیں۔ زیوراس خود کہاں ہے؟ کس مقصد کے تحت یہاں آیا یا یہاں سے کہیں چلا گیا؟ اس کے بارے میں ہمیں کوئی معلومات حاصل نہیں ہیں۔ البتہ یہاں سے جاتے وقت زیوراس کا جہاز مانگا جزیرے تک پہنچ گیا تھا۔ وہاں شاید اسے ضروریات کی چیزیں حاصل کرنی تھیں لیکن وہاں پہنچ کر زیوراس کے جہاز پر موجود لوگوں نے لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ انھوں نے مانگا بستی کے سردار تارس کو قتل کر دیا اور ساحل کے نزدیک بہت سارے مکانوں کو آگ لگائی پھر وہ وہاں سے چل دیے۔

زیوراس کے جہاز کے بارے میں یہ معلوم ہوا کہ وہ مانگا بستی میں لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کرنے کے بعد شنکایا پہنچا اور شنکایا پہنچنے کے بعد وہ پھر وہاں سے واپس چل پڑا اور ہم خود دیکھ رہے ہیں کہ زیوراس کا جہاز ساحل پر موجود ہے۔

ہم یہ بھی جاننا نہیں چاہتے کہ مختلف علاقوں سے آنے والے یہ جہاز جو سکائی کے ساحل پر لگے ہوئے ہیں کس مقصد کے تحت یہاں آئے ہیں اور

کیا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ہمارا کوئی پرواہ نہیں کرتے کہ ہم شہزادہ شبالا کی چھوٹی موٹی چیزوں کو کوئی حیثیت دینے کا قائل نہیں ہے۔ وہ خود دلیر انسان ہے اسے اپنی حیثیت برقرار رکھنے کے لیے بہت بڑا تعاون حاصل ہے اور وہ کسی بھی سازش سے خوفزدہ نہیں ہے۔ بہرصورت ہم اسی مقصد کے تحت آئے ہیں وہ یہ ہے کہ زیرداس اور اس اجنبی شخص کو اس عورت کے ساتھ اور جہاز کے پرزے سمیت گرفتار کر کے ہمارے حوالے کر دیا جائے تاکہ تباہی پھیلانے کا وقت دیے جانے کے بجائے پھر گرفتار کر لیا جائے۔ ہم انھیں اور اس کا قاتل اور شبالا کا قیدی بنا کر یہاں سے لے جائیں گے۔ ہم ان لوگوں کو گرفتار کرنا چاہیں گے اس لیے ہم ان کی حفاظت کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ انھیں اس وقت تک کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا جب تک کہ ان کا فیصلہ شبالا نہ کرے۔ چنانچہ قیدیوں کو ہمارے حوالے کر کے شبالا کی اطاعت کا اعلان کیا جائے۔ ہم صرف اسی مقصد کے تحت آئے ہیں۔"

"ہوں۔" حکیم ہاکو نے گردن ہلائی۔ پھر وہ آہستہ سے بولا۔ "سردار دریکا! بے شک زیرداس کا جہاز یہاں سے گیا تھا اور واپس بھی آ گیا ہے۔ اس میں موجود لوگ بھی یہاں اتر چکے ہیں لیکن یہ نہیں معلوم کہ راستے میں انھوں نے کیا کیا اور نہ ہی انھوں نے اس بات کا کوئی جواب دیا۔ رہی ان کے یہاں آنے کی بات تو علاقے کے جہاز آسانی سے پہنچ جاتے ہیں۔ ہم لوگوں سے ہر طرح بدلا نہیں لگا۔ یہ ہمارا انتہائی اعتقاد ہے کیونکہ علاقے کے باشندے ایک دوسرے سے بہتر رابطہ رکھتے ہیں اور خوش ہو گئے ہیں۔

رہی زیرداس اور جہاز کے عملے کی گرفتاری کی بات تو اس سلسلے میں، میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے مہلت دو۔ میں بستی کے چند سرکردہ افراد سے گفتگو کروں۔ انھیں تیرے آنے کا مقصد بتاؤں ۔۔۔ اور ان لوگوں سے تفتیش کروں۔ پھر اس بارے میں معلوم کروں کہ آیا انھوں نے سب کچھ کیا جو ان پر الزام لگایا گیا ہے۔ یا یہ صرف الزام ہے یا شبالا صرف زیرداس کی شہرت سے خوفزدہ ہو کر کوئی ایسی کارروائی کرنا چاہتا ہے۔ بہرحال بستی کے لوگوں نے اس کو تسلیم کیا تو میں زیرداس، اس اجنبی شخص کو جس کا تو نے ذکر کیا ہے اور جہاز کے دوسرے عملے کو تیرے حوالے کر دوں گا لیکن اگر بستی والوں نے اس کو نہ مانا تو پہلے میں تجھے اس کی اطلاع دوں گا اس کے بعد تو جو کارروائی بھی مناسب سمجھے کر سکتا ہے۔"

سردار دریکا جو حکیم ہاکو کی باتیں غور سے سن رہا تھا اور زیادہ برہم ہو گیا تھا شاید غصے ہی میں کچھ اور کہتا لیکن اس کے نزدیک کھڑے ہوئے ایک بوڑھے شخص نے جو خود بھی زرد رو تھا اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

سردار دریکا مڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر وہ دونوں آہستہ آہستہ سرگوشیوں میں کچھ باتیں کرتے رہے۔ تب حکیم ہاکو نے محسوس کیا کہ دریکا کے چہرے پر نرمی کے آثار ہیں۔ تب اس نے آہستہ سے گردن ہلائی اور کہنے لگا۔

"ہوں۔ سکالی بستی کے مالک، سکالی کے نمائندے تیرا نام کیا ہے؟" دریکا نرم لہجے میں بولا۔

"میں حکیم ہاکو ہوں۔"

"تو سن حکیم ہاکو۔ معلوم ہوتا ہے کہ زیرداس یہاں کا دانا شخص ہے اور شاید زیرداس کی طرح تو شبالا کا باغی بھی ہے جس کا اندازہ تیرے الفاظ سے ہوتا ہے۔"

"ہاں اس میں شک نہیں ہے دریکا۔ میں نہ صرف شبالا کا باغی ہوں بلکہ زیرداس کے حامیوں میں سے ہوں۔"

"بہرصورت حکیم ہاکو یہ تیرا ذاتی معاملہ ہے بہرحال شبالا نے اس سلسلے میں کوئی حکم نہیں دیا ورنہ میں تجھے بھی گرفتار کر کے شبالا کی خدمت میں لے جاتا اور اسے تیرے گستاخانہ الفاظ کے بارے میں بتاتا۔ میں اس بات پر تو توجہ نہ دوں گا ۔۔۔ لیکن آخری بار یہ الفاظ کہہ رہا ہوں کہ سکالی کے باشندوں کو میرا پیغام پہنچا دے کہ اگر وہ شبالا سے بغاوت کریں گے تو زندہ نہیں بچ سکیں گے۔ ہمیں ہر قیمت پر زیرداس چاہیے۔ ہم اسے یہاں سے لے کر جائیں گے۔ ہمیں اسی لیے یہاں بھیجا گیا ہے۔ رہی مشورے کی بات تو میرا خیال ہے اس کے لیے ایک رات کافی ہو گی۔ ساری رات میں تو سکالی بستی کے لوگوں کو جمع کر کے ان سے پوچھ لے وہ کیا چاہتے ہیں۔ سورج نکلنے کے بعد ہم اسی ساحل پر تیرا انتظار کریں گے۔ اس کے بعد دوسری کارروائی کا آغاز۔"

"ٹھیک ہے۔ میں پھر پیشکش کرتا ہوں کہ اگر تم چاہو تو سکالی کے مہمانوں کی حیثیت سے رات بسر کرو۔"

"نہیں۔ ہم تمہارے دوست نہیں ہیں حکیم ہاکو اس لیے مہمان بن کر نہیں رہ سکتے اور نہ ہی تیری پیشکش قبول کریں گے۔ ہم جا رہے ہیں۔"

اس شخص نے کہا اور پھر اپنے ساتھیوں کو دونوں ہاتھوں سے اشارہ کر کے واپس پلٹ پڑا۔ ان کا رخ ساحل پر لنگر انداز جہاز کی طرف تھا۔

حکیم ہاکو اور دوسرے لوگ جانے والوں کو دیکھتے رہے۔ میں لکڑی کے مینار سے ان لوگوں کی گفتگو با آسانی سن رہا تھا اور یہ گفتگو کافی حد تک تشویش ناک بھی تھی۔ بہرصورت میں اندازہ لگا چکا تھا کہ ایک خطرناک صورت حال پیدا ہو گئی ہے اور اس کے لیے میرے ذہن نے تیزی سے کام کرنا بھی شروع کر دیا تھا۔

میں سکالی والوں کو بہتری کا موقع فراہم کرنا چاہتا تھا اور اس کے لیے میں نے اپنے ذہن میں ایک بہترین منصوبہ ترتیب دے لیا تھا۔

چنانچہ جب کشتیاں واپس جہاز تک پہنچ گئیں تو میں نیچے اتر آیا۔ سکالی کے لوگ منتشر ہو چکے تھے۔

لیکن لکڑی کے مینار پر پہرا اور سخت کر دیا گیا تھا۔ میں نے انھیں ہدایت کی تھی کہ وہ رات کی تاریکی میں بھی ان لوگوں پر پوری ہوشیاری سے نگاہ رکھیں۔ جس کے بعد میں حکیم ہاکو کے پاس چل دیا۔

ہاکو نے زیرداس اور میری موجودگی کو تسلیم کرنے کے سلسلے میں کتنی جرأت کا ثبوت دیا تھا۔ ظاہر ہے اس بات سے انحراف کوئی معقول بات نہیں تھی کیونکہ جہاز کو ساحل پر صاف دیکھا جا سکتا تھا۔

تب ہم سب حکیم ہاکو کے مکان پر پہنچ گئے۔ سکالی کے پرجوش نوجوان میرے پیچھے پیچھے چل رہے تھے اور مجھ سے سوالات کر رہے تھے۔

میں نے حکیم ہاکو کو کچھ ہدایتیں دیں اور حکیم ہاکو رک گیا۔ تب اس نے چند نوجوانوں کو طلب کیا اور آہستہ سے بولا۔

"نوجوانو! تم نے دیکھا کہ زرد رو جانے کیا ارادہ لے کر آئے ہیں؟"

"ہاں ہم نے دیکھا بھی ہے اور محسوس بھی کیا ہے۔"

"تو پھر تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا ہم شبالا کی برتری تسلیم کر کے دانا کو نظر انداز کر دیں؟" ہاکو نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں۔" نوجوان پرجوش لہجے میں چلائے۔

"تو پھر تم ان لوگوں سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو؟"

"ہاں۔ ہم سب اپنا خون دینے کے لیے تیار ہیں۔"

"لیکن میں نہیں چاہتا کہ تم لوگ صرف خون بہاؤ۔ تم صرف اپنا خون نہیں بہاؤ گے بلکہ ان دشمنوں کا خون بھی بہاؤ گے۔"

"ہاں ہم عہد کرتے ہیں۔" نوجوان پرجوش لہجے میں بولے۔

"تو پھر نوجوانو! حکیم ہاکو اعلان کرتا ہے کہ اپنے اپنے گھروں میں جاؤ اور اپنے اپنے ہتھیار درست کر لو۔ اگر ہم جنگ کریں گے۔"

"ہاں ہم جنگ کریں گے۔" نوجوان چلائے۔

"آج اگر ہم نے زیرداس کو ان کے حوالے کر دیا تو وہ دوبارہ کسی بھی شخص کو طلب کر کے ہماری بے عزتی کر سکتے ہیں۔" حکیم ہاکو نے کہا۔

"حکیم ہاکو ہم تیرے احکامات کی پابندی کریں گے۔ ہم تیرا پیغام بستی کے گھر گھر پہنچا دیں گے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تیرے سامنے ایک بہترین فوج پیش کریں گے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ دشمن کے لیے ہم خوفناک ثابت ہوں گے اور صبح ہم ان لوگوں کو ان کے تحت الثریٰ میں پہنچا دیں گے۔"

"تو ٹھیک ہے نوجوانو تم ساری رات ہوشیار رہنا اور صبح کو تمہیں ایک مضبوط فوج کی طرح تیار رہنا چاہیے۔"

"ایسا ہی ہو گا حکیم ہاکو ایسا ہی ہو گا۔" جوانوں نے کہا اور پھر واپس چل پڑے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم چند با عزت لوگوں کے ساتھ فوما کے پاس موجود تھے۔

فوما تشویش ناک نگاہوں سے ہمیں دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے سنجیدگی سے مجھے دیکھا اور آہستہ سے بولا۔

"کیا ارادہ ہے سعود؟"

"خطرناک بات ہے فوما۔"

"معلوم ہوا کہ وہ لوگ یہاں کیوں آئے ہیں؟ ان کا مقصد کیا ہے؟"

"ہاں سپہ سالار کا مقصد زیرداس اور مجھے گرفتار کر کے شبالا کے پاس لے جانا ہے۔" میں نے بتایا۔

"اوہ۔" فوما کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ پھر اس نے میری طرف گہری نگاہوں سے دیکھا اور بولا۔

"کیا خیال ہے سعود؟ اب تیرا ذہن کیا کہتا ہے؟"

"میں نے کہا تھا نا فوما کہ اگر تم معاملات کو صرف میرے اوپر چھوڑ دو گے تو میں خود ان لوگوں سے نمٹ لوں گا۔ باقی اگر کسی اور کے ذہن میں کوئی بہتر تجویز ہو اور وہ کوئی مناسب راستہ دے سکے تو میں اس کا خوش دلی سے ساتھ ہی خیر مقدم کروں گا۔"

"اوہ سعود یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ میرا اپنا خیال ہے کہ ہم مکمل طور سے تیرے اوپر بھروسہ کرتے ہیں۔ اگر تو کسی منصوبے پر عمل کرنے کے لیے کوئی تجویز پیش کرتا ہے تو میرا خیال ہے اس کے بعد اس سے بہتر صورت حال کوئی اور نہیں ۔۔۔ کہ ہم سب تجھ پر بھروسہ کریں۔ میں ایک بار پھر تجھ پر اعتبار کرتے ہوئے یہ بات کہتا ہوں کہ تو اس سلسلے کو جس طرح چاہے نمٹا۔ ہم سب تیرے معاون تو ہوں گے لیکن کسی بھی سلسلے میں تیرے کام میں مداخلت نہیں کریں گے تیرے منصوبوں میں رکاوٹ نہیں ڈالیں گے۔" فوما نے کہا۔

"شکریہ فوما!" میں نے فوما کی اس جرأت کا احترام کیا۔ حالانکہ اس میں میرا ذاتی مفاد کچھ نہ تھا لیکن بہرصورت میں جو کچھ بھی کر رہا تھا ان کے لیے کر رہا تھا اور پھر جب فوما نے کوئی بات کہہ دی تو کسی کی مجال بھی نہ تھی کہ فوما کی بات پر کوئی بات حاوی کرنے کی کوشش کرتا۔

میں نے جو کچھ سوچا تھا اس کا اظہار کرنا مناسب ہی تھا یہ سوچ کر میں نے حکیم ہاکو کو مخاطب کیا۔

"تو سعود تو کیا کرنا چاہتا ہے؟" حکیم ہاکو نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"حکیم ہاکو وہ لوگ مجھے، زیرداس اور جہاز کے عملے کو طلب کر رہے ہیں نا؟"

"ہاں۔" حکیم ہاکو نے جواب دیا۔

"زیرداس کا جہاز ہمارے پاس موجود ہے؟"

"ہاں ہے۔"

"لیکن جتنے لوگ واپس جا چکے ہیں ان کے بارے میں اس شخص کو بتانا ہو گا جس کا نام دریکا ہے۔ ہم اسے کھلی چھٹی دیں گے کہ وہ اگر چاہے تو بستی میں ان لوگوں کو تلاش کرے۔ اس کے ساتھ غلط بیانی سے کام نہ لیا جائے گا اور پھر حکیم ہاکو ہمیں ان لوگوں کے حوالے کر دیا جائے۔"

"کیا مطلب سعود؟" حکیم ہاکو مضطربانہ انداز میں اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ دوسرے لوگوں کے منہ تعجب سے کھل گئے تھے۔ تب فوما کی حالت عجیب سی ہو گئی تھی۔ تب اس نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"افسوس افسوس! ہم وعدہ کر چکے ہیں سعود کہ تیرے کسی معاملے میں دخل نہیں دیں گے لیکن سعود تو بتا کہ یہ کیسی ترکیب ہے۔ اس سے کیا ہو گا؟ ہمارے لیے یہ ایک انتہائی صبر آزما امتحان نہیں ہے کہ ہم اپنے محسن کو دشمن کے حوالے کر دیں۔ سعود تو ہمیں بتا کیسی آزمائش میں تو ہمیں ڈال رہا ہے۔"

"فوما میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ اگر تو میرے معاملات میں مداخلت نہیں کرے گا تو قائم رہ۔ میں اس سلسلے میں تمہیں کوئی بات بتانے سے قاصر ہوں لیکن میں جو کچھ کر رہا ہوں اس پر پوری ایمانداری سے عمل کیا جائے

جس طرح کرایں کہہ رہا ہوں۔ میں تمھیں اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ ان لوگوں کو عبرتناک شکست دی جائے گی اور ممکن ہے ہماری جنگ کی ابتدا اسی طریقے سے ہو۔" میں نے کہا اور ان کے چہرے چمک اٹھے۔

"وہ اس کا مطلب ہے تیرے ذہن میں کوئی خاص منصوبہ ہے؟" نوکے کسی قدر پر امید لہجے میں کہا۔

"ہاں خدا کا شکر ہے میں خود دشمن کے رحم و کرم پر چھوڑ کر تم لوگوں کو جانی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سب ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے۔ تب نوکے نے کہا۔

"ٹھیک ہے حکیم ہاکو سوتا کے احکامات کی تعمیل کی جائے۔"

"صبح کو۔" میں نے کہا۔

حکیم ہاکو کو میں بلانے لگا تھا پھر میں نے کہا۔

صبح کو تم دوارکا سے ملاقات کرو گے حکیم ہاکو اور اسے بتاؤ گے کہ تم اس کی شرائط سے اتفاق کرتے ہو۔ دوسری طرف رات بھر جاگے ہوئے اور ہوش میں آئے ہوئے سرکانی کے باشندوں کو خاموش کرنا مقصود ہے۔ ان سے کہا جائے کہ جنگ ضرور ہوگی لیکن اس کے لیے انھیں چند ساعت انتظار کرنا ہوگا۔ انھیں تیار رہنا ہے کہ ساعت ضروری ہے حکیم ہاکو۔ ورنہ صورت حال بگڑ بھی سکتی ہے۔" میں نے حکیم ہاکو کو ہدایت کی۔

"ہاں یہ بے شک مشکل کام ہے۔ وہ لوگ جس انداز میں بپھرے ہوئے نوجوان ہے تھا اس سے احساس ہوتا تھا کہ وہ فوری طور پر جنگ چاہتے ہیں لیکن بہرصورت میرا خیال ہے میں انھیں سنبھال لوں گا۔ اس کے لیے ہمیں چند لوگوں سے کام لینا ہوگا۔"

"چند لوگوں سے تمھاری مراد کیا ہے حکیم ہاکو؟" میں نے پوچھا۔

"میں تمھیں بتا رہا تھا سوتا، مقصد میرا یہ تھا کہ اگر دوارکا تیار ہو جائے مطلب یہ ہے کہ اگر وہ تم لوگوں کو گرفتار کرائے تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ اس بارے میں تمھاری کیا رائے ہے سوتا؟" حکیم ہاکو نے پوچھا۔

"جتنے لوگ یہاں موجود ہیں حکیم ہاکو، جنگ کی شروعات کے لیے میرا مقصد ان پانچ افراد سے ہے جو یہاں موجود ہیں اور میں جنگ میں شامل ہے تو ان لوگوں کو اور مجھے دوارکا کے حوالے کر دیا جائے۔"

"وہ ٹھیک ہے۔ جنگ کی تیاری کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"ہرگز نہیں۔ دوارکا کو بہرصورت مطمئن رکھا جائے۔"

"شمانہ۔ وہ اس لڑکی کا بھی مطالبہ کر رہے ہیں۔"

"شمانہ۔ ہاں وہ میرے ساتھ جائے گی۔" میں نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جیسی تمھاری مرضی لیکن ہم انتہائی تشویش میں مبتلا رہیں گے۔" حکیم ہاکو نے کہا۔

"میں اس سلسلے میں تمھاری کوئی مدد نہیں کر سکتا حکیم ہاکو۔" میں نے کسی قدر درشت لہجے میں کہا۔

بلاوجہ بے تو فضول باتیں کر کے میرا ذہن بھی پراگندہ کر رہے تھے۔

بہرصورت نوکے نے دوسرے لوگوں کو اشارہ کیا اور سب خاموشی سے اٹھے تب ہم اپنی رہائش گاہ کی طرف چل پڑے۔ رات کو شمانہ نے مجھ سے اس بارے میں سوال کیا۔ وہ خود بھی خاصی تشویش زدہ نظر آ رہی تھی۔ اس نے مجھے بتایا۔

"یہی کاشت کرنے سے پہلے یہ نوجوان بڑی طرح جوش و خروش میں بھرے ہیں۔ وہ سب کے سب اپنے ہتھیار تیار کر رہے ہیں اور انھوں نے دادوں سے مقابلہ کرنے کے لیے پورے طور سے تیاریاں۔"

"ہاں شمانہ ان لوگوں کو جنگ کرنا ہے۔"

"لیکن تم نے کیا کیا؟ صبح کو دوارکا سے کیا بات طے کی جائے گی؟"

"ہم لوگوں کو دوارکا کے حوالے کر دیا جائے گا۔" میں نے کہا۔

"کیا مطلب؟" شمانہ تعجب سے بولی۔

"ہاں شمانہ۔ ہم سب خود گرفتاری کے لیے پیش کر رہے ہیں۔ اس میں تم بھی شامل ہوگی۔"

"اوہ سوتا۔ تو بات کے اس کے بارے میں بات کرنا مجھے کوئی حق نہیں اور نہ ہی میں کوئی سوال کرنا چاہتی ہوں کیونکہ مجھے اس سلسلے میں کوئی تشویش نہیں لیکن اگر میں تجھ سے یہ پوچھوں کہ کیا اس بارے میں تیرا کوئی خاص منصوبہ ہے تو کیا مجھے اس بات کو پوچھنے کا حق ہے؟" شمانہ سہمے ہوئے پر وقار لہجے میں بولی۔

"ہاں کیوں نہیں شمانہ۔" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر مجھے بتا۔"

"اس بارے میں شمانہ، کیا تیرا مقصد دوارکا کی گفتگو کی فوری باتوں سے ہے یا گرفتاری سے؟"

"میرا مقصد گرفتاری کے بارے سے ہے سوتا۔ ہم خود گرفتاری کے لیے کیوں پیش کر رہے ہیں؟"

"شمانہ انھیں انتہائی ذہانت سے یہ سب کچھ کرنا ہے۔ اگر ہم ساحل پر کھڑے ہوئے جہازوں سے یہ فاصلہ حل کر لیتے ہیں تو سرکانی کے معصوم باشندوں کو کافی تکالیف سے دوچار ہونا ہوگا۔ انھیں کافی نقصانات اٹھانا پڑیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان لوگوں پر کوئی ایسی ضرب لگاؤں جو ان کی توقع کے خلاف ہو اور اس کے لیے میں سرکانی والوں کو تیار ہونے کا پورا پورا موقع دینا چاہتا ہوں۔ ایک رات ان لوگوں کی تیاری کے لیے کافی نہیں ہے۔"

"ہاں سوتا۔ ایک رات میں جنگی قوموں کو تیار کرنا بڑا مشکل ہے۔"

"اسی لیے شمانہ میں چاہتا ہوں کہ انھیں اچھا خاصا وقت مل جائے تاکہ وہ اپنا قیمتی وقت تیاریوں میں صرف کر سکیں اس کے بعد ہم ان لوگوں سے جنگ کریں گے۔ میں جنگ میں ذرا سی تبدیلی چاہتا ہوں اور یہ سارا کھیل اسی لیے چاہتا ہوں۔"

"تو بہت ذہین ہے سوتا۔" شمانہ خوشی سے بولی پھر اس نے

آگے بڑھ کر اپنے نرم اور خون کی طرح سرخ اور گرم ہونٹ میرے ماتھے پر رکھ دیے اور میں ہر شخص کی اس لذت کو محسوس کرنے لگا۔ "لیکن یہ سب کچھ ہو گا کیسے؟" وہ پیار سے میرے شانے پر اپنا سارا بوجھ ڈالتی ہوئی بولی۔

"تو دیکھتی رہ شمانہ یہ سب کیسے ہو گا۔"

"ویسے تو مجھے یقین ہے سوتا کہ تو جو کچھ سوچے گا بہترین سوچے گا جو کچھ کرے گا نہایت ذہانت سے کرے گا۔ بس ذرا سی ذہنی تشویش تھی۔ تاہم مجھے اس بات کی کوئی پروا نہیں ہے میں تو خود گرفتاری کے لیے پیش کرنے کو تیار ہوں۔"

"مجھے یقین ہے شمانہ ایسی ہی کیا بات ہے۔ میں نے تمھاری موجودگی کے بغیر ہی حکیم ہاکو سے کہہ دیا تھا کہ میرے ساتھ شمانہ بھی خود کو گرفتاری کے لیے پیش کرے گی۔ ہاں ایک بات میں تم سے کہوں گا۔"

"کیا سوتا؟"

"کیا تو خود کو جنگ کے لیے تیار پاتی ہے؟"

"اوہ سوتا اگر تو ساتھ ہو گا تو جنگ کیا میں دشمنوں کو قتل کرنے میں کسی جھجک یا خوف اور مہارت کا ثبوت دیتی ہوں۔"

"مجھے یقین ہے شمانہ جب میں تیرا دشمن تھا تو تو نے میرے سلسلے میں بھی بہت کچھ کیا تھا وہ تو میری خوش قسمتی تھی کہ میں بچ گیا۔" میں نے کہا اور شمانہ نے اپنا سر میرے سینے پر رکھ دیا۔ میرے دونوں ہاتھوں نے اس کی کمر کے گرد ہار بنا لیا تھا۔

"مجھے بار بار وہ منحوس لمحات یاد دلا کر سوتا مجھے شرم آتی ہے اور افسوس بھی ہوتا ہے۔"

"اس میں افسوس کی کیا بات ہے شمانہ۔ جب تک میں تمھارا دشمن تھا تمھاری کارروائیاں درست تھیں۔" میں نے شمانہ کو چڑایا۔

"نہیں سوتا نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ تمھیں پتہ ہے میں نہ جانے کیوں ایسے انداز میں سوچتی ہوں۔ اگر اس وقت تجھے تمھیں خواہش بھی ہو جاتا تو میں شاید یہ احساس ہونے کے بعد زندگی بھر خود کو معاف نہ کر سکتی۔"

دوسری صبح سورج نکلتے ہی کھڑے جہازوں سے کشتیاں چل پڑیں۔ ہم سب جاگ رہے تھے میں نے حکیم ہاکو کو قریب بلایا۔ نوکے بھی رخصت ہو رہے گئے تھے۔ نوکے اس بارے میں کوئی تفصیل نہیں بتائی گئی تھی۔ تب حکیم ہاکو سے میں نے کہا۔

"حکیم ہاکو میں تمھیں صرف چند چیزیں بتاؤں گا بعد میں حالات تم خود دیکھ لینا۔ دراصل میں ایسے حالات پیدا کرنا نہیں چاہتا کہ تم سب تجسس کی وجہ سے میں نے یہ تفصیل تمھیں نہیں بتائی ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ حالات کے بارے میں مجھے خود بھی اندازہ نہیں ہے کہ وہ کون سا رخ اختیار کریں گے۔

بہرصورت میں خود کو گرفتاری کے لیے پیش کر رہا ہوں۔ میرے ساتھ جو لوگ ہیں وہ بھی میرے منصوبے میں شریک ہوں گے۔ میں بہت جلد

واپس آؤں گا اس دوران سرکانی کے باشندوں کو جنگ کے لیے تیار کرنا تمھارا کام ہوگا۔ انھیں جنگ کے لیے مکمل طور سے تیار کر لو اور اس کے بعد یہ جہاز کھڑے ہوئے ہیں میری مراد ان جہازوں سے ہے جو ہماری ملکیت ہیں انھیں پوری طرح تیار رکھو۔ میں کوشش کروں گا کہ تقریباً ایک یا ڈیڑھ دن انھیں خود میں الجھائے رکھوں اور پھر جب میں واپس آ جاؤں تو مجھے تیاریاں مکمل ملنی چاہئیں۔ بعد کے حالات جو کچھ بھی ہوں گے اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ ان کے بارے میں پہلے سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہرصورت میرا خیال ہے تم مطمئن ہو گئے ہو گے۔"

"اوہ سوتا۔ تیرے ذہن میں کوئی عظیم منصوبہ کام کر رہا ہے جسے میں سمجھ رہا ہوں لیکن میرے عزیز دوست اگر صورت حال تیرے منشا کو میں نہ آ سکی تو؟"

"حکیم ہاکو تو مجھے بہرحال جس صورت حال پر بھی عمل کرنے کا تہیہ کر لیتا ہوں وہ بہرصورت میرے قابو میں ہوتی ہے۔ اس وقت بھی میں تمھیں یقین دلا رہا ہوں کہ جو کچھ کہہ رہا ہوں وہی ہو گا اس سے ایک بھی چیز مختلف نہ ہوگی۔"

"تیرے لہجے کی صداقت اس بات کا یقین دلاتی ہے سوتا کہ تو جو کچھ کر رہا ہے وہی کرے گا۔" حکیم ہاکو نے کہا۔

"ہاں حکیم ہاکو۔ میں ان لوگوں کو عبرتناک شکست دینا چاہتا ہوں یہ جہاز جب سامنے تھے میں ہوں گے اور اس کے بعد۔۔۔۔ اس کے بعد تم دیکھو گے حکیم ہاکو سردار دوارکا اور اس کے تمام ساتھیوں کے سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔ میں اپنے منصوبے پر عمل کرنے کا پورا پورا ارادہ رکھتا ہوں۔ تم دوارکا کے کہنے پر مجھے گرفتار کر کے اس کے سامنے پیش کر دو۔"

"ان کی کشتیاں جہازوں سے چل پڑی ہیں۔" حکیم ہاکو نے کہا۔

"ہاں وہ تھوڑی دیر کے بعد ساحل پر پہنچ جائیں گے تب تم مجھے اس کے سامنے پیش کر سکتے ہو۔"

"ٹھیک ہے۔" حکیم ہاکو نے کہا لیکن اس کی آنکھوں میں اضطراب کے آثار تھے لیکن میں نے اب اس کی طرف توجہ دینا چھوڑ دی تھی۔ میں اپنا کام بہرصورت اپنی مرضی کے مطابق کرنا چاہتا تھا اور پر تعیش حرکات کرنا تو نا زک بھی نہیں ہونا چاہیے۔ کم از کم میرا تو یہی خیال تھا۔

بہرصورت کشتیاں ساحل پر پہنچ گئیں۔ سردار دوارکا اور دوسرے افراد بھی کافی تعداد میں کسی طور پچاس پچپن سے کم نہ ہوں گے۔ سب ساحل پر اتر آئے اور

پھر سردار دریکا اپنے تین آدمیوں کے ساتھ آگے بڑھا جن کے ساتھ پچھلی شام اس نے ہم لوگوں سے گفتگو کی تھی۔ حکیم بالو دریکا کی پیشوائی کے لیے موجود تھا۔

نوجوانوں کو روکنے کے لیے باقاعدہ انتظام کیا گیا تھا۔ یہ سب کچھ حکیم بالو کی کارروائی تھی۔ نہ جانے اس بے چارے نے کن کن مشکلوں سے یہ سب کچھ کیا تھا اور اس وقت ساحل پر ہم چند افراد کے سوا کوئی نہ تھا۔ نوجوان پرجوش ہوتے ہیں جذباتی ہو سکتے ہیں اس لیے انھیں ساحل سے دور ہی رکھا گیا تھا۔ تب دریکا سینہ تانے آگے بڑھا اور حکیم بالو کے مقابل پہنچ گیا۔

"سکائی کے مدبر مجھے یقین ہے کہ تم نے تدبر سے کام لیا ہوگا اور کوئی جذباتی سوچ نہیں ہوگی۔" وہ بلند آواز میں بولا۔

"ہاں میں نے جو کچھ سوچا تھا سوچ چکا ہوں۔" حکیم بالو نے جواب دیا۔

"ہاں آ، میں اس کے سننے کا منتظر ہوں کہ کیا جواب ہے تیرا اور جو میں شبالا کو دوں۔"

"شبالا۔" حکیم بالو نے بھاری آواز میں کہا۔ "بہرصورت وہ جس طرح بھی ہماری قسمتوں کا مالک بن چکا ہے۔ ہم اس سے بغاوت کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ ہم اسے دل سے پسند نہیں کرتے۔ چونکہ وہ تم زرووں کی تخلیق ہے۔

بہرصورت اس سے تعاون کرتے ہوئے اور تم سے تعاون کرتے ہوئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ان لوگوں کو تمھارے حوالے کر دیں جو اس وقت زرواس کے جہاز میں موجود تھے جب تاراس پر حملہ کیا گیا۔"

"تو زرواس کہاں ہے؟"

"زرواس تو کبھی کا واپس جا چکا ہے۔" حکیم بالو نے جواب دیا۔

"ناممکن۔ یہ غلط ہے۔"

"بالکل ممکن ہے ذرا بھی غلط نہیں ہے۔ تم جس وقت شکایا واپس جاؤ تو زرواس کے بارے میں معلوم کر سکتے ہو۔ اگر وہ وہاں نہ ہو تو تم دوبارہ واپس آ کر ہم سے اس کا مطالبہ کر سکتے ہو۔" حکیم بالو نے کہا۔

"لیکن زرواس کا جہاز تو یہاں موجود ہے۔"

"ہاں۔ زرواس اپنا جہاز یہاں چھوڑ گیا ہے۔ وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ گیا ہے جن کا ارادہ اس کا کوئی کام ہوگا جس کے بارے میں ہمیں قطعی کوئی علم نہیں ہے۔"

"اوہ۔ لیکن میں اس انوکھے شخص کو چاہتا ہوں جس کے بارے میں سنا گیا ہے کہ وہ بے حد طاقتور ہے اور اس کا بدن سنہرے لحات کی مانند چمکتا ہے۔ اس کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی جو بے حد خوبصورت تھی اور اس لڑکی نے جنگ کے سردار تاراس کو قتل کیا تھا۔"

"ہاں وہ دونوں موجود ہیں اس کے علاوہ زرواس کے وہ پانچ آدمی بھی جو اس وقت جہاز میں موجود تھے جب جہاز کا لنگر تاراس کے پہنچا تھا۔"

"ہوں۔ لیکن اس بات کا کیا ثبوت ہے حکیم بالو کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ درست ہے۔ ہو سکتا ہے تم نے چند لوگوں کو ہمارے حوالے کرنے کا ارادہ کیا ہو اور باقی لوگوں کو پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو۔"

"دیکھو دریکا سکائی بستی کے نوجوان بہت پرجوش ہیں لیکن جوشیلے نوجوانوں کے جوش کو ٹھنڈا کرنے میں بزرگوں کا تدبر کام آتا ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ ان نوجوانوں کو تمھارے مقابل نہ آنے دوں کیونکہ یہ نفس بغاوت کے مترادف ہوگا اور میں نہیں چاہتا کہ سکائی کے نوجوان شبالا کے قہر کا شکار ہوں۔ چنانچہ میں نے تم سے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل درست ہے اگر میں تم سے کوئی فریب کرنا چاہتا تو ان لوگوں کو بھی پوشیدہ رکھ سکتا تھا لیکن میں خلوص دل کے ساتھ انھیں تمھارے حوالے کر رہا ہوں۔ اگر انھوں نے شبالا سے کوئی غداری کی ہے تو ان کا اور شبالا کا معاملہ ہے۔ یہ لوگ خود گرفتاری کے لیے پیش کرنے پر تیار نہیں تھے۔ یہاں ان کے چند حمایتی بھی موجود تھے جو ان کا ساتھ دینا چاہتے تھے اور ان کا ساتھ دیتے ہوئے بڑی مخالفت پر اتر آئے تھے۔

لیکن میں نے نوجوانوں کو ٹھنڈا کیا۔ تھوڑا فائدہ حاصل کرنے کے لیے میں نے ان لوگوں کو قربان کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔"

اور یہ فیصلہ میں حکیم بالو کی چالاکی پر مسکرا دیا۔ کافی اچھا انداز تھا اس کا۔ کوئی بھی شبہ نہیں کر سکتا تھا اس پر۔

حکیم بالو کچھ اور بھی کہہ رہا تھا اور میں نے اپنا ذہن پھر اسی کی طرف لگا دیا۔ وہ کہہ رہا تھا۔

"بہرصورت وہ تمھارے قیدی ہیں تم انھیں لے جا سکتے ہو۔ ہاں اگر تمھیں میری بات کا یقین نہ ہو تو پھر اپنے ذرائع سے کام لیتے ہوئے پوری بستی کھنگال ڈالو۔ میں تمھیں اجازت دیتا ہوں کہ جس طرح چاہو معلومات حاصل کر لو کہ کیا میری بات غلط ہے۔ اگر تو میری بات درست ثابت ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ تم جو چاہو کرنے کے حقدار ہو۔

البتہ میں تمھیں صرف اتنا بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر اس تلاش کے دوران کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آ جائے تو اس کی ذمہ داری پوری بستی پر نہیں ہوگی۔"

دریکا پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ جو کام آسانی سے ہو رہا تھا اس کے لیے مشکلات میں پڑنا کیا معنی رکھتا ہے۔ بلاشبہ وہ خونخوار شخص تھا شبالا کا پروردہ۔ وہ چاہتا تھا کہ سکائی کے لوگوں کو نقصان پہنچائے لیکن بہرصورت وہ احکامات سے بھی مجبور تھا اور پھر یہ بات بھی تھی کہ اس کے آدمی سکائی کے لوگوں کے مقابلے پر آتے تو کتنا خون ہوتا کہ کچھ افراد سکائی کے قتل ہوتے تو کچھ اس کے بھی قتل ہوتے اور وہ اس قسم کی کوئی جنگ نہیں چاہتا تھا۔ وہ اس جنگ سے جان بچانا چاہ رہا تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد بولا۔

"ٹھیک ہے بزرگ شخص میں تیری بزرگی کا احترام کرتے ہوئے تیری بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ لاؤ وہ لوگ کہاں ہیں انھیں میرے حوالے کر دے۔"

"قیدیوں کو لایا جائے۔" حکیم بالو نے کہا۔ اور بشک، اس کے چار آدمی، میں اور شمانہ دریکا کے سامنے پہنچ گئے۔

دریکا نے ان لوگوں پر ایک نگاہ ڈالی اور ایک بوڑھا شخص اس کے سامنے جھک گیا۔

وہ دریکا کو ہمارے بارے میں بتا رہا تھا تب دریکا نے مجھے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہوں۔ یہی وہ شخص ہے اور اس کی ساتھی لڑکی بھی درست ہے اور تم۔" اس نے بشک کی طرف دیکھا۔

"اس وقت تم شاید اس جہاز کے نگران تھے؟" اور میں حیران رہ گیا کہ اس شخص کو یہ بات کیسے معلوم ہے۔ لیکن پھر ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا۔

"ہاں۔ اس وقت یہ اس جہاز پر موجود تھا۔ میں نے خود ان سب کو دیکھا تھا۔"

میری سمجھ میں بات آ گئی۔ وہ بوڑھا شخص ہم لوگوں کو پہچانتا تھا۔ بہرصورت ہمیں اس سے کوئی غرض نہ تھی۔ ہم تو خود کو گرفتاری کے لیے پیش کر چکے تھے اور اب آسانی سے گرفتار ہو جانا چاہتے تھے۔

"دیکھو ان لوگوں کے پاس کوئی ہتھیار وغیرہ تو نہیں ہے۔" دریکا نے اپنے آدمیوں سے کہا اور چند آدمی ہمارے نزدیک پہنچ گئے۔ انھوں نے ہمارے بدن ٹٹولے۔

ہمارے پاس کچھ تھا ہی نہیں جس پر ان لوگوں کو اعتراض ہوتا۔ چنانچہ ہمارے ہاتھوں میں رسیاں ڈال دی گئیں۔

موٹی رسیوں سے میرے اور شمانہ اور دوسرے افراد کے ہاتھ باندھ دیے گئے تھے۔ بالو کے چہرے پر شدید اضطراب کے آثار تھے۔ بشک بھی پریشان نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا لیکن بہرصورت کچھ بولا نہیں۔ وہ سب میری ہدایت پر عمل کر رہے تھے۔

تب ہمیں کشتیوں کی طرف لے جایا گیا۔ دریکا حکیم بالو کی طرف رخ کر کے بولا۔

"ٹھیک ہے اے مدبر شخص تیرا فیصلہ نہایت مناسب ہے اور میں تیرے اس تعاون کی اطلاع بھی شبالا کو دوں گا۔ میں خوش ہوں۔"

بالو نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ میں صرف ایک بات کا اندازہ کر رہا تھا اور مجھے خوشی ہوئی یہ دیکھ کر کہ ہم سب کو ایک ہی کشتی میں سوار کیا گیا اور یقیناً یہ کشتی ایک ہی جہاز تک جانے والی تھی۔

اگر وہ ہمیں منتشر کرتے اور مختلف جہازوں میں منتقل کرتے تو شاید مجھے اپنے کام میں بے حد دشواری پیش آتی۔

لیکن اس وقت خوش قسمتی نے ساتھ دیا تھا سو ہم سب کو ایک ہی جہاز پر منتقل کیا گیا۔ رسیوں کی سیڑھی ہمارے لیے ڈالی گئی اور ہم کشتیوں سے جہاز میں چلے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد ہم قیدیوں کی حیثیت سے جہاز میں موجود تھے۔

کشتیاں جہاز پر چڑھا لی جانے لگیں۔ غالباً وہ اسی وقت واپس جانے کا ارادہ کر رہے تھے۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد جہازوں نے لنگر اٹھا لیے ان کا رخ شکایا کی طرف تھا۔

کنارے پر کھڑے حکیم بالو اور دوسرے اشخاص حسرت کی نگاہوں سے ہمیں دیکھ رہے تھے۔

حکیم بالو کی سمجھ میں نہیں آیا تھا اب میں جبکہ قیدی کی حیثیت سے ان کے جہاز میں پہنچ چکا ہوں کیا ایسی ترکیب یا عمل کروں گا جس سے بازی پلٹ سکے۔ یہ بات ان کے سمجھنے کی نہیں تھی لیکن بہرصورت میں بغور جہاز کا جائزہ لے رہا تھا۔

❋

ہم سب کو ایک بند جگہ پر لے جا کر بٹھا دیا گیا۔ بند جگہ اس لیے منتخب کی گئی تھی کہ ہم پر نگاہ رکھی جا سکے۔ وہ ہمارے ساتھ برا سلوک کرنا چاہتے تھے۔ اگر وہ ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا ارادہ رکھتے تو شاید ہمیں کسی سایہ دار جگہ پر بٹھایا جاتا جہاں ہمیں سورج کی تپش تکلیف نہ پہنچاتی لیکن ان کا ایسا کوئی ارادہ نظر نہیں آ رہا تھا۔

بہرصورت اس سے کیا فرق پڑتا تھا۔ انھوں نے اپنی دانست میں یہ ایک شدید کام کیا تھا لیکن میں نے محسوس کیا کہ یہ صورت حال میرے لیے کافی سودمند ہے میں اس بند جگہ بیٹھ کر جہاز کا پوری طرح سے جائزہ لے سکتا تھا۔

بشک گردن لٹکائے بیٹھا تھا اور اس کے ساتھی بھی خاموش تھے۔

ان کے چہروں پر کافی عجیب سے تاثرات تھے۔

شمانہ البتہ ٹھیک تھی۔ وہ کسی بھی آنے والے وقت سے خوفزدہ نہیں تھی۔ وہ کئی بار مسکرا چکی تھی۔ میں نے اسے دل ہی دل میں سراہا اور بولا۔

"شمانہ! کیا تم خوفزدہ نہیں ہو؟"

"میں؟" شمانہ روٹھے ہوئے انداز میں بولی۔ "جس جگہ تمھارا سایہ پڑ رہا ہو وہاں میں خوفزدہ ہو سکتی ہوں؟"

"ٹھیک ہے شمانہ۔" میں نے مسکرا کر جواب دیا اور خاموش ہو گیا۔

شمانہ چند ساعت میرے چہرے کو دیکھتی رہی اس کے بعد میرے ہاتھوں کی طرف۔ پھر وہ میری طرف جھک کر سرگوشی کے سے انداز میں مسکراتی ہوئی بولی۔

"میں جانتی ہوں ہوتا یہ رسیاں ہم جیسے لوگوں کے لیے تو بہت کچھ ہیں لیکن تمھارے لیے شاید کچھ بھی نہیں۔"

"اوہ شمانہ۔ خاموش رہو۔"

"مسیحا میں کیوں خاموش رہوں؟ کیا میں تیری ساتھی نہیں ہوں؟ تیری رازدار نہیں ہوں؟ تیرے رازوں میں شریک نہیں ہو سکتی ہوں؟"

"ضرور ہو سکتی ہو شمانہ لیکن اس وقت میں کچھ سوچ رہا ہوں۔"

"کیا؟ مجھے بتا۔"

شمانہ ضد پر آمادہ تھی۔ میں نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ اس کی یہ ضد بہرحال مجھے بری نہیں لگی تھی۔ اس کے انداز میں بڑا عجیب سا تھا۔ چنانچہ میں نے کہا۔

"میں اندازہ لگانا چاہتا ہوں شمانہ کہ اس جہاز پر کتنے افراد موجود ہیں۔ کیا تم اس بارے میں اندازہ لگا سکتی ہو؟"

"ہاں، وہاں کیوں نہیں۔"

"تو پھر بتاؤ۔"

شانہ بھی خاموش نگاہوں سے میری طرح جہاز پر دیکھنے لگی جو افراد کام کر رہے تھے اور جو لوگ گھوم پھر رہے تھے اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ ان کے علاوہ اور لوگ موجود نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کسی وجہ سے سامنے نہ آئے ہوں۔

دراصل اس جہاز پر موجود نہیں تھا۔ اس کا جہاز دوسرا تھا جو اپنی کشتی سے دوسرے جہاز میں چلا گیا تھا۔

بہر حال میرے لیے یہ فائدہ مند بات تھی کہ وہ سردار تھا اور یقینی طور پر دوسرے لوگوں کو کنٹرول کرتا تھا ہر صورت اس کا یہاں نہ ہونا ہی بہتر تھا اور ظاہر ہے ہمارا واسطہ کسی کم تر آدمی سے ہوتا۔

ممکن ہے دراصل اس سلسلے میں ذہانت سے کام لے جاتا اور ہمیں اس میں مشکلات پیش آتیں۔ بہر حال اب جو کچھ ہو رہا تھا بہتر ہی تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد شانہ نے اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے سب تو اس جہاز پر تقریباً پچاس افراد ہوں گے۔"

"ٹھیک ہے شانہ میرا بھی یہی اندازہ تھا۔ اس طرح گویا ان تمام جہازوں پر جن کی تعداد سات ہے تقریباً ساڑھے تین سو افراد ہیں۔"

"ہاں۔"

"بہت آسان بات ہے ہم بآسانی ان لوگوں کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔"

"مگر کس طرح ہوتا؟"

"تم ٹھیک ہی ہو شانہ ابھی ہمیں کچھ وقت کی ضرورت ہے۔ ہاں ان لوگوں کو دیکھو کس طرح سے نشے میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ انھیں تو یہی یقین ہوگا کہ گرفتار ہو چکے ہیں۔" میں نے بشنگ اور اس کے چار ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا جو نہایت خاموش نظر آ رہے تھے۔

"گرفتاری کا احساس بلاشبہ بہت اذیت ناک ہوتا ہے۔" شانہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمھیں بھی ایسا ہی محسوس ہوتا ہے؟"

"نہیں۔"

"کیوں؟" میں نے پوچھا۔

"اس لیے کہ تم میرے ساتھ ہو ہوتا اور جس جگہ تم ہو وہ قید بھی ہو تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

"اوہ شانہ۔ میں بھی تجھ پر اتنا ہی بھروسہ اور اتنا ہی اعتماد کرتا ہوں یقین کر مجھے بھی تیری ذات سے اتنی ہی محبت ہے۔"

"مجھے یقین ہے ہوتا۔ اس میں شک و شبہ کی کوئی بات نہیں ہے۔" شانہ نے پیار بھری نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا اور پھر ہم دونوں خاموش ہو گئے۔

شانہ نے مجھے سوچنے کا پورا پورا موقع دیا تھا اور میں یہ اندازہ لگا رہا تھا کہ ان افراد کی کیا حیثیت ہے جو جہاز پر موجود تھے۔

وہ سب مسلح تھے لیکن جہاز پر آنے کے بعد اور ہمیں قیدی بنانے کے بعد شاید انھوں نے کسی بھی جنگ کا خیال ذہن سے نکال دیا تھا انھوں نے اپنے جسموں سے ہتھیار کھول کر رکھ لیے تھے اور میں نے غور کیا جان لیا تھا اس رات کا ہتھیار کہاں رکھے گئے ہیں۔

اور یہ میرا پہلا کام تھا۔

ہمارے ان احتیاطی طریقے ہے اور رات کی اسیری بھی برداشت کرتے ہیں۔ میرے لیے زیر و فیرو یا تیں کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھیں۔ میں تو آگ پر چشن کرنے کا بھی عادی تھا اور سمندر کے ٹھنڈے پانی میں سونے کا بھی عادی ــــ لیکن شانہ اور باقی لوگ پریشان ہو رہے تھے۔ بشنگ بے چارہ طویل خاموش تھا۔ غالباً اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں اسے جو حکم دیا گیا تھا اس نے انھیں بتا کے اس پر عمل کیا تھا۔ ظاہر ہے وہ فوجی کا محکم تھا اور بشنگ ان لوگوں میں شامل تھا جنھیں زمانہ زندگی اور میری کارکردگی کے بارے میں اطلاع مل چکی تھی۔ سو وہ مجھ سے انحراف نہیں کر سکتے تھے۔

دھوپ پورے جہاز پر پھیل چکی تھی۔ لوگ عام طور سے ہر طرف گھوم پھر رہے تھے۔ ہمارے بارے میں ابھی کسی کوئی بات نہیں سوچی گئی تھی نہ ہمیں پانی پلایا گیا تھا اور نہ ہمیں کھانے کے لیے پوچھا گیا تھا۔

میں اس صورت حال سے کسی قدر بے چین ہو گیا۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہ لوگ اس قدر کینہ فطرت ثابت ہو سکتے ہیں کہ ہمارے آرام کا خیال بھی نہ کریں گے۔ ظاہر ہے ہم شالاک کے قیدی تھے ان کے نہیں۔ ہمیں سزا دینے والا شالاک تھا یہ لوگ نہیں ــــ لیکن یہ لوگ ہمارے ساتھ جو سلوک کر رہے تھے وہ کسی طور جائز نہیں تھا۔

ممکن ہے شام تک ہمارے بارے میں سوچیں بہر صورت دن کا اذیت ناک وقت گزارنا ہے وہ مشکل ہو گیا خاص طور سے شانہ۔

میں شانہ کے بارے میں سوچ رہا تھا وہ بہر صورت عورت تھی بشنگ جیسے طاقتور بھی تو نہ تھی لیکن بہر صورت عورت تو تھی جس کا مجھے پورا پورا احساس تھا۔

بشنگ اور اس کے ساتھیوں کی حالت بھی زیادہ اچھی نہیں تھی بلکہ وہ صابر اور خاموش تھے۔ دوپہر ڈھلنے لگی سورج کی تمازت اب کسی قدر کم ہو گئی تھی۔ تب بشنگ نے گہری سانس لی اور پشت سے ٹکنے کی کوشش کی۔ میں نے مسکرا کر بشنگ کی طرف دیکھا اور بشنگ کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس کے ہونٹ خشک تھے اور شاید وہ نقاہت محسوس کر رہا تھا۔ میں آہستہ سے کھسکا اور اس کے قریب پہنچ گیا۔

"کیا بات ہے بشنگ تم پژمردہ نظر آ رہے ہو؟"

"ہوتا کاش میں تیری مانند ہوتا۔" بشنگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"تیرے چہرے کی تروتازگی دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ سورج تجھ پر قطعی اثر انداز نہیں ہوا۔"

"ہاں یہ حقیقت ہے میں ترو تازہ ہوں۔"

"حالانکہ تیری ساتھی شانہ مرجھا گئی ہے۔"

"ہاں۔ مجھے شانہ کا بہت افسوس ہے۔"

"تو نے اسے ساتھ کیوں لیا ہوتا؟ ہم تنہا ہی مشکلات جھیلتے تو بہتر تھا جبکہ تو نے لولا کو ساتھ نہیں لیا؟"

"اوہ بشنگ لولا یہاں حالات میں نہیں رہ سکتی تھی بہر صورت تو اداس ہے بشنگ۔ تیرا اس بارے میں کیا خیال ہے؟"

"میرا؟" بشنگ نے لرزتی آواز سے کہا۔

"ہاں کیوں؟"

"میں کیا کر سکتا ہوں مجھے تو جو حکم دیا گیا میں اس پر آنکھیں بند کر کے تیار ہو گیا اور اگر مجھے اس طرح جتنے جتنے رات بھی گزارنا پڑے تب بھی مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا کیونکہ میں زوناک کے احکامات کی پابندی کرتا ہوں۔"

"بے شک تو ایک وفادار شخص ہے بشنگ۔"

"تیرا شکریہ ہوتا۔" بشنگ نے ڈوبے لہجے میں کہا۔

"لیکن میں تجھے حالات سے لاعلم نہیں رکھوں گا کیوں یہ بات میری فطرت کے خلاف ہے۔ تو میرا پہلا ساتھی ہے اور اس لیے میں نے تجھے یہ ساتھی چنا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ تو ایک دلیر اور جری آدمی ہے۔"

"میں ایک بار پھر تیرا شکریہ ادا کرتا ہوں ہوتا کہ تو نے مجھے اس قابل سمجھا۔" بشنگ نے جواب دیا۔

"ہاں بے شک تو اسی قابل ہے بشنگ۔ تو سن ہم ایک دن اور ایک رات کا سفر کریں گے یہ رات گزارنے کے بعد جب صبح ہو گی تو میں تم سب کو آزاد کر دوں گا۔ میں نے اسلحہ خانہ دیکھ لیا ہے ہم سب اس کی طرف جائیں گے ــــ اور یہ کام ہم اس وقت کریں گے جب ہمیں یقین ہو گا کہ جہاز پر موجود تمام لوگ سو رہے ہیں اور پھر ہم گہری نیند سونے والوں کی نیند اور گہری کر دیں گے ابدی نیند۔ پھر وہ کبھی آنکھیں نہ کھول سکیں۔ اس کے بعد ہم اس جہاز کو واپس سکائی کی طرف لے جائیں گے۔ تو نے غور کیا اس بات پر کہ ہمیں اس سے کیا فائدہ ہو گا؟"

"اوہ ــــ میں نہیں سمجھا۔" بشنگ کے چہرے پر اچانک رونق آ گئی تھی۔

"بشنگ اگر ہم آج صبح ان سے یہ بات کر لیتے کہ قیدیوں کو ان کے حوالے نہیں کیا جائے گا تو ساحل پر جنگ شروع ہو جاتی۔ کیا تجھے یقین ہے کہ سکائی کے ناتجربہ کار نوجوان اس جنگ کے لیے تیار ہوتے۔ ہماری تعداد اتنی زیادہ نہیں تھی کہ ان کا مقابلہ کر لیتے لیکن ایک دن اور ایک رات سکائی کے نوجوانوں کے لیے کافی ہے۔

اور اس کے بعد وہ جنگ کریں گے تو بھرپور انداز میں کریں گے۔ میں ان لوگوں کو اسی لیے سمندر میں دور دھکیل کر لے آیا ہوں کہ یہ لوگ واپسی کا سفر کریں اور اس کے بعد جب یہ واپس سکائی کے ساحل پر پہنچیں گے تو سکائی کے جوان انھیں جنگ کے لیے تیار ملیں گے۔"

"اوہ۔ اوہ۔ دیوتاؤں کی قسم ہوتا۔ دیوتاؤں کی قسم یہ بہت عمدہ ترکیب ہے اس سے شاندار بات اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔ اوہ عظیم ہوتا۔ تو۔ تو کیا ہے۔ تو نے تو ــــ ہم لوگوں کو واقعی بتا دیا ہے۔ تیری ذہانت تو ایسے ایسے گل کھلاتی ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔" بشنگ میری تجویز سے حیران رہ گیا تھا۔ وہ کافی دیر میرے گن گاتا رہا۔

لیکن مجھے اپنی تعریف سننے کا کوئی شوق نہیں تھا۔ یہ شوق تو صدیوں سے پورا ہو چکا تھا۔ میں تو صرف عمل چاہتا تھا اور میری خواہش تھی کہ جیسا میں نے سوچا ہے اسی کے مطابق کام ہو۔

بشنگ چند ساعت تک حیران رہا اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے تھے۔ غالباً گرفتاری کے احساس اور شکایتیں کرنے والی سزا کے احساس نے اسے خوفزدہ کر کے پژمردہ کر دیا تھا لیکن اب جب اس نے میری تجویز سنی تو اسے احساس ہو گیا کہ اس کے ساتھ ایک ناقابل تسخیر طاقت شامل ہے اور اس کے بعد کوئی دشواری راہ میں حائل نہیں ہو سکتی لیکن یقینی بات ہے کہ اس کے ذہن میں بہت سارے سوالات ابھر رہے ہوں گے چنانچہ اس نے کہا۔

"لیکن ہوتا ہم آزاد کس طرح ہوں گے؟"

"اوہ۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے بشنگ۔ تم یقین رکھو میں بآسانی تمھیں آزاد کر دیتا ہوں۔"

"ہاں ہوتا۔ تیرا عمل قابل فہم ہے لیکن میری نیت یہ ہے کہ اگر تو اجازت دے تو میں اپنے ساتھیوں کو بھی اس کے بارے میں بتا دوں۔ وہ بیچارے دھوپ اور اس وقت کی شکست نے انھیں نڈھال کر دیا ہے لیکن جیسا کہ تو نے بتایا میری کیفیت بھی ویسی ہے میں اندازہ کر سکتا ہوں وہ بھی میری طرح اسی مایوسی کا شکار ہوں گے کہ اب انھیں شالاک کے سامنے پیش ہو کر موت کی سزا بھگتنی ہو گی۔ تو شالاک کو نہیں جانتا ہوتا۔ وہ درندوں کے ہاتھوں میں پلنے والا شخص ہے اور وہ وہی کچھ کرے گا جو درندے کر جاتے ہیں۔ چنانچہ ان کے دوست اور ساتھی کو تو اس کو کیا ہے۔ یہ لوگ بھی اسی مایوسی کا شکار ہوں گے۔ اگر تو اجازت دے تو میں انھیں اس مایوسی سے نکال دوں؟" بشنگ نے پوچھا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے بشنگ لیکن ہم اپنے کام انتہائی ہوشیاری سے کرنا چاہتے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ تم لوگوں کے پژمردہ چہرے دیکھ کر جہاز والوں کو کوئی شبہ ہو اور وہ ہم پر اپنی نگرانی کڑی کر دیں۔ چنانچہ بہتر یہی ہو گا کہ رات گزرنے دو اور جب رات کا آخری پہر بھی گزر جائے تو تم ان لوگوں کو سب کچھ بتا دینا۔ تب تک انھیں یونہی جھیلنے دو۔"

"جو تیرا حکم ہوتا۔ میں وہی کروں گا جو تو نے کہا ہے۔" بشنگ نے کہا اور میں خاموش ہو گیا۔

رات کا آخری پہر بھی گزر چکا تھا۔ ان لوگوں کی ذلیل فطرت جلد سامنے آئی تھی۔ انھوں نے دن بھر ہمیں بھوکا پیاسا رکھا تھا اور رات کو بھی بھلا دیا

لیے کوئی انتظام نہیں کیا تھا چنانچہ ان لوگوں کے چہرے بھی بھوک سے نڈھال تھے۔ شمانہ بھی نڈھال ہو چکی تھی۔ میں اگر چاہتا تو ان میں سے کسی بھی آدمی کا خون تک پی کر شمانہ کے حوالے کر سکتا تھا، اس کا گوشت شمانہ کو کھانے کے لیے دے سکتا تھا لیکن صرف حالات کی نزاکت جس کا مجھے پورا پورا احساس تھا اور یہی بات میں نے شمانہ سے کی۔

"میں محسوس کر رہا ہوں شمانہ کہ تم نڈھال ہوتی جا رہی ہو۔"

"دیکھو سبوتا یہ فطری امر ہے۔ مجھے کھانے پینے کو کچھ نہیں ملا ہے اس لیے مجھے نڈھال تو ہونا ہی چاہیے ورنہ تم یقین کرو میں ذہنی طور پر بالکل مطمئن اور پرسکون ہوں۔ میں اس کیفیت کو ابھی طویل عرصے تک برداشت کر سکتی ہوں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تم اگر مجھے نڈھال دیکھ رہے ہو تو یہ صرف بیرونی اثرات ہیں البتہ اس سے قطع نظر میں بالکل پرسکون ہوں۔ ہم جو کچھ کرنے جا رہے ہیں وہ انتہائی کارآمد بات ہے۔"

"اوہ شمانہ، درحقیقت تم اپنی جگہ بہت بلند فطرت کی مالک ہو۔" میں نے شمانہ سے کہا۔

"بس بس سبوتا، رہنے دے ان باتوں کو۔ جو کچھ بھی ہوں تیری غلام ہوں اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں تیری پسندیدہ شخصیت ہوں۔"

"ہاں شمانہ، تم واقعی میری پسندیدہ شخصیت ہو۔" میں نے جواب دیا اور شمانہ مسکرانے لگی۔ ہم نے محسوس کیا تھا کہ ہمیں گرفتار کر کے لانے والے کافی حد تک اب ہم سے لاپرواہ ہو چکے ہیں۔ یوں بھی خاں، ایک ہی جہاز کی بات کی جاتی تو ان کی تعداد پچاس تھی اور ہم پانچ چھ آدمیوں کے لیے وہ سب بہت کافی تھے اور اگر ہم کوئی حرکت کرنے کی کوشش کرتے بھی تو اس کا نتیجہ ان کے خیال میں موت کے علاوہ کچھ نہ تھا۔

سمندر میں کودنے کی کوشش کی جاتی تو جہاز اتنی دور نکل آیا تھا کہ زندہ ساحل تک پہنچنا ناممکنات میں شامل تھا اور اگر کوئی اور حرکت کی جاتی تو یہ سب ہمیں بہ آسانی قتل کر سکتے تھے، کم از کم ان کے ذہنوں میں یہی خیال ہو گا اور اسی لیے وہ ہماری طرف سے مطمئن ہو گئے تھے اور ان کا یہ اطمینان ہمارے لیے بہرحال فائدہ بخش تھا۔

میں نے کچھ لوگوں کو نیند میں جھومتے دیکھا، البتہ بشک بالکل ہوشیار تھا اور میری ساتھی شمانہ بھی اس طرح چاق و چوبند نظر آ رہی تھی جیسے رات گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے بدن کی توانائی بھی بڑھتی چلی جا رہی ہو۔

میں خوش اور مطمئن تھا۔ ہم میں سے کوئی سونا بھی نہیں چاہتا تھا کیونکہ سونے سے بہت سے نقصانات ہو سکتے تھے۔ حالانکہ میں نے شمانہ اور بشک کو یہ پیشکش بھی کی کہ اگر وہ چاہیں تو سو سکتے ہیں، میں یہ ذمہ داری لیتا ہوں کہ انھیں وقت مقررہ پر جگا دوں۔

لیکن انھوں نے اس بات سے انکار کر دیا ـــ اور شمانہ نے کہا تھا۔

"نہیں سبوتا، صورت حال اتنی نازک ہے کہ ہم میں سے کسی کو غافل نہیں ہونا چاہیے۔ جس طرح ہم نے ایک دن تکلیف کا گزارا ہے ایک رات بھی پریشانیوں میں گزار سکتے ہیں۔ یہ رات ہمیں فائدہ ہی فائدہ دے گی۔"

"ہاں یہ درست ہے۔" میں نے جواب دیا اور بشک مسکرا پڑا۔ پروفیسر زندگی کی امید نے اس کے چہرے کو روشنی کی چمک بخش دی تھی۔ اب وہ کافی حد تک مطمئن اور پرسکون نظر آ رہا تھا۔ میں نے شمانہ کی طرف دیکھا اور اچانک شمانہ میرے کان کی طرف جھک آئی۔

اس نے میرے کان میں آہستہ سے کہا تھا۔ "کم بخت بشک سوتا بھی نہیں ہے۔" وہ اپنے چہرے کو مذاق سے بگاڑتی ہوئی بولی۔

"کیوں شمانہ؟" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

"بس میں چاہتی ہوں یہ سو جائے۔"

"کیوں سو جائے؟ تم بھی تو جاگ رہی ہو۔" میں نے پھر مسکرا کر کہا۔

"اوہ سبوتا ـ دراصل دن بھر کی گھٹن، تکلیف وہ مشقت دور کرنے کا ایک بہترین طریقہ یہ تھا کہ میں تمھارے سینے پر سر رکھ کر لیٹ جاتی لیکن اس کے سامنے یہ سب کچھ ممکن نہیں ہے۔" شمانہ نے کہا۔ اس کی آنکھیں جھک رہی تھیں۔

"کیوں شمانہ؟"

"بس میں اس کے سامنے یہ سب کچھ نہیں کر سکتی۔" اور میں عورت کی فطری شرم پر غور کرنے لگا۔

اور پروفیسر میں مسکرا پڑا۔ عورت دور جدید کی ہو یا دور قدیم کی لاجونتی کے پودے کی شرم دونوں کو ودیعت کی گئی۔ عورت کی حیا۔۔۔۔ اور پروفیسر کافی دیر میں اس بات پر غور کرتا رہا۔

بہرحال وقت گزرتا رہا۔ بشک بھی جاگتا رہا اور شمانہ بھی۔ شمانہ البتہ میری گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی تھی، البتہ وہ جاگ ضرور رہی تھی۔

میری خواہش تھی کہ وہ سو جائے اور میں اپنے دوست ستاروں سے کچھ گفتگو کروں جو میرے سر پر چمک رہے تھے لیکن شمانہ جاگتی رہی اور مجھے موقع نہ مل سکا۔

بہت عرصے کے بعد اس طرح سے کھلا آسمان نصیب ہوا تھا اس لیے میری نگاہیں کبھی کبھی ستاروں میں کچھ تلاش کرنے لگتی تھیں لیکن جو کچھ میں چاہتا تھا اس کا موقع مجھے نہ مل سکا لیکن بہرحال مجھے کوئی افسوس بھی نہیں تھا۔

رات آہستہ آہستہ بیتتی رہی، پہلا پہر دوسرا پہر اور پھر تیسرا پہر بھی گزر گیا اور ہمارے کام کا وقت آ گیا۔

وقت مقررہ پر میں نے اپنے ہاتھوں میں بندھی رسیوں کو دیکھا اور جہاز پر موجود لوگوں کو۔ جہاز کا تمام عملہ سو رہا تھا۔ مجھے ایسا کوئی بھی شخص نظر نہیں آیا جو جاگ رہا ہوتا۔ ہاں صرف وہ، جو جہاز کو چلانے کے ذمہ دار تھے لیکن وہ بھی اونگھ رہے تھے اور ہوا اپنا کام کر رہی تھی۔ گویا اس وقت جہاز صرف ہواؤں کے رحم و کرم پر تھا۔

چنانچہ میں نے چاروں طرف سے مطمئن ہونے کے بعد اپنے ہاتھوں میں بندھی ہوئی موٹی رسیوں کو ہلکا سا جھٹکا دیا اور رسیوں کی تڑاخ کافی اونچی تھی۔ شمانہ نے میری طرف دیکھا اور پھر ٹوٹتی ہوئی رسیوں کو۔

وہ حیران رہ گئی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے عجیب سے تاثرات پیدا ہوئے لیکن دوسرے لمحے اس نے جھک کر میری دونوں کلائیوں کو چوم لیا۔

"میں جانتی ہوں سبوتا کہ یہ کام تمھارے لیے مشکل نہ ہوگا لیکن بشک ضرور حیران ہوگا۔" اس نے سرگوشی کی۔

اور میں اس کی کلائیوں کی طرف متوجہ ہو گیا تب میں نے شمانہ کے نازک ہاتھوں کو ان رسیوں سے آزاد کر دیا۔

میرا تیسرا عمل بشک کے ساتھ تھا۔ بشک نے میرے کھلے ہاتھ دیکھے تو حیران رہ گیا۔ اس وقت شاید اسے بھی جھونک آ گئی تھی۔

"ارے سبوتا ـ تو ـ تو ـ تیرے ـ تیرے ہاتھوں کی رسیاں ـــ" وہ ہکلاتی ہوئی زبان میں بول رہا تھا۔

"ہاں بشک ـ میں نے کہا تھا نا آزادی کا وقت آ گیا۔" میں نے کہا اور بشک نے اپنے دونوں ہاتھ میرے سامنے کر دیے۔

بشک کے ہاتھوں کی رسیاں کھولنا کون سا مشکل کام تھا اور پھر بشک نے اپنے چاروں ساتھیوں کی رسیاں پھرتی سے کھولنا شروع کیں۔

بشک نے انھیں جگایا، جھنجوڑا اور انھیں خاموش رہنے کی تلقین کی۔ چاروں حیرانی سے اسے دیکھنے لگے تھے۔

"تم کیا سمجھتے ہو، ہمارے ساتھ سبوتا ہے۔ ہم جہاز پر قید نہیں رہ سکتے بلکہ ہم ایک منصوبے کے تحت جہاز پر آئے ہیں۔" بشک نے ان کی حیرانی کو نظر انداز رکھتے ہوئے کہا۔

"ہم نہیں سمجھے جناب؟"

"ٹھہرو پہلے میں تمھیں آزاد کر دوں، اس کے بعد باقی باتیں سمجھاؤں گا۔" بشک نے کہا۔

بشک ان کی رسیاں کھولنے لگا۔ میں بھی اس کی مدد کر رہا تھا اور شمانہ بھی۔ چند ساعت کے بعد ہم سب آزاد تھے۔

بشک کے ساتھی اپنی کلائیاں مسلنے لگے تھے۔ تب بشک نے میری طرف رخ کر کے کہا۔

"اب کیا ارادہ ہے سبوتا؟"

"تم لوگ اگر چاہو تو اسی طرح یہاں بیٹھے رہو جیسے بندھے بیٹھے تھے۔ میں تم لوگوں کے لیے اسلحے کرتا ہوں۔"

"اوہ سبوتا! ہم لوگ بھی کیوں نہ ساتھ چلیں؟"

"اس کی ضرورت نہیں ہے بشک۔ میں نہیں چاہتا کہ انھیں کسی قسم کی بھنک کا اندازہ ہو اور وہ وقت سے پہلے جاگ جائیں۔ میں پہلی ہی کوشش میں ان میں سے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر دینا چاہتا ہوں اور اس کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے پاس ہتھیار انتہائی خاموشی سے پہنچ جائیں۔" میں نے کہا۔

"جو تیرا حکم سبوتا ـــ لیکن ـــ"

"کچھ نہیں بشک۔ بس تم آرام سے بیٹھو۔" میں نے کہا اور اپنی جگہ سے آگے بڑھ گیا۔

شمانہ خاموشی سے مجھے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں اس وقت بھی محبت سے بھرپور تھیں۔ بہرحال اس وقت سارے خیالات کو ذہن سے جھٹک کر میں اپنے اگلے اقدام کے بارے میں غور کرنے لگا۔

میں دن کی روشنی میں دیکھ چکا تھا کہ اسلحہ خانہ کس جگہ ہے اور اس کے داخلے کا راستہ کس طرف ہے۔ بہرحال میں خاموشی سے وہاں پہنچ گیا۔

اسلحہ خانے کے دروازے پر مجھے ایک آدمی سوتا ہوا ملا تھا اور پھر شاید اسے حسرت ہی رہ گئی کہ وہ جاگ سکتا۔ میرے آہنی ہاتھوں کے شکنجے نے اس کی گردن دبا دی تھی۔ اس کی آنکھیں ابل پڑی تھیں اور زبان باہر نکل آئی تھی۔ اس نے ہاتھ پاؤں ہلانے کی کوشش کی تھی لیکن بے سود۔

ظاہر ہے میرے ہاتھوں موت اس کا مقدر بن چکی تھی۔

اس آدمی کو مارنے کے بعد میں نے اسلحہ خانے کا دروازہ کھولا اور اطمینان سے اندر داخل ہو گیا۔

بڑی بڑی عمدہ چیزیں موجود تھیں۔ میری پسند کا کلہاڑا بھی موجود تھا۔ خاصا وزنی تھا۔ ویسے کلہاڑے عام طور پر وزنی ہی ہوا کرتے ہیں، وہ میرے معیار کا تو نہیں تھا لیکن اتنا ضرور تھا کہ وقت ضرورت کام آ سکتا تھا۔

چنانچہ میں نے دو کلہاڑوں کا انتخاب کیا، باقی لوگوں کے لیے تلواریں اور کمانیں لے لیں۔ شمانہ کے لیے ایک نیزہ بھی لے لیا اور ایک خنجر بھی۔

شمانہ خنجر کا استعمال بہت اچھی طرح جانتی تھی اور اس کے بعد میں یہ تمام چیزیں لے کر نہایت خاموشی سے پلٹ پڑا۔

میں نے اپنے ساتھیوں کے قریب پہنچ کر یہ چیزیں ان میں تقسیم کر دیں اور ہم نے آخری بار ان جہازوں کی جانب دیکھا جو ہمارے جہاز کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے لیکن ان کا فاصلہ کم از کم اتنا ضرور تھا کہ ایک جہاز سے دوسرے جہاز کو بہ آسانی نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ ظاہر ہے یہ فاصلے لازمی تھے کیونکہ اگر جہاز قریب قریب چلتے تو ہواؤں کا رخ انھیں آپس میں ٹکرا بھی سکتا تھا۔ ان جہازوں کی طرف سے ویسے مجھے کوئی خطرہ نہیں تھا۔

صرف بادبانوں کا رخ موڑنا تھا اور اس کے بعد چپو چلانا ـــ یہ ہمیں کرنا تھا اور اس کے بعد ہم سکالی کے ساحل پر ہوتے۔

بہرصورت اب سب سے اہم مرحلہ شروع ہو گیا تھا، چنانچہ ہم نے تلواریں ڈھالیں سنبھالیں۔ میں نے اپنے دونوں کلہاڑے اپنے ہاتھوں میں لیے، شمانہ نے خنجر اور نیزہ سنبھال لیا۔

سات افراد کا یہ گروہ انسانوں کی تلاش میں چل پڑا۔ وہ انسان جو سوئے ہوئے تھے۔

ہم نے سب سے پہلے حملے میں ان پانچ افراد کو ہلاک کر دیا جو سب سے پہلے ہمارے سامنے آئے تھے۔ ان کی چیخیں بلند ہوئی تھیں لیکن اس سے کہ

فرو نہیں ہوا تھا۔
اور ہم وہاں سے آگے بڑھ گئے مگر ایک طوفان [illegible] جگہوں میں تھے
اور ان لوگوں کے لیے ہمارا جہاز [illegible] ہے۔ اس طرح اگر ہم منتشر ہو گئے تو
ہمیں بہت سے آدمی ہلاک کر سکتے ہیں۔
دس بارہ افراد کو ہم نے قتل کیا تھا کہ جہاز پر ہماری لاشوں کی خبر
ہو گئی اور سوئے ہوئے لوگ دہشت زدہ اندر ہی [illegible]
انھوں نے اپنے اسلحہ خانے کی طرف کا رخ کیا لیکن ہم نے ایسا راستہ
روک رکھا تھا کہ کوئی بھی اسلحہ خانے میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔
بہر صورت اسلحہ خانے میں سارا اسلحہ رکھ دینا ان لوگوں کی حماقت تھی
جس سے انھوں نے نقصان اٹھایا۔
ہم لوگ سپاہی بھی تھے اور چاق و چوبند بھی۔ جہاز پر بس وہ لوگ
نیند میں ڈوبے ہوئے تھے جس کی وجہ سے ان کے حواس کام نہیں کر رہے
تھے اور تھکے بھی۔
چنانچہ [illegible] افراد خواہ کتنے بھی ہوتے تب ہم سب لوگ اس طرح
سے ان کے سامنے تھے [illegible] ہم لوگ انھیں تلاش کر کے
قتل کرنے لگے۔ وہ بے چارے جہاز میں بھاگ رہے تھے اور اپنی جانیں بچانے کی
فکر میں تھے۔ جس کے ہاتھ میں جو چیز لگی تھی وہ اسے لے کر جنگ کر رہا تھا۔
ہاں میرا ایک ساتھی [illegible] رکھ رہا تھا جیسے وہ دونوں ہاتھ چل
رہے تھے اور جس طرف بھی [illegible] جاتے وہاں [illegible] جسموں کے
[illegible] جہاز پر [illegible] جنہیں قتل کرنے میں ہمیں زیادہ
دیر نہ لگی۔
ہم نے جہاز کے عملے کے ایک ایک فرد کو چن چن کر قتل کر دیا تھا سوائے
ان چند افراد کے جنھوں نے سمندر میں [illegible] کر جان بچانے کی کوشش کی تھی۔
خانبان کا خیال ہے [illegible] جہاز پر پہنچ جائیں گے ورنہ
تو [illegible] ہو گی۔
اس طرح ہم نے جہاز ان لوگوں سے پاک کر لیا جو سکالی کے [illegible]
تھے شہلا کے دل پسند دوست۔
ہمارا منصوبہ [illegible] کامیاب رہا تھا [illegible] سے بے حال
لوگوں کے [illegible] گئے تھے۔ ہمارے ساتھی بے حد خوش تھے اور پھر ہم
نے انتہائی کوشش کر کے جہاز کے بادبانوں کو [illegible]
بادبان کھلنے [illegible] تو چند ساعت کے بعد ہمارا جہاز پیچھے کی سمت
واپس ہونے لگا۔ سب کو [illegible] تمام جہاز تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہے
تھے۔ خانبان کے [illegible] تھے اور [illegible] اپنا کام کر رہی تھیں۔
غالباً انھیں کسی کا اندازہ نہیں ہو سکا [illegible] کے بیڑے میں ایک جہاز
کتنا پیچھے رہ گیا ہے [illegible] بلکہ پیچھے کی سمت واپس جا رہا ہے
اور ہمارا جہاز برق رفتاری سے سکالی کے ساحل کی جانب سفر کرنے لگا۔
[illegible] سفر [illegible] تھا۔ ہم جلد از جلد سکالی کے ساحل پر پہنچ

جانا چاہتے تھے اور ہماری یہ دلی خواہش بھی تھی کہ جہاز کی رفتار تیز سے تیز تر ہو
جائے۔ چنانچہ چند افراد نے چپو چلانے کی کوشش بھی کی تھی [illegible]
سکالی کے ساحل پر [illegible] جس کی وجہ سے چپو چلانا بیکار ثابت
ہو رہا تھا۔ ظاہر ہے جہاز کی رفتار اس سے زیادہ نہیں بڑھ سکتی تھی۔ چنانچہ
میں نے ان لوگوں کو منع کر دیا جو چپو چلانے کی انتہائی کوششیں کر رہے تھے
ظاہر ہے [illegible] اتنے بڑے جہاز میں چند افراد کا
چپو چلانا [illegible] کے سوا ہو ہی کیا سکتا تھا۔
بہر صورت انھوں نے میرے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے چپو چلانا بند کر دیا
تھا اور ہم سب سمندر کے ایک حصے کی طرف دیکھنے لگے جہاں دور دور جاتے
ہوئے جہاز ہم سے اتنی دور نکل چکے تھے کہ اب ان کے بادبانوں کی سفیدی بھی
ہمیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ ظاہر ہے ان لوگوں کو ابھی تک ہماری واپسی کی خبر
نہیں ہوئی تھی [illegible] لیکن اس وقت تک
ہم سکالی کے ساحل پر پہنچ چکے ہوتے۔
[illegible] اور ہواؤں کا تعاون بھی [illegible] سفر ہم نے طویل
عرصے میں کیا تھا [illegible] اس
وقت کا [illegible] جاتا ہے۔
یعنی جب سورج سروں سے بلند ہو کر آسمان [illegible] پہنچا اور
پھر وہاں سے اس نے ڈھلوان کی طرف کا رخ کیا تو ہمیں [illegible] سکالی کا
ساحل نظر آنے لگا تھا اور پھر جب سورج بادلوں میں غروب ہونے لگا تو ہم سکالی
کے ساحل پر پہنچ چکے تھے۔
سکالی کا ساحل بے شمار افراد سے بھرا ہوا تھا اور وہ ہمارے استقبال
کے لیے تیار تھے۔ وہ سب خوشی سے ہاتھ ہلا رہے تھے۔ غالباً حکیم ہارک نے انھیں
پوری طرح اس بات سے آگاہ کر دیا تھا کہ ہم کیا کرنے والے ہیں۔
سکالی کے نوجوان جوش و خروش سے ساحل پر دوڑتے چلے آ رہے
تھے ان کے ہاتھوں میں ہتھیار بھی تھے اور وہ بہت زیادہ خوش نظر آ رہے تھے۔
[illegible] سکالی کے انتہائی [illegible]
تھے اور ہمارے دشمن کہلاتے تھے۔
ہم کامیاب و کامران واپس سکالی کے ساحل کی طرف بڑھ چکے
تھے اور وہاں کے لوگوں کا جوش و خروش دیکھ رہے تھے۔
حکیم ہارک اور دوسرے چند لوگ بھی کنارے پر موجود تھے اور نمایاں
نظر آ رہے تھے۔ بالآخر ہمارا جہاز ساحل سے لگ گیا اور ہم چھوٹی کشتیوں
سے کم پانی [illegible] ساحل کی طرف جانے لگے۔
استقبال کرنے والے ہماری طرف دوڑ پڑے تھے اور پھر ہماری کشتی
کو ساحل پر کھینچ لیا گیا۔ لوگوں نے ہمیں [illegible] کاندھوں پر بٹھا لیا۔
خود میرے ساتھ بھی یہی کیا گیا تھا۔ غالباً حکیم ہارک سکالی کے نوجوانوں
کو میرے بارے میں بھی کچھ بتا چکا تھا اور انھیں بھی [illegible]
[illegible] کی خاطر [illegible] اس نے کیا تھا۔

مجھے حکیم ہارک بھی نظر آ گیا۔ لوگوں نے مجھے کندھوں پر اٹھایا
ہوا تھا [illegible]
تھی جسے [illegible] اسی طرح خوش نظر آ رہا تھا
جیسے [illegible]
اور حقیقت بھی یہی تھی [illegible] جس طرح میں ان لوگوں کے لیے کام کر رہا تھا
بہر حال ہے سکالی کا کوئی اور شخص بھی ان کے لیے اس طرح کام نہیں
کر سکتا تھا۔
بمشکل تمام مجھے [illegible] ساتھیوں کو ان
لوگوں سے رہائی ملی۔ حکیم ہارک نے [illegible] سے درخواست کی تھی کہ جوش و خروش کا
مظاہرہ ختم کر دیا جائے اور چند لمحات کے بعد انھیں ایک [illegible] جنگ سے
دوچار ہونا پڑے گا۔
ساحل پر موجود لوگ جوش و خروش سے [illegible] رہے تھے وہ سب
جنگ کرنے کے لیے [illegible] تھے۔ کسی کے چہرے پر جنگ کا خوف
نظر نہیں آ رہا تھا۔ تب حکیم ہارک میری طرف بڑھ آیا۔ اس نے مجھے اپنے
ساتھ [illegible]
"سعد [illegible] احسان [illegible] عظیم ہے [illegible]
ہے [illegible] ہم لوگوں کی نجات [illegible] عظیم [illegible]
[illegible] ہے۔" حکیم ہارک نے کہا۔
[illegible] کے بعد مجھے [illegible] کے پاس لے جایا گیا۔ [illegible] میری
کامیابی سے بے پناہ خوش تھا۔ اس نے مجھے گلے لگا [illegible] تھا۔
"سعد [illegible] ہم [illegible] شکریہ
ادا کریں۔"
"[illegible] کرنے
[illegible] ہوں۔" میں نے جواب دیا۔
"[illegible] عظیم [illegible]" [illegible] نے گردن جھکاتے
[illegible] کی طرف دیکھ کر کہا۔
"حکیم ہارک مجھے [illegible] کیا [illegible] ہمارے لیے آسمان کی برکت نہیں ہے؟"
"یقیناً یقیناً۔ [illegible] حکیم ہارک
نے [illegible] سے دیکھ رہا تھا۔
"[illegible]
[illegible] مسکرانے لگی۔
"[illegible] ہدایت کے منتظر ہیں۔"
"مجھے [illegible] بتاؤ۔"
"[illegible]" [illegible] نے مسکرا کر کہا۔
"کیا تم نے سکالی والوں کو [illegible] کر دیا ہے؟"
"ہاں، ظاہر ہے سکالی کے لوگ [illegible] بات معلوم ہو چکی ہے کہ [illegible]

ہے۔" حکیم ہارک نے کہا۔
"بڑا جوش و خروش ہے ان لوگوں میں۔" [illegible] نے گفتگو میں حصہ لیتے
ہوئے کہا۔
"ہاں یقیناً ہونا بھی چاہیے۔"
"بہر صورت اب کیا ارادے ہیں؟"
"اور سعد [illegible] تم نے ایک کامیاب [illegible] ہے اور میں نے
اس مہم کے بارے میں [illegible]"
"ہاں سعد [illegible] میں تیری عقلمندی پر حیران رہ گیا تھا [illegible] اس سے بہتر
کوئی ترکیب نہیں ہو سکتی تھی [illegible] نہیں
کر سکتا تھا۔"
"شکریہ [illegible] تیری ہمدردی اور محبت [illegible] ہیں" میں
نے مسکرا کر کہا۔
"بہر صورت سعد [illegible] اس بات کے خواہش مند ہیں کہ تم ہماری
رہنمائی کرو [illegible] ہم نہیں چاہتے کہ کوئی بھی کام تیری مرضی کے خلاف کیا جائے۔ تو
ہمیں ہدایت دے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"
"ہوں۔" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "[illegible] اور اس کے
[illegible] کی حیثیت [illegible]
ہے چنانچہ اس کی [illegible] کے لیے سکالی کا [illegible] گیا ہے۔ ہاں ضرورت
اس بات کی ہے کہ ہم سکالی پر [illegible] سکالی ہمارے لیے بہترین
ثابت ہو گا [illegible] جنگ [illegible] کے لیے بھی ضروری ہے کہ ہمارے پاس کوئی
مخصوص جگہ ہو۔" میں نے کہا۔
"بے شک [illegible] اس بات پر متفق ہیں۔" [illegible] نے جواب دیا۔
"تب [illegible] سکالی کے [illegible]
[illegible] جنگ کے ماہر ہیں [illegible] اور
[illegible] کریں گے۔ جنگ [illegible] دیا جائے گا۔"
"بہتر ہے سعد۔" حکیم ہارک نے جواب دیا [illegible] جنگ کی طرف [illegible] ہو گا۔"
"[illegible] ان لوگوں سے بڑی جنگ [illegible] تیاریاں
[illegible] چند گھنٹوں کے اندر اندر مکمل ہو جانا چاہیے۔
کیونکہ جب [illegible] روشنی میں [illegible] معلوم ہو گا [illegible]
[illegible] سکالی [illegible] وہ
طوفان کی طرح [illegible] گے اور ان کے چہرے جوش اور [illegible] سے سرخ ہوں گے
ان کے جذبات [illegible] ہوں گے اور وہ یہاں آتے ہی حملہ کر دیں گے۔
چنانچہ میں چاہتا ہوں [illegible] انھیں ساحل سے [illegible] سمندر ہی میں
[illegible] سکالی کی زمین پر قدم نہ رکھ سکیں۔"
"نہایت مناسب سعد [illegible] اس کے علاوہ اور کیا [illegible] ہے۔"
"سکالی کے [illegible] کا ایک [illegible] کشتی کے [illegible] سے میرا
مطلب ہے اپنی سمت سے ان لوگوں کی طرف [illegible] جائے جو سکالی کے

دوسرے حصے پر آباد ہیں۔"

"تمہارا مقصد زرد روؤں سے ہے سوتا؟" فوا نے پوچھا۔

"ہاں فوا، ہر مقصد زرد روؤں سے کیا ہے بلکہ وہ صرف انتظار کرے اور اس وقت حملہ کرے جب ہم جہازوں کو کسی طرح سے مفلوج کر دیں۔" میں نے کہا۔

"بہت خوب۔" فوا نے کہا۔

"جہازوں کو مفلوج کرنے کے بعد ہم سمندر کی جانب سے زرد روؤں کی بستی کو گھیر لیں گے اور اس طرح ہمارا حملہ دو طرفہ ہو جائے گا تب ہم نہایت آسانی سے انہیں ختم کر سکیں گے۔"

"بہت ہی مناسب سوتا، ہم کہتے تھے نا تیری واپسی پر ہم کو خوب سمجھ آ جائے گا۔ ہم میں سے کوئی بھی تیرے برابر جنگی مہارت نہیں رکھتا۔ یوں لگتا ہے جیسے تو نے ساری زندگی ایسی ہی جنگوں میں گزاری ہو۔ بلاشبہ تیری مدد ہمارے لئے اور ہماری قوم کے لئے بہت ہی حیرت انگیز ہے۔" فوا نے جواب دیا۔

اور پھر وہ لوگ سکائی بستی کے رہنے والے حکمرانوں کی ہدایت پر عمل کرنے لگے۔ مجھے، شمانہ، بلنگ اور دوسرے لوگوں کو آرام کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ میری واپسی پر کوئی بات نہیں تھی لیکن میں جانتا تھا کہ وہ لوگ جو دن بھر اور رات بھر کی تھکن میں مبتلا رہے ہیں۔ انھوں نے جو کٹھن وقت گزارا ہے انہیں بہتر سہولیات فراہم ہوں۔ چنانچہ میں نے یہ تجویز قبول کر لی اور ہم سب آرام کرنے کے لئے چلے گئے۔

دوسری جانب جھنگ کا ایک اور دوسرے بہت سارے لوگ سکائی کے نوجوانوں کو اس مرحلے سے نمٹنے کے لئے تیار کرنے لگے اور رات ہونے سے پہلے بہت سارے انتظامات مکمل کر لئے گئے تھے۔ میرا خیال تھا کہ شاید رات ہی کے کسی حصے میں مسکیا کے جہاز یہاں کی سرحد پر پہنچ جائیں گے۔ چنانچہ خشکی کے چند جہازوں پر بھی لوگوں کو تعینات کر دیا گیا تاکہ وہ سمندر پر دور تک نگاہ رکھیں۔

دوسری جانب جہازوں کی تمام تر کارروائی مکمل ہو چکی تھی۔ بھاری پتھر پھینکنے والی مشینیں نصب کر دی گئی تھیں اور دوسرے بڑے ہتھیار بھی۔ جن سے جہازوں پر حملہ کیا جا سکتا تھا۔ اس کے علاوہ میں نے کچھ اور ہدایات بھی جاری کیں جو مسکیا کے سکائی کے نوجوانوں تک پہنچا دی گئیں اور وہ ان پر عمل کر رہے تھے۔

رات کو میں اور شمانہ حسب معمول ایک جا تھے۔ شمانہ بے حد پرسکون تھی اور بے پناہ خوش نظر آ رہی تھی۔ [illegible] کھانا پینا بھی کافی ہو چکا تھا اس کے علاوہ کوئی اجنبی [illegible] محسوس ہو رہی تھی۔

مجھے اپنے پاس پاکر وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

"سوتا! جب یہ لوگ تمہاری تعریفیں کرتے ہیں تو میرا سینہ خوشی اور فخر سے پھول جاتا ہے۔"

"اور شمانہ، ہاں میں نے محسوس کیا ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور شمانہ میری شرارت سمجھ کر مسکرا دی۔

"سوتا! تم بہت ہی عجیب ہو۔ بہت ہی عجیب۔ مجھے تم سے بے پناہ پیار ہو گیا ہے۔ [illegible]" وہ پر خیال انداز میں بولی۔

"ہاں شمانہ، مجھے یقین ہے۔" میں نے اس کے ہونٹوں کو چومتے ہوئے کہا۔

"اور سوتا تم عجیب بھی تو کتنے ہو۔" وہ بولی۔

"ہاں شمانہ [illegible] لیکن یہ بات تم کتنی بار کہہ چکی ہو۔"

"دل نہیں بھرتا سوتا، بس تمہاری تعریفیں کرنے کو دل چاہتا ہے۔" اس نے میری پیشانی چومتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا بس، میری زیادہ تعریفیں مت کرو ورنہ میں بہت زیادہ خوش ہو کر تم پر حملہ کر دوں گا۔" میں نے بھرپور شرارت بھرے لہجے میں کہا اور شمانہ کھلکھلا کر ہنس پڑی لیکن اس کے باوجود وہ خاموش نہیں ہوئی تھی۔

"میری دعا ہے سوتا کہ تم ہمیشہ بہت زیادہ کامیاب ہو۔ [illegible] میری زندگی کا مقصد اب تمہاری خوشی کے سوا کچھ نہیں۔"

"بہت خوب شمانہ، تم تو بڑی خوبصورت باتیں کرنے لگی ہو۔"

"ہاں سوتا، یہ سب تیرے قرب کا نتیجہ ہے ورنہ اس سے پہلے میں [illegible]"

"[illegible]" میں نے ہنستے ہوئے کہا اور شمانہ شرما کر میرے سینے پر سر رکھ کر لیٹ گئی۔

رات آہستہ آہستہ گزر رہی تھی اور [illegible] سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ [illegible] خوبصورت ترین لڑکیوں میں سے ایک تھی —— اور پھر [illegible] جب بھی میں اس کے پاس ہوتا تھا [illegible] ہوتی تھی۔ بہرحال اس وقت بھی رات کافی گزر چکی تھی جب میں نے شمانہ سے کہا۔

"سو جاؤ شمانہ، رات کافی گزر چکی ہے۔" میں نے اس سے کہا اور وہ اپنا سر میرے بازو پر رکھے آرام سے سو گئی۔

رات کا تقریباً آخری پہر تھا لیکن سکائی کے نوجوانوں کے جوش و خروش کی آوازیں ابھی تک کانوں میں پہنچ رہی تھیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے سکائی میں کوئی بہت بڑا جشن منایا جا رہا ہو۔

نوجوان بھرپور جوش و خروش سے کام کر رہے تھے اور وہ بڑی تندہی سے کاموں میں مصروف تھے۔ شمانہ بھی [illegible] جب میں نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور بولا۔

"تم سو رہی تھیں شمانہ؟"

"ہاں سوتا!"

"سکائی کے نوجوان تو جشن منا رہے ہیں۔"

"ہاں، میں ان کی آوازیں سن رہی ہوں۔ تم یقین کرو سوتا، نوما کی زندگی کی [illegible] لوگوں کی مردہ روحوں میں زندگی دوڑا دی ہے۔ یہ لوگ [illegible] سکائی بستی کی بات کر رہی ہوں بلکہ نوما کے اتنے وفادار ہیں کہ اس کے نام پر اپنی گردن اتار دینے کو تیار رہتے ہیں۔ نوما کی موت کے بعد ہی انہوں نے [illegible] اگر تم [illegible] ان کا جوش و خروش دیکھتے تو تمہیں اس وقت کے ان کے جوش و خروش پر حیرت ہوتی۔ اس وقت نہیں نوما کی زندگی کی —— خبر ملی ہے اور نوما کی زندگی کی خوشی میں مجھے یقین ہے کہ وہ آنے والے جہازوں کو بدترین شکست دیں گے کہ زرد رو انہیں ہمیشہ ہمیشہ یاد رکھیں گے۔" شمانہ نہایت عقیدت سے یہ سب کچھ کہہ رہی تھی۔

"لیکن شمانہ بستی کے ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جو بستی کے پچھلے سرے پر آباد ہیں۔ جو سکائی کے باشندے ہی کہلاتے ہیں؟"

"تم زرد روؤں کی بات کر رہے ہو؟"

"ہاں۔"

"میرا خیال ہے وہ خوفزدہ ہوں گے اور شاید بہت ہی زیادہ۔"

"اور شاید کسی پیش آنے والے خطرے کے لئے تیار بھی۔" میں نے جواب دیا۔

"ہاں ممکن ہے۔ ظاہر ہے وہ لوگ بھی ذہن رکھتے ہیں۔ بلکہ بہت اچھا ذہن رکھتے ہیں اور ہم ان کی تیاریوں کے جواب کے لئے کیا کر رہے ہیں سوتا؟"

"میں نے ہدایات دے دی ہیں شمانہ۔ میرا خیال ہے وہ لوگ اتنے مشکل ثابت نہیں ہوں گے۔ تم نے زرد روؤں کی بستی [illegible] تمہیں ان کی آبادی اور ان کی طاقت کا بھی اندازہ ہو گا؟" میں نے پوچھا۔

"وہ سوتا، [illegible] مجھے ان ساری باتوں کا تجربہ نہیں تھا [illegible] کبھی کام نہیں آیا تھا۔"

"کیا شمانہ تمہیں زرد روؤں کی طاقت کا اندازہ نہیں ہے؟"

"اس حد تک نہیں ہے سوتا، میں اتنا جانتی ہوں کہ وہ کافی ذہین ہیں۔"

"بہرصورت ان کی طاقت کے بارے میں [illegible] شمانہ وہ لوگ سکائی کے نوجوانوں سے کہیں زیادہ چالاک ہیں [illegible] چاہئے تاہم ان کے لئے ہم کوئی مناسب کارروائی کریں گے۔ ان کے لئے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔"

"ہاں سوتا، جب ذہانت کی بات آ ہی گئی ہے تو ہمارے پاس اس سے زیادہ ذہین شخص [illegible] ایک پورے جنگی جہاز کو شکست دے سکتا ہے۔" شمانہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

پھر میری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی۔ "سوتا، ایک بات پوچھوں؟"

"پوچھو شمانہ۔"

"کیا تیرے ذہن میں کبھی ستیا نہیں آتی؟"

"اوہ ... کیا مطلب ہے؟" میں نے چونک کر اسے دیکھا۔

"تم بتاؤ تو سہی سوتا ...؟"

"لیکن وہ مجھے اس وقت یاد کیسے آئی شمانہ؟"

"بس یونہی سوتا، تم اس کی حیثیت سے انکار تو نہیں کر سکتے اور یہی میں سے [illegible] ایک دور میں وہ بھی تو حقیقت رکھتی تھی۔"

"ہاں شمانہ اگر تم اس بات کو [illegible] محسوس کر رہی ہو تو میں [illegible] کہ وہ صورت بڑی پیاری لڑکی تھی۔ اور تم لوگوں کے [illegible] مجھے نہیں لگتی تھی جو دوسرے زرد رو رکھتے ہیں۔ اس کا کہنا تھا کہ زرد روؤں کی سازش کے خلاف ہے جو تم لوگوں کو ان کی جانداروں سے بے دخل کر کے خود حکمران بن بیٹھے ہیں۔ وہ اپنے لوگوں کے مقابلے میں صرف یہ چاہتی تھی کہ انہیں بھی اس سرزمین پر آباد ہونے کی اجازت دی جائے اور وہ بھی یہاں کے باشندوں سے گھل مل کر رہ سکیں۔ اور وہ اس طرح [illegible] مفادات کا فرق مٹ جائے۔ یہ نظریہ رکھنے والی لڑکی بری نہیں ہو سکتی شمانہ اور بہرصورت میں دوبارہ ستیا سے [illegible] ہے۔"

"ہاں سوتا۔ یہ نظریہ تو اچھا نہیں تھا۔" شمانہ نے جواب دیا۔

"ہاں شمانہ، میں بھی اس حد تک اس کا قائل ہوں، اس سلسلے میں میری نوما سے بھی گفتگو ہوئی تھی۔"

"تو پھر کیا جواب دیا تھا نوما نے؟" شمانہ نے جلدی سے پوچھا۔

"نوما نے کہا تھا کہ اگر اس نے اپنی بستیاں [illegible] کوشش میں کامیاب ہو گیا تو وہ ان کے ساتھ [illegible] سلوک ہی کریں گے [illegible] اور پھر انہیں قید کرنے کا فیصلہ کرنے کے بعد [illegible] زندگی تسلیم کر لی انہیں معاف کر دیا جائے گا۔"

"اوہ ... نوما کا یہ اچھا اقدام ہو گا بہرصورت سوتا [illegible] جنگ کے بعد [illegible] زرد روؤں سے بھی جنگ کرنا پڑے۔ ایسی صورت میں اگر جنگ کرنے والوں میں ستیا بھی شامل ہوئی تو ...؟"

"[illegible] شمانہ، اس کی وجہ [illegible] ستیا مجھے ان لڑکیوں میں نظر نہیں آتی جو جنگ کرنے کے لئے میدان میں آ سکتی ہیں۔ اس کی فطرت [illegible] جیسی کیفیت نہیں ہے میرا خیال ہے وہ صرف [illegible] کے ساتھ ہو گی۔"

"شاید ..." شمانہ کچھ سوچتی رہی پھر بولی "ایک بات اور بتاؤ گے سوتا"

اس کے لہجے کی کیفیت عجیب سی تھی۔

"ہاں پوچھو شمانہ۔ [illegible] تمہارے ذہن میں بہت سے [illegible] شمانہ۔ پوچھو میں سب کچھ بتانے کے لئے تیار ہوں۔"

"اگر دیتا بچر تمہارے پاس آ جائے، جو تمہاری پناہ میں آ جائے تو تم اس کے ساتھ کیا سلوک کرو گے؟"

"شاید میں نہیں کہہ سکتا کہ میں اس کے ساتھ کیسا سلوک کروں گا لیکن یہ بات یقینی ہے کہ میں اس کے ساتھ کوئی برا سلوک نہیں کروں گا۔" [illegible]

[illegible]

"میں نے ... آ رہا ہوں بکیم ہاکر۔" میں نے جواب دیا اور پھر ... کے بعد ... بکیم ہاکر کے پاس پہنچ گیا۔

"کیا ... دشمن ... ساحل ... سکتا ہے؟"

[illegible]

... بکیم ہاکر نے جواب دیا۔

"وہ سکانی کے ... جہاز ... کیا وہ تیار ہیں؟"

"ہاں ... سکانی کے ... تیار ہیں۔"

[illegible]

"یقیناً ... " [illegible]

... بکیم ہاکر نے بتایا۔

"ہوں، اس بارے میں فورما کیا کہتا ہے؟"

"بس فورما ... " [illegible]

... بکیم ہاکر نے جواب دیا۔

"اوہ عظیم ہاکر ... " [illegible]

... میں نے کہا۔

"ہاں ... فورما ... احکامات ... " بکیم ہاکر نے کہا۔

"کیا یہ فورما کی مرضی ہے؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں ... " بکیم ہاکر نے جواب دیا [illegible]

[illegible]

کی طرف بڑھ گیا۔

فورما ... انتظار کر رہا تھا، وہ مجھے دیکھ کر جلدی سے آگے بڑھا اور بولا۔

"اوہ ... سکانی ... " [illegible]

"تو ان لوگوں کو آگے بڑھنے کی اجازت دو ..." [illegible]

"بہتر ہے ..." فورما نے کہا [illegible]

[illegible]

اور آج ... جنگ ... [illegible]

[illegible]

میں ان کی حقیقت ... [illegible]

[illegible]

تب ... نے کہا۔

"میرے ... " [illegible]

[illegible]

[illegible]

بکیم ہاکر نے جواب دیا اور میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی۔

"ٹھیک ہے بکیم ہاکر۔" میں نے جواب دیا۔

"کہیں میری ہدایات میں کوئی ایسی خامی تو نہیں رہ گئی جو تمہیں ناپسند ہو۔" بکیم ہاکر نے مجھ سے پوچھا۔

"اوہ نہیں بکیم ہاکر ... " [illegible] "... کیا وہ قابل بھروسہ ہیں؟"

"ہاں وہ سب ماہر فن حرب ہیں اور جنگی چالیں بخوبی سمجھتے ہیں۔" بکیم ہاکر نے جواب دیا۔

"میرا مقصد ان لوگوں کی وفاداری سے ہے بکیم ہاکر۔"

[illegible]

"تو پھر ٹھیک ہے بکیم ہاکر ... " میں نے جواب دیا۔

میں نے فورما کی طرف دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے بولا۔ "فورما کیا تم ... اس بلند مینار سے ... جنگ کا نظارہ نہیں کرو گے؟"

"اوہ ہاں ضرور ... " [illegible]

"کیوں نہیں فورما، ضرور۔"

اور ہم تینوں مینار کی جانب بڑھ گئے۔ تب فورما نے بکیم ہاکر کی طرف رخ کر کے کہا۔

"کیا تم اب بھی اس شخص کو عام انسان کہو گے بکیم ہاکر؟"

"میں نہیں سمجھا عظیم فورما۔"

[illegible]

"ہاں یقیناً ... " [illegible]

[illegible]

وہاں خاموشی ...

تب ہم ... مینار کی بلندیوں پر چڑھتے گئے اور آخری ...

تک پہنچ گئے۔ وہ ساکائی وسیع و عریض تھا اور یہاں سے ہم بہت دور تک سمندر میں دیکھ سکتے تھے۔

ساکائی سے روانہ ہونے والے جہاز یوں لگتا تھا جیسے بہت ہی آہستہ ہوں لیکن ساحل سے ان کا فاصلہ دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ انہوں نے اپنی رفتار بہت تیز رکھی ہے اور اگر وہ اسی تیز رفتاری سے چلتے رہے تو زیادہ وقت نہیں لگے گا جب وہ سکاکا کے جہازوں تک پہنچ جائیں گے جن کے بادبان اب صاف نظر آنے لگے تھے۔

ہم بے تابی سے انتظار کرتے رہے کہ اصل کھیل تو اس وقت شروع ہونا تھا جب ساکائی کے جہاز سکاکا کے جہازوں تک پہنچ جاتے اور جو ہونا ہوتا جلد ہو جاتا۔ ہم اس وقت کے شدت سے منتظر تھے۔

ہماری تیاریاں مکمل تھیں اس لیے ہم سب کھیل شروع ہونے کے منتظر تھے۔ ساکائی کے جہازوں کو جنہیں ہدایت کی گئی تھی [illegible] برق رفتاری سے آگے بڑھتے ہوئے [illegible] محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ سکاکا کے جہازوں کو گھیرے میں لینے کی کوشش کر رہے ہیں [illegible]

اور جنگ شروع ہو گئی۔ ساکائی والوں نے فوما کے نام کا نعرہ لگایا اور شاید یہ ہی نعرہ سکاکا والوں کے لیے حیرت انگیز تھا۔ بہرصورت ساکائی کے جہازوں پر سے برق رفتاری سے تیر اندازی اور پتھر بازی شروع ہو گئی۔

اور چند ہی ساعت کے بعد دوسری جانب سے بھی اس کا جواب دیا جانے لگا۔ لیکن ساکائی کے تازہ دم لوگ [illegible]

جذبہ بھی اسی شدت سے انہیں اس بات پر مجبور کر رہا تھا کہ وہ بے خوف و خطر ہو کر سکاکا کے جہازوں کا مقابلہ کریں [illegible] پہلے ہی حملے میں ساکائی کے جہازوں نے اپنی برتری ثابت کر دی۔

اور سکاکا کے جہازوں کو شدید ترین نقصان پہنچنے لگا۔ [illegible]

جس انداز میں ہمارے جہازوں نے حملہ کیا تھا وہ بے حد شاندار تھا۔ [illegible]

بہرصورت جنگ باقاعدگی سے جاری رہی [illegible]

شاید ان میں کوئی شخص ذہین بھی تھا جس نے صورت حال کی نزاکت کو محسوس کر لیا اور پھر ہم نے دیکھا کہ ان کے بادبانوں کا رخ بدل گیا ہے [illegible]

اس طرح وہ پلٹ کر ساحل پر جانا چاہتے تھے۔

یہ بلاشبہ ذہانت کی بات تھی [illegible]

لیکن ابھی وہ لوگ اس سے بے خبر تھے۔

ساکائی کے جہاز ان کا تعاقب کرنے لگے۔ [illegible] تب میں نے حکیم پاکو کی طرف دیکھا اور آہستہ سے بولا۔

"صورت حال مکمل طور پر ہمارے حق میں ہے حکیم پاکو۔ میرا خیال ہے [illegible]"

[illegible]

"ضرور۔"

[illegible]

چنانچہ میں خود ان جنگی معاملات میں [illegible]

[illegible]

چنانچہ اس طرف سے بڑھنے والے بادبان ان کے کناروں تک پہنچ گئے [illegible]

[illegible]

ہو رہا تھا۔ سوالی کے کہ لوگوں کو ہوا پہلے کا سرخ ہی رہا تھا چنانچہ بیشتر اس کی زرد
نشانیاں سر کشی کا کوشش تھا اس کی گردن اس کے شانوں پر سے اتار لی جاتی اور
مجھے۔۔۔ میری کیفیت زیادہ واضح نہیں تھی۔ مجھے یہ سب سوچنا تو زیادہ وہ
اچھے نہیں لگ رہے تھے چنانچہ میں کسی حد تک اداس ہو گیا اور میں نے
شہزادہ کو خطاب کیا۔

شہزادہ کو ہم نے سکائی ہی میں چھوڑا تھا۔ یہاں آتے وقت میں نے اسے
فی الحال مناسب نہیں سمجھا تھا شہزادہ بے حد طاقتور ہی تھی لیکن بہر صورت میں
اسے جنگ میں شریک نہیں کرنا چاہتا تھا اور اس کی ضرورت بھی نہیں تھی۔
وہاں کے کچھ پر [illegible] لگ گئی تھی چنانچہ میرا یہی خیال تھا کہ شہزادہ سکائی
بستی ہی میں ہو گی۔ میں نے وہاں سے چلنے کا فیصلہ کر لیا۔ بہر صورت حکیم بابا
کو اس کی اطلاع دینا ضروری تھا اس وقت حکیم بابا کو میرے پاس ہونا ضروری تھا
جانے حکیم بابا کہاں تھا۔ میں اسے تلاش کرنے نکلا [illegible]
کے نوجوانوں کے درمیان سے گزرتا ہوا حکیم بابا کی تلاش میں چل پڑا۔
حکیم بابا جلد ہی مجھے مل گیا لیکن اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات
تھے۔ [illegible] مجھے [illegible] نظر آ رہا تھا اور حکیم بابا کو افسردہ
سا شاید اسی ہجوم کے درمیان سے آ رہا تھا۔ میں تیزی سے اس کے قریب
پہنچ گیا۔

"حکیم بابا!" میں نے اسے آواز دی اور وہ چونک گیا۔
"سبوتا، اوہ سبوتا، نقصان عظیم۔۔۔ وہ ہوا ہے ایک عظیم نقصان۔" حکیم بابا
نے [illegible] لہجے میں کہا اور گھوڑے سے نیچے کود گیا۔
"کیا ہوا حکیم بابا، تو کہاں ہے؟"
"تو [illegible] لیکن۔۔۔" حکیم بابا کی گردن آہستہ آہستہ
جھک گئی۔
"کیا بات ہے حکیم بابا، تم بہت پریشان نظر آ رہے ہو۔" میں نے پوچھا۔
"سبوتا، تیرے لئے ایک بری خبر ہے۔"
"تو پھر بتا حکیم بابا۔" میں نے جلدی سے کہا۔
"شہزادہ نہ جانے کس طرح جنگ میں شامل ہو گئی تھی اور وہ ماری گئی ہے۔"
حکیم بابا نے بتایا اور میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میرے جسم میں لرزش
[illegible] حکیم بابا کے ان الفاظ پر مجھے یقین نہیں آیا تھا۔
شہزادہ مر گئی۔ اس سے زیادہ حیرت انگیز بات میرے لئے کوئی اور نہیں
ہو سکتی تھی۔ [illegible] ہو جانا چاہئے تھا کہ میں [illegible] ساکت ہو جاتا۔
لیکن [illegible] میری زندگی ان حادثات سے عبارت تھی۔ ایسے
ایسے [illegible] حادثات ہوتے تھے [illegible] نہیں رہ سکا تھا اور یہاں
مجھے [illegible] احساس ہوا تھا۔ شہزادہ کی موت بھی اس وقت ایک بڑا
حادثہ تھی لیکن میں [illegible] کی صلاحیت رکھتا تھا چنانچہ چند
ساعت میری [illegible] کیفیت رہی۔ پھر میں نے خود پر قابو پایا۔ میں نے حکیم بابا کی

طرف دیکھا جو غم سے نڈھال نظر آ رہا تھا۔ تب میں نے کہا۔
"کہاں ہے وہ؟"
"وہ بستی کے درمیان شاید جنگ کرتی ہوئی رہ گئی ہے۔ اس کے
پیچھے ایک نیزہ پیوست ہے۔" حکیم بابا نے جواب دیا۔
اور میں اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی آگے بڑھ گیا۔ میں
ہجوم کو اپنے دونوں ہاتھوں سے ہٹاتا ہوا ان کے درمیان پہنچ گیا جہاں
شہزادہ کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ ایک لمبا نیزہ اس کے سینے میں پیوست تھا
اور شہزادہ دم توڑ چکی تھی۔
وہ بدستور زمین پر پڑی ہوئی تھی۔ اس کے خوبصورت بال بکھرے
ہوئے تھے۔ میں اسے [illegible] دیکھتا رہا۔
تب ہی میں نے کسی کو کہتے سنا "اس کے باپ نے بھی سکائی کے
نوجوانوں کے لئے سکائی کی زندگی کے لئے آتش فشاں میں کود کر جان دی تھی
اور آج سکائی کی بیٹی نے سکائی کے نوجوانوں کی برتری کے لئے جان دی ہے۔"
میں غمزدہ نگاہوں سے شہزادہ کو دیکھ رہا تھا اور میرے اندر عجیب
سے طوفان اٹھ رہے تھے۔ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ شہزادہ مر گئی ہے۔ اس
کی ایک ایک بات ایک ایک انداز مجھے یاد آ رہا تھا۔ شہزادہ تو اسی دن مر گئی
تھی جب اس کی شخصیت ختم ہوئی تھی اور وہ میرے ساتھ منسلک ہو گئی تھی۔
حکیم بابا افسردہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ
میرے اوپر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں گے اور میں ذہنی توازن کھو بیٹھوں گا
لیکن اس کا وہ حرف [illegible] سکتی تھی کہ وہ میری شخصیت سے ناواقف
تھے۔ میرے ذہن کو کسی غم کا احساس مجبور نہیں کر سکتا۔ میرے سامنے
تو سب یہاں ختم ہو گئیں۔ صدیوں کے وہ کردار جو میرے سامنے بہت نمایاں
حیثیت رکھتے تھے میرے سامنے دم توڑتے رہے تھے۔ اگر میں غم منانے
بیٹھتا تو زندہ نہ رہ سکتا تھا۔ اور اگر زندہ رہتا تو مردوں کی مانند۔
چنانچہ شہزادہ کی موت کا مجھے غم ضرور ہوا تھا لیکن اب وہ مر چکی تھی
اسے یاد کرنے سے فائدہ بھی کیا تھا۔ میں اسے واپس نہیں لا سکتا تھا۔ بہر
صورت میں اس کا انتقام ضرور لے سکتا تھا مجھے علم نہیں تھا کہ وہ میدان
جنگ میں کیوں آئی۔ ورنہ میں اسے روک سکتا تھا۔
حکیم بابا نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ دیا اور آہستہ سے بولا۔ "میں
تیرے غم میں برابر کا شریک ہوں سبوتا!"
"اوہ حکیم بابا، کس کس کے غم میں برابر کے شریک ہو گے۔ یہ
شہزادہ نوجوان مارے گئے ہیں ہمیں سب کا افسوس ہے اور پھر جنگ میں
تو سب کچھ ہوتا ہے۔"
"لیکن۔۔۔ شہزادہ تیری محبوبہ تھی۔"
"ہاں۔ جب تک وہ میرا ساتھ دے سکی اس نے دیا۔ اب مر
گئی مجھے اس کا افسوس ہے۔۔۔ لیکن میں نے کہا کہ مرنے والے مر جاتے
ہیں وہ کسی کا انتظار نہیں کرتے۔"

حکیم بابا چند ساعت مجھے دیکھتا رہا۔ اور پھر گہری سانس لے کر
بولا۔ "تو بہت عجیب ہے سبوتا۔" اور وہ آگے بڑھ گیا۔
میں نے شہزادہ کی لاش پر گہری نگاہ ڈالی۔ پھر اپنی جگہ سے واپس
ہٹ گیا۔ اس ہجوم پر میری نگاہیں اٹھیں جو سب شہزادہ کے لئے [illegible]
تھے اس کے [illegible] وہاں موجود تھے وہ اس کی لاش کو اٹھانے لگے
تھے۔ میں بے چینی سے پریشان ہو کر ان کا جائزہ لے رہا تھا چنانچہ میں نے
پوچھا۔ زرد روؤں کو سکائی ہی میں شکست مل رہا تھا وہ اب بھی سرکشی کر رہے
تھے۔ دوسری طرف چند روؤں کو کوئی شکست ہو چکی تھی۔ سکائی کے نوجوان
ان لوگوں کو گرفتار کر رہے تھے۔ گویا زرد روؤں کا سکائی پر بالکل خاتمہ ہو چکا
تھا۔ اور اب صرف وہ آدمی رہ گئے تھے جو کافی فاصلے پر تھے
زرد روؤں کے رہبر ایگنا کو دیکھا۔ سردار ایگنا بیتا کا باپ تھا۔
میرے ذہن میں اچانک ہی پوچھتا کا خیال آیا تھا۔ اور پھر میں نے سوچا
خوش قسمتی سے پوچھتا میرے لئے [illegible] ہوں یہ میرے ساتھ
کی قسمت کے ساتھ بیٹا [illegible] تھے [illegible] آیا تھا
کہ میں نے اس کے ساتھ زیادتی کی تھی جب میں شہزادہ سے ملا تھا میں نے
اسے قطعی نظر انداز کر دیا تھا۔ ایک بار بھی میں نے اس سے کوئی بات نہیں
کی تھی اور یہاں آ کر بالآخر میں نے اس کے خاندان کو تباہ کر دیا۔ اس وقت
مجھے پوچھتا کا خیال صرف ایگنا کی لاش دیکھ کر آیا تھا میں اسے تلاش کرنے
لگا۔ سکائی کے نوجوان اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ انھوں نے زرد روؤں
کی بستی کو صاف کر دیا تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کا سارا اسباب نکال رہے تھے۔ بہر حال
ان زرد روؤں نے سکائی کے نوجوانوں کو ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔
زرد روؤں کو بھاگنے کا موقع نہ مل سکا تھا۔ پھر بھی کچھ لوگوں نے بھاگ
کر اپنی جان بچالی ہو گی تو اس کے بعد میں کچھ نہیں کہہ سکتا تھا بہر صورت
بہر طرف ایک طوفان سا برپا ہو رہا تھا اور اب جب کہ ہم جنگ جیت گئے۔۔۔ میں
بیٹھا تھا مجھے ان کے درمیان ضرورت نہیں تھی۔
چنانچہ میں واپس بستی کی جانب چل پڑا۔ راستے میں [illegible] اپنے
دیوتاؤں کو یاد کرتے ہوئے [illegible] ہوتا ہے۔ لیکن اس
[illegible] میں [illegible] ہونے سے ہنگامے سے فارغ
ہونے کے بعد ایک عجیب سی بے چینی کا احساس ہو رہا تھا لیکن بہر صورت میں
ابھی [illegible] تھا۔ ابھی صرف سکائی کا اقتدار بھی ان کے قبضے میں آیا
تھا بہت سا [illegible] ہونے کے بعد ہم کر سکتے تھے۔
[illegible]
مجھے [illegible]
[illegible] میں آیا۔ [illegible]
[illegible] شہزادہ کے سلسلے میں [illegible] تھا چنانچہ
[illegible] گیا۔
"سبوتا! تم نے شہزادہ کے [illegible]

کر نہ وقت نہیں ہوتا میری خواہش ہے کہ تو اسے سمجھنے کی کوشش کر۔ اس نے ایک
عظیم مقصد کے لئے جان دی ہے۔ وہ بیٹی تھی اس کے باپ نے سکائی
کے لئے جان دی ہے اور وہ خود بھی قوم کے عظیم اعزاز کا حق ادا کر گئی ہے میرا خیال ہے
سب سے ادھر سے [illegible] نے اگر کسی نے وفا کا اعلان کیا تھا تو
وہ صرف شہزادہ تھی کہ اس کی روح اس کے [illegible] نہیں مرے گا اس سے میں
ہم سب اس کے لئے دعا کریں۔"
"وہ حکیم بابا، اس میں کوئی بات نہیں ہے۔ بے شک شہزادہ مر چکی ہے لیکن میں
کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ میں ایک مقصد کے لئے جان دینے والوں
کے لئے غم نہیں ہونا چاہئے۔ تم یہاں کے معاملات سے فارغ ہو کر
انہیں تم سے فرصت نہیں کرنے سبوتا، یہ بھی زرد روؤں کو گرفتار کر لیا
جا رہا ہے اور ہمارے پاس کافی بہت بڑا ذخیرہ ہو گیا ہے۔ زرد روؤں کا ذخیرہ
اسلحہ تھا جہاں انھوں نے یہ سارا اسلحہ جمع کیا تھا جنگ لڑنا شروع کیا تھا ان لوگوں کی
ضروریات سے زیادہ تھا جس سے وہ لوگ کبھی کوئی سازش کر سکتے تھے۔
سبوتا، یہ تو بہت زیادہ ہو چکا ہے۔ ابھی ہم جنگ نہیں جیت سکے تھے کہ ہم نے ان کے
بیش قیمت اسلحہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کا کوئی ساتھی انتظار کر رہا ہے
ہوں؟"
"ہاں، ممکن ہو سکتا ہے۔ ان لوگوں کا پتا لگایا جائے ورنہ اس بارے
میں ہم ان سے گفتگو کریں گے۔"
"اور اس کا خیال رکھا گیا ہے۔ سبوتا چند لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے
جن سے تم معلومات حاصل کر سکتے ہو۔"
"یہ اچھا کیا۔ کیا ایگنا بھی ہے؟"
"قتل ہو گیا۔"
"سب مصروف رہے اس جنگ کے باعث شہزادہ ہے یہ عظیم انسان ہیں۔"
"تو پھر بتاؤ کیا حکم ہے سبوتا، میں نے کہا اور حکیم بابا نے کہا کہ ہاں
یہ جانور بھی یہیں تھے ضرورت ہے۔"
"ان سے بھی کچھ بات ہوئی ہے یا نہیں؟" میں نے پوچھا۔
"ہاں۔"
"عورتوں کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟"
"کچھ نہیں ان کے ساتھ بہتر سلوک کیا جائے گا ہم نے انہیں ایک
احاطے میں بند کر دیا ہے۔"
"کیوں، کسی عورت کو قتل نہیں کیا گیا؟"
"نہیں کسی کو بھی سبوتا، سکائی کے کسی نوجوان نے ہاتھ نہیں اٹھایا۔"
"مجھے خوشی ہے سبوتا، لیکن تم اور ہم بھی بتا دو کہ جنگ کہاں ہو رہی ہے
کر رہے ہو اور وہ کون سی جگہ ہے؟"
"ہاں ہم ابھی سے ہم نے [illegible] کے بہانے احاطے میں
جمع کیا ہے۔" حکیم بابا نے کہا۔
"ٹھیک ہے حکیم بابا، تمہاری خواہش ہے تو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔"

میں نے کہا۔ میرا علم یہیں تک ہے ساتھیو باہر نکل آؤ۔

مجھے اب پوستا کی تلاش تھی جو دوسری کوٹھڑی میں اسے ملے گی جہاں عورتوں کو قید کیا گیا تھا۔ بے شمار عورتیں قید میں ہوں گی لیکن پوستا بہت سی بے بس ہو چکی تھیں۔ میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

میری نگاہیں پوستا کو تلاش کر رہی تھیں جو ان قیدیوں میں تھی۔ مجھے پوستا کہاں ملی۔ وہ گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔ میں آہستہ آہستہ پوستا کی طرف بڑھ گیا۔

پکاشا

کی بیٹی جس حالت میں بیٹھی تھی مجھے اس کا دکھ ہوا تھا۔ میں نے اس کا وہ روپ دیکھا تھا جب وہ شہزادیوں کی طرح رہتی تھی اور بہر صورت میرا اس سے بچپن تعلق بھی رہ چکا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ شاید کا جھوٹ مجھ پر کچھ اس طرح سوار تھا کہ میں نے اسے مکمل طور پر نظر انداز کر دیا تھا حالانکہ وہ اس وقت میری معاون ثابت ہوئی تھی جب شانے سے میری دشمنی چل رہی تھی اور میں نے پوستا سے وعدہ کیا تھا کہ میں واپس آؤں گا۔

اور اس کے بعد میں نے صرف اسے نظر انداز کر دیا بلکہ اس کی نسل کو اور اسے تباہ کرنے میں میرا پورا پورا ہاتھ تھا۔

اس وقت اسے اس طرح دیکھ کر میرے ذہن پر کچھ عجیب سے خیالات طاری ہو گئے۔ آخر میں ان کا دشمن کیوں بن گیا تھا ——؟ زردوروں نے میرا تو کچھ نہیں بگاڑا تھا یہ ان لوگوں کا اپنا مسئلہ تھا۔ وہ اس علاقے پر اپنا تسلط چاہتے تھے۔ اگر بجائے قوال بھائے پکاشا مل جاتا تو کیا میں اس کی مدد نہیں کرتا۔ میں نے ان لوگوں کے ساتھ جو سلوک کیا تھا وہ بہر صورت ضرورت سے زیادہ ہی تھا حالانکہ یہ ٹھیک تھا کہ وہ غاصب تھے اور ان کے علاقے پر قبضہ کرنے کے لیے یہاں آئے تھے۔

لیکن یہ ان کا اپنا مسئلہ تھا۔ یہ ساری باتیں میرے ذہن میں پوستا کو دیکھ کر پیدا ہوئی تھیں اور اب میں سوچ رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ بہر حال پوستا کو میں ان لوگوں کے ساتھ تو نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ چنانچہ میں آہستہ آہستہ اس کے نزدیک پہنچ گیا۔ وہ گھٹنوں میں سر جھکائے بیٹھی تھی۔

"پوستا ——!" یوں لگا تھا جیسے اس نے میری آواز سنی ہی نہ ہو۔ میں نے جھک کر اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا اور دوبارہ آواز دی۔

"پوستا!" تب اس نے گردن اٹھائی۔ اس کی آنکھیں گہری سرخ ہو رہی تھیں لیکن ان میں آنسوؤں کی نمی نہیں تھی بلکہ ایک عجیب سا تاثر تھا۔ وہ گھورتی آنکھوں سے مجھے دیکھتی رہی اور پھر جیسے ان آنکھوں کی زندگی واپس لوٹ آئی۔ اس نے مجھے پہچان لیا تھا تب ان میں نفرت کی اک لہر سلگ اٹھی۔

"ظفر پوستا!" میں نے بھاری لہجے میں کہا اور اس نے نفرت سے چہرہ موڑ لیا۔

"اوہ۔ تم مجھ سے نفرت کا اظہار کر رہی ہو پوستا۔" میں نے کہا لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ وہ خاموشی سے نفرت زدہ نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی۔

تب میں نے اس کا بازو پکڑ کر اسے کھڑا کر دیا۔ اب پوستا کی اتنی مجال تو تھی نہیں کہ وہ میری اس کوشش سے بھی کھڑی نہ ہوتی لیکن اس کے انداز میں تعاون نہیں تھا۔ میں جانتا تھا کہ اسے میرے بارے میں مکمل معلوم ہو گا وہ جانتی ہو گی کہ میں زردوروں کی تباہی کا پورا پورا ذمہ دار ہوں۔ تبھی وہ مجھ سے نفرت کر رہی تھی لیکن پھر بھی میں اسے قیدی عورتوں کے احاطے سے باہر نکال لایا۔

وہ لڑکھڑاتی ہوئی میرے ساتھ چل رہی تھی۔ چند ساعت کے بعد ہم قیدی عورتوں کے احاطے سے کافی دور نکل گئے اور ایک سنسان سی جگہ میں نے اسے ایک پتھر پر بٹھا دیا۔ پوستا اسی طرح سر جھکائے پتھر پر بیٹھ گئی۔

"تم خاموش کیوں ہو پوستا؟" میں نے پوچھا۔

اور اس نے ایک بار پھر چبھتی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ ان آنکھوں میں بہت سی شکایات اور بہت سے تاثرات تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ زبان کی بجائے آنکھوں کو استعمال کرنا چاہتی ہو اور یہ حقیقت بھی تھی۔ اس کے الفاظ آنکھوں کے راستے میرے ذہن تک پہنچ رہے تھے۔

تب میں نے اس سے کہا۔

"ممکن ہے تم غلط فہمی کا شکار ہو چنانچہ مجھ سے یہ رویہ روا نہ رکھو تو بہتر ہے۔ میں تم سے کچھ اس کی توقع رکھتا ہوں۔"

"ہوں۔ غلط فہمی۔" پوستا کی غراتی ہوئی آواز ابھری۔

"ہاں پوستا غلط فہمی۔"

"ٹھیک ہے کچھ لوگ بڑے ذہین ہوتے ہیں۔ عجیب عجیب شکل و صورت کے مالک اور ان کے ساتھ ہی ان کا کردار بھی عجیب ہوتا ہے۔ ہمیں تمہارے بارے میں کچھ بھی کسی نے بتایا لیکن بس تم بھی انوکھے ہی ہو۔"

"تم کیا کہنا چاہتی ہو کھل کر کہو پوستا۔ تمہارے اوپر پابندی نہیں ہے۔"

"میں کچھ بھی نہیں کہنا چاہتی۔ اگر تم میرا درد نہیں سمجھ سکتے تو زبان سے کہنے سے کیا فائدہ۔ ایسی باتیں تو ان لوگوں سے کہی جاتی ہیں جو احساس ہوتے ہیں اور تم بے حس ہو۔ تم نے ان کے لیے ان لوگوں کے لیے ہمیں تباہ و برباد کر دیا۔ ہماری نسلیں بگاڑ دیں۔ ہمارا قصور کیا تھا سوچا۔ ہم بھی تو اپنی زندگی گزارنے کے لیے تھوڑی سی زمین چاہتے تھے۔ ہم ان لوگوں کے ساتھ اپنائیت کا سلوک کر کے زندگی گزارنا چاہتے تھے۔ ہم میں سے سب کے خیالات ایسے نہ تھے کہ ہم مقامی لوگوں کو تباہ و

برباد کر کے خود خوش رہتے۔ ہم تو صرف اپنی سانسیں سکون سے گزارنا چاہتے تھے۔ بتاؤ اس میں ہمارا کیا قصور تھا؟"

اور میں خاموشی سے اس کی باتیں سنتا رہا۔ تب میں نے آہستہ سے کہا۔

"لیکن پوستا تمہیں معلوم ہے کہ مقامی باشندے ان لوگوں کے ساتھ نہیں رہنا چاہتے تھے۔"

"ٹھیک ہے یہ مقامی باشندوں کا اپنا مسئلہ تھا لیکن تم اس میں کیوں شریک ہوئے تھے؟"

"میری کوئی خاص حیثیت نہیں تھی پوستا۔ بس میں نے تمہارا بچایا تھا۔ وہ مجھے سمندر میں ڈوبتا ہوا مل گیا تھا اور اس کے بعد میں نے اس کی مدد کی۔ اس سے زیادہ میرے ذہن میں کچھ نہ تھا۔"

"ٹھیک ہے تم نے ان کی مدد کی اور ہمیں تباہ و برباد کر دیا۔ یہ تمہارا اپنا فعل تھا سوچا۔ اب تم مجھ سے ایسے سوالات کیوں کر رہے ہو۔ اب تم ہمارے بارے میں کیا معلوم کرنا چاہتے ہو۔ اب کیا رہ گیا ہے میرے پاس تمہیں بتانے کے لیے۔ دیکھو سوچا، اس پوری دنیا میں اب میرا کوئی نہیں ہے۔ میں قیدی عورت کی حیثیت سے ان لوگوں کے درمیان ہوں۔ اب تم بھی دیکھو گے کہ میرے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ یقیناً تمہیں خوشی ہو گی۔"

اور نہ جانے کیوں مجھے ایک عجیب سی شرمندگی محسوس ہونے لگی۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میں نے واقعی ضرورت سے زیادہ بڑھ چڑھ کر اقدامات کیے ہوں۔ اگر میں ان لوگوں کے ساتھ شریک نہیں ہونا چاہیے تھا۔ سبھی کی زندگی یکساں ہوتی ہے اور خاص طور سے اس وقت جب میرا کسی سے براہ راست کوئی تعلق نہ ہوتا۔ کیا شاید میرے ذہن کو اس طرف لانے کا باعث تھی۔ یہ تو مناسب بات نہیں تھی۔ شاید میری اپنی پسند تھی اور اگر اپنی پسند کے لیے انسان دوسروں کو تباہ و برباد کرے تو یہ تو انسانیت کا کوئی اچھا معیار نہیں تھا۔ میں چند ساعت سوچتا رہا تھا پھر میں نے کہا۔

"میرا خیال ہے میں کافی شرمندہ ہو چکا ہوں پوستا۔ میں نے ان لوگوں کے ساتھ جو کچھ کیا ہے مجھے اس کا واقعی افسوس ہے لیکن بہر حال جو ہونا تھا ہو چکا ہے۔ شاید بھی مر گئی ہے۔ اب یہ لوگ آگے اقدامات کریں گے۔ ہاں میں تم سے صرف ایک وعدہ کر سکتا ہوں پوستا۔"

"کیا وعدہ؟" پوستا نے پوچھا۔

"آئندہ میں ان کے ساتھ کسی بھی سلسلے میں شریک نہیں ہوں گا۔"

"اوہ آئندہ۔ تم مجھے بتاؤ سوچا مجھے آئندہ سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ میں تباہ و برباد ہو چکی ہوں۔ میرا باپ مارا جا چکا ہے سارے لوگ مارے جا چکے ہیں۔ سارا کا سارا علاقہ ویران اور برباد ہو گیا۔ پھر اگر تم آئندہ کی بات کرو تو مجھے اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ سوچا میں خود بھی تم سے یہ بات کہہ چکی ہوں کہ وہ لوگ جو مقامی باشندوں کو تباہ و برباد کر کے زندگی گزارنا چاہتے ہیں، مجھے خود بھی پسند نہیں ہیں۔ میں تو صرف یہ چاہتی تھی کہ ہم سب یکساں طور سے زندگی گزاریں اور یہی میری خواہش تھی لیکن اب کیا میں اس انداز میں زندگی گزار سکتی ہوں، تم ہی انصاف کر کے سوچو۔"

"پوستا میں اب تمہارے لیے اور کچھ نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ زندگی کے بقیہ دور میں تمہارا ساتھ دوں۔"

"نہیں سوچا، میں اپنی بقیہ زندگی کا کوئی تعین نہیں کر سکتی۔ زندگی اب باقی بھی کہاں رہ گئی۔ تم کیا سمجھتے ہو کیا ان لوگوں کے درمیان میں زندہ رہ سکتی ہوں۔ نہیں سوچا نہیں، میں ان کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔"

"تم زندہ رہو گی پوستا۔ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ کس کی مجال ہے کہ میری موجودگی میں تمہاری ذات پر کوئی آنچ آئے۔ میں اتنی طاقت رکھتا ہوں پوستا کہ تمہاری حفاظت کر سکوں۔" میں نے کہا۔

"سوچا براہ کرم میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔ اس کے باوجود کہ تم میرے قبیلے کے دشمن ہو میں تمہاری انفرادیت کی قائل ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ تم ایک انوکھے انسان ہو لیکن ایسی باتیں کر کے تم مجھے خوش کرنا چاہتے ہو۔ تم جو کچھ بھی ہو سوچا لیکن براہ کرم تم خود کو فریبی بنا کر پیش نہ کرو ورنہ مجھے افسوس ہو گا۔"

"میں نہیں سمجھا پوستا۔"

"بس میں یہی کہنا چاہتی ہوں کہ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ میں اب زندہ رہنا نہیں چاہتی۔"

"تمہیں زندہ رہنا ہو گا پوستا یہ میری خواہش ہے۔"

"ہرگز نہیں۔ تم میرے باپ کے قاتل ہو۔ میں تمہاری خواہش کا احترام کروں گی۔" پوستا کی آنکھوں میں ویرانی ابھر آئی۔ وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی تھی۔

میں نے اسے غور سے دیکھا اور پھر آہستہ آہستہ گردن ہلانے لگا۔ "ٹھیک ہے پوستا تمہیں تمہاری مرضی کے مطابق وقت گزارنے کی اجازت دی جائے گی۔ تم بالکل فکر نہ کرو۔ یقینی طور پر تمہیں تمہاری مرضی کے خلاف کوئی مجبور نہ کر سکے گا۔ آؤ میرے ساتھ آؤ۔" میں نے کہا۔

"کہاں؟ مجھے ان قیدی عورتوں کے پاس پہنچا دو سوچا۔ آخر وہ بھی تو انسان ہیں۔ میری بستی کی عورتیں ہیں۔ میں انہی کے ساتھ جینا اور مرنا چاہتی ہوں۔ تم اپنے اختیارات سے کام لے کر مجھے یہاں تک لائے ہو سوچا لیکن میں اپنے اختیارات سے کام لے کر رو سکتی ہوں۔" پوستا نے کہا اور میں اسے عجیب سی نظروں سے دیکھنے لگا۔

میں اس لڑکی کے لیے کر بھی کیا سکتا تھا اب تو ہونا تھا ہو چکا تھا۔ بہر کیف میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں اس کی مدد کرنے کی کوشش ضرور کروں گا اور یہ بھی ہے۔

تو اب ایک مخصوص حیثیت میں آ گیا تھا۔ باقی معاملہ اس کا اپنا تھا۔ اگر وہ زردوروں سے مقابلہ کر کے انہیں شکست دے دیتا ہے تو

درست ہے اور اگر نہیں ہونے پاتا تو تب بھی مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں رہ گئی تھی۔

پوسیتا نے مجھے گہری نیند سے جگا دیا تھا اور میں سوچنے لگا تھا کہ ٹھیک ہے اگر فونا ان کے ساتھ کوئی باعزت معاہدہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ مجھے اس سے کیا۔ آخر زردرو قوموں کو بھی زندہ رہنے کا حق تھا اور اگر تمام لوگوں کو فونا تباہ و برباد کر دیتا تو مجھے اس سے کیا مل جاتا۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کر لیا کہ اس معاملے میں خاموش ہی رہوں گا اور دراصل پروفیسر پوسیتا سے گفتگو کے بعد میں بددل ہو گیا تھا۔ چنانچہ میں نے پوسیتا کو احاطے میں پہنچا دیا اور خود اپنی قیام گاہ پر واپس آ گیا۔

فی الحال ہاکو اور دوسرے تمام لوگ جشن منا رہے تھے میرا جی بیٹھا جا رہا تھا لیکن میں اداس تھا۔

میں اپنی قیام گاہ پر آ کر خاموشی سے بیٹھ گیا اور حالات پر غور کرنے لگا۔ بلاشبہ بعض اوقات میں ایسے معاملات میں الجھ جاتا تھا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کیا کرنا چاہیے تھا۔ کیا فائدہ ہوتا مجھے ان لوگوں کو قتل کرکے۔ فونا بھلا مجھے کیا دے گا ـــــ اور سچی بات یہ ہے کہ ہر جابر اور مظلوم کو بھی دیکھنا مناسب ہے۔ ٹھیک ہے زردرو یہاں سازشی ذہن رکھتے ہیں۔ وہ ان لوگوں کے خلاف سازش کرنا چاہتے ہیں اور انھیں قتل کرنا چاہتے تھے لیکن اس کے بعد فونا کو زندگی مل گئی اور اگر اب فونا ان کے مقابلے میں انھیں شکست دے دیتا ہے اور اپنی حکومت قائم رکھتا ہے تو مجھے اس میں کوئی اعتراض نہ تھا اور اگر نہیں کر پاتا تو تب بھی میرا فرض نہیں ہے کہ میں فونا کی بھرپور طور سے مدد کروں۔ آخر مجھے کیا ضرورت پڑی تھی۔ میں نے سوچا۔

اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں خود اب ان معاملات میں کوئی مداخلت نہیں کروں گا۔ پوسیتا کے الفاظ سے میں شرمندہ ہو گیا تھا جو کچھ ہو چکا تھا اب میں اسے واپس نہیں لا سکتا تھا لیکن پوسیتا کو اس طرح چھوڑ بھی تو نہیں سکتا تھا۔

پھر کیا کرنا چاہیے؟ اور میں کافی دیر تک سوچتا رہا۔ پھر اس وقت چونکا جب حکیم ہاکو میرے پاس پہنچ گیا۔ مجھے دیکھ کر اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ سیوتا، تم یہاں ہو۔" اس نے کہا۔

"ہاں حکیم ہاکو۔ کوئی کام ہے مجھ سے؟"

"سکائی کے نوجوان تمھارے نام کے دیوانے ہو گئے ہیں۔ تم ان کے ہیرو اور عزیز ترین ہو۔ سکائی کے بہت سے لوگ تمھارے قریب جانا چاہتے ہیں اور نوجوان تمھیں خراج عقیدت پیش کرنا چاہتے ہیں۔"

"وہ ٹھیک ہے لیکن مجھے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے حکیم ہاکو۔" میں نے کسی قدر خشک لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں سیوتا لیکن ــــ"

"کیا جانتے ہو حکیم ہاکو؟"

"تم شانو کے لیے فکرمند ہو۔ افسوس یہ کوتاہی ہم ہی سے ہوئی۔ اس کی حفاظت ہمارا فرض تھا۔"

"اوہ۔ مرنے والے مر جاتے ہیں حکیم ہاکو۔ کسی کے لیے زیادہ غم نہیں کرنا چاہیے۔"

"میں تم سے متفق ہوں اور چاہتا ہوں کہ تم بھی ذہن سے اس کی یاد نکال دو۔ سکائی والوں کے لیے تم ایک دیوتا کی حیثیت رکھتے ہو اور یہاں کی لڑکیاں تمھاری غلامی پر فخر محسوس کریں گی۔ ہاں سیوتا، مجھے تم پر یقین ہے جس کسی کو تم چن لو گے اس کا پورا خاندان خود کو خوش نصیب سمجھے گا۔"

"ابھی میں ان معاملات میں نہیں پڑنا چاہتا حکیم ہاکو۔ بہرحال مجھے کچھ لمحات کی تنہائی درکار ہے۔ کیا تم اس بات کو محسوس کرو گے؟"

"نہیں سیوتا۔ میں کہہ دوں گا کہ تم ابھی کسی سے نہیں ملنا چاہتے۔ سکائی کے نوجوانوں کو اپنے ہیرو کا انتظار کرنا ہوگا۔" حکیم ہاکو نے کہا اور یہ اچھی بات تھی کہ اس نے میرے ذہن کا مرض نہیں پہچانا تھا۔ وہ یہی سمجھا تھا کہ میں شانو کے لیے بہت زیادہ غمزدہ ہوں۔ ممکن ہے وہ یہ بھی سوچ رہا ہو کہ بہرحال میں ٹھیک ہو جاؤں گا اور اس میں زیادہ عرصہ نہیں لگے گا۔

"تو مجھے اجازت سیوتا؟" اس نے کہا اور اچانک جیسے مجھے کچھ یاد آ گیا۔

"سنو حکیم ہاکو!" میں نے اسے آواز دی اور وہ رک گیا۔

"حکم سیوتا؟" اس نے کہا۔

"سکائی کے زردروؤں کی عورتوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟" میں نے پوچھا۔

"ابھی ان کے بارے میں کچھ نہیں سوچا گیا سیوتا۔ قیدیوں میں مرد عورتیں بھی موجود ہیں۔ فونا ان کے بارے میں فیصلہ کرے گا۔"

"وہ فیصلہ کیا ہوگا حکیم ہاکو؟"

"تم یقین کرو سیوتا! ابھی اس بارے میں کوئی گفتگو بھی نہیں ہوئی۔"

"خاص طور سے عورتوں کے ساتھ کوئی برا سلوک نہ کیا جائے انھیں قیدیوں کی حیثیت نہ دی جائے اور اس وقت تک جب تک ان کی قسمت کا فیصلہ نہ کیا جائے ان کے آرام کا پوری طرح خیال رکھا جائے۔"

"تیری یہ ہدایت میں فونا تک پہنچا دوں گا اور یقین دلاتا ہوں کہ اس ہدایت کا پوری طرح احترام کیا جائے گا۔" ہاکو نے جواب دیا۔

حکیم ہاکو چلا گیا اور میں ان حالات کے بارے میں سوچتا رہا۔

بلاشبہ فونا کو اب بھرپور حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔ اب علاقوں میں اس کے سرداروں کی آواز گونج گئی تھی اور اس علاقے کے لوگ اس کی مددگار ثابت ہوں گے۔ میں نے جو کچھ کرنا تھا کر دیا تھا۔ اس سے زیادہ کچھ کرنا مناسب نہیں تھا۔ چنانچہ کچھ کرنا چاہیے لیکن کیا؟ یہ میں سوچ رہا۔ پوسیتا کے لیے میرا دل دکھ رہا تھا۔ اس نے جو کچھ کہا تھا اس میں حقیقت تھی۔ اب صرف ایک فیصلہ کرنا تھا۔ اس علاقے کو چھوڑنے کا اعلان کیا جائے یا نہیں؟

بہرحال میں نے اس فیصلے کو تھوڑے دنوں کے لیے ملتوی کر دیا۔ میں اپنی قیام گاہ تک ہی محدود رہا اور باہر کے معاملات میں میں نے پورا دن کوئی دلچسپی نہیں لی اور اس کے بعد کوئی میرے پاس آیا بھی نہیں۔

لیکن رات کو میں خود ہی تنہائی سے اکتا گیا اور پھر میں اپنی جگہ سے باہر نکل آیا۔ یہ دیکھ کر مجھے تعجب ہوا کہ سکائی کے دو نوجوان میری قیام گاہ کے باہر تعینات تھے۔ جونہی میں باہر نکلا ان دونوں نے گردن جھکا دی۔

"کیا بات ہے، تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"عظیم سیوتا کے خادم ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"ہمیں یہاں تعینات کیا گیا ہے کہ عظیم سیوتا کو اگر کسی بات کی حاجت ہو تو تعمیل کریں۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"اوہ۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ جاؤ تم آرام کرو۔" میں نے کہا۔

"جو سیوتا کا حکم۔" وہ دونوں چلے گئے اور میں قیدیوں کے احاطے کی طرف چل پڑا۔ سکائی کے نوجوان بے حد خوش تھے۔ جگہ جگہ مختلف طرح کے کھیل تماشے ہو رہے تھے۔ میں ان لوگوں کی نظروں سے بچتا ہوا چل رہا تھا۔ ان کی عقیدت کے جو قصے ہاکو نے مجھے سنائے تھے ان کے تحت وہ مجھے پریشان کر سکتے تھے۔ اس وقت میں کسی ایسی تفریح میں شریک نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد میں قیدی عورتوں کے احاطے کے نزدیک پہنچ گیا۔

بلاشبہ فونا اور اس کے ساتھی میری بات کو اہمیت دیتے تھے۔ قیدی عورتوں کے لیے میں نے نمایاں مراعات دیکھیں۔ انھیں سونے کے لیے بستر مہیا کیے گئے تھے اور دوسری سہولتیں بھی انھیں فراہم کر دی گئی تھیں۔ ابھی میں نے کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا کہ عقب سے ہاکو میرے پاس پہنچ گیا۔

"اوہ سیوتا! میں نے تیرے حکم کی تعمیل کی ہے۔"

"ہاں ہاکو۔ میں نے دیکھا ہے۔ ان لوگوں کے لیے کیا کیا جا سکتا ہے؟"

"فونا اس سلسلے میں بھی تیرے احکامات کی تعمیل کرے گا۔"

"قیدی مردوں کی تعداد کیا ہوگی؟"

"ساٹھ ایک۔"

"میرا خیال ہے ان لوگوں کو ابھی تو قید میں رکھا جائے اور اس کے بعد ان عورتوں کو ان کے حوالے کر دیا جائے۔ ان پر کچھ پابندیاں عائد کر دی جائیں۔

زردرو تارک الوطن ہیں۔ اب جبکہ وہ تمھاری سرزمین میں داخل ہو گئے ہیں تو بلاشبہ یہی ان کا وطن ہے کیونکہ وسیع زمین کسی کی ملکیت نہیں ہوتی۔ ہاں انھوں نے جو سازشیں کیں وہ غیر مناسب تھیں اور ان کی سزا انھیں یقیناً ملنی چاہیے تھی۔ اب فونا پوری قوت سے اٹھ کھڑا ہوا ہے وہ یقیناً فاتح ہوگا لیکن ایک فاتح کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں ــــ مفتوح بے بس ہوتے ہیں اور فاتح کے ہاتھوں میں کھلونوں کی مانند۔ کھلونے جب چاہیں توڑے جا سکتے ہیں لیکن بہتر ہے کہ ان کھلونوں کو توڑنے کی بجائے انھیں حفاظت سے رکھا جائے ــــ اور ان کی حفاظت کرنی چاہیے کیونکہ وہ محکوم ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کو تمام مراعات ضرور دی جائیں کہ وہ اپنی مرضی سے زندہ رہ سکیں۔

ہاں انھیں اس قابل نہ چھوڑا جائے کہ آئندہ یہ سازش کے بارے میں سوچیں اور جب کبھی یہ سازش کے لیے سر اٹھائیں ان کے سر کچل دیے جائیں۔ باقی رہا ان کی زندگی کا سوال تو وہ لوگ جو شکست کھا چکے ہیں ایک طرح سے فونا کی رعایا ہیں اور اپنی رعایا کی حفاظت کرنا ہر حاکم کا فرض ہوتا ہے۔" میں نے کہا۔

"بلاشبہ سیوتا! فونا کا بھی یہی مقصد ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ان لوگوں کو نیست و نابود کر دیا جائے لیکن ہم انھیں اس قابل بھی چھوڑنا نہیں چاہتے جس کی وجہ سے فونا کے خلاف کوئی سازش ہو۔" حکیم ہاکو نے کہا۔

"بالکل۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے چنانچہ ان عورتوں کے ساتھ کوئی بدسلوکی نہ کی جائے۔"

"تیری بات ہمارے لیے بڑی حیثیت رکھتی ہے سیوتا! ہم ان کے ساتھ برا سلوک نہیں کریں گے۔" حکیم ہاکو نے کہا۔

"سکائی کے نوجوان تو بھیڑیے ہو گئے ہیں اور جنگ کو آگے تک پھیلانے کے خواہش مند ہیں۔ وہ بہت سے مطالبات کر رہے تھے جن میں عورتوں کا حصول بھی تھا لیکن فونا نے انھیں منع کر دیا ہے اور ویسے بھی فونا کی بات کو وہ مانتے ہیں۔ ان عورتوں کو ان کے حوالے کر دیا جائے تو زیادتی ہوگی ہاکو۔" میں نے کہا۔

"یقیناً۔" ہاکو نے جواب دیا۔

اور اچانک میرے ذہن میں ایک خیال آیا اور میں بولا۔

"حکیم ہاکو! سینا کے رہنے والے مکان میں اب کون رہتا ہے؟"

"ابھی کوئی نہیں۔ فونا کو اب وہاں رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"وہ مکان اب خالی ہے۔" ہاکو نے جواب دیا۔

"گویا وہ مکان خالی پڑا ہے؟"

"وہاں۔"

"تب پھر حکیم ہاکر میرا ایک کام کرو۔"

"کیا؟ سن کر مجھے حیرت ہے۔"

"پکلا شاہی لڑکی پوسیتا کو جانتے ہو؟"

"ہاں۔ وہ ان قیدی لڑکیوں میں شامل ہے۔"

"اسے اس مکان میں میرے پاس بھیج دو۔"

"او سوتا۔ کیا وہ بھی تیری منظورِ نظر ہے؟"

"حکیم ہاکر میں اسے کسی غلط مقصد کے لیے طلب نہیں کر رہا۔ اسے بس تم میرے پاس بھیج دو۔" میں نے تیز لہجے میں کہا۔

"بہتر ہے۔" حکیم ہاکر نے برا مانے بغیر کہا اور وہ واپس پلٹ پڑا۔

اور یہی بہتر تھا۔ پوسیتا مجھ سے جس قدر بدظن تھی اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے مناسب نہیں تھا کہ میں دوبارہ وہاں جاؤں۔ اس سے کوئی بات چیت کرتا چنانچہ میں واپس لڑکی کے مکان کی جانب چل پڑا اور پوسیتا کا انتظار کرنے لگا۔

تھوڑی ہی دیر کے بعد پوسیتا میرے پاس پہنچا دیا گیا۔ پوسیتا مکان میں داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر عجیب سی کرختگی چھائی ہوئی تھی۔ روشن مکان میں اس نے مجھے دیکھا اور گہری سانس لی اور پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"عظیم سوتا۔ عظیم تر۔" اس نے گردن جھکاتے ہوئے کہا۔ مجھے میں بے پناہ طنز تھا۔ میں نے اس بار بھی اس کے طنز کو نظرانداز کر دیا صرف اس لیے کہ وہ سب الجھے ہوئے تھی۔ اس وقت اس کے لہجے میں جس قدر تعجب خیز بات نہ تھی۔

"آؤ پوسیتا۔"

"حاضر ہوں۔ حاضر ہوں سوتا۔ تیری خدمت میں حاضر ہوں فاتح اعظم۔ حاضر ہوں سکائی کے مددگار۔" اس نے کہا اور میں اسے دیکھنے لگا۔

اب مجھے اس لڑکی پر غصہ آنے لگا تھا۔ بلاوجہ طنز کی باتیں کر رہی تھی۔ حالانکہ ان لوگوں کا حشر وہی ہونا تھا جو ہوا تھا لیکن بہرصورت میں نے اسے برداشت کیا اور اس کا جائزہ لینے لگا۔ تب وہ آگے بڑھی اور میرے نزدیک پہنچ گئی۔

"کیا حکم ہے آقا۔ لباس اتار دوں کیا؟" اس نے اپنے لباس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"پوسیتا ایک بار پھر تم سے کہہ رہا ہوں کہ ہوش میں آؤ۔ فضول باتوں سے گریز کرو۔ تم کیا سمجھتی ہو کیا تمہارے لوگوں نے سکائی کے لوگوں پر کم ظلم کیے تھے۔ کیا تمہارے خیال میں سکائی کے لوگ کبھی اس قابل نہیں ہو سکتے تھے کہ تمہارے مظالم کا جواب دے سکتے۔ تمہارے لوگوں نے ان کے صدیوں سے آباد علاقوں کو تاراج کر کے رکھ دیا۔ کیا کچھ نہیں کیا ان کے ساتھ؟ اور تمہارا کیا خیال ہے کیا یہ لوگ تم سے انتقام نہیں لے سکتے تھے؟ کیا اس میں وہ کوتاہی نہ برتتے اور آج اگر وہ تم پر بازی لے گئے ہیں تو تم اس کا قصور وار مجھے کیوں ٹھہرا رہی ہو؟"

"نہیں میرے مالک میں تو کسی کو قصور وار قرار نہیں دے رہی۔ اگر مجھے شکوہ ہے تو صرف اتنا کہ تو نے میرے ساتھ وہ سلوک روا نہ رکھا جو میرا حق تھا۔"

"میں نہیں سمجھا تمہاری مراد کیا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"میں صرف ان دنوں کا حوالہ دینا چاہتی ہوں جب تو شانہ کی تلاش میں میرے پاس آیا تھا اور اس کے بعد تو نے میرے شانہ کو اٹھا کر پانی میں پھینک دیا تھا۔"

"پوسیتا یہ بات تمہارے علم میں یقیناً ہوگی کہ میں شانہ کو چاہتا تھا۔ اس سے پیار کرتا تھا لیکن وہ مجھ سے برگشتہ تھی۔ میں اسے اپنے قابو میں لانے کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہا تھا اور تجھ تک بھی میں اسی کے لیے پہنچا تھا۔ میں براہ راست تیرے پاس نہیں گیا تھا۔ بہرحال شانہ مجھے مل گئی تو مجھے کسی اور چیز کی طلب نہیں رہی۔ میں ایک سادہ سا انسان ہوں اور میں تجھ سے یہ نہیں کہوں گا کہ میں نے کبھی تجھ سے محبت نہیں کی۔ لیکن شانہ کی محبت میں تجھ سے بازی لے گئی تھی پوسیتا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور اب جبکہ شانہ تمہاری زندگی سے نکل چکی ہے۔ وہ مر چکی ہے تو تم مجھ سے دوبارہ تعلقات استوار کرنا چاہتے ہو لیکن تم نے یہ سوچا کہ میں بھی انسان ہوں۔ تم میرے اوپر مکمل طور پر قادر ہو چکے ہو تو میرے جسم کی دھجیاں بکھیر کر فضا میں اڑا سکتے ہو تم میرے بدن کو چیر سکتے ہو میری شکل بگاڑ سکتے ہو مجھے اس جگہ ذلیل کر سکتے ہو لیکن کیا تم میرا دل جیت سکتے ہو۔ بولو کیا تم میرا دل جیت سکتے ہو؟"

"پوسیتا میں تمہارا دل نہیں جیتنا چاہتا۔ سنو میں سکائی ہوں۔ ابھی ہوں۔ اس علاقے کے لوگوں سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ میں تمہیں بتا چکا ہوں اور آخری بار میں تم سے یہ کہہ رہا ہوں کہ ان سارے معاملات میں کلی طور سے میرا دخل نہیں ہے۔ ان لوگوں کو جو کرنا تھا جو انھوں نے کیا۔"

"اب میں نے جو کچھ تم سے کہا ہے وہ صرف ہمدردی کی شکل میں ہے۔ اگر تم چاہو تو میں تمہیں سہارا دے سکتا ہوں۔ تم چاہو تو میں تمہیں یہاں سے نکال کر لے جاؤں گا۔ ہم اس جگہ کو چھوڑ دیں گے۔ مجھے جواب دو کیا تم میرے ساتھ چلنا پسند کرو گی؟"

"میں ــ میں ــ" پوسیتا نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر جذبات کی شدت سے اس کی آواز رک گئی۔ میں اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

"میں تمہارا جواب چاہتا ہوں پوسیتا۔"

"اس وقت تم نے مجھے کیوں بلایا تھا سوتا؟"

"میں تم سے یہی معلوم کرنا چاہتا تھا۔"

"اور کوئی حکم ہے میرے لیے؟"
"نہیں پرسیتا۔"
"تم مجھ سے یہ سوال کیوں کر رہے ہو سبوتا۔ تم ان کے بیٹے کا احترام ہو۔ کیونکہ تم نے ان کے تو ما کی زندگی بچائی ہے تو نے انہیں ان کے دشمنوں پر فتح دلائی ہے اور میں ایک قیدی ہوں۔ اگر تم خواہش ظاہر کرو گے تو وہ مجھے تمہیں دے دیں گے میری کیا ہے۔"

میں لڑکی کی باتوں سے تنگ آ گیا تھا۔ چنانچہ میرے رویے میں درشتگی پیدا ہو گئی۔ "بس مجھے تم سے یہی گفتگو کرنی تھی۔ اب تم چاہو تو میں تمہیں واپس بھیج سکتا ہوں۔"
"میں تو اب کچھ نہیں چاہتی اور جو چاہتی ہوں وہ تم کر سکتے نہیں سبوتا۔"
"کیا چاہتی ہو؟"
"میری خواہش ہے کہ تم مجھے ہلاک کر دو۔"
"اس قسم کے کام میں نہیں کرتا پرسیتا۔ یہ کام تم خود انجام دے سکتی ہو۔" میں نے بیزاری سے کہا اور پھر میں مکان کے باہری حصے میں آ گیا۔ یہاں کوئی موجود نہیں تھا لیکن میں نے دور سے لڑتے بھڑتے چند لوگوں کو اشارہ کیا اور وہ میرے قریب پہنچ گئے۔

"اس لڑکی کو دوسری لڑکیوں میں پہنچا دو۔" میں نے کہا اور پرسیتا کرنے کے قدموں سے باہر نکل آئی۔ میں اسے جاتے دیکھتا رہا تھا۔ پھر جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تو میں نے گہری سانس لی۔ پرسیتا پر درحقیقت ظلم ہوا تھا۔ اس کے باپ کی موت کی ذمہ داری میں قبول نہیں کر سکتا تھا کیونکہ بہرحال سکائی والے اس سے خوش نہیں تھے اور یہ کام کسی بھی مناسب وقت پر کیا جا سکتا تھا۔ وہاں میں نے شہزادے سے ملاقات کے بعد اسے قطعی فراموش کر دیا تھا۔ عورت کی حیثیت سے یہ بات اس کے لیے ناقابلِ برداشت تھی۔

لیکن بس اتنا ہی ٹھیک تھا۔ میں نے اس سے معذرت کی تھی۔ اسے بہلانے کی کوشش کی تھی اور اب اگر وہ ضرورت سے زیادہ سنجیدہ بننے کی کوشش کر رہی تھی تو مجھے بھی اس سے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔ ظاہر ہے میں اس کے بغیر بھی زندگی گذار سکتا تھا ——— اور میرے نزدیک شہزادی جو حیثیت تھی پرسیتا اس کی خاک بھی نہ تھی۔ اگر شہزادے کے حصول کی راہ میں وہ آ گئی تھی تو اس میں میرا قصور نہیں تھا۔ میں نے تو صرف شہزادے کو فتح کرنے کے لیے تھوڑا سا سہارا اس کا لیا تھا۔ اس سے زیادہ پرسیتا کی کوئی حیثیت میری نگاہ میں نہ تھی۔ ہاں پرکشا کی بیٹی کی حیثیت سے جو گفتگو میں نے اس سے کی تھی وہ ایک الگ بات تھی اور میں اس سے متاثر تھا جس کی وجہ سے میں نے یہ کوشش کی تھی کہ پرسیتا ان تمام قیدی لڑکیوں سے متاثر کر کے یہاں لے آیا تھا لیکن اگر وہ مرنا چاہتی تھی تو مرتی۔ میں نے تو ان لوگوں سے دشمنیاں پیدا نہ کی تھیں اور نہ ان کی زندگی کا سوال تو خود بھی کون سے کر تھے۔

ان دونوں کو ایک دوسرے سے نبرد آزما ہونا ہی تھا اور اس کے بعد نتیجہ تقریباً یہی نکلتا جو اب نکلا تھا۔ تنہا میری ذات تو ان کے لیے فتح کا باعث نہیں بن گئی تھی اور اب اگر پرسیتا ضرورت سے زیادہ واویلا کرتی ہے تو وہ جہنم میں جائے لیکن اس کے بعد پھر وہی سوچ کہ کیا اب مجھے ان کے ساتھ ان جھگڑوں میں شامل ہونا چاہیے۔ دل نے کہا حماقت کی بات ہے لیکن سوچ بھی کہیں ذہن میں جم گئی تھی لیکن اس کے بعد پھر وہی سوچ ——— کہ کیا اب مجھے ان کے ساتھ ان ہنگاموں میں شریک ہونا چاہیے۔

لیکن پھر میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں ان جھگڑوں میں زیادہ عرصے تک شریک نہیں رہوں گا۔ تو ما اب مضبوط ہو چکا تھا وہ خود اپنا بکھرا ہوا قبیلہ اور بکھرے ہوئے علاقے حاصل کر لے گا۔ ضروری نہیں ہے کہ میں اس کے ساتھ ساتھ رہوں۔

تب پروفیسر میں نے پرسیتا کو ذہن سے جھٹک دیا۔ سکائی کی دوسری لڑکیاں میری پذیرائی کے لیے منتظر تھیں لیکن ضروری تو نہیں تھا کہ میں ہر لڑکی کو اپنے نزدیک لانے کی کوشش کروں۔ آخر میرا اپنا بھی کوئی معیار پسند تھی۔ میں لڑکیوں کے لیے پاگل تو نہیں تھا۔

چنانچہ میرے ذہن میں نفرت سی پیدا ہو گئی اور اس دوران میں حکیم ہاکا اور تو ما سے بھی نہیں ملا۔

دوسرا دن تیسرا دن اور پھر تقریباً پانچواں دن بھی گذر گیا۔ میں ابھی تک تو ما سے نہیں ملا تھا لیکن میں سنجیدگی سے سوچنے لگا تھا کہ اب یہاں نہیں رہوں گا۔ دوسری جانب تو ما اور ہاکا حیران تھے کہ میں کہاں جا رہا ہوں۔ ایک آدھ بار حکیم ہاکا سے مڈبھیڑ ہوئی لیکن میں نے اس سے یہی کہا کہ میں ان دنوں آزاد رہنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ چھٹے دن تو ما اور حکیم ہاکا خود میرے پاس آئے۔ تو ما کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔

"سبوتا کیا بات ہے تم ہم سے الگ الگ رہنے لگے ہو۔ کیا کسی سلسلے میں کوئی ناراضگی تو نہیں ہو گئی ہے؟"
"نہیں تو ما ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا۔
"پھر ہم تیرے مشوروں اور تیری ملاقات سے محروم کیوں ہیں سبوتا؟" تو ما نے پوچھا۔
"بس میں نے سوچا کہ تم قبائلی معاملات سمجھتے ہو اس لیے میں نے تمہارے درمیان مداخلت نہیں کی۔"
"اس کے باوجود سبوتا ہم تجھ سے رہنمائی کے خواہشمند رہتے ہیں۔"
"میری تو کچھ اور ہی خواہش تھی۔" میں نے کہا۔
"کیا سبوتا؟"
"یہی کہ میں نے محسوس کر لیا ہے کہ اب تجھے میری ضرورت نہیں رہی ہے۔" میں نے پرخیال انداز میں کہا۔
"اوہ سبوتا یہ خیال تیرے ذہن میں کیسے آیا؟"

"حالات کے تحت تو ما میں دیکھ چکا ہوں کہ تیرے سردار تیرے مشن کی تکمیل کے لیے چاروں طرف پھیل گئے ہیں اور جو شبہ دار اسی مقصد کے تحت تو میں نے کہا … کہ سبکائی کے لوگ کوئی مداخلت نہیں کر سکیں گے اور تو با آسانی انہیں شکست دے سکے گا۔ اس کے بعد بھلا میری کیا ضرورت ہے؟" میں نے کہا۔
"میں حیران ہوں سبوتا۔ مجھے دیوتا کی قسم مجھے بتا کہ مجھ سے کوئی شکایت ہوئی ہے۔ تو نے کیوں یہ بات سوچی ہے؟" تو ما نے پریشانی سے کہا۔
"ایسی کوئی بات نہیں تو ما۔ میں نے بتایا نا کہ میں کسی شکایت کے تحت کہیں یہاں سے جانے والا نہیں تھا لیکن اب میرا دل چاہتا ہے کہ میں تم لوگوں کا ساتھ چھوڑ کر اپنے لیے دوسرے راستوں کا انتخاب کروں۔"
"آخر کیوں سبوتا آخر کیوں؟" تو ما پریشانی سے بولا۔
"میں کہہ چکا ہوں تو ما کہ جو کچھ مجھے تیرے ساتھ کرنا تھا میں نے کیا اور تو اتنا طاقتور ہو سکا کہ اپنے دل پر قابو کر سکے۔ اس کے بعد میں یہاں رہنا نہیں چاہتا۔"
"سبوتا سبوتا ایسی بات نہ کہہ میں تو اس بات کا خواہشمند ہوں کہ تو اپنی زندگی ہمارے ساتھ ہی گذارے۔"
"اوہ یہ کیسے ممکن ہے تو ما۔ تو نے محسوس کیا ہو گا کہ میں نے … طور پر تجھے کامل تربیت دی کیونکہ نجانے کتنے لوگوں کو اب بھی میری ضرورت ہے۔ چنانچہ میرا خیال ہے کہ تو مجھے میرے حال پر چھوڑ دے اور تو اپنے اس مقصد پر مکمل توجہ حاصل کرنے کی کوشش کر۔ میرا خیال ہے کہ اس میں تو ناکام نہیں رہے گا۔ مجھے امید ہے کہ تو اپنے سرداروں اور ساتھیوں سے مل کر مزید اپنے علاقے واپس لے لے گا جو تجھ سے تیرے ساتھ تیرے عوام کی قوت سے … یہ بات ہمیشہ تیرے سامنے آئی ہے کہ جن لوگوں کو عوام کا سہارا حاصل ہوتا ہے انہیں ہر طرح سے کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ مجھے مبارک ہو تو ما کہ تیرے عوام تیرے لیے بہت بڑا سہارا ہیں۔"
"تاہم سبوتا میں تجھے نہیں جانے دوں گا سبوتا۔ تو مجھے صرف یہ بتا کہ تجھے تکلیف کیا ہے؟" تو ما نے بچوں کے سے انداز میں ضد کرتے ہوئے کہا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے حکیم ہاکا کی طرف دیکھا۔
"حکیم ہاکا تم کیوں خاموش ہو؟"
"اس لیے سبوتا کہ میں تیرے جانے کی وجہ سمجھتا ہوں۔"
"کیا مطلب؟"
"ہاں سبوتا دل جب ویران ہو جاتا ہے تو بستیاں بھی ویران معلوم ہونے لگتی ہیں۔ میں جانتا ہوں تیرا یہاں دل نہ لگتا ہو گا اور مجھے یہ علم ہے کہ تو عورت پرست انسان ہے بلکہ شاید اپنی عورت کو ہمیشہ کے لیے اپنا لینے کا عادی ہے اور شہزادی مر چکی ہے۔"

"اوہ تو یہ بات ہے۔" تو ما نے گہری سانس لے کر کہا اور پھر بولا۔ "سبوتا میں شہزادی کو واپس نہیں لا سکتا لیکن خود سبکائی اور میری بستی سبکایا کی کوئی بھی لڑکی اگر تیرے ذوق تک پہنچ سکے تو کامیاب ہو جائے تو میری خوش بختی ہو گی اور اس لڑکی کی بھی کہ وہ اپنے عظیم شخص کے ساتھ زندگی گذارنے کی اہمیت رکھتی ہے۔ میری دلی خواہش ہے سبوتا کہ تیرا ذہنی خلاء پُر ہو جائے۔"

اور مجھے ہنسی آ گئی۔ کتنا سادہ تھا یہ شخص جس نے دنیا کی بات عورت کو سمجھ لیا تھا۔ بہرحال میں اس کی بات سن لینے میں کوئی حرج نہ سمجھتا تھا۔ تو ما کہہ رہا تھا۔

"سبوتا! میں اعتراف کرتا ہوں کہ انکار کے ساتھ وہ لمحات نہیں گذار سکتا جو تیرے بغیر گذرے گا۔ میری دلی خواہش ہے کہ تو ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے اور میری درخواست ہے کہ تو اپنے آپ کو اس اعلان پر قائم رکھنے کی کوشش کر۔"

تو ما اور حکیم ہاکا سے گفتگو کرنے کے بعد میں نے کوئی حتمی فیصلہ نہ کیا کہ یہ لوگ مجھے خوشی سے جانے نہ دیں گے۔ چنانچہ یہی بہتر ہے کہ خاموشی سے یہاں سے چلا جایا جائے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ دونوں چلے گئے اور میں سوچ میں ڈوب گیا۔ کیا کرنا چاہیے۔ کوئی فیصلہ کرنا ہو گا۔

لوگ … ہاں سفر بھی کیا تھا۔ اب کوئی ایسی تبدیلی آنی چاہیے جس سے تفریح پیدا ہو۔ کوئی نئی بات کوئی نیا کھیل۔ اور رات دن میں اسی سوچ میں گم رہتا تھا۔

ایک دن میں نے سوچا سفر کی تیاریاں کروں لیکن زمینی راستے میں … نہیں تھی کہ سفر سے لطف اندوز ہو سکوں۔ پھر … یہاں سے نکل جایا جائے۔ اس کے بعد سوچا جائے گا۔ ہاں ان سے کہہ کر جانے میں عقلمندی نہیں ہے۔ خاموشی سے روانگی بہتر ہے۔ چنانچہ میں تیاریاں کرنے لگا۔

میں نے ایک کشتی کا انتخاب کیا جو زیادہ بڑی تو نہیں تھی لیکن بہرحال مضبوط تھی اور ایک طویل سفر میں ساتھ دے سکتی تھی۔ میں نے شغل کے طور پر اس کو درست کرنا شروع کر دیا۔ پھر ایک رات میں نے اس کو سمندر میں ڈال دیا اور … لے گیا۔ یہاں میرے شغل کی حفاظت کرنے والا کوئی نہ تھا۔ کشتی کو ایک ویران ساحل پر چھپا دیا۔ میں نے سوچا تھا کہ ایک طویل سمندری سفر کروں گا اور اس کے لیے یہی کشتی منتقل کروں گا۔ ضروریات … بھی ضروری تھے چنانچہ میں نے ان کا بندوبست بھی کیا اور آہستہ آہستہ اپنے کام میں مصروف رہا۔

تو ما اور دوسرے لوگ اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ مجھے … سے باخبر رکھا جاتا تھا اور میں ان میں دلچسپی بھی لیتا تھا۔ چنانچہ تو ما اور …

اکو نے مجھے بتایا تمہارا بیٹا کاک میں زرد روؤں کے خلاف کی جنگ لگا رہا
اور دوسری تبلیغیں کر لی گئی ہے۔ زرد روؤں اور تمام باشندوں میں
جھڑپیں شروع ہو گئی تھیں کئی جگہ جھڑپیں خونریز شکل میں
کر گئی تھیں اور سرداروں نے گرما جنگ شروع کر دی تھی۔
بہرحال میری زندگی کی خبر اس کے نام سے لوگوں میں
کی امید کی دی تھی تو ان کے سر اور بڑی رفتاری سے تیاریاں کر رہے
تھے۔۔۔

ان ساری خبروں سے میں نے اندازہ لگایا کہ فارو کی تقدیر جاگ اٹھی ہے اور اب اس کا استرکار زرد روؤں کے بس کی بات نہیں ہے لوگ میری خوشنودی کے لئے کچھ کر رہے تھے۔ اور کئی بار دلچسپ بات یہ ہوئی کہ مجھے یہ … زیادہ دلچسپ نہیں ہے … کر سکا کہ … نے تمہاری جگہ لینے کی کوشش کی تھی اور مجبور اور دوا کے دیار پر میرے نزدیک آئی تھیں لیکن … عام عورتیں تھیں … صرف عورتیں … تھیں … نہ ان میں سے کسی سے دلچسپی کا اظہار نہیں کیا اور سب معمول اپنے کام میں مصروف رہا۔

پھر ایک شام جب میں سمندر کے کنارے والے محلات میں سمندر کی لہروں کو دیکھ رہا تھا کوئی میرے نزدیک پہنچ گیا۔ … کی جانب میں نے پلٹ کر دیکھا تھا اور پوپیتا کو دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی۔

"او پوپیتا۔" میں نے … سے کہا۔

"ہاں سیوتا میں آگئی ہوں۔"

"خیریت ہے پوپیتا؟"

"ہاں ٹھیک ہوں۔ اس دوران تمہارے بارے میں سوچتی اور تمہارا انتظار کرتی رہی ہوں۔"

"انتظار؟"

"ہاں میں نے سوچا شاید کبھی ہو کہ تمہیں یاد آ جائے اور تم میرے … کرو۔"

"کو پسند … پوپیتا؟"

"میں بھی تو تم سے محبت کرتی تھی۔" اس نے … کہا۔

"ہاں مجھے اندازہ ہے۔"

"اور۔۔۔ اور تم نے میرے ساتھ بہت اچھا وقت گزارا تھا تم نے مجھے … کیا لیکن … نہیں … تھی۔"

"ٹھیک ہے پوپیتا میں نے تمہیں … کے نام سے … تمہیں تفصیل بتا دی تھی۔"

"ہاں۔ وہ زندگی بھی بڑی خوش نصیب تھی اور مرنے کے بعد بھی وہ …" وہ پھیکے انداز میں ہنس دی۔ میں خاموشی سے اس کی شکل دیکھ رہا تھا میں اس وقت بھی تمہاری محبت کے سحر میں …

رہی تھی اور اب بھی کام ہو رہا ہے؟"

میں اس بار بھی خاموش رہا ظاہر ہے میں اس کی بات کی تردید کرنا نہیں چاہتا تھا۔

"کیوں سیوتا میں نے غلط تو نہیں کہا۔" پوپیتا نے مجھے خاموش پا کر مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"پوپیتا میں بارہا تم سے کہہ چکا ہوں کہ اب شمانہ کا کردار ہے اب اگر تم اس کی حیثیت کا اندازہ کر لینا چاہتی ہو تو تمہیں اس بات سے اندازہ لگا لینا چاہئے کہ میں اس کی تلاش میں … تک پہنچا تھا اور میں بار بار یہ الفاظ دہرا کر الجھن محسوس کرتا ہوں۔" میں نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیکن وہ کون سا وقت تھا سیوتا جب تم نے شمانہ کو میری خاطر پانی میں پھینک دیا تھا۔" پوپیتا جذباتیت سے بولی۔

"میں نے کہا نا پوپیتا یہ سب شمانہ کی محبت حاصل کرنے کے لئے کیا گیا تھا اور آج وہ دنیا میں نہیں ہے وہ مر گئی ہے تو میں اس کے ساتھ … نہیں ہوا۔ ہاں میں خاموشی سے … چھوڑ رہا ہوں۔ اور میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یہاں سے کہیں اور چلا جاؤں گا۔"

"اور کیا تم اپنے دوستوں کے دشمن کی آنکھیں ان کے سامنے شاد کر دو گے؟" پوپیتا نے پوچھا۔

"نہیں یہ فیصلہ میں نے تم سے گفتگو کے بعد کیا تھا۔ مجھے اس بات کا افسوس تو ہے کہ میں اس معاملے میں جس قدر ملوث ہو گیا ہوں وہ کچھ زیادہ ہے لیکن اس علاقے کا اصل حکمران ہے اسے اس کی بستی واپس مل جائے گی اور ادارو انسانیت یہی اس بات سے خوش ہو گا کیونکہ تمہاری بستی والوں نے فوما کے لوگوں کو غلام بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

لیکن یہ جوابی مظالم میں … کرو فوما کے ساتھ شریک نہیں ہو سکا تمہارا باپ مارا گیا تمہارے ساتھ ظلم ہوا اور اس کا مجھے افسوس ہے چنانچہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں گا پوپیتا دراصل میں یہاں رہنا نہیں چاہتا۔" میں نے … ہوئے انداز میں کہا۔

"اور کیا تم نے اس بات کی اطلاع ان لوگوں کو دے دی ہے؟" پوپیتا نے تیز نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ان لوگوں سے تمہاری کیا مراد ہے کیا فوما؟"

"ہاں۔" اس نے جواب دیا۔

"دیکھو پوپیتا میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ میں ایک آوارہ گرد کی حیثیت سے یہاں تک آنکلا تھا ان لوگوں کے مسائل میں شریک ہونے سے صرف خلوص کا دخل تھا میں کسی کا محکوم نہیں ہوں خود اپنا کرتا ہوں۔۔۔ میں اپنی مرضی کا مالک ہوں جب تک دل چاہتا ہے کرتا ہوں ۔۔۔ اور جب میرا دل کہیں سے اکتا جاتا ہے تو پھر مجھے کوئی روک نہیں سکتا میں نے فوما سے تذکرہ کیا تھا لیکن فوما افسوس …

لگانے لگا چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ انہیں اطلاع دینے کی ضرورت بھی کیا ہے؟"

"ٹھیک ہے سیوتا میں شمانہ کی جگہ تو نہیں لے سکتی لیکن میں اس کی یادیں تمہارے ذہن سے بھلانے کی کوشش کروں گی بہتر ہے میں تمہارے ساتھ چلوں گی کیا تم مجھے اپنے ساتھ لے چلو گے؟"

پوپیتا میں نے گہری نظروں سے دیکھا میں چاہتا تھا کہ تمہیں ساتھ لے چلوں لیکن بہر صورت تم نے جانا پسند کیا تو اپنی مرضی کی مختار تھی اب اگر تم اپنی مرضی سے میرے ساتھ چلنا چاہتی ہے تو ٹھیک ہے شمانہ مر چکی ہے میں یہ تو نہیں کہتا کہ تم اس کی جگہ لے سکو گی لیکن بہر صورت وہ الگ شخصیت کی مالک تھی لیکن وہ مر چکی ہے اور میں بھول جانے میں زیادہ تیز ہوں محسوس نہیں کرتا اگر تم میرے ساتھ چلنا چاہتی ہو تو مجھے کوئی اعتراض بھی نہیں ہے۔"

"ہاں سیوتا میں تمہارے ساتھ چلوں گی۔" پوپیتا جذباتی انداز میں آگے بڑھی اور مجھ سے لپٹ گئی۔

میں نے بھی اسے جھٹکنا مناسب خیال نہ کیا تھا ظاہر ہے اب اس کی ضرورت بھی نہ رہی تھی اگر وہ میرے ساتھ چلنا چاہتی تھی تو ٹھیک تھا ظاہر ہے وہ میرے لئے نئی عورت ہوتی تب میں نے پوپیتا سے پوچھا۔

"تم کب چلو گی پوپیتا؟"

"بس سیوتا جب تم چاہو۔"

"آج ابھی اب سے تھوڑی دیر بعد۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ چونک پڑی۔

"لیکن چلنے کا ذریعہ کیا ہو گا سیوتا؟"

"یہ تو میرے اوپر چھوڑ دو۔" میں نے جواب دیا۔

"مگر تیری تیاریاں کون سی ہیں؟"

"ایسا ہی سمجھ لو پوپیتا کہ مجھے کسی بھی سلسلے میں تیاریاں کرنے میں کوئی خاص مشکل پیش نہیں آتی۔"

"تو ٹھیک ہے سیوتا میں تیار ہوں۔" اس نے کہا اور میں اس کو دیکھتے ہوئے مسکرانے لگا۔

اچھا ہے مجھے تنہا سفر نہیں کرنا پڑتا ایک ایسا ساتھی مل گیا جس کے ساتھ سفر آرام کا ہو سکے گا۔ یہ ہو سکتی تھیں چنانچہ میں نے اس کے ساتھ تو بنایا اور سے پلایا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس سے مختلف باتیں کرنے لگا۔

ابھی میں اپنے … ہی چاہتا تھا کہ … کچھ تھوڑی بہت چہل پہل ہو گئی تھی میں چاہتا تھا خاموشی سے یہ علاقہ چھوڑ دوں۔۔۔

چنانچہ جب رات گہری ہو گئی تو میں پوپیتا کا ہاتھ پکڑ کر اس ویران ساحل کی جانب چل پڑا جہاں میری کشتی موجود تھی۔ راستے میں میں نے اس سے پوچھا۔

"ایک بات تو بتا پوپیتا؟"

"پوچھو سیوتا۔" اس نے آہستگی سے کہا۔

"تجھے قیدی عورتوں کے ساتھ ہی رکھا گیا تھا؟"

"ہاں سیوتا۔"

"مگر اس وقت تجھے آنے کی اجازت کیسے ملی؟"

"کیا مطلب سیوتا میں نہیں سمجھی؟"

"کیا تو ان لوگوں سے چھپ کر آئی ہے کیا ان لوگوں نے قیدی عورتوں کو اتنی اجازت دی ہے کہ وہ جہاں چاہیں آ جا سکیں؟"

"نہیں سیوتا تجھ سے گفتگو کرنے کے بعد ان لوگوں کی سمجھ میں میری کچھ بات آ گئی ہے۔"

"کن لوگوں کی؟"

"میری مراد حکیم بابا اور انتظامیہ کے ان لوگوں سے ہے جو قیدی عورتوں کے نگران ہیں۔"

"اوہ۔ وہ کیا چاہ رہی ہے؟"

"بس وہ لوگ میرے پاس آئے اور مجھ سے پوچھا میں کہاں جانا چاہتی ہوں مجھے تعجب تو ہوا تھا لیکن حکیم بابا نے کہا کہ اگر میں سیوتا کے پاس جانا چاہتی ہوں... تو وہ مجھے وہاں پہنچا سکتا ہے اور وہ مجھے قیدی عورتوں کے احاطے میں سے نکال لایا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے کوشش کرنی چاہئے کہ سیوتا شمانہ کو بھول جائے اور وہ شمانہ کی پرچھائیں کو اپنے دل سے نکال دے اور اگر میں اس طرح کوشش کر سکوں تو میں ایک باعزت زندگی حاصل کر سکتی ہوں۔ مجھے سیوتا کی عورت کی حیثیت سے ایک عالیشان محل مہیا کیا جائے گا اور وہاں ہر طرح سے پذیرائی ہو گی۔"

"اوہ۔ یہ پیشکش تجھے حکیم بابا نے کی تھی؟"

"ہاں سیوتا۔ اس وقت اس کو دوسری کوئی بھی تجویز نہیں سوجھی تھی۔ آج آگئی۔"

کیا تو نے یہاں سے بیزاری کا اظہار کیا تو تو نے جانے کی خواہش ظاہر کی تھی؟"

"ہاں۔ وہ لوگ مجھے یہاں سے نہیں جانے دینا چاہتے۔" میں نے جواب دیا۔

"تو ان کے نزدیک تیری حیثیت کتنی ہے سیوتا تو نے تو ان کو زندگی بخشی تھی اور تیرے ہی مشورے سے انہوں نے زرد روؤں سے جنگ کی۔"

"اوہ۔ یہ بات تجھے کیسے معلوم ہوئی پوپیتا؟" میں نے پوچھا۔

"میرا اندازہ ہے تیرا یہاں سے چلا جانا ان کے لئے مشکل کا باعث ہوگا ہم نے تمہارے میں پوری کوشش کی … معلومات حاصل کی تھیں اور ہم پریشان تھے۔ … کہتا تھا یہ اچھی بات ہے خطرہ ہو سکتا ہے۔"

"ہوں۔" میں نے گردن ہلائی۔ ہم لوگ کشتی کے نزدیک پہنچ گئے۔ سمندر میں چاروں طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی موجوں کے سفید … ہو رہے تھے …

شپ کے عرشے پر بہت اندھیرا تھا۔ پرستیا نے کچھ نہ کہا۔ اور پھر اس نے ایک گہری سانس لی۔

"کیا سوچ رہی ہو پرستیا؟"

"وہ کچھ نہیں سیمرا۔ بس انسان کا ذہن بھی خیالات کی آماجگاہ ہوتا ہے اس زمین پر میں نے بہت سی باتیں سوچی تھیں۔ میں نے یہاں زندگی گزارنے کے دن آنے کے خواب دیکھے تھے لیکن وہ خواب کبھی حقیقت نہیں بنے۔"

"ہاں۔" میں نے منتظر کو دیکھا کشتی سمندر میں اتار دی۔ اور پھر میں نے پرستیا کو اس میں سوار کرایا اور پھر خود بھی بیٹھ گیا۔ میں نے ہی ان چپوؤں کو تھاما اور کشتی کو سمندر میں آگے بڑھانے لگا۔

پرستیا خاموش تھی۔ میں بھی خاموشی سے اپنے کام میں مصروف تھا۔ لیکن میرا ذہن بھی اس وقت خیالات سے آزاد نہیں تھا۔ یہاں میری زندگی بے شمار حادثات اور واقعات سے عبارت تھی۔ بہت سے لوگ میری اس زندگی میں آئے اور چلے گئے۔ مجھے انہیں کھونے کا دکھ ہوتا تھا۔ اب میں نے سوچا کہ حقیقت سے قریب رہنا ہی بہتر ہے۔ ایک وقت آتا ہے جب انسان کی ہر بات ختم ہو جاتی ہے۔ حاصل کچھ نہیں ہوتا۔ اس نقصان کو کوئی نہیں پورا کر سکتا تھا اور وہ پھر چلا جاتا ہے۔ میری بات آج بھی تم سن کر اپنا اندازہ کر سکتی ہو۔ میرے ساتھ زندہ رہنے والے کی موت اس کے حالات کے مطابق ہو جاتی تھی۔ میرے اندر ایک کمی سی پیدا ہو گئی تھی۔ اس کے بعد بھی میں کسی دوسری زندگی کو قبول نہیں کر سکا تھا۔

اور اب بھی یہی کیفیت تھی۔ وہ لوگ اپنے حالات میں بہت مختلف ہوتے تھے۔ ہم ایک عجیب سی صورت حال سے گزر رہے تھے۔ طویل تھی اور جلد ختم ہونے والی نہیں تھی۔ اس لئے یہاں سے چلا جانا ہی بہتر تھا۔ اور پھر پرستیا کی کیفیت دیکھنے کے بعد مجھے یہ اندازہ نہیں ہو سکا کہ میں نے اپنی کو کیا دیا ہے اور میں کسی کے لئے کچھ نہیں کر سکا۔ کوئی بھی خاص نہیں تھا۔ اس لئے سب کچھ ہی بہتر تھا۔

"سیمرا۔" پرستیا کی آواز نے مجھے خیالات سے چونکا دیا۔

"ہوں۔" میں نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"کب تک ہم یونہی چلتے رہیں گے؟ اور ان کو اور کب تک تمہارے بازو تھک جائیں گے۔"

"وہ ہاں۔ میں ادا ان کو سنبھالتا رہوں گا۔" میں نے کہا۔ اور پتوار رکھ دیئے اور پھر میں نے بازو پھیلا کر اسے اپنے قریب کر لیا۔ ہوا بھی کشتی کو ایک سمت میں لے جا رہی تھی۔

"تم کس چیز کے بارے میں سوچ رہے تھے سیمرا؟"

"کوئی خاص بات نہیں تھی۔" میں نے کہا۔

"منزل کے بارے میں سوچ رہے تھے؟"

"منزل؟" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تم کوئی منزل چاہتی ہو؟"

"کیا مطلب؟" پرستیا حیران سے بولی۔

"آوارہ گردوں کی کوئی منزل نہیں ہوتی پرستیا۔ میں ایک آوارہ گرد ہوں اور یہ خیال ہے کہ میرے ساتھ شامل ہونے کے بعد تمہارے لئے بھی یہ زندگی بہتر ہو گی۔ یہ تم جانتی ہو۔ تم زندگی گزارنے کا ضرور کوئی تصور رکھتی ہو۔ کیا تم چاہتی ہو کہ ہم کسی منزل کا تعین ضرور کریں۔ کیا تم میری کسی بات سے کوئی غلط مطلب تو نہیں لے رہیں؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں سیمرا۔ میں تو ہر لمحہ تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں اور تمہارے لئے تیار ہوں۔" پرستیا نے جواب دیا۔

"میں بھی یہی چاہتا ہوں پرستیا اور تم دیکھو گی کہ میری زندگی کتنی دلکش نہیں ہے۔ ہم یقیناً ایک پُرلطف زندگی گزار سکتے ہیں۔"

"بیشک۔" پرستیا نے گہری سانس لے کر کہا۔

کشتی ہچکولے کھاتی ہوئی اور دوسرے ساحل کی جانب چل پڑی تھی اس لئے میری مصروفیت ختم ہو گئی تھی۔ تب میں نے پرستیا کی جانب دیکھا اور اپنے بازو پھیلائے۔ پرستیا عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی۔ پھر بولی۔ "میں تو تیرے لئے کبھی فراموش نہیں کر سکی ہوں۔ لیکن آہ۔ افسوس اب تو مجھے شکایت کرنے کا بھی حق نہیں۔" پرستیا میرے سینے سے لگ گئی اور بولی۔

"ہاں پرستیا۔ اب تم شکایت کر سکتی ہو۔ تمہیں حق ہے۔ مجھے تمہاری شکایت سے الجھن ہوتی ہے۔" پھر کہا۔ "مجھے بار بار شتار کی یاد آتی ہے۔ وہ لڑکی تم نہیں سمجھتی پرستیا کہ وہ کون تھی۔ میں اسے دل سے نہیں بھول سکا اور میری یہی خواہش ہے کہ وہ بھی مجھے یاد رکھے۔ کیا تم میری بات مان لو گی پرستیا؟"

"ہاں۔ میں تیری خواہش کا احترام کروں گی سیمرا۔" اس نے جواب دیا۔

اور میں نے بازوؤں کا سہارا دے کر کشتی میں اس جگہ بٹھایا جہاں وہ لیٹ سکے۔ مجھے چاند نظر آیا جو اس کا سر سینے پر رکھ لیا۔

چاند آہستہ آہستہ ابھر رہا تھا۔ روشنی بکھرنے والا چاند تھا۔ اس لئے جس وقت ہم کنارے سے چلے تھے چاند نکلا۔ آدھی رات ہو گئی تھی۔

پرستیا کی آنکھوں میں نیند تھی اور میں اسی نیند کو محسوس کر رہا تھا۔ تب میں نے اسے سو جانے کو کہا اور وہ نہایت خاموشی سے سو گئی۔

میں نے چاند کی روشنی میں اس کا چہرہ دیکھا۔ اور پھر میں نے ایک گہری سانس لی اور آسمان کی جانب دیکھا۔ میری نگاہ اپنے دوست ستاروں پر جا پڑی تھی جو میری جانب اشارہ کر رہے تھے۔ وہ مجھ سے باتیں کرنا چاہتے تھے۔ میں نے مسکرا کر انہیں دیکھا اور سوچا۔

اور پھر میں پرستیا کو چھوڑ کر اٹھ بیٹھا۔ اب میں ستاروں کا جائزہ لے رہا تھا جو میرے دوست ستارے۔

بلاشبہ ستارے بہت کچھ بتا رہے تھے۔ حال کی، مستقبل کی، گزرے ہوئے وقت کی۔ اور یہ ان سے گفتگو کر رہا تھا کہ مجھے دن کی روشنی کا بھی احساس ہوا۔ میں ستاروں سے باتیں کرتا رہا۔

اور جب ستارے ڈوبنے لگے تو میں سرگوشیاں کرنے لگا کہ

میں نے گہری سانس لی اور پھر سمندر کے گہرے پانی میں کشتی کے ایک ابھرے ہوئے سرے پر اپنا سر ٹکا دیا اور آنکھیں بند کر لیں اور پھر دوپہر کو اس وقت جاگا جب سورج کی گرمی نے مجھے بیدار کیا۔ سورج کی روشنی چہرے پر پڑ رہی تھی۔ پرستیا نے اپنا لباس درست کیا اور مجھے دیکھ کر مسکرانے لگی۔

"تمہاری نیند بہت گہری تھی۔ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں سیمرا؟"

"کہیں ان کی کوئی کشتی کا مطلب نہیں لیا جا سکتا؟"

میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ تب میں نے سمندر کی جانب خاموشی سے دیکھا اور پھر اس سے کہا۔

"پرستیا۔ میں نے سفر کے لئے کافی بندوبست کیا ہے۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ ہمارے ساتھ اور کوئی بھی سفر ہوگا۔ پھر بھی تم کچھ کھانے کا انتظام کرو۔ وہ تمام چیزیں موجود ہیں جنہیں میں نے کشتی میں رکھا تھا۔" میں نے اس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور پرستیا ایک عورت کی مانند ایک طرف بڑھ گئی۔ اس نے کشتی میں سے کھانے پینے کی اشیاء نکالیں اور انہیں اس انداز میں تیار کیا جیسے وہ اس کام کی عادی ہو۔ پھر ہم دونوں نے ناشتہ کیا اور دوپہر کو ہم ایک بار پھر سفر کرنے لگے۔ اور اس کے بعد ہم بے کراں سمندر اور ہماری چھوٹی سی کشتی۔

ہمارے سفر کا کوئی رخ نہیں تھا۔ ہم چپو چلا کر سفر کر رہے تھے اور سمندر کی لہروں کے ساتھ بہتے جا رہے تھے۔ اس کے علاوہ اس سمندر میں اور کوئی کشتی نہیں تھی۔ سمندر کا یہ حصہ بالکل ویران تھا اور یہ کشتی بھی ہماری ملکیت تھی۔ اور ہماری یہ کشتی کا سفر ہے۔ وہ دن گزرا اور رات ہوئی اور دوسرا دن اور دوسری رات اور پھر تیسرا دن بھی شروع ہو گیا۔

کشتی اب اتنا طویل سفر طے کر چکی تھی کہ اس کے بارے میں اندازہ نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ کہاں جا رہی ہے۔ پرستیا بھی اکتا گئی تھی۔ میرا ساتھ دے رہی تھی۔ اس کے چہرے پر تھکن نہیں تھی اور میں محسوس کر رہا تھا کہ پرستیا پیاسی سی ہو رہی ہے۔ دیکھو یہ کھانا تو ختم ہو رہا ہے۔

لیکن میرے ذہن میں بہت کچھ تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ کسی منزل کی تلاش ضرور کرنی ہے۔ ظاہر ہے بیکراں سمندر میں ہم کتنے عرصے تک بھٹکتے رہیں گے۔ اور پھر خوراک کا ذخیرہ بھی ختم ہو رہا تھا۔ میرے لئے کوئی خاص حیثیت نہیں رکھتا تھا لیکن مجھے پرستیا کی خوراک کی ضرورت تھی۔ اور اس سمندر میں سفر جاری نہیں رہ سکتا۔ میں ان حالات سے نمٹنے کی ترکیب سوچ رہا تھا۔

میں نے اس بار کسی جزیرے پر اترنے کا فیصلہ کیا۔ میری نگاہیں کسی خشکی کی تلاش میں بھٹکتی رہیں۔ میں پرستیا کو بھی اس کا احساس نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔

تب ایک شام اچانک ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ سارا دن پرستیا خاموش رہی اور مجھے اس نے کوئی خاص بات نہیں کی۔ اچانک

اچانک اس نے مجھے گھور کر دیکھا اور پرستیا کچھ افسردہ تھی۔ میں نے کہا

اس سے پوچھا۔ لیکن وہ خاموش بیٹھی رہی تھی۔

تمام جگہ گہری تھی سورج کی کرنیں ڈوب رہی تھیں۔ سمندر کی تنہائی میرے ہر اثاثے میں غرق ہونے جا رہا تھا۔ پرستیا نے میری طرف دیکھا اور پھر روتے ہوئے بولی۔

"سیمرا۔ میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔"

"کیا بات ہے؟"

"میرا خیال ہے زندگی کا وہ مقصد پورا ہو چکا ہے جس کے لئے میں نے ہمیشہ تمہارے ساتھ سفر کیا تھا۔"

"میں نہیں سمجھا۔" میں نے جواب دیا۔

"سیمرا۔ میں نے اس وقت خود کو قربان کر دیا تھا جب تم نے مجھے کسی کی محبت کی خاطر شتار کی قربت حاصل کی تھی۔"

"پرستیا۔" میں نے جھنجھلاہٹ سے پکارا۔

"ہاں سیمرا۔ عورت کے لئے اس سے زیادہ اذیت ناک بات اور نہیں ہو سکتی جب کوئی مرد اس کی محبت کو ٹھکرا کر کسی دوسری عورت کے التفات کا اظہار کرے۔ تم نے مجھے چاہا تھا تم جانتے ہو کہ مجھے اپنایا تھا اور تم بھی مجھ سے محبت کرنے لگے تھے۔ حالانکہ میں ان راستوں سے ناواقف تھی۔"

پھر تم نے میرے لئے شتار کی زندگی کا وہ لمحہ حاصل کیا جو تم کو خوشی دے گیا۔ کیا تم جانتی تھی۔ شتار پھر برتریت رکھتی تھی۔ وہ پوری ہستی کو تمہارے لئے قربان کرنا چاہتی تھی لیکن تم نے مجھے اس پر ترجیح دی۔ میں پھر تمہاری محبت میں بہتی رہی اور اس قدر سرشار ہو گئی کہ میں نے دوسرے لوگوں کے بارے میں سوچا بھی نہیں۔ پھر جب شتار تمہیں حاصل ہو گئی تو تم نے مجھے فراموش کر دیا۔

میرا باپ مجھے کہتا تھا کہ اپنے دل کی بات ظاہر نہ کرنا ورنہ تمہیں اپنی جگہ چھوڑنی پڑے گی۔ میں نے اپنی بات کبھی ظاہر نہیں کی۔ جب تم میرے پاس آئے تو میں نے تمہیں اپنا سب کچھ دے دیا اور تم نے مجھ سے ...



سلام کر دوں۔

میں نے تم سے سب کچھ صاف صاف کہہ دیا تھا سوتا۔ میں نے تم سے کہہ دیا تھا کہ سکائی داؤس کے خلاف زروزوا کیا کچھ کر رہے ہیں۔ اس طرح اس کا مجھ کو پہلی نے اپنے قبیلے سے غداری کی تھی لیکن صرف تمہارے لئے، میں جانتی تھی کہ تم مجھ سے محبت کرنے لگے ہو اور میں تم سے کبھی بے وفائی نہ کروں گی۔

میں جانتی تھی کہ تم مجھ سے محبت کرنے لگے ہو۔ مجھے چاہنے لگے ہو، اس لئے مجھے یقین تھا کہ تم کبھی زروزوا کے خلاف کوئی سازش نہیں کرو گے۔

اور پھر جب میرے باپ کو معلوم ہوا کہ قبیلے کی شکست میں میرا سب سے زیادہ ہاتھ ہے اس شخص کا جو میرا محبوب تھا تو اس نے مجھے ملامت کی۔ اس نے مجھے اپنے قبیلے کے دشمن کو کافی قرار دیا اور ... اور خود بھی مر گیا۔ لیکن اس کے وہ الفاظ جو اس نے مجھ سے کہے میرے دل و دماغ پر اب بھی نقش ہیں سوتا۔

تمہارے ساتھ جو کچھ ہوا سوتا اس کی ذمہ دار میں ہی تھی۔ شادی کی رات کی ذمہ دار میں ہی تھی۔ لیکن وہ اپنی محبت کے ہاتھوں مجبور تھی اور تمہاری محبت کی خاطر میں زندہ رہی تھی۔ میں نے تمہیں شکست دلانے کے لئے تم سے تعلقات بڑھائے تھے۔ مجھ سے غلطی ہو گئی تھی سوتا۔ میں نے تم پر اعتبار کیا تھا۔

لیکن جب تم ان لڑکوں کو کیا کہو گے کہ تم کو چھوڑ دو پوسیتا۔

پھر کیا کروں۔ کیا یہ خیالات میرا ساتھ چھوڑ سکتے ہیں۔ کیا میں محسوس نہیں کرتی کہ زروزوا کی شکست ہوئی کہ مجھ پر بہت شادی کی رات کے دوران بھی وہ اور اگر وہ زندہ ہیں تو میرا کوئی قیمت ہوتی۔ میں اس وقت تمہارے پاس نہ ہوتی سوتا۔

سوتا میں نہیں جانتی کہ تمہاری زندگی میں عورتوں کا کتنا دخل ہے یا عورتیں تمہاری زندگی میں کس طرح آئیں۔ تم نے عورت کو کس حد تک سمجھا ہے۔ شاید تم نہیں جانتے کہ عورت کی فطرت کے بارے میں تم کیا جانتے ہو۔

لیکن یقین کرو سوتا۔ عورت پیٹ بھر کے لئے بھیک مانگ سکتی ہے لیکن وہ محبت بھیک میں حاصل نہیں کر سکتی سوتا۔ اور اس شکل میں بیکار ہے احساس ہو کہ دوسری عورت اس کے مرد کے ذہن و دل پر قابض ہے اور وہ اس کے بعد کی حیثیت رکھتی ہے۔

عورت کے بعد کی حیثیت نہیں چاہتی سوتا اور میں۔ ہاں سوتا میں جانتی ہوں کہ میری حیثیت بعد کی ہے۔ زندہ رہنے کے لئے میرے ذہن میں کوئی گنجائش نہیں ہے میرے ذہن کی کوئی جگہ نہیں ہے جو مجھے زندہ رکھ سکے اور اب میرے لئے کشش نہیں رکھتی کہ سوتا کی منتظر رہوں۔

اس سوتا بات اس وقت میرے لئے بے پناہ کشش رکھتی تھی جب تم نے میری خاطر شادی کر لی اور پھینک دیا تھا۔

لیکن اب جبکہ میں جان چکی ہوں کہ میری حیثیت بعد کی ہے تو سوتا، بعد کی حیثیت نے میرے دل میں میرے ذہن سے تمہارے ساتھ کی دلکشی ختم کر دی ہے۔ سوتا میں اپنی شخصیت میں زندہ رہنا چاہتی ہوں۔ میں شادی کے بعد کی حیثیت نہیں چاہتی۔ البتہ تم خواہش کرتے کہ تم چاہتے تو میں شادی سے پہلے کی حیثیت پانے کی کوشش کرتی۔ تمہاری کنیز بن جاتی سوتا۔ لیکن میں اس حیثیت کو قبول نہیں کرتی۔

تم سوچتے ہو گے سوتا کہ میں نے یہ باتیں کیوں شروع کر دیں تو سنو میں اپنی زندگی کا اختتام کرنے جا رہی ہوں۔

تم کیا کیا جانتی ہو کیں ان فضول باتوں کو چھوڑو پوسیتا۔ میں انہیں بھی پیار کر سکتا ہوں تمہارے ذہن پر جذباتیت کیوں سوار ہو گئی۔

جذباتیت نہیں ہے سوتا۔ تم یوں سمجھو کہ یہ میری زندگی کا ایک مشن تھا۔ پوسیتا نے عجیب لہجے میں کہا۔

کیسا مشن پوسیتا، میں اسے سمجھ نہیں سکا۔ میں جھنجلا گیا تھا۔ عجیب پاگل لڑکی تھی۔ بہرصورت میں اس کی طرف دیکھنے لگا۔

تم سکائی داؤس کے لئے ایک زبردست رہنما تھے۔ پوسیتا گہری سانس لے کر بولی۔

کیا مطلب؟ میں نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا۔

سوتا میرا باپ کہتا تھا کہ سکائی والے اتنے ذہین نہیں ہیں کہ وہ زروزوا پر فتح حاصل کر سکیں۔ ان کی شکست میں صرف تمہارے ذہن کا ہاتھ ہے اور تم اجنبی۔ میرا باپ ہمیشہ تمہارے بارے میں کہتا تھا۔

کہ یہ تمہارا اجنبی ضرور زروزوا کے لئے تباہی لائے گا اور ہم لوگ تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

تو سوتا میں تمہارے پاس دوبارہ جس مقصد کے تحت پہنچی تھی وہ یہی تھا کہ تمہیں سکائی سے نکال لاؤں۔ تمہیں ایک ایسے راستے پر لے جاؤں جہاں پہنچنے کے بعد تم سکائی کا رخ نہ کرو۔ تمہیں زمانے سے دور لے جاؤں۔ تمہارے ذہن میں ہر چیز کو پیدا کر دوں اور سوتا میں اس میں کامیاب رہی۔ یہ میرا ذہن اور زندگی کا مقصد اور میری زندگی کا مشن۔ تو میں نے اسی وقت خود کو ذرہ تصور کر لیا تھا جب تم نے مجھے ٹھکرا دیا تھا۔ اب میں تمہیں یہاں تک لانے میں کامیاب ہو گئی ہوں کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارے ساتھ گزری ہوئی راتیں میرے لئے دلکشی رکھتی ہیں۔ نہیں سوتا یہ تمہارا خیال خام ہے۔ میں نے اپنے جسم کو تمہارے لئے صرف اس لئے وقف کر دیا تھا کہ میں جو اپنی ایک غلطی سے اپنے قبیلے کی تباہی کا کارن بنی ہوں اب اپنے پورے قبیلے کو تباہ و برباد نہ ہونے دوں۔

یہ ایک چھوٹا سا کفارہ ہے میری اس حماقت کا جو میں نے تم سے محبت کر کے اپنے قبیلے کے لئے تباہی مول لے کر کی تھی۔

میں خاموشی سے پوسیتا کی شکل دیکھ رہا تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔ تب وہ آہستہ سے بولی۔

لیکن سوتا آخری بار کہہ رہی ہوں آخری بار، آخری بار۔ عورت زندگی میں ایک بار پیار کرتی ہے۔ اور پھر وہ کبھی پیار نہیں کرتی ہے۔ اگر اس کا محبوب اسے ٹھکرائے تو اسے اس سے نفرت ضرور ہو جاتی ہے لیکن وہ کسی دوسرے سے محبت نہیں کر سکتی۔ تم نے میرے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس کے لئے میں صرف اتنا

سکتی ہوں کہ تم ہمیشہ خوش رہو لیکن میری یاد تمہارے دل میں ہمیشہ چٹکیاں لیتی رہے۔ تم سے زندہ بھی لیا ہے۔ حالانکہ کوئی بھی عورت اپنے محبوب کو بددعا نہیں دے سکتی لیکن یہ جو کچھ میں کہہ رہی ہوں اس میں یہ سوچ نہیں ہے کہ میں تم سے تمہاری بدعا میں حاصل کروں۔

پوسیتا۔ میں اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا اور وہ دوڑ کر گنجے کے درخت تک پہنچ گئی۔

نہیں سوتا میرے پاس آنے کی کوشش نہ کرو۔ براہ کرم میری باتیں سن لو صرف چند باتیں۔ اونہیں کہنے سے پہلے بہت ساری نہیں چاہتی۔ براہ کرم سوتا کیا تم مجھ پر یہ احسان نہ کرو گے۔

پوسیتا کیا حماقت ہے۔ میں جھلا گیا۔

ہاں سوتا یہ حماقت ہی سمجھو۔ میں زندہ نہیں رہ سکتی کیونکہ اب میرا کچھ نہیں رہا ہے اور اگر میں تمہاری محبت کے سہارے زندہ رہنے کی کوشش کروں تو میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا رہے گا۔ میں سوچتی ہوں کہ میں نے اپنی محبت کے لئے اپنے پورے قبیلے کو قربان کیا ہے اور میں کسی طرح زندہ رہ سکوں گی سوتا۔ کیا تم مجھ اب بھی تم سے وہ بات نہیں چاہتی ہوں سوتا۔ پوسیتا نے کہا اور مجھے غصہ آ گیا۔

پوسیتا یہ تمہارے خیالات ہیں اور تم مرنے کی کیا ضرورت ہے میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ دوبارہ ان لوگوں میں واپس نہ جاؤں گا۔

نہیں سوتا اب ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں۔ میرا وجود قبیلے کی خوشحالی ہمیشہ جتنا ہو چکا ہے۔ میرا باپ مجھے گالی دے چکا ہے۔ تو سوتا اسی صورت میں اب اگر تم مجھ سے وہاں نہ جانے کا وعدہ کرتے ہو تو اس سے کیا فرق پڑے گا۔

پوسیتا ضرورت سے زیادہ جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ زندگی کے ہر موڑ پر تمہارا ساتھ دوں گا۔

نہیں سوتا۔ میں محبت کی بھیک پسند نہیں کرتی۔ اس نے کہا۔ خدا حافظ۔ اور دوسرے لمحے اس نے پانی میں چھلانگ لگا دی۔

اب یہ تو ممکن نہیں تھا کہ میں اسے پانی میں ڈوب کر مر جانے دیتا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید میں کشتی سے کھلے سمندر کے پانی میں کودنے کی جرأت نہیں کروں گا اور اس سے خوفزدہ ہو جاؤں گا لیکن بہرحال یہ اس کا خیال تھا۔ میں نے بھی اس کے پیچھے پانی میں چھلانگ لگا دی۔ میں نے اسے اس جگہ تلاش کیا جہاں اس نے ڈبکی لگائی تھی۔

لیکن پوسیتا وہاں موجود نہیں تھی۔ تب میں پریشان نگاہوں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ پھر وہ مجھے نظر آ گئی۔

لیکن مجھے اس کا افسوس ہوا جیسے پانی میں اس کا تیر کر جا رہی ہو مجھے حیرت ہوئی تھی۔ تب میں اس کی طرف لپکا میں نے اس کے جسم کو پکڑ لیا تھا۔ تب میں نے دیکھا پوسیتا کے پہلو میں خنجر گھسا ہوا تھا۔

اس نے پانی میں کودنے کے ساتھ ہی ایک خنجر جو شاید وہ اپنے لباس میں چھپا کر لائی تھی، نکال کر خنجر سے کہاں سے ملا تھا اس نے خنجر اپنے پہلو میں پیوست کر لیا تھا میں نے اسے تیرتے ہوئے پکڑا اور پانی کی سطح پر لے آیا۔

پوسیتا یہ تم نے حماقت کی ہے۔ میں غرایا۔

حماقت نہیں سوتا، میں نے تم سے محبت کی ہے۔

ہاں میں سمجھتا ہوں تمہاری محبت کو۔ شاید یہ خنجر بھی تم نے اپنی محبت سے مجبور ہو کر اپنے پہلو میں اتارا ہے۔

نہیں سوتا۔ یہ خود اپنے قبیلے سے غداری کا انتقام ہے۔ میں نے تم سے محبت کی ہے اور اپنے قبیلے سے غداری۔ اس نے ہچکی لی اور دم توڑ دیا۔

میں خاموش نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا تھا۔ کشتی آہستہ آہستہ مجھ سے کافی دور جا چکی تھی۔ چند ساعت میں اس کے ذہن کے سانس کا جائزہ لیتا رہا لیکن وہ مر چکی تھی تب میں نے آہستہ سے پانی میں دھکیل دیا۔

اب اس کے بے جان بدن کو کشتی پر لانے کی کوئی ضرورت بھی نہ تھی خواہ مخواہ جان دے دی احمق لڑکی نے۔ جو کچھ ہو چکا تھا اسے سنبھالا بھی جا سکتا تھا۔

لیکن پروفیسر تمہاری اس دنیا کے انسان بڑے عجیب ہیں۔ ہر قدم پر نادانیاں کرتے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ بہر صورت پوسیتا مجھ سے جدا ہو گئی تھی۔ حالانکہ میں چاہتا تو اس کی بات کو نظر انداز کر کے سکائی جا سکتا تھا۔ لیکن سکائی جانے کا فائدہ ہی کیا تھا۔

اب میں وہاں سے نکل آیا تھا اور مجھے وہاں دوبارہ جانے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ احمق لڑکی اگر چاہتی تو میرے ساتھ زندگی کا ایک اچھا دور گزار سکتی تھی۔

ہاں تم اس سوچ کے انداز میں فرق ضرور محسوس کرو گے پروفیسر لیکن بہر صورت تمہیں اس بات کا اندازہ ہو جانا چاہئے کہ پوسیتا کیا ہے۔ اور میں تو ایک لڑکی کے لئے تو زندگی کے سمندر میں نہیں ڈال سکتا تھا۔ چنانچہ میں کشتی میں واپس آ گیا اور تھوڑے عرصے بعد چند لمحات میں نے پوسیتا کو بھلا دیا۔ میں صرف کچھ دن اس کے لئے غمگین ہو گیا۔ میں دنیا میں کسی کے لئے بھی افسردہ نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ بات میرے ذہن سے باہر تھی۔

اور پھر ویران سمندر کا سفر تھا۔ میری چھوٹی سی کشتی اور میں۔ لیکن میں تو اس ماحول کا عادی تھا۔

کافی عرصہ میں نے سمندر کے ماحول میں گزارا۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس بار دور تک جانے کی کوشش کروں گا اور دور کی خشکی تلاش کروں گا۔ دیکھوں گا یہ سمندر کہاں تک پھیلا ہوا ہے۔

اور میں فاصلے نظر انداز کرتا رہا۔ میں سمندر کی وسعتوں سے نکلنے والا تھا۔ خوراک کی مجھے کوئی خاص ضرورت نہ تھی۔ اگر کبھی خوراک کی ضرورت محسوس ہوئی تو جو کچھ ملا تھا وہ کھا لیا۔

اور جب میرے پاس سے خوراک کا ذخیرہ ختم ہو گیا تو سمندری مچھلیاں بڑی اچھی کے لئے محفوظ رہ سکتی تھیں۔ میرے لئے مچھلیوں کو نہیں شکار میں نہیں بنا سکا۔ جب بھی ضرورت محسوس ہوتی سمندر میں

لوٹ آتا، اور مچھلیاں پکڑ کر باہر نکال لاتا۔ البتہ ان مچھلیوں کو ضرورت کے مطابق بنانے کا کوئی خاص ذریعہ میرے پاس نہیں تھا۔

پہلے دو چار دن [illegible] سفر میں نے گزارا۔ اور کشتی پر میں نے خشکی بھی دیکھی [illegible] بنا ہوا جا رہا تھا اور سمندر کا یہ سفر بڑا دلکش تھا۔ رات ستاروں کی ہم نشینی میں بسر ہوتی اور دن سمندر کے اسرار و رموز کھلتے چلے جاتے۔

آنے والے وقت اور گزرنے والے وقت کے بارے میں بہت سی نئی باتیں معلوم ہوئی تھیں۔ ستارے ایک [illegible] آشنا ہو گئے تھے۔ کئی بار خشکی کے نزدیک سے گزرنے [illegible] لیکن [illegible] میرا دل نہیں چاہ رہا تھا۔ مجھے انسانوں سے دوری اچھی لگتی تھی۔ [illegible] سے کہاں نکل گیا۔

ایک دن کشتی جب ختم ہو گئی تھی۔ سمندر کی [illegible] اس کی زندگی [illegible] نہیں ہوتا جو [illegible] ہو۔

کشتی کے [illegible] اور میرے پاس دوسرے [illegible] کا کوئی انتظام نہیں تھا [illegible] لیکن [illegible] سمندر [illegible]

تب میں نے سوچا کہ [illegible] کشتی کو درست کیا جا [illegible] کام کرنا چاہیے تھی [illegible]

ان سب کے [illegible] اپنی زندگی کو کسی ایسے مرحلے میں [illegible] کے مطابق ہو۔

[illegible] زمین پر آباد تھیں۔

خشکی کی تلاش میں میری نگاہیں چاروں طرف بھٹکنے لگیں اور [illegible] کشتی زیادہ دور [illegible] جب بھی [illegible] سوچتا [illegible] ذرا [illegible] تھی [illegible] جب میں نے سمندر کے [illegible] دیکھا [illegible] تجربہ [illegible] نے نہ جانے کیا [illegible]

میں نے [illegible] سنبھالے اور کشتی کو [illegible] لگا۔ بہت تیزی سے سفر کر رہا تھا [illegible] لیکن [illegible] نظر آ رہا تھا۔ خشکی [illegible] نہیں [illegible]

ساری رات [illegible] تھا۔ اس وقت جب چاند ڈوب گیا سارے [illegible] خشکی کے نزدیک پہنچ گیا تھا۔ [illegible] دوسری جانب سرسبز خشکی کے

جنگل نظر آ رہے تھے۔ گویا خاص سرسبز جگہ ہے میں نے سوچا تھا اور پھر صورت میں تیزی سے خشکی کی جانب بڑھ گیا۔

❁

کشتی کو [illegible] میں نے کافی دور تک [illegible] اور اس علاقے کی طرف متوجہ ہو گیا [illegible] عجیب سا علاقہ تھا۔

لیکن درختوں کے درمیان [illegible] بڑے بڑے جانور اور [illegible] نظر آ رہے تھیں۔

میں نے بہت قریب سے انہیں دیکھا اور دلچسپ نگاہوں سے دیکھتا ہوا ان کے نزدیک پہنچ گیا۔

یوں لگتا تھا جیسے یہاں انسان آباد نہ ہوں [illegible] انسانی آبادی ہوتی یا بہت سارے جانور ہوتے [illegible] تھے۔ [illegible] اور جانوروں سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے [illegible] مکڑیاں نہیں دیکھی تھیں۔

درختوں کی عجیب و غریب قسمیں تھیں [illegible] تھیں۔ میں آگے بڑھتا رہا۔ [illegible] اور تمام علاقہ [illegible] کا جائزہ لیتا رہا۔

پہلی بار مجھے اس سرزمین [illegible] جانوروں کا دوسرا [illegible] مکڑیاں بھی جانور [illegible] درختوں کے درمیان [illegible] یہ جانور عجیب سی شکل کا تھا۔ اس کا قد [illegible] جانور [illegible] دیکھا تھا۔ جانور شاید مجھے دیکھ کر [illegible] اور وہ ساخر ایک طرف جا رہا تھا۔

اور پروفیسر اس وقت میں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ [illegible] ایک بڑے درخت کے [illegible] جہاں مکڑی کا ایک بڑا سا جالا [illegible] تھا [illegible] درختوں کے درمیان لگے ہوئے جالے میں [illegible] مکڑی کے بدن پر [illegible] اچانک [illegible]

[illegible] اور جالا [illegible] کہ ایک جانور [illegible] مکڑی [illegible] جانور کے جسم سے چپک گیا تھا۔ [illegible] اور [illegible] کی جانب [illegible]

جانور آہستہ آہستہ مکڑی کے جالے کی جانب [illegible] حیرت انگیز منظر دیکھ رہا تھا۔

جانور مکڑی کے نزدیک پہنچ گیا۔ [illegible] مکڑی نے [illegible] میں دلچسپ نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

جانور مکڑی کی جانب چلا اٹھا اور پھر مکڑی نے جانور کو [illegible] اوپر کی جانب سمیٹ لیا۔ اور پھر مکڑی نے جانور کے بدن کو کھانا شروع کر دیا۔

پروفیسر وہ [illegible] حیرت انگیز [illegible] مکڑی کے [illegible] جانور کے جسم [illegible] نظر [illegible] آسانی [illegible] جانور کو [illegible] مکڑی [illegible] پروفیسر [illegible] رہا تھا۔

"کیا تم نے اس سے پہلے کبھی ایسی کسی مکڑی کے بارے میں سنا ہے؟"

[illegible] پروفیسر نے پوچھا۔

پروفیسر [illegible] عجیب سی چمک نظر آ رہی تھی [illegible]

[illegible] ہنس کر کہا۔

"میں نے تم سے مکڑی کے بارے میں پوچھا۔"

"فرضی [illegible] جانوروں [illegible] میں نے [illegible] جانوروں کے [illegible] سنا ہے [illegible] مکڑی کا تذکرہ [illegible] حیرت انگیز ہے۔"

"ہاں پروفیسر وہ بڑی حیرت انگیز مکڑی تھی۔ [illegible] جانور [illegible] کھانا [illegible] آگ [illegible] جانور کو کھانے کے بعد [illegible]"

بہر صورت اس کے بعد میں وہاں سے اپنے جال [illegible] اور پھر [illegible] آگے بڑھ گیا۔ لیکن یہ [illegible] سرزمین [illegible] درختوں [illegible] انسان [illegible] زندگی [illegible] آثار [illegible] مکڑیوں [illegible] انسانی زندگی [illegible] درختوں [illegible] جانوروں [illegible] آگے بڑھتا چلا گیا۔ [illegible] اب [illegible] جانوروں کے ساتھ زندگی بسر کی جائے۔

چنانچہ [illegible] قدم اٹھایا جائے [illegible] جانوروں سے خوف [illegible] سوال پیدا نہیں ہوتا تھا [illegible] کیا جا سکتا تھا [illegible] اور ان کا [illegible] نہیں تھا۔ چنانچہ [illegible] کے لیے میں نے ایک [illegible] کا فیصلہ کیا۔ [illegible] تلاش [illegible]

کے مطابق کوئی سیڑھی وغیرہ بھی موجود ہو۔

آغاز ہی سے میں نے دور دور تک نگاہیں دوڑائیں لیکن ایسا کوئی درخت نظر نہیں آیا اور میں پھر چلنے لگا۔ کافی دور چلنے کے بعد مجھے درختوں میں ایک رخ نظر آیا۔ اور ایک پگڈنڈی سی چلی گئی تھی۔

میں اطمینان سے اس پگڈنڈی پر ہو لیا لیکن درختوں کے درمیان کی زمین پر قدم رکھتے ہی مجھے زمین کچھ نرم سی محسوس ہوئی۔ اس کا مطلب ہے کہ قریب ہی پانی موجود ہے۔ یہ بھی اچھی بات ہے۔ کشتی میں پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جسے لانے کی ضرورت ہوتی۔ چنانچہ میں اطمینان سے آگے بڑھتا رہا۔ میں نے درختوں کے درمیان بھی جھانکا لیکن پانی کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ زمین البتہ بدستور گیلی چلی جا رہی تھی اور پھر میں ایک دم رک گیا۔ سامنے جو درخت نظر آ رہے تھے وہ دیکھنے میں بہت خوفناک تھے لیکن اس سے زیادہ خوفناک بات یہ تھی کہ ان کی جڑوں میں بے شمار جانداروں کے ڈھانچے بکھرے ہوئے تھے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی اور میں اس دلچسپ منظر کو دیکھنے کے لئے آگے بڑھ گیا۔ سب سے پہلے درخت کے بالکل نزدیک میں نے چند ڈھانچے دیکھے اور ان ڈھانچوں میں مجھے ایک انسانی ڈھانچہ بھی نظر آیا۔ میں حیرت اور دلچسپی سے اس ڈھانچے کو دیکھنے لگا۔ پہلی بار مجھے اس زمین پر انسان کا کوئی نشان ملا تھا۔ زندہ نہ سہی مردہ ہی سہی۔

میں کچھ اور آگے بڑھا اور جھک کر اسے دیکھنے لگا۔ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ اس کی موت کس طرح واقع ہوئی کہ اچانک میں اچھل پڑا۔ کسی نے میری ٹانگ پکڑ لی تھی۔ بس انسانی احساس ہوا تھا میں جلدی سے سیدھا ہو گیا اور پھر اس زمین کا ایک اور حیرت انگیز منظر میری نگاہوں کے سامنے آ گیا۔ ایسے ہی ایک درخت کی شاخ تھی جو کسی جاندار کی مانند سرسراتی ہوئی میری جانب لپک رہی تھی۔ اس کا سرا میرے بازو کو چھو رہا تھا اور اس کی دوسری شاخیں اس طرح جال بن رہی تھیں جیسے سانپوں کا کوئی ڈھیر کھل رہا ہو۔ کیا یہ درخت بھی جاندار ہے۔

میں نے جھک کر اس شاخ کو پکڑا۔ وہ لچکدار تھی لیکن کوئی قوت معلوم ہوتی تھی۔ پھر درخت کی دوسری شاخیں بھی کھلنے لگیں اور میری طرف لپکیں۔ ان میں ایسی شاخیں بھی تھیں جو میرے جسم سے لگ کر چپک گئی تھیں۔

اور پھر ان شاخوں نے مجھے گرفت میں لے لیا۔ وہ کافی قوت سے مجھے بھینچ رہی تھیں۔ میں نے بدن ڈھیلا چھوڑ دیا اور خود کو ان شاخوں کی گرفت میں دے دیا۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ ان کا رد عمل کیا ہے۔ شاخیں میرے بدن کے گرد کسی گئی تھیں اور پھر ان کے سرے کھلنے لگے۔ کانٹے نکلے جو میرے بدن میں چبھنے لگے تھے۔

تب مجھ پر ایک انکشاف ہوا۔ یہ کانٹے بدن سے خون چوس رہے تھے اور … گوشت خور درخت میرے ذہن میں یہ تصور ابھرا — وہ ڈھانچے یقیناً انہی درختوں کے شکار تھے۔ جانوروں کے نزدیک آ کر بھی جلتے ہوں گے اور پھر ان کا گوشت اور خون کھا کر یہ درخت انہیں چھوڑ دیتے ہوں گے جیسے درخت تھے۔ میں نے تو زمانہ قدیم میں بھی ایسے درخت نہیں دیکھے تھے لیکن یہ حیرت خیز کارنامہ ہو۔ بہرحال انوکھا تجربہ تھا۔ چند ساعت میں درخت کی گرفت میں رہا۔ میں اس کی گرفت کی قوت کا اندازہ لگا رہا تھا۔ بلاشبہ طاقتور ترین انسان یا جانور بھی اس گرفت سے نہیں نکل سکتا تھا۔

بہرحال میں نے اس کی دو دو شاخیں پکڑیں اور انہیں اپنے بدن سے کھول دیا۔ پھر میں نے دونوں ہاتھوں سے زور لگایا اور شاخیں درخت سے اکھڑ گئیں۔ اس کے بعد میں نے دوسری شاخوں کا بھی یہی حشر کیا اور پھر ان درختوں کو دیکھنے لگا۔ انسانی ڈھانچے کی موجودگی نے میرے ذہن میں احساس جگا دیا تھا کہ یہاں اس زمین پر انسان بھی موجود ہوں گے۔ لیکن ان خطرناک درختوں اور دوسری بلاؤں کی وجہ سے وہ یہاں کا رخ نہ کرتے ہوں۔

بہرحال اب اس علاقے سے نکلنا ضروری تھا لیکن میں نے سوچا بھی رکھا کسی قسم کے جانور کا تو مجھے خوف ہی نہیں تھا پھر مجھے اس گیلی زمین کا راز بھی معلوم ہو گیا۔ یہ بھی درختوں ہی کا تھا جن کے تنوں سے پانی رس رہا تھا۔

عجیب جادوئی سرزمین تھی۔ انتہائی گھنے اور خوفناک درختوں کے درمیان سے گزر کر میں آگے بڑھتا رہا اور عجیب و غریب مناظر دیکھتا رہا۔ پھر مجھے حشرات الارض نظر آئے۔ کیڑے مکوڑے بھی ان علاقوں سے دور رہتے تھے۔ کچھ اور دور چلنے کے بعد دوسرے جانور بھی نظر آئے تھے گویا جانوروں کے لئے خطرے کی زمین ختم ہو گئی تھی

تو انسان بھی یہاں ضرور ہوں گے۔ میں نے سوچا۔ اور آگے بڑھتا رہا۔ رفتار میں نے اور تیز کر دی تھی لیکن اس جنگل کی چوڑائی بہت کافی تھی۔ دوسری طرف نکلا تو سورج جھک گیا تھا اور جھکے ہوئے سورج کی روشنی میں میں نے ایک طویل چٹیل لا متناہی میدان دیکھا جس میں پتھریلی چٹانیں ابھری ہوئی تھیں۔

اور مجھے ایک عجیب سی خوشبو محسوس ہوئی۔ چٹانوں میں خاص طور سے … ابھر رہی تھی۔ پھر ایک انتہائی تیز روشنی میری آنکھوں پر پڑی اور میں نے روشنی کی سمت دیکھا۔ بلاشبہ کوئی انسان تھا لیکن چٹانوں میں دوڑنے والا کون تھا؟

تب مجھے وہ بھی نظر آ گیا۔ ایک قدآور جانور تھا جو گزیلی چٹانوں کے درمیان دوڑ رہا تھا۔ ویسے یہ جانور میرے لئے نیا تھا۔ اونچا لیکن دوسرے جانوروں سے مختلف۔

یہ کیا شے ہے۔ میں ایک چٹان کی آڑ میں پوشیدہ ہو کر دیکھنے لگا۔ … کے بارے میں میں نے معلوم کر لیا کہ وہ شے کسی ایسی دھات کے ٹکڑے کی ہے جو سورج سے منعکس ہو رہی ہے۔ چمکتی ہے اور روشنی پھینکنے والی … بدل کر چمکتی ہے سورج کی شعاعوں کا نشانہ بن رہا تھا۔ جانور … سے بچ کر بھاگ رہا تھا۔ اور چٹانوں سے ٹکرا رہا تھا۔

اور … میرے ذہن میں ایک خیال آیا کہیں یہ شکار کرنے کا طریقہ ہے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد اس خیال کی تصدیق بھی ہو گئی۔ جانور روشنی سے … ہو کر چٹانوں میں دوڑ رہا تھا اور ان سے ٹکرا کر زخمی ہو رہا تھا۔

پھر کیا ہوا کہ ایک چٹان سے اس کا سر بری قوت سے ٹکرایا اور جانور چکرا کر گرا۔ وہ چند ساعت زمین پر تڑپتا رہا اور پھر ٹھنڈا ہو گیا۔ اس وقت میں نے ایک شعلے کو لپکتے دیکھا اور پروفیسر میری آنکھوں میں روشنی دوڑ گئی۔ ایک انتہائی توانا اور سڈول بدن تھا۔ اور بدن بھی ایک نوجوان لڑکی کا۔ پتھر کی طرح ٹھوس اور سڈول۔ وہ چٹانوں پر جس طرح دوڑ رہی تھی وہ بھی اس کی بے پناہ قوتوں کا مظہر تھی۔ لڑکی خاصے فاصلے سے جانور کے پاس پہنچ گئی۔ اور پھر اس نے جانور کے جسم پر اپنے ہونٹ لگا دیے۔ وہ اس کا خون پی رہی تھی۔

صدیوں پہلے کی ایک تصویر ذہن میں ابھر آئی۔ پتھر کے دور کی عورت اور آج بھی وہی عورت میرے سامنے تھی۔ فرق صرف اتنا تھا کہ یہ سیاہ رنگ کی تھی۔ گہرے چمکدار سیاہ رنگ کی عورت۔ کافی دیر تک وہ جانور کے جسم سے خون چوستی رہی اور پھر جیسے سیر ہو گئی۔ چند ساعت وہ ایک پتھر کی ٹیک لگا کر بیٹھی رہی۔ اور پھر جیسے خوابیدہ سی ہو کر اٹھی۔ اس نے چاروں طرف دیکھا اور پروفیسر پھر اس نے جھک کر اس وزنی جانور کو کندھے پر اٹھا لیا۔ جانور ناتراشیدہ تھا۔ اس میں … تھی لیکن اس کے باوجود … سے واپسی کا سفر کر رہی تھی۔

میں خاموشی اور احتیاط سے اس کے پیچھے چل پڑا۔ چٹانوں کی آڑ لے کر تعاقب کرنے میں کوئی دقت نہیں پیش آئی تھی۔ اسے بھی احساس نہیں ہوا اور میں اس کا تعاقب کرتا رہا۔ اس کا عریاں بدن ایسے ہی کافی خوبصورت نظر آ رہا تھا۔ لمبے سیاہ بال کمر تک پہنچ رہے تھے۔ ان میں بے ترتیبی تھی لیکن اس کے باوجود وہ کافی خوبصورت اور چمکدار تھے۔ … میں نے سوچا کافی طویل فاصلہ طے کیا۔ اور پھر ایک غار کے دہانے کے قریب رک گئی تھی۔ اس نے جانور کو زمین پر پھینکا اور پھر اس کی ایک ٹانگ پکڑ کر گھسیٹنے لگی۔ وہ اسے غار میں لے جا رہی تھی۔ لڑکی غار میں داخل ہو کر نگاہوں سے روپوش ہو گئی۔ میں نے چاروں طرف دیکھا۔ ابھی تک کوئی اور نظر نہیں آیا تھا۔

تب کیا بات تھی۔ کیا یہ لڑکی اکیلی رہتی ہے۔ کیا اس ویرانے میں یہ لڑکی تنہا ہے۔ ناممکن ہے یہ نہیں ہو سکتا۔ پھر اس کی آبادی کہاں ہے۔ میں آہستہ آہستہ غار کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن ابھی میں غار کے دہانے پر پہنچا ہی تھا کہ لڑکی باہر نکل آئی۔

وہ اس طرح باہر آئی تھی کہ میں چھپ بھی نہیں سکا۔ اور وہ ایک لمحے کے لئے مجھے دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔ تب میں نے اس کے خد و خال غور سے دیکھے۔ سیاہ فام تھی لیکن نقش و نگار برے نہیں تھے۔ خاص طور سے آنکھیں گہری سیاہ چمکیلی … آنکھیں، ٹھوڑی اور جبڑا … کے حوالے سے بچی ہوئی۔

پہلے اس کی آنکھوں میں حیرت نظر آئی۔ پھر خوف۔ اور پھر ایک عجیب سا … وہ میرے بدن کو … سے دیکھتی رہی۔ اس نے مجھے کوئی … اور خوفزدہ ہو گئی تھی۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

اجنبی دنیا کی پہلی شناسا۔ حیرت کی بات ہے ہر زمین پر پہلے عورت ہی مجھے نظر آتی ہے عورت مسرت بخش تصور کی حامل۔

اور پروفیسر۔ ایک طویل تنہائی کے بعد یہ پہلا ساتھی۔ بھلا میں اسے چھوڑ کر کیسے چلا جاتا۔ چنانچہ میں اطمینان سے غار میں داخل ہو گیا۔

غار اندر سے زیادہ کشادہ نہیں تھا۔ اور نہ ہی اسے بہت زیادہ تاریک کہا جا سکتا تھا۔ ایک کونے میں وہ جانور پڑا ہوا تھا جسے لڑکی شکار کر کے لائی تھی۔ اور دوسرے کونے میں وہ لڑکی سمٹی سمٹی سی کھڑی تھی۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے میں نہیں سمجھ سکا کہ وہ اس قدر خوفزدہ کیوں ہے۔

کیونکہ جس انداز میں اس نے جانور کا شکار کیا تھا، اس انداز میں کوئی کام کرنے والی لڑکی اپنے جیسے کسی انسان سے خوفزدہ نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ میں اسی جانور کے نزدیک کھڑا ہو کر اسے دیکھنے لگا۔ لڑکی اب عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی اور میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کی نگاہوں میں خوف ہے یا دلچسپی۔ بہرحال اجنبی سرزمین کے اجنبی ساتھی سے میں بہت اچھی طرح پیش آنا چاہتا تھا۔ چنانچہ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور میں نے دوستانہ انداز میں دونوں ہاتھ آگے بڑھا دیئے۔

لڑکی چند ساعت مجھے دیکھتی رہی۔ کچھ سوچتی رہی۔ پھر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھی اور میرے قریب پہنچ گئی۔

عجیب سی خوشبو اس کے بدن سے اٹھ رہی تھی۔ غالباً اس نے اپنے بدن پر کوئی چیز ملی ہوئی تھی۔ لباس نام کی کسی چیز سے بے نیاز یہ لڑکی مجھے اس دور کی یاد دلا رہی تھی جسے دنیا کی تہذیب کے دور کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

مجھے تعجب تھا کہ یہ لڑکی تہذیب سے آشنا کیوں نہیں ہے اور پھر اس سرزمین پر جہاں کے لوگ اس انداز میں رہتے ہیں۔ لڑکی کے خد و خال بھی دلکش تھے۔ گو دلکش تھے لیکن بہرصورت اسے ان لوگوں کے مقابلے میں نہیں رکھا جا سکتا تھا جو مہذب دنیا کے باسی ہیں۔

میں اس کی زبان سننے کا منتظر تھا۔ یہ قدرت ہے … اور … جس کی کچھ زبان سنتا اسے ذہن نشین کر کے اس کی زبان میں بات کر سکتا تھا۔

اپنی طرف سے کرتا … تاکہ لڑکی اپنی اجنبیت کا احساس بھلا دے … پھر وہ آہستہ سے کچھ بولی۔

ایک عجیب سی آواز تھی۔ جسے میں سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ ہاتھ بڑھا کر میرے نزدیک آئی اور پہلی بار اس نے مجھے چھو کر دیکھا۔ پھر اس نے میری پیشانی پر انگلی لگائی۔ پھر آنکھیں، کان، ناک، ہونٹ، سینہ اور میرا بدن ٹٹولنے لگی۔

اس کے بعد اس نے میرے بدن پر موجود کپڑوں کو غور سے دیکھا اور پھر میرے بدن کی نرمی کا احساس کرنے لگی۔ اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ تب اس نے آہستہ سے پھر کچھ کہا۔

میں ان الفاظ کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے بھی اشاروں سے اسے کہا کہ وہ مجھ سے خوفزدہ نہ ہو۔ میں اس کے لئے نقصان دہ نہیں ہوں۔ شاید وہ میرے اشارے کو سمجھ گئی تھی۔ بہرصورت انداز میں … ہی

تھا۔ چنانچہ اس نے پھر آہستہ سے کچھ کہا۔
اور اس بار اس کا استفہامیہ انداز میری سمجھ میں آگیا ۔۔ وہ پوچھ رہی تھی۔ "تم کون ہو ۔۔؟"

"میں ۔۔" میں نے اس کی زبان اختیار کرنے کی کوشش کی۔ اور پروفیسر اپنی پوری کہانی میں نہیں یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ میں جس جگہ جس بستی میں ان لوگوں میں گیا میں نے ان کے معاشرے، ان کی زبان، ان کی ثقافت کو سمجھنے میں کوئی دقت محسوس نہ کی۔ شاید یہ چیز بھی میری فطرت میں ہے کہ میں لوگوں کے بدن کی خوشبو سے ان کے احساسات سے ان کا تجزیہ کر لیتا ہوں چنانچہ مجھے ان کی زبان سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ چنانچہ میں نے اسے بتایا میں دور دیس کا اجنبی ہوں اور اس کی سرزمین پر نکل آیا ہوں۔

شاید لڑکی کو میرے منہ سے اپنی زبان سن کر تعجب ہوا تھا کیونکہ تعجب کے اثرات اس کے چہرے سے ہویدا تھے۔ تب اس کی مسکراہٹ کچھ اور گہری ہو گئی۔ تب اس نے میرے کپڑوں کو دیکھا اور بولی۔

"یہ کیا ہے ؟"

"لباس ۔" میں نے جواب دیا۔

"لباس ۔۔" وہ استفہامیہ انداز میں بولی۔

"ہاں۔ جو تمہارے بدن پر نہیں ہے ۔"

"میرے بدن پر ۔" اس نے اپنے بدن کو تعجب سے دیکھا اور پھر مسکراتی ہوئی بولی۔

"اس لباس سے تم کیا کرتے ہو ۔"

"کچھ نہیں، یہ باتیں پوری طرح سمجھ میں نہیں آئیں گی۔ پہلے میں تم سے کچھ پوچھوں گا، کیا جواب دو گی۔" میں نے کہا۔

"پوچھو ۔"

"تم کون ہو ۔۔؟"

"اتی ۔"

"واہ ۔ یہ تمہارا نام ہے ۔"

"ہاں ۔"

"تمہاری بستی، تمہارا قبیلہ کہاں ہے ۔۔؟"

"بستی، قبیلہ ۔" وہ متعجب انداز میں بولی اور پھر جیسے وہ میرا مفہوم سمجھ گئی۔

"میں نے لوگوں کو دیکھا، آگے پہاڑوں کے اس طرف رہتے ہیں۔ وہ وہیں آباد ہیں۔"

"میں تمہارے لوگوں کے درمیان چلوں گا، کیا تم مجھے وہاں تک لے جانا پسند کرو گی ۔۔؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں نہیں ۔۔۔ ابھی نہیں۔ میں تو تمہیں ان کے درمیان لے جاؤں گی لیکن تم یہ تو بتاؤ تم ان کے دشمن تو نہیں ہو سکتے ہو ۔۔؟"

"نہیں ۔ میں نے کہا ۔ میں دور دیس کا اجنبی ہوں جہاں بھر کی خاک چھانتا ہوا یہاں تک آیا ہوں۔ تمہارا دشمن نہیں ہوں بلکہ تم مجھے اپنا دوست سمجھو، میں تمہیں بہت کچھ سکھا دوں گا، بہت کچھ بتا دوں گا۔"

وہ متعجب نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی۔ بار بار اس کا ذہن اس طرح بھٹکتا جیسے وہ کچھ سوچ رہی ہو۔ پھر اس نے آہستہ سے گردن ہلائی اور میری طرف دیکھنے لگی اس کی کیفیت کچھ عجیب سی تھی۔ تب میں نے پوچھا۔

"تم بھوکی ہو ؟"

"ہاں، میں بھوکی ہوں۔ تم مجھے کیا کھلاؤ گے ؟" میں نے پوچھا اور اس نے مسکرا کر اس جانور کی طرف اشارہ کر دیا جسے اس نے شکار کیا تھا۔ جانور مردہ ہو چکا تھا میں نے لڑکی کی طرف دیکھا، وہ مسکرا رہی تھی۔

"اوہ ۔ ہاں ۔ یہ بھی خاطر مدارات ہے۔ لیکن کیا تم کچا ہی گوشت کھاتی ہو ۔۔؟"

"کچا ۔" یہ جملہ اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ شاید ان کے ہاں اس چیز کا کوئی مفہوم نہ تھا، جس کا میں نے اندازہ لگایا۔ میں سمجھ چکا تھا کہ وہ بہت سے الفاظ سے ناواقف ہے۔

"اتی ۔ تم نے اپنا یہی نام بتایا ؟ ۔۔"

"ہاں ۔" اس نے جواب دیا۔

"تو سنو، تم مجھے اپنے قبیلے والوں سے کب ملاؤ گی۔ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔ اور ظاہر ہے تمہارے قبیلے میں تمہارا مہمان بن کر جاؤں گا اور میں ان کے ساتھ رہوں گا۔"

لیکن وہ ساری باتیں اس کی سمجھ میں نہ آسکی تھیں۔ وہ مہمان کے الفاظ ہی سے نہیں جانتی تھی کہ مہمان کیا ہوتا ہے اور دوسرے الفاظ بھی ان کے لیے اجنبی ہی تھے۔ شاید اس کی معلومات میں کچھ نہیں تھا۔

تب میں نے سوچا کہ آہستہ آہستہ سب کچھ بتاؤں گا۔ تب پھر میں نے اس جانور کی طرف دیکھا۔

پروفیسر سینکڑوں بار میں تم سے یہ بات کہہ چکا ہوں کہ میں ایک عجیب و غریب انسان ہوں۔ بلکہ شاید تم مجھے انسان کہتے ہوئے بھی دقت محسوس کرو گے۔ تہذیب و تمدن سے واقف لوگوں کے درمیان میں نے ایک تہائی تہذیب یافتہ زندگی گزاری۔ وحشیوں میں بھی ملوث رہا اور ہر ماحول میں خود کو یکساں پایا چنانچہ تم شاید کسی ماحول میں تم جو سکو لیکن میرے اندر یہ خوبی ہے کہ آج تک تم مجھے دنیا کے کسی خطے میں کسی قسم کے لوگوں کے ساتھ چھوڑ دو تو وہ لوگ مجھے خود سے مختلف نہ پائیں گے۔ چنانچہ کچا گوشت کھانے میں مجھے کیا دقت ہو سکتی تھی۔ لڑکی کو خوش کرنے کے لیے میں نے جانور کی گردن میں دانت گاڑ دیئے اور اس کی کھال دانتوں سے ادھیڑی اور پھر کھال کے نیچے کا گوشت نکال کر کھانے لگا۔

میرے دانتوں کی تیزی لڑکی کے لیے حیران کن تھی۔ وہ چہک اٹھی اور مجھے گوشت کھاتے دیکھتی رہی۔ پھر میں نے گوشت کا جو بڑا ٹکڑا اپنے دانتوں سے جانور کے بدن سے الگ کیا تو اس نے بچوں کی سی معصومیت سے ہاتھ آگے بڑھا دیئے۔ میزبان مہمان کی کاوش سے فائدہ حاصل کرنے کا خواہش مند تھا، پھر اس کا سوچ بھی اپنی معصومیت تھی وہ اس نے یہ بات سوچی ہی نہیں کہ مہمان کے ساتھ یہ سلوک کرنا چاہیے۔ میں نے گوشت کا ٹکڑا اس کی طرف بڑھا دیا۔ اور وہ شوق سے اسے دانتوں سے ادھیڑنے لگی۔

"سو پروفیسر اس بار میرا تجربہ کچا گوشت کھانے والی اور خون پینے والی تھی۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم کہتے ہو اس کا رنگ سیاہ تھا ؟" پروفیسر نے کہا۔

"ہاں ۔ گہرا سیاہ ۔"

"اور تم نے اس جانور کی جو کیفیت بتائی ہے وہ تو افریقہ کی ہی ہو سکتی ہے" پروفیسر خاور نے اپنی معلومات کے مطابق کہا۔

"ہاں پروفیسر ۔ وہ تمدن نا آشنا لوگ افریقہ ہی کے تھے۔ افریقہ کے ایک حصے میں بہت پہلے تہذیب نے جڑ پکڑ لی۔ یعنی میری مراد مصر ہے اور دوسرا حصہ آج تک تمدن نا آشنا ہے۔ میں اسی دوسرے حصے کی بات کر رہا ہوں۔"

"خوب"

"پھر کیا ہوا ۔" وہ فرزانہ بولی۔

"پر دونوں ایک لمحے کو آگے نہیں برداشت کر سکتیں پروفیسر" وہ مسکرا کر بولا اور پروفیسر بھی مسکرانے لگا۔

"ہاں، تمہاری کہانی کا ہر لمحہ اتنا تجسس خیز ہے کہ ہر لمحہ بوجھ بنتی ہے۔" پروفیسر خاور نے جواب دیا۔

"اور یہ داستان آگے خوشی کی ہو تو ہے ۔"

"پھر کیا ہوا ۔" فرزانہ نے بھی اکتا کر کہا۔ اور وہ جلدی سے بول پڑا۔

"میری گوشت خور محبوبہ بس وحشیانہ انداز میں گوشت ادھیڑ رہی تھی اور مجھے بہت پسند آ رہا تھا۔ تہذیب کے دور کی ابتدا اور مرد دل میں وہ قوت اور زندگی ہے جو تم نہیں دیکھ سکتے پروفیسر، جو تہذیب نا آشنا لوگوں میں ہوتی ہے۔ اور میں نے ہر دور کا تجربہ کیا تو یقین کرو ہر دور وقت مجھے حال سے بہتر نظر آیا۔ نئے وقت میں انسان تہذیب کے لبادے میں کچھ اور کمزور اور کچھ اور وحشی ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور کمزور وحشی بزدل اور اوچھا ہو جاتا ہے۔ ان میں طاقت کا فقدان ہوتا ہے۔ اور کمزور لوگ صرف چالاکی سے دوسرے کو نقصان پہنچانے کے منصوبے بناتے ہیں۔ جبکہ وحشت کے دور کے لوگوں کو بدن کی قوت آزمانے کا شوق ہوتا تھا۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے ؟"

"چنانچہ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ آج اس تہذیب کے دور میں اگر انسان پرانے اصول اپنائے تو بہتر زندگی گزارے۔"

"پرانے اصولوں سے تمہاری کیا مراد ہے ؟"

"حمید صدی میں میں نے آنکھ کھولی ہے پروفیسر ۔ گو ابھی میں اس پوری طرح آشنا نہیں ہوا ہوں، لیکن میں اس صدی سے واقف ہوں۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں ہر دور سے گزرا ہوں اور مجھے آنے والی صدیوں کی خبر نہیں ہے۔ تم لوگ ۔ اس نئی صدی کے فرزند ہو اور ...... تمہاری سوچ بھی اس صدی کے بارے میں سوچ سکتا ہوں۔"

"یہ حقیقت ہے میں نے تمہیں اس دور سے اجنبی نہیں پایا۔" پروفیسر خاور نے کہا۔

"ہاں میں اس دور سے اجنبی نہیں ہوں۔ کیا انسان سائنس کے نام پر کھلونے نہیں بنا رہا کیا تم اس دور کو مشینی اور سائنسی دور نہیں کہتے ؟"

"ہاں، یہ سائنس کا دور ہے۔ لیکن اس دور کے انسان کو تم کمزور کہو ۔ وہ ہر دور کے انسان سے زیادہ طاقتور ہے ۔"

"مجھے اختلاف ہے پروفیسر ۔" اس نے کہا۔

"کیوں ۔؟"

"طاقت سے تمہاری کیا مراد ہے ؟"

"یہی سوال میں تم سے کروں تو ؟"

"ہاں پروفیسر میں اس کا جواب دوں گا ۔"

"تو بتاؤ ۔ تم طاقت کسے کہتے ہو ۔"

"اپنے آپ کو، خود کو ۔ میں طاقت ہوں۔ پروفیسر میں اپنے بازوؤں کی قوت سے اس غار کو زمین بوس کر سکتا ہوں ۔"

"تمہاری بات اور ہے۔ تم خود کہتے ہو کہ تم عام انسان نہیں ہو ۔ تم خود کو لافانی کہتے ہو جبکہ انسان فانی ہے۔"

"ٹھیک ہے لیکن میں طاقت کا استعارہ ہوں۔"

"چلو مان لیا لیکن مجھے بتاؤ۔ تم نے جتنی کہانیاں سنائیں کیا ان میں تدبیر شامل نہیں تھی ؟"

"میں نہیں سمجھا ؟"

"تم نے لوگوں کے لیے جو جنگیں لڑیں ۔ کیا تم نے ان جنگوں میں صرف طاقت کا سہارا لیا ؟ کیا تنہا تم نے انہیں فتح دلائی ؟"

"نہیں ۔"

"تب تم نے ان کے لیے تدبیر اختیار کی تھی تو تم نے ان کی زندگیاں بچانے کے لیے عقل کا سہارا لیا۔ ورنہ وہ ہلاک ہوتے ۔ نقصان اٹھاتے ۔"

"ہاں یہ درست ہے پروفیسر ۔"

"گویا عقل کی حیثیت مسلم ہے ۔"

"میں نے اس سے انحراف نہیں کیا۔" اس نے جواب دیا۔

"نئے انسان نے جسمانی قوت کو بڑھانے کے بجائے عقل کی قوت کو طاقتور کیا ہے۔ پرانے دور میں بھی انسان کے ذہن میں دشمنی کا تصور تھا، آج کے دور میں بھی انسان بے شمار دشمن رکھتا ہے۔ مختلف شکلوں میں پہلے جو سب سے دشمنی انسان ہوتے تھے، جانور ہوتے تھے ۔ آسمانی آفات، برفانی طوفان، سیلاب ہوتے تھے ۔ زلزلے ہوتے تھے ۔ آج بھی اس کے دشمن ہیں ۔ لیکن ایک تنہا انسان جسمانی قوت سے کبھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہاں اس کے ہاتھ میں دبی ہوئی ایک چھوٹی سی چیز ایک دھماکہ کر دیتی ہے اور اس کا دشمن اس کے قدموں میں ہوتا ہے ۔ یہ چھوٹی سی چیز انسان کی عقل کی قوت ہے ۔ اور اس قوت سے

"بے شک اس نے اپنے دشمن کو زیر کر لیا ہے،" پروفیسر خاور نے جواب دیا۔

وہ مسکرانے لگا تھا، پھر اس نے کہا۔

"لیکن خود انسان کی اپنی زندگی کتنی مختصر ہو گئی ہے پروفیسر"

"ہاں۔ اس کی وجہ ہے"

"کیا وجہ ہے؟"

"اس نے اپنی زندگی کو عقل کے بس میں دے دیا ہے اور ہر کام میں ایک جذبہ کام کرتا ہے۔ اس جذبے کے تحت اس نے دور کو گزار دیا اور اسے تو صرف عقل کر گئی ہے"

"لیکن اس سے نقصانات جو ہوئے"

"مثلاً؟"

"اس کی اپنی حیثیت ذرا کم ہوتی رہی"

"یہ جذبہ بھی اسے عقل نے بخشا۔ انسان فانی ہے۔ ایک موجد نے پوری زندگی کی محنت سے ایک ایجاد کی۔ یہ ایجاد اس نے اپنی ذات کے لئے نہیں کی بلکہ اس نے اپنا یہ جذبہ دوسروں کو سونپا اور خود موت کی آغوش میں چلا گیا جبکہ ذہن صرف کا انسان صرف خود زندہ رہنے کے لئے کوشش کرتا تھا۔ اور آج کا انسان صرف انسانیت کے لئے سوچتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی عقل نے ان چیزوں کا بھی تجزیہ کر لیا ہے جن سے پہلے وہ ڈرتا تھا اور جن کے بارے میں پرانے دور کے انسان کو کوئی سمجھ نہ تھا:"

"وہ کیا چیزیں تھیں پروفیسر؟"

"سیلاب، زلزلے، آندھیاں اور دوسری آفات"

"ان پر تم کس طرح قابو پا گئے ہو؟"

"اوہ۔ آج سیلاب کے آنے سے قبل حفاظتی انتظامات کر لئے جاتے ہیں۔ زلزلوں کی پیش گوئی کر دی جاتی ہے اور انسان خود کو محفوظ کر لیتے ہیں۔"

"خوب۔ تو تمہارے خیال میں جسمانی قوت کوئی حیثیت نہیں رکھتی؟"

"میرا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے"

"پھر پروفیسر"

"جسمانی قوت انفرادی حیثیت سے بہت اہم ہے۔ اس کے بغیر انسان کچھ نہیں کر سکتا۔ ظاہر ہے ایک موجد کے لئے بھی تندرستی ضروری ہوتی ہے"

"ہاں۔ لیکن اس کے لئے انسان نے کیا کیا؟"

"بہت کچھ"

"میں جاننا چاہتا ہوں"

"امراض کے علاج دریافت کر لئے گئے۔ آج کا انسان اپنے جسم کے تمام اجزاء سے واقف ہے اور ان میں سے جس میں کوئی کمی ہوتی ہے اسے پورا کر لیتا ہے۔ یہاں وہ اپنی زندگی کو طول دینے میں کامیاب ہو گیا ہے"

"ایک بات اور ہے پروفیسر" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کہو"

"اس نے خوبصورت الفاظ اور دلائل کا ذخیرہ بھی بڑھا لیا ہے۔ اور اب وہ کسی کو خاموش کرنے کے گر سے بھی واقف ہو گیا ہے"

"اوہ چپ۔ وہ بے چاری لڑکی سارا گوشت کھا جائے گی۔" زرفشاں بول پڑی۔

"کون لڑکی؟" پروفیسر خاور اچھل پڑا۔

"وہی جو کچے گوشت اور جڑی بوٹیاں کھاتی ہے اور آپ لوگ، جانے کس بحث میں الجھے ہوئے ہیں۔" زرفشاں نے کہا اور پروفیسر خاور ہنس پڑا۔

زرفشاں کی بات واقعی دلچسپ تھی۔ "ہاں یہ تو میں بھول ہی گیا۔ جلدی جاؤ اسے اس گوشت کے کھانے سے نجات دلاؤ۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا اور بولا۔

"تو پروفیسر ہم تھوڑی دیر کیلئے اس بحث کو ملتوی کر دیتے ہیں۔ حالانکہ تمہارے دلائل کافی مضبوط ہیں۔ تم یہ نہ سمجھنا کہ میں تمہارے دلائل سے بیزار ہو رہا ہوں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تم نے حوالے دل نشین دیئے ہیں اور مجھے ان کے بارے میں کافی سوچنا پڑے گا۔ ویسے یہ فیصلہ تو بعد میں ہو گا کہ عقل نے انسان کو کیا کچھ دیا ہے اور تہذیب کے مضرت کیا کیا ہیں۔"

"قریب میں پہنچ کر دیکھا ہے شروع کر رہا ہوں کہ وہ گوشت کا بڑا ٹکڑا اپنے تیز دانتوں سے ادھیڑ رہی تھی اور میں نے گوشت کا دوسرا ٹکڑا اسے دیا تھا اس طرح ہم دونوں اپنا پیٹ بھرنے لگے اور جلد ہی ہم اس کام سے فارغ ہو گئے۔

میں نے اسے وحشی لڑکی کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ اور وہ مجھے اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے اپنا نام میری زبان سے سن کر خاصی متاثر ہوئی ہو

"اب تم کیا کرو گی وحشی؟" میں نے پوچھا۔

"میں اپنے قبیلے میں جاؤں گی۔" اس نے جواب دیا۔

"کیا مجھے اپنے ساتھ نہیں لے چلو گی؟"

"نہیں" وہ بولی۔

"کیوں؟"

"تم یہاں رہو۔" اس نے کہا اور پھر بچے ہوئے جانور کی طرف اشارہ کر کے بولی۔ "یہ تمہاری غذا ہے۔ تم اسے کھا سکتے ہو۔"

شاید وہ مجھے دوسرے لوگوں سے پوشیدہ رکھنا چاہتی تھی —

بہرصورت پروفیسر میں ابتدا میں ایسے ہی کھیل کھیل رہا تھا۔ میں نے اس کی بات میں کوئی ٹوک میں دخل کرنا نہیں چاہتا تھا چونکہ بہرصورت وہ اچھی خاصی لڑکی تھی اور کافی دنوں کے بعد مجھے عورت کا قرب حاصل ہوا تھا۔

انسان کی فطرت بھی عجیب ہے جب کبھی وہ اپنے مشاغل سے کٹ جاتا ہے تو انھیں چھوڑ دیتا ہے اور جب بہت عرصہ اسے مشاغل ترک کئے ہوئے ہو جاتا ہے تو وہ اسی کی خواہش محسوس کرنے لگتا ہے۔ سوچی سمجھ کر ایک طویل عرصہ گزر چکا تھا مجھے بھی بہت سی ضرورتوں کا احساس ہو رہا تھا۔

چنانچہ میں بھی اس سے تعاون کرنے لگا۔ آخر میں کچھ سمجھا تھا لڑکی نے مجھے پسند کیا ہے۔ اور وہ بھی میرے قرب سے خوش ہے

اس کی انوکھی حرکات مجھے کافی دلچسپ محسوس ہو رہی تھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ باہر نکل گئی اور میں نے سوچا کہ یہاں میرے لئے غذا کا بندوبست کیا ہے چنانچہ مجھے اسے قبول کرنا چاہیئے

یہ الگ بات ہے کہ میری ان کی زندگی کے عادت میں اس جگہ کے ماحول کا جائزہ لوں۔ میں باہر نکل آیا تھا۔ انہیں دیکھ کر میرے ذہن میں کافی عجیب عجیب سے خیالات پیدا ہونے لگے تھے۔

کیونکہ بہرصورت پروفیسر ہم لوگ تہذیب سے آشنا ہونے کے بعد بہت ساری چیزوں کو اجنبی محسوس کرنے لگتے ہیں اور یہ گزری ہوئی بات ہے کہ جب میں بھی ان لوگوں کے ساتھ ہی وقت گزار رہا تھا۔ ہم لباس وغیرہ سے ناآشنا تھے اور آج میں پھر ان لوگوں کے درمیان آگیا تھا لیکن مجھے خوشی تھی کہ تہذیب کے اس دور میں بھی کسی دور کے بارے میں جان سکتا تھا اور اسے دیکھ سکتا تھا۔

وہ باہر نکل گئی اور جب چند ساعتیں گزر گئیں تو میں بھی باہر نکل آیا۔ میں نے بہت دور سے اسے پہاڑوں کی جانب جاتے دیکھا۔

بڑی تیز رفتار تھی۔ واقعی اس لڑکی کا کوئی جواب نہیں تھا۔ دور کی یہ نشانہ مکمل طور پر اس کے کمال میں نظر آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ اور میں واپس غار کی طرف چل پڑا۔

غار کو میں نے اس طرح دیکھا اس میں ایسی کوئی جگہ تھی جسے آرام کرنے کے لئے منتخب کیا جاسکتا۔ شاید یہ لوگ آرام کے مخصوص طریقوں سے بھی ناواقف تھے۔

بہرصورت میرے ذہن میں کافی دلچسپی پیدا ہو گئی۔ بہرحقیقت طویل سفر کرنے کے بعد میں خود کو تھکا تھکا سا محسوس کر رہا تھا۔ میرے دل میں خواہش تھی کہ میں تھوڑی دیر آرام کروں اور آرام کرنے کے لئے مناسب جگہ غار ہی تھا۔ چنانچہ میں غار کی کھردری زمین پر لیٹ گیا اور میں نے آنکھیں بند کر لیں اور چند ساعتیں خاموشی سے گزار دیں۔ پھر اٹھا اور میں نے سوچا کیوں نہ اطراف کا جائزہ لوں۔ چنانچہ باہر نکلا اور پہاڑوں کے اطراف گھومتا پھرتا رہا۔ مجھے صرف رات کا انتظار تھا۔

پروفیسر شروع سے بالکل ہی پھیکا اور رات ہو گئی۔ رات کو جنگل کی سمت سے عجیب و غریب آوازیں سنائی دیتی رہیں۔ غالباً یہ حشرات الارض تھے جو زمین پر چیخ رہے تھے۔ بڑے جانوروں کی آوازیں بھی کبھی کبھی سنائی دے جاتی تھیں۔

لیکن ان لوگوں کے درمیان اس زمانے زندگی بسر کرنے کا تجربہ میرے ذہن میں نہ تھا نہیں خاطر جو میں نے پتھر کے دور کے انسانوں کے درمیان زندگی گزاری تھی جنگلوں میں رہنے والے ان آوازوں کے عادی ہوتے ہیں۔ اور ان پر کوئی توجہ نہیں دیتے۔

مجھے نجانے کیوں یہ آوازیں بے پناہ دلکش محسوس ہو رہی تھیں۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ جنگل میں جا کر ان جانوروں کو نزدیک سے دیکھوں۔ لیکن میری ذات کو کسی سے کوئی خطرہ نہ تھا۔

پھر بھی نہ جانے مجھ پر تہذیب اس طرح کیوں سوار ہو گئی تھی کہ شام سے غار میں جا کر چند ذرا دیر اور واپس غار میں آ کر لیٹ گیا۔

رات کا نجانے کتنا پہر تھا۔ میری آنکھیں غنودہ تھیں کہ میں نے قدموں کی چاپ سنی۔ قدموں کی چاپ انتہائی ہلکی تھی مگر میں انہیں سن رہا تھا۔ یہ آوازیں غار کے باہر سے آ رہی تھیں۔ تب میں نے چند ساعت سوچا اور جلدی سے اٹھ گیا۔

ممکن ہے یہ میری غنودگی ہو جسے میرے قریب کا خیال میرے نزدیک کھینچ لایا ہو چنانچہ کیوں نہ باہر نکل کر اس کی تصدیق کی جائے چنانچہ میں غار کے دہانے پر آ کھڑا ہوا۔ تب میں نے دیکھا۔

یہ سیاہ فام تھے۔ ان کی تعداد پانچ یا چھ تھی۔ وہ لوگ چاندنی روشنی میں جنگل کی طرف جا رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں غالباً لکڑی کے بنے ہوئے لمبے لمبے نیزے تھے۔ وہ لوگ بڑی تیزی سے سفر کر رہے تھے۔ بغیر بات کئے بڑھتے۔ نجانے ان کا کیا پروگرام تھا۔

میں دلچسپی سے انہیں دیکھنے لگا۔ پھر میں نے سوچا کیوں نہ ان کا تعاقب کیا جائے۔

یہ لوگ بھی ننگ دھڑنگ تھے۔ ان کے بدن پر لباس نام کی کوئی شے نہ تھی۔ البتہ سب کے سب طاقتور اور تنومند تھے۔ وہ جنگل کے سرے پر پہنچ کر رک گئے۔

میں بھی نہایت خاموشی سے ان کا تعاقب کر رہا تھا۔ چاندنی رات تھی اور دیکھ لئے جانے کا خطرہ موجود تھا لیکن بہرحقیقت میں نے انتہائی چالاکی سے ان کا پیچھا کیا تھا۔ اور میرا اندازہ تھا کہ وہ لوگ مجھے دیکھ نہیں سکے پھر چاندنی راستوں سے گزر کر وہ جنگل کے انتہائی سرے پر پہنچ گئے اور اب وہ منتشر ہو چکے تھے۔ پھر انھوں نے دو لکڑیاں آپس میں بجانا شروع کر دیں۔ وہ لکڑیاں بجانے کے ساتھ ساتھ کچھ آوازیں بھی نکال رہے تھے اور یہ آوازیں عجیب تھیں۔ تب میں نے ایک جنگلی بھینسے کو اس جانب آتے دیکھا۔

میں نے دیکھا کہ جنگلی بھینسا سر اٹھائے چاروں طرف دیکھ رہا ہے۔ غالباً ان آوازوں نے اسے متوجہ کیا ہے۔ وہ لوگ بدستور آوازیں نکال رہے تھے۔

تب ان میں سے ایک شخص نکل کر جنگلی بھینسے کے سامنے آیا۔ اور بھینسا اسے دیکھ کر خونخوار انداز میں اس کے پیچھے دوڑا۔ وہ شخص بھینسے کو جھکائیاں دیتا ہوا درختوں کی آڑ میں لے گیا۔ غالباً یہ ان کے شکار کرنے کا انداز تھا۔

جنگلی بھینسا جھاڑیوں میں سر مار رہا تھا اور وہ انتہائی مہارت سے اسے اس رو کے ہوئے تھے جب بھینسا زخمی ہو گیا تو وہ سب نیزے لے کر اس پر پل پڑے اور بھینسے کو ادھ موا کر دیا۔ پھر وہ بھینسے کو درختوں کی چھال کی رسی سے باندھ کر لے گھسیٹنے لگے کیونکہ بھینسا خاصا وزنی تھا اور وہ اسے اٹھا نہیں سکتے تھے۔

میں واپس اپنے غار میں آ گیا تھا۔ اس کے بعد میں نے گہری نیند سویا کہ دوسرے دن اس وقت جاگا جب سورج کافی بلند ہو چکا تھا

[illegible] کمی نہ تھا۔ ہاں اُڑنے والا جانور پڑا ہوا تھا لیکن اس کے گوشت
[illegible] ضرور ہوا تھا۔

یہ ضرورت شکار کر کے ہی پوری کر سکتا تھا چنانچہ میں نے اس گوشت [illegible] جنگل آ گیا جنگل تک کا فاصلہ طے کر کے [illegible] تھا البتہ جنگل ضرور تھا کہ اس میں مجھے خوراک تلاش کرنے میں [illegible] ایک بظاہر [illegible] سا جانور دیکھا جو چوپایہ سا تھا اور وہ میری [illegible] گیا۔ میں نے شکار کرنے کے لئے اسی کا طریقہ اختیار کر لیا [illegible] اس کے لئے میرے پاس بے شمار ذرائع تھے جو انہیں معلوم [illegible] چنانچہ اپنی ضرورت کے مطابق ایک پتھر میں نے منتخب کیا [illegible] جانور بھی شاید خوراک کی تلاش میں نکلا تھا۔ عجیب بات [illegible] یا پیٹ بھرنے کے خواہشمند تھے لیکن دونوں کو ایک دوسرے کی خواہش نہ تھی۔ وہاں قانون وہی تھا جو دوسرے سے طاقت میں فوقیت حاصل کرے۔ وہ پروفیسر کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

"گویا تم طاقت کا تذکرہ انسان کی حیثیت سے کر رہے ہو؟" پروفیسر خاور نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں پروفیسر! کیونکہ یہ واسطہ صدیوں سے پڑا ہے۔"

"لیکن تم نے صدیوں کا مزاج بھی دیکھا ہو گا۔"

"صدیوں کے مزاج سے تمہاری کیا مراد ہے پروفیسر؟"

"ہر دور مختلف مسئلوں کا [illegible] پڑتی ہے لیکن وہ ان کا حل تلاش کر لیتا ہے۔ کبھی وہ جنگ سے کرتا ہے۔ دراصل ادوار کے اپنے مسائل ہوتے ہیں اور ان مسائل کا حل بھی ہوتا ہے۔ اس دور کے انسان کی زیادہ ضرورتیں نہیں تھیں لیکن آنے والے ادوار میں انسان کی ضرورتیں بڑھتی گئیں۔"

"اتفاق سے میری کتابوں کے درمیان ایک دلچسپ مسئلہ پیدا ہو گیا ہے پروفیسر اور فرید! [illegible] اور میں جو کردار ادا کر رہا ہوں اس کے لئے بڑی مدد کرو کہ میں کسی ایک فیصلے پر پہنچ جاؤں۔"

"ہم نہیں سمجھے۔" فرزانہ بولی۔

"میری مصروفیت یہ ہے کہ اگر کبھی کبھار کی گفتگو کے درمیان یہ بحث الجھی ہے تو تم محسوس نہ کرنا۔"

"ٹھیک ہے لیکن وہ بحث طویل نہ ہو۔" فرزانہ بولی۔

"اس کا خیال رکھا جائے گا کیوں پروفیسر؟" اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن مجھے تمہاری یہ بات بہت پسند آئی ہے۔"

"کون سی بات؟"

"تم اس بحث میں الجھ گئے ہو۔ حل تلاش کرنے کے لئے بہترین طریقہ بحث ہے اور میرا خیال ہے جب تک تم متفق نہ ہو جاؤ گے یہ بات تمہارے ذہن میں چبھتی رہے گی۔"

"آپ یقین کریں پروفیسر یہی بات ہے۔ اور اگر عقل اور طاقت میں مراد جسمانی طاقت سے ہے۔ ان دونوں چیزوں میں سے جو چیز ثابت ہو گی [illegible] کتاب میں اسی کو میں ترجیح کے طور پر لکھوں گا۔"

"اور اگر گویا تمہاری صدیوں کی کتابیں ہیں ہمارا تذکرہ بھی ہو گا۔" فرزانہ مسکرا کر بولی۔

"ہو گا نہیں ہو چکا ہے۔"

"خوب تم ہمارے بارے میں کیا لکھو گے؟"

"نئی صدی کے نئے انسان جنہیں نئے نئے معلومات میں اضافہ کیا۔"

"تب تو ہماری کاوش بے کار نہیں ہے۔ حالانکہ ہمیں حالات یہاں لائے ہیں۔ لیکن اس سے اچھی بات کوئی نہیں ہے کہ تمہاری تاریخ میں ہمارا تذکرہ آ جائے۔"

"اور آنے والے دور کے لوگوں میں اگر تمہاری کتاب کی بات ہو تو ہمارا نام بھی ان کے کانوں تک پہنچے۔" فرزانہ بولی۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہو گا۔"

"دیکھو اس جانور کا کیا ہوا؟" فرزانہ نے کہا۔

"میں نے پتھر سے اسے شکار کیا تھا اور پھر میں اسے اٹھا کر غار کے پاس لے گیا۔ میں نے اپنی ضرورت کا کچھ سامان نکالا اور واپس غار میں آ گیا اور پھر شاید اس دنیا میں پہلی بار آگ روشن ہوئی۔ میں نے خشک لکڑیاں اکٹھی کر لی تھیں اور پھر پتھروں کے ذریعے انہیں جلا لیا۔ اس کے بعد میں اس جانور کی کھال ادھیڑنے لگا اور اس کام کے لئے میرے دانت اور ہاتھ ہی کافی تھے۔ میں نے اسے صاف کیا اور بھوننے لگا۔

میں اس کام میں اتنا مصروف تھا کہ اس کے قدموں کی آہٹ بھی نہیں محسوس کر سکا۔ وہ میرے پیچھے آ کھڑی ہوئی تھی۔ پھر جب اس کی چھینک کی آواز میں چونک پڑا۔ اس کو دیکھ کر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ "ارے تم کب آئیں؟"

"دیر ہو گئی۔۔۔ یہ تم کیا کر رہے ہو؟" وہ بولی۔

"تمہارا کیا خیال ہے؟" میں نے مسکرا کر کہا۔

"میں نہیں جانتی۔"

"کیا تم آگ سے واقف ہو؟"

"ہاں آگ بہت خطرناک ہوتی ہے صرف دیوتا ہی اسے روشن کر سکتا ہے۔"

"دیوتا کون ہے؟"

"اس قدر طاقتور والا ہے کہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔"

"ضرور ہو گا یہ پراسرار طاقتوں والا ہے جو گھر موجود ہے۔"

"میں پہاڑوں کی غاروں کی" پروفیسر خاور نے درمیان میں دخل دیا۔ اور وہ چونک کر پروفیسر کی شکل دیکھنے لگا۔ "ابھی تم نے پراسرار طاقت والوں کے بارے میں کچھ کہا تھا اس سے قبل تم اس جانور کے بارے میں بتا رہے تھے۔"

"ہاں بتایا تھا میں نے۔"

"تم نے کہا تھا وہ بھی خوراک کی تلاش میں نکلی اور ان میں سے

اس نے اس کو شکار کیا جو عقل رکھتی تھی۔ انفرادی طور پر تم طاقتور تھے۔ طاقتور سے پکڑ سکتے تھے لیکن تمہاری جگہ وہ لوگ ہوتے جو بس جسمانی طاقت رکھتے تو چٹانوں سے گھر کے شکار کرتے تھے تو وہ اسے بھاگ کر پکڑ سکتے تھے۔۔۔

البتہ انسان فرق یہ ہے کہ عقل کی قوت کے ذریعے حل پر حاوی ہوا ہے۔ ان میں سے کوئی شخص اس جیسے ہو۔۔۔ تو سکتا تھا نہ وہ مار سکتا تھا لیکن تم نے عقل کے ذریعے اسے زخمی کر کے کمزور کیا اور پھر اس کی طاقت اس کا ساتھ دے سکی اسی طرح وہ پراسرار طاقتوں والے ہیں وہ پر حاوی ہو جاتے ہیں ان کی پیروی کرتے کیا ہوتی ہے۔"

"کیا پروفیسر؟"

"عقل۔ دوسرے سمجھ لوگوں کی بہ نسبت جو عقل کے ذریعے طاقتور ہو جاتے تھے اور دوسرے لوگ ان سے خوفزدہ رہتے تھے حالانکہ ان میں بے شمار ایسے ہوں گے جو جسمانی طور پر اس سے کہیں زیادہ طاقتور ہوں گے عقل کی قوت ان سب پر حاوی تھی۔"

"کیا خیال ہے دوستو۔ کیا میں پروفیسر کے دلائل قبول کر لوں؟"

"اللہ کے واسطے کر لو ہم تمہارے احسان مند ہوں گے۔ تمہاری دلچسپی ختم ہو جائے گی۔" فرزانہ عاجزی سے بولی۔

"ٹھیک ہے پروفیسر تم میری کتاب میں اعلیٰ مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہو اور اب بحث ختم۔" اس نے کہا۔

"شکریہ۔" پروفیسر مسکراتے ہوئے بولا۔

"اس بیچاری کا کیا ہوا جو آ گئی تھی۔ الجھ کر رہ جاتی ہے کیا وہ تمہارے پاس گوشت کھانے نہیں آئی ہو گی؟" فرزانہ نے کہا۔

"ہاں وہ آگ اور جانور کو دیکھ کر حیران ہو رہی تھی۔ پھر اس نے جانور کے بارے میں پوچھا۔"

"یہ تم نے شکار کیا ہے؟"

"ہاں میں نے جواب دیا۔"

"لیکن اب اس کا کیا کر رہے ہو؟"

"دیکھتی جاؤ۔" میں نے کہا۔ اور وہ تعجب سے جانور کو دیکھنے۔۔۔ دیکھتی رہی۔ گوشت بھننے کی خوشبو شاید اسے پسند آئی تھی وہ زور زور سے سانس لینے لگی پھر بولی۔

"لیکن تمہارے پاس شکار تو موجود تھا۔"

"ہاں لیکن وہ تازہ شکار نہیں تھا تم اسے کب تک کھاؤ گی؟"

"جب تک وہ ختم نہ ہو جائے گا۔"

"ٹھیک اس سے۔۔۔ اور وہ بدبو پیدا ہو گئی ہے۔"

"بدبو کیا ہوتی ہے؟" اس نے دلچسپی سے پوچھا اور میں نے ایک گہری سانس لی۔ میں تم کو بتا دوں پروفیسر ان لوگوں نے بو کے بارے میں کب جانا۔ چنانچہ میں نے خاموشی اختیار کی اور وہ میرے نزدیک بیٹھ گئی۔ پھر جب گوشت تیار ہو گیا تو میں نے جانور کو آگ کے اوپر سے ہٹا دیا جس پر میں نے مخصوص طریقہ تھا۔ اس کے بعد میں نے اس گوشت کا ٹکڑا اسے پیش کیا تو اس نے اس طرح قبول کر لیا جیسے اس عمل کی منتظر ہو۔ پھر اس نے گوشت پر منہ مارا اور حیران رہ گئی۔ شاید گوشت اسے بہت لذیذ محسوس ہوا تھا۔

میں دلچسپی سے اس کی شکل دیکھ رہا تھا پھر میں نے اپنے لئے بھی ایک بڑا ٹکڑا نکالا اور اسے کھانے لگا۔

اس نے گوشت کا بڑا ٹکڑا جلد ہی ختم کر دیا اور پھر عجیب سی نگاہوں سے بچے ہوئے گوشت اور مجھے دیکھنے لگی اور میں نے کچھ اور گوشت پیش کیا۔

"کیسا ہے؟" میں نے اس سے پوچھا۔

"بہت اچھا۔۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔" وہ شاید الفاظ تلاش کرنے لگی، اور دوبارہ گوشت کھانے لگی۔

تھوڑی دیر کے بعد ہم کھانے سے فارغ ہو گئے۔ تب میں نے دوستانہ انداز میں اس کا بازو پکڑا اور وہ چونک پڑی۔

اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لئے عجیب سے تاثرات ابھرے۔ پھر اس نے میری شکل دیکھی اور شاید مجھے نرم پا کر وہ مسکرانے لگی۔

"اس بار تم نے اپنے قبیلے والوں سے میرا تذکرہ کیا ہے؟"

"نہیں۔" اس نے گردن ہلا دی۔

"وہ۔ کیوں؟"

"بس میں انہیں تمہارے بارے میں بتانا نہیں چاہتی۔"

"کیوں؟ اس کی کوئی وجہ تو ہو گی۔" میں نے کہا۔

"نہیں۔ کوئی وجہ نہیں۔ اگر میں انہیں تمہارے بارے میں بتا دوں تو وہ سب کے سب تمہارے پاس آ جائیں گے۔"

"تو آ جانے دو۔" میں نے کہا۔

"نہیں۔" وہ بڑی شدت سے گردن ہلا کر بولی۔ اس کے انداز میں ایک عجیب سی کیفیت تھی جسے میں نے بار بار دیکھا تھا لیکن سمجھنے سے قاصر تھا۔

"شاید اس کے بعد وہ لوگ تمہیں مجھ سے چھین لیں گے۔" میں نے کہا۔

لیکن اس نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا بہت سی باتوں کے مفہوم سے یہ لڑکی نا آشنا تھی اور بعض اوقات مجھے اس سے الجھن ہونے لگتی تھی۔

بہرصورت ابھی نیا نیا مسئلہ تھا اس لئے میں اس سے کسی الجھن کا اظہار بھی نہیں کر سکتا تھا چنانچہ میں نے بھی خاموشی اختیار کر لی۔ میں اسے اپنے ساتھ لے کر غار میں واپس آ گیا۔ اس کے انداز میں اب کوئی جھجک نہیں تھی۔ وہ میرے نزدیک آ کر بیٹھ گئی۔

"میں تم سے تمہارے بارے میں بہت کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں لاش۔"

میں نے کہا۔

"کیا؟"

"تمہارے قبیلے کا نام کیا ہے۔ تم لوگ کس انداز میں بستے ہو کیا تم لوگ مکان بناتے ہو؟"

"مکان؟" اس نے استفسارانہ انداز میں مجھے دیکھا۔

"اوہ۔ تم تو تہذیب سے بالکل ناآشنا ہو۔"
"تہذیب؟" وہ عجیب سے انداز میں بولی اور میرا دل چاہا کہ اپنا سر پیٹ لوں۔
اس احمق لڑکی کو میں کیا بتاتا لیکن اس دور میں بھی از خود تہذیب سے ناآشنا رہ جانا میرے لیے حیرانی کی بات تھی۔
تاہم مجھے اس بات سے کوئی دلچسپی نہ تھی کہ وہ کس طرح زندگی گزارتے ہیں [illegible] اس لڑکی کا مقصد [illegible] اپنے قبیلے کے لوگوں سے [illegible] کیوں لے کر جا رہی ہے۔ [illegible] بعض اوقات مجھے وہ بے حد [illegible] محسوس ہوتی تھی اور بعض معاملات میں بالکل ہی سادہ [illegible] سی لگتی۔
[illegible] اس کی آنکھوں کا جادو [illegible] میں نے اس لڑکی کے اندر کسی جذباتی [illegible] نہیں دیکھا تھا [illegible] میں سوچ رہا تھا [illegible] جنس [illegible] ہوتی تو کیا ہوتا۔ [illegible] اندازہ لگانا [illegible] آگے قدم بڑھا دوں۔
لیکن پروفیسر [illegible] کسی لڑکی کی جذباتی کشش کا [illegible] محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے اندر کوئی جذباتی کشش نہیں ہے۔ [illegible] عجیب کیفیت ہے [illegible] جذباتی کشش [illegible] اس کے جواب میں [illegible] وہ میرے ساتھ [illegible] اس کے قریب [illegible] کوئی تبدیلی نہ پائی۔
نہ ہی اس کی طرف سے میری کوئی [illegible] محسوس کر کے وہ میرا قرب چاہتی ہے [illegible] میں نے ابھی [illegible] قدم بڑھانے کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔
پروفیسر [illegible] کے مطابق وحشی لڑکی [illegible] کیفیت میں [illegible] جا سکتا ہے۔ دوسری صورت میں [illegible] بات تھی کہ میں ابھی اس کے قبیلے کے بارے میں [illegible] معلومات نہیں رکھتا تھا [illegible] مفہوم نہیں تھا۔ اپنے قبیلے کے بارے میں [illegible] کوئی بات نہیں [illegible] بات اس کے ذہن میں [illegible] انداز میں بتانا چاہیے اور انہیں کیا کہنا چاہیے۔
اپنے [illegible] ایک [illegible] تھا کہ اس نے سے [illegible] پروفیسر [illegible]
واقفیت .... کے باوجود [illegible]
اس میں [illegible] خواہش کی [illegible] لڑکی [illegible] لیے بھی

خاصی اجنبیت رکھتی تھی۔
مجھے اس میں خاصی دلچسپی محسوس ہو رہی تھی۔ پھر اچانک جیسے اسے کچھ یاد آ گیا ہو اور وہ ایک دم کھڑی ہو گئی۔ میں نے چونک کر اسے دیکھا۔
"[illegible]؟"
"[illegible]"
"اب کیوں؟"
"بس میں جا رہی ہوں۔" اس نے کہا اور میرے جواب کا انتظار بھی کیے بغیر [illegible] اس کے بارے میں [illegible] پوچھنا چاہتا تھا لیکن پھر رک گیا۔
[illegible] وحشی لڑکی [illegible] آہستہ آہستہ اس کی وحشت کم ہو جائے گی [illegible] میں نے اسے جانے دیا تھا۔
[illegible] معمول [illegible] تیز رفتاری سے دوڑتی جا رہی تھی۔ [illegible]
اس کے لیے [illegible] حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ حالانکہ [illegible] خوبصورت [illegible] فرش پر [illegible] ہوں گے۔
اس کے جانے کے بعد میں پھر تنہا رہ گیا۔ اس تنہائی میں میں نے ایک بات پر خاص طور پر غور کیا کہ اس کے سلسلے میں مجھے کیا قدم اٹھانا چاہیے۔ اس کی عمر کے بارے میں [illegible] اندازہ لگانا [illegible] دوسری بات ہے کہ [illegible] لڑکی بہت [illegible] صحت کی مالک تھی اور [illegible] مشکل تھا۔
لیکن یہ بات تو طے تھی [illegible] اس کے ذہن [illegible] جس طرح دوسری باتوں سے۔
دوسری بات جو میرے ذہن میں آئی تھی وہ یہ تھی کہ آخر وہ مجھے یہاں کیوں روکنا چاہتی ہے [illegible] تہذیب [illegible]
[illegible] جس طرح [illegible] میں نے [illegible] کر لیا تھا۔
قبیلہ [illegible] قبیلے کا جائزہ لے [illegible] سکتا تھا تو پھر کیوں نہ [illegible] کیا جائے۔ میں نے سوچا۔
لیکن [illegible] میں نے اس بات کا ارادہ ترک کر دیا اور

کہ ابھی [illegible] دوسرے انتظامات کروں گا اور اس رات میں اس کے بارے میں [illegible] کل صبح سے پہلے میں اسے اس کی [illegible] سے آگاہ کروں گا اور اسے بتاؤں گا کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ اسے بتاؤں گا کہ [illegible] عورت کے درمیان تعلقات [illegible] کروں گا۔
لیکن اس سے قبل ہی ایک دلچسپ واقعہ پیش آ گیا۔ میں نے حسب معمول رات کو [illegible] آنکھیں بند کر کے ذہن کو خالی کر دیا [illegible] وہ انتہائی ضرورت [illegible] کی پیداوار ہوتی ہے۔
[illegible] جب میں نے اپنے بدن پر [illegible] آنکھیں کھول کر [illegible] دیکھا اور حیران رہ گیا تھا۔
[illegible] تھا کہ اس کے ساتھ دوسری لڑکی بھی تھی اور یہ دوسری لڑکی بھی اسی کی طرح [illegible] دونوں کے ہاتھوں میں [illegible] سے میرے بدن پر [illegible] رہی تھیں۔
چند ساعت [illegible] انہیں دیکھتا رہا۔ دونوں اس وقت وحشت میں [illegible] نکل رہی تھیں۔ [illegible] پوری قوت [illegible] اور وہ مجھ پر اس انداز سے [illegible] جیسے وہ میری بدترین دشمن ہو۔
اگر [illegible] شخص ہوتا تو شاید اب تک اس کا کام بھی ہو چکا ہوتا۔ دونوں وحشی لڑکیاں [illegible]
چند ساعت میں برداشت کرتا رہا پھر [illegible] زمین پر گرا دیا۔
تب میں [illegible] اب میرے ہاتھوں میں تھے۔ میں نے ان کی جانب دیکھا۔ [illegible] میری طرف دیکھ رہی تھی اور دوسری لڑکی [illegible] انداز میں [illegible] پر میں نے اسے بری طرح [illegible] دیا۔
اس کا [illegible] بدن میرے ہاتھوں میں آ گیا اور وہ اپنے دونوں ہاتھوں اور ناخنوں سے مجھے [illegible] کوشش کرنے لگی لیکن پروفیسر [illegible] میں جانتے ہو اس کی یہ کوشش [illegible] میں نے اس کے بدن کو اپنی

گرفت میں کس لیا اور اس پر بری طرح [illegible] چند ساعت کے بعد میں نے اسے زمین پر گرا دیا تھا۔
اسے گرانے کے بعد میں نے غار کے دہانے کی طرف دیکھا۔ [illegible] دوسری لڑکی پوری [illegible] گرفت میں تھی۔ اس کا [illegible] بدن میرے بدن کے ساتھ [illegible]
"[illegible]" اور وہ اپنی جگہ کھڑی [illegible] خونخوار نگاہوں سے گھور رہی [illegible] لڑکی اپنی جد و جہد میں مصروف تھی لیکن وہ میری گرفت سے نہیں نکل سکتی تھی [illegible] چھوڑ دیتا۔
[illegible] اس کے ساتھ رعایت [illegible] اس کی گردن پر ایک ضرب لگائی [illegible] بے ہوش ہو گئی [illegible]
"[illegible]" اس بار میں نے [illegible] لہجے میں [illegible] اور میں نے اس کی آنکھوں میں خوف محسوس کیا تھا۔ "یہاں آؤ [illegible] نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔" میں نے کہا اور وہ میرے قریب آ گئی۔ [illegible]
"ہاں۔" اس نے جواب دیا۔
"کیوں؟"
"[illegible]" اس نے جواب دیا۔
"[illegible]؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔
"مجھے اس پر [illegible] میں نے اپنا شکار اس کے حوالے کر دیا تھا۔"
"[illegible] شکار کسی کو نہیں دیتے۔" اس نے [illegible] کہا لیکن میرے سر میں [illegible]
"کیا میں تمہارا شکار تھا؟"
"ہاں [illegible] تمہیں اپنے قبیلے کے [illegible] رکھنا چاہتی تھی۔ [illegible] رہا ہے۔"
"تو تم [illegible]؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔
"ہاں۔ کیوں؟" اسے میرے اس سوال پر حیرت ہوئی تھی لیکن میں دل ہی دل میں [illegible] تو پروفیسر اس بار میں نے ایک [illegible] لڑکی کو [illegible] بنایا تھا۔

آدم خور

مجبوری کی آنکھوں میں حیرت تھی۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ انسانی گوشت کھانے پر حیرت کا اظہار کیوں کیا جا رہا ہے۔ بہرحال میں نے طویل سانس لی۔ سارے جذبات ٹھنڈے پڑ گئے تھے اور اب میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا اس کے ساتھ کیا سلوک کروں؟ یہ سوچ کر ہی وحشت ہونے لگی تھی کہ اس لڑکی میں دلچسپی لی جائے جو انسانی گوشت کھاتی ہے۔

حالانکہ جسمانی طور پر وہ مکمل تھی اور اگر اس کے سیاہ رنگ کو نظر انداز کر دیا جاتا تو جسمانی طور پر اسے حسین ترین بھی کہا جا سکتا تھا لیکن کم بخت بہیمانہ دلچسپی صرف اس لیے رہی تھی کہ مجھے کھانے اور پھر اس نے نہایت فراخ دلی سے مجھے اپنی بھوکی بہن کے حوالے کر دیا تھا۔ میں نے دوسری برہنہ لڑکی کی جانب دیکھا جو بدستور بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔

"اب ہو اوش میں تمھارے ساتھ کیا سلوک کروں؟"

"سلوک؟" اس نے غور سے مجھے دیکھا اور میں نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔

"عجیب بات ہے، جو بات تمھارے خلاف جاتی ہے وہ تمھاری سمجھ میں نہیں آتی۔ تم اپنی دوست لاقا کو اس لیے لائی تھیں کہ وہ مجھے قتل کر کے کھائے۔"

"ہاں۔ وہ بھوکی تھی۔"

"اور میں تمھارے باپ کی ملکیت تھا کیوں؟" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ بے وقت بھی مسکرانے لگی۔ "اب میں نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔ "اب میں تمھیں قتل کروں گا اور اس غار میں محفوظ کروں گا تاکہ اطمینان سے بیٹھ کر تمھیں کھاؤں۔"

"اور اس کا کیا کرو گے؟" اس نے بھولپن سے پوچھا اور مجھے اس پر غصہ آنے لگا۔ کم بخت عجیب لڑکی تھی اسے اپنی موت کا خوف بھی نہیں تھا۔

"اسے بھی کھا جاؤں گا۔"

"اوہ تب ایک کام کرو۔ آج تم اسے نہ کھاؤ۔ میں تمھیں اس جانور کا گوشت دے سکتی ہوں۔ پھر جب وہ گوشت ختم ہو جائے گا تو ہم دونوں مل کر اسے کھائیں گے۔" ایک بار پھر میں ــــ حیران نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا تھا۔ آخر یہ ہے کیا شے۔

"اور اس کے بعد جب یہ ختم ہو جائے گی تو میں تمھیں کھاؤں گا۔" میں نے تمسخرانہ انداز میں کہا اور اس کے انداز میں پھر بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ البتہ وہ تھوڑی سی متفکر ضرور ہو گئی۔ پھر اس نے پُرخیال انداز میں کہا۔

"اگر میں جنگل سے تمھیں کوئی بڑا جانور شکار کر کے دے دوں تب کیا تم مجھے چھوڑ دو گے؟"

"جنگل کا سب سے بڑا جانور میں خود شکار کر سکتا ہوں۔ تمھیں کھانے کی وجہ تو اور ہے۔"

"اور کیا وجہ ہے؟"

"تم سے میری دشمنی ہو گئی ہے۔"

"دشمنی۔ مگر کیوں۔ میں نے تو تمھارے بدن کا خون بھی نہیں پیا تھا۔"

"بدن کا خون؟" اس بار میرے حیران ہونے کی باری تھی۔

"ہاں، جب دشمنی ہوتی ہے تو لوگ ایک دوسرے کو اپنے بدن کے خون کے قطرات بھیجتے ہیں تب دشمنی ہوتی ہے اور پھر جو جس پر حاوی ہو جائے۔"

"خوب تو تم اور تمھارا قبیلہ تمھیں تو کوئی سزا دے کر بھی [illegible] دکھ ہو گا اور میرا خیال ہے قصور تمھارا بھی نہیں ہے۔ تمھاری پرورش ہی ایسے ہوئی ہے۔ اچھا خیر چھوڑو احمق لڑکی۔ ایک بات کا جواب دو کیا مجھ سے خوفزدہ ہو؟"

"خوفزدہ؟ نہیں کیوں؟"

"کیا تم موت سے بھی خوفزدہ نہیں ہو؟"

"نہیں۔ موت تو خود بخود آ جاتی ہے اور پھر کچھ بھی نہیں ہوتا۔"

"ہوں۔ اچھا تمھارا باپ کون ہے؟"

"اوگا۔"

"اوہ۔ گویا تمھارے ہاں باپ ہوتا ہے۔" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمھارے ہاں نہیں ہوتا؟" اس نے تعجب سے پوچھا۔

"میرے ہاں تو کچھ نہیں ہوتا۔ میری بات چھوڑو۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ماں بھی نہیں ہوتی؟" اس نے متحیرانہ انداز میں پوچھا۔

"میں نے کہا نا میرے ہاں کچھ نہیں ہوتا۔ تمھارے ہاں ماں اور باپ دونوں ہوتے ہیں اور کون کون ہوتا ہے؟"

"بس اور کوئی نہیں ہوتا۔"

"بہن بھائی، شوہر، محبوب؟"

"اوہ۔ ان میں سے کچھ نہیں ہوتا۔"

"شادی ہوتی ہے تم لوگوں میں؟"

"شادی کیا ہوتی ہے؟"

"اور کچھ ہوتا ہو یا نہ ہوتا ہو، تجھ جیسی نہیں ہوتا۔" میں نے جلے بھنے انداز میں کہا اور پھر براہ راست اقدام کا فیصلہ کر لیا۔ میں نے سوچ لیا اگر یہ لڑکی عورت کے جذبات سے آشنا ہوئی تب مغز ماری کی جائے ورنہ غار سے باہر نکال کر خود کشی کی جائے اور پھر آگے بڑھنے کے بارے میں سوچا جائے۔ بلا وجہ اس لڑکی کے لیے اتنے دن برباد کیے۔

اس نے کئی بار متفکرانہ انداز میں دوسری لڑکی کی طرف دیکھا تھا اور پھر وہ افسوس زدہ انداز میں بولی۔ "اس سے تو بہتر تھا کہ میں اسے بتا کیا بڑا شکار ہی کھلا دیتی۔ کہیں یہ نہ مر جائے۔"

"وہ تمھیں پسند کرتی ہو گی؟"

"ہاں۔ یہ میرے ساتھ رہتی ہے۔"

"اوہ۔ گویا تمھیں اس سے محبت ہے؟"

"ہاں۔"

"تب پھر تم محبت نا آشنا نہیں ہو اور تمھارے اندر جذبات موجود ہیں۔ اچھا یہ بتاؤ۔" مجھے یکلخت تم نے میرے بارے میں جاننے کی کوشش کیوں نہیں کی؟ کیا میں تم سے مختلف نہیں ہوں؟"

"ہوں۔ لیکن کبھی کبھی پانی کے راستے ایسے لوگ آ جاتے ہیں اور ہم انھیں شکار کر لیتے ہیں۔ پانی کے راستے آنے والوں کا گوشت بہت اچھا ہوتا ہے اور جانے والے اگر کسی ایسے کو پا جاتے ہیں تو اس کے حصول کے لیے آپس میں ہی لڑ پڑتے ہیں اور پھر جو تا ہوں ہے وہ تو جاگ جاتا ہے اور ان میں سے کوئی آپس ہی میں مارا جاتا ہے۔"

"ہوں تو مجھے دیکھ کر تمھیں یہی خیال آیا تھا کہ تم خاموشی سے مجھے شکار کر لو اور تمھارے قبیلے کے دوسرے لوگوں کو میرے بارے میں پتہ نہ چل سکے۔"

"ہاں۔ میں بہت خوش تھی۔"

"اش ہے نا تمھارا نام۔ تو اش جب تمھارے ہاں ماں ہوتی ہے اور باپ ہوتا ہے تو پھر محبوب کیوں نہیں ہوتا؟ آخر وہ دونوں کس طرح یکجا ہوتے ہیں؟"

"وہ۔ وہ۔ بس تاستاری کی رات کو تاریکیوں کی رو میں جو ہاتھ لگ جائے۔"

"تاستاری کی رات کون سی ہوتی ہے؟"

"جب پوری رات چاند نہیں نکلتا۔"

"تو بس کیا کوئی نوجوان کسی لڑکی کو اپنی مرضی سے اپنا نہیں بناتا؟"

"بس نہیں کبھی۔"

"مجھے بہت کچھ کھانا ہو گا۔" میں نے کہا اور جھپٹ کر اسے دبوچ لیا۔ لڑکی ساکت رہ گئی تھی۔ اس کی آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا لیکن پروفیسر ایک نوجوان لڑکی جو محبت نا آشنا، محبوب نا آشنا ہو اور اس بات سے بھی نا آشنا ہو کہ جذباتی ہیجان کے رس میں ڈوبا ہوا ہو تو اس کے سامنے کون ہو جو تشدد کیا کرے۔ یہی تاکہ اسے سارے رموز سے آشنا کر کے اس سے سوال کرے کہ اب کیا کہتی ہے۔

سہمی ہوئی لڑکی میرے چوڑے سینے کے نیچے کہہ رہی تھی۔ "تو یقین کر، میں تیرے لیے شکار فراہم کروں گی خود سے زیادہ لذیذ۔ میں جانا چاہتی ہوں۔ میں ابھی مرنا نہیں چاہتی۔" یہ الفاظ اس نے کئی بار دہرائے لیکن پھر آہستہ آہستہ خاموش ہو گئی۔ اب اس کے چہرے سے حیرت کے آثار نمایاں تھے اور اس کی آنکھیں خمار آلود ہوتی جا رہی تھیں۔ پھر وہ آہستہ سے بولی۔

"تو مجھے قتل تو نہیں کرے گا۔ تو۔ تو۔ انوکھا ہے۔ آہ کیسا عجیب ہے تو۔ یقین کر۔ میں اب تجھے کسی طور شکار نہیں کروں گی۔ میں تو۔ میں تو۔ آہ۔ میں تو اب واپس بھی نہیں جاؤں گی۔ ہم دونوں اسی غار میں رہیں گے اور جب شکار کھیلنے والے آئیں گے تو۔ ہم روپوش ہو جائیں گے۔ ہم ان کے سامنے ہی نہیں جائیں گے ـــــ اور میں ہمیشہ تیرے لیے جنگل سے شکار کر کے لاؤں گی۔"

تو پروفیسر۔ لڑکی فطرت کے رموز سے آشنا ہو گئی اس کے لیے تاستاری کی رات آ گئی تھی، جب چاند نہیں نکلتا۔

رات کے آخری پہر تک وہ میرے ساتھ جاگتی رہی اور صبح تک اس کی شخصیت ہی بدل گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں محبت کا خمار جاگ اٹھا تھا۔ اب وہ میرے لیے ہر طرح کا ایثار کرنے کو تیار ہو گئی تھی، چنانچہ صبح ہی وہ اٹھ گئی۔

"سن۔" اس نے مجھے مخاطب کیا۔ "تیرا کیا نام ہے۔ جیسے میں اش۔"

"میرا نام ـــ" میں نے گہری سانس لی۔ نام میرے لیے ہمیشہ مسئلہ بن جاتا تھا پروفیسر، اب میں اسے کیا نام بتاتا۔ وہ سوالیہ نگاہوں سے میری طرف دیکھ رہی تھی۔ "میرا نام سبوتا ہے۔" بالآخر میں نے کہا۔

"سو۔ بو۔ تا۔" اس نے اپنی مرضی کے مطابق میرے نام کے کئی ٹکڑے کر دیے۔

"ہاں۔ یہی نام ہے۔"

"میں تیرے لیے جنگل سے شکار کر لاؤں۔ تو یہاں رہ اور یہاں سے باہر مت نکلنا ورنہ وہ لوگ ـــ وہ لوگ تجھے شکار کر لیں گے۔"

"نہیں اش۔ ہم دونوں مل کر شکار کریں گے۔"

"اوہ۔ باکا۔" اس نے کہا۔

"باکا کیا ہوتا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"ہم میں بہت سے لوگ مل کر شکار کرتے ہیں اور پھر ان میں سے سب سے طاقتور آدمی سب سے بڑا حصہ لیتا ہے۔"

"ہو بچھ تیرے اش، میں بھی چلوں گا۔"

"ٹھیک نہیں ہوگا سوہو۔ میں چاہتی ہوں تم دوسروں کی نگاہوں میں نہ آنے دو ورنہ وہ لوگ تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔"

"میں تو یہی چاہتا ہوں کہ وہ لوگ مجھے نہ چھوڑیں۔ چلو باہر چلیں۔" میں نے کہا اور وہ خاموش ہو گئی۔ وحشی لڑکی اپنے صحیح جذبات کا اظہار بھی نہیں کر سکتی تھی جو کچھ اس کے ساتھ ہو چکا تھا۔ اس نے سے ناراض ہونا تھا لیکن وہ اپنے تاثرات کا اظہار نہیں کر سکتی تھی۔ ایک لمحے کے لئے اس کے چہرے پر کشمکش نظر آئی۔ پھر وہ میرے ساتھ غار سے باہر نکل آئی اور پھر ہم دونوں جنگلوں کی جانب چل پڑے۔

مجھے زمین کا علاقہ یہاں سے زیادہ دور نہیں تھا اور ان کے درمیان شکار ہوتا تھا لیکن یہاں پہنچ کر اچانک وہ ٹھٹک گئی۔

"ارے میں نیزہ تو لائی ہی نہیں۔۔۔ اور۔۔۔ اور اب شکار کیسے کریں گے۔" اس نے پریشان نگاہوں سے میری طرف دیکھا۔

"تمہیں پانی کے دوسری طرف کے لوگوں کے بارے میں کیا معلوم ہے اوشو؟" میں نے صورتحال کو توجہ سے سوال کیا۔

"پانی کے دوسری طرف؟"

"ہاں۔ تم پانی کی جانب سے آنے والوں کا تذکرہ کرتی ہو۔ یا جیسے کہ میں۔ تو نے سوچا کہ وہ لوگ کہاں سے آتے ہیں؟"

"ان کی بستیاں ہوں گی۔" اوشو بولی۔

"ہاں۔ ان کی بستیاں ہوتی ہیں اور ان کے رہنے کا انداز ہم سے جدا ہوتا ہے اور وہ شکار بھی جدا گانہ طریقے سے کرتے ہیں۔"

"اوہ۔ سوہو۔ تم بھی تو پانی کے دوسری جانب کے انسان ہو کیا تم شکار کرنے کے لئے کوئی اور طریقہ استعمال کرتے ہو؟"

"ہاں۔"

"تو کیا اس میں نیزے کی ضرورت نہیں ہوتی؟"

"بعض اوقات نہیں۔"

"تب پھر مجھے اپنے طریقے سے شکار کر کے دکھاؤ۔" اوشو نے کہا۔

اور میں نے گردن ہلا دی۔ دراصل میں ذہنی طور پر [illegible] اس کے دل کو کوئی ایسی دلکشی نہیں پا رہا تھا جو مجھے خاص طور سے متاثر کرتی۔ اس لئے مجھے اس کے ساتھ کوئی خاص دلچسپی بھی نہیں رہی تھی۔ میری طبیعت تو اس وقت حالات پر آمادہ تھی جب میرے مقابل کسی خاص شخصیت کی ملکہ ہو۔ ہم دونوں کے بیچ اس کے بعد اس خشکی پر وہ میرا پہلا شکار تھا اور بعض اوقات کسی جانور میں کا ٹھکانہ بھی پیچھے رہ جاتا ہے۔

میں نے ایک لکڑی اور پتھر تلاش کیا جو بہت بڑا نہیں لیکن وزن دار تھا۔ اوشو دلچسپی سے مجھے دیکھ رہی تھی اور پھر ہم شکار کی تلاش میں نگاہیں دوڑانے لگے۔ ہم نے مزید تھوڑا سا سفر طے کیا۔ میں نے اندازہ لگایا تھا کہ جنگل کے اس حصے میں شکار بہت ہے۔ ظاہر ہے یہ لوگ شکار کرنے کے صحیح طریقے سے ناواقف ہیں اس لئے ان کے لئے شکار مشکل ہوتا ہے

ورنہ یہاں جتنے جانور بکھرے ہوئے تھے اس کی نسبت انہیں شکار کرنا بھی مشکل نہیں تھا۔

تھوڑے ہی فاصلے پر مجھے ایک بارہ سنگھا نظر آیا اور اوشو نے میرا بازو دبایا۔ وہ بھی بارہ سنگھے کو دیکھ چکی تھی۔ میں نے لکڑی اور پتھر کو گردن اٹھائی اور پتھر کو تولنے لگا۔ میں نے بارہ سنگھے کا نشانہ لیا۔

اور پھر پتھر کی آواز اس کے لئے حیرت انگیز تھی۔ پتھر ایک تیز آواز کے ساتھ لگا اور بارہ سنگھے کا بھیجہ پاش پاش ہو گیا۔ وہ ایک قدم آگے بڑھ سکا اور وہیں ڈھیر ہو گیا۔

اوشو کے حلق سے ایک وحشیانہ چیخ نکلی تھی اور پھر اس نے بارہ سنگھے کی طرف چھلانگ لگائی اور اس کے نزدیک پہنچ کر خوشی سے ناچنے لگی۔ وہ بہت خوش نظر آ رہی تھی اور میں تہذیب کے اس دور میں بھی قدیم دور کے لوگوں کے رویے کو دیکھ رہا تھا جو بلا شبہ مجھے عجیب لگ رہے تھے۔

غار میں پہنچ کر انکشاف ہوا کہ لاقا غائب ہے۔ اوشو نے چاروں طرف تلاش کرنے کے بعد مجھ سے کہا۔ پھر اس نے مایوسی سے کہا۔ "شاید وہ چلی گئی۔"

"جانے دو۔ اچھا ہی ہوا۔" میں نے جواب دیا۔

"نہیں۔ یہ ٹھیک نہیں ہوا۔" اس نے پریشانی سے کہا۔

"کیوں؟"

"اوہ۔ وہ دوسروں کو تمہارے بارے میں بتا دے گی۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔" میں نے بے پروائی سے کہا۔

"تم نہیں سمجھتے سوہو۔" اس نے مجھے پیار سے سمجھاتے ہوئے کہا۔ "وہ لوگ یہاں آ جائیں گے اور تمہیں شکار کرنے کی کوشش کریں گے۔"

"میں انہیں پتھروں سے ہلاک کر دوں گا۔ تم ان باتوں کو چھوڑو اور شکار کھانے کا بندوبست کرو۔"

"سوہو۔" وہ کسی خیال کے تحت بولی۔ "تم نے آگ جلائی تھی اور اس کے بعد شکار کا گوشت بہت اچھا ہو گیا تھا۔"

"ہاں۔ اس جانور کے ساتھ بھی ہم وہی سلوک کریں گے تم خشک لکڑیاں اکٹھا کرو۔ جاؤ۔" میں نے کہا اور وہ باہر نکل گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد بارہ سنگھا آگ پر لٹک رہا تھا اور وہ دلچسپی سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ وہ آگ سے خوفزدہ بھی تھی اور اس کے نزدیک نہیں جا رہی تھی۔ بہر حال گوشت بھن گیا اور پھر دونوں اسے کھانے لگے۔

دفعتاً وہ چونک پڑی۔ اس کا منہ چلتے چلتے رک گیا۔ ہواؤں کے دوش پر ایک عجیب سی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ گوشت کا ٹکڑا چھوڑ کر کھڑی ہو گئی۔

"کیوں۔ کیا بات ہے؟" میں نے پوچھا۔

"لاقا نے۔۔۔ لاقا نے بستی والوں کو تمہارے بارے میں بتا دیا۔"

وہ روہانسے انداز میں بولی۔

"اوہ۔ تمہیں کیسے پتہ؟"

"وہ۔۔۔ وہ آوازیں۔۔۔ بستی والے اب اس طرف آ رہے ہیں۔"

"آنے دو۔" میں نے لاپروائی سے کہا۔ اور گوشت کھانے لگا۔

"نہیں نہیں۔ وہ تمہیں شکار کریں گے۔" وہ پریشان لہجے میں بولی۔

"کرنے دو۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"نہیں سوہو نہیں۔۔۔ تم اٹھو یہاں سے۔" وہ میرے قریب پہنچ گئی اور میرا بازو پکڑ کر مجھے اٹھانے لگی۔

"کیوں۔ تم نہیں چاہتیں کہ وہ مجھے شکار کریں۔"

"ہاں میں نہیں چاہتی۔"

"کیوں؟"

"پہلے تم یہاں سے اٹھو۔ لاقا انہیں اسی غار میں لے آئے گی۔ تم کسی دوسرے غار میں چھپ جاؤ۔ جلدی کرو سوہو۔ جلدی کرو۔"

"پھر وہ دوسرے غاروں میں مجھے تلاش نہ کریں گے؟" میں نے سوال کیا وہ پریشانی سے گردن ہلانے لگی۔

"تب پھر چلو ہم اس علاقے ہی سے چلے چلیں۔ ورنہ کچھ بھی ہو جائے میں تمہیں ان لوگوں کے ہاتھ نہ لگنے دوں گی۔"

"تو یہ علاقہ کون سا ہے؟"

"درختوں کے اندر دور کے درختوں میں جہاں سے نکلنے کے بعد پانی کا علاقہ آ جاتا ہے۔ وہ کسی قیمت پر ادھر نہیں جا سکتے۔ کوئی ادھر سے نہیں جاتا کیونکہ وہاں موت رہتی ہے۔ مرنے والے تیار رہتی ہے خوفناک درختوں کی شکل میں۔ جو اس سر زمین پر انسانوں کو بیٹریوں کا نشانہ بنا دیتے ہیں۔"

"اور تم وہاں جاتی رہی ہو؟"

"کیونکہ میں جانتی ہوں اور اس وقت مذاق مت کرو۔ چلو اس طرف چلو۔"

"ٹھیک ہے میں چلا جاتا ہوں لیکن تم بے فکر رہو۔"

"میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔"

"لیکن کیوں۔ تمہیں زرد علاقے سے خوف نہیں محسوس ہوتا؟"

"ہوتا ہے لیکن میں تمہارے ساتھ چلوں گی کیونکہ تمہیں وہاں کے بارے میں نہیں معلوم۔ میں تمہیں درختوں سے بھی بچاؤں گی۔"

اور میں مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ شکار ہو گئی تھی وحشی لڑکی۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کھڑا ہو گیا۔ لیکن اسی وقت بستی کے وحشی شکاری نزدیک پہنچ گئے۔ شکاریوں کی ٹولیاں مختلف اطراف سے نکل آئی تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں نوک دار لمبے لمبے نیزے تھے جنہیں وہ لہرا رہے تھے اور لاقا ان کی رہنمائی کر رہی تھی۔

اور پھر لاقا نے ہمیں دیکھ لیا۔ ایک تیز آواز اس کے ہونٹوں سے خارج ہوئی اور اس نے انگلی سے ہماری طرف اشارہ کیا۔ دوسرے آنے والے رک گئے۔ وہ میرے ساتھ کھڑی کوشش کر رہی تھی کہ دور تک دیکھ سکے اور پھر ان کی آنکھیں ہراساں ہو گئیں۔

ان کے انداز میں وحشت تھی اور ہر شخص اس طرح چوکنا ہو رہا تھا جیسے اپنی پسندیدہ غذا کو دیکھ کر وہ خوش ہو رہا ہو۔ میں ان کا جائزہ لے رہا تھا۔ تب میں نے اس کی طرف دیکھا اور پھر۔۔۔

میں خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا۔ اوشو کانپ رہی تھی اور میں نے محسوس کیا کہ اس کی حالت بگڑتی چلی جا رہی ہے۔ غالباً بستی کے بہت سارے لوگ باہر نکل آئے تھے اور کچھ لوگ کسی تیاری میں ادھر ادھر پھیلتے جا رہے تھے اور کچھ لوگ میری طرف بڑھ رہے تھے۔

میں نے دیکھا کہ وہ لوگ چاروں طرف سے حلقہ بنائے ہوئے مجھ پر حملہ کرنے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ پھر کسی نے چیخ کر اوشو سے کہا۔

"تم اس کے ساتھ کیوں کھڑی ہو؟ تم وہاں کیا کر رہی ہو؟"

"یہ شکار نہیں ہے۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ ہمارا ساتھی ہے۔ ہم میں سے ہے۔"

"کیا بکواس کرتی ہو؟ یہ ہم میں سے نہیں ہو سکتا۔ یہ تو غیر ہے۔ اس کا رنگ سفید ہے۔" کسی شخص نے جواب دیا۔

"پھر بھی تم اسے شکار نہیں کر سکتے۔" اوشو بولی۔

"اوشو پیچھے ہٹ جاؤ ورنہ تم ہمیں بھی ہلاک کر دیں گے۔" کسی اور وحشی نے چیخ کر کہا۔

"میں نہیں ہٹوں گی۔ تم اس کے ساتھ مجھے بھی ہلاک کر دو۔" اوشو نے کہا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

یہ تو بالکل ہی داستانی عشق ہو گیا۔ سب کچھ ویسا ہی ہو رہا تھا جو ہونا ہے۔ ہمیں میرے لئے کوئی انوکھی بات نہیں تھی۔ بلکہ پیار کی کہانی کا ایک دلچسپ حصہ تھا۔ میں نے مسکرا کر اوشو کو دیکھا اور پھر اس کے بازو پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے اوشو اب تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ پیار کا جذبہ دشمن کا اعلان ہو چکا ہے۔ چنانچہ اب تم مجھے بھی ان سے دشمنی کا اظہار کرنے دو۔۔۔"

"اوہ نہیں سوہو میں انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہی ہوں۔" اوشو نے کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھ کر ان کی طرف چلی گئی۔ غالباً ان کے ذہن میں یہ خیال تھا کہ جو لڑکی مجھ پر قابو پانے کی کوشش میں ہے وہ ہلاک ہو گی۔

لیکن صورت حال اس کے برعکس تھی۔ وہ پہلے میرے نزدیک پہنچے اور انہوں نے پہلے مجھ پر حملہ کیا۔ ان میں سے دو کے ہاتھوں سے نیزے چھین لئے اور پوری قوت سے ان پر پھینک دیئے۔ بہت زور دار چوٹ لگی تھی۔ انہیں گرا دیا۔ میں نے ہلاک کرنے کے لئے ان پر وار نہیں کیا تھا لیکن اس کے باوجود ان میں سے ایک کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور دوسرے کا جبڑا الگ ہو گیا۔ تب وہ اس لڑکی کے نزدیک آ کر ایک دم پیچھے ہٹ گئے تھے اور نیزے والے لڑکی کی طرف اشارہ کر رہے تھے اور اپنے ساتھیوں کی جانب بھی دیکھ رہے تھے۔

ابھی وہ چاروں طرف سے مجھ پر حملہ کرنے کا پروگرام بنا ہی رہے تھے کہ دفعتاً جنگل کی طرف سے ایک خوفناک چنگھاڑ سنائی دی اور میں نے سب کے چہروں پر دہشت سرایت کرتے دیکھی۔

میں اس چنگھاڑ کو پہچانتا تھا۔ یہ ہاتھی کی چنگھاڑ تھی۔ اش خوف سے اچھل پڑی تھی۔ اس کا چہرہ ایک دم زرد ہو گیا تھا۔

"وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ سنگھانا۔۔۔ سنگھانا۔۔۔" اس نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ میں نے جنگل کی جانب دیکھا۔ ایک مست ہاتھی سرخ آنکھیں لئے دوڑتا ہوا بستی کی جانب آ رہا تھا۔

"سنگھانا۔۔۔" چاروں طرف سے آوازیں ابھریں اور وحشیوں نے بھاگنا شروع کر دیا۔ میں نے اس پہاڑ سنگھانا کو دیکھا جو سرخ سرخ آنکھوں سے لوگوں کو گھورتا ہوا ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔ وہ سب سر پر پیر رکھ کر بھاگ رہے تھے اور سنگھانا ان کا تعاقب کر رہا تھا۔ ذرا سی دیر میں وہ میرے قریب سے گزر کر آگے بڑھ گیا۔ میں نے اش کو دیکھا اور بولا۔

"یہ سب کیا ہے اش؟"

"سنگھانا۔۔۔" اش نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"تم اس ہاتھی کا ذکر کر رہی ہو؟"

"ہاتھی۔۔۔" اش نے تعجب سے مجھے دیکھا۔

"ہاں۔۔۔ شاید تم اسے سنگھانا کہتی ہو۔"

"ہاں سنگھانا۔۔۔ طاقت کا دیوتا۔۔۔ تم نہیں سمجھتے اُف وہ درختوں سے نکل کر جب بستی میں آتا ہے تو بستیاں تباہ کر دیتا ہے جب بھی وہ آتا ہے تو بستیاں ختم ہو جاتی ہیں اور آج پھر وہ بستی کی جانب دوڑ رہا ہے۔"

"ہوں۔۔۔" میں نے گردن ہلائی۔ "تو وہ طاقت کا دیوتا ہے؟"

"ہاں۔۔۔ وہ طاقت کا دیوتا ہے۔"

"کیا تم لوگوں نے کبھی اس کا شکار نہیں کیا؟"

"اوہ ایسی باتیں نہ کرو ایسی باتیں نہ کرو۔ تو قاتل ہے کہ اگر تم نے اس کے بارے میں بری باتیں کیں تو وہ تمہیں فنا کر دے گا۔"

"اوہ تو قاتل۔۔۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ سنگھانا طاقت کا دیوتا ہے وہ سب کچھ مٹانے کی قوت رکھتا ہے۔ کون ہے جو اس کے خلاف کچھ سوچ سکتا یا کچھ کر سکتا ہو؟"

"ہوں۔ تو اب وہ تمہاری بستی میں تباہی پھیلائے گا؟"

"ہاں اور نہ جانے کون کون اس کا شکار ہو گا۔"

"پہلے بھی وہ تمہاری بستیوں میں تباہی پھیلا چکا ہے؟"

"کئی بار۔"

"آؤ اش۔۔۔ میں تمہاری بستی کے لوگوں کو اس تباہی سے بچاؤں گا۔" میں نے کہا۔ اور اش نے ان دونوں کی طرف دیکھا جو تھوڑی دیر پہلے سامنے تھے۔ شاید وہ بے ہوش تھے یا ممکن ہے مر گئے ہوں۔۔۔ میری بات

اش کی سمجھ میں نہیں آئی تھی لیکن پھر میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دوڑنا شروع کر دیا۔

اش کو میں تیز دوڑتے دیکھ چکا تھا لیکن اس نے آج ہی بڑی پھرتی سے دوڑتے دیکھا تھا۔ اور وہ کافی پیچھے رہ گئی۔ میں نے سوچا چھوڑو اس کی بستی والوں سے خود کو اسی طرح روشناس کراؤں۔ اس لئے تیز دوڑنا ضروری تھا۔ ورنہ اس سے کیا فائدہ کہ وہ کافی تعداد میں مارے جا چکے ہوں تب میں ان کے نزدیک پہنچوں۔۔۔ اور میں نے رفتار اور تیز کر دی۔

راستے میں ایک جگہ مجھے لکڑی کے چند نوک دار بھالے پڑے نظر آئے اور میں نے کچھ سوچ کر ان میں سے ایک بھالا اٹھا لیا۔۔۔ اور پھر تھوڑی دور دوڑنے کے بعد میں نے پہاڑوں کے اس جانب ان کی بستی دیکھی۔ کوئی مکان نہ تھا بس پتھروں کو جوڑ کر رہنے کی جگہ بنائی گئی تھی جن کے عقب میں سوراخ تھے گویا وہ غاروں میں رہتے تھے۔

کتنا عجیب لگ رہا تھا یہ سب۔۔۔ میں نے سیاہ ہاتھی کو دیکھا جو ان کی بستی میں داخل ہو چکا تھا۔ وحشی پیچھے ہٹتے ہوئے چاروں طرف دوڑ رہے تھے۔ ان میں دہشت پھیلی ہوئی تھی۔ چاروں طرف سے سنگھانا سنگھانا کی آوازیں ابھر رہی تھیں۔ اور پھر میری نگاہوں کے سامنے ہاتھی نے دو آدمیوں کو سونڈ میں دبا کر پیروں تلے کچل دیا۔ ان کی کریہہ چیخیں ایک لمحے کے لئے گونجی تھیں اور اس کے بعد ہی دوسری چیخیں۔۔۔ وحشی اس طرح بدحواس ہو گئے تھے کہ وہ اپنی رہائش گاہوں یعنی ان سوراخوں میں بھی نہیں گھس پا رہے تھے۔۔۔ بس شور مچاتے ہوئے چاروں طرف دوڑ رہے تھے۔

میں برق رفتاری سے دوڑتا ہوا ہاتھی کے نزدیک پہنچ گیا۔ اور پھر میں اس کے سامنے آ گیا۔۔۔ غضبناک ہاتھی نے مجھے دیکھا اور پھر میری طرف سونڈ گھمائی لیکن میں نے اس کا وار خالی دیا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا نیزہ اس کی آنکھ کی طرف پھینک مارا۔

نیزہ آدھے سے زیادہ اس کی آنکھ میں پیوست ہو گیا۔ اور ہاتھی کی خوفناک چنگھاڑ گونج اٹھی۔ وہ کرب سے مسلسل کراہنے اور چنگھاڑنے لگا کئی بار وہ اپنی جگہ گھوم رہا تھا۔۔۔ اس انتشار میں میں نے ایک اور نیزہ اٹھایا اور اس کی دوسری آنکھ کو تاکنے لگا۔ پھر مجھے جوں ہی موقع ملا۔۔۔ میں نے دوسرا نیزہ بھی تاک کر اس کی دوسری آنکھ میں پیوست کر دیا۔ ہاتھی بدحواس ہو گیا۔ اس کا رخ بدل گیا اور پھر وہ چنگھاڑتا ہوا واپس بھاگا لیکن اب وہ اندھا ہو گیا تھا اس لئے راہ کا تعین نہیں کر سکتا تھا۔ تھوڑی ہی دور چل کر وہ ایک چٹان سے جا ٹکرایا اور وہیں ڈھیر ہو گیا۔

تھوڑی دیر تک وہ وہیں پڑا چنگھاڑتا رہا۔ وحشی رک گئے اور ششدر وحشیوں نے میری یہ حرکت دیکھی تھی اور ساکت رہ گئے تھے۔

پھر ہاتھی ساکت ہو گیا۔ اس کا بے ڈول بدن تھوڑی دیر تڑپ کر

ساکت ہو گیا تھا۔۔۔ اور وحشیوں پر بھی سکوت طاری تھا۔ تب اش میرے نزدیک پہنچ گئی۔

"سو۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ سنگھانا۔۔۔ تم نے۔۔۔ تم نے سنگھانا کو مار دیا۔۔۔" اس نے کہا۔

"ہاں دیکھو۔۔۔ میں نے طاقت کے دیوتا کو ہلاک کر دیا۔"

"مگر۔۔۔ مگر یہ اچھا نہ ہوا۔۔۔" وہ پریشانی سے بولی۔

"کیا۔۔۔؟" میں اس بات پر حیران رہ گیا تھا۔

"ہاں سنگھانا کی موت تباہی بھی لا سکتی ہے۔ بہت پہلے ایک بار سنگھانا مارا گیا تھا تو سمندر میں پانی شور مچانے لگا اور پھر وہ سنگھانا کا بدلہ لینے کے لئے بستی پر چڑھ دوڑا۔۔۔ سمندر بھی تو طاقت کا دیوتا ہے۔۔۔ اور سنگھانا اس کا بھائی۔۔۔ چنانچہ پانی نے بے شمار لوگوں کی زندگیاں چھین لیں اور پوری بستی تباہ ہو گئی۔"

"وہ کچھ نہیں ہو گا۔ سنگھانا اگر طاقت کے دیوتا کا بھائی تھا تو میں اس کا آقا ہوں۔۔۔ اور تم لوگ عجیب ہو۔ کیا وہ بے شمار لوگوں کو ہلاک نہ کر دیتا؟"

"ہاں۔ ضرور کر دیتا۔"

"تب پھر۔۔۔ میں نے کیا برا کیا؟"

"یہ لوگ مارے جاتے۔ موت ان کا مقدر ہوتی۔ لیکن سنگھانا کی موت۔۔۔"

"وہ ایک فضول بات ہے اسے مت سوچو اش۔ ان لوگوں سے کہہ دو کہ جتنی تباہی سنگھانا پھیلا سکتا تھا اس سے زیادہ تباہی میں ان پر نازل کر دوں گا۔"

اش خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر خاموش ہو گئی۔ تب میں نے ان حیران کھڑے لوگوں کی طرف دیکھا جن کی نگاہوں میں حیرانی اور خوف کے ملے جلے تاثرات تھے۔

"بستی والو۔۔۔ میں پانی کے دوسری طرف کا اجنبی ہوں میں نے تمہاری جان بچانے کے لئے اس جنگلی جانور کو قتل کر دیا ہے میں اس سے زیادہ طاقتور ہوں۔۔۔ اور بستی والو ایک بات سنو۔ تم میں سے جو میرا شکار کرنے گئے تھے وہ اپنے دماغ سے یہ خیال نکال دیں کہ وہ مجھے کوئی نقصان پہنچا سکیں گے۔ میں نے جس طرح سنگھانا کو ہلاک کر دیا ہے اسی طرح میں تم سب کو بھی مار سکتا ہوں۔"

اور میں نے دیکھا سیاہ وحشی کئی قدم پیچھے ہٹ گئے تھے۔ ان کے چہروں سے خوف جھلک رہا تھا۔

"میں تمہارے درمیان آیا ہوں۔ کچھ روز تمہارے ساتھ رہوں گا اور اس کے بعد تمہاری بستی سے واپس پانی میں چلا جاؤں گا۔ بولو کیا تم مجھے اپنے درمیان جگہ دو گے؟"

جواب میں سب کچھ بولنے لگے۔ وہ برابر پیچھے ہٹ رہے تھے

جو کچھ وہ بول رہے تھے وہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔

"وہ کیا کہہ رہے ہیں اش؟" میں نے پوچھا۔

"وہ تمہیں بستی میں رکھنے پر تیار نہیں ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ تم سنگھانا کے قاتل ہو۔ تمہاری موجودگی بستی پر تباہی لائے گی۔"

"اوہ، بڑے ناشکرے لوگ ہیں۔ خیر مجھ سے غلطی ہوئی۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میری ہمدردی کا یہ لوگ ایسا صلہ دیں گے تو میں اس ہاتھی کو قتل ہی نہ کرتا۔ بہرحال ٹھیک ہے میں اپنی غار میں واپس چلا جاؤں گا لیکن اش۔۔۔ تم میرے ساتھ ہو گی۔"

"میں۔۔۔ میں۔۔۔ لیکن یہ لوگ مجھے جانے بھی دیں گے؟" اش نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔

"خود تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

"تم۔۔۔ تم سنگھانا کے قاتل ہو۔" اش خوفزدہ انداز میں بولی۔

"اوہ تو تم بھی میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی؟"

"نہیں میں پوری بستی کے بے جان ہونے کا باعث نہیں بنوں گی۔" اس نے جواب دیا اور میں جھنجھلا گیا۔ واقعی عجیب لوگ تھے۔ میں کوئی فیصلہ بھی نہیں کر پایا تھا کہ اچانک میں نے دور سے ایک وحشی کو دوڑتے دیکھا اس نے ہڈیوں کی مالا پہنی ہوئی تھی۔ وہ دبلا پتلا اور دوسرے وحشیوں کی طرح ننگ دھڑنگ تھا اس کے ہاتھ میں بل کھائے ہوئے سانپ کی شکل کی ایک لکڑی تھی۔

وحشیوں کی نگاہیں اس کی طرف اٹھ گئیں اور ایک بار پھر ان میں بھنبھناہٹ ابھری تھی۔ وہ شخص وہ کچھ ہی دیر میں رک کر شاید ان سے استفسار کرنے لگا تھا اور پھر وہ لکڑی ہلاتا ہوا آگے بڑھ آیا اب وہ میرے مقابل کھڑا مجھے گھور رہا تھا۔

"یہ کون ہے اش؟" میں نے تھوڑے فاصلے پر کھڑی ہوئی اش سے پوچھا۔

"وہ تاتا۔" اش نے جواب دیا تبھی وہ شخص بول پڑا۔

"تم نے سنگھانا کو مار دیا؟"

"کیا تم لوگ بالکل پاگل ہو میں نے اسے اس لئے ہلاک کیا ہے کہ وہ تمہاری بستی اجاڑ دیتا۔ کیا تم ان دو لاشوں کو نہیں دیکھ رہے جنہیں اس نے ہلاک کیا ہے۔ کیا اس طرح کی بے شمار لاشیں یہاں نہیں بچھ جاتیں۔ میں نے تو تمہاری ہمدردی میں یہ کام کیا ہے۔"

"اوہ ہاں۔ یہ لوگ ناشکرگزار ہیں۔ دیوانے ہیں یہ لوگ۔ تم میرے ساتھ آؤ۔ آؤ میں تمہیں اپنے ہاں مہمان رکھوں گا۔ آؤ۔ آ جاؤ۔ تم بہت بہادر ہو۔ تم نے سنگھانا کو ہلاک کیا ہے۔ پانی کے دوسری جانب سے آنے والے۔۔۔ آؤ میرے ساتھ آؤ۔"

ایک ساعت کے لئے میں نے سوچا اور پھر میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ دوسرے تمام لوگ شاید تاتا سے کافی خوفزدہ تھے۔ وہ تاتا کو

راستہ دیتے ہوئے بیٹھتے میرے تو وہ سامنے سے بھی چھپنے کی کوشش کر رہے
تھے۔ میں نے ان لوگوں کی طرف توجہ نہیں دی۔ بہر حال میں کچھ وقت
تو یہاں گزارنا چاہتا تھا۔ ان گدھوں کو بھی قریب سے دیکھنا چاہتا تھا۔
تھوڑی دیر بعد میں توقا کی جھونپڑی میں پہنچ گیا۔ یہ رہائش گاہ بھی
دوسری رہائش گاہوں سے مختلف نہیں تھی۔ ایک چھوٹا سا چبوترہ بنا ہوا تھا
جو زمین سے اونچا بھی نہیں تھا۔ میں نے دوسری نگاہوں سے اسے دیکھا اس
چھوٹی سی رہائش گاہ میں تو توقا کا رہنا ہی مشکل تھا، میں کیا رہوں گا۔

"آؤ... اندر آجاؤ" توقا نے کہا اور میں جھک کر اس کے سوراخ
سے اندر داخل ہو گیا۔ اس رہائش گاہ کو دیکھ کر میں بہت مایوس ہوا تھا۔
لیکن اندر سے اسے دیکھ کر میں نے ایک گہری سانس لی۔ ایک چوڑا
سوراخ نظر آ رہا تھا جو چبوترے کے آخری سرے پر زمین میں تھا۔ توقا اس
کے نزدیک پہنچ گیا۔ سوراخ کے اوپر ایک جانور کی کھال پڑی رہتی تھی جو
اس وقت ہٹی ہوئی تھی۔

"آجاؤ... آجاؤ... یہ تمہیں اپنی پوشیدہ رہائش گاہ میں لے
جاؤں گا۔ تم دوسروں سے مختلف ہو۔ آجاؤ" وہ سوراخ میں اتر گیا۔ جس کا
راستہ ڈھلوان تھا اور اس کے بعد ایک کشادہ جگہ تھی۔ زمین جس طرح کٹی
ہوئی تھی اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ یہ سوراخ انسانی ہاتھوں کا کارنامہ ہی
ہے۔ لیکن بہر حال بڑی محنت کرنی پڑی ہوگی۔ اندر عجیب سی بو پھیلی ہوئی
تھی۔ ویسے غار میں روشنی تھی اور یہ روشنی چند سوراخوں سے آ رہی تھی جو
یقینی طور پر روشنی کے لئے ہی بنائے گئے تھے۔ غار بہت کشادہ نہیں تھا۔ بہت سی
چیزوں سے بھرا ہوا تھا۔ ان میں جانوروں کی کھالیں، انسانی ڈھانچے اور
جانوروں کی بڑی بڑی ہڈیاں شامل تھیں۔ ان کے علاوہ کچھ تیز دھار
پتھر بھی جگہ جگہ پڑے تھے۔

میں نے دلچسپی سے اس غار کو دیکھا۔ توقا میری جانب دیکھ کر مسکرا
رہا تھا۔ میری نگاہ اس کی نگاہوں سے ملی تو اس کی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی۔
"کیسی ہے یہ جگہ؟" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
"عمدہ اور انوکھی" میں نے جواب دیا۔
"میرا نام توقا ہے۔ ساری بستی کے لوگ میری عزت کرتے ہیں۔
تم نے دیکھا انہوں نے میرے معاملے میں دخل نہیں دیا حالانکہ ان میں سے
کوئی تمہارا یہاں موجود ہونا پسند نہیں کرتا۔"
"مجھے اسی بات پر حیرت ہے توقا... سگھنا کو تم ہی نے ان کی
ہلاکت کے لئے طلب کیا تھا اور وہ اُلٹے میرے ہی دشمن ہو گئے۔"
"سگھنا کبھی بستی کو نقصان نہیں پہنچاتا ہے لیکن جب مندے سے مند جب
بستی کا رُخ کرتا ہے تو زندہ بچنے والے چند ہی ہوتے ہیں۔"
"معاملہ ان دونوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔"
"یہ بات تم نہیں سمجھو گے۔ لیکن خیر، فکر نہ کرو، اب وہ تمہیں
کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔" توقا نے کہا اور بے تکے انداز میں ہنس
پڑا... اس کی ہنسی بہت کریہہ تھی۔ یوں بھی یہ شخص بڑی گھناؤنی شخصیت
کا مالک تھا اور اس سے کراہیت کا احساس ہوتا تھا۔

"بہرحال توقا تم جانتے ہو کہ میری نیت بری نہیں تھی میں تمہاری
اس بستی میں اجنبی ہوں۔ اگر مجھے اندازہ ہوتا تو یہ کام نہ کرتا۔"
"وہ تو ٹھیک ہے جوان... لیکن تم نے سگھنا کو ہلاک کیسے
کر دیا...؟"
"میں نے زندگی کا خطرہ مول لیا تھا۔ وہ مجھے بھی ہلاک کر سکتا تھا۔"
"چلو اب اس بات کو بھول جاؤ۔ ویسے مجھے ایک خطرہ ہے۔"
"کیسا خطرہ؟"
"اگر شاہو نے یہ بات سن لی تو... تو وہ تمہیں زندہ دیکھنا پسند
نہیں کرے گی۔ اور یہ بھی ممکن ہے... اسے باپ سے وہ بڑی ظالم ہے یہ
بھی ممکن ہے وہ میرا پیٹ پھاڑ کر آنتیں نکال لے..." وہ اس انداز میں
کہہ رہا تھا جیسے اس کی توجہ میری طرف نہ ہو۔
لیکن اس کے ان جملوں میں میں نے اسے غور سے دیکھا تھا۔
"شاہو کون ہے؟" میں نے پوچھا لیکن اس نے کوئی جواب نہیں
دیا۔ چند ساعت وہ خلا میں گھورتا رہا پھر اس نے چونک کر مجھے دیکھا۔
"کیا کہا تھا تم نے؟"
"شاہو کون ہے؟"
"پہاڑوں کی ملکہ... ان وادیوں کی حکمراں۔ مگر تم اس کے بارے
میں کیوں پوچھ رہے ہو؟"
"یونہی کوئی خاص مقصد نہیں ہے۔"
"دراصل میں نہیں چاہتا کہ بستی کے لوگ اسے سگھنا کی موت کی
اطلاع دینے دوڑ گئے ہوں گے یا نہیں۔ خیر میں معلوم کروں گا۔"
"وہ کہاں رہتی ہے؟"
"پہاڑوں میں... وہ ہماری ملکہ ہے۔ اچھا اب میں چلتا
ہوں۔ ذرا باہر کے حالات دیکھوں۔ وہ کیا کہتے ہیں کیا کر رہے ہیں... اور
ہاں یہ جگہ تمہارے لئے بہت محفوظ ہے۔ گھبراؤ تو باہر نکل آنا۔ میں تمہاری
غذا کا بندوبست کر دوں گا۔"

اس نے میرے جواب کا انتظار بھی نہیں کیا۔ اور باہر نکل گیا۔
ایک لمحے کے لئے تو میں نے سوچا کہ یہاں رُکنے کے بجائے واپس چلا
جاؤں۔ کسی اور زمین کو تلاش کروں جہاں کم از کم بہتر لوگ ہوں۔ لیکن اس
گھناؤنے شخص نے ایک نام لیا تھا۔ "شاہو"... یہ کیا چیز ہے اسے اور
دیکھا جائے۔ ممکن ہے کوئی دلچسپ چیز نکل آئے۔ اسی لئے یہاں آیا تھا تو
تھوڑی دیر اور رُک جاؤں۔

ویسے ان لوگوں کے بارے میں تھوڑی بہت معلومات اور بستی
میں کسی دوسری چیز کی تلاش کا کام کیا جا سکتا تھا اور حصول بھی مشکل نہیں تھا لیکن
اس کے لئے بھی دل نہیں چاہا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد میں واپس اسی غار

میں پہنچ گیا۔ جہاں میرے اوپر کوئی پابندی نہیں تھی جس میں نے وقت گزاری
کے لئے وہ غار دیکھنا شروع کر دیا۔
لیکن پورے غار میں توقا کی غلاظت کے نشان بکھرے ہوئے تھے۔ کوئی بھی چیز ڈھنگ
کی نہیں تھی۔ کسی چیز سے احساس نہیں ہوتا تھا کہ توقا کسی خاص حیثیت یا
صلاحیت کا مالک ہے۔ نہ جانے اس نے ان گدھوں کو کس طرح بیوقوف
بنا رکھا تھا۔

تھک ہار کر ایک جگہ بیٹھ گیا۔ ویسے میں نے طے کر لیا تھا کہ اس
بیہودہ غار میں تو میں بالکل نہیں رہوں گا۔ اگر یہاں واقعی دلچسپی کی کوئی
صورت نہ نکلی تو یہاں سے آگے بڑھ کر دیکھوں گا۔ اس کے علاوہ اگر ممکن
ہو سکا تو شاہو کے بارے میں معلومات حاصل کروں گا۔

بہت دیر نہیں گزری تھی کہ اوپر دھمک سنائی دی۔ پھر توقا کے
پاؤں نظر آئے۔ وہ غار میں اتر رہا تھا۔ اور پھر وہ میرے سامنے آ گیا۔
اس کے کندھے پر کچھ لدا ہوا تھا جسے اس نے جھٹکے سے میرے سامنے
پھینک دیا۔

اور میں اُن چیزوں کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ ان میں ایک انسانی
ران تھی اور دو بازو تھے۔ دونوں بازو ایک ہی رُخ کے تھے گویا وہ
دو آدمیوں کے تھے۔

"یہ... یہ کیا ہے توقا؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔ بازوؤں کو
دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ انہیں کاٹا نہیں گیا بلکہ اکھاڑا گیا ہے کیونکہ ان پر
گوشت ایسا ہی نظر آ رہا تھا۔
"کھانا... مجھے اتنے کھانے کی ضرورت نہیں پیش آتی لیکن چونکہ
تم مہمان ہو اس لئے میں نے تمہارے خیال سے زیادہ حاصل کر لیا کیونکہ
کچھ کچی ہی ہوتا ہے۔"
"گوشت؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔
"ہاں یعنی انسانی گوشت۔"
"اوہ لیکن تم یہ گوشت کہاں سے لائے ہو؟"
"سگھنا نے کے شکار تھے۔ اتفاق سے صرف دو مرے تھے چند
زخمی ہیں ممکن ہے بعد میں وہ بھی مر جائیں۔ لوگوں میں کافی جھگڑا ہو رہا تھا
سب گوشت حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن جو دو آدمی ہیں وہ کس کس کے حصے میں
آتے۔ اور پھر میں نے زیادہ سوچے بغیر جو کچھ ہو سکا... سب سے اچھے ٹکڑوں
کے وہ ٹکڑے ایک بوڑھی عورت سے چھین لیے بس یہ ٹکڑے میں نے ایک گہری
سانس لی تھی۔"
"جاؤ تم اپنا حصہ حاصل کرلو... لو اپنا پیٹ بھرو" اس نے
فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے توقا... تم کھاؤ۔ مجھے ابھی بھوک نہیں ہے۔"
"اوہ" تب تم اس میں سے اپنا حصہ الگ رکھ دو جب دل چاہے
کھا لینا" اس نے کہا اور خود ایک انسانی بازو اٹھا کر دانتوں سے
بھنبھوڑنے لگا۔ میں نے اس کی طرف سے توجہ ہٹالی تھی۔

پھر گہری رات ہو گئی اور میں غار سے باہر نکل آیا۔ توقا بھی کہیں باہر
نکل گیا تھا۔ میں اس جگہ سے اکتا گیا تھا۔ وہاں سے
دور نکل آیا۔ رُخ بستی کی طرف ہی تھا اور رفتار بہت سست تھی کافی سفر
طے کرنے کے بعد میں بستی کے قریب جا پہنچا۔

لیکن اچانک مجھے ٹھٹک جانا پڑا۔ اچانک ہی میں نے بہت سی
بھنبھناہٹیں سنی تھیں۔ اور یہ آوازیں ایک پہاڑی کے عقب سے آ رہی
تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے بہت سے لوگ مختلف آوازوں میں بول
رہے ہوں۔ میں نے تعجب سے آنکھیں پھاڑنے لگا اور پھر تیزی سے اس پہاڑ
کے دوسری جانب پہنچا۔ میرا اندازہ درست تھا۔ پہاڑی کے دوسری جانب
شاید پوری بستی ہی اُمڈ آئی تھی۔ ان لوگوں نے ایک دائرہ بنایا ہوا تھا اور
درمیان میں اس ہاتھی کی لاش رکھی تھی جسے میں نے ہلاک کیا تھا۔ نہ جانے
وہ کس طرح اسے اٹھا کر یہاں لے آئے تھے۔

بہت سے لوگ پہاڑی پر بھی جگہ جگہ موجود تھے۔ یوں لگ رہا
تھا جیسے وہ کسی چیز کا انتظار کر رہے ہوں۔ پھر آہستہ آہستہ چاند ابھرنے
لگا اور لوگوں میں بے چینی سی پھیل گئی پھر چاند پوری طرح ابھر آیا۔ اور
اس کے ساتھ ہی بے ہنگم شور مچا کر سب اچھلنے کودنے لگے۔ اس کے ساتھ
ہی لکڑی کے تختے بھی بجائے جانے لگے۔ صدیوں پرانا وحشیانہ رقص
تھا۔ لیکن بہت عجیب لگ رہا تھا۔

اس اچھل کود کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ چنانچہ میں نے
چاروں طرف نگاہیں دوڑائیں۔ ممکن ہے کوئی تنہا مل جائے اور میں اس
سے اس سلسلے میں معلومات حاصل کروں۔ اور پھر میری نگاہ ایک سیاہ فام
لڑکی پر جا پڑی۔ چاندنی میں اس کا سیاہ بدن چمک رہا تھا۔ جوانی کی
رعنائیوں سے بھرپور۔ سیاہ بال پوری کمر ڈھانپے ہوئے تھے۔

اور وحشیوں کی اس بستی میں میری وحشت بھی عود کر آئی۔ دفعتاً
میرے ذہن میں ایک خیال آیا تھا اور میں فوری طور پر اس پر عمل کرنے
کے لئے بھی تیار ہو گیا۔ میں نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر بے آواز اس لڑکی
کی طرف بڑھنے لگا پھر اس کے قریب پہنچ کر میں نے ایک ہاتھ اس کی
کمر میں ڈالا اور دوسرا اس کے منہ پر جما دیا۔ اور پھر میں اسے اطمینان
سے اٹھائے ہوئے واپس پلٹ پڑا۔ لڑکی حتی المقدور مزاحمت کر رہی تھی لیکن
میری گرفت میں اس کی کیا چلتی چنانچہ میں اسے اٹھائے ہوئے پہاڑی کے
دوسری طرف لے آیا اور پھر ایک بڑی سی چٹان کے عقب میں لے گیا۔
یہاں لاکر میں نے اسے زمین پر لٹا دیا لیکن لڑکی تڑپ کر کھڑی ہو گئی تھی
پھر اس نے تحیر زدہ انداز میں میری طرف دیکھا اور پھر اس کی آنکھوں میں
خوف اُمڈ آیا۔

"سو... بو..." وہ آہستہ سے بولی۔
"اوہ تو تم میرا نام جانتی ہو" میں نے کہا۔

"وہاں"
"کس طرح؟"
"اس نے بتایا تھا۔"
"وہ اس کی تمہاری دوست ہے؟"
"ہاں" اس نے جواب دیا۔
"ٹھیک۔ کیا تم مجھ سے خوفزدہ ہو؟" میں نے پوچھا۔
"ہاں"
"کیوں؟"
"تم نے سنگھونا کو ہلاک کر دیا ہے"
"وہ تو اس میں خوفزدہ ہونے کی کیا بات ہے۔ میں نے تمہارے ساتھ ہمدردی کی تھی۔ بڑے ناشکرے ہو تم لوگ۔ وہ مجھے بھی ہلاک کر سکتا تھا لیکن میں نے اپنی زندگی کی پرواہ نہیں کی صرف تم لوگوں کی جان بچانے کے لئے اور تم الٹا مجھ سے نفرت کرنے لگے"
"لیکن سنگھونا کی موت تباہی لانے والی ہے"
"یہ تمہاری بے وقوفی ہے۔ تم اس تباہی کو پسند کرتے ہو جو تم پر آ رہی تھی اور اس تباہی سے خوفزدہ ہو جو ابھی نہیں آئی"
"لیکن سنگھونا کی موت رنگ دے گی"
"کوئی تباہی نہیں آئے گی۔ میں تمہارے لئے اس تباہی کو روک دوں گا"
"وہ پانی کا انتقام بہت خوفناک ہوتا ہے پانی سے کوئی نہیں بچ سکتا" لڑکی نے خوفزدہ انداز میں کہا۔
"میں یہاں اسی لئے رک گیا ہوں۔ تم دیکھنا کوئی تباہی نہیں آئے گی"
"کیا تم دیوتا ہو؟"
"نہیں۔ لیکن تمہاری طرح بے وقوف نہیں ہوں" میں نے جواب دیا۔
"کیوں ہم کیوں بے وقوف ہیں؟"
"اس لئے کہ تم خواہ مخواہ وہم کا سہارا لے کر اپنے محسن کے ساتھ ناانصافی کر رہے ہو"
"بڑے ہی پختہ ہیں۔ ہم کیا کریں"
"کچھ نہیں۔ مگر … میں تمہارا … کچھ نہیں ہو گا … باتوں کو۔ یہ بتاؤ کیا پوری بستی کے لوگ یہاں جمع ہو گئے ہیں؟"
"ہاں۔ اس وقت ہر کوئی اپنے ٹھکانے پر ہو گا تو وہ بڑی طرح ڈر جائے گا۔ ساری تباہی ابھی آئے گی" اس نے جواب دیا۔
"کیوں؟"
"اس لئے کہ وہ دیوتاؤں سے معافی نہیں مانگے گا"
"کس بات کی معافی؟"
"سنگھونا کی موت کی۔ ساری رات لوگ عبادت کریں گے اور دیوتاؤں کو خوش کریں گے کہ وہ ان پر تباہی نہ نازل کریں۔ سنگھونا کی موت میں ان کا کوئی قصور نہیں ہے"
"وہ تو سب اس لئے یہاں جمع ہوئے ہیں؟"
"ہاں۔ بستی میں سب بے سکون ہیں"
"اس کی لاش یہاں کیوں لا کر رکھی ہے؟"
"دعاؤں کے اختتام پر وہ سنگھونا کا گوشت آپس میں تقسیم کر لیں گے"
"اور اسے کھائیں گے؟"
"ہاں اس سے بہت سی بیماریاں دور ہو جائیں گی۔ میں بھی اسی لئے آئی ہوں لیکن ……" وہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گئی۔
"لیکن کیا؟"
"میں ہمیشہ ہی پیچھے رہ جاتی ہوں۔ شکار بھی نہیں کر پاتی اور اگر کوئی معاملہ ہو تب بھی میرے حصے میں کچھ نہیں آتا۔ نہ جانے کب سے بھوکی ہوں۔ اب تو جسم میں جان بھی نہیں رہی ہے۔ تم یقین کرو دوسروں کے پیچھے گزارہ کر رہی ہوں"
"وہ تو سنگھونا کا گوشت تقسیم کیا جائے گا؟"
"نہیں۔ دعا ختم ہوتے ہی وہ اس پر ٹوٹ پڑیں گے اور پھر طاقتور لوگوں کے ہاتھ بہت کچھ لگے گا اور جو کمزور ہوں گے وہ ہاتھ ملتے رہ جائیں گے"
"وہ تمہارے ماں باپ نہیں ہیں؟"
"نہیں" اس نے جواب دیا۔
"وہ تمہیں کھانے کو نہیں دیتے؟"
"وہ کیوں دیں گے میں اب بچی تو نہیں ہوں کہ وہ اپنا شکار مجھے دے دیں گے"
"خواہ تم بھوک سے مر جاؤ؟"
"ہاں۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اگر میں مر جاؤں تو ان کے حصے میں ہی تو آؤں گی"
"ہت … تو وہ تمہیں کھا لیں گے؟"
"ہاں"
ایک بار پھر میں حیرت کا شکار ہو گیا تھا۔ کافی دیر تک میں خاموش رہا اور پھر ٹھٹک گیا۔ ظاہر ہے یہ ان کے اصول تھے اور وہ انہیں بہتر سمجھتے ہوں گے۔
"کیا نام ہے تمہارا؟" میں نے پوچھا۔
"گوگو"
"آؤ میرے ساتھ میں تمہیں کچھ کھلاؤں"
گوگو نے اس طرح مجھے دیکھا جیسے اس کے منہ میں پانی بھر آیا ہو۔ وہ بے یقینی کے انداز میں مجھے دیکھ رہی تھی۔
"ہاں آؤ" میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور آگے بڑھ گیا۔ وہ چند ساعت اسی طرح کھڑی رہی اور پھر دوڑ کر میرے نزدیک پہنچ گئی۔
"کیا تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ کیا تم مجھے اپنے پاس سے کھانے کو دو گے؟" یہ جملہ اس نے میرے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ تم چلی آؤ" میں نے جواب دیا اور وہ خاموشی سے میرے ساتھ چلتی رہی۔ میری رفتار تیز تھی اور وہ دوڑ دوڑ کر میرا ساتھ دے رہی تھی۔ پھر ہم گوتا کے مکان کے نزدیک پہنچ گئے۔
"مجھے معلوم ہے تم گوتا کے ساتھ آئے تھے" گوگو نے کہا۔
"ہاں۔ اب تم یہاں رکو۔ میں ابھی آتا ہوں" میں نے کہا اور پھر میں گوتا کے مکان میں داخل ہو گیا۔ گوتا اندر موجود نہیں تھا۔ البتہ انسانی گوشت اسی طرح رکھا ہوا تھا۔ میں نے ایک بازو اٹھایا اور باہر نکل آیا۔ گوگو میرے لئے بڑی بے تابی سے منتظر تھی لیکن لڑکی نے میرے ہاتھ میں انسانی گوشت دیکھا تو اپنی جگہ سے میری طرف چھلانگ لگا دی۔
"او … یہ … تم میرے لئے ہی لائے ہو؟" اس نے کہا۔
"ہاں" میں نے بازو اس کی طرف بڑھا دیا۔ لڑکی کو جیسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس نے بے یقینی کے انداز میں ہاتھ آگے بڑھائے تھے جیسے اسے شبہ ہو کہ میں اچانک اسے دھکا دے دوں گا اور پھر تیز تیز اس کی طرف جھپٹ کر انسانی گوشت … لیکن جب انسانی بازو اس کے ہاتھ میں پہنچ گیا تو اس کے حلق سے خوشی کی چیخ نکلی اور پھر اس نے واپس چھلانگ لگا دی۔ اب وہ کسی بھوکی بلی کی مانند گوشت ادھیڑ رہی تھی جیسے سامنے سے کسی … خطرہ ہو اور وہ جلد از جلد سارا گوشت ہڑپ کر جانا چاہتی ہو۔
میں اسے دیکھتا رہا۔ بڑا گھناؤنا منظر تھا۔ لڑکی کا سراپا دیکھا جاتا تو اس چاندنی میں وہ کافی متاثر کرتی تھی لیکن اس کی وحشیانہ نفرت … اور میں خود کو ایک نئے تجربے کے لئے تیار کر رہا تھا۔
اور میری جگہ تمہاری مہذب دنیا کا کوئی انسان ہوتا تو شاید اس منظر کو دیکھ کر بے ہوش ہو جاتا … چاندنی رات چاروں طرف ویران پہاڑیاں بکھری ہوئی تھیں اور ایک ننگی دھڑنگ لمبے سیاہ بالوں والی دوشیزہ بڑی رغبت سے ایک انسانی بازو کو بھنبھوڑ رہی تھی۔
لیکن تھوڑی دیر کے بعد میں اس منظر کا عادی ہو گیا۔ اور پھر وہ شکم سیر ہو گئی۔ اب اس کے ہونٹوں پر ایک آسودہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی اور وہ اپنی سرخ زبان سے بار بار ہونٹ چاٹ رہی تھی۔ انسانی بازو میں اب ہڈی کے سوا اور کچھ نہیں رہ گیا تھا۔
"اس سے قبل میں نے اتنا گوشت کبھی نہیں کھایا" اس نے کہا۔
"ہوں۔ … ایسا ہی ہو گا"
"ہاں … دوسرے جاتے ہیں"
"اب کیا کرو گی … واپس جاؤ گی؟"
"ہاں" اس نے سکون سے جواب دیا۔ اور میں نے صرف ایک لمحے کے لئے سوچا … جو کچھ سوچ کر میں اسے یہاں تک لایا تھا اس پر تو عمل کرنا چاہتا تھا۔ اور ان وحشیوں کے ساتھ کسی اخلاقی قدر کا خیال اپنی حماقت یا بزدلی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ اور تم جانتے ہو کہ میں احمق یا بزدل نہیں تھا۔ میں نے لڑکی پر چھلانگ لگا کر اسے دبوچ لیا۔
ایک لمحے کے لئے وہ حیران رہ گئی … اور پھر خوف سے چیخنے لگی اور جدوجہد کرنے لگی۔ اس نے اپنے لمبے ناخنوں سے مجھے کھسوٹنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔ اس کی آنکھوں سے بے پناہ ہراس جھانک رہا تھا۔ لیکن پھر میری حرکات نے اسے کچھ سکون بخشا اور آہستہ آہستہ وہ معتدل ہونے لگی۔ اب اس کی آنکھوں میں حیرانی تھی جیسے وہ اپنی زندگی کے انجانے اور انوکھے تجربے سے دوچار ہو رہی ہو اور پھر اس کی آنکھوں سے خمار جھانکنے لگا … اور پھر وہ نشے میں ڈوب گئی … پھر وحشی طوفان میں انبساط اور دوشیزگی کی حیا تھی۔ گویا ایسے حالات میں وہ ایک عام دوشیزہ تھی۔
وہ مسکرانے لگی۔ میں بھی اب اس کی وحشت بھول گیا تھا اور دلچسپ نگاہوں سے اس کی کیفیات کا جائزہ لے رہا تھا۔
"گوگو" … میں نے اسے مخاطب کیا۔
"سنو" اس کے لہجے سے محبت کی شیرینی ٹپک رہی تھی۔
"کیا تم مجھ سے خوفزدہ ہو گئی تھیں؟"
"ہاں"
"کیوں … کیا سوچا تھا تم نے؟"
"ایک ڈرانے والی بات" … سے بات کرتے بھی … گیا تھا۔
"مجھے بتاؤ"

"میرا خیال تھا تم مجھے اوچھے کر شکار کرنا چاہتے ہو۔ اب تم مجھے ہلاک کر دو گے اور اس کے بعد مجھے تو قاتے بڑیں سے جاؤ گے کسی کو میرے بارے میں پتہ نہیں چلے گا اور تم آرام سے مجھے کھا جاؤ گے۔" اس نے جواب دیا اور مجھے ہنسی آ گئی۔

"تو تم اس لیے چیخ رہی تھیں؟"

"ہاں۔"

"اور اب؟"

"اب تو — اب تو نہ جانے کیا ہو گیا ہے۔ نہ جانے کیا ہو گیا ہے۔ تب مجھے بہت اچھے لگنے لگے ہو۔ ستاری کی رات کی کہانیاں میں نے سنی ہیں اور ان کہانیوں میں اچھا ہوتا ہے مجھے سب کچھ ہی لگ رہا ہے۔"

"ہوں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تو اب تم خوفزدہ نہیں ہو؟"

"نہیں۔"

"اچھا اس نے تمہیں میرے بارے میں کیا بتایا تھا؟"

"کچھ نہیں۔ بس یہی کہ تم سوا ہو۔ وہ تو خود تمہیں شکار کرنا چاہتی تھی لیکن پھر وہ مجبوری کی تھی اور اس نے تمہیں اٹھا لیا۔ لیکن تم نے ان دونوں کو ٹھیک کر دیا۔"

"وہ کافی معلومات رکھتی ہے تمہیں۔" میں نے کہا۔

"ہاں۔" وہ مسکرا دی — اور پھر میں نے دوبارہ اسے آغوش میں لے لیا۔

پھر صبح کی روشنی پھوٹی تب ہی وہ جانے کے لیے تیار ہو گئی۔ زرد پوش دوشیزہ نڈھال نظر آ رہی تھی۔ ان جذبات کے اظہار کے لیے اس کے پاس الفاظ نہیں تھے جو اس کے سینے میں موجزن تھے۔ بوجھل وہ جھجکتی ہوئی چلی گئی — کئی بار اس نے مڑ مڑ کر مجھے دیکھا تھا۔

میں بھی اس سے کوئی وعدہ نہیں لینا چاہتا تھا اور پھر میں تو غار کے دہانے پر واپس پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر سوچتا رہا اور پھر ایک جگہ لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔ مجھ پر غنودگی طاری ہو گئی تھی۔

دن کا نہ جانے کون سا پہر تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔ میرے بدن پر ضربیں پڑ رہی تھیں اور شاید اسی وجہ سے میں جاگا تھا۔ میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو وہ غصے کے عالم میں میرے اوپر کوڑے برسا رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ کچھ بکتی بھی جا رہی تھی۔

مجھے تعجب ہوا جس طرح وہ اچھل اچھل کر میرے اوپر وار کر رہی تھی اس پر مجھے غصہ آ گیا — اور پھر میں نے اطمینان سے اس کی ایک ٹانگ پکڑ کر گھسیٹ لی تو اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی تھی وہ بری طرح گر پڑی تھی۔

تب میں نے اٹھ کر اسے دبوچ لیا تو وہ کافی مچلی تھی اور میرے سینے سے نکل جاتا۔ حالانکہ وہ کافی جدوجہد کر رہا تھا اور پھر میرے ایک

زرد دار چھوکری نے اس کے حواس بحال کر دیئے۔ اس چھوکری نے اس کی آنکھیں کھول دی تھیں اور اسے صورت حال کی نزاکت کا احساس دلا دیا تھا۔

"کیا ہاتھی کا گوشت پاگل کر دیتا ہے؟" میں نے مضحکہ خیز لہجے میں کہا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو؟" وہ غرائی۔

"تم کیوں پاگل ہو گئے ہو؟" میں نے پوچھا۔

"مجھے شدید غصہ آ رہا ہے۔" اس نے کہا۔

"کس پر؟"

"تم پر — سب پر —" وہ بولا اور میں اسے گھورنے لگا۔

"اگر میں تمہارے .... سر پر ایک گھونسہ رسید کر دوں تو اس سے غصہ اور بھیجا دونوں تمہارے سر سے نکل پڑیں گے۔ اس لیے ہوش میں آ جاؤ ورنہ ......"

وہ مجھے تیز تیز نگاہوں سے گھورنے لگا پھر بولا "مجھے چھوڑ دو ورنہ —"

"ورنہ کیا؟" میں نے مسکرا کر پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں۔ بس چھوڑ دو۔"

"تم بھی وہ تو تمہیں میرے اوپر نہیں آزماؤ گے جن کے ذریعے تم نے ان لوگوں کو بے وقوف بنا رکھا ہے؟"

"وہ خود بے وقوف ہیں۔ میں نے نہیں بنا رکھا۔ مگر تم مجھے چھوڑ دو تو سہی۔"

"پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمہیں غصہ کیوں آ رہا تھا؟"

"میں کچھ نہیں بتاؤں گا تمہیں۔" اس نے کہا اور میں نے اس کے بدن پر دباؤ اتنا شروع کر دیا۔ میں بتدریج اسے دبا رہا تھا — جہاں تک اس کی قوت برداشت ساتھ دیتی رہی وہ خاموش رہا — پھر کراہ انداز میں چیخ پڑا۔

"چھوڑ دو — تم — میں مر جاؤں گا۔ مر جاؤں گا ... کالی داس کے سانپ — چھوڑ دے مجھے۔ مجھے پانی کر دینے والے وحشی۔"

"کچھ بھی ہو — میں اسی طرح تمہاری پسلیاں توڑ دوں گا۔"

"ارے تیرا کوچھ کھاؤں چھوڑ دے مجھے۔"

"وجہ بتا کہ اپنے غصے کے بارے میں نہیں بتاؤ گے تو میں چھوڑوں گا۔"

"کیسے بتاؤں، مر تو جا رہا ہوں۔ تو مجھے چھوڑ دے وعدہ کرتا ہوں بتا دوں گا۔"

"ہاں، اب ٹھیک ہے، پھر بتاؤ — ورنہ اس بار نہیں چھوڑوں گا۔" وہ سسکیوں کی طرح کافی تو رہے ہے بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ

"ورنہ — ورنہ —" وہ گہری سانس لے کر بولا۔

"ورنہ کیا؟" میں نے پوچھا۔

"بستی والوں کو میں نے اپنی قوت سے زیر کیا ہے۔ بستی کا سب سے
قوی ہیکل جوان بھی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میں نے ایک کو آزمایا۔
میں نے بستی کے طاقتور جوانوں کو دعوت دی کہ مجھے ہلاک کر دیں اور
میرا گوشت کھائیں۔ لیکن پھر دونوں کو میں نے ہی انہیں کھا لیا۔ یوں اپنی
طاقت پر نازاں کئی جوان میرے سوپیٹ میں پہنچ گئے لیکن... لیکن تم
تم ان سے زیادہ طاقتور ہو۔"

"تم نے اپنے غصے کی وجہ نہیں بتائی۔"

"اب تو بیکار ہے... اب تو سب بیکار ہے۔"

"کیا مطلب؟" میں نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور وہ ایک دم
پیچھے سرک گیا۔

"نہیں نہیں، تم نہیں سمجھے... میرا مطلب ہے اب تو غصہ بیکار
ہے۔ دوسری صورت میں بھی میں تم پر قابو نہیں پا سکتا تھا بلکہ ممکن ہے
تم خود مجھے شکار کر لیتے۔"

"میری سمجھ میں اب بھی نہیں آیا۔" میں نے غراتے ہوئے کہا۔

"او... تم کیا سمجھے ہو۔ کیا میں تمہیں اس لئے لا کر یہاں دیا تھا کہ
تمہاری عبادت کروں۔ تمہیں کھلا پلا کر موٹا کروں۔" توقا نے سہمتے
ہوئے انداز میں کہا۔

"پھر کس لئے لائے تھے میری جان؟"

"بستی کے لوگ تم سے خوفزدہ تھے۔ وہ بھی تمہارا شکار کرتے۔
لیکن میں تم سے خوفزدہ نہیں تھا۔ اور میں نے تمہیں کھانے کا ارادہ کیا تھا
میں نے سوچا تھا کہ چند روز تمہیں آرام سے رکھوں گا اور اس کے بعد
کسی رات خاموشی سے آہ... آہ..." اس نے سست انداز میں کہا۔

"خوب۔ مگر اب کیا ہو گیا پیارے توقا؟"

"بستی کے بدھوں نے جلد بازی کی۔ انہوں نے شاہ کا سگنانا
کی موت کا پیغام بھجوا دیا اور پوری تفصیل بھی پہنچا دی۔"

"اوہ۔" میں نے گہری سانس لی۔ "تمہیں کیسے معلوم؟"

"انہیں سے خبر ہے۔ انہوں نے وہاں سے پہلے ہی لوگوں کو
پہاڑوں کی ملکہ کی طرف دوڑا دیا ہے اور اب گھوڑے آئیں گے اور
تمہارے دوں سے رسیاں کس کر تمہیں ملکہ شاہ ہو کے پاس لے جائیں گے
اور پھر تم اس کی ملکیت ہو گے۔ وہ تمہارے ساتھ اپنی مرضی کے مطابق
سلوک کرے گی۔"

"اور اگر اس کے آدمیوں کے پہنچنے سے قبل تم نے مجھے کھا لیا تو؟"

"تو اس کے آدمی میرا پیٹ چاک کر کے تمہیں نکال لیں گے اور
پھر میری بوٹیاں تقسیم کریں گے۔" توقا نے جواب دیا اور مجھے ہنسی آ گئی۔

"اب تو مجبوری ہے۔" میں نے کہا۔

"پہلے بھی مجبوری تھی۔ تم مجھ سے زیادہ طاقتور ہو اور میرا
خیال ہے کہ ایک وار میں تم ہلاک بھی نہیں ہو سکتے تھے۔"

"میری بھی ٹھیک ہے لیکن میرے دوست توقا اب میں نے بھی ایک
ارادہ کر لیا ہے۔"

"کیا؟" توقا مجھے گھورنے لگا۔

"مجھے شکار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں ختم کر کے رکھ لوں
گا۔ دو تین دن چل جاؤ گے اس کے بعد دیکھا جائے گا۔"

"اوہ... وہ..." توقا کے چہرے پر مردنی چھا گئی۔ اس نے خوفزدہ
نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر پیچھے کھسکنے لگا۔ "مم... میرا خیال
ہے ابھی تمہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی تو... ابھی تو......"

اپنی دانست میں اس نے مجھے دھوکہ دیا تھا لیکن میرے حلق سے
بے شمار قہقہے پھوٹ پڑے۔ توقا اچھل کر بھاگا تھا اور اس رفتار سے بھاگا
تھا کہ حیرت ہوتی تھی۔ میں نے باہر نکل کر دیکھا۔ وہ بہت دور ایک نقطے
کی شکل میں نظر آ رہا تھا۔

میں دیر تک ہنستا رہا پھر تھوڑی دیر کے بعد میں اندر واپس آ گیا
اگر توقا خوفزدہ ہو گیا ہے تو دوبارہ ادھر کا رخ نہیں کرے گا اور مجھے
تنہا ہی یہاں رہنا ہو گا۔ شاہ ہو کے ہرکاروں کا انتظار کرنا ہی ہو گا مجھے
لیکن شکار کی ضرورت تھی۔ کچھ کھانے کو دل چاہ رہا تھا۔ چنانچہ میں شکار
کی تلاش میں چل پڑا اور بستی کے لوگوں کی نگاہوں سے بچتا ہوا جنگلوں میں
نکل گیا۔ اور یہاں شکار کی کوئی کمی نہیں تھی اور نہ ہی اس علاقے کے
جانوروں کو مجھ جیسے انوکھے شکاری سے واسطہ ہوا ہو گا۔ چنانچہ ایک خوبصورت پہاڑی
بکرا میں نے شکار کیا اور پھر میں نے اس کی کھال کھینچ لی۔ پھر کھڑے کھڑے
ان کا ایک گٹھر بنایا اور واپس توقا کے غار کی طرف چل پڑا۔ اب یہاں
صرف میری حکمرانی تھی۔

چنانچہ اس بدبودار غار کے بجائے میں نے ایک کھلی جگہ بکرے کی
کھال اتارتے ہوئے بکرے کو میں نے ایک چٹان پر رکھ دیا اور چقماق سے
آگ روشن کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد آگ کے شعلے بلند ہونے لگے
اور پھر میں نے بکرے کو لکڑی پر لٹکا کر آگ پر لٹکا دیا۔

گوشت بھننے کی خوشبو دور دور تک پھیل رہی تھی۔ میں آگ سے
کچھ فاصلے پر ایک چٹان سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ رات ہو گئی تھی اور چاروں
طرف تاریکی پھیل رہی تھی۔ پھر مجھے کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی
اور میں چونک پڑا۔

توقا نے پھر یہاں آنے کی جرأت کس طرح کی تھی؟ لیکن پھر میں
نے اس کو دیکھ لیا... پچھلی رات والی لڑکی جو آگ کو خوفزدہ نگاہوں سے
دیکھتی اس سے بچتی آگے بڑھ رہی تھی۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی
کیا اس بچی کو بھی گوشت لے آیا ہے___

"ہوا... میں نے اسے آواز دی اور وہ اچھل پڑی۔ پھر اس نے
میری طرف دیکھا اور تیزی سے میرے نزدیک پہنچ گئی۔

"اوہ... سوہو..." اس نے میرے نزدیک آ کر کہا۔ اس کے
لہجے میں پیار تھا۔

"گوشت چاہئے؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں سوچ — میں تیری تلاش میں آئی تھی۔"

"کیوں؟"

"میں — میں آج بھی تیرے پاس رہوں گی۔ میں پہلے بھی تیرے پاس آنا چاہتی تھی لیکن تو قافے سے ڈر لگتا ہے۔ اب تو قافو سوتا رہے گا اور آرام کر رہا ہے۔ میں نے اُسے دیکھا تو تیزی سے دوڑتی ہوئی یہاں چلی آئی۔" گوا نے جواب دیا۔

"تب آ بیٹھ جا۔" میں نے اُسے کھینچ کر قریب بٹھا لیا۔ گوا کے اس وقت آنے سے مجھے کافی خوشی ہوئی تھی۔ ورنہ تنہا وقت کاٹنا دوبھر ہو رہا تھا۔ گوا بیٹھ گئی لیکن وہ اب بھی آگ کی طرف سہمی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی اور کافی اُلجھی اُلجھی سی لگ رہی تھی۔

"یہ — یہ —" اُس نے بالآخر عجیب انداز میں کہا۔

"آگ ہے۔ میں جانتا ہوں تم لوگ اس سے ڈرتے ہو۔"

"ہاں یہ — یہ سنگھا کی دوست ہے۔"

"یہ میری بھی دوست ہے۔ میں اسے چھو سکتا ہوں۔ اس میں سو سکتا ہوں۔"

"مگر یہ ایسی ہے، جو کیسی دکھتی ہے کتنی خوش گوار۔"

"آج تم نے کچھ کھایا؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں۔ مگر میں تمہارے لئے کچھ [illegible] میں جانتی ہوں کل تو گوشت لایا تھا۔ اب تو وہ ختم ہو گیا ہوگا۔ اگر ہوتا بھی تو میں اس کے لئے نہیں آئی تھی۔"

"کوئی بات نہیں۔ یہ آج میں تمہیں کچھ اور کھلاؤں گا۔" میں نے کہا اور پھر میں بکرے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ میرے اندازے کے مطابق اب وہ بھن چکا تھا چنانچہ میں نے اسے آگ سے اتار لیا اور پھر اس کے ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

گوا اس ساری کارروائی کو تعجب کی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ پھر میں نے بکرے کی ایک ران اکھاڑ کر اس کی طرف بڑھا دی اور گوا خوفزدہ انداز میں پیچھے ہٹ گئی۔

"لو گوا اسے کھاؤ۔"

"یہ — یہ کیا ہے؟" اس نے پوچھا۔

"شکار۔"

"لیکن یہ — آگ میں؟"

"کھا کر تو دیکھو گوا — بعد میں بات کرنا۔" میں نے کہا اور گوا نے ہاتھ بڑھا کر ران لے لی۔ پھر وہ نیم گرم گوشت کو دانتوں سے اُدھیڑنے لگی۔ یقیناً اس کے لئے یہ نئی چیز تھی۔ ابتدا میں وہ جھجکی لیکن پھر شوق سے کھانے لگی۔ اس کی آنکھوں میں پسندیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

پھر اس نے پوری ران صاف کر دی۔ "اور دو —" میں نے کہا اور وہ ندیدے انداز میں ہنسنے لگی پھر اس نے گوشت کا ایک بڑا ٹکڑا اکھاڑ لیا اور تھوڑی دیر میں ہم دونوں مل کر پورا بکرا چٹ کر گئے۔ گوا کا پیٹ بھی خوب بھر گیا تھا۔

"کیسا شکار تھا گوا؟" میں نے پوچھا۔

"میں نے اس سے قبل نہیں کھایا اور کسی نے نہیں کھایا ہوگا۔"

"تمہیں پسند آیا؟"

"بہت۔"

"جب تک میں یہاں ہوں — تم روز آیا کرو۔ میں تمہارے لئے شکار تیار رکھوں گا۔"

"تو — تم چلے بھی جاؤ گے؟"

"ہاں۔ سنتا ہے تمہاری بستی کے لوگ، ملکہ شاہوا کو میرے بارے میں اطلاع دینے گئے ہیں۔"

"اوہ ہاں۔ وہ گئے ہیں۔"

"تو پھر ظاہر ہے ملکہ شاہوا اپنے آدمیوں کو مجھے گرفتار کرنے کے لئے بھیجے گی۔"

"ہاں۔ اور وہ تمہیں لے جائیں گے۔" گوا پریشانی سے بولی۔

"تم نہیں چاہتیں کہ وہ مجھے لے جائیں؟"

"نہیں۔"

"لیکن میں کر بھی کیا سکتا ہوں۔"

"تم — تم جنگلوں میں چھپ جاؤ۔ اندر تک چلے جاؤ۔ وہاں شاہوا کے آدمی نہیں جائیں گے۔ لیکن تم جنگل کی خوفناک بلاؤں سے تو بچ سکتے ہو نا؟"

"یہ دیکھا جائے گا گوا۔ [illegible] بچ سکتا ہوں [illegible] اور اس کے بعد [illegible]

[illegible]

"میں اب جاؤں؟" اس نے پوچھا۔

"جاؤ لیکن رات کو آؤ گی؟"

"ہاں۔"

"وہاں کے کھانے کے لئے تم بہ [illegible] گوشت لے جا سکتی ہو۔" میں نے [illegible]

[illegible]

لیکن وہ بہر [illegible] مجھے معلوم نہیں تھا کہ شاہوا کے [illegible] چند لوگ ان گھوڑوں کے [illegible]

میں نے گہری سانس لی اور ان لوگوں کے قریب آنے کا انتظار کرنے لگا۔ [illegible]

[illegible]

تب شاہوا کے [illegible]

[illegible]

مجھے رسیوں سے جکڑ دیا گیا۔ [illegible]

[illegible]

انہیں غار کے آگے [illegible]

[illegible]

دی تھیں اور چہرہ دوبارہ ڈھک گیا۔

دونوں درباری سناٹے کی کیفیت میں [illegible] نگاہوں سے مجھے دیکھ رہے تھے اور زمین پر کچھ آڑی ترچھی لکیریں کھینچ رہے تھے۔ بہر طور میں کوئی ہنگامہ نہیں کرنا چاہتا تھا [illegible]

[illegible]

"ہاں" [illegible]

[illegible]

"سنو" میں نے [illegible]

[illegible]

اس مختصر [illegible] نہیں ہیں نے اسے بند کر دیا تھا۔

"تیری [illegible] مجھے [illegible] کے نام سے پکارا گیا ہے" میں نے پوچھا۔

"اور تیری [illegible]"

"تیری [illegible] کوئی [illegible] نہیں ہے۔"

"کہاں سے آیا ہے [illegible]"

"اُس [illegible] کے دوسری جانب سے۔"

"وہاں کیا ہے؟"

"[illegible]"

"اور کیا اس [illegible] انسان نہیں بستے؟"

"نہیں [illegible] حال ہے۔"

"[illegible] ہے [illegible] کے مانند؟"

"[illegible]" میں نے [illegible] کہا۔

[illegible]

"یہ بات [illegible] نہیں ہے [illegible]"

[illegible]

"[illegible]"

"جان جاتا ہوں" میں نے کہا۔

[illegible]

"کیا نام ہے تیرا؟"

"[illegible]"

"[illegible] کے دوسری جانب سے آیا ہے"

"ہاں"

"اصل نام کیا ہے؟"

"[illegible] ہے"

"تیری بستی کا نام کیا ہے؟"

"[illegible]"

"تُو نے [illegible] کیا ہے؟"

"ہاں"

"کیوں کیا تجھے معلوم [illegible] اور اس کی [illegible]"

"[illegible]"

"مجھے نہیں معلوم تھا" [illegible]

[illegible]

"[illegible]"

[illegible]

"[illegible]"

[illegible]

"[illegible]"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"ابھی تھوڑی دیر میں تمہاری زبان ہمیشہ کے لیے خاموش ہو جائے گی" اس شخص نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

"اور کیا وجہ ہے" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دیکھو لڑکے صرف تھوڑی دیر باقی ہے سوچ کر بات کرو۔ تمہاری موت کا پیغام سنا دیا گیا ہے"

"چلو ٹھیک ہے لیکن کیا یہ تمہارے مالک کا حکم ہے"

"اور کس کی مجال ہے کہ کسی کی موت کا حکم دے سکے"

"تب ٹھیک ہے لیکن میرے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا جا رہا ہے"

"اس لیے کہ تم ملکہ کے قاتل ہو اور اس کے علاوہ نافرمان اور گستاخ بھی"

"لیکن نافرمان کیوں؟"

"تم نے ملکہ کی قدم بوسی نہیں کی بلکہ اس کی بادشاہت سے انکار کیا"

"ہم یہاں کے شہری ہیں [illegible] کیا خوب تھا [illegible] بہرحال [illegible] تھوڑی دیر کے بعد [illegible] گوشت کی [illegible] تقسیم کریں گے [illegible] گوشت [illegible] پہلے [illegible] ایک [illegible] کہہ سکتے ہو؟"

"ہم ملکہ کے قاتل سے بات کرنا نہیں چاہتے" اس نے جواب دیا۔

"اس [illegible] دل [illegible] جائے گی"

"ٹھیک ہے ایسا ہے [illegible] کوئی نقصان نہیں ہے" وحشیوں میں سے ایک شخص [illegible] کیا [illegible] کیا چاہتے ہو؟"

"تھوڑی سی گفتگو کرنے کا خواہشمند ہوں"

"کہو" بوڑھے شخص نے نرمی سے کہا۔

"تمہاری ملکہ شاہ ہولا تو یہیں سے نہیں ہے"

"وہ کچھ بھی ہے ہماری ملکہ ہے"

"وہ ٹھیک ہے میں ویسے ہی پوچھ رہا ہوں"

"ہاں وہ ہم سے نہیں ہے پہلی ملکہ [illegible] تھی لیکن پھر پانی کے دوسری طرف سے [illegible] ملکہ شاہ ہولا [illegible] پہلی ملکہ نے اس کو [illegible] اور اس کی پرورش کی [illegible] اب وہ ہماری ملکہ ہے اور ہم اس کے غلام ہیں"

"تب اس وقت وہ کتنی بڑی تھی"

"بہت چھوٹی [illegible]" اس نے ہاتھ سے بتایا۔

"اور تب ٹھیک ہے کیا وہ گوشت کھاتی ہے میرا مطلب ہے انسانی گوشت؟"

"کیوں نہیں"

"او [illegible] لیکن عجیب ہے بہرحال اسے [illegible] کیا جائے گا" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"اور کچھ پوچھنا چاہتے ہو؟"

"نہیں بس [illegible] کچھ پرواہ نہیں ہے۔ ہاں اب اگر تم چاہو تو تمہاری معلومات کے لیے [illegible] کام [illegible] میں نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"کیا ملکہ نے مجھے ہلاک کرنے کا حکم دیا ہے؟"

"ہاں وہ تم [illegible] ملکہ [illegible] ہلاک کر [illegible] ہمارے [illegible] گے"

"لیکن تمہاری ملکہ مجھے قتل نہیں کر سکے گی"

"کیوں؟"

"بس میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ اس کی کوششیں اس کے لیے نقصان دہ ہوں گی"

"یہ تمہاری خوش فہمی ہے" وہ شخص بولا۔

"تمہارا نام کیا ہے"

"کالان" اس نے جواب دیا۔

"مجھے قتل کرنے [illegible] شریک ہونا [illegible] نہیں [illegible] ورنہ [illegible] دوسری صورت [illegible] ہاتھوں سے مرنے والوں میں شامل ہو جاؤ گے"

"اوہ تمہیں خود [illegible] لیکن بہت جلد [illegible] جائے گا کسی کی مجال ہے کہ شاہ ہولا کے عتاب کا شکار ہونے کے بعد زندہ بچ سکے"

"خیر میں نے دوستی کے جواب میں تمہیں [illegible] مرضی" میں نے جواب دیا اور خاموش ہو گیا۔

اس وقت [illegible] تھا جب بہت سے لوگ [illegible] کے دروازے کھول کر مجھے نکال [illegible] ... جلد ہی [illegible] ان [illegible] کے ساتھ چل پڑا۔

جس جگہ مجھے لے جایا گیا وہ [illegible] نہیں تھی۔ ایک پہاڑ کا [illegible] [illegible] دیواریں [illegible] تھے [illegible]

مجھے اس دریا [illegible] کہ [illegible] باہر [illegible] جن [illegible] اور [illegible] تھے ...

"وہ چاروں [illegible] میں نے ایک گہری سانس لے کر سوچا لیکن [illegible] مجھے نہیں [illegible] گی"

سورج ابھی نہیں نکلا تھا میں اوپر دیکھنے لگا پھر [illegible]

بعض وحشیوں نے [illegible] ایک [illegible] اندازہ درست تھا [illegible] ہو سکتا ہے [illegible] صاف [illegible] تھے [illegible] ایک چبوترے کے درمیان [illegible] نظر آ رہی تھی۔

میں نے دیکھا آدھی تو [illegible] میری طرف [illegible] وحشیوں [illegible] ہوں [illegible] گئے [illegible] کیا۔

"ملکہ شاہ ہولا [illegible] لایا گیا ہے؟"

چند لمحات خاموشی رہی پھر [illegible] اس نے کہا [illegible] قاتل ہے؟"

"میں نے یہ سوال کسی سے کیا تھا"

"میں ملکہ کے حکم پر تمہیں جواب دے رہا ہوں"

"چلو [illegible] میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟"

"ملکہ کی نافرمانی کی سزا دی جائے گی تمہیں ہلاک کیا جائے گا اور اس کے بعد [illegible] کر دیا جائے گا" اوپر سے جواب ملا۔

"ملکہ کی [illegible] دوسری جانب کا [illegible] سکتا ہوں [illegible] ہے وہ [illegible] اس نقصان [illegible] کی نگاہ سے [illegible] ہے [illegible] کے [illegible]"

"مگر [illegible] یہ [illegible] مجھے [illegible] جائے گا" اور [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کو [illegible] بتانے لگے تھے ان کے ہاتھوں میں [illegible] کر جائے تھے وہ ... عجیب [illegible] میں اچھلنے لگے۔

تب [illegible] کی [illegible] اس سے طاقت کی [illegible] کرنا مناسب ہے یہ فیصلہ کرنے کے بعد میں تیار ہو گیا لیکن اس کے ساتھ ہی میں نے [illegible] کیا تھا [illegible] کروں گا۔

وہ وحشی [illegible] سب تھے اچھل کود رہے تھے [illegible] سورج کی [illegible] کر [illegible] جانے لگے اس کے [illegible] کی [illegible] میری طرف [illegible] اس کے [illegible] اور میں نے [illegible] ہاتھوں [illegible] کے [illegible] انہیں [illegible] کے سینوں میں

داخل ہوئے اور دوسری طرف نکل گئے

جب کچھ [illegible] سے جو کچھ [illegible] کے [illegible] وحشیوں کے حلق سے [illegible] چیخیں نکلیں اور وہ ساکت ہو گئے۔ بالکل خاموشی چھا گئی تھی۔

"ملکہ شاہ ہولا۔ اب میرے اوپر [illegible] ہو گیا ہے جلد ہی دوسری [illegible] ان [illegible] پر [illegible] میں نے چیخ کر کہا۔

اب [illegible] منظر [illegible] کہ [illegible] ان کے ہاتھوں میں [illegible] تھے اور انہوں نے [illegible] اوپر [illegible] دیئے۔ اس بار سب کو نہیں سنبھال سکا تھا لیکن ایک [illegible] ان کے [illegible] میرے بدن پر پڑے تھے لیکن ظاہر ہے مجھے کوئی نقصان نہ پہنچ سکا

اور اب [illegible] میرے سامنے [illegible] تھیں اور [illegible] ہو گیا تھا ... [illegible] تھے وہ خود وہ تھے

"ملکہ شاہ ہولا میں [illegible] جلد ہی [illegible] میں کے بعد اس [illegible] کھل گیا تھا [illegible] میں خود اس کی طرف [illegible] پہلے [illegible] میرے اوپر [illegible] اس کی [illegible] سے [illegible] دوسری [illegible] ان کی قوت صرف کی۔

[illegible] ان [illegible] سب کچھ [illegible] ہو گئے

تھے میں [illegible] کے [illegible] جہاں [illegible] اور [illegible] نہیں [illegible] تھی۔

[illegible] سے [illegible] کر اس کا جائزہ لینے لگا۔ میرا اندازہ درست [illegible] چاہیے تھا [illegible] اور [illegible] ایک [illegible] ہو گیا [illegible] سے [illegible] پہاڑی [illegible] سانس [illegible] کے [illegible] ہو گئے ہوں گے اس وقت ...

چنانچہ [illegible] پہاڑی کی بلندی طے کرنے لگا جس کے اندر وہ [illegible] ہوئی تھی۔ اب [illegible] طرح [illegible] اور جس [illegible] میں اوپر پہنچا تو [illegible] وحشی [illegible] کی طرف

دیکھو بیٹھے تھے۔

سردار نے زور دار آواز میں کہا۔ ان لوگوں نے فوراً ہی مجھے پکڑ کر ساتھ لیا اور
اب تیرا کیا ارادہ ہے۔ شہر جاؤ گے اور بستی کے لوگ تیری وحشی خود بچے ہیں اور
اب میں کیا کر سکتا ہوں سوائے اس کے کہ ان لوگوں کو قتل عام کروں۔"
اور یکایک آواز ختم ہو گئی۔ میں نے پروفیسر کو ان کے حوالے کر دیا گئے۔ جیسا گئے اس
وقت وہ احاطہ کر کے اپنی جان کو بچا کر بھاگ گئے۔ اور جاگ گئے اس طرح
سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے۔ بے شمار ہوتے ہوئے ہیں ان میں سے (ظاہر ہے) بادل اور
پہاڑ میں خالی ہو گئی۔ لیکن وہ بھی جا چکی تھی۔ لڑکی ہوئی تھی (نہ بستی) ان کے ساتھ اس
نے بھی کہ مناسب نہیں سمجھا۔ اور پھر کوئی نہ تھا۔ وہاں سوائے ان لاشوں کے
جو بہر صورت دشمنوں کی تھیں جو شامل تھیں۔

تب میں نے ان واقعات کے بارے میں سوچا اور اب یہ لڑکا چاہیے
مجھے کہ وہ کس درست ہوئے ہوں گے یا نہیں۔ لیکن میں کا فیصلہ اور اس
کی بات نصیب ہونے پر بھی ہو سکتا ہے۔ میں نے سوچا اور پھر اپنے آپ کو
اس کے بارے میں سوچنے لگا۔ ان اس مرتبہ کو پھر زور سے بے لیکن وہ
خوبصورت عورت اچھی تھی اور مجھے پسند تھی۔

تو پروفیسر۔ میں پہاڑ میں سے اتر آیا اور بستی کے علاوہ میں کہاں
جا سکتا تھا لیکن علاوہ یہ تھا کہ جب بستی کے لوگوں نے مجھے دیکھا تو چیخنے لگے
جان نکلنے کے بعد بھی ہے بہادر لوگ اور جو بہت تھے میرے سامنے
سے لیکن میں نے جو کچھ ان سے گفتگو کی تھی اور نتیجہ ——
وہ میرے سامنے تھا۔ وہاں بیٹھا میں اس کے قریب بیٹھ گیا۔
میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا
اور وہ ایک قدم آگے بڑھ آیا۔
"اے عظیم وقت، جو بڑے ہوئے ملعات اور پُر آنے والے وقت
کے وقت یہ تسلیم کر لو کہ حماقت کے سوا کچھ نہیں کر رہی کیا، تو نے کیا تھا۔ لیکن
تھا دراز کر کے پہچان نہیں ہوئی اور اب تجھ سے کہا جا سکتا ہے کہ میں معاف کر دے؟"
"ملکہ کہاں ہے؟"
"وہ پوشیدہ ہے اور سامنے آنے کی جرأت نہیں پاتی۔"
"لیکن میں نے اس سے کہا تھا۔"
"تیرے فیصلے کو اس نے تسلیم نہیں کیا۔ اس نے بھی نہیں کیا۔"
"تو کیا اب وہ سزا کی مستوجب نہیں ہے؟"
"وہ معافی کی طلبگار ہے۔"
"اسے میرے سامنے پیش کیا جائے اور بستی کے لوگ میرے سامنے
نہ بیٹھ سکیں گے۔" میں نے کہا۔ وہ شخص سوچنے لگا۔ پھر بولا۔
"لیکن اس وقت تک کی مہلت دے جب تک میں ملکہ سے گفتگو
کر لوں۔ کیا تو مجھے اور میری بستی والوں کے ساتھ یہ رعایت کرے گا؟"
"کب تک جواب دو گے؟" میں نے پوچھا۔
"بہت جلد، یقیناً بہت جلد۔" اس نے کہا۔

"میں انتظار کروں گا۔ ابھی پہاڑوں پر جہاں تم نے میری قتل گاہ بنائی
تھی۔ لیکن جلدی وقت نہیں ورنہ پھر میں تمہاری بستی کو تاراج کر دوں گا۔" میں نے
کہا اور اس شخص نے گردن ہلا دی۔ پھر اس نے نہایت عاجزی سے کہا۔
"ایک رعایت اور چاہتا ہوں عظیم مرد۔"
"ہاں کہو۔ ان لڑکوں میں زرد چہرا تمہاری تھا جو تیرے خلاف ہوں ہیرے ہوش
تھے اور کیا میں نے نہ کہا تھا تجھ سے کہ زرد لڑکی ہے الگ رہنا جو مجھے نفرت میں
چھپانے کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں۔"
"کیا تھا۔" اس نے گردن جھکا کر جواب دیا۔
"خیر دوسری رعایت کیا چاہتا ہے؟"
"مجھے اور میرے ساتھ چند لوگوں کو وہ لاشیں اٹھا لانے کی اجازت دے
جو پہاڑی کے درمیان پڑی ہوئی ہیں۔ بے شک تو ان میں سے ہر وہ لاش رکھ
لے جو تجھے پسند ہو اور جسے تو کھانا چاہے۔ باقی لوگ کر جانے دے سکے۔"
"اور وہ تم لوگ خود کیوں کھاؤ گے؟"
"ہاں یہ ہماری قدیم رسم ہے۔"
"دوست دشمن سب کو اسی طرح کھا جاتے ہو؟"
"ہاں دشمن کے نام سے بزرگوں کی روحیں ہم کو ملتی ہیں بلکہ ہم اس سے
کی محبت پر بھی چاہتے ہیں۔ اور دوست وہ ہم ان کو پتا رکھ کر بارہا ان کی روحوں کو ان
کے نام میں۔ اور انہیں ہمیشہ کے لئے خود میں محفوظ کر لیتے ہیں۔"
مجھے ہنسی آ گئی۔ کیا عزت کی مخلوق تھی۔ ایک ہی عمل دونوں کے لئے
محبت کا اور دشمنوں سے نفرت کا تھا۔
"تو کیا حکم ہے عظیم مرد؟"
"ٹھیک ہے تم ان لاشوں کو اٹھا لو اور دیکھو ان میں کوئی ایسا
دوست ہے جس کو میں خود میں محفوظ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ کوئی دشمن کہیں اس
کی طرف نہ جاؤں۔ اس لئے تم ان میں سے کسی کو میرے لئے مت بچانا۔
اور تمام لاشیں اٹھوا لینا۔"
"لیکن سب کچھ تیری غذا؟"
"تم اس کی پرواہ مت کرو۔ میں اپنی کوشش سے زندہ رہوں اور زندہ
رہنا چاہتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔
"جو تیرا حکم۔" اس نے گردن جھکا کر کہا۔ اور چلا گیا۔ لیکن آگے
پہاڑوں میں تو تم جو کوئی یہاں نہ آئے گا اس وقت تک۔
"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔" میں پہاڑوں میں موجود ہوں گا۔ میں نے
کہا۔ میں نے کہا اور وہ واپس چلا گیا۔ میں دیر تک اسے جاتے دیکھتا رہا
اور پھر میں نے ایک تیری ساتھی لی۔ حماقت کا شکر ادا کیا ہے۔ اور جانا ہے
میرا جانا بے کار تھا اور اس لئے میں نے سوچا کہ اس جگہ سے اپنے
کروں۔ شہزادی میں اس علاقے کی سیر کروں اور پھر میں پہاڑوں کی اس
نکل گیا جہاں آبادی نہیں تھی۔
یہ علاقہ بھی بے مثال تھا۔ سب کچھ تو تھا یہاں پہاڑوں کے درمیان

جانب سر سبز جنگل اور ایک بہت بڑی جھیل نظر آ رہی تھی۔ جھیل پر بے شمار
پرندے تھے اور یہ دلچسپ سے اس طرف چل پڑا۔
پھر کنارے سے پرندوں کو شکار کیا۔ ایک لمبی مشغلہ تھا۔ میں
نے فیصلہ کیا تھا کہ آج یہی سے کھانا کھاؤں گا۔
اور پھر تھوڑی دیر کے بعد میں نے پرندوں کا ایک ڈھیر لگا لیا اور
ان کو آگ میں بھون کر کھانے لگا۔
دیر سے سیر ہو گئے میں جھیل کے کنارے بیٹھا اور پھر ان
کے متعلق سوچتا رہا۔ لیکن ان کے بارے میں سوچا۔
اس عورت کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے۔ ظاہر ہے وہ شکست خوردہ
ہے اور اس سے قربت ہے۔
لیکن پروفیسر، عورت کون ذہنی طور پر شکست دو جسمانی طور پر
زیر کر لو۔ تو وہ ہار گئے ہوئے قدم آگے کی طرف بڑھاتی ہے۔
ہاں اگر تم ذہنی شکست کی جانب اس دور جہان سے تمہارا دم بھرنے لگے
تو ٹھیک ہے۔
"کیا تمہارا یہ سمجھنا مناسب ہے؟" پروفیسر نے درمیان میں
دخل دیا۔
"وہ صرف شمار ہی ایک بیٹی اور بہت سے عورت میں جنہیں
ان کے ساتھ میں سنا چکا ہوں۔ پہلے اور ان میں دشمن ہی کر سکتا ہے۔
لیکن عورت کی حیثیت سے میں نے انہیں اس وقت پہچانا جب سب نے
مجھے تسلیم کر لیا۔"
"ایک بات تو بتاؤ۔" فرزانہ بول پڑی۔
"ضرور پوچھو۔"
"اس تمہاری زندگی میں کوئی ایسی عورت تھی کہ جس نے اپنے
طور پر تمہیں قائل کیا ہو۔ تمہاری داستانوں میں جتنی عورتیں آئی
ہیں ان سب نے کسی طرح بقول تمہارے تم سے ذہنی طور پر شکست
قبول کی ہے۔"
"چند کردار میرے دوسری جنس نے آخر تک میری شکست کی ہے۔ لیکن
ان کی حیثیت اتنی نہیں یہ صرف پوشیدہ عورت نہ تھی۔"
"اس بات کو چھوڑو پہلی عورت نہ کسی سے ملی ہو اور ہم کو نہیں
تم پسند کیا ہو۔"
"اس سلسلے میں اس قسم کی ایک بات بیان ہو کہ اس کے بعد میری
زندگی میں ایسی عورتیں آئی لیکن انہوں نے کئی مرحلے ایسے ہیں جن کو
کس کر کسی کی ہمت آگے بڑھ آئے بار بار یہ سوچتے ہوئے ٹھہر گئی
ان کی شکست کے ساتھ میں عام ہو جاتا۔"
"ایسی کوئی لڑکی یا عورت جو تمہیں ملی ہو اور نہ جس نے تمہارے ذہن کو شکست دی ہو
اور ہم سے ٹھیک ٹھیک شکست تم بول رہے ہو؟"
"نہیں ایسی کوئی عورت نہیں ملی شاید وہ کسی دن پیدا ہو جو کوئی عورت

پیدا ہی نہ ہوئی ہو جسے میں چاہتا ہوں اور وہ میرے قدموں پر آ بیٹھے۔"
"تمہارے ذہن میں کسی عورت کی تصویر تو ہو گی؟"
"ہاں میں تو زندگی میں تجربات کا ساتھی ہوں۔"
"اچھا۔" فرزانہ پروفیسر خاور کی طرف دیکھ کر بولی۔ اس کے انداز میں
کسلمندی تھی۔
"کیا بات ہے بیٹی؟"
"کیوں نہ ہم تھوڑی دیر آرام کر لیں؟"
"کیا تم اس کی ضرورت محسوس کر رہی ہو؟"
"ہاں۔" فرزانہ نے جواب دیا۔
"اور فرزانہ بیٹے کا شاید ہوا تو جاتے ہو۔ اس کے بعد پھر آگے
گے پروفیسر خاور نے کہا۔
"نہیں پروفیسر، لڑکیاں آرام کی عادی ہیں تو انہیں آرام ضرور
کرنا چاہیئے میں ان کی پوری دلچسپی چاہتا ہوں۔"
"اچھا۔" پروفیسر خاور نے گہری سانس لی اور پھر وہ دونوں آرام کے لئے
اٹھ گئے۔ لڑکیاں پروفیسر خاور کے ساتھ آرام کرنے کے لئے جا چکی تھیں۔
تھوڑی دیر کے بعد پروفیسر خاور کے کمرے کو گھر لگے۔ فرزانہ اور
فرزانہ بھی خاموش لیٹی تھیں۔ وہ دونوں جاگ رہی تھیں اور دونوں ہی سوچ رہی تھیں۔ لیکن
خیالات کے ہجوم کے لئے اٹھنے کی وجہ سے دونوں ہی خاموش تھیں۔
بالآخر فرزانہ سے خاموشی برداشت نہ ہو سکی اور اس نے فرزانہ
کو مخاطب کیا۔ "باجی کیا آپ سو گئیں؟"
"نہیں۔"
"کچھ باتیں کریں۔"
"نیند نہیں آ رہی؟"
"نہیں۔"
"تو باتیں کرو۔"
"میں آپ کی اس اچانک بدلی ہوئی فطرت کی وجہ جاننا چاہتی ہوں؟"
"کیسی بدلی فطرت؟"
"جو آپ نے اس کی کہانی میں کی؟"
"فرزانہ تم تیز ترین ہو، کیا تم نے اس کی کہانیوں سے کوئی
خاص نتیجہ اخذ نہیں کیا؟"
"خاص نتیجہ؟"
"ہاں۔"
"کیا باجی آپ کا اشارہ کس طرف ہے؟ میں اندازہ نہیں لگا سکی۔"
"ان تمام کہانیوں میں اس نے عورت کے کردار کو بہت کمزور بلکہ
دوسرے درجے میں پیش کیا ہے۔ اس کے ذہن میں عورت کا تقدس
نہیں ہے۔"
"اوہ۔" فرزانہ نے آہستہ سے کہا اور کچھ سوچنے لگی۔ باجی...

مڑ کر اسے دیکھنے لگی۔
"کیا تم نے محسوس کیا ہے ؟"
"ہاں۔ باجی" فرزانہ آہستہ سے بولی۔
"کیا محسوس ہوا، تمہیں کیا پتہ ہے ؟"
"ہرگز نہیں باجی"
"تم مجھے خلوص دل سے ایک بات بتاؤ گی فرزانہ؟"
"ضرور باجی"
"کیا تم اس کی کہانیوں، اس کی مردانہ وجاہت، اس کی کالی آنکھوں سے مرعوب ہو۔ کیا تمہارے دل میں اس کے لئے کوئی ایسا جذبہ جاگا ہے جو کسی عورت کا جذبہ ہو اور جو کسی مرد کے لئے جاگتا ہے۔ دیکھو تم نے خلوص نیت سے سچ بولنے کا وعدہ کیا ہے"
"میں آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گی باجی"
"مجھے یقین ہے" فرزانہ نے کہا۔
"اگر آپ کو یقین ہے تو پھر سن لیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی"
"میری بھی یہی کیفیت ہے فرزانہ۔ خدا کی قسم میں بالکل اس سے متاثر نہیں ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی کہانیاں بے حد دلچسپ ہوتی ہیں لیکن بس۔ اس کی ذات نے ہمارے اوپر کوئی اثر نہیں کیا ہے"
"ٹھیک کہا باجی۔ اور مجھے لگتا ہے اس کی کہانیاں سچی ہیں۔ لیکن یہ وحشت کے دور کی بات ہے۔ اس وقت کی جب عورت صرف عورت ہوتی تھی۔ آج کے حالات بدل چکے ہیں"
"میں تم سے کچھ اور سوچ رہی ہوں"
"کہو باجی"
"کیوں نہ ہم اسے چیلنج کر دیں۔ میں اس سے کہوں کہ وہ اپنے تجربات میں اضافہ کرے۔ ہم ایسی لڑکیاں ہیں جو اسے قبول نہیں کرتیں"
"باجی" فرزانہ آہستہ سے بولی۔
"ہاں بولو۔ کیا مشورہ ہے ؟"
"بہتر ہے باجی یہ خیال ذہن سے نکال دیں۔ ایسا کبھی نہ کریں"
"کیوں فرزانہ ؟"
"باجی آپ کو احساس ہے کہ اس وقت ہم اس کے رحم و کرم پر ہیں اگر اس نے ہمارے لئے کوشش شروع کر دی تو ہم اس کا کیا کر سکیں گے؟"
"زبردستی اور دوسری بات ہے۔ لیکن جو کچھ وہ کہتا ہے، اس کے مطابق عورت کو اس نے ہمیشہ اسی وقت قبول کیا ہے جب عورت نے خود چاہا ہے"
"وہ ٹھیک ہے باجی۔ لیکن ہمیں اس کی ضرورت کیا ہے۔ دیکھیں ہمیں اس کی ایک خوبی کا اعتراف کرنا ہو گا"
"وہ کیا ؟"
"اس نے ہم سے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کی جو اس کے پست اخلاق کی نشاندہی کرے۔ جو ہمارے لئے بری ہو۔ سوائے اس کے کہ وہ اپنی کہانیوں میں

وہ ایک ہے ؟"
"ہوں" فرزانہ کچھ سوچنے لگی۔ پھر اس نے گہری سانس لی "ہاں ایک دوست ہے۔ لیکن کبھی کبھی مجھے اس پر غصہ آتا ہے"
"لیکن ابھی اصل بات کو تو بیچ میں فرزانہ [illegible]"
"کیا ؟"
"کیا ہم ساری زندگی اس کی کہانیاں سنتے رہیں گے۔ کیا ہم یہیں [illegible] ہو جائیں گے۔ پیارے بیمار ہیں اب کچھ بھول گئے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے واپسی کا تصور بھی ان کے ذہن سے نکل گیا ہو۔ کیا آپ اندازہ لگا سکتی ہیں کہ یہاں کتنا وقت گزر گیا۔"
"کوئی اندازہ نہیں۔ لیکن اس میں قصور چچا کا بھی نہیں ہے"
"کیوں ؟"
"تم بتاؤ، کیا تمہیں بھی اس کی کہانیوں سے دلچسپی نہیں ہوئی ہے۔ کبھی [illegible] کے دور میں کھو کر رہ گئے ہیں۔ اس ماحول میں لے جاتا ہے یوں لگتا ہے جیسے ہم بھی انہیں فضاؤں میں سانس لے رہے ہوں"
"ہاں اور کچھ ہو نہ ہو۔ الفاظ کا جادوگر ضرور ہے وہ۔ لیکن اس کے باوجود چچا کبھی ان کو سوچا ہے۔ وہ اس طرح مطمئن ہو گئے ہیں جیسے زندگی یہیں گزارنے کا فیصلہ کر چکے ہوں"
دونوں لڑکیاں دیر تک اس موضوع پر گفتگو کرتی رہیں اور پھر سو گئیں۔ دوسری صبح پروفیسر خاور اسی طرح ہشاش بشاش تھا۔
وہ سامنے آیا تو چہرے سے ظاہر ہو رہا تھا۔ پروفیسر نے [illegible] جشن [illegible]
اور یہ ساری بات [illegible]
اس گلاب [illegible] تیزی سے [illegible]
"شربت حیات" پروفیسر مسکرایا۔
"ہاں۔ میں نے سوچا اس فرزانہ [illegible]
[illegible]
ذرا [illegible] کا احساس ہوا تھا۔
"اب جلدی سے شاہورہ کے بارے میں بتاؤ۔ [illegible]
"میں پہلے کہ [illegible]
کا خاموش [illegible] ان کے چہرے پر [illegible] نظر آ رہا تھا"
"کیا بات ہے ؟" میں نے اس سے پوچھا۔
"ملکہ شاہورہ کہیں روپوش ہو گئی ہے" اس نے [illegible]
اور میں حیرت سے دیکھنے لگا۔ سب ہی شخص جھوٹ نہیں بولا کرتا تھا۔

"کہاں روپوش ہو گئی ہے ؟" میں نے تر بیچ میں پوچھا۔
"پہاڑوں میں۔ اس کے ساتھ اس کے خاص خادم بھی ہیں"
"بستی والوں کو سلطنت ہو چکا ہے ؟" میں نے پوچھا۔
"ہاں وہ جہاں بچے ہیں ان کو [illegible] جا پہنچے آنے والے
[illegible] اور وہ پہاڑوں میں روپوش ہو گئی ہے" شاہورہ کے غلام نے جواب دیا۔
"تب بھی وہ کیا کر رہا ہے ؟"
"وہ بھی [illegible]
کیونکہ [illegible] ہوا ہے"
"اچھا۔ ٹھیک ہے تم اسے [illegible]
ہوں جب تم [illegible] میرے سامنے پیش کرو گے"
[illegible]
[illegible] کر دیں"
"ٹھیک ہے" میں نے جواب دیا اور شاہورہ کا غلام واپس چلا گیا۔
یہ صورت حال میرے لئے بہت سارے واقعات سے [illegible]
[illegible] لیکن
[illegible]
[illegible]
میں نے [illegible]
[illegible]
کو جب [illegible] تھا۔
[illegible]

ہی جگہ سے [illegible] ظاہر ہے میں نے اسے پہلی مرتبہ تو نہیں دیکھا تھا لیکن وہ اس جگہ کبھی ہوتی [illegible] میں نے سوچا۔
چٹان کا وزن میرے [illegible] بہت زیادہ تھا اور [illegible]
[illegible]
میں کچھ نہیں سمجھ کا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

پہنچ گیا۔ عاجزی و انکساری جو اس کے چہرے سے ٹپک رہی تھی۔

۔سردار۔ ظلم ہوا۔ تم نے دیکھا تھا کہ آپ بستی سے رخصت نہیں کرے گئے۔

۔ہاں۔ لیکن ملکہ شاہرہ کا کہنا ہے کہ اب تم اپنی بستی کے لوگوں کو میرے پاس لے آؤ اور کہو کہ [illegible] شاہرہ کو تلاش کر کے میرے سامنے پیش کریں۔ ورنہ میں [illegible] انتقام لوں گا۔

۔نہیں۔ نہیں سردار۔ اس کا تصور تو نہیں ہے اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ تم ہمیں معاف کر دو۔ [illegible]

[illegible]

۔وہ مقبول بات نہیں ہے۔ [illegible] سردار [illegible]

[illegible] ملکہ شاہرہ [illegible] میں نے جواب دیا اور [illegible]

[illegible] شاید [illegible] کی کوشش کریں گے۔

[illegible]

میں واپس اپنی جگہ آ گیا اور ان کی کارروائی کا انتظار کرنے لگا۔ [illegible]

[illegible]

اس کے بعد [illegible] بستی والوں کی حالت [illegible] شاہرہ [illegible]

[illegible] میرے دل میں نے اس کی شکل [illegible] شاہرہ

کا غلام آیا اور بستی نے اس سے منتی سے بات کی۔

۔اب اور کتنے دن مجھے انتظار کرنا ہوگا۔

۔سردار۔ ظلم ہوا۔ ہمیں معاف کر دیں۔ [illegible] بستی پریشان ہے [illegible]

۔تم خود ہی اس کی قربانیاں چاہیں گے۔

۔لیکن میں کب تک انتظار کروں؟

[illegible]

۔میں نہیں سمجھا سردار۔

۔میں تمہاری بستی چھوڑ رہا ہوں۔

۔سردار۔ وہ گھبرائی آواز میں بولا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کا سفر [illegible]

[illegible]

لیکن کیا وہ خوبصورت ملکہ بھی کسی درخت کی شاخوں میں الجھی ہوئی ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صبح کی پو پھوٹ رہی تھی اور میں نے کشتی کو ... جو پانی پر ... اور پھر میں نے ... سمندر میں چھوڑ دی۔ کشتی پانی کی لہروں پر ڈولتی ہوئی چل پڑی۔ اور سورج ... سمندر پر پھیلنے لگا۔ ہوا کا رخ ... کی جانب تھا ... نہیں ... کشتی کو موڑنے ... صاحب ... بڑا لطف آ رہا تھا۔ مجھے ... موجود تھی۔

سورج ڈھلنے ... کے بعد ... سمندر کو دیکھا ... کشتی ... نہیں تھے ... صحیح رخ پر چلنے لگے ... چلانا پڑتے تھے۔ حالانکہ ... نہیں تھا لیکن سفر ... چاہیے۔ ... رات ... مجھے ... پیاس۔

اس کا حل یہ ہو سکتا تھا کہ اب اگر کوئی آبادی نظر آ جائے تو ... کیا جائے ... اس سے زیادہ کسی ... نہیں ... اندازہ ... سورج ... جا رہا ہے ... ہوں۔

... اور اس کے ... سمندر ... ستارے ... کوشش کرنے لگا ... نہیں ... آہٹ سنائی دی۔

حساس کان ... شاید ... شور میں ... سنا۔

میں ایک دم ... حیرت انگیز ... کشتی پر ... انسان ... جو ... پشت ... کر دیا تھا۔

پھر وہ ... ستاروں کی چھاؤں میں میں نے دیکھا کہ وہ کوئی عورت تھی ... کشتی ... دیکھ ... رہا تھا۔ وہ ... تھی۔

اف ... حیرت انگیز ... کشتی ... نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی ... پسند کیا تھا۔ بے شک حیرت

ہوئی تھی ... پروفیسر ... زیادہ حیرت ... مجھے ... عورت ... چند ساعت ... سمندر سے ... پوچھا۔

"عورت ... تم ... کس وقت آئی ہو؟"

"اس وقت ... شاہ ... جب تم ... سو رہے تھے۔"

"لیکن تم اس وقت کہاں تھیں؟"

"... کی آڑ میں۔"

"... وہ لوگ ... درختوں ... تمہارے ساتھی تھے ... دست بردار ... گئے تھے۔"

"ہاں، وہ درختوں کا شکار ہو گئے" ... شاہ ... سکون سے جواب دیا۔

"لیکن اب تم اس کشتی میں کیوں آئی ہو؟"

"میں نے یہی بہتر سمجھا کہ ایک ... پناہ حاصل کروں ... وہ دشمن ہے ... اور ... عورت کی حیثیت سے ... زندگی ..."

"... عورت ... صرف عورت ہے ... اور ... عورت ... ایک مرد کے پاس پناہ حاصل کرنا چاہتی ہے؟"

"ہاں۔"

"لیکن ... سکون ... حاصل کر ... چاہتی ہے؟"

"میں اب ملکہ نہیں ہوں ... وہ لوگ اب میری زندگی کے ... مجھے اپنی ملکہ کہتے تھے۔"

"... میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"شاید ہاں ... اگر ... تمہارے خلاف ... لوگ ... پسند کرتے۔"

میں ... پروفیسر ... سمندر کے ... سفر ... ایک حسین عورت کا ... ساتھ مل جائے ... بنانے لگا کہ ... ایک مرد اور ایک عورت ہے ... عورت کی حیثیت سے ... میں حاضر ہوں۔

اور پروفیسر ... سفر ... تب ... سمندر کی ... حسین ... منزل کی تلاش میں چلتا رہا، چلتا رہا۔

اس بار جزیرہ نے سوچا تھا پروفیسر کی آبادیوں کے ہنگاموں میں ... طویل عرصہ گزرا ہے ... میں نے اور ... ہوں علم و دانش سے ... ایک طویل عرصہ ... یہاں سے زیادہ ... سمندر ... ستاروں سے دوستی ... کشتی ... اور اس دوران جو علم میں نے حاصل کیا ہے ... مشکل ... تحریر کرنے ... کا سامان فراہم کروں ... کسی بھی آبادی ... ایسے ویران جزیرے ... وحشت اور جانوروں کے ... بھی ... اس جزیرے سے چلتے وقت میں نے ... ساتھ نہیں لیا تھا ... سمندر ... سکون ... جزیرہ ... سمندر کی لہروں ... ہوتی ہیں ... آواز ... انداز ہوتی ہے ... کوشش کرتی ہیں ... ہواؤں کی ... ہیں۔

گویا مقصود تھی تنہائی لیکن ... عورت نے ... اور جہاں عورت ہو پروفیسر ... کوئی دوسری چیز ... باقی رہتی ہے ... عورت ... کہاں کسی دوسرے کام کے لیے تو اس عورت کو ... سوچا ... ہو سکے دور بھاگ ... وقت ... تنہائی ... کوئی کام کروں ... عورت ... کشتی ... تھی اور ... نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔

شاہ ... ساعت ... مجھے ... ایک گہری سانس ... سمندر کی لہروں کو دیکھنے لگا ... آبادیوں کے ہنگاموں سے دور ... کشتی ... اگر ... عورت ... تنہائی ... کا لطف بھی اٹھاتے ... تنہائی اور خاموشی ... اس سے کلام نہیں کروں گا اور اس سے ... اس کی جانب ... اس کی موجودگی قبول تو کر لی ہے لیکن ... اور شاید ... نظر ... ہو۔

اس کی جانب سے بھی کوئی بات نہیں ہوئی تھی ... کافی دیر گزر گئی ... اور ... اس پر ڈالی لیکن ...

وہاں موجود نہ پایا تب اچانک میرے ذہن میں ایک خیال آیا کہ کہیں میری بے احتیاطی سے ... سمندر میں ... کسی عورت سے ... مشکل سے ... تھی۔

پھر کچھ ... میں نے ... کشتی ... مناسب خیال کیا ... وہ خاموشی سے ... تھی۔ مجھے ... لکڑی ... میں ... اور ... کیا اور جانوروں کی ایک کھال ... نکل گیا ... کشتی کے ایک کونے میں بچھائی اور ... کشتی کے کنارے سے ... بیٹھ گیا۔

نہ جانے کتنی دیر گزر گئی ... میں نے بھی توجہ نہیں دی ... کھانے پینے کی ... موجود تھیں ... کھانے کی اور پانی ... آرام سے پڑی ہے ... اور اگر اس نے بھی کوئی ... کوشش نہیں کی تو ... وہاں ... راہوں کا ... رات ہو گئی ... نکلی تھی اور مجھے ... ہو گی ... سے آرام کر رہی ہے ... ہے ... کیا ... اور پھر ... عورت ... خود ... مخاطب نہیں کرے گی تو میں بھی اس سے کلام ... کشتی پر ... جائے۔

رات ... چاند ... میری نگاہیں ستاروں میں گم ہو گئی تھیں اور پھر میں سب کچھ بھول گیا ... ستارے ... گئے تھے اور چاند کے ساتھ ... سمندر کی ... خوبصورت منظر ... پروفیسر ... کہکشاں ... ستاروں میں ... ستاروں ... کوشش کرنے لگا ... بدل دی ... تب ... ستاروں کی طرف متوجہ ہو گیا لیکن ... کشتی ... عورت ... قدموں کی آواز ... ستاروں کا طلسم توڑ دیا اور میں اس کی طرف دیکھنے پر مجبور ہو گیا۔

شاہ ... میرے سامنے کھڑی تھی ... خاموشی ... اس نے ... آواز میں خاموشی توڑی۔

"میں تیری ... سے اس کشتی ... آئی اور مجھے معلوم ہے کہ تو میری آمد سے ناخوش ہے لیکن ... مجھے

برداشت کر رہا ہے باہر کی ہوا بے حد گرم اور خشک ہے اس لئے میں نہیں
چاہتی کہ تم میری وجہ سے مزید تکلیف کا شکار ہو جاؤ۔ تم بیٹھ کر ہی باہر ہوں
تم تو اندر جا کر آرام سے لیٹ۔ باہر میں ہواؤں کی نگرانی کروں گی
اور اگر سمندر میں کسی خطرے کے آثار نظر آئے تو تمہیں اس سے آگاہ
کر دوں گی۔"

دل تو چاہا کہ ہنس پڑوں۔ عورت کی روایتی بے وقوفی بول رہی
تھی۔ گویا میں اسی کے سہارے تو سمندر پر آیا تھا اور تم ہواؤں کو برداشت
نہیں کر پا رہا تھا اور اب وہ مجھے آرام پہنچائے گی اور میرے لئے
چوکیداری کرے گی۔ لیکن میں ہنسا نہیں اور بھاری آواز میں بولا۔

"میں یہاں ٹھیک ہوں۔ تم اندر جاؤ۔"

"نہیں سو لو۔ میں نہیں جاؤں گی کہ ...."

"جو کچھ میں نے کہا ہے وہی کرو ورنہ میرے ذہن میں نفرت ابھر
آئے اور میں تمہیں اس کا شکار بنا دوں۔" میں نے سخت لہجے میں اس کی
بات کاٹ دی اور اس کی زبان بند ہو گئی۔ وہ وہیں جگہ کھڑی کی کھڑی رہی۔
معصوم سی وہ ملکہ شبو اب جھجکی جھجکی سی لگ رہی تھی۔ میں نے اس عورت کی
آنکھیں دیکھی تھیں بڑی پُراسرار اور مقناطیسی آنکھیں تھیں اس کی جن کا
میں نے خلوص دل سے اعتراف کیا تھا۔ یہ دوسری بات تھی کہ مجھے
پورا اندازہ ہوتا ہوں جبکہ آدم خوروں کے پورے قبیلے نے اس کی
پرستش تسلیم کر لی تھی اور اس کے احکامات کی پابندی کرتے تھے اور وہ
ان کی حکمران تھی۔ لیکن اب ان کا بھرم ٹوٹ گیا تھا اور وہ اپنے دشمن
کی مہمان تھی۔ بن بلائی مہمان۔ لیکن جانے کیوں اس نے اس کشتی پر آنے
کا فیصلہ کیا تھا۔ یہ بات تو وہی جانتی تھی مگر اس سے پوچھتا کون؟

پھر میں نے اسے واپس اندر جاتے دیکھا۔ سست ٹوٹے ٹوٹے قدموں
سے وہ کشتی کے سائبان کے نیچے چلی گئی اور اس کے بعد رات
پھر باہر نہیں نکلی۔ اور میں نے سوچا یہ اچھی بات ہے۔ وہ اٹھائی ہوئی
ہے کیا میرا کیا جاتا ہے۔ اگر میں اسے کھا نہیں ڈالوں گا تو مجھے
پریشان بھی نہیں کرے گی اور میں ایک طرح سے تنہا ہی رہوں گا۔ اور
پھر میں نے یہ بھی سوچا کہ اگر کسی روز کسی رات عورت کی طلب
محسوس ہوئی تو یہ کوئی مقام نہ رہا جائے گا۔

دن کی روشنی میں اس نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی اور کشتی کے
دوسرے کونے میں خاموش بیٹھی رہی کشتی ہواؤں کے دوش پر چلتی
رہی تھی اس لئے میں سائبان کے نیچے جا کر لیٹ گیا اور میری آنکھیں
موند گئیں۔

پھر شام کی خنک ہواؤں نے ہی جگایا تھا۔ میں نے انگڑائی لی
اور پھر مجھے شبو یاد آئی۔ دیکھنا چاہیے سفید ملکہ کیا کر رہی ہے میں
باہر نکل آیا۔ وہ کشتی کے کنارے بیٹھی سمندری لہروں کو دیکھ رہی تھی
... سی اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی۔ ایک لمحے کے لئے میں
نے سوچا کہ تکلف کی دیوار ہٹا دوں لیکن اس میں کچھ لطف آ رہا تھا اس
لئے میں نے قدموں کی آواز پیدا کی اور حسب توقع اس نے چونک کر دیکھا
اور پھر اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی ... اس نے پیچھے ہٹنے کے بجائے
... ہونٹوں پر نگاہ دوڑائی لیکن کوشش کے
باوجود کچھ بول نہیں سکی تھی۔

"سائبان میں جاؤ اور کچھ کھا پی لو۔" میں نے کہا۔

"تم ... تمہارے لئے" وہ ... پھنسی پھنسی آواز میں بولی۔

"نہیں میں تمہارا محتاج نہیں ہوں۔" میں نے درشت لہجے میں
جواب دیا اور وہ خاموش ہو گئی پھر گردن جھکائے اٹھ کر وہاں سے
سائبان کے نیچے چلی گئی اور پھر ساری رات اس نے وہاں گزار دی اور
میں نے اختر شماری کی۔

یوں تیسرا دن بھی گزر گیا اور سمندر کے سفر کی چوتھی رات تھی
اس دوران میں نے ایک بار بھی نگاہ بھر کر اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔
حسب معمول دن میں میں سائبان کے نیچے رہا تھا اور رات کو وہ۔ دن
کی جھلسا دینے والی دھوپ میں اس کا رنگ سنولا گیا تھا بال بکھرے
رہتے تھے اور ایک عجیب سی ویرانی اس کے چہرے سے ٹپکتی رہتی تھی
میں بالکل پرسکون تھا اور اس سے اجنبیت کے سلوک میں تبدیلی کی
ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ یہ رات بھی دوسری راتوں کی مانند خوشگوار
تھی چاند کا سونا پھیلا ہوا تھا اور سمندر پر سنہری چمک ابھرتی تھی۔
بادلوں کے سائے چاند کے چہرے کو کبھی ڈھانپ لیتے اور یوں لگتا
جیسے کسی نوبیاہتا دلہن نے شرما کر گردن جھکا لی ہو۔ لیکن ہواؤں کی شرارت
دلہن کے چہرے سے گھونگھٹ اٹھا دیتی اور حسن کا نظارہ ابھر آتا
بادل اور چاند کی یہ آنکھ مچولی کافی دلکش تھی اور میں اس میں پوری طرح
کھویا تھا کہ اچانک پانی میں چھپاکا سا ہوا اور میرا خیال بٹ گیا۔

شاید کوئی شارک پانی میں اچھلی تھی ممکن ہے وہ کشتی کے ساتھ
ساتھ چل رہی ہو۔ میں نے مچھلی کی تلاش میں نگاہ دوڑائی کشتی سے کچھ
فاصلے پر ... اور دفعتاً ہی مجھے وہ انسانی ہاتھ
پانی سے ابھرتا نظر آیا اور میں چونک پڑا۔

سوچنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا میں نے پانی میں چھلانگ
لگا دی اور برق رفتاری سے اس انسانی بدن تک پہنچ گیا میں نے
بازو میں دبا کر کشتی پر اچھالا اور پھر میں نے ایک گہری سانس لی شبو
ہی تھی۔ ... اس نے خودکشی کی کوشش کی تھی میں اسے
لئے ہوئے کشتی پر واپس آ گیا۔ اس دوران اس نے کوئی حرکت نہیں
کی تھی جس کا مقصد تھا کہ وہ بے ہوش ہو گئی تھی میں نے اسے کشتی
پر ڈال دیا اور اس کے پیٹ کا جائزہ لینے لگا کہ اس میں پانی ...
بھر گیا ہے لیکن ایسی بات نہیں تھی بلکہ اس کے برعکس اس کا پیٹ
اندر کو دھنسا ہوا تھا جیسے کئی دن سے پیٹ میں کچھ نہ گیا ہو۔ اس نے غالباً

تب چونک کر میں نے اس کا چہرہ غور سے دیکھا اور چہرے کی کیفیات
بھی دیکھیں۔

تب مجھے حقیقت کا احساس ہوا ... وہ تو تھی ناشناس اور آدم خوری کیوں نہ ہو میرے ذہن کی ... تقاضوں کے
باوجود اس کے ... کچھ پی سکتی تھی۔ ... مجھے اس
پر ... سوچا کہ ... سائبان کے نیچے کیا اس عالم میں اس کی
حالت بکھری ہوئی تھی ... اس انداز میں کہ مگر سکتا تھا
کہ اس کی زندگی ہی بچ جاتی ... اس لئے وہ کوئی دونوں کی
فاقہ زدہ اور جسمانی طور پر سخت کمزور تھی ... اس کے بدن کو گرمی
اور توانائی کی ضرورت تھی۔ سو میں نے ایک طبی اصول پر عمل کیا۔

اس کا لباس کھول کر پوری طرح اپنے ... گرفت میں لے لیا اور
گہری گہری گرم سانسوں کو اس کے بدن میں منتقل کرنے لگا۔
یہ ایک طریقہ تھا فوری طور پر اس کی توانائی بحال کرنے کا اور
ہوتا عام آدمی تو شاید اتنی جلدی کامیابی ممکن نہ ہوتی لیکن میرے بدن
میں آگ موجود تھی اور اس آگ نے ... حرارت بخشی کہ وہ
تھوڑی ہی ... چند ہی ساعت کے بعد اس کے بدن میں
... ہونے لگی لیکن میں رات اسی طرح بدن سے لپٹائے لپٹائے
گہرے سانس اور جسم کی حرارت اس میں منتقل کرنے لگا۔

تب میں نے محسوس کیا کہ اب دل ... طرح درست ہو گئی ہے
چنانچہ میں نے گرفت ڈھیلی کر دی اور اس کے ہونٹوں سے ہونٹ جدا
کر لئے ... اب وہ ... جادوئی آنکھوں سے
مجھے گھور رہی تھی۔

"تم نے مجھے بچا کیوں لیا؟" اس نے کہا۔

"تم نے مرنے کی کوشش کیوں کی تھی؟"

"تمہاری نفرت کے ساتھ اس نامعلوم سمندری سفر میں چھوٹی سی
کشتی پر ... کیا کرتی، میں تمہارے لئے قابل نفرت تھی۔"

"اوہ ... کیا میری نفرت میں حق بجانب نہ تھا؟"

"کیوں ... کیوں؟"

"اسے دوہ، تم نے مجھے ... وحشیوں کے سامنے ڈال دیا تھا تم
نے مجھے بھوکے شیروں کے سامنے پھینک دیا تھا۔ اور اس کے بعد بھی جب
... تو تم نے ... اور میرے ... کرائی ... ان
سارے وحشیوں کے بعد کیا مجھے تم سے نفرت کرنی چاہیے تھی۔"

وہ گردن جھکا کر سوچنے لگی پھر بولی۔ "ہاں یہ تو ٹھیک ہے لیکن
اس کے پیچھے بھی افسوس ... خود مجھے بھی ان باتوں کا احساس تھا۔"
اس نے آہستہ سے کہا۔

"مگر تم میری کشتی میں کیوں آئی تھیں۔ اور کیا تم نے مجھے کشتی
کے نزدیک دیکھا تھا اور پہچان گئی تھیں کہ یہ کشتی میری ہے؟"

"ہاں۔"

"تو تمہیں یہ اندازہ نہ ہوا کہ میں تمہارا دشمن ہوں۔"

"تھا کیوں نہیں۔" اس نے جواب دیا۔

"پھر بھی تم میری کشتی میں آ چھپیں؟"

"اور کیا کرتی۔ اس زمین پر بھی تو میرے لئے کوئی جگہ نہیں
رہی تھی۔ اگر میں وہاں رہتی تو وہ مجھے ہلاک کر کے کھا جاتے۔"

"وہ کیوں؟"

"ملکہ ہونے کے باوجود میں ان کی حفاظت کرنے میں ناکام
رہی تھی۔"

"ہوں۔" میں نے ایک گہری سانس لی۔ "لیکن یہ تو بتاؤ تم
میری اتنی سخت دشمن تھیں پھر تم نے یہ کیوں نہیں سوچا کہ میں تمہیں زندہ
نہیں چھوڑوں گا؟"

"بس اور کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی تھی۔"

"اور تم بعد میں مجھ پر حملے کیوں کرتی رہیں؟"

"اس لئے کہ اگر تمہیں ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گئی تو تمہاری
لاش ان کے سامنے پیش کر کے کہوں کہ بالآخر میں کامیاب ہو گئی۔" اس
نے بے خوفی سے سچ بول دیا۔ اور پھر میں مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔ اب اس
احمق عورت سے اور کیا کہا جاتا۔

"تو تمہارا خیال ہے ... کہ میں تمہارا دشمن ہوں اب مجھے
بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا کروں؟"

"میں کیا کہوں؟"

"اچھا تم سمندر میں کیوں کودی تھیں؟"

"مرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔"

"کیوں؟"

"بس تمہارے رویئے سے اکتا گئی تھی۔ میں نے سوچا تھا کہ تو
تم مجھے ہلاک کر دو گے ... مرنا مجھے ... وحشیوں
کے ہاتھوں مرتی۔ یا پھر میں نے سوچا تھا کہ شاید تم مجھے معاف کر دو۔
لیکن تم نے نہ تو مجھے ہلاک کیا اور نہ معاف کیا۔ میں نے سوچا اب خود

بھی مرجاؤں:
"اس دوران تم نے کچھ لکھا پڑھا بھی نہیں؟"
"نہیں! اس نے کہا دل ہوتی۔"
"کیوں ... میں نے تو تم سے کہا تھا۔" میرے اس سوال پر وہ
مسکرادی اور خاموش رہی اور پھر ایک بے بسی سی ہنسی ہنس کر بولی۔
"میں نے ستارہ تو تم دونوں کی ملاقات تھی میرے ایک دوست شناسا پر
وہ میرے لیے ہر چیز کے انبار لگا دیتے تھے لیکن تم نے مجھے وحشیوں
غلاموں کی مانند گھمانے کے لیے کہا تھا۔ سورین نے شکوہ کیا اور مجھے اپنے
وحشی غلام مرتا ہوا ہی جاتے تھے۔"
معصوم تھی عورت تھی پروفیسر! کمزور تھی اور ... اور وحشی تھی۔
سورین نے سوچا اب اسے قبول کرنا ہوتا ہے ... وہ اس سے وحشی
کا سوال تو تم خود سوچو کہ تم نے زمین پر کسی کو دشمن کہاں سمجھ سکتا تھا۔
اور مجال تھی میرے دشمن کی کہ جیسے ہی دشمن سمجھ کر اس کے درپے ہوں
اور وہ میری مرضی کے خلاف سانس لے ... سورین نے سمندر کی
آغوش میں اسے قبول کر لیا اور خلاف مذہب اس کی کہانی ان تمام کہانیوں
سے جو میری طویل زندگی سے تعلق رکھتی ہیں اور جن میں عورت کے کردار
رنگ بھرتے ہیں ... سورین لگتا تھا جیسے اس سے پہلے کسی عورت نے
مجھے اس سے زیادہ نہ چاہا ہوگا اور چاہت کے پیمانے تو دنیا کی دوسری
عورتوں سے مختلف نہ تھے اور مختلف تھی تو صرف یہ بات کہ اس نے
اپنی طویل تر زندگی سمندر پر ہی گزاری ... ہاں ایک بار ہم خشکی پر اترے
تھے لیکن وہ بھی صرف اس لیے کہ بادبان بدل سکیں اور کشتی کو مضبوط
کر سکیں ... سورین نے یہ دونوں کام کرنے اور ضرورت تھی اس بات کی
کہ ہم خشکی کا رخ کریں اور آبادیوں کے ہنگاموں سے دور سمندر کی
پرسکون آغوش میں ... ہم دونوں کے پیار کرتے رہتے تھے اور بڑا تعجب
کرتی تھی شاہدہ مجھ سے اس خود مختاری کے اوقات میں ... کتاب کی
تکمیل کے وقت وہ صرف میری ضروریات کا خیال رکھتی تھی اور وہ خلل
نہ دیتی تھی میرے معاملات میں ... لیکن خوفزدہ تھی وہ میری بچوں کی
طرح کی جوانی اور اپنے بڑھاپے سے کہ اس کے بالوں کا رنگ سفید
ہونے لگا تھا اور ... بدن میں جھریاں نمودار ہونے لگی تھیں جو اصلی
... کا شکار شاہدہ اب حسرت بھری نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہتی تھی۔
لیکن میں نے ... اس سے بیزاری کا اظہار نہیں کیا تھا کیونکہ بہرحال
اس نے اپنی ساری جوانی میرے ساتھ گزاری تھی۔ ہاں یہ دوسری بات
ہے کہ اب اس میں وہ جوانی کی امنگیں رہی تھیں اور نہ جذبات۔ اب
وہ ایک بوڑھی اور سرد عورت تھی جبکہ میں آگ کی مانند جوان اور تندرست۔
آگ تو میرے رگ و پے کی محافظ تھی۔ اور پروفیسر! شاہدہ لاکھوں ان
خوش نصیب عورتوں میں سے تھی جنہوں نے میرے ساتھ جوانی کا آغاز کیا
ہوا اور میری معیت ہی میں بوڑھی ہو کر جان دے دی ہو۔ بہت کم عورتوں کو

یہ شرف حاصل ہو سکتا تھا۔
شاہدہ بھی مر گئی اور میں نے کسی بھی جذبے کے تحت اس کی لاش
اٹھا کر سمندر میں ڈال دی۔ میں پرسکون تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ شاہدہ موت
کے نزدیک ہے اور ایک دن اسے مرجانا ہے۔
اس کی موت کے بعد میں اسے بھول گیا کہ صدیوں سے واقعات
کو بھلانے کا عادی تھا اور ان پر غمگین یا خوش نہیں ہوتا تھا۔ بہرحال تنہائی
کے اس سفر میں میں نے اکثر سوچا تھا کہ اب ہنگاموں سے دور کافی
زندگی گزر گئی ہے پروفیسر ... گو میرے اندر انسانی جذبات اتنے
شدید نہیں ہیں جتنے عام انسانوں میں ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی
کبھی میں عام انسانوں کی مانند ہی سوچنے لگتا ہوں۔ تم لوگ پروفیسر!
بعض معاملات میں بہت بہتر ہوتے ہو۔ تمہاری زندگی کی پہچان ہوتا ہے
تمہیں ہر کام کی جلد بازی ہوتی ہے کیونکہ تمہاری عمر مختصر ہوتی ہے اور
تمہیں یقین ہوتا ہے کہ تم جوان ہو گے، بوڑھے ہو گے اور مرجاؤ گے۔
گویا تمہاری ایک منزل ہوتی ہے لیکن وہ جس کی کوئی منزل ہی نہ ہو۔
زندگی بعض اوقات اس کے لیے کتنی کٹھن ہوتی ہے یہ میں جانتا ہوں۔
مجھے معلوم تھا کہ دور ختم ہوتے جائیں گے کہانیاں جنم لیتی رہیں گی اور
وہ ... اور میں ان ادوار کے اس جھنجھٹ میں چھپا رہوں گا۔ اور اس
کا کوئی اختتام نہیں ہے۔ گو میں ادوار کی نت نئی دلچسپیوں میں گم ہو کر
خود کو مطمئن کر لیتا تھا لیکن بعض اوقات دل کچھ نہیں چاہتا تھا اور اس
وقت ایسی شدید بیزاری طاری ہوتی تھی کہ زندگی کا کام کرنا ہی چھوڑ
دیتا تھا۔
کشتی کے سفر میں ان دنوں یہی بیزاری میرے اوپر طاری تھی
ستارے سب کے سب جانے پہچانے جن کی داستانیں ختم ہو چکی تھیں۔
چھوٹی اور بڑی لہریں جو ایک ہی گیت گنگناتی رہتی تھیں۔ اب تو سمندر
کی جانب نگاہ اٹھا کر دیکھنے کو دل بھی نہ چاہتا تھا۔ سو ان حالات میں
سوچا میں نے کہ اب آبادی کا رخ کیا جائے اور زندگی کو دیکھا جائے
کہ کون سی منازل طے کر چکی ہے۔ کشتی بھی بوڑھی ہو چکی تھی اور جگہ جگہ
سے بوسیدہ ہو گئی تھی۔ میرے ذہن میں صرف دو ہی راستے تھے یا تو
اس کشتی میں سو جاؤں جب تک یہ تھپیڑوں سے ٹوٹتی ہے تب تک
ورنہ پھر اس کے بعد سمندر کی تہہ میں جا سوؤں گا اور ایک طویل نیند لوں
گا جو میرے ذہن سے کسل دور کر دے۔
لیکن سونے کے سلسلے میں بھی کچھ زیادہ پرشوق نہیں تھا ابھی سونے
کو دل بھی نہیں چاہ رہا تھا۔ تب میں نے فیصلہ سورج پر چھوڑ دیا۔ میں
نے سوچا تین سورج دیکھوں گا۔ اگر کوئی خشکی نظر آگئی تو اس کی جانب
بڑھوں گا اور اگر تین سورج گزر جانے کے بعد بھی خشکی نظر نہ آئی تو
پھر کشتی میں سو جاؤں گا اور جو کچھ وقت ... کچھ گزار دوں گا۔
ایسے فیصلے مجھ جیسے انسان کے لیے سکون بخش ہوتے تھے۔ چنانچہ میں

سورج گزرنے کا انتظار کرنے لگا۔
اور میں نے جو کہا تھا پروفیسر! اگر فیصلہ حالات پر چھوڑ دیا جائے
تو نتائج بہتر ہی نکلتے ہیں۔ اور انسان سوچ لیتا ہے کہ جو ہوا ہے بہتری
ہوئی۔ ابھی دوسرا سورج عروج کو پہنچا تھا کہ میری نگاہ سمندر کی آخری
لکیر پر جا ٹکی۔ بلاشبہ یہ بادل نہ تھے کیونکہ کالے بادل سمندر سے اس
طرح نہیں ابھرتے۔ وہ دھواں تھا گہرا اور گاڑھا سیاہ دھواں ... دھوئیں کے
بادل ... ظاہر ہے یہ دھواں سمندر سے بلند نہیں ہو رہا ہوگا
خشکی ... سورج کا انعام۔ اس پر بھروسہ کیا۔ میں نے کشتی کے بادبانوں
کا رخ بدلا اور دھوئیں کی راہ پر چلنے لگا۔ جس طرح دھوئیں کے مرغولے
اٹھ رہے تھے ان سے اندازہ ہوتا تھا کہ یا تو جنگل کے درختوں میں آگ
لگی ہوئی ہے یا پھر ممکن ہے کوئی آتش فشاں آتش فشانی کے بعد دھواں
اگل رہا ہے۔
لیکن آتش فشاں کا خیال تھوڑی دیر کے بعد ترک کر دینا پڑا کیونکہ
دھواں اگر آتش فشاں سے ابل رہا ہوتا تو اس کا منبع ایک ہوتا جبکہ
یہ دھوئیں کے مرغولے اٹھ رہے تھے اور دور تک پھیلتے چلے جا رہے
تھے یقیناً یہ جنگل کی آگ ہے ... تو کیا اس جنگل کے نزدیک کوئی بستی
بھی ہے؟
دل کے جذبات بے پناہ تھے اور خیالات کا کیا ہے جو دل
چاہے تم گزرو لیکن قریب پہنچ کر ہی معلوم ہو سکتا تھا۔ چنانچہ
بادبانوں کی دوری کے ساتھ اور اس جگہ جلد پہنچنے کے خیال سے میں
نے چپو بھی سنبھال لئے اور میرے بازو تیزی سے چپوؤں کو کاٹتے
کہ کشتی اب ایک سیدھے تیر کی طرح معلوم جگہ کی طرف بڑھ رہی تھی
اور ہوائیں ... سفر کو تیزی سے طے کرنے کی اہمیت نہیں رکھتی تھیں۔
میں نے تھوڑی دیر کے بعد فاصلہ طے کر لیا اور اب میں دور سے بستی کے
آثار دیکھ رہا تھا۔
دور دور تک پھیلی ہوئی بستی اب صاف نظر آنے لگی تھی۔ کچے
پکے مکانات آگ کے سرخ شعلوں میں گھرے ہوئے تھے اور ان
سے دھواں بلند ہو رہا تھا۔ پھر میں نے کچھ اور دیکھا ... سمندر کے
ساحل پر لکڑی کا عظیم الشان پل بنا ہوا تھا۔ موٹے موٹے شہتیروں سے
بنا ہوا یہ پل ... اور جدید تھا کیونکہ میں نے جہازوں کو
... انداز میں بنتے ہوئے ایسا پل نہیں دیکھا تھا۔ لیکن افسوس پل بھی
آگ کی لپیٹ میں تھا اور اس کا ایک بڑا حصہ آگ کی لپیٹ میں آ گیا تھا۔
کشتی اب بستی کے [illegible] آگ کی تپش صاف
محسوس [illegible] ساتھ لا رہی تھیں۔ یہ
دہشت [illegible] بستی ہے تو انسان بھی ہوں گے اور جانور بھی
[illegible] سب آگ کی لپیٹ میں تھے اور ان کے زندہ بدن سلگ
رہے تھے۔

پھر اور قریب پہنچ کر ایک [illegible] خیال بھی آیا کہ انسانوں کے شور
کی آوازیں تھیں نہ جانوروں کے ... بس آگ کی بھڑ بھڑاہٹ تھی جو بہرحال
اتنی تیز نہیں ہوتی کہ انسانوں کے چیخنے اور کراہنے کی آوازوں کو دبا سکے
تو کیا بستی کے سارے انسان نذر آتش ہو گئے۔ اس کا مطلب ہے
آگ کئی دن سے لگی ہوئی ہے اور اپنی تباہ کاریاں پوری طرح پھیلا چکی
ہے۔ یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ انسانوں نے آگ کو بے قابو ہوتے دیکھ کر
بستی چھوڑ دی ہو اور کہیں دور پناہ لے لی ہو اور اس وقت یہ شہر خالی
ہو ... ہاں وہ جو آگ کا شکار ہو چکے تھے زندگی کے ہنگاموں سے دور
سلگ رہے تھے اور ان کے گوشت کی چراند فضا میں پھیلی ہوئی تھی۔
کشتی کو پل کے بالکل نزدیک لے جانے کے بعد میں نے بادبان
اتار دیئے۔ قیامت کی آگ تھی میرا بدن آگ کی جانب لپکنے لگا میرے
مسامات نے بھوکی مچھلیوں کی طرح منہ کھول دیئے اور آگ کی طلب
کرنے لگے۔ سرور کی ایک انوکھی کیفیت میرے رگ و پے میں چلنے لگی۔
تب میں نے کشتی جلتے ہوئے پل سے لگا دی۔ میں اس پل کو دیکھ
رہا تھا جسے جدید انسانوں نے بڑی محنت سے تیار کیا ہوگا۔ لیکن
اب ان کی محنت اکارت ہو چکی تھی۔ تیز ہواؤں نے آگ کو لکڑی کے
پل کے ریشے ریشے میں اتار دیا تھا۔ سو میں نے اپنی کشتی کو بھی الوداع
کہہ دیا جو میرا ساتھ دینے والی اور قرنوں کی مانند بوڑھی ہو چکی تھی۔ یقیناً
آگ کا کوئی شعلہ اس پر بھی مہربان ہو جائے گا اور اسے طویل زندگی
کے بوجھ سے نجات دلا دے گا۔ پھر میں نے ایک جلتے ہوئے شہتیر کو
پکڑا اور اس پر چڑھنے لگا۔ درحقیقت بہت پر لطف آگ تھی زندگی اور
جوانی سے بھرپور۔
شعلوں کی زبانیں میری جانب لپکیں اور پھر میرے بدن پر
پرسکون ہو گئیں اور بوسے دیتے ہوئے مجھے چاٹنے لگیں۔ لیکن لکڑی کا وہ
شہتیر آگ سے اتنا ناکارہ ہو چکا تھا کہ میرا مختصر بوجھ بھی نہ سہار سکا۔
اور اس طرح ٹوٹ کر نیچے گرا کہ میں بھی اس کی لپیٹ میں آ گیا اور کشتی بھی
جو کافی بلندی سے نیچے گرا تھا ... گو میرا کچھ بھی نہیں بگڑا تھا لیکن مجھے
یہ بات پسند نہیں آئی تھی۔ اب [illegible] سمجھتا تھا چنانچہ آگ کے
غسل کے بجائے مجھے بستی کے حالات معلوم کرنا تھے۔ ممکن ہے میں کسی
ذی روح کی جان بچا سکوں۔
اس بار میں نے اس حصے کا رخ کیا جہاں ابھی آگ نہیں پہنچ
سکی تھی۔ ہاں اس طرف بڑا [illegible] تھی میں نے پانی [illegible] ہوئے
موٹے ستون کو پکڑا اور اوپر چڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں پل پر تھا۔
لکڑی کے چوڑے چوڑے تختوں کو جوڑ کر یہ سڑک بنائی گئی تھی
لیکن یہ سڑک بھی جگہ جگہ سے آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں تھی اور سڑک میں
بڑے بڑے آگ اگلنے والے سوراخ بن گئے تھے۔ ان سوراخوں سے
بچ بچا کر چلنا تھا کیونکہ یہ مجھے واپس پانی میں پہنچا دیتے۔ بہرحال میں پل پر [illegible]

پر دوڑنے لگا۔ ویسے جل جانے والوں کو میں اس لیے دوڑے [illegible] رہا تھا۔ یہ شہر یہاں کی قوت کا عظیم کارنامہ تھا لیکن دکھ کی بات تھی کہ اس طرح آگ کی نذر ہو گیا۔

سڑک عبور کر کے میں بستی کے قریب پہنچ گیا۔ سامنے ہی مکانوں کی قطار نظر آ رہی تھی۔ لیکن سب کے سب آگ کی لپیٹ میں تھے۔ ان مکانوں میں سے ایک کے سامنے مجھے ایک انسانی جسم نظر آیا لیکن اس طرح کباب ہو رہا تھا [illegible] اس کے خدوخال بھی جل چکے تھے اور اس کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا۔ میں وہاں سے اندر کی جانب چل پڑا۔ مکانات قطار در قطار بنے ہوئے تھے اور ان میں ایک خاص سلیقہ نظر آتا تھا۔ جانوروں اور انسانوں کی لاشیں جا بجا بکھری ہوئی تھیں۔ ان میں بہت سی آگ میں جل کر مسخ ہو چکی تھیں۔ بہت سی ایسی تھیں جن تک آگ نہیں پہنچ سکی تھی۔ ایسی ہی ایک لاش کے پاس جا کر میں اس پر جھک گیا۔ لاش کے گرد خون پھیلا ہوا تھا اور میں اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ یہ سب ماجرا کیا ہے؟

میں نے لاش کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔ اس کا پیٹ ناف سے لے کر سینے تک چرا ہوا تھا اور آنتیں باہر نکل پڑی تھیں۔ یقیناً یہ کسی دھار دار آلے کا کارنامہ تھا اور صورت حال کسی حد تک میری سمجھ میں آنے لگی۔ یہ کسی جنگ، کسی تخریب کاری کا نتیجہ ہے۔ جلنے والوں اور جلانے والوں نے نہ صرف انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا بلکہ پورے شہر کو آگ لگا دی۔ اور میں تجربے کار نگاہوں سے [illegible] جائزہ لیا تھا۔ جوں جوں میں اندر داخل ہوتا گیا مجھے ایسے ہی نشانات نظر آتے گئے۔ کئی جگہ گھوڑوں کی لاشیں بھی تھیں جن کے ساتھ ان کے سوار بھی تھے اور یہ سوار آہن پوش تھے۔ ان کے جسموں پر فولادی بکتر بھی تھے جو ہتھیاروں کو روکنے کے لیے ہی استعمال ہوتے تھے۔ ان کے نزدیک ہی ان کی چوڑی تلواریں اور ڈھالیں بھی پڑی ہوئی تھیں۔ بعض سواروں کے نزدیک انتہائی تیز اور عمدہ انی والے نیزے بھی پڑے ہوئے تھے۔

یقیناً یہ حملہ آور تھے جنہوں نے شہریوں کو قتل کیا ہوگا اور جب شہریوں نے بھی اپنی حفاظت کے لیے ہاتھ پاؤں توڑ دیے ہوں گے۔ لیکن سواروں اور گھوڑوں کی تعداد بہت معمولی تھی۔ ہاں شہریوں کی لاشوں کے [illegible] لگے ہوئے تھے۔ ان میں کوئی تخصیص نہیں تھی۔ مرد، بچے، بوڑھے سبھی تھے۔ عورتوں کو بھی کسی کو نہیں چھوڑا تھا جس سے ان کی سفاکی اور درندگی کا اندازہ ہوتا تھا۔ تعجب کی بات یہ تھی کہ پورے شہر میں ایک بھی زندہ وجود نہ تھا۔ [illegible] کچھ جل چکی تھیں، کچھ جل رہی تھیں۔ [illegible] اور صرف لاشیں۔ جس طرف بھی نگاہ جاتی لاشوں کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ [illegible] بے شمار لاشیں جو جل چکی تھیں اور آگ جہاں [illegible] پہنچی تھی سب کچھ جلتا جا رہا تھا۔

شہر کافی بڑا اور وسیع تھا لیکن کسی زندہ انسان کی تلاش میں [illegible] ہر گلی کوچے سے گزر رہا تھا۔ پھر مجھے سرخ پتھروں سے بنا ہوا ایک خوبصورت محل نظر آیا اور میں آگ سے بچتے بچاتے دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔

وسیع و عریض محل کے مختلف حصوں میں ابھی تک [illegible] چیزیں [illegible] پڑی ہوئی تھیں۔ انسانوں کی تباہی کے ایسے خوفناک مناظر بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں پروفیسر۔ یوں لگتا تھا جیسے اس جلتے ہوئے شہر میں کسی فرد کو بھی زندہ نہیں چھوڑا گیا ہو۔ محل سے بھی باہر نکل آیا اور شہر کے دوسرے حصوں سے گزرتا ہوا آخری سرے تک آ پہنچا۔ یہاں سے آخر نگاہ شہر پناہ کی فصیلیں [illegible] ہوئی تھیں۔ اوپر جانے کے لیے سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ عظیم الشان دروازہ اکھڑا ہوا پڑا تھا اور وہ بھی دھواں دے رہا تھا۔

بہت ہی خوفناک دشمن نے حملہ کیا تھا اور پورے شہر کو [illegible] نیست و نابود کر دیا تھا۔ بہرحال اس ویران شہر میں دھوئیں، آگ اور دھوئیں کے سوا کچھ نہیں تھا۔ پھر میں یہاں کیا کرتا۔ دفعتاً ہی میرے ذہن میں ایک اور خیال آیا۔ کیوں نہ فصیلوں کی بلندی سے دوسری جانب کا نظارہ کیا جائے۔ وہ دشمن دور جا چکا ہے جس نے تباہی پھیلائی ہے یا ابھی نزدیک ہی موجود ہے۔

اور میں اوپر جانے والی سیڑھیاں طے کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں فصیل پر پہنچ گیا اور دوسری طرف کا خوبصورت منظر میرے سامنے تھا۔ اندر جو ہولناک تباہی پھیلی ہوئی تھی، باہر اس کے کوئی آثار نہ تھے۔ دور دور تک باغ پھیلے ہوئے تھے اور اس کے بعد ایک لق و دق وسیع و عریض میدان۔

اور اس میدان میں ایک لشکر عظیم خیمہ زن تھا۔ سفید خیموں کا پورا شہر بسا ہوا تھا اور ان کے درمیان گھوڑے سوار آ جا رہے تھے۔ [illegible] مختلف کاموں میں مصروف لوگ نظر آ رہے تھے۔ [illegible] یقیناً یہ فاتح لشکر تھا۔ وہی خونخوار لشکر جس نے یہ تباہی پھیلائی [illegible] میں اسے قریب سے دیکھنا چاہتا تھا [illegible] مجھے کسی سوچ بچار کی ضرورت نہیں تھی چنانچہ میں فصیل سے نیچے اترا اور قلعے کے بڑے پھاٹک والے راستے سے باہر نکل [illegible] میں نے چھپنے کی کوئی کوشش نہیں کی تھی۔

پھر شاید دور سے ہی مجھے دیکھ لیا گیا اور [illegible] میدان سے یہ کام مشکل نہیں تھا [illegible] نہیں ہوتی تھی [illegible] کا ایک ہجوم جمع ہو گیا تھا [illegible] اور شاید [illegible] چہ میگوئیاں کر رہے تھے۔

پھر ہجوم چھٹا اور اس میں سے چار گھڑ سوار نکل [illegible]

آہن پوش تھے اور ہتھیاروں سے لیس تھے۔ غالباً اس مردہ شہر سے کسی زندہ وجود کو برآمد ہوتے دیکھ کر وہ حیران رہ گئے تھے۔ گھڑ سوار میرے نزدیک پہنچ کر [illegible] تینوں سوار پیچھے ہو گئے اور ایک آگے بڑھ آیا۔ یہ [illegible] سفید رنگ کے ایک گھوڑے پر سوار تھا۔ پھر اس نے نیام سے تلوار نکالی اور اسے سیدھا آسمان کی طرف بلند کیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے ایک آواز نکلی [illegible] اور اس کے بعد اس نے گھوڑا موڑ دیا۔ تینوں گھوڑے اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے۔

اور ان کی [illegible] لشکر تک پہنچ گئے۔ انہوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا اور پھر ایک دائرے میں [illegible] میرے چاروں طرف چکر لگانے لگے۔ گھوڑوں کی رفتار بہت تیز تھی [illegible] آگے بڑھنے کا راستہ بند ہو گیا۔ میں نے دونوں ہاتھ باندھ لیے اور انہیں دیکھنے لگا۔ میرے چہرے پر [illegible] پروا تھی۔ ظاہر ہے مجھے ان بے وقوفوں کی کیا پروا ہو سکتی تھی۔

[illegible] اسی طرح دائرے میں چکر لگاتے رہے اور [illegible] انہوں نے گھوڑے روک [illegible] گھوڑوں کی ٹاپوں سے [illegible] ایک سناٹا چھا گیا تھا۔

میں نے اپنی جگہ سے جنبش نہیں کی اور یونہی کھڑا رہا۔ [illegible] نگاہوں سے مجھے گھور رہا تھا اور اس کی خونخوار آنکھوں سے [illegible] ٹپک رہی تھی۔

"یہ شخص زندہ ہے۔" اس نے مجھ سے تھوڑے فاصلے پر رک کر [illegible] جنبش بھی نہیں کی تھی۔ ان خونخوار لوگوں کے [illegible] میں نے بھی [illegible] حماقت کی زبان استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ [illegible] اس نے [illegible] نگاہوں سے میری طرف اور پھر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور پھر پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں بولا۔

"اسپایکہ کے بیٹے [illegible] تو نے میری بات نہیں سنی؟"

"کہو، سن رہا ہوں۔" میں نے سکون سے جواب دیا۔

"تو [illegible] کون ہے؟" وہ غرایا۔

"[illegible] اس کی ضرورت نہیں سمجھتا۔"

"[illegible] تو [illegible] ہے کہ موت تیرا مقدر ہے [illegible] آدمی موت کے [illegible] بہادر ہو جاتا ہے۔ [illegible] اسپایکہ [illegible] جوان ابھی [illegible] بہادر ہو گیا ہے لیکن

اسے نہیں معلوم کہ دنیا میں چند لمحات کی زندگی پانے کے لیے بھی [illegible] کی جا سکتی ہے۔ ممکن ہے اسے تھوڑی سی زندگی اور مل جاتی۔ [illegible] نہیں ملے گی۔ اور یہ اس کی خود سری کی سزا ہو گی لیکن [illegible]" پھر بولا۔ "لیکن خدائی قہر [illegible] کے نام کی خیرات میں اسے ایک موقع اور دینا چاہتا ہوں۔ اسپایکہ کے بیٹے آگے بڑھ اور میرے گھوڑے سے دو ہاتھ کے فاصلے پر رک جا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ فاتح اعظم تجھے [illegible] کرنے کا انعام تیری زندگی کی شکل میں بخش دیں کیونکہ تو خوبرو ہے اور ایسے لوگ کم دیکھنے میں آتے ہیں اور شاید تجھے علم نہیں کہ خدائی قہر بعض اوقات دشمنوں پر بھی مہربان ہو جاتا ہے اور انہیں زندگی بخش دیتا ہے جنہیں اس کی امید نہیں ہوتی۔"

"خدائی قہر؟" میں نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں۔ اور تیری [illegible] تیرے [illegible] عرصہ حیات تنگ کر رہی ہے۔"

"میں تیرے سامنے ہوں۔ بول کیا کہنا چاہتا ہے؟"

"گویا تو حکم عدولی کر رہا ہے؟"

"یہی سمجھ لے۔"

"وہ [illegible] تو پھر سن [illegible] میں تجھے یہاں قتل نہیں کروں گا۔ لیکن اس حکم عدولی پر، اس نافرمانی پر مجھے یہ حق پہنچتا ہے کہ اس رسی سے جس سے باندھ کر تجھے لانے کے لیے کہا گیا ہے تجھے باندھ کر اس کا دوسرا سرا اپنے گھوڑے کی کمر سے باندھ دوں اور اس طرح تجھے لے جاؤں کہ [illegible] تیرے پورے بدن کی کھال جگہ جگہ چھل جائے اور تیرے بدن سے نکلنے والے خون کی لکیریں راہ کے نشان بناتی چلی جائیں۔ اور خدائی قہر کی قسم ایسا ہی ہو گا۔"

"خوب۔ تیرا کام ہے جس طرح چاہے کر۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس سے قبل کچھ باتیں اور بھی۔"

"وہ بھی کہہ ڈال۔" میں نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔ میری یہ مسکراہٹ اس کے لیے بڑی تکلیف دہ تھی۔ وہ بے چینی سے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگتا تھا۔ شاید اپنی اس سبکی کا احساس ہو رہا تھا اسے اور وہ سوچ رہا تھا کہ اس کی شخصیت میرے لیے مرعوب کن نہیں ہے۔ بھلا ایسے فاتح لشکر کے ایک جوان سے یہ [illegible]

"کیا تو حواس میں ہے؟" اس نے غرا کر کہا۔

"تجھے کیا محسوس ہوتا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"مجھے تو تو خود [illegible] معلوم ہوتا ہے اور یوں لگتا ہے جیسے اپنے شہر اور اس کے لوگوں کا حال زبوں دیکھ کر تیرا دماغ الٹ گیا ہو۔

ور صحیح اندازہ ٹھیک — وہ جو خدائی قہر سے واقف ہوں اس کے کسی غلام
سے اس طرح گفتگو کرنے کی جرات نہیں کرتے۔"

"جو کچھ تجھے افسوس ہوتا ہے، وہ تیرا کام ہے۔"

"کیا تو نے اس وقت ہماری آواز نہیں سنی تھی جب خدائی قہر کے نام پر حکم دیا جا رہا تھا کہ کسی مکان و گلی کے کونے میں کوئی ذی روح موجود ہے سب باہر نکل آئیں۔ اگر تو نے یہ آواز سنی تھی تو جواب دے کر حکم عدولی کس طرح کی؟"

"اسی طرح جس طرح آپ کی ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"اوہ، تو تمہیں اپنے جرم کا احساس نہیں۔"

"نہیں۔" میں نے زمینی سے جواب دیا۔

"سنا تم لوگوں نے — اور اس کے باوجود اسے صحیح الدماغ سمجھتے ہو۔ یہ تو سوچو کہ اگر یہ صحیح الدماغ ہوتا تو کبھی اس جلتے شہر سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کرتا اور کسی ایسی جگہ چھپ جاتا جہاں آگ نہ پہنچ پاتی۔ پھر جب ہم یہاں سے چلے جاتے تو یہ زندگی بچانے کی جدوجہد میں مصروف ہو جاتا اور اس طرح اس کی جان بچ جاتی۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو سردار۔" اس کے ساتھیوں میں سے ایک نے کہا۔

"اور کچھ اب سوچنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اس کی گردن میں رسی کا پھندا ڈال دو اور پھندے کے دوسرے سرے کو میرے گھوڑے کی پشت سے باندھ دو کہ میں نے اس کی قسم کھائی ہے جس کی ہیبت سے زمین و آسمان کانپتے ہیں۔"

"لیکن ہو گا اس کا الٹا سنا تو نے۔ سو میں تم چاروں کو تمہارے گھوڑوں سے باندھ دوں گا۔ نہیں بلکہ تم چاروں کو تین گھوڑوں سے باندھوں گا اور ایک گھوڑے پر میں سواری کروں گا اور اس طرح تمہیں تیرے لشکر تک پہنچاؤں گا۔" میں نے کہا۔

"سردار اجازت ہو تو پہلے اس شخص کی گردن اس کے شانوں سے آزاد کر دی جائے اور اس کے بعد یہ سر ان کو ہم گھوڑوں سے روندتے ہوئے جائیں کیونکہ یہ شخص بہت خود سر اور بدزبان ہے۔" ان تینوں سواروں میں سے ایک نے غصیلے انداز میں کہا۔

"بس اب وقت نہ ضائع کرو اور اسے باندھ دو۔" سردار نے کہا اور پھر میں نے بھی وقت ضائع نہ کیا اور دو گھوڑوں کی باگیں تھام کر [illegible] کے پاس سے اس طرح [illegible] کہ گھوڑوں کی گردنیں لڑ بھڑ ہو گئیں اور انہوں نے اپنے سواروں کو اچھال دیا۔ پھر یہ حواس سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ میں نے سردار اور باقی بچے ہوئے شخص کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا۔ یوں چاروں آگے زمین پر۔ پھر میں انہیں سنبھلنے کا موقع کہاں دے سکتا تھا۔ اس لئے میں نے وہ رسی سنبھالی جو وہ مجھے باندھنے کے لئے لائے تھے۔ پھر اٹھنے والوں کے سروں پر مجھے ایک ایک گھونسہ جمانا پڑا تھا اور ان کی کھوپڑیاں چٹخ گئیں۔ ممکن ہے کسی کا بھیجا بھی نکل پڑا ہو۔ میں نے کوئی توجہ نہیں دی تھی۔ مجھے دلچسپی ان کی ٹانگوں سے تھی جنہیں میں نے رسی سے کس دیا اور پھر رسیوں کو دو رسیوں سے [illegible] کے ایک گھوڑے سے سردار اور اس کے ایک ساتھی کو [illegible] اور باقی دو گھوڑوں سے دوسرے دو آدمیوں کو۔ اور یہ سب کچھ میں نے اپنی شان کے مطابق کیا تھا کہ وہ میرے بدن کو ہاتھ بھی نہ لگا سکے اور خود بے بس ہو کر چپ ہو گئے۔

تب میں نے سردار کے سفید گھوڑے پر سواری کا قصد کیا اور تینوں رسیاں میرے ہاتھ میں تھیں۔ تب میں نے اس شان سے اس عظیم لشکر کی جانب کوچ کیا جو خیموں کے شہر پناہ گزین تھا اور شہر کے سامنے بے اندازہ لوگ جمع ہو کر یہ دلچسپ تماشا دیکھ رہے تھے۔ جب پہنچ گیا میں ان کے سامنے کہ سپاہی منہ پھاڑے مجھے دیکھ رہے تھے۔

"کیا انہی بہادر سپاہیوں کو بھیجا تھا تم نے میری گرفتاری کے لئے — لو انہیں سنبھالو اور اطلاع دو اپنے سردار کو کہ میری [illegible] کرے۔ جاؤ اس سے انحراف تمہارے لئے موت لائے گا۔"

غیظ و غضب کی بے پناہ آوازیں گونجیں۔ جیسے میں نے کوئی ایسی بات کہہ دی ہو جس کو سننے کی تاب کوئی نہیں رکھتا تھا۔

"مارو — زبان نکال لو اس گستاخ کی۔ اس نے شیلا کی شان میں گستاخی کی ہے۔ اس نے خدائی قہر کو للکارا ہے۔" بے شمار آوازیں ابھریں۔ تب ایک اور شخص آگے بڑھا اور گھوڑوں سے بندھے ہوئے لوگوں کو دیکھنے لگا جن میں کوئی زندہ نہیں تھا۔

"اسپاکیہ کے رہنے والے بزدل، تو نے شیلے کے جوانوں کو [illegible]"

"کون شیلے — ؟ میں اسے نہیں جانتا۔"

"آہ، تب تو پاگل ہے یا پھر زمین سے تیرا تعلق نہیں ہے [illegible] تو خدائی قہر کو ضرور جانتا جس کے جلو میں موت چلنے والے ہوتے ہیں۔ وہ جہاں جاتا ہے موت اور تباہی اس علاقے کا مقدر بن جاتی ہے۔ لیکن تو بہادر اور طاقتور ہے اس لئے خدائی قہر کے [illegible] کے مطابق تجھے اس کی اجازت کے بغیر قتل نہیں کیا جا سکتا کہ وہ بہادر کو اپنی انگوٹھی کا نگینہ سمجھتا ہے۔"

"میں اس سے ملنا چاہتا ہوں اسے میرے بارے میں اطلاع دو۔" میں نے کہا۔

"کس کی مجال ہے جو اس وقت اس کے سامنے جائے [illegible] تک وہ نہ چاہے۔ ہاں اسے اطلاع دے دی جائے گی۔ تب [illegible] اور اگر اس نے طلب کیا تجھے تو ہم اس کے حکم کی تعمیل کریں گے۔ بہتر ہے کہ تو خود کو گرفتاری کے لئے پیش کر دے ورنہ پھر ہم مجھے [illegible]

کریں گے، ورنہ قتل کر دیں گے۔"

"ہوں۔ تو تم مجھے گرفتار کر کے اسے اطلاع دو گے؟"

"ہاں۔"

"اور اس دوران میرے ساتھ کیا سلوک کرو گے؟"

"وہی جو تیرے ہم وطنوں اور تیرے شہنشاہ [illegible] کے ساتھ کیا گیا ہے۔ تجھے بھی تیرے ہم وطنوں کے ساتھ قید کر دیا جائے گا۔"

"یعنی اسپاکیہ کے باشندوں کے ساتھ؟"

"ہاں۔" جواب ملا۔

"ٹھیک ہے میں تمہارے کام میں مداخلت نہیں کروں گا لیکن اپنے حکمراں تک میرا پیغام ضرور پہنچا دو۔" میں نے کہا۔ دراصل میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ لوگ صرف اس لئے مجھے قتل نہیں کر رہے کہ ان کا سردار ان سے باز پرس کرے گا ورنہ شاید وہ دیں مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کرتے۔ ظاہر ہے اپنے آدمیوں کے ہلاک ہو جانے کا انہیں قلق ہو گا۔

تھوڑی دیر کے بعد مجھے خیموں کے درمیان ایک جگہ دیا گیا جہاں لکڑیوں کی تختیاں نصب کر کے انہیں رسیوں سے منسلک کر دیا گیا تھا۔ اوپر کھلا آسمان تھا اور رسیوں کے اس احاطے میں بے شمار قیدی مرد، عورتیں اور بچے موجود تھے۔ سب کے سب سہمے ہوئے خوف سے زرد۔ ان کے چاروں طرف شیلا کے سپاہی بکھرے ہوئے تھے اور ان کی کڑی نگرانی کر رہے تھے۔

"یہاں پر سازش اور سازشیوں سے بدکلامی کی سزا موت ہوتی ہے اس لئے خود پر قابو رکھنا کہ وقت سے پہلے زندگی سے ہاتھ نہ دھو بیٹھو۔" مجھے لانے والوں نے مجھے اطلاع دی اور میں نے ان کی بات سنی ان سنی کر دی۔ میں ان قیدیوں کو دیکھ رہا تھا جو سب بھی تندرست و توانا تھے۔ ان کی عورتیں بھی خوبصورت تھیں لیکن اب وہ شکست خوردہ تھے اور ان کی شکست ان کے چہروں پر تحریر تھی۔

سپاہی مجھے ان کے درمیان چھوڑ کر چلے گئے اور میں ایک کونے میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ درحقیقت میں ان لوگوں کا جائزہ لیتا رہا۔ [illegible] کے سپاہی پوری طرح چوکس تھے اور سارے قیدی ان کی نگاہوں میں تھے۔

مجھ سے تھوڑے فاصلے پر پست قد کا ایک بوڑھا [illegible] بیٹھا مجھے غور سے دیکھ رہا تھا۔ میں نے گردن گھما کر اس کی جانب دیکھا اور پھر [illegible] اپنی جانب دیکھتے پایا۔ تب میں آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھ گیا۔ بوڑھے کے انداز میں اب بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ تب میں اس کے نزدیک پہنچ گیا اور آہستہ سے بولا۔

"کیا حال ہے بڑے میاں؟"

"بادشاہ کی بلا جانے۔" [illegible] بوڑھے نے نفرت سے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"خود کو سمجھنے کی کوشش کرو میں نے جتنا کہا اتنا ہی کافی ہے کہ ہم دوسرے کی قید میں ہیں لیکن یہاں ابھی زبان نکلوائی جائے گی۔"

"اوہ، لیکن یہاں سننے والا کون ہے؟" میں نے نرمی سے کہا۔

"دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔" بوڑھا بولا۔

"مگر یہاں تو دیواریں بھی نہیں ہیں۔"

"واہ۔ برجستہ کہا۔" بوڑھا ہنس پڑا اور پھر زور زور سے قہقہے لگا کر مجھے گھورنے لگا۔ "لیکن تمہارے بدن سے تو اسپاکیہ کی بو نہیں آتی۔ پھر تم کون ہو؟"

"کوئی بھی ہوں، بہرحال قیدی ہوں۔"

"جاسوس بھی ہو سکتے ہو۔"

"اب تمہاری مرضی جو چاہو سمجھو لیکن ایک بات سوچ لو یہاں جاسوسی کرنے سے کیا فائدہ ہو گا۔ تم سب تو قیدی ہو اور تمہارا کچھ بھی انجام ہو سکتا ہے۔" میری بات پر بوڑھا گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔

"ہاں، یہ بھی ٹھیک ہے۔ احمق بادشاہ کی سرپرستی میں ہم کس قدر غیر محفوظ ہو گئے ہیں۔ ٹھیک ہے اب جو کیا گیا ہے جس کا [illegible] کیا جائے گی لیکن یہ بات میں اب بھی دعوے سے کہہ سکتا ہوں تمہارا تعلق اسپاکیہ سے نہیں ہو سکتا۔"

"تمہارا خیال درست ہے میں ایک آوارہ گرد ہوں جو اتفاق سے یہاں آ پہنچا ہے اور ان لوگوں نے مجھے بھی اسپاکیہ کا باشندہ سمجھ لیا۔"

"آہ۔ کیا سمندر کے راستے سے آئے تھے؟" بوڑھے نے پوچھا۔

"ہاں۔"

"اور اسپاکیہ میں داخل ہو گئے ہو گے؟"

"ہاں۔ ایسا ہی ہوا ہے۔"

"تب تو واقعی تم بھی بدنصیب ہو۔" بوڑھے نے ہمدردی سے کہا۔

"کیا اب بھی مجھے اپنی روداد نہیں سناؤ گے؟" میں نے کہا۔

"کیا روداد سناؤں۔ بس یہ شیلا جیسی عورتوں نے اسپاکیہ تباہ کر دیا۔ ہائے کاش یہ تو بتاؤ میرے وطن کا کیا حال تھا؟"

"پورا شہر جلتا جہنم بنا ہوا ہے۔ گلیاں کوچے لاشوں سے بھرے پڑے ہیں۔ جلتی ہوئی لاشوں سے دھواں اٹھ رہا ہے اور اسپاکیہ کا ہر گھر جل کر راکھ ہو چکا ہے۔"

"اور یہ سب اسی منحوس بادشاہ کی وجہ سے ہوا ہے۔" بوڑھے نے غمزدہ لہجے میں کہا۔

"کیا نام ہے تمہارے بادشاہ کا؟"

"سیروز نام ہے اس منحوس کا اور وہاں اپنی تقدیر کو رو رہا ہے۔" بوڑھے نے ایک طرف اشارہ کیا اور میں ایک جھٹکے کی طرف دیکھنے لگا

جس کے درمیان کچھ نہیں نظر آ رہا تھا۔
"کیا یہ تھا اس نے اور یرقہ نے وہ ہم کیا ہوئے تھے؟"
"بات صرف دو ناموں کی نہیں ہے۔ عورت جہاں بھی اسے خوبصورت نظر آئی وہ دل و جان سے اس کے حصول میں مصروف ہو گیا لیکن یہ دونوں کنیزیں، جتنا جاسوس تھیں اور انہوں نے ہی شیلا کو پیشاور کامیابی حاصل کرنے میں مدد دی۔"
"وہ کیسی؟ یہ شیلا کون ہے؟"
"ہمن قبیلے کا نامور سردار۔۔۔ جو خود کو خدائی قہر کہلواتا ہے اور بادشاہ اس سے کم بھی نہیں ہے۔ سلطنت روما کی تباہی کے مناظر جس نے دیکھے ہیں وہ اسے خدائی قہر تسلیم کرنے سے انکار نہیں کرتا اور اب اس کا رخ سفید علاقوں کی جانب ہے اور۔۔۔ وہ دن دور نہیں ہے جب یہ دوسیس شاہی بھی اس کی زد میں آ جائے گا کیونکہ شیلا کو روکنے کے لئے کوئی موثر اقدام نہیں کیا گیا جس کا ثبوت اسپاکیہ کی تباہی ہے۔ اسپاکیہ کے شہریوں نے ایک خفیہ وفد تھیوڈوسیس اعظم کے دربار میں بھیجا تھا اور اس وفد نے وہاں جا کر بتایا کہ اسپاکیہ شیلا کی زد میں ہے اور سیروز اس کے لئے کوئی بند باندھنے کے لئے تیار نہیں لیکن تھیوڈوسیس اور دوسرے اس قدر غرق ہے کہ دنیا کی کوئی فکر نہیں کرتا۔ لیکن جانتے ہو کیا ہوا؟ تھیوڈوسیس نے وفد کے ارکان کو گرفتار کر کے سیروز کے پاس واپس بھجوا دیا اور یہ معلوم کر لیا کہ اسپاکیہ میں اس کے خلاف سازش ہو رہی ہے جو کہ اسے غداری کا شبہ ہے اور یہ سیروز وفد کے لوگ واپس آیا اور سیروز نے دست بستہ عرض کیا کہ یہ حقیقت ہے کہ کچھ لوگ اس کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں اس لئے اس وفد کو اس کے حوالے کر دیا جائے۔ اور وفد کے ارکان اسپاکیہ پہنچا دیئے گئے اور پھر ان تمام ارکین اور ان کے اہل خاندان کو ایک بڑے میدان میں ترچھوں سے باندھ کر کھڑا کر دیا گیا اور سیروز کے تیر اندازوں نے ان پر نشانہ بازی کی خوب مشق کی۔ جب تک ان کی لاشوں سے تعفن نہ اٹھنے لگا ان لاشوں کو وہیں لٹکا رہنے دیا گیا تھا۔"
"وہ تو اسپاکیہ میں سیروز کے خلاف نفرت پھیل گئی ہوگی؟" میں نے پوچھا۔
"بے پناہ نفرت۔" بوڑھے نے جواب دیا۔
"اس کے خلاف بغاوت نہیں ہوئی؟"
"چھوٹے چھوٹے بہت سے گروہ بن گئے تھے لیکن ابھی ان کی کارروائی کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا تھا کہ شیلا سروں پر آن پہنچا۔"
"اوہ" میں نے گہری سانس لی۔
"اور دیکھ لو آج اسپاکیہ ختم ہو چکا ہے۔"
"کیا شیلا بہت ظالم ہے؟"
"ہاں۔ خدائی قہر صرف ہاں سنتا ہے اور نہیں کہنے والے کی گردن کبھی اس کے شانوں پر دیکھنا پسند نہیں کرتا۔"
"کیا اس نے سیروز کے پاس کوئی وفد بھیجا تھا؟"
"اسے وفد کہو۔۔۔ وہ دستہ اہم تھا لیکن سیروز نشے میں دھت ہوا تھا۔ جب اسے دربار میں تماشوں کا مذاق اڑایا گیا اور۔۔۔ وہ خاموشی سے واپس چلے گئے۔ لیکن ان کی خاموشی اسپاکیہ کی تباہی کا پیش خیمہ تھی۔ شیلا نے جو پیغام بھیجا تھا۔ اس کی وجہ سیروز پر آئے اور اس وقت سیروز اپنی حرم میں رنگینیاں دیکھ رہا تھا۔ نشے کے عالم میں ہی اس نے حکم دیا کہ شیلا کی فوجوں کو شکست دے کر دیا جائے اور جیالے جرنیلوں نے اس کے حکم کی تعمیل میں فوجوں کو تیار کر لیا۔ جنگ ہوئی اور ایسی فوجیں کیا جنگ کرتیں جن کا بادشاہ عین جنگ کے وقت شراب کے نشے میں پڑا ہو۔۔۔ اور پھر۔۔۔ اسپاکیہ کے ایک ایک شہری کو اسپاکیہ کے بدخواہ حکمراں کی اور باغی کی سزا بھگتنی پڑی اور آج تم ہمارا حشر دیکھ رہے ہو۔"
"داستان تمہاری کہانی افسوسناک ہے۔" میں نے ہمدردی سے کہا۔ اس طرح بوڑھے کو دوست بنا کر میں نے شیلا کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کیں۔
"اس کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا جس کی خواہش تم رکھتے ہو۔"
"کیا؟" میں نے پوچھا۔
"وہ بھی اور جنس انسان ہے عورتوں کا رسیا۔ اسپاکیہ سے گرفتار ہونے والی عورتوں اور لڑکیوں میں سے تمام خوبصورتیں اس کے پسند کر لی گئی ہیں اور انہیں وہاں سے لے جایا گیا ہے۔ اب وہ شیلا کی حرم میں ہوں گی۔ لیکن وہ دوسرے قسم کا ادبی شخص ہے۔"
"کیا مطلب؟"
"شکار کرنے والے شیر۔۔۔ اور دوسروں کے شکار سے پیٹ بھرنے والے گیدڑ میں کوئی فرق بھی تو ہوتا ہے۔ وہ شکار کرنے کے عیش کرنے والوں میں سے ہے۔" بوڑھے نے جواب دیا۔
"کیا تم نے شیلا کو دیکھا ہے؟"
"نہیں۔۔۔ لیکن سنتا ہے بڑا پرجلال جوان ہے، بہت طاقتور، جنگجو ہے اور اپنے مقابل کے لئے موت بن جاتا ہے۔ اس کی ہیبت بڑے بڑے سورماؤں پر طاری ہوتی ہے، جنہیں بڑی مراعات سے نوازا گیا ہے۔ وہ بہادروں پر جان دیتا ہے اور اس کی ہدایت ہے کہ کسی بھی بہادر شخص کو قتل نہ کیا جائے جب تک وہ خود حکم نہ دے۔"
"خوب۔ اور اب تمہارے بادشاہ کا کیا حال ہے؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
"خود جا کر دیکھو۔ ابھی اسے ہوش نہیں آیا ہے۔ میرا خیال ہے اب وہ شیلا سے رحم کی بھیک مانگے گا لیکن خدائی قہر ان لوگوں کو معاف نہیں کرتا جن کے خلاف ہو جاتا ہے۔"

"دیکھوں تو تمہارے بادشاہ کا حال۔" میں نے کہا۔ اور پھر بوڑھے سے رخصت ہو کر اس جگہ کی طرف چل پڑا جو بادشاہ کا گڑھ تھا۔ اس وقت رکشہ ... دلخراش تھا۔ سب بادشاہ کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی کو ... لوگوں کی بھیڑ چیر کر میں آگے پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ میں نے دیکھا ایک موٹا تازہ سرخ و سفید رنگ کا ادھیڑ عمر شخص جس کے چہرے سے مردانگی کے بجائے نسوانیت عیاں تھی، زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور وہ اس طرح منہ بناتے ہوئے تھا جیسے سب سے روٹھا ہوا ہو۔
"شہنشاہ سیروز کی خدمت میں آداب بجا لاتا ہوں۔" میں نے کہا اور سیروز نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا۔
"دفع ہو جاؤ۔ ہم تم سے بھی نہیں بولتے۔ تم سب مطلب پرست ہو۔ وقت کے ساتھی۔ لیکن تم کیا سمجھتے ہو ہماری بادشاہت ہم سے چھن جائے گی۔ ہرگز نہیں۔ ہم اپنی قوت سے اسے دوبارہ حاصل کر لیں گے اور پھر دیکھنا ہم تم سب سے کس طرح بدلہ لیں گے۔"
"لیکن شہنشاہ سیروز! میں تمہارا وفادار غلام ہوں۔" میں نے کہا۔
"وفادار؟" اس نے چونک کر مجھے دیکھا۔
"ہاں۔ مکمل طور سے وفادار۔"
"تب پھر ہمارا بستر کہاں ہے۔۔۔ ہماری محبوبہ؟"
"اب وہ شیلا کے قبضے میں ہے۔"
"ہائے تو پھر کوئی اور۔۔۔ اف اب تو یہ لوگ ہماری کچھ نہیں سنتے۔ ہماری گرفتار شدہ رعایا میں بھی بہت سی خوبصورت لڑکیاں ہیں، کیا وہ ہماری خدمت نہیں کر سکتیں؟"
"کیا تمہیں بستر کی ضرورت نہیں ہے کوئی بھی مل جائے۔"
"تو اور کیا۔ لڑکیاں سب لڑکیاں ہوتی ہیں، نرم نرم، ملائم ملائم۔۔۔" اس نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا اور مسکرانے لگا۔ میں نے محسوس کیا کہ وہ واقعی دماغی مریض نہیں ہے۔ بس اسے دیکھنا مقصود تھا۔ اس کے علاوہ اس میں کوئی خاص بات نہیں تھی جو میں اس لئے رکتا۔ اس سے بہتر تو وہ بوڑھا تھا جس سے کافی معلومات حاصل ہوئی تھیں۔
چنانچہ میں وہاں سے آگے سرکتا ہوا اس کے نزدیک پہنچ گیا۔ بوڑھے سے رشتہ ملا ہوا لگتا تھا۔ اب اس نے میری طرف توجہ نہیں دی اور اسی طرح گھٹنوں پر سر رکھے بیٹھا رہا۔ میں وہاں سے بھی آگے بڑھ گیا ... تھے اور رات کو بھی ان کے سونے کے لئے کوئی بندوبست نہیں کیا گیا۔ یہ کوئی بات نہ تھی کیونکہ ان لوگوں میں بچے بھی شامل تھے۔ وہ بھوک سے روئے تو ان کی مائیں ان کے منہ پر ... تھیں تاکہ ان کی آواز سپاہیوں کو غضبناک نہ کر جائے۔
لیکن میں ایک خاموش تماشائی بنے رہنے کے سوا کیا کر سکتا تھا۔ ظاہر ہے میں جادوگر تو نہیں تھا کہ ان ساری فوجوں کو ختم کر کے ان قیدیوں کو آزاد کرا دیتا۔ رات خاموشی سے گزر گئی۔ صبح ہی قیدیوں میں عام ہو گیا تھا۔ کچھ ایسے تھے جو بدحال ہو کر مرتے ہوئے پڑے رہے تھے۔
پھر روشنی نمودار ہوئی۔ میں بھی ایک کونے میں بیٹھ گیا تھا۔ جانے میری درخواست شیلا تک پہنچی تھی یا نہیں۔ بہر حال میں نے سوچ لیا تھا کہ آج کی رات قیدیوں کے درمیان نہیں گزاروں گا اور پھر کروں گا کیا کروں گا، اس بارے میں ابھی میں نے کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا۔ لیکن زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ احاطے کے باہر ریت سے گھوڑے سوار نظر آئے۔ ان کے ہاتھوں میں لمبے لمبے چابک تھے اور پھر ایک سپاہی نے چیخ کر کہا۔
"تم سب اسپاکیہ کے باشندو! تم سب باہر نکلو اور جہاں تمہیں لے جایا جائے چلو۔ خبردار! قطار بنا لو اور نظم و ضبط کے ساتھ چلو۔ کوئی کچھ نہ بولے۔ کراہنا اور چیخنا منع ہے۔ ہاں شاہ معظم سیروز کے لئے خدائی قہر شیلا اعظم نے یہ مرصع گھوڑا بھیجا ہے۔ سیروز شاہ کے علاوہ اس گھوڑے پر سوار کرا دو۔"
سواروں نے ایک گھوڑا جس پر زری کی سجی ہوئی تھی اور جو زرین ساز سے آراستہ تھا احاطے کے دروازے پر لا کھڑا کیا۔ تب میں نے اس بد نصیب شاہ سیروز کو خوشی سے چیختے ہوئے سنا۔ وہ کہہ رہا تھا۔
"دیکھ لیا اسپاکیہ کے نادانو! تم نے سوچا تھا کہ سیروز کا زوال نزدیک آ گیا۔ اب اس کے احکام کی پرواہ کون کرے گا لیکن شیلا جانتا ہے کہ سیروز کیا ہے اور اس کا انتخاب کون سی قیادت کا متحمل ہے۔ میں ایک بار پھر اقتدار حاصل کروں گا اور اس کے بعد تمہیں سزا دوں گا جو میرے نافرمان ہیں۔" سیروز خوشی سے قہقہے لگا رہا تھا اور اس کی رعایا خاموش تھی۔
سواروں نے سیروز کو سہارا دے کر گھوڑے پر بٹھایا اور ایک سوار نے گھوڑے کی لگام پکڑی اور آگے بڑھنے لگا۔ سیروز کہہ رہا تھا۔ "شہنشاہ شیلا کو چاہئے تھا کہ میرے لئے شاہی سواری بھیجتے۔ گھوڑے پر بیٹھ کر میری کمر دکھ جاتی ہے اور مجھ سے چلا نہیں جاتا۔ آہ۔"
پھر گھوڑا آگے بڑھ گیا اور اس کی آواز میرے کانوں سے دور ہو گئی۔ اس دوران چابک سواروں نے اسپاکیہ کے باشندوں کو باہر ہانکنا شروع کر دیا تھا اور تمام لوگ ایک دوسرے کے درمیان سر جھکائے نکل رہے تھے۔
میں نے خاموشی اختیار کرنا مناسب خیال کیا ورنہ خواہ مخواہ اس کھیل میں تعطل پیدا ہوتا اور نیا مسئلہ کھڑا ہوتا۔ چنانچہ میں بھی دوسرے لوگوں کے درمیان چلنے لگا اور اسی طرح ہانکنے والے ہمیں بہت دور ایک کھلے میدان میں لے گئے۔ یہ ایک پہاڑی سطح علاقہ تھا لیکن اس

کے مقام پر ایک انتہائی گہری کھائی تھی جس کے دونوں جانب اونچی گھاٹیاں تھیں اور جس کے پیچھے کے مناظر اوپر سے صاف نظر نہیں آتے تھے۔ درمیان میں بے شمار چٹانیں ابھری ہوئی تھیں اور ان کے درختوں میں کئی دار جھاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ پھر وہ لوگ چابک مار مار کر سب کو قطار بنانے لگے اور ایک ایک آدمی کو قطار سے کھڑا کر دیا۔ سب کے چہرے خوف اور بھوک کی نقاہت سے مرجھائے ہوئے تھے اور سب کے سب خاموش کھڑے تھے۔ میں بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ قطار بند کھڑا تھا اور ان لوگوں کی جانب دیکھ رہا تھا جو شاید مجھے بھول گئے تھے۔

پھر اچانک خیموں کی جانب سے چند سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے ادھر آتے نظر آئے اور تھوڑی ہی دیر کے بعد نزدیک پہنچ گئے لیکن انہوں نے گھوڑے نہیں روکے تھے اور پھر وہ قطار کے سامنے سے دوڑ نکل گئے اور ایک جگہ کھڑے ہو گئے۔

یہ اشیلا کا انتظامی دستہ تھا اور اس کے بعد اشیلا پہنچ گیا۔ ایک طویل القامت اور خوفناک شکل کا آدمی جو جیتے جاگتے پہاڑ (?) اور وحشی جسم کا مالک معلوم ہوتا تھا اس کے شانوں پر سیاہ رنگ کی کھال پڑی ہوئی تھی۔ کمر پر چوڑی پیٹی کسی ہوئی تھی، لمبی لمبی مونچھیں نیچے لٹکی ہوئی تھیں اور جبڑوں کی ہڈیاں کافی چوڑی تھیں۔

اس کے ساتھ چار اور طویل القامت وحشی موجود تھے جو گھوڑوں پر سوار تھے اور اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ تب چوبدار چیخے۔

"شہنشاہ جہاں، دشمن کے لئے خدائی قہر، اعظم اشیلا۔"

یہ آوازیں چاروں سمت ابھری تھیں۔ اشیلا نے بھی خونخوار دستے کے جوانوں کے درمیان ایک چکر قیدیوں کے سامنے لگایا اور بہت سے کمزور دل لوگ اس کے سامنے ہی زمین پر گر گئے۔ لیکن اشیلا کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں ابھرا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ایسے ہی تاثرات تھے جیسے کوئی دلچسپ کھیل دیکھ رہا ہو۔ پھر چکر پورا کرنے کے بعد وہ رک گیا پھر اس کی سرد اور رعب دار آواز ابھری۔

"وکوراتیس۔"

"آقا۔" اس کے چار طویل القامت ساتھیوں میں سے ایک نے اپنے گھوڑے کو آگے بڑھایا اور جھک گیا۔

"اسپائیکہ کا شہنشاہ اعظم سیروز کہاں ہے؟" اس نے پوچھا۔

"موجود ہے آقا۔"

"سامنے لاؤ۔" اس نے حکم دیا اور وکوراتیس نے اونچی آواز میں اشیلا کا حکم دہرایا۔ دو جوان سیروز کو گھوڑے پر سوار وہاں لے آئے۔ سیروز کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور وہ فاتحانہ نگاہوں سے اپنی رعایا کو دیکھ رہا تھا۔

اشیلا اسے دیکھ کر مسکرایا ۔۔۔ اور پھر گھوڑے کی پشت سے اتر گیا۔ اس کے نیچے اترتے ہی ہر گھوڑے سوار نیچے اتر گیا سوائے سیروز کے۔ وہ اسی طرح گھوڑے پر بیٹھا رہا تھا تب اشیلا نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آہ سیروز! شہنشاہ اسپائیکہ ۔۔۔ کیا تم گھوڑے سے نہیں اترو گے؟"

"معذور و ذلیل فاتح ۔۔۔ لیکن اپنے آدمیوں کو ہدایت دے کہ وہ مجھے سہارا دے کر نیچے اتار دیں۔ میں خود سے نیچے نہیں اتر سکتا۔" سیروز نے جواب دیا اور اشیلا نے گردن ہلا دی۔ دوسرے لمحے دو آدمیوں نے سہارا دے کر سیروز کو گھوڑے سے اتار دیا۔ اور سیروز پھر کچھ قدموں سے چلتا ہوا اشیلا کے سامنے پہنچ گیا۔ "کیا ایک شہنشاہ باوجود دشمنی کے دوسرے شہنشاہ سے گلے نہیں مل سکتا؟" سیروز نے دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔

لیکن اشیلا چند قدم پیچھے ہٹ گیا اور مسکراتے ہوئے بولا۔ "ضرور گلے ملیں گے سیروز ۔۔۔ لیکن اس سے پہلے کچھ مسئلے طے ہو جائیں۔" اشیلا کی مسکراہٹ بھی بے حد خوفناک تھی۔ اس کے دانت بے حد سفید اور چمکدار تھے اور برابر جمے ہوئے تھے۔

"ٹھیک ہے۔" سیروز نے بے دلی سے کہا۔

"میرے قاصد تیرے دربار میں گئے تھے سیروز ۔۔۔ اور انہوں نے تجھے میرا پیغام دیا تھا۔ اس وقت تو نے میرا مذاق اڑایا تھا۔"

"اور اس کی سزا بھی تو پالی عظیم شہنشاہ۔ کاش اس وقت میں نشے میں نہ ہوتا۔ آہ اب تو شراب کی لذت تک بھول گیا ہوں۔"

"کیا تو نہیں جانتا تھا کہ ایک شخص کا ... خطرناک ثابت ہو سکتا ہے؟" اشیلا نے کہا۔

"اس وقت نہیں جانتا تھا لیکن اب اچھی طرح سمجھ گیا ہوں اور خدائی قہر سے رحم کا طالب ہوں۔"

"لیکن اس وقت تو صرف میرا مجرم نہیں بلکہ اپنی قوم کا مجرم ہے جو تیری وجہ سے ایک عذاب عظیم میں گرفتار ہوئی۔ اگر تو ہر وقت شراب و شباب میں غرق نہیں رہتا تو آج تیری قوم اس حالت میں نہ ہوتی۔ میں انصاف پسند ہوں۔ مجھ سے پہلے تیری قوم تیری محاسب ہے اور وہی تجھے سزا دے گی۔ ۔۔۔ تم نے سیروز کے علاوہ جو تمہاری زبوں حالی کا ذمہ دار نہیں ہوں یہ ہے۔ سو تم اس کا فیصلہ کرو۔ یہ تمہارے حوالے ہے۔" اشیلا اچھل کر گھوڑے پر چڑھ گیا اور اپنا گھوڑا پیچھے لے گیا۔

اور بپھرے ہوئے لوگ بھوکے بھیڑیوں کی طرح سیروز پر ٹوٹ پڑے۔ وہ بری طرح چیخ رہے تھے۔ سیروز کو نوچ رہے تھے۔ دانتوں سے بھنبھوڑ رہے تھے اور ان کے درمیان سیروز چیخ رہا تھا۔ "ظلم ... میں شہنشاہ ہوں، میں اسپائیکہ کا سیروز ہوں ... ہوں ۔۔۔ میں سیروز ہوں ...." اور پھر اس کی آواز گھٹ گئی۔ بپھرے ہوئے لوگوں کا جنون عروج پر تھا۔ ایسی خوفناک افراتفری مچی کہ

بہت سے لوگ آپس ہی میں گڈمڈ ہو کر کچل گئے۔ اشیلا سکون سے ایک طرف کھڑا ہوا تھا۔ پھر اس نے اشارہ کیا اور محافظ دستے کے لوگ کوڑے مار مار کر انہیں ان کی جگہوں پر پہنچانے کا حکم دینے لگے۔ بمشکل تمام یہ طوفان تھم سکا۔

سیروز گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں زمین پر پڑا تھا۔ اس کے لوگوں نے اس کی ہڈیاں تک چچوڑ کر رکھ دی تھیں جو اس کے پاس پڑی تھیں، اور اشیلا اب بھی سکون کی نگاہوں سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔

پھر اس نے اپنے ساتھی کی طرف رخ کر کے کچھ کہا اور گھڑ سوار آگے بڑھ آیا۔ اس نے بلند آواز میں کہا۔ "ہاری ہوئی قوم کے لوگو! تم میں سے وہ جوان جو زندگی تمام عمر اشیلا کے وفادار غلاموں کی حیثیت سے زندگی بسر کرنا چاہتے ہوں، اپنی جگہ سے آگے بڑھ آئیں۔ تمہیں زندگی کی بھیک دی جائے گی اور تمہیں سپاہ کا بوجھ اٹھانا پڑے گا اور تم لوگ گھوڑوں کی نگہداشت کرو گے اور وزنی سامان اٹھا کر سفر کرنا ہوگا۔ ہمیں بھی ... زندگی کی ... تم سے تبدیلی زندگی حسب کرا جائے گی۔ تم میں سے جو یہ زندگی قبول کرے آگے بڑھ آئے۔"

اور بے شمار لوگ آگے بڑھ آئے تھے ۔۔۔ ان میں کمزور اور لاغر لوگ بھی تھے جن سے کھڑا بھی نہیں ہوا جا رہا تھا البتہ بہت سے طاقتور جوان ایسے بھی تھے جو آگے نہیں آئے تھے۔ اشیلا کے جوانوں نے ان لوگوں کی طرف توجہ بھی نہیں دی اور آگے بڑھ آنے والوں میں سے تندرست و توانا لوگوں کو چھانٹنے لگے۔ جو کمزور اور لاغر تھے انہیں ان کی جگہوں پر واپس دھکیل دیا گیا اور غلامی قبول کرنے والے ریوڑ کو دوسری طرف ہانک دیا گیا۔ پھر اشیلا نے کہا۔

"اور یہ لوگ جنہوں نے اپنے آقا اپنے شہنشاہ سے وفاداری کا ثبوت نہیں دیا اور اسے مار مار کر ہلاک کر دیا، کیا ان لوگوں پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے؟"

"ہرگز نہیں۔" اس کے ساتھیوں نے جواب دیا۔

"تب پھر ۔۔۔ میں نے ان لوگوں کے لئے ایک اور فیصلہ کیا ہے۔ فیصلہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر جوان میرے کسی جوان کا انتخاب کرے۔ اگر اس نے اپنے مقابل کو قتل کر دیا تو اسے بھاگ جانے کی آزادی ہو گی ورنہ وہ میرے جوان کے ہاتھوں مارا جائے گا۔"

اس پیشکش کو بہت سے جوانوں نے قبول کر لیا اور آگے بڑھ آئے۔ میں نے بھی اس پیشکش کو غنیمت سمجھا تھا اور پھر میں بھی آگے بڑھ آیا۔ "عظیم المرتبت شہنشاہ کی اجازت سے میری بھی ایک درخواست ہے۔" میں نے اشیلا کو مخاطب کیا۔ اور پہلی بار شاید اشیلا نے میری طرف غور کیا۔ چند ساعت مجھے دیکھتا رہا پھر بولا۔

"خوب جوان ہے۔ کیا چاہتا ہے؟"

"ایک جوان کے عوض مجھے میری زندگی مل جائے گی لیکن اگر میں ان میں سے کسی کی زندگی کے لئے قرض چاہتا ہوں جو تیرے جوانوں سے نہیں لڑ سکتے تو کیا مجھے ایک سے زیادہ جوانوں سے لڑنے کی اجازت دی جائے گی؟"

اشیلا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ دلچسپی کی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا اور پھر اس نے ہونٹ کھول کر کہا۔ "اجازت ہے۔"

میں نے بڑے ادب سے گردن ہلا دی تھی اور پھر میں پیچھے ہٹ گیا۔ اشیلا پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور پھر اس نے بھاری آواز میں کہا۔ "کھیل شروع کیا جائے۔"

اور اسپائیکہ کے جوانوں نے اپنی اپنی پسند کے جوان کا انتخاب کر لیا۔ اشیلا کی فوجوں کے چاق و چوبند جوان مسکراتے ہوئے آگے بڑھ آئے۔ ان کے مقابل شکست خوردہ اسپائیکہ کے مجمع کے جوان تھے۔ وہ بھلا انہیں کیا خاطر میں لاتے۔ چار چار جوانوں کو بیک وقت مقابلہ کرنے کی اجازت دی گئی تھی اور مقابلہ شروع ہو گیا۔ دونوں فریقوں کو ان کی پسند کے ہتھیار دیئے گئے تھے۔

اور جنگ جو ایک دوسرے پر وار کرنے لگے لیکن کہاں کہاں میں؟ اشیلا کے جوانوں نے اپنے چاروں حریفوں کو ہلاک کر دیا۔ اشیلا کے ہونٹوں پر حقارت آمیز مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ پھر دوسرے چار مقابل سامنے آ گئے۔ مرنے والوں کی لاشوں کو اسی طرح پھینک دیا گیا تھا۔ اسپائیکہ کے ان جوانوں کا بھی وہی حشر ہوا۔ پھر ان چاروں لاشوں کو اٹھا کر کھائی میں اچھال دیا گیا تاکہ میدان صاف ہو جائے۔ تیسرے مقابلوں میں اسپائیکہ کا ایک پھرتیلا جوان، اشیلا کے ایک موٹے اور بھاری جوان کے مقابلے میں کامیاب ہو سکا۔ اس نے اپنے مقابل کو پھرتی سے بدل بدل کر تھکا دیا اور پھر اسے قتل کر دیا۔ باقی تین جوان اشیلا کے جوانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔

اشیلا نے اس جوان سے بھاگ جانے کے لئے کہا۔ اور وہ جوان پلٹ کر بھاگا کہ اس نے پیچھے نہیں دیکھا۔ اشیلا کے ساتھی قہقہے لگانے لگے تھے۔ میں نے اندازہ لگایا تھا کہ اشیلا کے جوان واقعی فنون جنگ کے ماہر تھے اور ان کے مقابل بھوکے ماندے اور مجبور لوگ بے حد پریشان حال تھے۔ چنانچہ اس بار میں آگے بڑھ آیا تھا۔

میں نے ایک توانا جوان کو طلب کر لیا لیکن میں نے محسوس کیا کہ وہ جوان میرے مقابل آنے سے کترا رہا تھا۔ وہ اصل میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے مجھے ان چاروں کو زیر کرتے دیکھا تھا جو مجھے گرفتار کرنے گئے تھے لیکن بہرحال وہ میرے مقابل آ گیا تھا۔ میں نے ہتھیاروں کو پسند کرتے وقت ایک چوڑی اور بھاری تلوار اٹھائی تھی۔ گو یہ تلوار میری مرضی کے مطابق نہیں تھی لیکن بہرحال ان ہتھیاروں میں میری پسند کا کوئی اور ہتھیار تھا بھی نہیں۔ میں نے تلوار کو تول کر ...

ہوا اپنے مقابل کے سامنے آ گیا۔ میرا مقابل ابھری ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے اجازت طلب نظروں سے شیلا کی جانب دیکھا اور چند لمحوں میں الجھن سے پیچھے ہٹ گیا لیکن میرے مقابل نے مجھے موقع نہیں دیا۔ وہ ہر قیمت پر مجھے قتل کرنا چاہتا تھا۔ میں پہلے تیار نہیں تھا۔ بس اس کے حملے خالی دے رہا تھا یہاں تک کہ پیچھے ہٹتے ہٹتے میں شیلا کے کافی نزدیک پہنچ گیا۔

"میں عظیم شیلا کی اجازت کا منتظر ہوں۔" میں نے جھک کر کہا اور اپنے مقابل کے اس وار سے بھی بچ گیا جو اس نے میرے جھکتے وقت موقع غنیمت جان کر کیا تھا۔

"اجازت ہے۔" شیلا کی آواز میں خوفناک غراہٹ تھی۔ تب میں نے تلوار سنبھالی اور پھر ایک ماہرانہ وار کیا اور مقابل کو درمیان سے دو ٹکڑے کر دیا۔ یہ کام میں نے نہایت سکون سے کیا تھا اور پلٹ کر یہ بھی نہیں دیکھا تھا کہ مقابل کا حشر کیا ہوا۔ شیلا تحیر آمیز نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ میں آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور اس بار میں نے ان لوگوں میں سے ایک کے سینے پر تلوار رکھ دی جو شیلا کے خاص ساتھیوں میں سے تھا۔ اس جوان کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور وہ دانت پیستا ہوا گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔ اس نے ایک لمبا نیزہ طلب کیا تھا۔ شیلا نے دوسرے مقابلے روک دیئے۔ پہلے وہ اس مقابلے کو ختم کرنا چاہتا تھا۔

میرے مقابل کا نام وتس تھا۔ وہ پہلی بار ... برداشت نہیں کر رہا تھا لیکن شاید مقابلہ کرنا ضروری بھی تھا۔ اجازت ملتے ہی اس نے بڑا ماہرانہ وار کیا۔ لیکن میں نے تلوار کا ایک ہاتھ اس کے نیزے کے وسط پر مارا اور نیزہ درمیان سے دو ٹکڑے ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی میں نے گھوم کر دوسرا وار اس کی گردن پر کیا اور اس کی گردن اچھل کر قدموں میں آ پڑی۔ میں نے ایک بار پھر شیلا کے سامنے گردن جھکا دی تھی۔ اور میں نے شیلا کے انداز میں اضطراب دیکھا۔ پھر میں نے اس کے دوسرے ساتھی کے سینے پر تلوار رکھ دی۔

"یہ بھی، مقابلہ کرو۔" شیلا غرائی۔ اور اس تیسرے آدمی کو بھی میں نے نہایت اطمینان سے قتل کر دیا۔ میرے بدن تک ابھی ان تینوں میں سے کسی کا ہتھیار نہیں پہنچا تھا۔ شیلا نے ... افسوس کی۔ لیکن وہ بھی ہٹ دھرمی تھی۔ اب اس نے میری پسند میں کوئی دخل نہیں دیا تھا اور اس کے جوان میرے سامنے آ کر مرتے رہے۔ اب تو میدان میں صرف میں ہی رہ گیا تھا۔ دوسرے مقابلے قطعی طور پر رک گئے تھے اور شیلا کے جوانوں کے انبار لگتے جا رہے تھے۔ اور پھر شاید شیلا کی قوت برداشت جواب دے گئی۔ اس نے ایک گرجدار آواز لگائی۔

"بس۔ بس۔ مقابلے روک دو۔" اور میں نے تلوار اس کے سامنے ... جواب ... تلوار نظر آ رہی تھی مرنے والوں کا خون

اس پر برہم ہو گیا تھا۔

شیلا خونخوار نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا پھر اچانک وہ مسکرا پڑا۔ "اب کیا چاہتے ہو؟" اس نے مجھ سے پوچھا۔

"ان سب کو جانے کی اجازت دی جائے۔" میں نے لشکر ... کی طرف اشارہ کیا۔

"میں جانتا ہوں تو شام تک قتل عام کرتا رہے گا اور خود قتل نہیں ہو گا اور میں وعدے کا پابند ہوں۔ تو ان سب کی تعداد کے برابر جوانوں کو ضرور قتل کرے گا۔ اس لئے میں تیری خواہش کا احترام کرتا ہوں ان سب کو۔ اگر ان کی زندگی ... تو اس کھائی میں پھینک دیا جاتا اور اسی لئے انہیں یہاں لایا گیا تھا لیکن۔ ان سب کو جانے کی اجازت ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور شرط ہو گی۔"

"میں جاننا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا۔

"تو نے میرے ان چار جوانوں کو قتل کر دیا ہے جو میرے دست راست اور جنگی امور میں میرے مشیر تھے۔ لیکن وہ لوگ جو کسی کے مقابلے ... اعتماد ہوتے ہیں دوبارہ زندہ ہونے کے قابل ... ان کی موت کا مجھے کوئی افسوس نہیں ہے۔ البتہ میری شرط ہے کہ تو میرے مشیر کی حیثیت قبول کر۔"

"یہ میری عزت افزائی ہے اور میں اسے قبول کرتا ہوں۔"

"تم سب منتشر ہو جاؤ۔ لیکن خبردار۔ اسپانیہ آباد نہ ہو۔ جہاں اپنا نشان کا نام کرے وہاں اسے برقرار رہنا چاہئے۔"

خوشی سے چیختے ہوئے لوگ ...

اور میں سکون کی نگاہوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ گو مجھے ان لوگوں سے کوئی سروکار نہ تھا لیکن عورتوں اور بچوں کی زندگی بچ جانے سے مجھے خوشی ہوئی تھی۔ وہ بیچارے میرا شکریہ ادا کرنے کے لئے بھی نہیں رکے تھے اور آن کی آن میں میدان صاف ہو گیا۔ تب شیلا نے واپسی کے لئے ہاتھ اٹھا دیا اور اپنے گھوڑے کا رخ موڑ دیا۔

دس بارہ جوان میرے نزدیک آ کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے ... میں اطاعت تھی۔ "ہمارے لئے کیا حکم ہے نائب اعظم؟" ان میں سے ایک شخص نے کہا۔

"نائب اعظم؟" میں نے دہرایا۔

"ہاں، خداؤں کے حکم کے بموجب اب تم نائب اعظم ہو ... تمہاری اطاعت ہم پر فرض ہے۔"

"تب تم میں سے ایک ... میرے پاس ... صرف اسی سے بات کروں گا۔" اور ایک ...

"میرا نام شاطوس ہے۔ ... اعظم کے ساتھ فتوحات کے لئے نکلا ہوں ... ثابت ہو رہے ہیں۔"

"ٹھیک ہے شاطوس! باقی لوگوں کو واپسی کا حکم دے دو اور میرے گھوڑے ..." میں نے کہا اور ایک شخص گھوڑا لے آیا ... میں گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ شاطوس میرے ساتھ تھا۔ "شاطوس! مجھے تیرے مشوروں کی ضرورت ہے میں شیلا کے مزاج سے ناواقف ہوں اور یہ بھی نہیں جانتا کہ اس کے نائب کے فرائض کیا ہیں؟"

"ظاہر ہے تو اجنبی ہے۔ لیکن یہ بتا اس وقت تو کہاں تھا جب سپاہ کیرا شیلا کے جوان تباہی نازل کر رہے تھے۔ تو نے تو بے شمار جوانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہو گا۔"

"میرے بارے میں جاننے کے بجائے تو مجھے شیلا کے نائب کے فرائض سمجھا۔" میں نے کہا۔

"فرائض کچھ بھی نہیں۔ شیلا جب تیری ضرورت محسوس کرے گا تجھے طلب کرے گا۔ یہ اس وقت کی بات ہے۔ اس کے علاوہ صرف عیش و آرام، مسعر۔"

"ہوں۔" میں نے گہری سانس لی اور خاموش ہو گیا۔ بڑی مصیبت تھی پروفیسر! بعض اوقات میں اپنی زندگی میں تبدیلی چاہتا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ ایک عام سی زندگی بسر کروں لیکن حالات مجھے ... ایک ہی ڈگر پر لے جاتے تھے۔ عزت، وقار، برتری ... اور یہ شخص بھی جو خود کو خداؤں کی تقدیر کہتا تھا میرا گرویدہ ہو گیا تھا۔

مجھے شیلا کے شہر کے نزدیک ایک بڑا خیمہ میری قیام گاہ ... شیلا کا عظیم الشان خیمہ تھا جو ایک طرف ... خیمے نصب تھے۔ اس کے گرد زیادہ تر سپاہی نہیں تھے لیکن ... رات ہو چکی تھی۔ اس دوران مخلص سپاہی میرے ضرورت کی چیزیں فراہم کرتے رہے تھے۔ وہ خود مگر ... ادب سے ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے رات کا کھانا کھانے کے بعد ... اور شراب کے مٹکے آ گئے۔ میں نے گوشت کھایا تھا۔ شراب پی تھی۔ ... رات گہری ہو گئی تو دفعتاً خیمے کا دروازہ کھلا۔ ... غلام ہاتھوں میں شراب کے خوبصورت برتن لئے ... ان کے عقب میں دو حسین ... لڑکیاں ... جسموں پر سونے کے ... جگمگا رہی تھیں۔ ... ہوئے تھے۔

چند لمحے ... لڑکیاں ... میں نے تعجب ... سے انہیں ... غلاموں نے خوف سے ... اور میں نے گہری سانس لی۔ ... ان کی آنکھوں میں بھی حیرت کے نقوش تھے پھر وہ حرکت میں آ گئیں۔ ان میں سے ایک لڑکی نے تھال میں رکھا برتن اٹھایا اور منتخب جگہ بیٹھ گئی۔ دوسری لڑکی شراب کی صراحی اور جام لئے میرے نزدیک آ گئی۔ ... ہوا تھا جس پر ... کے درمیان میرے عجیب بدن نے لڑکیوں کو متحیر کر دیا تھا۔

میرے نزدیک آ کر وہ لڑکی اس تخت کے نیچے ... جہاں میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے نازک لبوں پر دلکش مسکراہٹ کھیل رہی تھی اور پھر اس نے شراب کا جام بھرا۔ دوسری لڑکی نے بربط پر انگلیاں پھیرنا شروع کر دی تھیں اور بربط کے تاروں نے ایک سحر انگیز آواز بکھیر دی۔ ماحول خاصا دلکش اور دلچسپ ہو گیا تھا۔ لڑکی نے مجھے جام پیش کیا اور میں نے قبول کر لیا۔

"تیرا کیا نام ہے؟"

"ونیشا۔" لڑکی کی لرزتی آواز ابھری۔

"اور اس دوسری لڑکی کا؟"

"وہ ... ہے۔" اس نے جواب دیا۔

"کس نے بھیجا ہے تم دونوں کو؟"

"خداؤں کی تقدیر کی کنیزیں ہیں، لیکن ہم دونوں کنواری ہیں ... پہلی بار تمہارے لئے سجایا گیا ہے۔" لڑکی نے جواب دیا۔

"اوہ کیا واقعی؟"

"ہاں۔"

"کیا تمہارا تعلق بھی کسی قبیلے سے ہے؟"

"نہیں، ہم تباہ شدہ بستیوں کی رہنے والی ہیں۔" بربط کی دھنوں کے درمیان لڑکی نے جواب دیا۔

"تو تمہیں بھی شیلا نے تباہ کیا ہو گا؟"

"ہاں۔" لڑکی نے گہری سانس لے کر کہا۔

"تمہاری جیسی دوسری لڑکیاں بھی ہوں گی یہاں؟"

"بے شمار۔" اس نے جواب دیا۔

"ہوں۔ کیا تم مجھے دل کی باتیں بھی بتاؤ گی؟"

"ہم تیرے ہر حکم کی تعمیل کریں گے۔"

"دل کی باتیں تعمیل حکم میں نہیں بتائی جاتیں بلکہ دوست سمجھ کر کی جاتی ہیں۔ اور میں تمہیں بتا دوں کہ میرا تعلق نہ تو کسی قبیلے سے ہے اور نہ ہی میں شیلا کا ملازم ہوں۔ میں نے ... نائب کا منصب حاصل کیا ہے۔ اس لئے میرا دوست صرف میری ذات سے تعلق رکھتا ہے۔"

"ہاں۔ اس سے قبل ہم نے تجھے شیلا کے لشکر میں نہیں دیکھا۔"

"آج ہی میں اس کے تین جوانوں کو قتل کر کے اس لشکر میں شامل ہوا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"تو کیا تیرا تعلق اسپارکیہ سے ہے؟"
"نہیں، میں تو دوسرے علاقے سے آیا ہوں۔ اور اتفاق سے یہاں اس لشکر میں شامل ہو گیا ہوں۔"
"عورتوں کی باتوں کے بارے میں کیا کہتا ہے؟" ایشا نے کہا۔
"ہاں، کیا تو اس کے بارے میں جانتا ہے؟"
"ہاں، اور اسی کی وجہ ہے" ایشا نے مجھے بغور پرشوق نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔
"کیا وجہ ہے؟"
"تمہیں پتہ چل گیا ہوگا کہ اٹیلا نے کسی کو اپنا نائب مقرر کیا ہے اور وہی اس کی خدمتگاری کرتا ہے۔ عام طور سے اٹیلا کے ساتھی وحشی، خونخوار اور خوفناک ہوتے ہیں اور پھر وہ جیسے خدائی قہر ہوتا ہے۔ نائب مقرر کرنے سے پہلے زیادہ تر ان کی حالت خراب تھی۔ وہ تو ہم عورتوں کو نچنے کی حتی۔ ہمارا خیال تھا کہ کوئی وحشی صفت انسان ہوگا جو بات بات میں سینوں میں خنجر اتار دینے کا عادی ہوگا۔ عموماً اس کے ساتھی ایسے ہی ہیں۔ لیکن تو ان سے بالکل مختلف اور دل موہ لینے والا ہے۔ ہم تجھے دیکھ کر حیران ہوئے ہیں۔"
"اس لڑکی کو تو بھی دیکھ، میں اس کی آنکھوں میں حیرانی دیکھ رہا ہوں" میں نے کہا۔
دوسری لڑکی اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ وہ بڑھ کر جانے والی تھی کہ رک گئی اور اس کی انگلیاں رک گئیں۔ تب ایشا آہستہ آہستہ اسے کچھ بتانے لگی۔ اس دوران وہ دونوں میری جانب دیکھتی بھی جا رہی تھیں۔۔۔ اور پھر دونوں میرے قریب پہنچ گئیں۔ نوک سے خدوخال اور دودھ جیسے سفید رنگ والی یہ لڑکیاں بلاشبہ پرکشش تھیں۔ دونوں پھر میرے نزدیک بیٹھ گئیں۔ دوسری لڑکی بھی اب میری جانب گھور رہی تھی۔ اس کے انداز میں ایک نرمی پیدا ہو گئی تھی یوں لگتا تھا جیسے وہ مجھ سے اپنائیت محسوس کر رہی ہو۔ شاید ایشا نے میرے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا۔ وہ دونوں میری جانب دیکھ رہی تھیں۔
"تم لوگ کتنے عرصے سے اٹیلا کے ساتھ ہو؟"
"طویل عرصہ ہو گیا۔ اب تو ہمیں ٹھیک سے وقت یاد بھی نہیں رہا۔"
ایشا نے جواب دیا۔
"تمہارا وطن بھی اٹیلا کے ہاتھوں برباد ہو گیا؟"
"ہاں۔"
"میں اس شخص کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا۔ شاید تمہیں اس بات کا علم بھی نہ ہو کہ ابھی تھوڑا عرصہ پہلے میں اس کا قیدی تھا۔ پھر اس نے مجھے قتل کرنے کا فیصلہ کیا اور میں نے اس کے سب سے بہادر لوگوں کو قتل کر دیا۔ تب سے ہوش میں آ گیا اور اس نے مجھے اپنا نائب مقرر کر دیا۔ اس گفتگو سے میرا مطلب یہ ہے کہ تم مجھے اٹیلا کے بارے میں بتاؤ۔"

"ہم تیار ہیں" آفتا نے جواب دیا۔
"تو پھر بتاؤ۔"
"تم پوچھو کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟"
"اس کی عادات، خصلت وغیرہ۔"
"دیکھو اس کے لشکر میں ہمیں کوئی خاص مقام حاصل نہیں ہے۔ ہم تو محض دل بہلانے والی لڑکیوں میں سے ہیں۔ وہ کم گو اور جلد غصے میں آنے والا ہے۔ خود بھی بے پناہ طاقتور ہے۔ ایک بار اس نے ایک گستاخ کو گھوڑے کے کھروں تلے کچلوا دیا تھا۔ اس کے علاوہ وہ بیویوں کا بھی بہت شوقین ہے۔"
"واہ۔ اس جملے کا کیا مقصد ہوا؟" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔
"تمہیں تو اس کی بیویوں کی تعداد بھی معلوم نہیں ہوگی؟"
"بالکل نہیں" میں نے جواب دیا۔
"شاید کوئی بھی نہ بتا سکے۔ ممکن ہے خود اٹیلا کو اپنی بیویوں کی صحیح تعداد نہ معلوم ہو۔"
"خوب۔ لیکن ان بیویوں کا ہوتا کیا ہے؟"
"وہ تم نہیں جانتے بیویوں کا کیا ہوتا ہے" ایشا نے شرارت آمیز انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا اور میرے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔
"میرا مطلب ہے کہ وہ بیویاں کہاں جاتی ہیں؟"
"اس کے ساتھ رہتی ہیں" آفتا نے جواب دیا۔
"اس وقت بھی موجود ہیں؟"
"کیوں نہیں۔ وہ ہمیشہ انہیں اپنے ساتھ رکھتا ہے۔"
"بہت خوب۔ دلچسپ بات ہے۔ لونڈیاں اور کنیزیں ان کے علاوہ ہوں گی۔۔۔ وہ عورت پرست ہے۔"
"ہرگز نہیں۔ اس کی بیویوں کے علاوہ کوئی اس کی خواب گاہ میں نہیں جا سکتا۔ وہ حسین لڑکی کو پسند کرتا ہے پہلے اس سے شادی کر کے اسے اپنے حرم میں داخل کرتا ہے۔ اس کے بعد اس کی قربت حاصل کرتا ہے" ایشا نے جواب دیا۔
"واہ۔ شریف انسان ہے" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ اس کے اصول بہت اچھے ہیں۔ جہاں وہ ظالم ہے وہاں اصول پرست بھی ہے۔"
"ہوں" میں نے گہری سانس لی۔ "بہرحال اس کے ساتھ گزرے گی اور تمہارے ساتھ بھی۔ لیکن فکر مت کرو۔۔۔ میں تمہیں زیادہ پریشان نہیں کروں گا۔" میں نے ان دونوں کو اپنی جگہ بٹھا دیا۔ لڑکیوں نے میرے ساتھ ایک خوشگوار رات گزاری تھی۔ وہ میری کیفیت سے انہیں مجھے خوش دیا گیا تھا۔ لڑکیاں بھی میری معیت میں خوش تھیں۔ صبح ہوتے ہی وہ میری خدمت میں مصروف ہو گئیں۔ رات کو جو غلام

دے گئے تھے وہ میرے لباس میں خاص ہی تھا۔ چوڑے کاٹھ کا تحفظی ملبوس تھا جس کے جوتے سے نیچے تک لٹکے ہوئے تھے۔ سر پر پہننے کے لئے مخصوص قسم کا خود تھا جس کے اوپر کسی جانور کی کھال لگی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ چیتے کی ایک شاندار کھال تھی جو بند کے ذریعے کمر پر لٹکائی جاتی تھی۔ یہ سب لباس پہن کر میں چمکنے لگا۔ جوتے کے تسموں میں سامنے کی جانب کوئی دھات لگی ہوئی تھی۔
مجھے تو یہ سارا لباس پہننے کا سلیقہ بھی نہیں تھا۔ لیکن دونوں لڑکیوں نے مجھے پوری طرح آراستہ کر دیا اور پھر قربان ہو جانے والی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگیں۔
"بلاشبہ تمہارا تعلق اسپارکیہ سے نہیں معلوم ہوتا ورنہ جس قوم میں تم جیسا جوان ہو اس کا حشر ایسا نہیں ہو سکتا" ایشا نے کہا۔
"اٹیلا کو شاندار جوان جمع کرنے کا شوق ہے۔ خود اس کی اپنی شخصیت بہت شاندار ہے۔ لیکن تیری چیز کے آگے وہ ماند پڑ جاتا ہے۔"
"مجھے تو خدشہ ہے کہ وہ تجھے دیکھ کر احساس کمتری کا شکار نہ ہو جائے۔"
"یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی بیویوں میں بغاوت ہو جائے۔"
"بس بس لڑکیو۔۔۔ مجھے زیادہ احمق نہ بناؤ۔ اب یہ بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ کیا اسی خیمے میں رہ کر تم سے باتیں بناتا رہوں" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"نہیں، میرا خیال ہے تمہیں نائب کی حیثیت سے اٹیلا کے امور کی نگرانی کرنا چاہئے۔"
"اس کے امور کیا ہیں یہ بھی تو۔۔۔۔" میرا جملہ ادھورا رہ گیا۔ دروازے سے ایک آواز سنائی دی تھی۔
"نائب اعظم کی خدمت میں اس کے خدمتگار حاضر ہیں۔ ہم باریابی چاہتے ہیں۔"
"آ جاؤ" میں نے کہا اور دو باریک آدمی اندر آ گئے۔ یہ دونوں سپاہیوں کے لباس میں تھے اور چہروں سے ہی زیرک نظر آتے تھے۔ دونوں سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکے۔
"نائب اعظم کو کس نام سے مخاطب کیا جائے؟"
"تم مجھے ساؤس کہہ سکتے ہو" میں نے جواب دیا۔
"ساؤس اعظم کو سلام۔۔۔ صبح کی ضروریات سے فراغت ہو گئی ہو تو ہمیں کچھ وقت دیا جائے۔"
"ٹھیک ہے۔ کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟"
"صبح کو سارے لشکر کے سامنے قہر خداوندی فاتح اعظم اٹیلا نے ساؤس اعظم کو نائب مقرر کیا ہے اور وہ بھی جانتے ہیں جو فاتح اعظم کے شہ زور فوجیوں کے نگراں تھے اس لئے ساؤس اعظم کے شانوں پر اس عہدے کی ذمہ داریاں بھی آ پڑی ہیں۔"

"ہاں مجھے احساس ہے۔ لیکن مجھے میرے فرائض نہیں معلوم۔"
"ہم اسی لئے حاضر ہوئے ہیں کہ اگر کچھ جاننے کی ضرورت ہو تو ہماری خدمات حاصل کی جائیں۔"
"یہ اچھی بات ہے۔ میں تم سے بہت کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"
"ہم حاضر ہیں" دونوں نے جواب دیا۔
"تو بتاؤ اس حیثیت سے میرے کیا فرائض ہیں؟"
"سورج جب بلندی پر پہنچنے لگے تو آپ کو فاتح اعظم کی خدمت میں حاضر ہونا ہوگا اور ان کے آئندہ اقدامات کے بارے میں معلوم کرنا ہوگا۔ اس کے بعد فوجوں کی نگرانی اور ان کا معائنہ۔۔۔ دوران جنگ فاتح اعظم کو جنگی مشورے دینا۔۔۔ یہ سب آپ کے فرائض ہیں۔ کسی بھی مرحلے پر آپ کو خدائی قہر کے شانہ بشانہ ہونا ہوگا۔"
"اور کچھ؟" میں نے پوچھا۔
"بس یہ وہ فرائض ہیں جو نائب کے ہوتے ہیں اور جن کے بارے میں ہمیں آپ کو بتانا تھا۔"
"ٹھیک ہے۔ کیا سورج بلندی پر پہنچ گیا؟"
"ابھی نہیں ساؤس اعظم۔"
"کیا اس سے قبل میں خیمے سے باہر بھی نہیں نکل سکتا؟"
"کیوں نہیں۔ کسی کی مجال ہے کہ ساؤس اعظم کے کسی کام میں مداخلت کرے" بوڑھے نے جواب دیا۔ تب میں نے چیتے کی کھال کو سمیٹا اور خیمے سے باہر نکل آیا۔ خیمے کے عین سامنے ایک تو آدمی اور گھوڑا سازو سامان سے سجا ہوا کھڑا تھا۔ میں گھوڑے پر سوار ہو گیا اور پھر میں نے اسے ایڑ لگا دی۔ میرے عقب میں میرا محافظ دستہ برق رفتاری سے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر چل پڑا۔۔۔ بہرحال بڑی شان تھی اور میں نے اٹیلا کے سپاہیوں کو حیران دیکھا۔ جو بھی مجھے دیکھتا اپنی جگہ رک جاتا اور دور تک دیکھتا رہتا۔ میں نے ان لوگوں کی دلچسپی بخوبی محسوس کی تھی۔
یوں میں خیموں کے شہر کا جائزہ لیتا رہا اور پھر واپس چل پڑا۔ پھر سورج بلندی پر پہنچ گیا اور میرے اتالیق نے مجھے بتایا کہ اب مجھے اٹیلا کی خدمت میں حاضر ہونا چاہئے۔ ایک بار پھر میرا جائزہ لیا گیا اور پھر میرے اتالیق نے کہا۔
"آپ بالکل درست ہیں ساؤس اعظم۔۔۔ اب آپ خیموں کے اس طرف چلے جائیں۔ جہاں دوسرے لوگوں کو جانے کی اجازت نہیں۔"
ان لوگوں نے مجھے وہاں تک پہنچا دیا جہاں تک انہیں جانے کی اجازت تھی۔ اور پھر میں نہایت سکون سے اپنا گھوڑا کپڑے کی دیوار کے دوسری جانب لے گیا۔۔۔ اور خوب تھی یہ جگہ جہاں آباد تھا خیموں کا ایک چھوٹا سا گاؤں نصف دائرے کی شکل میں۔۔۔ اور داخل ہوا تھا جب میں تو میں نے بہت سے قہر آلود چہرے دیکھے تھے جو میرے

اندر داخل ہوتے ہی ساکت ہو گئے۔ اور میں بیچ اس چھوٹے سے گاؤں کے جہاں حسن بے پناہ بکھرا ہوا تھا۔ قد آور جوان لڑکے صرف زیریں لباس میں ملبوس بت بنے کھڑے تھے۔ ان کے دونوں ہاتھ سینے پر بندھے ہوئے تھے اور آنکھیں بند ہوتے ہوئے سورج پر جمی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ پلک نہیں جھپکا رہا تھا اور پتھر کے بت کی مانند ساکت و جامد تھا۔

میرے گھوڑے کے قدموں کی آواز پر بھی اس نے پلکیں نہیں جھپکائیں اور نہ رخ موڑ کر میری طرف دیکھا بلکہ یوں ہی سورج کی جانب نگراں رہا۔۔۔ ہاں حسینوں کا جمگھٹ ایک جگہ جمع ہو گیا اور سب کی نگاہوں میں حیرت تھی۔ عجیب سا سکوت چھایا ہوا تھا وہاں جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ آواز تھی تو صرف میرے گھوڑے کے قدموں کی جو آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا۔

پھر میں نے گھوڑا روک لیا۔ کیونکہ اب اشیلا کا مجھ سے زیادہ فاصلہ نہیں رہ گیا تھا۔ اور پھر میں گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔ میں نے ایک نگاہ اشیلا پر ڈالی اور دوسری حیرت سے حسیناؤں پر۔ اور بہت سی آنکھوں میں میں نے محبت اور پسندیدگی کی چمک پائی۔ ایسی آنکھیں بھلا کہاں چھپ سکتی ہیں۔

لیکن ان آنکھوں کے سوال کے جواب کے لئے مناسب وقت نہیں تھا۔ اس لئے میں نے اپنی توجہ ان پر سے ہٹالی۔ تب دفعتاً اشیلا میری جانب گھوما اور اتفاق سے میں اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

بلاشبہ، اشیلا کی آنکھوں میں قہر اترا ہوا تھا۔ ان کی سیاہ پتلیاں پھیل کر پورے سفید دیدوں پر چھا گئی تھیں۔ دونوں بھنویں تنی ہوئی تھیں اور پیشانی پر گہری لکیر نظر آ رہی تھی۔ چند ساعت وہ مجھے گھورتا رہا اور پھر اعتدال پر آنے لگا۔ پھر اس کے ہونٹ پھیلے اور پھر بے اختیار وہ آہستہ سے ہنس پڑا۔

اب وہ پر سکون تھا۔ لیکن یہ کیفیت بھی چند ساعت رہی اور پھر وہ سرد لہجے میں بولا۔ "یہاں کیوں آئے ہو؟"

"اشیلا کی قدم بوسی کے لئے اس کی حاضری میں۔"

"کیا نام ہے تمہارا؟"

"ساؤس۔"

"اسپائیکے کون سے خاندان سے تعلق رکھتے ہو؟"

"میرا تعلق اسپائیکے سے نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟" اشیلا کی آواز شدید رعب دار تھی۔

"سمندر کی جانب سے خشکی کی تلاش میں جب میں اسپائیکے کی سرزمین پر پہنچا تو میں نے دھرتی کے بدل دیکھے۔ اس دھرتی نے گہرے سمندروں میں مجھے اسپائیکے کی طرف متوجہ کیا تھا۔ لیکن جب میں شہر میں داخل ہوا تو حسین بوڑھی عورتوں کے سوا کچھ نہ پایا۔ سو حیران سا شہر کی فصیلوں کی جانب آنکلا اور تیرے لشکر کو دیکھا اور پھر گرفتار کرنے والوں نے مجھے للکارا۔ وہ مجھے گھوڑوں سے باندھ کر زمین پر گھسیٹتے ہوئے لے جانے لگے لیکن میں نے قبول نہ کیا اور خود انھیں گھوڑوں سے باندھ کر تیرے لشکریوں نے آپس کے شکنجے میں وہ مر گئے۔ پھر تیرے لشکریوں نے میرے ساتھ برا سلوک کیا ورنہ وہ مجھے گرفتار نہ کر پاتے اور میں ان میں سے بہت سی تعداد کم کر دیتا۔"

"واہ، واہ؟" اشیلا ہنس پڑا۔ اس کی پیشانی پر ان بل نہیں آیا تھا۔ "تو تیرا تعلق اسپائیکے سے نہیں ہے؟"

"ہرگز نہیں۔"

"پھر تو نے ان کی زندگی بچانے کے لئے خود کو ہلاکت میں کیوں ڈالا؟"

"ان میں بہت سے جوان تھے مجھے ان سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ لیکن مجھے ان کی موت بھی گوارا نہ تھی۔"

"آہ، یہ تیری کمزوری ہے۔" اشیلا نے کہا۔

"کیوں؟" میں نے پوچھا۔

"بہادر کے سینے میں خونریزی کی قوت کے سوا کچھ نہیں ہونا چاہیے۔ رحم کے جذبات بزدلوں کے سینوں میں ہوتے ہیں۔"

"میں اسے تسلیم نہیں کرتا۔"

"کیوں؟" وہ غرایا۔

"وار کا جواب وار سے نہ تو جسے لگانے کا موقع نہ دے مقابل کے کمزور بازو بے حقیقت ہوتے ہیں۔ اسے قتل کرنا تو کمزوری کی ہے۔"

"دشمن کی گھنٹیاں بجا کر فتح کا نشان ہے۔" اشیلا غرایا۔ "دشمن کی ہر سانس سے دھواں نکلنا چاہیے۔ ورنہ فتح کا مزہ کیا؟"

"بے جان چیزوں کی بربادی بزدلی کی علامت ہے۔ انھیں چھین کر اپنے قبضے میں کر کے دشمن کی محنت سے فائدہ بھی اٹھایا جا سکتا ہے۔" میں نے جواب دیا۔ اشیلا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس کی پتلیاں پھیل گئی تھیں۔ کافی دیر تک وہ مجھے گھورتا رہا اور پھر بھاری لہجے میں بولا۔

"تو نے ہماری سوچ بدلنے کی کوشش کی ہے۔"

"یہ ایک بہترین حقیقت ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"بہت بیباک ہے تو۔"

"خوف میری فطرت میں شامل نہیں۔" میں نے کہا اور وہ پھر ہنس پڑا۔ یوں لگتا تھا جیسے اسے اپنی ترمیم پر غصہ بھی آرہا ہو اور ہنسی بھی آ رہی ہو۔ وہ عجیب انداز میں ہنستا تھا اور بعد میں، میں نے اس کا تجزیہ کیا تو مجھے اندازہ ہوا کہ وہ اذیت پسند ہے۔ اذیت رساں بھی ہے۔ اذیت پسند بھی۔ وہ ہر وہ چیز تباہ کر دیتا تھا جسے وہ بنا تا اور ہر چیز اپنی دسترس میں۔ اپنی قدمبوسی میں دیکھ کر وہ کسی قدر بدل جاتا کہ وہی نے انسانی گوشوں میں رعب بھی چھپی ہوئی تھی کہ وہ نام رہے اور کوئی نے نظر انداز بھی کر دے چنانچہ وہ برگزیدہ ہونا چاہتا تھا۔

"آہ۔۔۔ تو واقعی بے خوف ہے لیکن ابھی تو نے۔۔۔۔ ابھی تو نے خوف کا مزہ نہیں چکھا۔ ابھی تو اشیلا سے واقف نہیں ہے۔"

"شاید۔" میں نے مختصراً کہا۔

"ہم یہ نہیں پوچھیں گے کہ تو کون ہے کہاں سے آیا ہے لیکن دلچسپ ہے۔ کیا تو جنگی مشورے بھی دے سکتا ہے؟"

"عظیم اشیلا! میں دشمن کی ہر کوشش کو ناکام بنا دینے کی قوت رکھتا ہوں۔ میں حالات کا ہر رخ اپنی پسند کی جانب موڑ سکتا ہوں۔ بس اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"بڑا مان ہے تیری بات میں۔ بڑا بھرم ہے تجھے۔ آزمائیں گے۔ ہاں ایک بہادر جرنیل کی حیثیت سے تو ہمیں پسند ہے اور ہم اپنے عزائم شانی ان سکندر بار میں تجھے ہی بھیجیں گے۔ ہم نے تیرا انتخاب کر لیا۔"

میں نے گردن جھکالی تھی۔ اشیلا وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ وہ کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ پھر وہ ایک دم رکا اور مجھے دیکھنے لگا۔ پھر اسی انداز میں ہنسنے لگا۔

"تیرا مذہب کیا ہے؟ کیا تو سورج پرست ہے؟"

"نہیں۔"

"پھر تیرا مذہب کیا ہے؟"

"قوت۔ طاقت۔" میں نے جواب دیا، وہ پھر سنجیدہ ہو گیا۔

"کیا تو طاقت کی عبادت کرتا ہے؟" اس نے غرائے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"ہاں۔" میں نے جواب دیا۔

"کب، کس وقت؟" اس نے پوچھا۔

"عبادت کے لئے کوئی وقت متعین نہیں ہوتا۔" میں نے کسی فولادی جسم کو دیکھا۔ لوہے کا ایک صندوق اور لمبا نیزہ رکھا تھا جسے شاید چار آدمی بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتے تھے۔ میں نے جھک کر اسے اٹھا لیا۔ اشیلا عجیب سے مجھے دیکھنے لگا۔ تب میں نے اسے توڑا اور پھر دونوں ہاتھوں سے اسے موڑ کر اس کے دونوں سرے آپس میں ملا دیئے اور اس کے بعد دونوں سروں کو کھینچ کر سیدھا کر دیا۔ پھر لوہے کو اس کی جگہ ڈال دیا۔ "یہ میری عبادت ہے۔"

اشیلا گہری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے سامنے نگاہ دوڑائی اور ایک خوبصورت لڑکی کو اشارے سے قریب بلایا۔ پھر اس کا بازو پکڑ کر میری طرف بڑھا دیا۔

"لے غلام۔" اس نے کہا اور میں نے حسین لڑکی کا بازو پکڑ لیا۔ "یہ تیرا انعام ہے۔ ہم اس کا حساب نہیں کریں گے۔" اس نے دونوں ہاتھ بلائے اور مجھ سے کچھ کہے بغیر ایک خیمے میں داخل ہو گیا۔

خوبصورت لڑکی قربان ہو جانے والی نگاہوں سے مجھے دیکھے جا رہی تھی۔ اس کے چہرے سے مسرت پھوٹ رہی تھی۔ پھر اس نے کہا

"وہ خلوت میں چلا گیا۔ اب تو مجھے لے چل۔"

"کہاں لے چلوں؟" میں نے گردن گھماتے ہوئے چاروں طرف دیکھا۔ حسینوں کی نگاہیں تیروں کی طرح ادھر اٹھ رہی تھیں لیکن کیفیت یہ تھی کہ پلٹ پلٹ کر مجھے دیکھتی جا رہی تھیں۔

"آہ، ان کی نگاہوں میں کس قدر حسد ہے۔ کیسی رقابت ہے۔ کوئی نہیں جان سکتا۔ میں سمجھ رہی ہوں۔ میں خود کو کتنا خوش نصیب سمجھ رہی ہوں کہ انہیں اس کی قربت حاصل ہے لیکن تقدیر سے ناواقف تھیں۔ سب کی سب عجیب سے مذاق شانی میں ہیں۔ اور آج میں ان کا مذاق اڑانے کے قابل ہوں۔" میرے نزدیک کوئی لڑکی کہہ رہی تھی۔

"اب میں تجھے کہاں لے چلوں اے عدالی قمر؟" میں نے پوچھا۔

"اپنے خیمے میں اپنے قدموں میں۔ ہاں میں تیری ایسی خدمت کروں گی کہ ایسی چاہت دوں گی کہ زمانے میں مثال ہوگی۔ میں تیری لونڈی ہوں۔ تیرے قدموں کی مٹی ہوں۔ دل چاہے تو ابھی اپنے خنجر سے میرا دل چاک کر دے۔ اف کر جاؤں تو فروشا نام نہیں۔"

"تو تیرا نام فروشا ہے؟"

"تیری خادمہ کا نام یہی ہے۔ لیکن میرے لئے نام اس سے بہتر ہو جو تو تجویز کرے گا۔" اس نے کہا۔ میں نے اسے بغور دیکھا اور پھر مجھے یہ تسلیم کرنا پڑا کہ وہ ان حسیناؤں سے کہیں زیادہ حسین تھی جو اس وقت میری خدمت میں رہی تھیں۔

"چل، بہت اچھا انعام ہے تو۔" میں نے کہا۔

"گھوڑے پر سوار ہو جا۔ میں اس کی رکاب پکڑ کر چلوں گی۔" اس نے کہا لیکن میں نے اسے گھوڑے پر بٹھا دیا اور خود بھی سوار ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے گھوڑے کو ایڑ لگا دی اور حسینوں کے حصار سے باہر نکل آیا۔ باہر میرے منتظر کھڑے تھے۔

وہی دونوں لڑکے میرے نزدیک آ گئے اور ان میں سے ایک نے کہا۔ "اگر عظیم اشیلا نے تجھے یہ انعام بخشا ہے تو تو دوسرا شخص ہے جس نے یہ انعام پایا۔ پہلا انعام یافتہ وہ شخص تھا جس نے شاہ ہرات کو قتل کیا تھا۔"

"لیکن اب میں اس انعام کا کیا کروں؟" میں نے کہا اور لڑکے کے اشارے پر ایک جوان نے اپنا گھوڑا خالی کر دیا۔

"فروشا قمر کا انعام احترام کا مستحق ہوتا ہے۔ ہم تیرے خیمے تک پہنچا رہے ہیں۔ ہاں، کیا عظیم اشیلا آج تجھے طلب کرے گا؟"

"نہیں۔ اس نے یہی کہا ہے۔"

"تیری جانب سے جرنیلوں کو پیغام دے دیا جائے؟"

"ہاں۔" میں نے لڑکی سے جواب دیا۔ وہ سپاہی لڑکی کو ... کی

طرف چلے گئے۔ ایک بوڑھا [illegible] اس کے [illegible] کو آرام کرنے کو کہا۔
سے بچا گیا۔ وہ میرے ساتھ تھا۔ اس کا نام اپالو تھا۔

"اے میرے عزیز شخص یہ کون سا کام ہے؟" اپیلوس سے میں نے پوچھا۔

"ہاں، لیکن آپ عظیم ہو گیا ہے۔ تو اپیلوس سے جس عزت کے ساتھ پیش آیا ہے، اپیلوس اس کا مستحق نہیں ہے۔ اس سے اپنے غلاموں کی مانند گفتگو کرو۔"

"کیا یہ بھی خداؤں کا حکم ہے؟"

"نہیں، لیکن یہاں تمہاری یہ حیثیت ہے۔"

"میری جو حیثیت بھی ہو۔ . . میں تمہیں بہت بزرگ انسان سمجھتا ہوں اور تمہیں عزت دیتا ہوں۔ ہو سکتا ہے تمہیں میرا انداز برا لگتا ہو۔"

"تیرا شکریہ [illegible] اس عزت افزائی کا اور [illegible] کیا میں تجھے ایک نصیحت کروں؟"

"ضرور۔"

"عورت کو ہر وقت خود پر حاوی نہ کر، [illegible] فساد ہوتی ہے۔ [illegible] تجربے [illegible] ہو اور خداؤں کے قہر [illegible] کا شکار ہو جائے۔"

"بالکل درست [illegible] لیکن تو بتا [illegible] کوئی [illegible]"

"ہو گئی [illegible] کیا کرنا ہے؟"

"پہلے خیمے کے [illegible] ان کے خیمے [illegible] اور جب ان کی ضرورت محسوس کرے، انہیں طلب کر کے [illegible] طلب کے [illegible] تیرے خیمے میں آنے کی اجازت نہ ہو۔"

"وہ تو [illegible] ہے۔ کیا [illegible] ہے؟" میں نے [illegible] پوچھا۔

"تیرا انجام [illegible] اپیلوس نے [illegible] کہا۔"

پھر وہ [illegible] آ گیا۔ یہاں میرے [illegible] تبدیلیاں کی گئیں [illegible] لباس [illegible] میں نے لباس بدل لیا۔ [illegible] میں نے [illegible] آرام کرنے کی [illegible] جانے میں آرام کروں [illegible] آرام کرنے لگا۔

لیکن ذہن میں اپنے بارے میں سوچ رہا تھا۔ صدیوں کے علم و دانش کے [illegible] انسان [illegible] مصیبت میں پھنس جاتا ہے۔ سارے [illegible] ہو جاتے ہیں۔ نہ جانے تو نے دنیا کے کون کون سے [illegible] اشیلا [illegible] تیری حیثیت کے آگے [illegible] حقیقت ہے لیکن وہ میرا آقا ہے۔

آقا . . . میرے [illegible] کیا وہ میرا آقا ہے۔

[illegible] آسمان کے [illegible] کی مانند [illegible] اس کی [illegible] خاموش ہے [illegible] وہ اس [illegible] واقف ہے۔ وہ جانتا ہے اس کی ایک [illegible] صلاحیت رکھتی ہے۔ اس نے

وہ دیکھنا چاہتا ہے اپنے سینے کے ان [illegible] کو [illegible] چاہتا ہے۔ یہاں [illegible] ان کی [illegible] ہیں کہ [illegible] جاتے ہیں اور [illegible] کی داستان [illegible] خاموشی سے [illegible] کرتا ہے۔ [illegible] کا محتاج ہے۔ اگر وہ [illegible] سب کو [illegible] اعلان کرے تو [illegible] کیا کرے گا۔

یہی حیثیت تو [illegible] پھر اگر کوئی مجھے اپنا محکوم [illegible] کیوں مانوں۔ بے شک اگر میں حکمران ہونے کا اعلان کر دوں تو [illegible] کسے ہے۔ لیکن کیا فائدہ۔ کیا حکمران بن کر میں ان [illegible] کہیں [illegible] ہو جائیں گے۔ میں کیا کروں گا۔ لیکن یہ ایک [illegible] بعض اوقات میرا دل چاہتا تھا کہ ایک عام انسان کی حیثیت اختیار کروں۔ ایسی حیثیت جس میں مجھے کوئی [illegible] حاصل نہ ہو۔ [illegible] حکومت کروں [illegible] کا [illegible] حاصل کروں [illegible] حالات کوئی ایسی شکل اختیار کرتے تھے کہ میں [illegible] ہو جاتا تھا [illegible] مجھے بالآخر انہوں نے [illegible] حاصل کی ہوں گی [illegible] کے [illegible] سے ہو گا۔ اور اس کے بعد تاریخ میں [illegible] نام [illegible] جائیں گے۔

لیکن مجبوری تھی [illegible] کر لو تو اور کرنا ہی ہوگا [illegible] ہوں گے۔ [illegible] تھا اور [illegible] ہے [illegible] مصروفیات سے [illegible] مجھے [illegible] اپنا کام [illegible] نہیں [illegible] دیکھنے [illegible]

[illegible] شام [illegible] نے تم [illegible] نہیں [illegible] ان کا [illegible] عورت [illegible] طلب [illegible] اظہار [illegible] کروں [illegible] انتظار میں [illegible] طلب کیا۔ وہ [illegible] ہو گئے۔

"[illegible] میں نے [illegible] گردن جھکا کر [illegible] ہو گئے۔"

تھوڑی دیر کے بعد خوبصورت لڑکی [illegible] داخل ہوئی [illegible] چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے [illegible] معمول [illegible]

"میں نے آپ کا نام معلوم کیا ہے [illegible]"

"[illegible] آپ خداؤں کے قہر [illegible] کا نام [illegible] ہوں۔"

"اگر آپ [illegible] عظمت [illegible] کی بات [illegible]"

"کہو۔"

"پہلے آپ وعدہ کریں کہ [illegible] ہو گئے تو مجھے [illegible]"

"[illegible] ہے گی؟"

"اور [illegible] ہیں" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے دل کی بات جاننا میرے سوال کی بات ہے۔ اپالو ایک غلام کی حیثیت سے مجھے بالکل پسند نہیں۔"

"غلام کی حیثیت سے؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"ہاں، میرا مطلب ہے اگر وہ میرا شوہر بن جاتا تو [illegible] میرا شوہر [illegible] جا سکتی [illegible] نہیں کرتی۔ بس وہ میرے دل [illegible]"

"اور [illegible] تو کیا وہ تمہیں اپنی بیوی بنانا چاہتا تھا؟"

"ظاہر ہے [illegible] مجھے کیوں رکھا جاتا جہاں انتظار کرنے والی [illegible] ہیں؟"

"وہ انتظار کرنے والی . . . ؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"ہاں انتظار کرنے والیاں [illegible] اس بات کا انتظار کریں [illegible] شادی کرے گا۔"

"اور تم [illegible] فہرست میں تھیں؟"

"ہاں اور کیا؟" لڑکی نے جواب دیا۔

"تب [illegible] ہے جس سے اس نے شادی نہیں کی؟"

"مجھے اس کی صحیح تعداد نہیں معلوم۔"

"اور [illegible] سب کے ساتھ انصاف [illegible] ہے؟"

"مجھے کیا معلوم۔" لڑکی نے جواب دیا۔

"اچھا [illegible] جاتی ہے؟"

"کبھی نہیں [illegible] اصول ہے جس سے وہ شادی نہیں کرتا [illegible]"

[illegible]

"[illegible] کسی خاص موسم میں ہوتی ہیں؟"

"بہت [illegible] نہیں بس شادیوں کا موسم وہ ہوتا ہے جب [illegible]"

[illegible]

"[illegible] گفتگو [illegible]" تب میں نے اس سے پوچھا۔

"[illegible] شادی نہیں کرتی۔"

"[illegible] کیونکہ [illegible] مجھے [illegible] سال [illegible] حیثیت [illegible] نہیں کرتی تھی۔ [illegible]"

"ہوں۔ تو تم بھی [illegible] کرتی ہو؟"

"بہت زیادہ بے پناہ۔ اور خاص طور سے جب میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا، تو میں [illegible] جس طرح گفتگو کر رہا تھا [illegible] ان کے سامنے کوئی [illegible] نہیں کی۔ [illegible] میرا خیال تھا اشیلا [illegible] میں تیرے [illegible] بات [illegible] تیری طرف عجیب [illegible] علاوہ [illegible] اور وہ [illegible] مجھے یقین ہے کہ بہت ساری عورتیں [illegible] لیکن تو میری قسمت میں آیا ہے۔"

"ارے، تو نے یہ بات کیسے [illegible] کہ میں تجھے پسند کرنے لگا ہوں؟" میں نے کہا۔

"کیا مطلب؟" اس کا چہرہ [illegible] گیا۔ "کیا تم مجھے پسند نہیں کرتے؟ کیا میں خوبصورت نہیں ہوں؟"

"ہوں، کوئی خاص تو نہیں؟"

"ہرگز نہیں، میں نہیں مانتی۔ میری ساتھی لڑکیاں [illegible] کہتی ہیں کہ میں ان سب سے زیادہ خوبصورت ہوں۔"

"ممکن ہے وہ تمہیں بیوقوف بناتی ہوں۔"

"تو کیا۔ تو کیا یہ حقیقت ہے۔ کیا۔ کیا۔" اس نے چاروں طرف دیکھا۔ "کیا اس خیمے میں آئینہ نہیں ہے؟"

"مجھے نہیں معلوم۔ لیکن تم آئینے کا کیا کرو گی؟"

"میں دیکھوں گی کہ کیا میں واقعی خوبصورت نہیں ہوں کہ تو مجھے پسند کرے۔" لڑکی کی بات پر مجھے ہنسی آ گئی۔ پھر میں نے اس کا بازو پکڑ کر خود سے قریب کر لیا۔

"خیر، چلو میں یہ بات مانے لیتا ہوں کہ تو بہت زیادہ خوبصورت ہے لیکن کیا تو میرے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہے؟"

"میں نہیں کہتی۔ میں تو تیری غلام ہوں۔ ہاں تیری خدمت کر کے مجھے بہت اچھا لگے گا۔ میں دل سے تیری خدمت کرنا چاہتی ہوں۔" لڑکی نے جواب دیا اور اس جواب میں اتنی سادگی اور معصومیت تھی کہ مجھے اس کا انداز بے حد پسند آیا تھا۔

"لڑکی میں شادیاں نہیں کرتا لیکن بہرحال تو مجھے اچھی لگی ہے۔"

"اچھی لگی ہوں۔ پسند کیوں نہیں؟" اس نے ناز سے مسکرا کر کہا اور میں نے اسے خود سے بالکل قریب کر لیا۔

میں اس کی باتوں سے محظوظ ہوتا رہا۔ اور پھر کچھ دیر کے بعد کھانا آ گیا جو شاہانہ شان کا تھا۔ [illegible] اور لڑکی ایک دم مستعد ہو گئی۔ اس نے میرے لئے کھانے کا اہتمام کیا۔ اور پھر کھانا میرے سامنے رکھ کر کھڑی ہو گئی۔

"کیوں، تم نہیں کھاؤ گی؟"

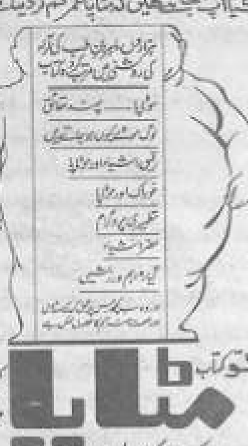
"ہم کھانا اس کے بعد کھائیں گے۔"
"کیوں؟"
"ہم تو تمہارے غلام ہیں۔"
"جیسے کہ ابیر بھے کے نزدیک تم میری محبوبہ ہو۔"
"تمہارا محبوبہ ...؟" وہ خوش ہو گئی۔
"ہاں۔"
"ہم جانتے ہیں بہت بڑا اعزاز ہے۔ کیا ہم یہ بات دوسروں سے بھی کہہ سکتے ہیں؟"
"دوسروں سے تمہاری کیا مراد ہے؟"
"اپنی ساتھیوں سے۔ ان سے جو ہمیں پیار بھری نگاہوں سے دیکھتی ہیں ہم سے حسد کرنے لگی ہوں گی۔" اس نے دلچسپی سے مسکراتے ہوئے کہا۔
"تیری مرضی۔" جواب میں نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"ہم تمہاری مرضی کے خلاف ایک کام بھی نہیں کرنا چاہتے۔ ہمیں بتا دو ہمیں کیا کہنا چاہئے اور کیا نہیں کرنا چاہئے۔"
"تمہارا جو دل چاہے کر سکتی ہو۔" وہ لالہ کر کھانا کھانے لگی۔ اس کا چہرہ مسرت سے چمک رہا تھا۔ وہ میرے ساتھ کھانا کھا رہی تھی۔ لڑکی کی معصومیت اور اس کا انداز مجھے بہت پسند آیا تھا۔ سب کچھ بات پر تھا وہ کہیں ضد نہیں کرتی تھی۔ اور ایک خادمہ کی حیثیت سے رہتی تھی۔ اپنے آپ کو اور نہ کبھی نخرے نہیں کرتی تھی۔

پھر رات ہو گئی۔ پہلے دن اور کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔ سوائے اس کے کہ لڑکی مجھ سے بہت کم بولی۔ میں بھی اس سے محظوظ ہوتا رہا۔ رات کو بھی وہ میرے ساتھ تھی۔ لیکن اس نے تبدیلی کے لئے پوشاک طلب کیا۔ یہ سب میرے خدمت گار تھے۔ اور صرف میری چاکری کا ایک کام تھے۔ اس نے پہروں تک اور پہنچ گیا۔
"صاحب عالم۔" اس نے گردن جھکا کر کے کہا۔
"رات کے کچھ تو تب ہی ہوتا ہے ناں؟" میں نے پوچھا۔
"کچھ نہیں ہوتے۔" اس نے جواب دیا۔
"کل کی معمولات حسب معمول ہوں گی؟"
"ہاں اگر خدا کا قہر کوئی نیا حکم نہ دے۔"
"رات کو تمہیں باہر نکلنے میں کوئی قباحت تو نہیں ہوتی؟"
"ہرگز نہیں۔ تیری حیثیت بلند ہے اس دوسرے لڑکا کر پابند ہاں کرنا ہوتا ہیں۔" پہرے نے جواب دیا۔
"بس ٹھیک ہے تم جاؤ۔" میں نے پہرے سے کہا اور وہ گردن جھکا کر باہر نکل گیا۔ فروشا خاموشی سے بیٹھی پلکیں جھپکا رہی تھی۔
"اب تو کیا سوچ رہی ہے فروشا...؟"
"تم اور شیلا کا موازنہ کر رہی ہوں۔"
"کیا مطلب؟"

"تیرا چہرہ کتنا زرد ہے۔ جبکہ شیلا کو اس کی عورتوں نے کبھی سرخ نہ دیکھا ہوگا۔ وہ ہمیشہ قہر بار رہتا ہے۔"
"میرا خیال ہے فروشا تو عورت ہے اور شیلا کا موازنہ کر کر۔"
"کیوں؟"
"اگر یہ بات کسی طرح شیلا کے کانوں تک پہنچ گئی تو بہت سے مصیبت بن جائے گی اور تیرے لئے بھی۔" اور اچانک اس کا چہرہ زرد ہو گیا۔ خوف سے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔
"یہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن دیکھا ہے یہ باتیں کون بتائے گا جو ہمارے اور تمہارے درمیان ہوئی ہیں۔"
"کوئی نہیں بتائے گا لیکن کوئی سن سکتا ہے؟"
"ٹھیک ہے میں آئندہ اس بات سے ہرگز غلطیات نہیں کروں گی۔ کوئی بات میرے ذہن میں آ گئی تو بھی خاموش ہوں گی۔"
"صرف شیلا کے بارے میں۔"
"ہاں۔ دوسری باتیں تو میں کر سکتی ہوں۔"
"ضرور۔ تیری باتیں مجھے اچھی لگتی ہیں۔" میں نے کہا۔ اور وہ میرے قدموں کے نزدیک آ بیٹھی۔
"میں بار بار سوچتی ہوں کہ کیا میں در حقیقت تیری کنیز ہوں گی۔ تو کتنا نرم مزاج اور خوبصورت ہے۔ آہ۔ اگر میں شیلا کے... وہ ایک دم خاموش ہو گئی اور خوفزدہ نظروں سے بھی دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔ میں نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا تھا اور پھر میں نے تعجب سے کہا۔
"کیا ہوا؟"
"مجھ سے پھر غلطی ہوتے جا رہی تھی۔" اس نے بدستور خوفزدہ لہجہ میں کہا اور مجھے بے اختیار ہنسی آ گئی۔ میں نے اسے بازو کا گرفت میں لے لیا۔ میرے قریب سے اس کی آنکھوں میں شرم جھلکنے لگی اور وہ نڈھال سی ہو جاتی تھی۔ تب میں نے اسے آزاد کر دیا۔
"فروشا...؟"
"جی۔" وہ میرے سینے سے سر اٹھا کر بولی۔
"تمہاری زندگی میں کوئی نوجوان نہیں آیا۔ میرا مطلب ہے اس سے پہلے بھی جب تم آزاد تھیں اور اپنے قبیلے میں تھیں۔"
"نہیں۔ اس وقت تو میں بہت چھوٹی تھی۔"
"شیلا کی نوجوان میں سے کوئی؟"
"کوئی نہیں۔ اس لئے کہ خدائی قہر نے مجھے اپنی بیوی بنانے کے لئے پسند کر لیا تھا۔ اور پھر کس کی مجال تھی کہ مجھے اس نگاہ سے دیکھتا جو کسی کی منظور نظر ہوتی ہے اگر وہ کوشش بھی کرتے تو کوئی نوجوان اس کی جان کو سلامت نہیں ہوتا۔"
"خوف کی وجہ سے؟"
"ہاں۔"

"دیا کیسی ہوا ہے؟"
"صرف ایک بار۔" اس نے جواب دیا۔
"کیا ہوا تھا؟" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔
"خدائی قہر کی ملکہ شوسایہ نے ایک خوبصورت نوجوان افسر کو اپنا عاشق بنا لیا تھی کہ پہلے تو اس نے ڈھکے کر کوشش کی تھی۔ لیکن بہت کم۔ شوسایہ نے اسے قابو میں کر لیا اور پھر ایک دن خدائی قہر نے انہیں ملتے دیکھ لیا۔ تب اس نے پہلے کوڑے اور پھر شوسایہ کو اپنی خلوت میں بلایا۔ اور ان سے کہا کہ وہ جذبات کی تسکین حاصل کریں۔ دونوں خوف سے تھر تھر کانپ رہے تھے۔ خدائی قہر نے جابک اٹھایا اور نہیں حکم دیا کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں کیا جائے۔
"پھر؟" دونوں تیار ہو گئے اور خدائی قہر انہیں دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ان دونوں کو فرش پر لٹوا دیا اور پھر ان کے گرد لکڑیاں جمع کر کے دونوں کو زندہ جلوا دیا۔"
"خوب۔" میں نے دلچسپی سے کہا۔
"اس کے بعد کبھی ایسا واقعہ نہیں ہوا؟"
"اس کا مطلب ہے کہ تم جذبات کے موڑ سے اچھی طرح واقف ہو؟"
"کیوں نہیں؟" فروشا نے جواب دیا۔
"لیکن کس طرح؟"
"میں لڑکیوں کی قوم میں رہتی ہوں اور وہ اپنی قوم میں تمہارا دربار ہے وہ تنگی کے ترتیب رہتے ہیں کہ کوئی دوسرا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ وہ اپنے افعال کو دوسری عورتوں سے پوشیدہ رکھتی ہے۔"
"خوب۔ خواہ وہ اس کی بیوی ہوں یا لونڈیاں؟"
"ہاں۔ لیکن جب وہ تنہا رہتی ہے تو پہلی رات اس کی کنیزیں ہیں اس کے گرد ہوتی ہیں۔"
"واہ۔ دلچسپ آدمی ہے۔ اچھا کیا اس کی بیویوں میں رقابت نہیں چلتی...؟"
"کیوں نہیں۔ دلچسپ واقعات دیکھنے میں آتے ہیں۔"
"مثلاً؟" میں نے پوچھا۔
"یہ ضروری نہیں ہوتا کہ شیلا کسی ایک رات صرف اپنی ایک عورت کو طلب کرے جو اسی تمام عورتیں اس کی منتظر ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ جس پر نظر کرم کرتا ہے وہ اس رات کے لئے اس کی پسندیدہ عورت ہوتی ہے۔ لیکن بعض اوقات دوسری لڑکی کو اس پر رشک آ جاتا ہے۔ اور یہ رشک و حسد اتنا بڑھ جاتا ہے کہ ان کے درمیان لڑائی بھی ہو جاتی ہے۔"
"اور ایسے وقت شیلا کیا کر رہا ہوتا ہے؟"
"وہ ان کی جنگ میں دلچسپی لیتا ہے بلکہ بعض اوقات تو انہیں ہتھیار بھی فراہم کر دیتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انہیں سے لڑتے لڑتے ایک مر بھی گئی۔"
"رات خاصی ہو گئی تھی۔ چنانچہ میں نے اسے اپنے قریب کر لیا اور وہ

وہ میرے جسم میں سماتی چلی گئی۔
رات کے پچھلے پہر تک ہم دونوں ایک دوسرے میں مشغول رہے پھر فروشا میرے ذہن میں ایک خیال آیا۔
"کیا خیال ہے فروشا باہر چلو گی؟"
"میں تو تیری غلام ہوں۔ مجھ سے کیا پوچھتا ہے۔"
"تو پھر آؤ۔" میں نے کہا اور فروشا نے جلدی سے اپنا لباس درست کر لیا۔ ہم دونوں خیمے سے باہر نکل آئے۔
فروشا بہت خوش تھی۔ شاید رات کا خمار اس کے ذہن پر چھایا ہوا تھا۔ ہم قدم ڈگمگا رہے تھے۔ طویل فاصلہ کافی دیر میں طے ہوا حالانکہ میں اسے جلد طے کر سکتا تھا لیکن فروشا کی چال درست نہ تھی اور پھر ہم ایک پہاڑی کی چوٹی کے نزدیک پہنچ گئے۔ اچانک ہم وہاں رکے ہی تھے کہ ہمیں بے شمار قہقہوں کی آواز سنائی دی اور ہم رک گئے۔
"اوہ۔ شاید شیلا بھی یہیں کہیں موجود ہے۔" فروشا نے خوفزدہ لہجہ میں کہا۔
"اچھا۔ کس طرف...؟" میں نے دوسری طرف دیکھا اور مجھے پہاڑی کے ایک حصے میں کچھ مخصوص قسم کی روشنیاں نظر آئیں۔ یقیناً وہ لوگ وہیں موجود تھے۔
"واپس چلو سالوس۔ یہاں آنا خطرناک ہے۔" فروشا نے خوفزدہ لہجہ میں کہا۔
"کیوں؟"
"شیلا نے اگر ہمیں دیکھ لیا تو اچھا نہ ہوگا کیونکہ وہ اپنی خلوت میں کسی کو



دیکھنا پسند نہیں کرتا۔"
"چھپ کر دیکھیں گے۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ کرتا کیا ہے۔"
"نہیں۔"
"کیوں؟"
"اور سالارس کہیں کسی مصیبت کا شکار نہ ہو جائیں۔"
"نہیں ہوں گے۔" میں نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ اور ہم پلٹ کر پیچھے چلنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم کنارے تک پہنچ گئے۔ زیادہ دلچسپ شے نہیں تھا۔ اس کے دوسری جانب بخوبی دیکھا جا سکتا تھا۔ چنانچہ ہم اندر سے لیٹ گئے۔ اندر کا منظر واقعی حیرت انگیز تھا۔ میں دلچسپی سے اشیلا کی عجیب و غریب حرکات دیکھنے لگا۔
مشعلیں روشن تھیں۔ اور زروں کی جگمگاہٹ ستاروں کے درمیان اشیلا شراب پی رہا تھا۔ چند لڑکیاں رقص کر رہی تھیں۔ کچھ عجیب سے سازوں کی دھنیں تھیں جو اس سے پہلے ہم نے نہیں سنی تھیں۔
اشیلا چیخ رہا تھا اور میں تعجب سے دیکھ رہا تھا۔ وہ چیخا اور اس کے بعد کچھ ایسے مناظر شروع ہو گئے جس نے فروشا کے جذبات کو مجروح کر دیا۔ اور میں حیرت سے اشیلا کو دیکھتا رہا۔ بلاشبہ یہ شخص خوفناک قوتوں کا مالک تھا۔
فروشا جذبات سے مغلوب ہو گئی اور میں اشیلا کو دیکھتا رہا اور رات گئے ہنگامہ جاری رہا۔ فروشا جذبات سے جاگی تو ہم نے واپسی کا سفر طے کیا اور اپنے خیموں میں واپس آ گئے۔
فروشا نے خیمے میں آکر سکون کی سانس لی تھی۔ پھر اس نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔ "بڑی خوفناک بات تھی سالارس۔"
"کیوں؟"
"اشیلا کی خلوت میں کوئی بھی نہیں جا سکتا اور نہ ہی اس بات کو وہ پسند کرتا ہے۔"
"ٹھیک ہے آئندہ خیال رکھیں گے۔" میں نے کہا اور سرد لہجے میں اس سے بولا۔ "تم اپنے خیمے میں واپس جاؤ۔"
"جاؤں؟" اس نے عجیب سے لہجے میں کہا۔
"ہاں۔ میں سونا چاہتا ہوں۔" میں نے بالکل سرد اور بے جان لہجے میں کہا اور وہ ایک لمحہ ساکت ہو گئی۔ "ٹھیک ہے میں جا رہی ہوں۔" اس نے کہا اور تیزی سے باہر نکل گئی۔
حالانکہ یہ سرد لہجہ میرے لئے پسندیدہ نہیں تھا۔ خاصی خود غرضی تھی اس لہجے میں۔ لیکن میرے دوست ہیلوس نے مجھے جو کچھ بتایا تھا اس پر عمل کرنا ضروری تھا۔ مجھے کسی بھی لڑکی کو زیادہ منہ نہیں لگانا چاہئے تھا کیونکہ میرا واسطہ اشیلا سے تھا۔
اس کے چلے جانے کے بعد میں اطمینان سے اپنے بستر پر لیٹ گیا اور آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کرنے لگا۔ نیند جس قسم کی مجھے آتی ہے وہ پروفیسر میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ چنانچہ میں بے خبر سو گیا۔
جاگا تو ہیلوس اور دوسرا اہلکار جس کا نام کاس تھا میرے سامنے موجود تھے۔ میری آہٹ سن کر وہ اندر آ گئے اور سینوں پر ہاتھ رکھ کر جھک گئے۔
"سالارس اعظم۔" انہوں نے جھک کر کہا۔
"اوہ۔ کیا سورج بلندی تک پہنچ گیا ہے۔"
"ہاں سالارس اعظم۔"
"پھر تم لوگوں نے مجھے جگایا کیوں نہیں؟"
"ہم نے تیری نیند میں خلل نامناسب سمجھا۔"
"آئندہ اگر میں دیر تک سوؤں تو تم مجھے جگا سکتے ہو۔"
"بہت بہتر۔ تیرا حکم مل گیا ہے تو آئندہ ہم ایسا ہی کریں گے۔" انہوں نے جواب دیا۔
اور پھر میں جلدی جلدی تیاریاں کرنے لگا۔ میرے اشارے پر دونوں لڑکیوں کو اندر بھیج دیا گیا تھا جن کا نام اشا اور تفتا تھا۔ دونوں کے منہ پھولے ہوئے تھے جسے میں نے صاف صاف محسوس کیا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کوئی بات نہ کی۔ غالباً وہ رات کو خود کو نظر انداز کئے جانے پر ناراض تھیں۔ میں نے انہیں خود کو تیار کرنے کے لئے کہا اور وہ اس میں مصروف ہو گئیں۔
تھوڑی دیر کے بعد میں قد آور گھوڑے پر سوار ہو کر اشیلا کے پاس پہنچ گیا۔ اشیلا آج مناسب حلیے میں نظر آ رہا تھا۔ اس کا حیرت انگیز ... اور وہ چمڑے کے ایک تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں کوئی دوسرا موجود نہیں تھا۔ میں اس کے نزدیک جا کر سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکا اور ... "تو نے ہمیں سوچنے کے لئے بہت کچھ دیا ہے سالارس۔" اشیلا نے ...
"میں کچھ نہیں سمجھا۔" میں نے سادگی سے کہا۔
"پیدا ہونے کے بعد ہم نے جب ہوش سنبھالا تو دنیا کو ... دینے والوں کو ہمیشہ خوف سے کترا کر ... پایا۔ ہمیں کبھی ضرورت نہیں آئی کہ ہم کسی کے بارے میں کچھ سوچیں لیکن تو نے ہمیں اپنے بارے میں ... پر مجبور کر دیا ہے۔"
"فاتح اعظم میرے بارے میں کیا سوچتا ہے؟" میں نے پوچھا۔
"تو بہادر اور طاقتور ہے۔"
"اشیلا کا شکریہ۔"
"لیکن میں تیری ذہنی قوت اور جنگی صلاحیت سے بے خبر ہوں۔"
"فاتح اعظم واقف ہو جائے گا۔"
"لیکن اگر تجھے تیرے زعم میں حکمرانی اور قیادت دے دی گئی تو تجھے مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔"
"خدا کی قسم یہ غلط فہمی ذہن سے نکال دے۔"

"وہ کون ہے جو اقتدار نہیں چاہتا۔" اشیلا نے کہا۔
"میں ہوں۔" میں نے جواب دیا۔
"کیوں؟ تیرے دل میں اقتدار کی خواہش کیوں سر نہیں ابھارتی؟"
"اس لئے کہ میں نے بہت سے سورج چڑھتے اترتے دیکھے ہیں۔ حکمرانی بہت سا کام اور تھوڑا وقت ... اور پھر فرائض کی ادائیگی ... ہوں۔ تیرے ساتھ رہ کر میں وہ سب کچھ کر سکتا ہوں جو تیرا ایک ... تنہا اپنے ... نہیں آتا۔"
"ہوں۔" اشیلا پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ "چونکہ تو بہادر ہے اس لئے مجھے تیری بات کا یقین ہے لیکن اس کے باوجود میں ایک بار تیرا ایک امتحان ضرور لوں گا اور امتحان جو مجھے تیری اور تجھے تیری اہمیت بتائے گا۔"
"میں اس کے لئے بھی کچھ نہیں پوچھوں گا کیونکہ میں اس کے لئے تیار ہوں۔"
"تیرا نام سالارس ہے۔"
"ہاں۔"
"آج سورج ڈھلنے کے بعد ہم کوچ کریں گے۔ اسپکٹر ... ہو چکا ہے۔ ہمیں اب شمالی کا انتظام درست کرنا ہے۔"
"شمالی کا کون ہے؟" میں نے پوچھا۔
"زامینہ کا حکمران۔ سرکش اور مغرور۔ ٹھنڈے سفید ممالک میں رہ کر اندر ہی اندر گھٹتا ہے۔ لیکن کہ ادھر کے تیرہ دسیس تک پہنچنے کے خواہشمند ہیں۔"
"میں تیرے ساتھ ہوں۔" میں نے جواب دیا۔
"ہمیں توقع ... لئے تشکر کا ... سے ہمیں ..." اشیلا اٹھ کھڑا ہوا۔
"جو حکم۔" میں نے کہا اور پھر اس کے لوگوں کے انداز میں سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکا اور وہاں سے واپس چل پڑا۔
"کیسی بات بتا رہا ہوں سالارس؟" اچانک پروفیسر خاور نے داستان کا طلسم توڑ دیا۔ اور وہ چونک کر خاور کو دیکھنے لگا۔ پھر ایک طویل سانس لے کر بولا۔
"اوہ معاف کرنا پروفیسر ... ایسے وقت میں ... کہانی کے طلسم میں خود کھو گیا تھا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ہزاروں سال پر ... حالات میں بھی بہت تلخ تھے ... کی وہ پرلطف فضا اس وقت میرے اوپر طاری تھی اور اس ... دلچسپ ... خیر۔ تم لوگ بھی۔ کیا پوچھ رہے تھے؟"
"سالارس ... جاتا ہوں۔ بلاشبہ تجھے ایک اہم کردار اشیلا کے بارے میں معلومات سے مجھے دلچسپی ہے۔ لیکن تیرے چند الفاظ سے ایک خیال ذہن میں ابھرا اور میں سوال کئے بغیر نہ رہ سکا۔"
"کوئی بات نہیں پروفیسر۔ پوچھو۔"
"تو اشیلا کے سامنے اس کے غلاموں کی حیثیت سے موجود تھا؟"
"ہاں۔"
"کیا یہ بات تیری فطرت کے خلاف نہیں تھی؟"
"میرا خیال ہے پروفیسر۔ تم نے میری فطرت کا صحیح تجزیہ نہیں کیا۔"
"کیوں؟"
"میں ابھی تھوڑی دیر قبل تم کو ایک مرتبہ پہلے بھی بتا چکا ہوں۔ سمندر کی مثال سامنے رکھو جس کے سینے پر چھوٹی چھوٹی کشتیاں بھی خود کو سرکش اور ناقابل تسخیر سمجھتی ہیں اور ان کا خیال ہوتا ہے کہ وہ سمندر کو فتح کر رہی ہیں۔"
"اوہ۔ ہاں تم نے کہا تھا۔"
"وہ بھی ایک چھوٹی کشتی کی مانند تھا جسے میں اپنے سینے پر چلتے دیکھ سکتا تھا۔ اور جانتا تھا کہ میرا ایک ابھار اسے ڈبو سکتا ہے۔ اور اس کا سارا سامان ٹوٹ جائے گا۔ کشتی کو قائم رکھنا بھی ضروری تھا۔"
"لیکن اشیلا کے دل میں میرا خوف ضرور بیٹھ گیا تھا۔"
"دلچسپ۔ پھر۔"
"بہرحال میں واپس لشکر میں آ گیا۔ اور پھر میں نے اپنے محافظ دستے کے سالار کو طلب کیا اور سالار میری خدمت میں حاضر ہو گیا۔
"سارے لشکر میں کوچ کا اعلان کر دو۔ سورج غروب ہونے سے پہلے ہم سفر شروع کر دیں گے۔" میں نے حکم دیا۔ اور سالار نے سینے پر ہاتھ رکھ کر اظہار کیا۔ پھر وہ باہر نکل گیا اور میں خیمے میں بیٹھ کر اشیلا کے الفاظ کے بارے میں سوچنے لگا۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اور میں خیمے کے اس سرے سے دوسرے سرے تک ٹہلنے لگا۔ جو خود کو خدائی تصور کرتا تھا ایک انسان کی قوت سے مرعوب ہو گیا تھا۔
تھوڑی ہی دیر کے بعد چاروں طرف غل مچ گیا۔ نقارے بجائے جانے لگے۔ اور میں شور سن کر باہر نکل آیا۔ ہیلوس وغیرہ میرے پاس پہنچ گئے اور میرے نزدیک کھڑے ہو گئے۔ تب میں نے اپنا گھوڑا طلب کیا اور پھر اس پر سوار ہو کر لشکر کے درمیان گھومنے لگا۔ میں نے اس وقت اپنے محافظ دستے کو روک دیا تھا۔ اور ان سے کہا تھا کہ وہ بھی تیاریاں کریں۔ صرف ہیلوس میرے ساتھ تھا۔
"ہیلوس۔ وہ غلام کہاں ہیں جو اسپکٹر سے قید کئے گئے ہیں میری مراد ان بدنصیبوں سے ہے جنہوں نے بزدلی سے کام لیا اور زندگی بچانے کے لئے اشیلا کی غلامی میں آ گئے۔"
"وہ کام کر رہے ہوں گے۔"
"چلو میں انہیں دیکھنا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا اور ہیلوس مجھے اس طرف لے گیا جہاں سامنے غلاموں سے سخت مشقت لی جا رہی تھی۔ سپاہی کوڑے مار مار کر ان سے خیموں کا قیمتی ... کروا رہے تھے اور انہیں ہانک رہے تھے۔
"بزدل کہیں کے۔ اگر تھوڑی سی جرأت سے کام لیتے تو سرخرو رہتے اور دوسروں کے ساتھ انہیں بھی جانے کی اجازت مل جاتی۔" میں نے نفرت سے کہا لیکن ان کی بزدلی پر ترس آ گیا تھا۔

لشکرِ عظیم

"زندگی کے دشت بیاباں تھا میرے مددگار
پیلوں نے مجھے سارے رموز سے

آگاہ کر دیا تھا اب یہ آسانی اثیلا کے نائب کے فرائض انجام دے سکتا تھا جنگ بڑا مشکل نہیں تھے لشکر میں چار جرنل تھے وہ چاروں تجربے کار تھے اور بے شمار معرکے سر کر چکے تھے۔

چاروں میرے احکامات کے تابع تھے لشکر کی تنظیم کچھ یوں تھی سب سے پہلے اثیلا تھا جو سفید گھوڑے پر سوار تھا اس کے بعد میں تھا میں سیاہ گھوڑے پر تھا میرے پیچھے چاروں جرنل تھے اور ان جرنلوں کے پیچھے تمام فوج تھی جسے درحقیقت آسمان کہا جا سکتا تھا۔

گھوڑ سوار فوج کے پیچھے پیدل فوج تھی اور پیدل فوج کے ساتھ منجنیقیں اور دوسرے ہتھیاروں کا ذخیرہ تھا ان کے درمیان ایک محافظ دستے کے دائرے میں اثیلا کی بے شمار بیویاں سوار تھیں۔

گھوڑے نہایت سست رفتاری سے چل رہے تھے کیونکہ پیدل فوج کے درمیان مجھے تنظیم سوجھی تھی۔ اثیلا اپنا گھوڑا بہت ہی پر وقار انداز میں آگے بڑھائے لیے جا رہا تھا اور جب کبھی میری جانب دیکھتا اس کی آنکھوں میں عجیب سے جذبات ابھر آتے لیکن وہ بہت زیادہ گفتگو کرنے کا عادی نہیں تھا۔

ہاں اس وقت جب وہ شراب کے نشے میں ہوتا تھا تو ضرورت سے کچھ زیادہ ہی چہکنے لگتا تھا۔

اس کی خاموشی دیکھ کر میں بھی خاموش تھا اور تقدیر کے مذاق پر غور کر رہا تھا انسان کو یہ تقدیر سے کوئی حیثیت نہیں کبھی کوئی نہیں بھی ایک بات کا جواب نہیں مل رہا۔

پروفیسر ... انداز میں میری جانب دیکھنے لگا۔ اس کی دونوں آنکھیں بھی میری طرف متوجہ تھیں۔

"کیا تم تقدیر کے قائل نہیں ہو؟"

"نہیں میں تقدیر کا قائل نہیں ہوں میں تقدیر پر یقین نہیں کرتا، میں صرف اور صرف تدبیر کا قائل ہوں، حالات خود بخود انسان نہیں کرتے ہیں ہم اس کا سوچتے جیسے منصوبے عمل کر سکتے ہیں لیکن حالات کو اپنا تابع نہیں بنا سکتے میرا خیال ہے کوئی قوت ایسی نہیں ہے جو ہونے والی تبدیلیوں کو روک سکے۔"

اور یوں لشکر سفر کرتا رہا اور ... میدان ... بہت کچھ تھا انہیں عبور کرتے ہوئے ہم آگے بڑھ رہے تھے غلاموں کا ایک بڑا دستہ بھی ان گروہوں کے ساتھ پیدل چل رہا تھا جسے ... سے قید کیا گیا تھا وہ ابھی تک زنجیروں میں بندھا ہوا تھا ان غلاموں کے لیے میں کوئی راستہ نہیں سوچ سکا تھا جس کا مجھے شدید افسوس تھا!

اثیلا کے احکامات عمل ... کرتے تھے اس وقت بھی اگر یہ لوگ زندہ بچ جانے میں کامیاب ہو جاتے تو شاید آزاد ہو جاتے لیکن اب ان کے لئے بے شمار مشکلات پیدا ہو گئی تھیں۔

اثیلا کے نزدیک انسانی وجود کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا اور میں نہیں جانتا تھا ان لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا لیکن ان کا مستقبل زیادہ روشن نہیں تھا اس وقت ہم پر سکون اور عجیب ... رہے تھے اس کے اختتام پر کچھ دشمنوں کے جھنڈ نظر آ رہے تھے اور اثیلا کا رخ اسی جانب تھا۔

اثیلا نے میری جانب دیکھا اور بولا "ساؤس تم کیا سوچ رہے ہو؟"

"وہ مقام آ گیا ہے جہاں سے میری اپنی سوچ کیا ہو سکتی ہے" میں نے جواب دیا۔

"کیا تم نے اس سے قبل اس قسم کی جنگوں میں حصہ لیا ہے؟ میں جانتا ہوں کہ تم ایک عمدہ ... ہو لیکن چند افراد سے لڑنے کی بات کچھ اور ہے اور جنگی معاملات کچھ دوسرے"

"میں نے کوئی بڑی جنگ نہیں لڑی اعظم اثیلا لیکن جنگوں سے منہ بھی نہیں موڑا۔"

"مجھے علم ہے" اثیلا نے جواب دیا۔

"میرے دوست مجھے کیا معلوم کرنا چاہتا تھا اعظم اثیلا؟"

"تیری شخصیت دیکھ کر مجھے عجیب سا احساس ہوتا ہے ساؤس" اس نے کہا۔

"میری خواہش ہے کہ یہ احساس کو ذہن سے نکال دیا جائے ساؤس وفاداری کا عہد کر چکا ہے وہ وفادار رہے گا" میں نے جواب دیا اور اثیلا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"مجھے یقین ہے ساؤس ہمارا ہمیشہ ساتھ رہے گا" اثیلا نے کہا ......

ایک بار پھر خاموشی چھا گئی لشکر اب ان دشمنوں کے نزدیک پہنچ گیا ... قلعہ دشمنوں کا ایک ... یہ پہلے ہی ... علاقہ خوفناک تھا لیکن ایک مخصوص حد سے ... تھا آگے چلنے ... اور لشکر کی رفتار سست ہو گئی۔

"ایسا لگتا ہے جیسے یہاں زور دار بارش ہوئی ہو" اثیلا نے کہا۔

"ہاں" میں نے جواب دیا اس سے کہا بھی کیا جا سکتا تھا۔

ہم دشمنوں کے نزدیک پہنچ گئے وہاں ایک عجیب سی سنسناہٹ سنائی دے رہی تھی میں نے اس سنسناہٹ پر غور کیا اور اندازہ لگایا یہ تیز و تند ندی کا پانی ہے جو بارش کی وجہ سے تیز رفتاری سے بہہ رہا ہے۔

میں نے اس سرسبز علاقے کو پسند کیا اور اثیلا سے کہا "کیا یہاں قیام کیا جائے گا؟"

"نہیں میرے دوست" اثیلا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "میں نہیں سمجھا کیا یہ جگہ تمہیں پسند نہیں ہے؟" میں نے ...

"یہ بات نہیں ہے ساؤس یہ جگہ بہت خوبصورت ہے اور پڑاؤ کی کیفیت ... لگتا ہے ہم اس وقت دشمن ... کرتے ہوئے پیچھے چھوڑ گئے ہیں یہ خوبصورت جگہ اور اس کا خوبصورت ماحول ہمیں ... کی جانب متوجہ کرے گا اور ہم اپنے مشن سے پیچھے رہ جائیں گے" اس نے جواب دیا۔

بات معقول تھی میں نے اسے پسند کیا۔
اثیلا میری شکل دیکھ رہا تھا "کیا تم میری بات سے متفق ہو نائب اعظم؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں بے شک۔"

"دراصل یہ میرا اصول ہے جب تک جنگ سے فرصت نہ پا جاؤں تب تک ... عیش پرستی ... گریز کرتا ہوں اور سارے ذہنی اور جسمانی عمل ... ہو جاتا ہے اس کے بعد جب میں دوبارہ جنگ کے لئے تیار ہوتا ہوں تو سارے خیالات ذہن سے جھٹک دیتا ہوں ... سرسبز میدانوں اور ... میں ... بیٹھتا ... جسم ... میں مبتلا ہو جاتا ہوں اور ہم آگے بڑھنے کے بارے میں سوچتے رہیں" اس نے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔

میں سوچ رہا تھا کہ ہر شخص کے کچھ اصول ہوتے ہیں جو غلط نہیں ہوتے ہر شخصیت میں کچھ ایسے پہلو ہوتے ہیں جو اسے دوسروں سے ممتاز کرتے ہیں۔ اثیلا کوئی ایک اچھا انسان نہیں ہے ایک ظالم شخص ہے اگر پھر بھی کچھ اصول رکھتا ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد ہم اس تیز و تند ندی تک پہنچ گئے جسے ندی نہ کہا جائے تو بہتر تھا وہ دریا ... تھی۔ البتہ اس میں بہنے والے پانی کی رفتار بے پناہ تیز تھی اس پانی سے گزرنا تقریباً ناممکن تھا تب اثیلا نے اپنا گھوڑا روک لیا اور میری جانب دیکھا۔

"نائب اعظم کیا ہم اس پانی سے آسانی سے گزر سکتے ہیں؟"

"میرا خیال ہے گھوڑوں کے قدم نہیں جم سکیں گے" میں نے جواب دیا۔

"لیکن ہم یہاں رکنا نہیں چاہتے۔"

"پھر کیا کیا جا سکتا ہے؟"

"کچھ نہ کچھ کرنا ہی ہوگا" اس نے جواب دیا اور میں غور سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

اثیلا کی آنکھوں میں ایک سفاکی ابھر آئی تھی جو اس کی فطرت کا خاصہ تھی .....

میں اسے دیکھتا رہا تب اثیلا نے مسکراتے ہوئے کہا "اور میرا خیال ہے ہم اس ندی پر پل باندھ سکتے ہیں ... اس کی چوڑائی زیادہ نہیں ہے اور ... گھوڑوں کو گزرنے کے لئے ... ساعتیں درکار ہوں گی اس کے لئے کیا بندوبست کیا جا سکتا ہے؟"

"ہمیں اثیلا ہی بتا سکتا ہے" میں نے جواب دیا۔

"ہاں میں جانتا ہوں" اس نے کہا اور پھر پیچھے مڑ کر اپنے جرنلوں سے بولا۔

"سارے قیدی غلاموں کو آگے لے آؤ" اس نے حکم دیا اور میں چونک پڑا۔

بدقسمتی کی ابتدا تو شروع ہو چکی تھی لیکن میں کیا کر سکتا تھا اس وقت ظاہر ہے میں اثیلا کی مخالفت مول لے کر معاملہ خراب نہیں کر سکتا تھا البتہ میں دیکھنا چاہتا تھا وہ کیا کرتا ہے۔

جرنلوں نے اس کا حکم پیچھے پہنچا دیا۔ اور قیدیوں کو آگے بڑھنے کے لئے مجبور کیا جانے لگا تھوڑی دیر کے بعد سارے بدقسمت قیدی اثیلا کے نزدیک پہنچ چکے تھے اثیلا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ اس نے کہا "تم اس ندی پر پل بناؤ گے" وہ سہمے ہوئے بولا اور اس کی ترکیب میں نہیں سمجھ سکا ہوں تم میں سے چند افراد کو مجبور کرنے کی کوشش کرو"

جرنلوں نے ہاتھ اٹھائے اور وہ لوگ آگے بڑھ آئے جو قیدیوں کے محافظ تھے اور انہیں کنٹرول کر رہے تھے محافظ اپنے ہاتھوں میں لمبی لمبی زنجیریں پکڑے ہوئے تھے جو قیدیوں کو باندھنے کے کام آتی تھیں۔

انہوں نے قیدیوں کے ایک حصے کو منتخب کیا اور انہیں آگے بڑھا دیا قیدی بدحواس ہو کر چیخ رہے تھے لیکن کیا کر سکتے تھے زنجیریں ان کے بدن پر پڑتیں اور وہ مقفل کر دی جاتیں۔

تب وہ آگے بڑھے میں جانتا تھا کہ اس تیز دھارے میں اترنے کی کوشش موت سے کم نہیں ہے۔

چنانچہ پہلا جتھا جو تقریباً بیس افراد پر مشتمل تھا ندی کے کنارے پر پہنچ گیا وہ بے بس اور بے کس ایک دوسرے کی شکلیں دیکھ رہے تھے لیکن اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ ندی میں اتر کر جان دے دیں۔

اور یہی ہوا۔

جونہی وہ پانی میں اترے ان میں سے چار افراد چیختے ہوئے ان کی گود میں بہنے لگے ... نکل گئے باقی لوگ خوف سے پیچھے ہٹ گئے تھے لیکن ان کے بدن پر پیچھے سے زنجیریں پڑ رہی تھیں مجبوراً وہ بھی پانی میں اتر گئے میں نے دیکھا کہ اسی طرح تقریباً اوجھل ہو گئے تھے ... ان کے سر بہت دور بہتے ہوئے نظر آ رہے تھے اور مجھے یقین تھا کہ وہ اب نہ بچ سکیں گے۔

تب اثیلا نے کہا "ہوں پانی کی طاقت کا اندازہ ہو چکا ہے..... نائب اعظم اب تم بتاؤ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟"

"اثیلا تو ان غلاموں سے کیا کام لینا چاہتا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"میں چاہتا تھا کہ یہ کچھ ہو کہ پانی میں اتر جاتے اور قدم جمانے کی کوشش کرتے یہ سب ... ایک دوسرے کو پکڑے ہوتے اس طرح پانی ان کے قدم نہیں اکھاڑ سکتا تھا ہم ان کے سروں پر سے گزرتے ... گھوڑوں کو ان کے سروں سے گزارنے کی کوشش کرتے۔"

"وہ دیکھیں کہ اشیلا کو یہ اندازہ ہے کہ اس پر کتنے سو کتنے وقت میں اُتر سکتے تھے؟" میں نے پوچھا۔

"اس ایک بار دو گھوڑے سے زیادہ نہیں جا سکتے تھے" اشیلا نے جواب دیا۔

تب اشیلا اس طرح تو یہ شکل کہ ان میں [illegible] ابھی پر بھی نہیں کہا جا سکتا تھا کہ ان لوگوں کی قوت بدستور برقرار رہتی یا ان کے قدم بھی نہ تھکتے پائے۔ اس کے علاوہ پانی اتنا تیز ہے کہ یہ لوگ کسی بھی تعداد میں اس کا قدم نہیں جما سکتے تھے۔

"اوہ۔ نائب اعظم تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

"میرا خیال ہے ان کی اجتماعی قوت سے کوئی اور کام لیا جائے۔"

"مثلاً؟"

"دریا کا پاٹ زیادہ چوڑا نہیں ہے اور ہمارے پیچھے جو درخت ہیں وہ اتنے لمبے ہیں کہ اس کنارے تک پہنچ سکتے ہیں۔"

"اوہ۔" اشیلا کی آنکھوں میں روشنی جھلملانے لگی "تو پھر؟" اس نے جلدی سے سوال کیا۔

"ان غلاموں کو حکم دیا جائے کہ وہ درختوں کو کاٹ کر یہاں تک پہنچا دیں۔" میں نے جواب دیا۔

"ہوں ٹھیک ہے... یہ بھی ٹھیک ہے۔ ظاہر ہے ہم یہاں بیکار بیٹھ کر ندی کا زور کم ہونے کا انتظار نہیں کر سکتے" اشیلا نے کہا۔ اسے میری تجویز پسند آئی تھی۔

تب اس نے حبشیوں کو حکم دیا اور غلاموں کو اس اذیت ناک موت سے نجات مل گئی۔

البتہ اب انہیں دوسرا مشکل کام سونپ دیا گیا۔ فوری طور پر لشکر کو وہاں رکنے کا حکم دے دیا گیا لیکن اس کے باوجود وہ سب مستعد حالت میں تھے گویا انہیں قیام کرنے سے کھانے پینے اور دوسرے عیش و آرام کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ پہلے یہ کام عمل ہو جانا تھا۔ اشیلا ایسی ہی قسم کا انسان تھا۔

قیدی غلام پانی کی موت سے نجات حاصل کر کے کسی حد تک مطمئن نظر آ رہے تھے۔ انہیں یہ کام بہتر لگ رہا تھا۔ وہ اس میں تندہی سے مصروف ہو گئے۔ لمبے لمبے درخت جڑوں سے کاٹے جانے لگے۔ غلام درختوں پر کلہاڑیاں چلانے لگے۔ کئی لوگ درختوں کے گر جانے سے ہلاک ہو گئے۔ وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے... ان کے علاوہ ان کے جسموں میں طاقت بھی نہیں تھی لیکن بہرحال یہ کام انجام دینے تھے۔

چنانچہ نجانے کتنی ہلاکتوں کے بعد چند لمبے لمبے درخت کاٹ کر وہاں تک لائے گئے۔ درخت بہت لمبے تھے اور بآسانی ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ سکتے تھے لیکن اب پھر وہی مسئلہ پیش آ گیا کہ ان درختوں کو اب کس طرح سے اس ندی کے دوسرے کنارے تک بچھایا جائے۔ اس سلسلے میں بھی اشیلا نے مجھ سے پوچھا "اب کیا کرتے ہو..."

"نائب اعظم، وہ درخت تو یہاں تک پہنچ گئے ہیں۔"

"میرا خیال ہے انہیں برابر برابر اس ندی کے اس کنارے سے دوسرے کنارے تک بچھایا جائے تو چوڑا سا پل تیار ہو جائے گا اور اس پر سے گھوڑے بآسانی گزر جائیں گے" میں نے کہا۔

"ہوں۔ لیکن انہیں اس طرح کیسے بچھایا جائے گا؟"

"اس کی ترکیب میرے ذہن میں ہے" میں نے کہا اور اشیلا میری جانب دیکھنے لگا۔

"سارے قیدی مل کر انہیں کھڑا کریں گے اور پھر انہیں آہستہ آہستہ دوسرے کنارے تک لٹکا دیا جائے گا۔"

"اوہ اچھا طریقہ ہے، تب پھر تم ہی اس کام کی نگرانی کرو" اشیلا نے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔

دل تو چاہ رہا تھا کہ اشیلا کو بہت کچھ دکھاؤں، یعنی یہ درخت اٹھا کر اس سرے سے اس سرے تک بچھا دوں لیکن یہ مناسب نہیں تھا۔ اشیلا بہت سے شکوک و شبہات کا شکار ہو جاتا اس کے بعد اس کی اور میری [illegible] بن سکتی تھی۔ ممکن ہے اگر وہ انسانوں میں آنے کے بعد میں کچھ وقت گزارنا چاہتا اور اس بار میری حیثیت کچھ دوسری تھی۔ گو بہت سارے حالات میں مجھے اختلاف تھا لیکن پھر بھی وقت گزر رہا تھا اور خاموشی سے [illegible] لیا جاتا تو بہتر تھا۔

چنانچہ میں غلاموں کا سربراہ بن گیا اور میں نے لمبی لمبی رسیاں منگوائیں انہیں درختوں سے بندھوا دیا اس کے بعد ان رسیوں کو کھینچ کر [illegible] ہدایت پر عمل کرنے لگے۔

ایک درخت بمشکل کھڑا ہو سکا تھا۔ آہستہ آہستہ [illegible] تک پہنچا دیا گیا۔ [illegible] قیدیوں کی حالت خراب ہو گئی لیکن وہ اسے دوسرے کنارے تک پہنچانے میں کامیاب ہو گئے۔

درخت کو لٹکا دیا گیا تو ایک اور صورت حال پیدا ہو گئی یعنی یہ رسیاں درخت اس سرے پر بندھی ہوئی تھیں جو ندی کا دوسرا کنارا تھا اور انہیں [illegible] کے لئے کسی کا ندی کی دوسری طرف جانا ضروری تھا لیکن یہ [illegible] نہیں تھا۔ میں نے دو قیدیوں کو بہت دلاسا دیا اور پھر وہ اس درخت پر بیٹھ کر کھسکتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔ وہاں سے انہوں نے رسیوں کے سرے کھولے [illegible] رسیاں کھینچ لی گئیں۔ پھر دوسرے درخت کو [illegible] درختوں کو برابر برابر لٹکا دیا اور یوں مضبوط درختوں کا ایک پل تیار ہو گیا۔ راستہ ناہموار ضرور تھا لیکن اگر احتیاط سے گھوڑوں کو چلایا جاتا تو لشکر پار ہو سکتا تھا اور اس طرح سب سے پہلے اشیلا اور میں [illegible] چاروں جانب [illegible] ندی کے کنارے پہنچ گئے پھر باقی لشکر بھی [illegible] قیدیوں کی لاشیں [illegible] دینے کے بعد ہم لوگ ندی کے دوسرے کنارے پر پہنچے۔ اشیلا بے حد خوش نظر آ رہا تھا۔

ندی کے دوسرے کنارے پر پہنچ کر اشیلا نے لشکر کو دوبارہ منظم کیا اور آگے بڑھنے لگا۔

"نائب اعظم [illegible] چلنے کے بعد اس نے کہا اور میں اس کی جانب دیکھنے لگا۔

"مجھے تمہاری کون سی تجویز سب سے پسند آئی ہے؟"

"دراصل ہر شخص اپنی طاقت اور ذہن کے علاوہ کچھ ایسی صلاحیتیں بھی رکھتا ہے جو اسے دوسروں سے [illegible] اپنے ہاتھوں لئے لئے پھرتا ہے لیکن اس کا علم اسے خود کو نہیں ہوتا ہے۔"

"میں نائب اعظم [illegible] زندہ رہ [illegible] ابھی اشیلا کو اشیلا کی قوت کا صحیح اندازہ نہیں لگ سکا ہے اور وہ اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے کہ [illegible] میں تراجینز کی فتح [illegible] اس سلسلے میں انہیں مجھ سے تعاون کرنا ہو گا۔"

"میں حاضر ہوں" میں نے جواب دیا اور اشیلا نے مسکرا کر سامنے کی جانب دیکھا۔

بہت دور تک طویل پہاڑی علاقہ پھیلا ہوا تھا۔ کہیں کسی آبادی کے آثار نہیں تھے۔ راستے [illegible] کرنے والے لوگوں نے ان راستے کو [illegible] قرار دیا تھا۔ اس نے ذہن میں برق رفتاری سے آگے بڑھ رہے تھے۔ دن اور رات سفر جاری رہا۔ اشیلا کی مرضی تھی جب چاہتا پڑاؤ کا حکم دے دیتا [illegible] اشیلا اس عادت کے عادی تھے۔ [illegible] اب اشیلا کے اشاروں پر چلنے لگے تھے۔ میں نے اس کی ذات میں بڑی عظمت دیکھی تھی اور یہ بات بھی محسوس کی تھی کہ ان میں سے کوئی بھی اشیلا سے ناخوش نہیں ہے۔

عجیب سی فطرت کا انسان تھا۔ اس دوران اس نے اپنی کسی بیوی کی جانب نگاہ [illegible] نہیں دیکھا اور نہ ہی ان میں سے کسی کی خیریت معلوم کرنے کی کوشش کی [illegible] لگتا تھا جیسے وہ ان سب کو بھول گیا ہو۔

[illegible] یہ بھی بات تھی کہ جب اشیلا خود ان عورتوں کی طرف [illegible] نہیں [illegible] تو پھر کسی کو [illegible] نہیں ہونا چاہیے تھا۔

اشیلا [illegible] کبھی کبھی مجھے [illegible] کا کوئی وجود باقی نہ [illegible] تبدیلی بڑی اہمیت رکھتی تھی اور مجھے اس میں بڑا لطف آ رہا تھا۔

تب بہت دور سے میں شمال کی ریاست تراجینز کے آثار [illegible] اشیلا نے بھی بلند پہاڑیوں سے اس علاقے کو دیکھ لیا تھا۔ سامنے ہی [illegible] رنگ کا بے پناہ مضبوط قلعہ نظر آ رہا تھا اور قلعے کے آگے ایک طویل ترین میدان پھیلا ہوا تھا۔

تب اشیلا نے اس جگہ اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہاں قیام کا اعلان کر دیا گیا تھا اور یہ قیام [illegible] خیمے جس انداز میں نصب کئے جا رہے تھے اس سے یہ احساس ہوتا تھا کہ اب تک کے سفر میں اس طرح سے خیمہ زنی نہیں کی گئی تھی۔

لیکن یہ سب سوچنا میرا کام نہیں تھا اور میں یہاں قیام کے سلسلے میں کسی بھی طرح کچھ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ اشیلا کا حکم لوگوں کو سنا دیا گیا [illegible] میں نے بھی اس میں کوئی مداخلت نہیں کی اور ہم سب وہاں خیمہ زن ہو گئے۔

"یہ جگہ" اشیلا نے تلوار کی نوک سے زمین کریدتے ہوئے کہا "یہ جگہ تراجینز کی فتح کے بعد ہماری قیام گاہ بنے گی۔"

"اوہ۔ ہم تراجینز میں قیام نہیں کریں گے؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں [illegible] میرے لئے [illegible] کا ڈھیر ہوتے ہیں اور میں انہیں راکھ کا ڈھیر ہی دیکھنا پسند کرتا ہوں۔ تراجینز میرے لئے کوئی دلکشی نہیں رکھتا۔ سوائے اس کے کہ میں شمال کا [illegible]" اشیلا نے درندگی سے بھرپور لہجے میں کہا اور میں اس درندہ صفت انسان کو دیکھنے لگا جس کو انسانی زندگی سے کھیلنے کا شوق تھا۔

میں نے سوچا تھا کہ شاید اشیلا یہاں قیام پذیر ہونے کے بعد اپنے تفریحی مشاغل دوبارہ شروع کرے گا۔ اس کی فطرت کا یہ پہلو مجھے ناپسند نہیں تھا مگر اس بار بھی اس نے عورتوں کو خود سے دور رکھا تھا اور سب سے آگے اس نے اپنا بڑا سا خیمہ لگایا تھا جہاں وہ تنہا تھا۔

میرا خیمہ بھی اس کے نزدیک ہی تھا [illegible] سب کچھ کر رہا تھا جو اشیلا [illegible] بعض اوقات جھنجلاہٹ [illegible] میری شخصیت کچھ دب سی گئی تھی۔

لیکن پھر فوراً ہی میں اپنے اس خیال کو ذہن سے جھٹک دیتا تھا کہ زندگی میں تبدیلیاں بے حد ضروری ہیں اور یہ تبدیلی مجھے اتنی زیادہ ناپسند نہیں تھی۔ میں نے کافی عرصہ انسانوں سے دور سمندر میں گزارا تھا اس لئے اب [illegible] اس شخص کے ساتھ اچھا محسوس ہوتا تھا اور یوں اس کا میرا ساتھ چل رہا تھا۔

رات گزر گئی۔ [illegible] گرد پہرہ دیتے رہے تھے۔ دوسری صبح اشیلا اتنی جلدی بیدار ہو گیا کہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ سورج نکلا بھی نہیں تھا کہ چند گھوڑ سوار خیمے میں پہنچ گئے۔ [illegible] میرا خادم خاص اس نے مجھے جھنجوڑ کر جگایا اور میں ایک دم ہڑبڑا کر اٹھ پڑا۔

"کیا بات ہے؟"

"اٹھو جاودا ساوس۔ عظیم اشیلا [illegible] تمہارا انتظار کر رہا ہے [illegible]"

ے کہا۔
"اور اتنی جلدی؟"
"یہ زمانہ جنگ ہے۔ اس میں ایٹیلا کی عادتوں میں بڑی تبدیلیاں رونما ہو جاتی ہیں۔" پیلوس نے کہا اور جلدی سے اٹھ گیا۔
جونہی پیلوس کے ساتھ پہاڑی ٹیلے پر پہنچ گیا، ایٹیلا نے میری جانب دیکھا لیکن اس کے چہرے پر کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ وہ نہایت سنجیدہ و بردبار نظر آ رہا تھا۔ میں اس کے نزدیک جا کر کھڑا ہو گیا۔
ایٹیلا خاموشی سے ہاتھ باندھے سامنے کے منظر کو دیکھ رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ شاگا کے لوگ قلعے سے باہر اپنی کارروائیوں میں مصروف ہو گئے تھے۔ انہیں ایٹیلا کی آمد کی اطلاع مل گئی تھی۔
تب ایٹیلا نے اپنے سنجیدہ چہرے پر ہونٹ کھولے اور بولا۔ "اس بات کو سوچنا حماقت ہے کہ ترانیہ کے لوگوں کو ہماری آمد کی اطلاع پہلے سے نہ ہو گئی ہو۔"
"بے شک خداوندِ اعظم، یہ درست ہے۔" ایک جنرل نے کہا۔
"تم نے کیسے اندازہ کیا؟" ایٹیلا نے چبھتی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔
"فصیلوں پر موجود لوگوں کو یہاں سے بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ انتظامات یقیناً بہت پہلے سے شروع ہو چکے ہوں گے۔"
"ہمیں فرصت کتنی ہے؟" ایٹیلا نے جواب دیا۔ میں اس دوران خاموش رہ کر دیکھتا رہا تھا۔ تب ایٹیلا نے میری طرف دیکھا جیسے میری جانب دیکھ — رہا تھا۔
اس نے کہا۔ "قلعے کا پھاٹک مسالوس، عظیم ایٹیلا، اس کی مضبوطی کا اندازہ لگا سکتے ہو؟"
"ہاں یوں لگتا ہے جیسے وہ بڑی چٹانوں کو کاٹ کر بنایا گیا ہو۔"
"یقیناً یہ پھاٹک چٹانوں سے زیادہ مضبوط ہیں۔ میں اس کے بارے میں بہت کچھ سن چکا ہوں۔" ایٹیلا نے جواب دیا۔
"لیکن ہم اسے تسخیر کر لیں گے خداوند، تمہاری برکت سے۔" ایک جنرل نے جواب دیا اور ایٹیلا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔
"ہاں ہم فتح کر لیں گے۔ ترانیہ کی قسمت میں صرف آگ اور دھواں ہے۔ اس کی دیواریں ترانیہ کے لوگوں کی دردناک چیخیں سننے کو ہی منتظر ہیں۔ ہم ترتیب سے آگے بڑھیں گے۔ تم لوگ مسالوس، عظیم خیمے نصب کر دیئے جائیں اور فوجوں کو خیموں سے آگے بڑھا دیا جائے۔ اگر شاگا کے لوگ قلعے سے نکلنے کی جرأت بھی کریں گے تو کم از کم وہ کوئی ابھار کر ان خیموں کے عقب تک نہیں پہنچ سکتے۔ ان کا فاصلہ شاگا کے قلعے سے کافی دور ہے۔"
میں نے ایٹیلا کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں پھاٹک کا منظر دیکھ رہا تھا۔ پھر اور مجھے یقین تھا کہ ترانیہ کی قسمت میں بھی یہی لکھا ہے۔
ایٹیلا وحشت کا پتلا تھا اور فتح کرنے کے بعد مطمئن نہیں ہوتا تھا۔
بلکہ بہت زیادہ دیکھنے کے بعد خوش ہوتی تھی۔
چنانچہ ان لوگوں کی قسمت کا مالک میں کیسے بن سکتا تھا۔ میں جانتا تھا کہ انہیں ایٹیلا کے ظلم سے روک سکتا تھا، یہ میری بات تھی کہ میں نے فیصلہ کر لیا کہ عملی طور پر اپنے اقدامات سے گریز کروں گا جو کسی کو خاص طور سے نقصان پہنچا سکیں۔ یہ بھی ایک طرح ایٹیلا کی مرضی تھی، [illegible] اور اس کی مرضی یہاں اور [illegible] ہوا تھا [illegible] نے اپنے ہاتھوں سے ختم کر دیا [illegible] کے بعد [illegible] میں اس دور میں صرف تماشائی کی حیثیت اختیار کرنا چاہتا تھا۔
ایٹیلا اپنے جرنیلوں کے ساتھ فوجوں کو منظم کر رہا تھا۔ خیمے کافی دور لگا دیئے گئے تھے اور [illegible] سے ان کا فاصلہ [illegible] کر دیئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ باقی فوجیں [illegible] خیموں سے آگے نکل گئی تھیں۔ اس کے علاوہ [illegible] رہے تھے۔
ایٹیلا نے میری طرف رخ کر کے کہا۔ "مسالوس، [illegible] نے تم سے پوچھا تھا کہ ایام کسی باقاعدہ لڑائی میں حصہ لے چکے ہو جس کے لئے تم نے انکار کیا تھا۔ میرا مطلب ہے اس بار تم صرف ایٹیلا کے جنگ کرنے کا انداز دیکھو اور [illegible] جب ہم جنگ کریں تو [illegible] اگر [illegible] مدد کرو۔"
"جو حکم" میں نے کہا اور ایٹیلا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ تب اس نے کہا۔
"میرا مشورہ ہے کہ تم خیمے کے پاس رکے رہو [illegible] لڑائی میں [illegible] جب حالات [illegible] اس وقت ہو سکتا ہے تم میں مداخلت نہیں کرو گے۔"
"بہتر ہے۔" میں نے جواب دیا۔
اور میں دل ہی دل میں خوش ہو گیا۔ یعنی یہ وہی تھا جو میں چاہتا تھا۔ [illegible] میں خود بھی براہ راست ترانیہ کے لوگوں سے جنگ کرنے کا شوقین نہیں تھا۔ اب مجھے [illegible] کے ساتھ ہی مجھے بھی [illegible] ایٹیلا کے ساتھ جنگ کے لئے فتح والے [illegible] خوش نہ ہوتی [illegible] مظلوم ساتھ ناانصافی تھی [illegible] اگر ایٹیلا کی جگہ کوئی [illegible] انسان [illegible] اس کا ساتھ دینا میرے لئے باعث فخر ہوتا اور مجھے مسرت بھی ہوتی۔
چنانچہ اب مجھے خاموش تماشائی کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی [illegible] لئے بہت دلچسپ [illegible] چنانچہ میں نے خوشی سے [illegible] کر لیا اور ایٹیلا جنگی کارروائیوں میں مصروف ہو گیا۔
میں نے اس کی جنگی کارروائیاں دیکھنے کے لئے ایک [illegible] کا انتخاب کیا، وہاں سے سب کچھ بہت دور تک دیکھ سکتا تھا۔
پھر ایٹیلا کی فوجوں میں طبل جنگ بجا اور نقارے [illegible]، نانوس، [illegible] ایسے ہی بہت ساری [illegible] تیروں کی بارش [illegible] سے میدان جنگ [illegible]

گھڑسوار دستے تیزی سے قلعے کی طرف دوڑنے لگے۔ ایٹیلا ان کی رہنمائی کر رہا تھا اور اس کے جرنیل اور جنرل [illegible] کا ساتھ دے رہے تھے۔
قلعے کی طرف بالکل خاموشی تھی۔ فصیلوں پر بے پناہ لوگ نظر آ رہے تھے لیکن وہ اس طرح خاموش تھے جیسے کسی خاص واقعے کے منتظر ہوں۔ یا کسی خاص موقع کی تلاش میں ہوں اور یہ موقع یقیناً خاصا دلچسپ و دلکش تھا۔
جونہی ایٹیلا کی فوج تیروں کی رینج میں پہنچی تو اچانک فصیل سے تیروں کی بارش ہو گئی۔
اور پھر جو کچھ میں نے دیکھا وہ اس قدر خوفناک بارش تھی جو میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی یوں لگتا تھا جیسے آسمان تیروں میں چھپ گیا ہو۔ اس طرح تیر برسائے جا رہے تھے کہ موت ہوتی تھی۔ ایٹیلا کی فوجوں کی صف اول میں بری طرح کھلبلی مچ گئی۔ بہت سے گھوڑے زخمی ہو گئے اور وہ اپنے سواروں کو گرانے کے بعد ادھر ادھر دوڑ پڑے۔ اس طرح ایٹیلا کی پہلی کوشش ناکام ثابت ہوئی تھی۔ ایٹیلا کو [illegible] اس شدید مدافعت کی توقع نہیں تھی اس لئے اسے حیرت بھی ہوئی تھی۔
واپس بھاگتی ہوئی فوجوں کو اس نے دوبارہ منظم کیا اور شاید کوئی جنگی تدبیر سوچنے لگا۔ میں نے دیکھا ایٹیلا نے اپنی فوجوں کو الگ [illegible] بنا لیا تھا اور [illegible] منجنیقیں [illegible] ان منجنیقوں کی تعداد کافی تھی اور ان کے ساتھ بڑے بڑے پتھر بھی جمع کئے گئے تھے۔
ہوں، تو اب وہ [illegible] جنگ کی [illegible] نہیں رکھتا، میں نے سوچا۔ شاگا والوں کی مستعدی اور لڑائی میں مہارت سے میں بہت متاثر بھی ہو رہا تھا۔
منجنیقیں سامنے لگ گئیں۔ فصیل سے اب بھی تھوڑے تھوڑے تیر برسائے جا رہے تھے تاکہ منجنیقوں کو زیادہ قریب آنے سے روکا جائے۔ ایٹیلا کی فوج [illegible] کیا تھا کہ یہاں [illegible] تیروں کی زد سے محفوظ رہیں لیکن پھر بھی کوئی [illegible] تیر انہیں لگ جاتا تھا۔ ایٹیلا بہت غصے میں تھا۔ تلوار لہراتا ہوا چنگھاڑتا پھر رہا تھا۔
اچانک منجنیقوں نے اپنا کام شروع کر دیا۔ بڑے بڑے پتھر فصیل اور دروازے کی جانب پھینکے جانے لگے لیکن مجھے بہت جلد اندازہ ہو گیا کہ ایٹیلا کی یہ کوشش بھی ناکام رہے گی۔ پتھر اتنے فاصلے سے پھینکے جا رہے تھے کہ تیروں سے بچا جا سکے۔ مگر یہاں سے پتھر موثر ثابت نہیں ہو رہے تھے۔ وہ [illegible] پتھر فصیل اور دروازے پر جا کر لگتے تو اس وقت تک ان کی طاقت [illegible] ہو چکی ہوتی تھی اور اگر انہیں نزدیک سے پھینکا جاتا تب وہ یقیناً کارآمد ثابت ہو سکتے تھے۔
لیکن نزدیک جانے کا نتیجہ شکست تھی اور ایٹیلا اس سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس کی حالت عجیب سی تھی۔ وہ کسی خونخوار بھیڑیے کی مانند ادھر ادھر [illegible] رہا تھا اور اپنی کوششوں کی ناکامی پر سخت مضطرب تھا۔
اور یہی بہتر تھا۔ میں نے سوچا کہ اس نے مجھے یہاں چھوڑ دیا اور میری ضرورت محسوس نہیں کی۔ اور مجھے اس بات کی بھی خوشی تھی کہ میں نے اس قسم کی جنگوں میں اس کے سامنے کسی مہارت کا اظہار نہیں کیا بلکہ اس کے ایک سوال پر میں نے یہ کہہ دیا تھا کہ مجھے اس قسم کی جنگوں کا کوئی تجربہ نہیں ہے ورنہ ایٹیلا مجھ سے ضرور مدد لینے کی کوشش کرتا اور پھر خواہ مخواہ ترانیہ والوں پر مصیبت نازل ہوتی۔
مجھے ترانیہ سے کوئی خاص ہمدردی نہیں تھی۔ دشمنی کی بھی کوئی معقول وجہ نہیں تھی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ ایٹیلا کے قہر کا شکار ہوں لیکن اگر ان کی قسمت ہی یہ سب کچھ تھا تو بات دوسری تھی۔ میں اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔
جنگ کا نتیجہ ایٹیلا کے حق میں خراب جا رہا تھا۔ اوپر سے برسنے والے تیروں نے ایٹیلا کے بہت سے لوگوں کو ختم کر دیا تھا جب کہ ایٹیلا ابھی تک فصیل یا دروازے کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکا تھا۔ اس کے علاوہ شاگا کی فوج کا ایک آدمی تک زخمی نہیں ہو سکا تھا۔ تب ایٹیلا نے صورت حال کا بغور اندازہ کیا اور اپنی فوجوں کو پیچھے ہٹا لیا۔ منجنیقوں سے سنگ باری روک دی گئی۔
فوجوں کو پیچھے ہٹانے کے بعد شاید وہ کوئی نئی ترکیب سوچنا چاہتا تھا۔ فوجیں تیروں کی زد سے پیچھے ہٹ آئیں۔
شاید ایٹیلا کی زندگی میں یہ پہلا واقعہ تھا کہ اس کی فوجیں کسی محاذ سے پیچھے ہٹی ہوں۔ اس کے چہرے پر خون ہی خون نظر آ رہا تھا۔ بظاہر مجھے یہاں سے اس کے چہرے کے مکمل تاثرات نظر نہیں آ رہے تھے۔ لیکن اس کے انداز سے یہ پتہ چلتا تھا کہ وہ کس قدر بے چین اور پریشان ہے۔
فوجوں کی کارروائی مکمل طور پر روک دی گئی تھی۔ دوسری طرف سے بھی تیر برسانے والوں نے ہاتھ روک لیا تھا۔ ظاہر ہے بلاوجہ وہ تیر ضائع نہیں کر سکتے تھے۔ چند لمحات کے لئے جنگ رک گئی۔
میں نے ایٹیلا کو اپنی نظروں کے سامنے کیا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ایٹیلا کی سمجھ میں کچھ نہ آ رہا ہو کہ اس مسئلے کو کس طرح نمٹا جائے۔
فوجیں کافی پیچھے ہٹ آئی تھیں اور اب وہ اپنے آپ کو منظم کر رہی تھیں جس جگہ سے وہ ہٹی تھیں اس جگہ بے شمار لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ یہ ان آدمیوں کی تھیں جو شاگا کے آدمیوں کے ہاتھوں ہلاک ہوئے تھے۔ ان کی تعداد دیکھ کر مجھے کافی حیرت ہوئی کیونکہ تیروں نے بڑی تباہی پھیلائی تھی۔
ہر ظاہر ہے اس وقت ایٹیلا جیسے خونخوار شخص کا رد عمل کیا ہوا ہوگا۔ میرا خیال تھا کہ تھوڑی دیر کے بعد ایٹیلا کوئی جنگی کارروائی کرے گا لیکن ابھی تک اس نے کوئی کارروائی نہیں کی تھی ——— شروع نہیں انتظار ہو رہا تھا۔

تمام ہوگئی اور اشیلا کی فوجوں میں کوئی خاص ترتیب نظر نہ آتی تھی۔

نجانے وہ کیا سوچ رہا تھا۔

میں ان معاملات کو دلچسپ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ حالانکہ میرا ذہن اس سلسلے میں کام کر رہا تھا میں سوچ رہا تھا کہ اگر ایلولا اپنے مزار سے نکل کے جانے کی کوشش کرے تو اس کے آدمی کس طرح اس دیوار تک پہنچ سکتے ہیں۔

سورج ڈھلان پر تھا جب اچانک اشیلا کی فوجوں میں پھر حرکت ہوئی لیکن اس بار ایک دلچسپ تماشا نگاہوں کے سامنے تھا۔

میں نے دیکھا کہ ایک آدمی ایک بڑی ڈھال لیے ہوئے قلعے کی جانب دوڑ رہا ہے۔ اوپر سے تیروں کی بارش شروع ہوگئی تھی لیکن اس ڈھال نے اس آدمی کے پورے جسم کو چھپا یا ہوا تھا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں ایک چیز اٹھی ہوئی تھی جسے وہ دوڑتا ہوا لیے جا رہا تھا۔ وہ ڈھال تیروں سے بچاتا ہوا دروازے کے قریب پہنچ گیا اور اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا کلہاڑا دروازے پر پھینک مارا۔

مضبوط کلہاڑا دروازے میں پیوست ہوگیا۔ وہ شخص دروازے کے عین نیچے رک گیا تھا۔ اس کے رکتے ہی ایک دوسرا آدمی ڈھال سمیت بڑھا اور اس نے بھی وہی حرکت کی۔ اس نے وہ کلہاڑا دروازے سے کچھ اوپر پیوست کر دیا تھا اور دروازے کے نیچے پناہ لے لی تھی۔

یہاں سے میرا کام ثابت نہیں ہو رہے تھے۔

پھر تقریباً چند سولہ آدمی اسی طرح سے بھاگے اور میں نے دلچسپ نگاہوں سے ان کی اس کارروائی کو دیکھا۔

بلاشبہ پروفیسر یہ بڑی دلچسپ کارروائی تھی۔ ایشیلا نے کلہاڑیوں کو ایک سیڑھی بنا دیا تھا۔ کلہاڑیاں دروازے میں پیوست تھیں اور ان پر چڑھ کر کوئی شخص بھی فصیل کے اوپر پہنچ سکتا تھا۔ ایک طرح سے یہ حماقت تھی کیونکہ ان کے نیچے ایک ایک آدمی ہی اوپر جا سکتا تھا۔ اور جونہی اس ایک شخص کی گردن ابھرتی شاغا کے لوگ اس کو ہلاک کر دیتے۔ اس لیے یہ ترکیب میری سمجھ میں نہیں آئی تھی کہ اس کا مقصد کیا تھا۔

بہرحال مقصد کچھ بھی ہو یہ لوگ نہایت دلیری سے کام لے رہے تھے۔ شاغا کے ساتھی ایک لمحے کے لیے خاموش ہوگئے تھے اور وہ کسی بھی آدمی پر تیر نہیں چلا رہے تھے۔ جیسے اندازہ کر رہے ہوں کہ آخر ان لوگوں کا مقصد کیا ہے۔

پھر جب پچیس تیس آدمی فصیل کے نیچے پہنچ گئے تو اچانک اوپر سے جلتا ہوا تیل اور آگ ان لوگوں پر اچھالی گئی۔

پروفیسر یہ کارروائی بے حد خوفناک تھی۔ فصیل کے نیچے چاہ بیٹھنے والے تیروں سے تو محفوظ رہ سکتے تھے لیکن تیل اور آگ ان لوگوں کے لیے بڑی مہلک تھی۔ وہ بری طرح اس کی زد میں آکر ہلاک ہونے لگے، جو ادھر بھاگ رہے تھے۔ ادھر صرف ان کا بچاؤ ممکن تھا کہ وہ فصیل سے

فصیلوں کے نیچے انہیں جمع ہوتے ہوئے دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔ [illegible]

بچے۔ آخر اس طرح وہ تمام آدمی ہلاک ہوگئے اور شیلا کو ایک بار پھر پسپا ہونا پڑا۔ [illegible]

منہ کی کھانی پڑی تھی۔

صبح اب بالکل سمٹ گیا تھا۔ شغال کا ایک بہت بڑا حصہ [illegible] تو لوگ ان کی مہم کو آج بھی نقصان پہنچانا چاہتا تھا لیکن مزید یہ کہ شاید [illegible]

نے قیام کا حکم دے دیا۔

گویا اس کے بعد اس کا جنگ جاری رکھنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ [illegible]

بہرحال ایشیلا کو اس جنگ میں جن مشکلات کا سامنا تھا وہ ان کو [illegible] لیے کافی تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ وہ پھر اسی علاقے پر حملہ آور ہونے والا [illegible] کی فوج کے لیے کم سے کم خطرہ [illegible] انبیا کا وہ [illegible] بلکہ وہ اس جنگ میں کامیاب [illegible]

ہوسکے۔

رات گہری ہوگئی تھی۔ فوجیں اپنی کارروائیوں میں مصروف ہوگئیں [illegible] پہنچنے کا بندوبست ہونے لگا تھا۔ اس کے علاوہ خیموں کی مرمت [illegible] میں اپنے دستے کے ساتھ صرف خیموں کی حفاظت پر مامور تھا اور [illegible] انجام دے رہا تھا۔

رات کا شاید دوسرا پہر تھا۔ میں نے اپنے عقب میں آہٹوں کی آواز [illegible] نہیں، میں جاگ رہا تھا اور مجھے اس میں کوئی وقت نہیں [illegible]

میرے ساتھ کچھ دوسرے سپاہی بھی پہرہ دے رہے تھے۔

اس وقت میں تنہا ایک چٹان کے نزدیک کھڑا ہوا تھا جب [illegible] نے دیکھا میرے نزدیک آنے والی فورشاں تھی۔ ایشیلا کی وہ [illegible] مجھے جانتی تھی۔

وہ بولی "سپاہی ہے۔" میں نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا اور [illegible] نے چہرے پر عجیب سے تاثرات پیدا کر لیے۔

"کیا بات ہے۔" میں نے مسکراتے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں یاد ہوں۔" فورشاں نے آہستہ سے پوچھا۔

"ہاں ہاں، یاد تو ہو۔"

"نہیں تم کبھی بھی ہو۔ تم مجھے بھول ہی گئے ہو۔"

"تم آئی ہے وقت کیوں ہو؟"

"کیا مطلب؟ اس میں بیوقوفی کی کیا بات ہے۔ اگر تم [illegible] نے میری جانب دیکھا بھی نہیں ہے۔"

"کیا تم ایشیلا کو خبر کر دو گی دینا چاہتی ہو کیا تمہیں اس بات [illegible] نہیں ہے کہ وہ حالت جنگ میں ہے اور جب وہ جنگ کر رہا ہو [illegible] وہ خود بھی بیویوں اور عورتوں کی جانب متوجہ نہیں ہوتا اور نہ [illegible] کو اس انداز میں دیکھنا پسند کرتا ہے۔ کیا تمہیں اس بات کا علم [illegible]"

"ہاں یہ درست ہے لیکن اس وقت ایشیلا کہاں ہے؟"

"یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔ اس وقت وہ نہیں ہے تو کیا۔ [illegible]"

اس سے پہلے ہی ایشیلا کی جنگ کا اعلان ہوا اور وہ بھی ہوگیا۔ [illegible]

"وہ رہبر خیال ہے یہ بات نہیں ہے سالوس اعظم۔"

"کیوں؟"

"سولہ آدمی ہے بہادر تھے اور کوئی بھی یہ جرأت نہیں کرے گا۔"

"کر تمہاری شکایت ایشیلا تک پہنچائے۔"

"پھر بھی فورشاں، میں تو بھی ایشیلا کے مخلص ہوں اور یہیں چاہتا ہوں کہ یہ کوئی حرکت کرے جو برداشت نہ کرے۔"

"گویا میں آرشنز چلی جاؤں۔"

"ہاں۔" میں نے جواب دیا اور فورشاں ایک دم سے خاموش ہوگئی اس کے چہرے پر عجیب و غریب تاثرات نظر آرہے تھے۔ پھر تیز قدموں سے واپس چلی گئی۔

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ "وہ بھی ادھر بھی کس قدر مخلوق ہے۔"

میں ایشیلا کی ہدایت پر عمل کر رہا ہوں۔ خاندان کا تمام باتوں کی حرمت بھی تھی۔ فورشاں کو یہاں سے کہیں لے کر جانا بھی ممکن تھا لیکن ابھی کسی ایسی حرکت کو دل نہیں چاہتا تھا۔

اور پھر یہ رات کا آخری پہر تھا۔ پھر تھا جب شور و غل اور ہنگامہ کی آواز آنا شروع ہوگئیں۔ میں تعجب سے چونک پڑا تھا۔

"یہ کیا ہوا؟" میں نے سوچا اور پھر ایک اونچی جگہ پر پہنچ گیا۔ وہاں سے میں نے ایک دلچسپ منظر دیکھا۔

بے شمار مشعلیں جل رہی تھیں اور ایشیلا کی فوجوں پر حملہ ہو رہا تھا۔ یقیناً یہ شاغا کے فوجی تھے جنہوں نے قلعے سے نکل کر شب خون مارا تھا۔ انہوں نے نہایت برق رفتاری سے حملہ کیا تھا اور ایشیلا کی فوجیں قطعی طور پر اس کے لیے تیار نہیں تھیں۔

میں نے دیکھا کہ مشعلیں واپس قلعے کی جانب بھاگ رہی ہیں۔ ایشیلا کے لوگ تعاقب کر رہے تھے۔ انہوں نے ان کا تعاقب بھی کیا لیکن شاغا کے لوگ واپس اندر چلے گئے تھے۔ قلعے کی دونوں جانب سے وہ اندر داخل ہوتے ہوئے نظر آئے اور چند ساعت کے بعد شور و غوغا ختم ہوگیا۔

لیکن ایشیلا کی فوجوں میں ابھی تک ہلچل جاری تھی۔ وہ سب جاگ گئے تھے اور تیار ہو رہے تھے۔ میں اچھی طرح جانتا تھا کہ ایشیلا کی کیفیت اس وقت کیا ہوگی۔ وہ یقیناً غصے سے دیوانہ ہو رہا ہوگا۔

پھر ایشیلا کے لوگ میرے پاس سے گزرتے ہوئے شاغا کی چالاکی کا افسوس کر رہے تھے اور ان کی تعداد کا اندازہ لگا رہے تھے۔ انہوں نے ایشیلا پر کاری ضرب لگائی ہے۔ اس میں انہوں نے سامنے آنے کی جرأت نہیں کی بلکہ قلعے کے دونوں طرف سے آئے تھے۔ پچھلے قلعے کے اطراف میں کچھ راستے تھے جن کا ایشیلا کو اندازہ نہیں تھا۔ اب میرے اندازے کے مطابق ایشیلا یقینی طور پر ان راستوں کو تلاش کرے گا۔

ایشیلا اس وقت کارروائی نہیں کر سکتا تھا بلکہ صبح تک وہ پرسکون

اس نے لڑکیوں کی تعداد دیکھی اور وہ اس کا انتظار کر رہا تھا اور اس کا نظر دستوں میں بٹ گیا۔ چند آدمی ڈھالوں کی پناہ میں قلعے کے دونوں حصوں کا جائزہ لینے کے لیے اس طرف روانہ ہوگئے۔ وہ شاغا کی طرف بڑھ رہے تھے۔ میری دلچسپی اب رک نہ سکی تھی میں اپنا گھوڑا بڑھا کر آہستہ آہستہ ایشیلا کے نزدیک پہنچ گیا۔

ایشیلا نے مجھے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں خون ہی خون نظر آرہا تھا۔ بے حد خوفناک لگ رہا تھا وہ۔

مجھے دیکھ کر اس نے گھور کر دیکھا اور خاموشی کھڑا رہا۔ وہ لوگ جو قلعے کے اطراف کا جائزہ لینے گئے تھے واپس آگئے۔ انہوں نے بتایا کہ شاغا قلعے کے دونوں جانب اور عقب میں بہت چوڑی چوڑی خندقیں کھدی ہوئی ہیں جن میں پانی بھرا ہے۔ جس جگہ سے وہ لوگ نکلے تھے وہ قلعے کے بغلی دروازے تھے جو چوڑے تختے کی شکل میں اوپر سے نیچے تک چلے گئے ہیں۔ جب وہ اوپر سے کھلتے ہیں تو ان کا دوسرا سرا خندقوں کو پار کر کے زمین پر آ جاتا ہے۔ اور وہ اس کے ذریعے باہر نکل آتے ہیں۔ جب وہ اندر چلے جاتے ہیں تو یہ چاٹک کو اٹھا لیا جاتا ہے اس طرح ہمارے لیے ان دونوں حصوں کو عبور کرنا اور بھی ناممکن ہے۔

"اسے ممکن بنانا پڑے گا۔" ایشیلا نے غراتے ہوئے کہا اور وہ خاموشی سے گردن جھکا کر کھڑے ہوگئے۔

"جاؤ۔" ایشیلا نے انہیں حکم دیا اور وہ واپس چلے گئے تب ایشیلا نے میری جانب دیکھا۔ سالوس اعظم، جنگ کا نقشہ تم دیکھ رہے ہو۔

"ہاں خداوند قہار، دیکھ رہا ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ ان بہادر دلوں نے کافی زبردست انتقام لیے ہیں۔"

"لیکن تم دیکھ رہے تقدیر روشن ستارے کی مانند ہے اور اسے آگ چمکتا ہوگا۔ دوام بھی دیکھو گے سالوس اعظم اور یہ زمین بھی دیکھے گی۔" ایشیلا نے بھی خود اپنے میں کہا۔

میں نے خاموشی اختیار کر لی۔ ایشیلا کے چہرے پر بڑی حد تک وہ بڑی حد تک سکون تھا اور میں نے محسوس کیا تھا کہ اس کے ذہن میں کوئی بات نہیں آرہی ہے۔ بہرحال اس نے خاموشی اختیار کر لی اور میں نے بھی کوئی خاص بات چیت نہ کی۔ چند ساعت خاموش رہنے کے بعد ایشیلا نے ہی سکوت توڑا اور کہنے لگا "سالوس اعظم، ان لوگوں کے حوصلے کافی بلند ہیں مگر وقت ہر ان کے خلاف کوئی موثر کارروائی نہیں کر سکے ہیں اس لیے ان کے حوصلے اس وقت تک بڑھتے رہیں گے جب تک ان پر کاری ضرب نہ لگا دی جائے۔ ایسی صورت میں اس بات کا امکان بھی ہے کہ کہیں یہ پھر شب خون نہ ماریں۔ چنانچہ تم اپنی جگہ جاؤ اور نگرانی کرو۔"

میں نے گردن جھکائی تھی اور پھر میں واپس چل پڑا۔ بلاشبہ مجھے کوئی بڑی مصیبت ایشیلا کے معاملات میں دلچسپی لیتا۔ اور اب میں نے دیکھا تھا کہ وہ لوگ لڑنا جانتے ہیں اور اپنے بچاؤ کے لیے بہتر کارروائی کر سکتے

ہی تو اس صورت میں اگر ایشلا کو شکست بھی ہو جاتی تو مجھے کوئی افسوس نہ ہوتا۔
میں نے تو بے شمار صدیاں دیکھی تھیں۔ صدیوں کے تجربات دیکھے
تھے اور یہی اندازہ لگایا تھا کہ جو بہتر دفاع کر سکتا ہے وہی جینے کا حق
رکھتا ہے۔ تمہاری دنیا کا یہی اصول ہے اور اس اصول کو بدلنا ناممکن ہے۔
چنانچہ مجھے صرف تماشا دیکھنے سے دلچسپی تھی اور میں اب تک تماشا
ہی دیکھ رہا تھا۔
میں وہیں عورتوں کے خیموں کے نزدیک پہنچ گیا۔ وہاں کوئی خاص
انتظام نہیں تھا۔ بس اس دستے کو ہدایات جاری کر رہا تھا جو عورتوں کے
خیموں کی نگرانی کر رہا تھا۔
اور بہرصورت جب ایک فرض میں نے اپنے ذمے لے لیا تھا
تو اسے انجام تو دینا ہی تھا۔
چنانچہ میں نے اپنی ذہانت سے کام لے کر چند افراد کو ایسی جگہ متعین
کر دیا جہاں سے وہ قریب و دور گہری نگاہ رکھ سکتے تھے۔ میں نے انہیں
جو ہدایات جاری کی تھیں اس میں حفاظتی تدابیر موجود تھیں اور مجھے یقین تھا
کہ اگر کوئی چھپ کر ادھر آنے کی کوشش کی گئی تو یہ اسے بآسانی ناکام بنا
دیں گے اور خیموں تک پہنچنے والوں کو روک سکیں گے۔
پیلوس میرا نائب میرے نزدیک ہی موجود تھا۔ مجھے تنہا مصروف دیکھ کر
وہ میرے نزدیک پہنچ گیا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار تھے۔
اس نے کہا "سالوس اعظم تم حالات دیکھ رہے ہو؟"
"ہاں پیلوس تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"
"شاقی کا دوسری طرف سے زیادہ چوکس ہے وہ انتظار کر رہا ہے پہلے ہی
ہمیں جو نقصان اٹھانا پڑا ہے اتنا نقصان ایشلائی فوج کو کسی جنگ کے اختتام تک
نہیں اٹھانا پڑا ہو گا۔"
"پیلوس ہر آدمی اپنے بچاؤ کا حق رکھتا ہے اور فتح کا بھی۔"
میں نے گہرے انداز میں کہا۔
"مگر سالوس اعظم... تو کیا... تو کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ ایشلا پر فتح
پا لے گا؟"
"دوستی بہرحال وہ خود ایشلا پر حملہ آور نہیں ہوا ہے۔ ہاں ایشلا
نے اسے شکست دینے کی ٹھان لی ہے۔ ایسی صورت میں اگر وہ اپنا بچاؤ
کرتا ہے تو یہی اس کا حق ہے۔"
"میرے خیال میں بہت مشکل کام ہے۔" پیلوس نے کہا۔
"کیوں؟"
"ایشلا اس وقت تک اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا جب تک کہ
اسے فنا نہ کر دے۔"
"ہاں اس کی صرف ایک ہی صورت ہے۔" میں نے کہا۔
"کیا؟" پیلوس نے پوچھا۔
"ایشلا فوجوں کو پیچھے ہٹائے اور محاصرہ ڈال دے۔ اس طرح وہ
ان لوگوں کو مجبور کر سکتا ہے کہ وہ باہر نکل کر جنگ کریں اور ایشلا کو یہ بات
اچھی طرح یقین ہو گا کہ شاقی کا والوں نے باہر نکل کر جنگ کی تو ایشلائی فوجیں ان
کو شکست فاش دے دیں گی۔"
"بیشک پیلوس یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ شاقی کا کتنے عرصے تک
قلعے میں محصور رہ سکتا ہے۔"
"یہ بات بھی اس کی ذہانت پر ہے پیلوس۔"
"کس طرح جناب اعظم؟" پیلوس نے پوچھا۔
"اس طرح کہ اس نے شاید ایشلا سے جنگ کرنے کے لیے کچھ تو
انتظامات کیے ہیں کیونکہ اسے پہلے سے اس بات کا علم تھا کہ ایشلا اس
کی شکست چاہتا ہے اور وہ ضرور اس پر حملہ آور ہو گا۔"
"یقیناً جناب اعظم۔ شاقی کا کو پیغام بھجوایا گیا تھا کہ وہ ایشلا کی اطاعت
قبول کرے اور اس کے پرچم تلے آ جائے لیکن اس نے نہایت حقارت سے
اس پیغام کو ٹھکرا دیا اور اس کے بعد سے اگر اس نے اپنے بچاؤ کا کوئی بندوبست
نہیں کیا تو یہ اس کی حماقت ہو گی سالوس اعظم۔"
"ٹھیک ہے پیلوس۔ دیکھتے رہیے کیا ہوتا ہے۔" میں نے گہری
سانس لے کر کہا۔
"ویسے ایک بات پر مجھے تعجب ہے سالوس اعظم۔"
"کیا؟" میں نے پیلوس کی شکل دیکھی۔
"خداوند نے تمہیں اپنے مشوروں میں شریک نہیں کیا۔"
"میں نہیں سمجھا پیلوس۔" میں نے تعجب سے کہا۔
"تم اس کے اہم ترین مشیر ہو اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ تم سے مشورہ
نہیں کرتا تو کم از کم اس معاملے پر غور نہیں کرتا۔ ایسی صورت میں مناسب
تھا کہ ایشلا تم سے مشورہ لیتا اور پھر اس مشورے کے مطابق عمل کرتا لیکن
اس نے......"
"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا پیلوس۔" میں نے پیلوس کی بات
کاٹتے ہوئے کہا۔
"کیوں فرق نہیں پڑتا۔ سالوس اعظم؟" پیلوس نے سوالیہ انداز میں
میری جانب دیکھا۔
"پیلوس، اگر وہ میری ضرورت محسوس کرے گا تو مجھ سے رابطہ کرے گا۔
مجھے اس کا کوئی گلہ نہیں۔"
"بے شک لیکن میں اس کی فطرت سے واقف ہوں پیلوس۔"
"کیا مطلب؟"
"اگر وہ کوئی کاری ضرب شاقی کا والوں پر لگا دیتا تو بہت
خوش ہوتا اور اس وقت وہ اس ضرب کو مزید موثر بنانے کے لیے
مشورہ کرتا لیکن اب بات اس کی انا تک آ گئی ہے۔"
"اوہو... شاقی کا والوں نے جو حملہ کیا ہے میرا خیال ہے وہ
اس سے بہت متاثر ہوا ہو گا۔"

پہنچتا ہو گا۔ ایشلائی فوجوں پر ایسے حملے تقریباً ناممکن تصور کیے
جاتے ہیں جو کچھ وہ جانتے ہیں وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کا نتیجہ کیسا
بھگتنا پڑتا ہے۔"
"ہوں۔" میں نے گہری سانس لی۔ ظاہر ہے پیلوس ایشلا کی
قوت سے بہت متاثر تھا اور اسے بہت کچھ کہہ سکتا تھا لیکن میری معلومات میں
تھا کہ میں نے سیکڑوں ادوار میں پیدا ہونے والے فاتحوں کے
عروج دیکھے۔ ایسی شاندار فتح حاصل کی جس کا تصور بھی نہیں کر سکتا
تھا چنانچہ اس وقت تک میں ان باتوں کا یقین کرنے کو تیار نہیں ہوں جب تک
کہ اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیتا۔ میری خاموشی بہت مناسب
تھی مگر ایشلا مجھے مشورہ دیتا تو یقیناً وہ مشورے زیادہ کارآمد ثابت
ہوتے بہرحال جو کچھ ہو رہا تھا بہتر ہو رہا تھا۔
بہرحال میں عورتوں کا نگران تھا اور اس بات پر بھی مسرور تھا کہ
اگر ایشلا شکست کھائے تب بھی مجھ پر کوئی اثر نہیں ہو گا اور اگر وہ ترددہ کو
فتح کر لیتا ہے تب بھی یہ اس کی قوت ہو گی کہ میں نے ایسے بہادروں پر رعب
ڈالنے میں ایشلا کو مدد دی ہے۔
پھر رات آ گئی۔
ایشلا جنگ کی کارروائیوں میں مصروف رہا تھا۔ ویسے میں اس
خوفناک منصوبے کے بارے میں جانتا تھا کہ وہ جو کچھ سوچ رہا ہو گا بڑی بھیانک
بات ہو گی لیکن وہ مجھ سے اتنے فاصلے پر تھا کہ میں اس کی کارروائیوں سے
واقف بھی نہیں ہو سکتا تھا میں نہیں جانتا تھا کہ ایشلا نے منصوبہ کیا بنایا ہے تاہم
اس کے منصوبے کا اندازہ لگانا ہوں لگتا تھا جیسے اس سلسلے میں ایشلا
کوئی انتہائی خوفناک کارروائی کرنے والا ہو اور وہ بے چین ہو۔
مگر اسے مجھ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی میں اپنے کام میں مصروف تھا
البتہ میں نے اس بات کا خیال رکھا تھا کہ ایشلا کی عورتوں کی حرمت قبول نہ
کی جائے۔
ایشلا جیسے کسی مشکل میں تھا اس وقت اور زیادہ خوفناک محسوس
ہو سکتا تھا کیونکہ وہ خود بھی اس قسم کے حملے پر عورتوں کی تفریحات پسند
نہیں کرتا تھا اور میں نہیں چاہتا تھا کہ اسے کسی سلسلے میں بے سکون کیا جائے
لیکن رات کے آخری پہر اس نے کیا کیا۔ میں اپنے ساتھیوں کے مشورے
سے دور ہو کر وہیں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میرے عقب سے کسی نے میری پشت
پر ہاتھ رکھ دیا۔
میں بڑی پھرتی سے پلٹا تھا مگر مجھے اس بات کا اطمینان تھا
کہ اگر کوئی میرا دشمن بھی مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کرے تو اسے مایوسی ہی ہو گی
لیکن جس شخص نے میری پشت پر ہاتھ رکھا تھا وہ ایک نازک سی لڑکی تھی۔
چنانچہ میں نے پلٹ کر دیکھا اور ایک لمحے کے لیے ساکت و جامد
رہ گیا۔ یوں تو ایشلا کی فوجوں میں بے شمار حسین عورتیں تھیں جنہیں میں نے
دیکھا تھا لیکن جو عورت اس وقت میرے نزدیک کھڑی تھی
اسے بلا مبالغہ چاند کا ٹکڑا ہی کہا جا سکتا تھا۔ چمکتا ہوا روشن چہرہ، متناسب
اور سڈول بدن، بڑی بڑی سیاہ آنکھیں۔
اس کے چہرے پر بڑی ہی ملاحت تھی۔ جسم کا انداز ایسا تھا جیسے دیکھ
کر ذہن مسحور ہونے لگتا تھا۔ عجیب سی سوالیہ شکل بنائے وہ میرے سامنے کھڑی
تھی۔ میں نے تعجب سے اسے دیکھا اور پھر پوچھا۔ "کون ہو تم... تم کون ہو؟"
"نورا۔" اس نے جواب دیا۔
"نورا! کیا میں تمہیں جانتا ہوں؟"
"نہیں۔" اس نے جواب دیا۔
میں سوالیہ انداز میں اس کی شکل دیکھنے لگا تب اس نے دوبارہ
کہا "ہر اس شخص کو جو کسی کے بارے میں کیا جان سکتے ہو۔"
"تب پھر معزز خاتون تم خود ہی بتا دو تم کون ہو؟"
"ایشلا کی بیوی۔" اس نے گردن جھکا کر جواب دیا۔
"اوہ خوب... ایشلا خوش نصیب ہے کہ تم جیسی حسین عورتیں اسے
حاصل ہیں۔"
"ہاں۔ مگر ہم بدنصیب ہیں کہ ہمیں کچھ حاصل نہیں۔" اس نے کہا
اور میں دلچسپی سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔
"کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔"
"سمجھنے کی کوشش کرو۔"
"میرے خیال میں بہتر ہو گا کہ تم خود کہہ دو۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"میں خوش نہیں ہوں۔" اس نے جواب دیا۔
"کیوں؟"
"یہ ایک لمبی بات ہے۔"
"وہ تو پھر جانتی کیا ہو؟" میں نے پوچھا۔
"پہلے تم یہ بتاؤ کہ کیا تم مجھے اپنا تھوڑا سا قرب بخشنا پسند کرتے ہو؟"
"حسین نورا تم بے شک حسین ہو اور تمہارا قرب حسن و دلکشی کا
رکھتا ہے لیکن شاید تمہیں اس بات کا علم نہیں کہ میں ایشلا کا نگران ہوں۔"
"صرف نگرانی ہی کرتے رہنا چاہتے ہو؟" اس نے اپنی بھنویں اٹھاتے ہوئے کہا۔
"کیا مطلب؟"
"مطلب یہ کہ کسی کے غم خوار نہیں بن سکتے؟" اس نے کہا۔
"لیکن اس کا نتیجہ...؟"
"موت۔" نورا مسکرائی "صرف تمہاری ہی نہیں میری بھی۔ کسی
کے لیے مر جانے میں بھی بڑا لطف آتا ہے کبھی مر کے تو دیکھو۔" اس نے
عجیب سے انداز میں مسکرا کر کہا اور مجھے اس کی مسکراہٹ اتنی بھلی معلوم ہوئی
کہ میں اس کے لیے واقعی مرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ چنانچہ میں اس کے کچھ
اور نزدیک پہنچ گیا۔
"لیکن نورا موت کے سفر کے لیے تم نے مجھے کیوں پسند کیا ہے؟" میں
نے مسکرا کر پوچھا۔

"بات آج کی نہیں ساؤس، بلکہ اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب تم پہلی بار ایشلا کے حلقے میں آئے تھے۔ میں وہیں تھی جہاں اس کی قربت پا رہی تھی اور مجھے اس لڑکی پر بے پناہ رشک آیا تھا جو تمہیں انعام میں بخش دی گئی تھی۔"

"اوہ۔۔۔ زوشان کی بات کر رہی ہو؟"

"ہاں۔"

"تو اس وقت پہلی بار تم نے مجھے دیکھا تھا؟"

"نہ صرف دیکھا تھا بلکہ اس وقت کے بعد سے میں اپنا سکون کھو بیٹھی تھی اور ہمیشہ اس کوشش میں رہتی کہ کسی طرح تمہاری قربت کا موقع نصیب ہو اور اب شاید یہ میری تقدیر ہی ہے جس نے ایشلا کو تمہارے یہاں رہنے کا فیصلہ کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔" نورا نے کہا۔

"لیکن نورا اب تم سنجیدگی سے سوچو اگر ایشلا کو میری اور تمہاری قربت کا علم ہو گیا تو وہ ہمارے ساتھ کیسا سلوک کرے گا؟"

"میں نے تم سے کہا تھا ساؤس اور جو کچھ کہا تھا سنجیدگی سے کہا تھا کہ میں ایشلا کو پسند نہیں کرتی، اس لیے نہیں کہ وہ ایک عمدہ انسان یا مرد نہیں ہے بلکہ اس لیے کہ وہ بے شمار عورتوں میں الجھا رہتا ہے جس کی وجہ سے اس کی توجہ کبھی میری جانب نہ ہو سکی۔ اس کے علاوہ ساؤس یہ بات میں صرف تمہیں بتا رہی ہوں کہ میں اپنی خوشی سے ایشلا کے حرم میں داخل نہیں ہوئی تھی۔ ہاں جب ہو گئی تو میں نے اسے اپنا مقدر سمجھ لیا لیکن اس کے بعد حالات مجھے اس سے متنفر کرتے رہے اور میں نے کوشش کرنا چھوڑ دیا۔ پھر دوسری بات یہ تھی کہ جب کبھی اس کی خلوت میں میری رسائی ہوئی تو میں اپنے جذبات اور احساسات کو بھلا دیتی تھی اور اس وقت صرف یہ سوچتی تھی کہ میری زندگی اس کی خوشی میں ہے ورنہ میں بے موت ماری جاؤں گی۔ میں سچ کہتی ہوں ساؤس اعظم! مجھے مرنے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ میں زندگی کے بہت سے تجربات نہیں رکھتی لیکن اتنی بات ضرور جانتی ہوں کہ انسان زندہ رہتا ہے تو صرف اسی لیے کہ اسے زندہ رہنا ہوتا ہے۔ زندگی میں کوئی مقصد آ جائے تو بھلا ہے ورنہ زندگی یا موت سے کوئی دلچسپی نہیں رہتی، پھر بس اس کا مقصد ہوتا ہے اور ساؤس اعظم تمہاری قربت، تمہاری طلب میرا مقصد بن گئی تھی۔ میں نے سوچا تھا کہ تم تک پہنچنے کی کوشش کروں گی اور اسی کوشش میں اگر ماری بھی جاؤں تو ظاہر ہے زندگی کا ایک مقصد تو ہو گا۔ تم یقین کرو ساؤس مجھے مرنے سے کوئی دکھ نہیں ہو گا، مجھے صرف تمہاری قربت درکار ہے۔"

میں تعجب سے اسے دیکھنے لگا۔ اتنے وقت میں ایسے عجیب سے جذبات کا اظہار میرے لیے تعجب خیز بھی تھا اور میں بھی کیونکہ ایسے واقعات سے واسطہ پڑتا رہا تھا۔ پھر بھی اگر اس کی خواہش تھی تو مجھے تو مرنے کا خوف تھا ہی نہیں، اسے ہو گا تو ہوا کرے۔

میں نے اسے ساتھ لیا اور ایک بلند ٹیلے کی جانب چل پڑا جہاں سے میں ایشلا پر نگاہ رکھ سکتا تھا۔ نورا میرے ساتھ تھی اور بیچ [illegible] میں بے خوف تھی حالانکہ ایشلا کی حرم کی عورتوں میں سے کسی نے اگر کسی مرد کی جانب دیکھا تھا تو اس کا بہت برا حشر ہوا تھا اور اس حشر سے نورا بھی واقف تھی۔

لیکن انسان بھی عجیب سرکش ہوتا ہے، جب کسی بات کا فیصلہ کر لے تو بعض اوقات زندگی یا موت اس کے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ وہ چند لمحات کی خوشی ساری زندگی کا ماحصل بن جاتی ہے اور نورا بھی انہی میں سے تھی جو خوشی کے چند لمحات کے لیے اپنی پوری عمر کو داؤ پر لگانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

وہ بے تکان میرے ساتھ ٹیلے پر پہنچ گئی۔ یہاں سے میں نے ایشلا کی فوجوں کی نقل و حرکت دیکھی۔ مشعلیں روشن تھیں۔ سکوت ضرور تھا لیکن صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ لوگ غافل نہیں ہیں۔ ایک دن کے شب خون نے ایشلا کو ہوشیار کر دیا تھا۔

"وہ ابھی ان کے درمیان میں ہے۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

"کون، ایشلا؟"

"ہاں اسی کی بات کر رہی ہوں اور اس وقت تک وہ سب [illegible] مجبور ہے کہ جب تک کہ وہ [illegible] کو فتح کر کے خاک میں نہ ملا دے۔" [illegible] گہری سانس لے کر کہا۔

"ایشلا کی وحشی فطرت تمہارے لیے کیا حیثیت رکھتی ہے؟"

"دراصل ساؤس! وہ نصف انسان ہے۔" نورا نے جواب دیا۔

میں نے دلچسپی سے اس کی بات سنی اور پوچھا "نصف انسان سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"انسان ہر قسم کے احساسات کا مرکب ہوتا ہے۔ اس کے ذہن کی ساخت میں خیالات مختلف شکلیں رکھتے ہیں، کبھی وہ پیار کرتا ہے کبھی غصہ آتا ہے، کبھی وہ ایک مخصوص انداز سے سوچتا ہے اور کبھی اس کے [illegible] تبدیلی ہو جاتی ہے لیکن ایک ایسا شخص جس کی ہر جنبش میں وحشت [illegible] ہو، پیار میں بھی اور نفرت میں بھی، تو میں اسے نصف [illegible] ہوں، بہت سے جذبوں سے عاری ہوتا ہے۔" نورا نے جواب دیا [illegible] میری جانب دیکھ کر بولی "کیا تم میرے اس خیال سے متفق نہیں ہو؟"

"نہیں نورا تم ٹھیک کہتی ہو۔" میں نے گہری سانس لے کر [illegible]

"خود تم کس قسم کے آدمی ہو ساؤس؟ کیا تم محبت کی [illegible] تمہارا ذہن پہلے ہی کہیں مصروف ہے؟"

"اس سے تمہاری کیا مراد ہے نورا؟"

"میری مراد ہے کسی ایسی شکل میں، کسی ایسے چہرے میں [illegible] جسے تم پسند کرتے ہو اور اپنے اور اس کے درمیان تم کسی کی مداخلت پسند نہ کرتے ہو۔" نورا نے کہا۔

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"وہ دلکی جو تمہیں عطا کی گئی ہے کافی خوبصورت ہے، کیا وہ تمہیں پسند نہیں ہے؟"

"سچی بات تو یہ ہے نورا کہ میں ابھی اس کی جانب توجہ ہی نہیں دے سکا اور یہ ترتیب حالات میں سے مجھے قریب لایا ہے کہ میں نے اس کے بارے میں سوچا بھی نہیں۔ اس کے علاوہ وہ ترکی بھی ہے اجنبی ہے اور [illegible] دوسری بات [illegible] سوچنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔"

نورا ہنس پڑی۔ "ہاں اس کی اس کیفیت سے میں واقف ہوں۔"

"سوچ رہی ہوں نورا تم میرے قریب آ گئی ہو اور یقیناً بہت سوچ سمجھ کر آئی ہو [illegible] ایشلا کو [illegible] تمہاری زندگی خطرے میں ہے۔"

"اس خوف کو ذہن سے نکال دو ساؤس! اب میں نے ہر خوف کو ذہن سے نکال دیا ہے اور تمہاری قربت کی آرزو میں تمہارے نزدیک چلی آئی ہوں۔"

"اگر کوئی ہمیں اس جگہ پر دیکھ لے تو کیا فوری طور پر ایشلا تک اطلاع پہنچ جائے گی؟" میں نے پوچھا۔

"ساؤس اعظم! خود تمہاری اپنی بھی کوئی حیثیت ہے، میرا خیال ہے اگر تم چاہو تو کوئی شخص تمہاری مرضی کے خلاف وہاں تک جانے کی کوشش نہیں کرے گا۔ یوں بھی جتنے لوگ تمہارے نزدیک موجود ہیں سب کے سب تمہارے معتقد ہیں اور تمہارا احترام کرتے ہیں کیونکہ یہ ان کا فرض ہے اور یہاں [illegible] ہے کہ تم اگر چاہو تو ان کی کوشش کو ناکام بنا سکتے ہو۔"

"کس طرح؟" میں نے پوچھا۔

"ایشلا سے بول کر کہ وہ تمہارے دشمن ہیں اور تمہارے خلاف کوئی ایسی سازش کرنا چاہتے ہیں جس سے تم اس کی نگاہوں میں گر جاؤ۔"

"ہوں۔ کافی چالاک ہو۔"

"معاملات تبدیل ہو گئے ہیں ساؤس۔ تمہاری قربت کی طلب جب حد سے سوا ہو جاتی ہے تو پھر راستہ ہی کیا رہ جاتا ہے۔" نورا نے کہا۔

"آؤ۔" میں نے اپنے دونوں بازو پھیلا دیے اور وہ میرے سینے سے آ لگی۔ اس کا حسین چہرہ میرے سینے میں گڑ رہا تھا [illegible] میں نے [illegible] نہیں کیا۔

بہت ہی حسین عورت تھی اور یہی بات تو ہے کہ [illegible] انسان اس کی قدر نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے سامنے تو حسن کا انبار [illegible] تھا۔ [illegible] قابل [illegible] سمجھتا تھا۔

لیکن میں نورا کے احساسات، حسن اور دلکشی [illegible]

[illegible]

تب نورا نے میری جانب دیکھا اور بولی۔ "ممکن ہے اس رات کا [illegible] ساؤس میں تو [illegible] زندگی قربان کرنے کے لیے تمہارے پاس آئی تھی اور یقین کرو کہ تمہارے ایک رات کے قرب نے مجھے زندگی بھر کی [illegible] نصیب کی ہے اور اس کے بعد زندہ رہنے کی تڑپ نہیں ہے۔ ہاں اگر زندگی کی کوئی خواہش ہے تو صرف اتنی کہ اگر قسمت میں دوسری رات ہو تو وہ بھی تمہارے بازوؤں میں گزرے، چنانچہ اب میں چلتی ہوں۔"

میرے لیے نورا نہ تو کچھ تھی اور نہ عورت۔ صدیوں سے میں عورت کی خواہشات کا مرکز تھا اور پروفیسر! اس بات پر میں نے کبھی غور نہیں کیا تھا۔ اس میں غور کی کیا بات تھی جبکہ میں جانتا تھا کہ میں عام انسانوں سے مختلف ہوں اور مختلف چیزیں عموماً انسانوں کو پسند آتی ہیں اور پھر میں ٹیلے سے نیچے اتر آیا [illegible] رات بھر میں کوئی ایسا ہنگامہ نہیں ہوا تھا جو مجھے اپنی طرف متوجہ کرتا۔ دوسری صبح جب معمول تھی میں اپنے خیمے میں واپس آیا تو ان لوگوں نے [illegible] سمجھا کہ میں رات بھر دشمنوں سے ہوشیار رہنے کی کوشش کرتا رہا ہوں۔

میں کافی دیر تک اپنے خیمے میں [illegible] رہا۔ پھر [illegible] میرے پاس آیا تھا اور مجھ سے باتیں کرتا رہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ ایشلا آج ضرور کوئی بھرپور کارروائی کرے گا اور اس کا یہ خیال درست بھی تھا۔

سورج پوری طرح چڑھا بھی نہ تھا، شاید ایشلا ساری رات انہی کارروائیوں میں مصروف رہا تھا۔ میں نے دوسری بار [illegible] دیکھا کہ ایشلا کی فوجوں میں منجنیقیں پھر سے آگے بڑھائی جا رہی تھیں۔

لیکن اس بار ایک دوسرا انتظام کیا گیا تھا۔ منجنیقوں کے سامنے کے حصے میں بڑی بڑی ڈھالیں جوڑ کر نصب کر دی گئی تھیں۔ ان کے پیچھے آدمی موجود تھے اور ان کے پتھر پھینکنے کا جو انداز تھا وہ ان ڈھالوں سے اتنا بلند تھا کہ ایک طرف ڈھالوں کے اوپر سے آنے والے پتھروں سے بچنے کا کام لیا جاتا تو دوسری طرف پتھر پھینکنے والا اطمینان سے اپنا کام کرتا رہتا۔

یہ ایک عجیب کوشش تھی۔ ایشلا نے شاید ساری رات یہی انتظامات کرائے تھے۔ اب وہ قلعے کے قریب پہنچ رہی تھیں، پتھر برسائے جا رہے تھے اور غالباً ایشلا کی انتہائی کوشش یہی تھی کہ کسی طرح قلعے کا دروازہ کھل جائے تاکہ اس کی فوجیں اندر داخل ہو سکیں۔ اس کے بعد ہی سب کچھ دیکھا جاتا۔

منجنیقوں نے حرکت شروع کر دی۔ وہ سست رفتاری سے آگے بڑھ رہی تھیں۔ زیادہ لوگ ساتھ نہیں تھے، صرف چند افراد ایک ایک منجنیق کے پیچھے ہوتے تھے اور چند وہ تھے جو انہیں دھکیل کر آگے بڑھا رہے تھے لیکن وہ سب ڈھالوں کی پناہ میں تھے۔

قلعے کے اندر لوگوں نے اس نئی ترکیب پر غور کیا اور قلعے سے تیروں کی بارش شروع ہو گئی مگر اس بار ایشلا کامیاب رہا۔ تیروں کی بارش اس کے آدمیوں پر اثر انداز نہ ہوئی۔

اور یہ تجربہ کچھ کامیاب رہا تھا۔ ایشلا کے آدمی قلعے کے سامنے اتنے نزدیک پہنچ گئے تھے کہ وہ وہاں سے موثر کارروائی کر سکتے تھے۔ میں نے سوچا کہ

جانب دیکھا وہ خاصا خوش نظر آ رہا تھا۔

اور پھر منجنیقوں نے پتھر برسانا شروع کر دیئے۔ قلعے پر بھرپور ضربیں پڑنے لگیں۔ دوسری طرف سے شاہی کالکا کی فوجوں نے فوری طور سے اس کا توڑ کر لیا۔ غالباً ان کے پاس بھی منجنیقوں کی بھاری تعداد موجود تھی۔ وہ تیروں سے اس حملے کو روک رہے تھے اس لیے اب تک انہوں نے منجنیقوں کا استعمال نہیں کیا تھا۔

چند ساعت کے بعد ہی انہوں نے محسوس کر لیا کہ اب تیروں کی بارش موثر ثابت نہیں ہو رہی بلکہ اس کی جگہ بڑے بڑے پتھری ڈھالوں اور منجنیقوں کو تیار رکھتے ہیں اور یہ زیادہ موثر بھی ثابت ہوں گے کیونکہ قلعے کی بلندی سے جائیں گے دوسری بات یہ کہ وہ ڈھالوں کے سہارے کو توڑنے میں کامیاب رہیں گے۔

چنانچہ فصیلوں سے بڑے بڑے پتھروں کی بارش شروع ہو گئی شاہی کالکا والے اس بار پھر اپنی کوششوں میں کامیاب رہے تھے منجنیقوں کو ابھی اپنا کام شروع کیے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ بڑے بڑے پتھر ان ڈھالوں کو توڑنے لگے جو ایشلا کی فوج کے لوگوں کی حفاظت کر رہی تھیں۔

بھاری بھاری پتھر بلندی سے آ رہے تھے۔ اس لیے ان کی قوت کہیں زیادہ بڑھ گئی تھی جبکہ نیچے سے پھینکے جانے والے پتھروں میں اتنی قوت نہیں تھی۔ اوپر سے پھینکے جانے والے پتھر منجنیقوں کے لیے زیادہ [illegible] سے کہیں زیادہ خوفناک ہو جاتے تھے۔ ذرا سی دیر میں ڈھالیں چور چور ہو گئیں اور ان کے پیچھے موجود آدمی مرنے لگے۔ منجنیقوں کا حملہ رک جانے کی [illegible] تھا کیونکہ اوپر سے آنے والے پتھروں نے سب کو بری طرح بدحواس کر دیا تھا۔ انہوں نے پلٹ کر بھاگنے کی کوشش کی چنانچہ فوج بھاگ بھی گئی لیکن وہ منجنیقیں وہیں رہ جانے کے قابل تھیں جو اوپر سے برسنے والے پتھروں نے برباد کر دیا تھا۔ ایشلا کی وحشت دیکھنے کے قابل تھی۔ وہ کسی خونخوار چیتے کی طرح غرّا رہا تھا لیکن بے بس تھا۔

اس کے دیکھتے ہی دیکھتے کئی آدمی موت کے گھاٹ اتر گئے وہ اس کے اپنے لوگ تھے جو منجنیقیں چھوڑ کر بھاگنے لگے تھے گویا موت نے یہاں بھی ان کا ساتھ نہ چھوڑا تھا۔

حالات نے ایشلا کی یہ کوشش بھی ناکام بنا دی تھی۔ میں دوسری قسم کا انسان ہوں حالات اور وقت مجھے کسی کا تابع نہیں بنا سکتے تھے وہ لوگ جو مجھے پسند کرتے تھے ان کے بارے میں میں نے بہتر طور پر سوچا تھا۔

ایشلا میری پسند کا انسان نہیں تھا۔ اس کے ساتھ شامل ہونے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ کافی حکمران تھا بلکہ یوں کہا جائے تو بہتر ہے بے ترتیب سمندروں سے اکتا کر خشکی کا سفر کیا تو مجھے پہلا شخص وہی نظر آیا تھا اور میں نے اسے قبول کر لیا تھا۔

لیکن شاہی کالکا والوں کی بہادری میرے لیے خاصی دلکشی رکھتی تھی۔ میں نے یہ دیکھا تھا کہ وہ لوگ باشعور ہیں زندگی کی حفاظت کرنا جانتے ہیں واقعی وہ دلیری سے لڑ رہے تھے اور بہادر لوگ ہمیشہ میری پسند رہے ہیں۔ لیکن ان بیچاروں کے لیے میں ابھی کچھ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ ایشلا کے ہاں بھی مجھے ایک نمایاں مقام حاصل تھا اور پھر میں یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ خود شاہی کالکا کس قسم کا انسان ہے اور اپنے لوگوں کے ساتھ اس کا سلوک کیا ہے چنانچہ ایسی صورت میں ایشلا ہی درست تھا کہ زمانے نے انسانوں کے ساتھ تجربے کرنے کے [illegible] پھر جب فرصت پیش آئے گی تب دیکھا جائے گا۔

ایشلا اپنی آج کی کوشش میں بھی بری طرح ناکام ہو گیا تھا اور تزابیہ والوں نے اسے بری طرح پچھاڑ دیا تھا اور اب ایشلا کوئی اور کارروائی کرنے کے قابل نہیں تھا۔

اس کی عظیم الشان منجنیقیں قلعے کے نزدیک بے یار و مددگار پڑی ہوئی تھیں ان کے قریب موجود لوگ پتھروں سے کچل کر ہلاک ہو چکے تھے لیکن قلعے والوں کی طرف سے اب بھی منجنیقوں پر سنگ باری کی جا رہی تھی جانتے تھے کہ وہ کام کے قابل نہیں رہیں اور پھر ان کو ایک ایک پتھر کی کوشش [illegible] تھی

مجھے ان کی ہر کوشش پسند آ رہی تھی لیکن ابھی تک میں ان کی طرف سے کچھ کرنے کا فیصلہ نہیں کر سکا تھا اور یہ خیال میرے ذہن میں آیا تھا، تماشہ دیکھنے والوں کو صرف تماشہ دیکھنا چاہیے۔ تماشہ کرنے والے تماشہ کرتے رہیں مجھے اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔

اس رات میں نے ایشلا کے پاس جانے کی کوشش بھی نہیں کی کیونکہ اس نے جو کام میرے سپرد کیا تھا اس سے زیادہ کے قابل شاید وہ مجھے نہیں سمجھتا تھا اور جو کچھ وہ نہیں سمجھتا تھا مجھے اس میں دخل دینے کی کیا ضرورت تھی۔ میں صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اب وہ کیا کیا کارروائیاں کرتا ہے۔

میں بے چین ایشلا کی بے چینیاں دیکھتا رہا اور پھر رات ہو گئی سوچتا رہا کہ کسی کی تقدیر میں بے چینیاں ہیں اور کسی کی تقدیر میں [illegible] ہاں ایشلا کی خوبصورت بیوی فورا۔ جو یقیناً اس کی منظور نظر [illegible] اب وہ کسی زمانے میں رہی ہو لیکن اب میں اس کا منظور نظر تھا اور اس بے چینی کے عالم میں وہ پھر میرے پاس پہنچ گئی تھی۔

لیکن فورا نے احتیاط نہیں برتی تھی۔ اس وقت پیلوس میرے پاس موجود تھا، ظاہر ہے پیلوس پر صرف ایک حد تک بھروسہ کیا جا سکتا تھا اور یہ بھی درست تھا کہ مجھے اپنی جان کی پرواہ نہیں تھی البتہ میں فورا کی زندگی بچانا چاہتا تھا وہ تو دوسری بات تھی لیکن میں تو دوبارہ [illegible] چنانچہ میں نہایت ادب سے کھڑا ہو گیا اور جھک کر پوچھا

"ملکہ کیا خادم سے کوئی کام ہے؟"

"ہاں۔" فورا بھی ایک دم صورتحال کو سمجھ گئی تھی۔

پیلوس خود بھی مودب ہو گیا تھا پھر وہ ملکہ کے پیچھے پیچھے باہر نکل آیا اور کافی دور تک چلا گیا۔

فورا نے پیچھے گھوم کر دیکھا اور بولی "مجھے اس بات کا احساس نہیں تھا کہ کوئی شخص تمہارے خیمے میں ہوگا۔"

"کوئی بات نہیں فورا لیکن تمہیں کیا واقعی مجھ سے کوئی کام تھا؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں سالوس۔"

"میں منتظر ہوں فورا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے سارا دن تمہیں یاد کر کے گزارا ہے سالوس اور اس وقت میں تمہاری قربت کی پیاس سے کراہ رہی ہوں۔"

"مجھے تھوڑی دیر کی اجازت دو فورا۔ میں رات گئے اس چٹان پر پہنچ جاؤں گا۔" میں نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ اس شخص نے تمہیں دیکھ لیا ہے اور میرا خیال ہے یہی مناسب ہے۔" فورا نے جواب دیا اور میں اسے تسلی دے کر خیمے میں واپس آ گیا تھا۔

پیلوس میرے خیمے سے نکل چکا تھا میں نے اسے تلاش کیا اور اس کے نزدیک پہنچ کر اسے بتایا کہ کوئی خاص بات نہیں تھی۔ ملکہ فورا نے لڑائی کی صورت حال معلوم کرنا چاہی تھی ان کا کہنا تھا کہ انہوں نے آج رات میں کچھ پریشان کن واقعات دیکھے ہیں جن سے انہیں تشویش ہو گئی تھی۔

"عورتیں ہمیشہ پریشان کن خواب ہی دیکھتی ہیں۔" پیلوس نے مسکرا کر کہا۔

بہر حال میں نے پیلوس کو کسی حد تک مطمئن کر دیا تھا اور وہ اس بات پر کسی قسم کا شبہ نہ کر سکے۔

پھر رات گئے میں فورا کے پاس پہنچ گیا وہ انتظار میں بے قرار تھی۔ جانفزا راتوں میں جوان عورت کا قرب ایک ہی مقصد رکھتا ہے اس لیے اس کا بیان کرنا بے مقصد ہے چنانچہ صبح کو میں پھر خیمے میں واپس آ گیا۔

لیکن صبح کی روشنی میں میں نے ایشلا کے انداز میں کچھ تبدیلیاں پائیں۔ فوجوں کو ایک مخصوص انداز میں پیچھے ہٹایا جا رہا تھا تب میں نے پیلوس کو ساتھ لیا اور اس کے ساتھ چلتے ہوئے ان کی کارروائیاں دیکھنے لگا۔ پیلوس نے ایک گہری سانس لی تھی۔

"کیوں؟ کیا خیال ہے؟"

"سالوس اعظم کیا ان انتظامات کے بارے میں غور نہیں کر سکتا؟" پیلوس نے مجھ سے پوچھا۔

"نہیں میں تمہیں بتا چکا ہوں سالوس کہ مجھے جنگ کا کوئی تجربہ نہیں۔"

"میرا خیال ہے ایشلا وہ کام کر رہا ہے جو اس سے پہلے اس نے کبھی نہیں کیا۔"

"کیا؟" میں نے تعجب سے پوچھا

"محاصرہ۔ وہ فوجوں کو اس لیے پھیلا رہا ہے کہ اہل قلعہ کے چاروں طرف کے راستے بند کر دیئے جائیں اور اس وقت تک محاصرہ کیا جائے جب تک کہ اہل قلعہ بھوک پیاس سے تڑپ کر باہر نکلنے پر مجبور نہ ہو جائیں یا کوئی ایسی دوسری راہ جس سے تنگ آ کر وہ باہر آنے پر مجبور ہو جائیں۔"

"اوہ۔ گویا وہ یہاں طویل قیام کا ارادہ رکھتا ہے۔"

"یقیناً سالوس اعظم، یہ قیام مہینوں کا بھی ہو سکتا ہے اور سالوں کا بھی۔ اور اتنا میں جانتا ہوں کہ ایشلا یہاں سے اس وقت تک نہیں ہٹے گا جب تک کہ تزابیہ کی اینٹ سے اینٹ نہیں بجا دی جائے گی۔"

"یہ تو بڑی صورت حال نہیں ہے پیلوس۔" میں نے تشویشناک لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ایشلا کی زندگی میں اس صورت حال کے مواقع نہیں ہیں لیکن اس نے یہی دیکھ لیا ہے کہ اہل تزابیہ اپنے دفاع کا مناسب بندوبست کر چکے ہیں چنانچہ اس وقت تک ان پر قابو پانا ممکن ہے جب تک کہ ان کو مکمل طور سے بے بس نہ کر دیا جائے اور یہ بے بسی صرف اسی وقت طاری ہو سکتی ہے جب وہ اپنے شہر میں اپنے علاقے میں بھوک سے مرنا شروع کر دیں۔"

پیلوس کی بات پر میں کافی دیر تک سوچتا رہا۔ بہر صورت اب میں اتنا احمق بھی نہیں تھا کہ ایشلا کے ساتھ ایک فضول سی بات پر اپنا قیمتی اور بہر صورت وقت ضائع کرتا لیکن دیکھنا یہ تھا کہ یہ محاصرہ کیا نتیجہ لاتا ہے۔

عجیب و غریب صورت حال۔ ذہنی کیفیت متضاد خیالات میں الجھی ہوئی تھی میں سوچتا رہا اور پورے دن سوچتا رہا۔ ایشلا نے جس انداز میں فوجوں کو پھیلا دیا تھا۔ بلاشبہ اس طرح تزابیہ کا علاقہ محاصرہ میں آ گیا تھا اور یقینی طور پر اب اہل تزابیہ باہر نہیں نکل سکتے تھے۔

لیکن دوسری صورت حال بھی سمجھ میں آ رہی تھی۔ یعنی اہل تزابیہ شب خون؟ اگر وہ ایسا کر سکے تو کوشش نہیں کریں گے؟ میں جانتا تھا کہ ایشلا کوئی مستند جنگجو نہیں دوسری طرف وہ لوگ بھی کامیاب تھے۔

چنانچہ میں نے صرف انتظار کیا اور میرا اندازہ درست نکلا، اس رات تقریباً چھ بار حملے کیے گئے۔ وہ لوگ مختلف جنگلوں سے نکلے اور ایشلا کی پھیلی ہوئی فوجوں پر حملہ آور ہوئے۔ نقصان تو انہوں نے کافی پہنچایا تھا لیکن ایشلا نے بھی اس قسم کا بندوبست کیا تھا کہ اگر کسی طرف سے شب خون مارا جائے تو شور ہوتے ہی فوراً اس طرف سے کمک بھیج دی جائے۔ بہر حال اس رات کے شب خون اگر ایشلا کی فوجوں کے لیے خطرناک ثابت ہوئے تھے تو اہل تزابیہ بھی نقصان سے محفوظ نہ رہے تھے۔ اور مجھے شبہ تھا کہ اتنا نقصان اٹھانے کے بعد وہ آئندہ شب خون مارنے کی جرأت نہیں کریں گے۔

اہل تزابیہ کی بے شمار لاشیں چاروں طرف بکھری ہوئی تھیں۔ اس دن جب ایشلا مورچوں کے پیچھے کی جانب واپس آیا تو اس کے چہرے پر کسی قسم کے تاثرات نہیں تھے جو اس کا مخصوص انداز تھا وہ برقرار تھا میں نے بڑھ کر اس کا استقبال کیا۔ ایشلا نے مسکرا کر میری جانب دیکھا اور بولا۔

"بلاشبہ اہل تزابیہ نے اپنے دفاع کا بہترین بندوبست کیا تھا لیکن سالوس اعظم کیا تم سمجھتے ہو کہ ایشلا کی فوج یہاں سے ناکام واپس جائے گی؟"

"ہرگز نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

- تم دیکھنا سالوس اعظم میں انہیں مسلسل کاٹ کر مار ڈالوں گا وہ لوگ ایک ایک کرکے قتل ہوتے ہوئے قلعے کا دروازہ کھول دیں گے اور پھر جان کی بھیک مانگیں گے۔ اور اس وقت جلتے ہوئے سالوس اعظم میں کیا کروں گا؟
- نہیں خداوند قہر! میں نے جواب دیا۔
- ان کی لاشوں کے پشتے بنا ڈالوں گا۔ ایک مینار تعمیر کروں گا۔ اتنے بلند اور بلند مینار کہ ان کے دوسری جانب دیکھنا مشکل ہو جائے گا۔"
ایلا نے خوشی سے قہقہہ لگایا اور میں اسے عجیب انداز میں دیکھنے لگا۔
میں جانتا تھا کہ یہ شخص جو کچھ کہتا ہے وہ کر گزرے گا۔ میرے نزدیک یہ صورت حال مناسب نہیں تھی۔ چنانچہ میں سوچنے لگا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔
میں بہت دیر تک حالات کا جائزہ لیتا رہا۔ ایلا اپنے عزم پر اٹل تھا لیکن کسی اور مقصد کے تحت نہیں۔ غالباً اس کا ارادہ انہیں بھوکا مارنے کا تھا۔ اس کے علاوہ میں نے سوچا کہ ایلا زیادہ دیر تک یہاں محاصرہ جتنا طویل ہو جائے گا انسانوں کا باعث مصیبت ہو گا۔ چنانچہ بہتر یہی تھا کہ انہیں پہلے سے اس بات کا احساس دلا دیا جائے۔ لہٰذا یہ ضروری بات تھی کہ قلعے کا دروازہ کسی طرح کھول دیا جائے۔ بلاشبہ میری ان کوششوں سے اہل قلعہ کو شدید نقصان پہنچتا لیکن اس مسئلہ کا جلد از جلد کوئی حل ہونا چاہیے تھا۔ میں نے سوچا اور اس کے بعد اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ میں ایلا کی مدد کروں گا۔

شام کو جب ایلا گھوڑے پر چکر لگا رہا تھا میں اس کے ساتھ تھا۔
- میں خداوند قہر سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ میں نے سلسلے کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
- کہو سالوس اعظم کوئی خاص بات؟ اس نے گھوڑے کی باگیں کھینچ لیں۔
- آپ نے مجھے اپنے مشیر کی حیثیت سے کوئی منصب مقرر کیا تھا؟ میں نے یاد دلایا۔
- ہاں ہاں۔ اس میں کیا شک ہے کیا تم کوئی کمی محسوس کر رہے ہو؟ اس نے پوچھا۔
- نہیں خداوند قہر مجھے شکایت نہیں ہے البتہ صرف ایک بات کا احساس ہو رہا ہے۔
- وہ کیا؟ ایلا خوشگوار موڈ میں بولا۔
- اس سلسلے میں مجھ سے کوئی مدد لینے کی کوشش نہیں کی گئی ہے کوئی مشورہ تک نہیں لیا گیا۔ میں نے کہا۔
- کیا مطلب؟
- مطلب یہ کہ آپ اپنے چاروں جنرلوں سے مشورہ کیا کرتے تھے اور اس پر عمل بھی کیا کرتے تھے مگر آپ نے مجھے اس قابل نہیں سمجھا۔
- اوہ۔ یہ بات نہیں ہے سالوس اعظم۔ تم کچھ بھی کہو تمہیں اس قسم کی جنگوں کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے صرف اس لئے اس سلسلے میں تم سے کوئی بات نہیں کی۔ تاہم تم بے فکر رہو۔ میں نے جو قدم اب اٹھایا ہے اس کے تحت زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ ایلا زندہ باد کے نعرے گونج اٹھیں گے۔
- ٹھیک ہے ایلا لیکن کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ ہم اپنی روایات میں تبدیلی نہ ہونے دیں۔"
- کیا مطلب؟ ایلا نے بھنویں سکوڑ کر مجھے دیکھا۔
- آپ کی نوجوانی میں ہونے زیادہ وقت نہیں گزرا ہے اور نہ آپ کی کوئی جنگ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے لیکن میرے خیال میں یہ روایت نہیں ہے کہ ایلا اپنی جگہ کسی کا محاصرہ کرنے پر مجبور ہو جائے۔"
- اہل یہ درست ہے۔ ایلا کے لہجے میں غرابٹ تھی۔
- لیکن میں نہیں چاہتا کہ عظیم ایلا کی روایت کو ٹھیس پہنچے۔
- سالوس! جو کہنا چاہتے ہو بہتر ہے کہ صاف صاف کہو۔
- میں چاہتا ہوں خداوند قہر کہ ایلا کی نوجوان کی تلوار بے قرار رہے کہ بہادر ایلا کسی کا محاصرہ کرکے شکست نہیں دینا چاہیے۔"
- اوہ۔ لیکن کس طرح۔ کیا ایسی کوئی ترکیب ہے کہ تم نے انہیں دیکھا کہ ان لوگوں نے کس مضبوط قلعہ بندی کی ہوئی ہے وہ چوڑے والے کر کیا ہے ہیں۔ محاصرے کے علاوہ ان تک پہنچنے کا کوئی اور ذریعہ ہاتھ نہیں آیا ہے۔ ہاں جہاں تک ان کے شب خون کا تعلق ہے میں نے اسے مکمل طور پر ناکام بنا دیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اب وہ آئندہ ایسی کوئی حماقت نہیں کریں گے۔ اور اگر کریں گے تو اپنی شکست خود ہی دعوت دیں گے۔" ایلا نے غرا کر کہا۔
- بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ محاصرہ اٹھا لیا جائے۔ اور ساری فوجوں کو ایک ایسی جگہ پر جمع کر لیا جائے جو سامنے کے رخ پر ہو پھر جس طرح بھی ممکن ہو اس پر عمل کیا جائے۔"
- اوہ۔ اوہ۔ سالوس اعظم تم بہت بڑی بات کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارے خیال میں ایلا کا ذہن کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں ہے۔"
- کیوں نہیں۔ لیکن میں اس کا اب حل ہوں۔ اس کا مشیر ہوں۔" میں نے جواب دیا۔
- تو پھر بتاؤ۔ ہم قلعے پر کس طرح قبضہ کر سکتے ہیں۔"
- جس طرح ایلا نے اپنی منجنیقوں کو دھاوں کے لئے قلعے تک بڑھایا تھا کیا اسی طرح کچھ افراد قلعے تک نہیں پہنچ سکتے؟"
- پہنچ سکتے ہیں لیکن اس کا نتیجہ کیا ہو گا؟ کیا اوپر سے برسائے جانے والے تیر انہیں کیل نہیں دیں گے۔ کیا ان کے تیروں کی بارش اوپر جانے والے افراد کو ہلاک نہ کرے گی؟" ایلا نے سوچتے ہوئے کہا پھر ایک دم خاموش ہو کر دوبارہ بولا۔ ہاں یہ ایک ایسی صورت میں ممکن تھی جبکہ قلعہ کا پھاٹک کھل جاتا۔"
- میں یہی کہنا چاہتا ہوں ایلا اعظم کہ اگر قلعہ کا پھاٹک کھول دیا جائے تو کیا اس کے بعد ایلا کی فوجیں قلعے کے اندر داخل ہو سکتی ہیں؟"
- بے شک ہو سکتی ہیں۔ یہ پہلا قلعہ ہے یہ پہلا دروازہ ہے۔

ایلا نے متعجبانہ لہجے میں کہا۔ وہ متجسس نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔
- تو پھر آج رات کو چاروں طرف سے محاصرہ اٹھا کر کل صبح کے سورج کے طلوع ہونے کا انتظار کیا جائے۔"
- لیکن ہو گا کیا۔"
- مجھے اس کی اجازت دی جائے خداوند قہر کہ جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں خاموشی سے کر سکوں۔ میں نے بھاری لہجے میں کہا۔
- ٹھیک ہے لیکن اگر تم ناکام ہو گئے تو؟"
- تو پھر میں تنہا اس پھاٹک تک جاؤں گا اور جان کی بازی لگا کر اسے کھولنے کی کوشش کروں گا۔ اس کوشش میں یقینی طور پر میرا بدن ان تیروں سے چھلنی ہو جائے گا جو قلعے کے اندر سے برسائے جائیں گے اور یہی میری سزا ہو گی۔" میں نے جواب دیا۔
ایلا مجھے کافی دیر تک گھورتا رہا۔ پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں اور بولا۔ تو آج رات کے لئے تمہیں اجازت ہے۔ لیکن محاصرہ اٹھانے کی بات نہیں کرو۔ یہ بڑی مشکل سے اپنی فوج کو اطراف میں پھیلایا ہے۔"
- نہیں۔ ایلا اعظم۔ محاصرہ اٹھایا جائے گا کیونکہ میں صبح تک فوجوں کو منظم کرنا چاہتا ہوں۔" میں نے جواب دیا اور ایلا دانت پیس کر مجھے دیکھنے لگا۔
- ٹھیک ہے اٹھا لیا جائے گا۔" اس نے کہا۔ اور تیزی سے گھوڑے کو موڑ لیا۔ لیکن ایلا نے اس کو ذہن میں کیا تھا۔ جو کچھ میں نے کہا تھا اس پر عمل کرنے کے لئے ذہن میں کے لئے کچھ ضروری کام سر انجام دینا ان کی سختیں اس وقت وہ تلوار میرے قریب آ گئی تھی اور ذہن میں کوئی دوسری بات سرگوشی کر رہا تھا۔
ایلا جنرلوں کو ہدایات دے رہا تھا۔ میں بہت دور ان گھنے جنگلوں کی جانب متوجہ تھا جس کے درخت بہت لمبے لمبے اور بہت اونچے نیچے تھے میں ان کا کام کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے پلوس کو طلب کیا اور میں نے پلوس کی ایسے تربیت یافتہ افراد طلب کئے جو ایلا کی منجنیقوں اور دوسری حرکت کرنے والی چیزوں کو درست کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ لانے کے لئے کہا۔
میں ان لوگوں کو گھوڑوں پر سوار کرکے ان درختوں کی جانب چل پڑا جہاں سے میں نے پیمائش کی تھی اور پھر ان درختوں تک پہنچا تھا۔ میرے ساتھی جن کی تعداد دس یا بارہ تھی وہ سب حیران تھے۔ حالانکہ اب تک ان کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا تھا کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔
لیکن میں جو کچھ کرنا چاہتا تھا اس کا منصوبہ پہلے ہی بنا چکا تھا حقیقت یہ تھی کہ میری اس کوشش سے زیادہ جانوں کا ضیاع نہ ہو۔ پر ایلا کا سلسلہ جاری رہے۔ میں نے اپنی پسند کے چند درختوں کا انتخاب کیا اور اپنے ساتھ آنے والوں سے کہا کہ وہ فوری طور پر ان درختوں کو جڑ کے نزدیک سے کاٹ دیں۔
تیرہ لوگ درختوں کو کاٹنے کی تیاریاں کرنے لگے۔ اور تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ سب درختوں کی جڑوں پر کلہاڑیاں برسانے میں مصروف ہو گئے۔
کام کافی مستعدی اور تیزی سے ہو رہا تھا انہوں نے تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے پہلا درخت گرا لیا۔ یہ درخت خوب لمبا اور موٹا تھا درخت زمین پر گر گیا میں نے چند افراد کو اس کی شاخیں کاٹنے کے لئے کہا اور دوسرے لوگ درخت کی شاخیں کاٹنے میں مصروف ہو گئے۔
درخت کے تنے کو تمام شاخوں سے علیحدہ کر لیا گیا تھا باقی دوسرے افراد دوسرے درختوں کو کاٹ رہے تھے اور میں نے تین درخت گرائے اور پھر انہیں شاخوں سے صاف کرا دیا۔ کافی وقت صرف ہو رہا تھا اس کام کو پھر میں نے ایک درخت کے گول تنے سے چھوٹے چھوٹے دو ٹکڑے کاٹنے کی ہدایت کی۔ بہرصورت انہوں نے دو ٹکڑے کاٹ کر دو پہیے بنائے یہ پہیے قدیم زمانے کی گاڑیوں کی مانند ایک چیز بنائی جو پہیوں پر رواں دواں تھی۔ ان پر نصب درختوں کے اگلے حصے نوک دار کر دیئے گئے۔ اور میں تھوڑا بہت کام سے فارغ ہو گیا۔
میرے ساتھی ان درختوں کو نہیں دیکھ سکتے تھے اور وہ پریشان تھے کہ تم کیا چاہتے ہو اس کا مقصد کیا ہے۔ چنانچہ جب میں نے ان سے کہا کہ وہ درختوں کو دھکیلتے ہوئے چلیں تو ان لوگوں نے مجھے حیرت سے دیکھا لیکن پھر چل پڑے ایک اور نے تجویز پیش کی۔ کیوں نہ سالوس اعظم! ہم ان کے رسیوں سے باندھ کر گھوڑوں کو کھینچنے کے لئے باندھ لیں۔ یہی گھوڑے میرا خیال ہے اسے کھینچنے میں مدد کر سکتے ہیں۔ ورنہ ہم یہیں آزادانہ دھکیل کر وہاں تک لے جائیں تو کافی کام ہو جائے گا۔"
- اس میں کوئی حرج نہیں ہے چلیں۔" میں نے پلوس سے اتفاق کرتے ہوئے کہا اور وہ لوگ ان گھوڑوں کو کھینچنے کے لئے باندھنے لگے۔ اس طرح میں گھوڑوں کی رسیوں کو دوسرے سرے سے باندھتے ہوئے ہتھیار سے لپیٹ دیئے گئے۔
گھوڑوں کے جسموں پر یہ رسیاں باندھ دی گئی تھیں انہیں اس انداز میں کسا گیا تھا کہ گھوڑوں کے جسموں کو تکلیف بھی نہ ہو اور وہ آسانی سے کھینچ سکیں۔ گھوڑوں کو بڑی مشکل تو ہوئی لیکن وہ وزنی ہتھیار آسانی سے نہیں کھینچ سکتے تھے تب دوسرے لوگ بھی ان میں شامل ہو گئے اور میں گھوڑوں اور سپاہیوں کی مدد سے وہ خوفناک ہتھیار آگے کی طرف بڑھنے لگے۔
ہمارے چلنے کی رفتار بہت سست تھی۔ اس کے علاوہ وہ تیزی سے تھوڑا آگے پھر چڑھائیاں بھی تھیں۔ جہاں چڑھائیاں ہوتیں وہاں میں یہ ان لوگوں کی مدد کرتا اور کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میں بھی تمام طاقتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں دیکھ میری قوت اس چیز کو بہت آگے بڑھا دیتی ہے۔ بالآخر ہم نے ایلا کی فوجوں کی قیام گاہ کی طرف لانے میں کامیاب ہو گئے۔
دور ہی سے ان وزنی چیزوں کو دیکھ لیا گیا تھا۔ ایلا خود گھوڑے پر سوار ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ وہ اپنے چاروں جنرلوں کے ساتھ ہماری جانب بڑھ رہا ہے۔ یہ وہ جنرل تھے جو فوجوں کو لڑانے کے لئے منتخب کئے گئے تھے۔
وہ سب ہمارے نزدیک پہنچ گئے۔ ایلا متعجبانہ نگاہوں سے اس

تکیے غریب سے کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت کے نقوش تھے۔
بہر حال زاہد آدمی تھا میرے نزدیک پہنچا اور گھوڑے سے نیچے اتر پڑا۔ اس نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔

"میرا خیال ہے سالار اعظم! میں تمہاری ترکیب سمجھ گیا ہوں؟" اس نے پرخیال انداز میں کہا۔

"کیا یہ مناسب نہ ہوگا؟" میں نے کہا۔

"بلاشبہ ہوگا۔ لیکن اسے وہاں تک لیجانے کی ترکیب کیا ہوگی؟"

"میرا خیال ہے ہمیں اس کے لئے کچھ قربانیاں دینا ہوں گی۔" میں نے جواب دیا۔

"اوہ میں دل و جان سے تیار ہوں۔ تم مجھے بتاؤ کیا قربانیاں دینا ہوں گی؟" شیلا تیزی سے بولا۔

"چند گھوڑے جو انہیں وہاں تک کھینچ کر لے جا سکیں۔" میں نے جواب دیا۔

"اوہ۔ لیکن گھوڑے تو راستے کے تیروں سے ہلاک ہو جائیں گے۔" شیلا نے کہا۔

"ہاں یہی ٹھیک ہے۔ یہی میرا خیال ہے۔" میں بولا۔ "بلاشبہ یہاں تک گھوڑے آسانی سے آ گئے تھے۔ لیکن اب انہیں پھاٹک تک لیجانا مشکل کام تھا۔ اس کے لئے میرے پاس پھاٹک میں گھس کر پھاٹک کو توڑ دیں۔"

"خدا کی قسم! یہ کام مجھے خود ہی انجام دینا ہوگا۔" کیونکہ میرے بہادر بھی

میں نے کہا۔

"لیکن کس طرح؟" اس نے پوچھا۔

"میں نے دھکیلا ہوا درخت تمہارے حوالے کر دوں گا؟"

"تنہا؟" شیلا نے پوچھا۔

"ہاں" میں نے جواب دیا اور وہ متعجبانہ نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔

شاید میری ذہنی کیفیت پر شبہ ہو رہا تھا۔

لیکن وہ مجبور تھا پھر بھی حیرت زدہ تھا۔ حالانکہ میرے نے خود رستوں کا انتخاب کر کے تھے میں بہت چاہتا تھا کہ اپنی حیثیت بدل کر دوں کے سامنے آؤں اور ہر جگہ وہیں کچھ کر دکھاؤں جو میں کر سکتا ہوں۔ لیکن غیر معمولی حالات مجھے انہی رستوں کی طرف بار بار دھکیل دیا کرتے تھے۔ اس میں میرا کیا قصور تھا۔

مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ شیلا میری دماغی کیفیت پر شبہ کرے گا لیکن میں اس سلسلے میں سوچ چکا تھا۔ میں نے جب اس سے کسی کام کے لئے کہا تھا تو پھر سوچ لیا تھا اور اب تو صرف اور صرف عمل کرنے کا وقت تھا۔ چنانچہ میں عمل کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔

میں نے شیلا سے کہا کہ وہ فوجوں کو تیار کرے میں تراہیہ کا پھاٹک توڑنے جا رہا ہوں۔ اس نے دیکھا کہ شیلا عجیب نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا ہے۔ اس نے میرے شانوں پر ہاتھ رکھا اور بولا "میں نہیں سمجھ سکتا کہ تمہاری باتیں کہاں تک صداقت رکھتی ہیں اور اس سلسلے میں کچھ کہہ بھی نہیں سکتا ہوں۔ لیکن سالار اعظم! میں تمہیں اس کی اجازت دیتا ہوں۔ اور جو کچھ کر

چاہتا ہے کر ڈال۔"

میں نے درخت کے اس عجیب و غریب ہتھیار کو ایک مخصوص انداز میں حاصل کیا۔ میں نے خاصی رفتار سے تراہیہ کے پھاٹک پر حملہ کرنا تھا حالانکہ دستہ مجبور نہیں تھا۔ لگ جاتا کہ تمام تیر وہ کیسے انداز سے ہوا تھا کچھ کیسا سوچ رہے ہیں۔ اور وہ کام انجام دینے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ میں جانتا تھا کہ اس سے زاہد والوں کو نقصان پہنچے گا لیکن پھر بھی میرا ضروری تھا۔

میں طویل فاصلہ تک وہاں تمام نہیں کر سکتا تھا۔ اور تیزی سے کام کئے بڑھتا جاتا تھا کہ میں نے فیصلہ شیلا نے کیا تھا۔ محاصرہ مجھے شدت سے بیزار کر رہا تھا۔ اور میں چاہتا تھا کہ فیصلہ جلد از جلد ہو جانا چاہئے۔

شیلا میرے کہنے سے اپنی فوجوں کو منظم کرنے لگا۔ ملا کہنے کے تیاریاں شروع ہو گئیں۔ میں نے انہیں ہدایات دیں۔ لیکن شیلا کو ابھی تک اس بات پر یقین نہیں تھا کہ درخت کا یہ دیو قامت ہتھیار کس طرح تراہیہ کے پھاٹک تک پہنچ سکتا ہے۔ ایک آدمی اس کو دھکیل کر لے جائے یہ ناممکن بات تھی۔ کیونکہ یہ کام تو بہت سے گھوڑوں کا تھا۔ لیکن اس کو کیا معلوم کہ میں کیا کر سکتا تھا۔ تاہم اس نے بھی بہتر کیا تھا اپنے طور پر میری یہ بات مان لی تھی اور ایک مخصوص وقت میں حملے کی تیاریاں مکمل کر لی گئی تھیں۔

میں نے درخت کے ایک تنے پر ہاتھ جمانے کے لئے مضبوط تنے کا انتخاب کیا اور پھر میں نے مسکرا کر شیلا کی جانب دیکھا۔

شیلا نے اپنے جاں نثار جرنیلوں کے ساتھ گھوڑا روکا ہوا تھا۔ میں نے محسوس کیا اس کی نگاہوں میں عجیب سی کیفیت تھی۔ چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔ صاف لگتا تھا کہ وہ بحالت مجبوری یہ سب کچھ برداشت کرنے پر تیار ہو گیا تھا۔

لیکن جونہی میں نے درخت کے تنے کو جنبش دی۔ وہ تھوڑا سا سرکا۔ پھر اور جب میں نے اسے اور آگے بڑھایا اور اس کے اس حصے کو جو اٹھنے کو تھا میں نے اوپر اٹھایا تو شیلا اور اس کے جرنیلوں کے منہ سے حیرت کی آوازیں نکل گئیں۔ اب ان کی حیرت زدہ آوازوں پر توجہ دینا میرے لئے ممکن نہیں تھا۔ میں نے جو فیصلہ کیا تھا اس پر عمل کرنے کے لئے تیار تھا۔ چنانچہ آپ نے درخت کی رفتار تیزی سے تیز تر ہوتی چلی گئی۔

میرے بڑھنے کی تیزی سے دھکیلا ہوا لے جا رہا تھا اور شیلا کی زبان حیرت سے گنگ ہو گئی تھی۔ کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی سوائے درخت کے اس حصے کی جو ٹہنیوں کے بیچ سے بنے ہوئے تھے۔ ان پتوں کے نیچے پتھروں کے ٹوٹنے کی آوازیں آ رہی تھیں اور یہ بھاری ہتھیار تیزی سے ابل تراہیہ کے قلعے کی جانب بڑھ رہا تھا۔

ابل تراہیہ نے یہ حیرت کن منظر دیکھا تو تھوڑی دیر کے لئے وہ ششدر رہ گئے۔ مگر کچھ ہی دیر کے بعد انہوں نے اپنا کام شروع کر دیا تیروں کی بارش۔

تیر میرے دائیں بائیں سے گزر رہے تھے۔ میرے جسم سے بھی

خیمے لیکن رفتار معمولی نہیں ہوتی۔ میں تیزی سے تیز تر چلا جا رہا تھا۔ اور میرے ساتھ درختوں کا ہتھیار تیزی سے زاہدیہ کے پھاٹک کی جانب بڑھ رہا تھا۔

دیکھنے والے دیکھتے رہ گئے۔ پھاٹک ایک زوردار گونج دار آواز کے ساتھ ٹکرایا۔ گونج کی آواز بڑی بھیانک تھی۔ پھاٹک ٹوٹ گیا تھا اور اس کے گرنے سے یہ شاندار بھی ابھری تھی۔

زاہدیہ کا پھاٹک اچھل کر پیچھے جا پڑا تھا۔ میں نے اپنا کام انجام دے دیا تھا۔ شیلا اور اس کی فوجوں کو شاید اس بات کی امید نہیں تھی۔ بہرحال وہ حیرت کے دروازے سے باہر نکل آئے تھے۔ انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ کر دکھایا۔ چنانچہ دوسرے ہی لمحہ شیلا کا خوفناک آرڈر گونجا اور اس کی آواز سنتے ہی فوج تیزی سے قلعہ کی طرف دوڑنے لگیں۔

ابل تراہیہ پھاٹک ٹوٹنے سے بہت زیادہ بدحواس ہو گئے تھے۔

پھر بھی انہوں نے مضبوطی کا ثبوت دیا۔ تیر برسانے لگے۔ لیکن اب ان کے انداز میں وہ چابکدستی نہیں تھی۔ وہ خوف اور بددلی سے تیر برسا رہے تھے۔ کیونکہ انہیں اندازہ ہو چکا تھا کہ شیلا کی فوجوں کو روکنا اب آسان نہیں ہے۔ قلعہ کا پھاٹک ان کے خیال میں ناقابل تسخیر تھا اور اسے توڑ دینا ممکن بات نہیں تھی۔

اور اب جبکہ پھاٹک ٹوٹ چکا تھا۔ انہوں نے اندازہ کر لیا تھا کہ شیلا کی فوجوں سے جیتنا مشکل ہے اور اب وہ شیلا سے جنگ نہیں کر سکیں گے اور یہی ہوا۔

شیلا کی فوجیں چاروں طرف سے داخل ہو رہی تھیں اور وہ بڑی لڑائی ہو رہی تھی۔ تراہیہ والے بہت ہی جانفشانی سے جنگ کر رہے تھے وہ اپنی بقا کے لئے لڑ رہے تھے۔ کٹ رہے تھے، مر رہے تھے۔

لیکن شیلا کی غضبناک فوجیں نوجوں ٹڈیوں کی طرح مسلسل بڑھ رہی تھیں۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا اور لاشوں کے پشتے بنائے جا رہے تھے۔ زندگی کا دور ختم ہو چکا تھا۔ شیلا نے پورے تراہیہ کو تقریباً تباہ کر کے رکھ دیا تھا۔

میں نے ایک گھر میں گھس کر وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں کو نکالا۔ پھر نہیں بچا۔ ان کو قتل کر دیا یا گرفتار کر لیا۔ میں شیلا کی یہ وحشت خیزی دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ جنگ اور اس سلسلے میں کس قدر مناسب ہے اور کس قدر غیر مناسب۔

خود میں نے جنگ میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا اور اس بات کا خیال رکھا تھا کہ شیلا کی نگاہ میرے اوپر نہ پڑنے پائے اور جو اس کے آدمی بھی دیکھیں کہ پھاٹک توڑنے کے بعد میں کہاں رہ گیا۔ یہی بہتر ہے کہ جو کچھ کرنا تھا وہ کر دیا۔ اس کے بعد شیلا کے لئے بہت کچھ تھا۔

پھر شاہی محل کا رخ کیا گیا۔ اس وقت شیلا کے ساتھ میں بھی تھا۔ خوفناک قتل و غارت سے ویران ہو رہا تھا۔ وہ محل میں داخل ہوا۔ محل کے محافظوں نے مزاحمت کی معمولی کوشش کی تو ان لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

شاہی کا کو میں نے دیکھا۔ وہ اپنے تخت پر بیٹھے گھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر سکون تھا۔ کافی تندرست و توانا آدمی تھا۔ اس نے شیلا

کو دیکھا لیکن متانت و جاہ مند گھڑا رہا۔ شیلا کے چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ تھی۔ میں نے دل ہی دل میں شاہی کا کی تعریف کی۔ بڑا ہی بہادر آدمی تھا اور بہادروں کی قدر کرنا اچھی بات ہے۔

شیلا گھوڑے سے اتر کر اس کے نزدیک پہنچا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ شاہی کا کے نزدیک پہنچ کر اس نے کہا۔ "کیا تم شکست تسلیم کرتے ہو۔"

"ہاں تسلیم کرنے کی کیا وجہ؟" شاہی کا نے تعجب سے انداز میں جواب دیا کہ میں حیران رہ گیا۔

"خوب۔ تو تمہاری وہ سرکشی وہ غرور کہاں گیا ہے جس نے ہمیشہ شیلا کی قوت سے انکار کیا ہے؟"

"ہاں شیلا! اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے شکست ہو چکی ہے لیکن مجھے اس شکست کا اصل افسوس نہیں ہے کیونکہ میں نے تمہاری کوششوں کی اور تمہارے فوجیوں کی کارکردگی کی تعریف کی تھی لیکن اب اگر تقدیر میرے ساتھ نہیں تھی اور مجھے شکست ہونا تھی تو اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں؟" شاہی کا نے جواب دیا۔

اس کے انداز میں ذرا سا بھی خوف ایسا چھپتا نہیں تھا۔

میں نے شیلا کی جانب دیکھا اور شیلا نے میری جانب۔ پھر وہ مسکرایا اور بولا۔ "تم نے دیکھا سالار اعظم یہ شاہی کا ہے جس نے ہمیشہ میری قوت سے انکار کیا ہے لیکن اب چند لمحات کے اندر اندر اس کا سر اس کے شانوں سے جدا ہو کر خود اس کے قدموں میں پڑا ہوگا۔ کیا یہ شاہی کا کی بدترین شکست نہیں ہے؟" اس نے مجھ سے پوچھا لیکن میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

شیلا خاموش نگاہوں سے شاہی کا کو دیکھنے لگا پھر اس نے دوبارہ میری طرف رخ کیا اور بولا۔ "سالار اعظم! اس فتح کا سہرا تمہارے سر بندھتا ہے۔ اور اس خوشی میں شاہی کا کا انجام بھی تمہارے ہی سپرد کیا جاتا ہے۔"

میں نے عجیب سی نگاہوں سے شیلا کو دیکھا۔ اس نے جو اختیار مجھے دیا تھا وہ اس اختیار کے تحت میں جو کچھ کرتا وہ یقیناً اس کے لئے ناقابل قبول ہوتا اور اس شکل میں یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ شیلا سے میرے تعلقات کی نوعیت کیا سے کیا ہو جاتی۔

لیکن مجھے آدمی کو کیا کرنا تھا۔ جو میرے ذہن میں تھا چنانچہ میں نے مسکرا کر شیلا کی جانب دیکھا اور اس سے پوچھا: "خدا کی قسم ہمیشہ انصاف کی پابندی کرتا ہے اور میرا خیال ہے کہ دلیر اور تنہا شخص کسی سے کوئی جھوٹی بات نہیں کرتا۔ تاہم میرا خیال ہے مجھے اس آزمائش میں نہ ڈالا جائے کیونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ میرا فیصلہ شیلا کو پسند نہ آئے۔"

"ہم جو تمہیں کر دیتے ہیں اس کے بارے میں سوچنا کہ چھوڑ دیتے ہیں۔ تمہیں اختیار دیا گیا ہے کہ جس طرح چاہو شاہی کا اور تراہیہ کی قسمت کا فیصلہ کر سکتے ہو۔ حالانکہ ہم نے خود کیا تھا کہ تراہیہ کے ہر گھر سے دھواں اٹھے گا اور گوشت جلنے کی بدبو اپنے علاقوں میں پھیل جائے گی۔ شاہی کا کے جسم کو گھوڑے سے باندھ کر ہم اپنے علاقے میں گھسیٹیں گے جہاں وہ اپنے دشمنوں کے ٹکڑے ہوتا دیکھتا لیکن سالار اعظم نے شیلا کی فوجوں کو شاہی کا کی

زوجوں پر سبقت لے جاتا ہے۔ تم نے ہمیں ترابیہ میں داخل ہونے کا موقع فراہم کیا ہے اور یہ موقع جس انداز میں فراہم کیا گیا ہے اور تم نے طاقت کا جو مظاہرہ کیا ہے اس کو دیکھ کر ہم نے اپنے تمام پچھلے فیصلے منسوخ کر کے حالات کو جوں کا توں چھوڑ دیا ہے۔ تم جس انداز میں چاہو ترابیہ کی قسمت کا فیصلہ کرو۔ یہ ایک طرح سے تمہارا انعام ہے۔"

"اور جب اٹیلا کسی کو کوئی چیز انعام میں دے دے تو پھر وہ اس پر پورا حق رکھتا ہے۔" میں نے مسکرا کر کہا اور شاناکا کی جانب دیکھا۔

"شاناکا ایک بہادر سالار ہونے کی حیثیت سے پہلے تمہاری زوجوں کی دلیرانہ جنگ دیکھی ہے۔ تم نے جس انداز میں اپنا دفاع کیا ہے میرے نزدیک وہ قابل تعریف ہے۔ یہ درست ہے کہ تم ہمارے دشمنوں میں سے تھے لیکن جب دلیری کی آزمائش کا موقع ہو تو دوست یا دشمن کا کوئی خاص خیال نہیں رکھا جاتا۔ تم نے جس دلیری سے اٹیلا کی عظیم زوجوں کا مقابلہ کیا اس کے تحت میں تمہیں ترابیہ انعام میں دیتا ہوں۔ تمہیں تمہاری زندگی بخشی جاتی ہے۔ تم آزاد ہو، اصل زادہ۔" میں نے کہا۔

اٹیلا کے ہونٹ ایک دم بھنچ گئے تھے۔ اس کے جبڑوں کی رگیں ابھر آئی تھیں اور آنکھوں سے خون ٹپکنے لگا تھا۔ اس نے میری جانب دیکھا۔ ترابی سپاہ ایک چہرہ تھا کم بخت کا۔ میں سمجھ گیا کہ اس کے لیے میرا یہ فیصلہ تعجب خیز بھی ہے اور ناقابل برداشت بھی۔ لیکن اپنے الفاظ واپس لینا اس کی روایت نہیں تھی۔

اور وہ بھی دل مسوس کر رہ جانے کے علاوہ کیا کر سکتا تھا۔ ظاہر ہے جو کچھ کہہ چکا تھا اس سے پھرنا آسان نہیں تھا۔

میں نے اٹیلا کی طرف دیکھا اور وہ بھاری لہجے میں بولا: "دلیر اٹیلا نے مجھے اب علم ہوا ہے کہ اس نے تم سے غور کیا تھا کہ میں نے ان لڑکوں کو قتل کر دیا تھا جو اٹیلا کے لیے ناقابل تسخیر تھے۔ اٹیلا نے صرف مجھے ایک اچھا عہدہ دیا! بلکہ اس نے اس کے ان لوگوں کی جان بخشی بھی کر دی جن کی میں نے سفارش کی تھی۔ اس سے میں نے یہ اندازہ لگایا کہ اٹیلا کی نگاہ میں دوست ہو یا دشمن اگر وہ دلیر ہے تو قابل احترام ہے۔ چنانچہ شاناکا کی دلیری کا احساس میں عظیم اٹیلا کو دلا رہا ہوں۔ اس کی دلیری کے تحت میں نے جو فیصلہ کیا ہے میں اس پر شرمندہ نہیں ہوں۔ اب عظیم اٹیلا اگر چاہے تو اس فیصلے کو منسوخ کر سکتا ہے۔"

اٹیلا خاموشی سے کبھی میری شکل اور کبھی شاناکا کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ گھوما اور دوسری طرف رخ کر کے بولا: "مجھے تمہارے فیصلے کا اختیار نہیں دیا گیا تھا وہ صرف تمہیں ہی کرنا تھا۔" اور پھر وہ تیز رفتاری سے آگے بڑھ گیا۔

شاناکا متعجب خیز نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ اٹیلا نگاہوں سے اوجھل ہوا تو شاناکا اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"کیوں۔ کیوں کیا گیا ہے یہ احسان میرے اوپر؟" اس نے پوچھا۔

"اس لیے کہ تم بہادر ہو۔"

"لیکن تم میرے دشمن ہو۔"

"میں دشمن نہیں ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟"

"تمہارا دشمن اٹیلا ہے۔"

"اور تم اس کے نائب اعظم ہو؟"

"اپنے بارے میں کچھ بتانا فضول ہے شاناکا، لیکن یوں سمجھو کہ تمہاری دلیری نے مجھے متاثر کیا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ میں تمہاری طرف سے اٹیلا کی زوجوں سے جنگ کرنے لگتا۔ لیکن صرف اس صورت میں جبکہ میرے فیصلے منسوخ کرنے کی کوشش کی جاتی۔ ترابیہ تمہارا ہے۔ اس میں جو کچھ تباہ و برباد ہوا ہے اس کے ذمہ دار اٹیلا اور تم ہو۔ اس ملک کو دوبارہ سنبھالنے اور بنانے کی کوشش کرو۔ اور بس۔"

شاناکا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا مگر میں اسے روتا چھوڑ کر واپس پلٹ آیا تھا۔

اٹیلا نے پھر باہر آ کر شاید اپنے جنرلوں کو ہدایات جاری کر دی تھیں۔ چونکہ چند لمحات کے بعد میں نے دیکھا کہ اٹیلا کی فوجیں واپس اسی برق رفتاری کے ساتھ باہر نکل رہی تھیں جس برق رفتاری سے اندر آئی تھیں۔ فوج باہر سے علاقے خالی کر رہے تھے۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر میں نے اٹیلا کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور چلیس میرے نزدیک پہنچ گیا۔

"وہ واپس چلا گیا ہے پہاڑوں میں۔ اسی جگہ جہاں سے اس نے حملے کا آغاز کیا تھا۔"

"اوہ۔ چلیس کوئی خاص بات۔۔۔؟"

"نہ جانے کیا خاص بات ہے۔ وہ شدید غصے کے عالم میں ہے۔ [illegible] ایسی کیفیت میں جو اسے انتہائی حیرت بنا دیتی ہیں۔"

"کوئی بات نہیں ہے چلیس۔ چلو۔"

اور پھر میں نے بھی ترابیہ چھوڑ دیا۔

چاروں طرف تباہی کے آثار نظر آ رہے تھے۔ جو کچھ ہوا تھا وہ میری کوشش سے ہوا تھا لیکن نتیجہ جو بھی نکلا تھا بہتر ہی تھا۔ اگر اٹیلا محاصرہ کر کے ان زوجوں کو شکست دے کر ترابیہ پر قبضہ کر لیتا تو یقینی بات تھی کہ اس شدت غضب اور غصہ میں کچھ ہوتا اور یہ بھی ممکن تھا کہ وہ میری بات کو ٹال کر ترابیہ کے ایک ایک انسان کو قتل کرا دیتا۔ بہرحال پروفیسر میری کوئی بھی بات نہ ہوتی۔ جو کچھ ہو چکا تھا اور ہو رہا تھا میں اس پر مطمئن ہوں۔ زمیں واپس اپنی مخصوص جگہ پہنچ گئی تھیں۔ جہاں سے [illegible] کیا گیا تھا اور باقی لوگ جو بچ گئے تھے وہ بھی واپس آ رہے تھے۔ میں چلیس کے ساتھ اپنے خیمے تک پہنچ گیا۔

خیمے بستر لگے ہوئے تھے۔ میرا خیمہ بھی اپنی جگہ موجود تھا [illegible] اتنا ہوا تھا کہ اٹیلا نے وہ علاقہ چھوڑ دیا تھا جہاں اس نے زوجوں کو [illegible] کرایا تھا۔ اب وہ اس جگہ واپس آ گیا تھا جہاں خیمے نصب تھے۔ [illegible]

کیا کیفیت تھی اس کے بارے میں میں نے معلوم نہیں کیا۔ اور نہ کوئی کوشش کی۔ میں اپنے خیمے میں چلا آیا اور میں نے چلیس سے کہا کہ میری تینوں خادماؤں کو میرے پاس بھیج دیا جائے۔

اور الیتا، انفستا اور نیرو شانا میرے پاس آ گئیں۔ تینوں لڑکیاں تھیں حسین دلکش لڑکیاں۔ اتنے عرصے تک جو کچھ بھی ہوا تھا اس میں بھی کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ لیکن ان تینوں کی موجودگی نے میں پوری طرح لطف اندوز ہونے نہیں دیا۔ حالات جنگ میں جو بھی تھی لہٰذا کوئی کام آ رہا تھا نہیں اس لئے ان کی صحبت بھی الگ ہی تھی۔

لیکن جہاں تینوں لڑکیاں ہوں اور اتفاق سے تینوں ہی مجھے پسند کرنے والی ہوں تو پھر دلچسپ رقابت کھیل رہی تم ہے۔ ان تینوں میں رقابت کا انداز تھا۔ اور تینوں میری توجہ کی طالب۔ چنانچہ کافی لطف اٹھا اور شام تک بیٹھے ہنستے ہوئے بات بیتے جبکہ وہ تینوں آپس میں جل بھن رہی تھیں اور بات بات پر ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوششیں کر رہی تھیں۔ شام کو اٹیلا نے مجھے طلب کیا۔ چلیس ہی مجھے بلانے آیا تھا۔

میں نے چلیس کی شکل دیکھی اور پوچھا: "کیا بات ہے چلیس، کوئی الجھن کی بات تو نہیں ہے؟"

"میں نہیں جانتا سالار اعظم، اٹیلا کا خادم خاص تمہیں بلانے کے لیے آیا تھا۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا اور پھر میں اس حصار میں پہنچ گیا جو اٹیلا نے خصوصی طریقے سے خیموں کا بنایا ہوا تھا۔ اس میں صرف اس کی بیویاں رہتی تھیں۔

رات کا وقت تھا۔ میں نے دیکھا کہ اٹیلا ایک عمدہ قسم کے بستر پر نیم دراز ہے۔ گردن اٹھی ہوئی ہے۔ چاروں جانب شراب کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ مٹکے بھرے ہوئے اور اس کی کئی بیویاں اس کے چاروں طرف بیٹھی ہوئی تھیں اور اسے شراب پلا رہی تھیں۔ اٹیلا مسکرا رہا تھا۔ پھر اس نے جام اٹھایا۔ کافی شراب پی چکا تھا اور وہ جام میری طرف بڑھایا اور مسکراتا ہوا بولا۔

"سالار اعظم، فتح ترابیہ کی خوشی کا جام!" میں نے جام اس کے ہاتھ سے لیا اور اپنے حلق میں انڈیل لیا۔ اٹیلا ہنسنے لگا تھا۔

"میں نے کہا نہیں تھا کہ بڑا انوکھا شخص ہے۔" اس نے کچھ عورتوں کی طرف رخ کر کے کہا۔ ان میں مجھے چاہنے والی نورا بھی تھی۔ وہ عجیب کی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ مجبور تھی ورنہ دوڑ کر مجھ سے لپٹ جاتی۔

عورتیں حسین تھیں مگر انداز میں مجھے دیکھ رہی تھیں۔ [illegible]

"جس نے ایک عجیب و غریب ہتھیار بنایا اور تنہا میں اور تمہیں گھوڑوں پر طاقت سے ترابیہ کے قلعے کے عظیم الشان پھاٹک کے سامنے گیا اور دیکھنے والے دیکھ کر پھاٹک چور چور ہو گیا تھا۔ وہ پھاٹک جسے بڑے شہ زور لوگ مل کر نہ توڑ سکتے تھے۔ جسے منجنیقیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکی تھیں اسے اس تنہا شخص نے چور چور کر ڈالا۔ اس دلیر نے اس شکل سے فتح کے ہونے [illegible]

ملک کو اس کے شاناکا کے حوالے کر دیا؟ کیسی نرالی سی بات ہے؟" اٹیلا ہنس پڑا اور دیر تک ہنستا رہا۔ وہ بے پناہ قہقہے لگا رہا تھا۔ غالباً شراب اس کے دماغ پر چڑھ گئی تھی۔

"لیکن مجھے مزہ نہیں آیا۔" اس نے رک کر کہا۔ "جب تک فتح کئے ہوئے شہروں سے وہاں رہتے زخمیوں کی چیخ و پکار سنائی نہ دے مردوں کے ڈھیر نظر نہ آئیں تو مجھے اٹیلا کا فتح کیا ہوا شہر کیسے محسوس کیا جا سکتا ہے؟ ہاں اس بار کچھ نہیں ہوا۔ لیکن کوئی بات نہیں۔ سالار اعظم ہمارے ساتھ ہے۔ یہاں نہ سہی تھیوڈوس کے دربار میں۔ تھیوڈوس کے شہر میں یہ ساری خواہشات پوری کی جائیں گی۔ کیوں سالار اعظم، کیا تم تھیوڈوس سے جنگ کے دوران مجھے کوئی ایسا ہی کارنامہ دکھاؤ گے؟" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں نہیں۔ میں اٹیلا کا خادم ہوں اور اس کے لیے جو خدمت بھی انجام دے سکوں گا اس پر مجھے بے حد خوشی ہوگی۔" میں نے جواب دیا۔

اٹیلا خوش ہو کر قہقہے لگانے لگا پھر چند ساعت کے بعد بولا۔

"کھڑے کیوں ہو بیٹھ جاؤ میرے پاس۔" اس نے کہا اور میں نے حکم کی تعمیل کی۔

میں اٹیلا کو پہلی بار شراب پیتے دیکھ رہا تھا۔ وہ پی رہا تھا اور قہقہے لگا رہا تھا۔ اس کی بیویاں اس کے چاروں طرف بیٹھی ہوئی تھیں۔ وہ نشے میں مست ہو رہا تھا۔ اس نے اتنی پی لی کہ اسے بالکل ہوش نہ رہا اور اس کے بعد جو مناظر دیکھنے میں آئے وہ کسی مدہوش آدمی سے بعید نہ تھے۔ میں البتہ خاموشی سے بیٹھا سب دیکھتا رہا۔ پھر جب اٹیلا بالکل ہی بے ہوش ہو گیا تو میں وہاں سے اٹھ آیا۔

میں جانتا تھا کہ ہوش میں آنے کے بعد وہ میری موجودگی برداشت نہ کرے گا چنانچہ میں نے وہ جگہ چھوڑ دی اور اپنے خیمے میں پہنچ گیا۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ نورا میرے پاس پہنچ گئی۔ اس کے چہرے سے خوشی پھوٹ رہی تھی۔ اس نے مسکرا کر میری جانب دیکھا۔ میں نے بھی مسکرا کر اس کی پذیرائی کی۔ وہ بولی "[illegible] میں تو سوچ رہی تھی کہ تمہاری تینوں خادمائیں تمہارے نزدیک ہوں گی؟"

"نہیں چونکہ میں اٹیلا کے پاس گیا تھا اس لیے میں نے انہیں واپس بھیج دیا تھا۔" میں نے جواب دیا۔

"اچھا ہی کیا۔ اب میں حاضر ہو گئی ہوں۔ اور میں بھی تو تمہاری کنیز خادمہ ہی ہوں۔" نورا نے کہا۔

میں نے چند ساعت سوچا اور پھر کہا "نورا اب صورت حال بدل چکی ہے۔ اٹیلا حالت جنگ سے نکل آیا ہے اور میرا خیال ہے اب اس کی پوری توجہ عورتوں کی جانب ہے چنانچہ ایسی صورت میں کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ رات کے کسی حصے میں وہ تمہیں طلب کرے۔ تمہیں نہ پا کر اس کی جو کیفیت ہوگی میرا خیال ہے وہ اچھی نہیں ہوگی۔"

"نہیں رہو اب ہوش میں نہیں آئے گا اور پھر اس کے بس میں بھی
عورتیں ہیں ان میں میری گنجائش کہاں ہے؟" فورا نے جواب دیا۔
"یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کوئی دوسری عورت ہی میرے اور تمہارے
بارے میں بتا دے؟"
"وہ پھر بھی نہیں جو تم کیوں فکر میں ڈوبے ہوئے ہو میں تو
تم سے زیادہ خراب حیثیت رکھتی ہوں اگر ہم پکڑے بھی گئے تو سب سے
پہلے تو میری ہی گردن مار دی جائے گی تمہاری خطا میں تو وہ معاف کرنے
کا عادی ہے میں نے سنا ہے کہ تمہارے معاملے میں وہ کافی درگزر سے
کام لیتا ہے"

"تو پروفیسر، فورا نے وہ رات بھی میرے ساتھ گزاری اور اس
کے بعد بہت کچھ ہوتا رہا۔ ایسلا نے صرف عیش کرنے کی ٹھان لی تھی لیکن پھر ایک
وقت ایسا آیا جب اس کا دل اس عیش سے بھی بھر گیا اس کی توجہ ہیں
تھیوڈوس کی جانب کوچ کرنے لگیں اب اس نے تھیوڈوس پر حملہ آور
ہونا تھا۔

دن اور رات کا سفر اور اس کے بعد وہی سارے انتظامات اور وہی
سارے ہنگامے۔ یہاں تک کہ ہم لوگ تھیوڈوس کے علاقے میں پہنچ گئے
اور اس کے بعد ایسلا نے ایلچی تھیوڈوس کے دربار میں اس سے مذاکرات کرنے
کے لیے بھیجے

اور یہ اتفاق کی بات تھی کہ تھیوڈوس نے ایسلا کی برتری قبول کر لی
تھی اس نے ایسلا کو اپنے دربار میں دعوت دی اور ایسلا میرے اور چند
افراد کے ساتھ تھیوڈوس کے دربار میں پہنچ گیا۔

تھیوڈوس نے بڑی عزت و تکریم کے ساتھ اسے بٹھایا اور ایسلا
کی برتری تسلیم کرتے ہوئے کہا "معزز آقا ایسلا میں آپ کو خراج ادا کرنے کے
لیے تیار ہوں"

اس وقت تھیوڈوس یہ باتیں کر رہا تھا لیکن اس کا ایک خصوصی وزیر
[illegible] ناپسندیدگی کی نگاہ سے
دیکھ رہا تھا جب ساری باتیں طے ہو گئیں تو اس نے کھڑے ہو کر اچانک
اعلان کیا کہ وہ تھیوڈوس کے اس معاہدے سے متفق نہیں ہے۔ وہ کافی
غصے میں نظر آ رہا تھا۔

یہ بات ایسلا نے [illegible] سنی جیسے ایسلا نے بھی سنا۔ اور
تھیوڈوس نے بھی سنا

تھیوڈوس غصے سے کھڑا ہو گیا "تمہیں یہ جرات کیسے ہوئی کہ
میرے سامنے اس قسم کی بیہودہ گفتگو کرو؟" اس نے گرج کر اپنے وزیر سے کہا
"میں تمہیں ہرگز نہیں [illegible] میرے ساتھ بے شمار لوگ ہیں جو میرے
ہم آواز ہیں ہم میدان جنگ میں ایسلا سے جنگ کرنے کے بعد اس کے
ہاتھوں مر جانا پسند کرتے ہیں لیکن یہ اطاعت ہمیں پسند نہیں ہے" وزیر
نے جواب دیا۔

"تمہارے ساتھ کتنے افراد ہیں؟" تھیوڈوس نے پوچھا۔
وزیر نے اپنی تلوار نکال کر لہرائی اور فوراً ہی اس کے برابر میں بیٹھے [illegible]
تلواریں بلند ہو گئیں۔ یہ وہ لوگ تھے جو اس معاہدے کے خلاف تھے چنانچہ
ایسلا مسکراتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات تھے۔
اس نے اپنی تلوار نیام سے نکال لی۔

ایسلا نے تھیوڈوس سے کہا "تم پیچھے ہٹ جاؤ، سب سے پہلے
جنگ کر لی جائے اس کے بعد جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا"

ایسلا کے ساتھ اس کے جرنیل اور مٹھی بھر افراد بھی موجود تھے تب
ایک خونریز واقعہ ہوا۔

ایسلا اور اس کے ساتھی ان لوگوں پر پل پڑے تھے جنہوں نے تلواریں
بلند کی تھیں اس کے ساتھ ہی جوابی کارروائی بھی شروع ہو گئی تھی لیکن یہ
کارروائی صرف دربار کے اندر تک محدود تھی۔

تھیوڈوس کا سارا دربار خون سے رنگین ہو گیا۔ بلاشبہ ایسلا کے زور
ان لوگوں پر حاوی رہے تھے۔ انہوں نے اس وزیر کو بھی قتل کر دیا اور اس
کے ساتھ ہی بے شمار لوگوں کو بھی جو اس وزیر کے ساتھ تھے۔

تھیوڈوس خاموشی کے عالم میں کھڑا یہ قتل و غارت گری دیکھتا رہا
ایسلا اس وقت تک تلوار چلاتا رہا جب تک کہ تمام افراد قتل نہ ہو گئے
ان کی لاشیں چاروں طرف بکھری پڑی تھیں۔ دربار کے بچھے فرش پر خون
پھیل رہا تھا اور ایسلا تلوار ٹیکے کھڑا تھا۔ جب وزیر کے ہم نوا تمام افراد [illegible]
گئے تو اس نے تلوار نیچے کر لی اور بولا "کیا تمہیں کوئی اعتراض ہے؟" اس نے
تھیوڈوس سے پوچھا۔

"ہرگز نہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں آپ قتل نہ کرتے تو میں قتل کر
دیتا۔ انہوں نے مجھ سے اونچی آواز میں گفتگو کرنے کی کوشش کی تھی" اور [illegible]
نے تلوار نیام میں کر لی۔

اس کا مقصد تھا کہ وہ تھیوڈوس کی طرف سے مطمئن ہے اور جب [illegible]
کسی کی طرف سے مطمئن ہو تو اس کے بعد اس کے مزاج کو بدلنا مشکل [illegible]
دربار سے بہت سا خراج اور بے شمار چیزیں وصول کر کے وہ باہر نکل [illegible]
تھیوڈوس جنہیں خوشی ہمیشہ کے لیے اس کا باج گزار بن گیا تھا۔

اس طرح یہ خوفناک جنگ ختم ہو گئی اور پھر صورتحال میرے لیے [illegible]
تھا۔ [illegible] میں کسی بھی قیمت پر ایسلا کی قوموں کے لیے وہ کارروائی [illegible]
تھا جس میں میری ذات ملوث ہوتی۔ میں نے شانی کے خلاف [illegible]
مجبوری تھا اور انجام شانی کے حق میں بہتری ثابت ہوا تھا۔

چنانچہ میں اس بات سے مطمئن تھا کہ اگر تھیوڈوس سے جنگ [illegible]
اور ایسلا مجھے کسی کام کے لیے کہتا تو مجھ سے [illegible]
نہ ہوتی کیونکہ ان لوگوں سے بھی میری دشمنی نہیں تھی۔ میں ان کے [illegible]
سب کچھ کرنا نہیں چاہتا تھا جو ایسلا کرنا چاہتا تھا۔

لیکن اب تک جو کچھ ہوا تھا وہ بہتر ہی تھا اگر وہ بد بخت [illegible]

یکجا ہو جاتا۔ تو یقیناً ان لوگوں کی بھی شامت آ جاتی جو اس کی وجہ
سے خواہ مخواہ مارے گئے تھے

تب ایسلا نے جشن منانے کا اہتمام کیا۔ ایسلا نے بے پناہ شراب پی اور
[illegible] ہی دن رات ایک کر دیے تھے پھر جشن کے بعد اس کا [illegible]
[illegible] اب اس کا [illegible] کیا ارادہ تھا۔

بہرحال ہم نے تھیوڈوس کا علاقہ چھوڑ دیا اور درمیان میں ایک جگہ
قیام کیا۔ یہ جگہ موجودہ علاقہ ہنگری سے قریب تر تھی وہاں کا قیام ایسلا کا
آخری قیام تھا۔

ایسلا کی عیاشیاں بدستور جاری تھیں۔ وہاں اس نے بے پناہ شراب
پی تھی۔ ایک رات اس کے کمرے سے خوفزدہ دہشت زدہ آوازیں ابھریں کئی
عورتیں روتی ہوئی باہر بھاگ آئی تھیں انہوں نے بتایا کہ ایسلا مر چکا ہے
بڑی حیرت کی بات تھی۔ میں اور اس کے چاروں جرنیل اس کی
[illegible] پہنچے اسے دیکھا کہ ایسلا بے سدھ پڑا ہے اس کی ناک سے
خون بہہ رہا تھا بعد میں یہ اندازہ ہوا کہ کثرت شراب نوشی کی وجہ سے
اس کے دماغ کی رگ پھٹ گئی تھی لیکن ایسلا کی موت کے بعد جو صورتحال
سامنے آئی وہ عجیب تھی۔ وہ لوگ جو ہمیشہ اس کے وفادار ہونے کا دعویٰ
کرتے تھے فوراً ہی آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے۔ ایسلا کے چاروں جرنیلوں
[illegible] پھر جب ایسلا کی قبر بنائی گئی تو اس کی قبر کے چاروں
طرف [illegible] کو قتل کر کے دفن کر دیا گیا اس طرح ایسلا کا
لشکر منتشر ہو گیا۔

میری کیفیت کچھ اور تھی۔ میں نے یہاں کوئی خاص مقام حاصل
نہیں کیا تھا۔ وہ دولت میں جو ایسلا نے مجھے دی تھی اپنے طور پر منتشر ہو چکی
تھی [illegible] میں یہاں تنہا رہ گیا تھا۔ چنانچہ میں نے ان سے الگ ہونے کی
ٹھانی اور ایک دن فوجوں سے علیحدہ ہو کر اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر کسی
نامعلوم منزل کی جانب چل پڑا۔"

صدیوں کی طویل زندگی میں بلاشبہ ایسے
اوقات بھی آتے تھے جب میں نے تمہاری اس دنیا سے بیزاری محسوس
کی تھی پروفیسر بعض اوقات میں ذہنی طور پر منتشر ہو کر رہ جاتا تھا۔
حالانکہ بیزاری کا اس دور کا واحد علاج گہری اور طویل نیند تھی۔ اس
[illegible] جب [illegible] جاگتا تو بدلی ہوئی دنیا مجھے [illegible] نہیں لگتی تھی
لیکن ایسے اوقات بھی آئے جب میرا دل سونے کو بھی نہیں
چاہتا تھا [illegible] سکتا تھا کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ اور پروفیسر ایسے
وقت میں [illegible] سوچنے [illegible] تبدیلیاں پائی تھیں۔ میں ان اوقات
میں [illegible] سوچتا تھا کہ میں کیا ہوں؟ کیوں
ہوں [illegible] زندہ ہوں؟ میرے جیسے دوسرے کیوں
نہیں [illegible] مجھے کس لیے تخلیق کیا گیا ہے؟ وہ کون سی قوت ہے جس
نے [illegible] مستقبل کی پیش گوئی کرنے کی قوت دی ہے۔ وہ کیوں

چمکتے ہیں؟ یہ تیز ہواؤں میں زمین کیوں نہیں اڑ جاتی؟ یہ آسمان یکساں رنگ
میں کیوں نظر نہیں آتا۔ مجھ سے بے انتہا کمزور پرندے فضاؤں میں کیسے
پرواز کرتے ہیں اور میں جو لافانی ہوں، میں جو صدیوں سے زندہ ہوں ان
کی طرح فضا میں پرواز کیوں نہیں حاصل کر پاتا۔ اس طرح کیا وہ پرندے
مجھ سے افضل نہیں ہیں۔ وہ فانی ہیں لیکن ان قوتوں کے حامل جو مجھ میں
نہیں ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ قوتیں کہیں سے بخشی جاتی ہیں کوئی ایسی
قوت اس سارے کارخانے کی نگران ہے اور میری نگاہیں اس قوت
کو تلاش کرنے لگی تھیں لیکن ......"

"ایک منٹ" پروفیسر نے درمیان میں دخل دیا اور وہ چونک کر
خاموش ہو گیا۔
"کہو پروفیسر"
"تم درمیان میں کہہ چکے ہو کہ تمہارا کوئی مذہب نہیں ہے"
"ہاں میں کہہ چکا ہوں پروفیسر"
"تمہارے ان خیالات نے بھی کبھی تمہیں تحقیق کی طرف متوجہ
نہیں کیا؟"

"یہ بات نہیں ہے پروفیسر میں پہلے ایک بات کا اظہار کرتا
چلا گیا ہوں۔ شاید تم نے غور نہیں کیا میں نے مذہب کی حیثیت کو بھی
نظر انداز نہیں کیا۔ میں نے ان لوگوں کا احترام کیا جو خود انسان کے لیے
راہوں کا تعین کرنے پیچھے آئے میں جانتا ہوں اس [illegible] قوت کا احساس دلانے
آئے میں جو طاقت بخشتی ہے۔ اس لافانی قوت کا اعتراف تو روئے
زمین کے ایک ایک ذرے سے ہوتا ہے۔ میں نے اس قوت کے وجود
کو ہمیشہ تسلیم کیا ہے لیکن [illegible] یا مذہب میں ختم کرنے کی کوشش
نہیں کی۔ مذاہب کی بنیادی باتوں کو میں دل سے تسلیم کرتا چلا آیا ہوں۔
لیکن [illegible] مذہب کی چھاپ نہیں لگائی کیونکہ جو بنیادی باتیں
ہیں ان کو میں بھی مانتا ہوں۔ اس کے علاوہ مجھ جیسے انسان اگر
تم مجھے انسان تسلیم کرو، کوئی ضرورت محسوس ہی نہیں ہوتی"

"بہت خوب۔ لیکن [illegible] واضح الفاظ میں تم نے اس وقت
اس برتر قوت کا اعتراف کیا ہے، پہلے کبھی نہیں کیا"

"تمہاری [illegible] تو تم سمجھ ہی ہے پروفیسر۔ حالانکہ میں تو دنیا اور
[illegible] والی اس قوت کا [illegible] ذکر کرتا ہوں جو مجھ پر [illegible]
رہا ہے۔ [illegible] قوتوں کا مالک ہونے کے باوجود بعض اوقات
میں کتنا بے بس ہو جاتا ہوں۔ میرا خیال ہے میں نے اس بات کو کبھی
نہیں چھپایا۔ میں نے ہمیشہ چمکنے والے ستاروں کا ذکر کیا ہے۔ وقت
پر نکل آنے والے چاند پر میں نے کبھی دسترس حاصل نہیں کی اور اسے
چھپانے کی قوت کا کبھی اظہار نہیں کیا۔ سیاہ بادلوں کے ٹکڑوں کو
قوت حاصل ہے حالانکہ وہ بذات خود بے جان ہیں۔ وہ ہواؤں کے
تابع ہیں۔ اور ہوائیں کہیں اور سے آتی ہیں اور میں نے سوچ کی پیش کو

جس کسی روکنے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ بعض اوقات ہلکی داروں مجھے گوارا گزرے ہیں۔ تو پروفیسر! محدود ہونے کے باوجود میں نے بہتیرے اپنے محدود ہونے کا ادراک کیا ہے کیونکہ لامحدود وہ قوت ہے جو کائنات پر قادر ہے۔"

"بہت خوب۔" پروفیسر نے اس کی خاموشی ہونے کے بعد کہا۔ "میں تو تمہارے بارے میں کچھ غلط خیالات بھی رکھتا تھا۔"

"کیسے خیالات پروفیسر؟" اس نے دلچسپی سے پوچھا۔

"تم میرے الفاظ کا برا تو نہیں مانو گے؟" پروفیسر خاور نے پوچھا۔

"نہیں۔"

"ہماری تاریخ میں بہت سی ایسی ہستیاں گزری ہیں جنہیں کسی بھی طور عام انسانوں پر تھوڑی سی برتری اور قوت حاصل تھی۔ وہ اس قوت سے بہک گئیں اور انہوں نے خود کو دیوتا کہنا شروع کر دیا یا بالفاظِ دیگر خدائی کا دعویٰ کر دیا۔"

"خوب، پھر ان کا انجام کیا ہوا؟"

"ذلت آمیز اور ایسی موت جس سے دوسروں کو عبرت حاصل ہوئی۔"

"کائنات کی کہانی ازل سے یکساں ہے۔ ہر دور میں، ہر صدی میں انسان خدا کے قہر کو کاٹ نہیں سکا ہے۔ بلکہ وہ جلد تھوڑی سی قوت حاصل کرنے کے بعد خدا کو فراموش کر دیتا ہے۔ اپنی فنا کو بھول جاتا ہے اور ایسے میں فضول باتیں کرنے لگتا ہے لیکن دیکھنے والے دیکھتے ہیں کہ رات ان غلط فہمیوں کی کیا قیمت ادا کرتی ہے۔"

"بے شک۔ تو میں بھی یہی سوال تم سے کرنے والا تھا۔" پروفیسر نے کہا۔

"کیا؟" اس نے پوچھا۔

"تم دوسرے تمام انسانوں سے برتر قوت کے مالک ہو۔ تم تو صدیوں سے فنا نہیں ہوئے اور اس طرح تم عام انسانوں سے مختلف ہو۔ بعض اوقات تمہارے الفاظ سے ایسی غرور سی جھلکتی ہے۔ جیسے تم اپنی اس روحانی قوت کو اختتام سمجھتے ہو۔"

"نہیں پروفیسر، بے شک میں نے اپنی داستان میں اپنی حیثیت کی انفرادیت کا اظہار کیا ہے لیکن میں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ ہر لمحہ میرے تابع تھیں اور وقت کا ساتھ میرے اشارے پر جنبش کرتے تھے۔ اس کے علاوہ میں نے کچھ ایسی چیزوں کا ذکر کیا ہے جن پر میں قابو حاصل نہ پا سکا۔"

"ہاں یہ بھی حقیقت ہے۔" پروفیسر نے اعتراف کیا۔

"یہ اپنی قوت کے محدود ہونے کا اعتراف تھا۔"

"جب تو یقین کیا جا سکتا ہے کہ تم نے کبھی خود کو کوئی عظیم قوت سمجھنے کی کوشش نہیں کی ہوگی۔"

"نہیں پروفیسر، صدیوں کا تجربہ بھی مجھے اس قدر احمق نہ بنا سکا ہو... میں خود کو مضحکہ خیز نہیں سمجھتا۔"

"میں تمہاری اس گفتگو سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ لیکن تم نے اپنے بارے میں کوئی فیصلہ کیا تو یہ بتاؤ کہ آخر تم کیا ہو؟ کیا تم نے دنیا کی نمود و فنا کی روشنی میں خود کو نہیں جانا؟ میرے خیال میں تم جو صدیوں کے متعلق رہے ہو، اور تم نے خود کو فراموش نہیں کیا ہوگا۔"

"ظاہر ہے پروفیسر۔"

"اوہ تو کیا فیصلہ کیا؟" پروفیسر نے دلچسپی سے پوچھا۔ پروفیسر کا یہ سوال رنگین کے لیے بھی کافی دلکش تھا چنانچہ وہ بھی پوری طرح متوجہ ہو گئیں۔

"نہیں پروفیسر، ابھی میں اس کا اعلان نہیں کر سکتا۔" اس نے جواب دیا۔

"اوہ، کیوں؟" پروفیسر نے مایوسی سے پوچھا۔

"صدیوں کی کتاب ابھی تمہارے روبرو کھلی ہے پروفیسر اور یہ دور تمہارا اختتام ہو گا۔ میرا نہیں۔ مجھے تو ابھی اور آگے جانا ہے۔ اور اس کتاب کی ترتیب میں میں نے کوئی بے ایمانی نہیں کی ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ امانت ہے۔ اپنی شخصیت کے بارے میں، میں آخر میں لکھوں گا۔ اس وقت جب میں اس کتاب کا آخری صفحہ مکمل کروں گا۔"

پروفیسر خاموش ہو گیا تھا۔ کافی دیر تک یہ عجیب سی خاموشی طاری رہی۔ پروفیسر خاور نے ہی ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "ٹھیک ہے ان تمہارے اصولوں میں مداخلت کے لیے معذرت خواہ ہوں بہرحال اس کے بعد تمہاری کہانی کون سے دور میں داخل ہوئی؟"

"ہاں۔" وہ مسکرایا۔ "اور اس کے عکس میرے ذہن کے لاتعداد گوشوں میں اس طرح محفوظ ہیں کہ ذرا سا چھیڑنے پر آنکھوں کے سامنے تصویریں بکھر جاتی ہیں۔ اور... اشیلا کی سلطنت سے رخصت ہونے کے بعد میں اپنے طاقت ور گھوڑے پر بیٹھا کسی نامعلوم منزل کی تلاش میں سرگرداں ہو گیا۔ ذہن میں کوئی خیال نہیں تھا، کوئی منزل نہیں تھی کہ آخر کہاں جاؤں گا؟ کیا کروں گا؟ بس سوچ لیے نکلے۔ کبھی چاندنی چھٹتی، کبھی دھوپ پھیل جاتی۔ خود ایک بوجھ کوئی قوت نہیں رکھتی تھی۔ تھکن نہ رہتی لیکن اپنے فانی ساتھی کا بھی خیال تھا اور جب مجھے احساس ہوا کہ آئندہ کسی ایسے صحرا سے گزرنا ہے جہاں گھاس اور پانی نہ مل سکے تو میں اس جگہ سے ان اشیا کا ذخیرہ کر لیتا جہاں یہ آسانی دستیاب ہو جاتی تھیں۔ میرا وفادار گھوڑا میرا ساتھی تھا۔

وقت کا میں نے کوئی تعین نہیں کیا تھا اور زمین کی وسعت محدود نہیں تھی۔ آبادیاں نظر آتی تھیں لیکن ... اپنی طرف متوجہ کرتیں ... آگے بڑھتا گیا اور پھر ... گزرا کر میرا گھوڑا مجھ سے دور ہو گیا۔ اس پر عرصے ...



مکمل تین حصے

قیمت فی حصہ: ۲۰ روپے

ڈاک خرچ: ۱۰ روپے

کتابیات پبلی کیشنز۔ پوسٹ بکس ۲۳ کراچی

وہ بوڑھا ہو گیا تھا اور مجھے افسوس ہونے لگا تھا کہ اب وہ میرے
نہیں رہے گا چنانچہ میں نے اس کے اوپر سواری کرنا چھوڑ دی میں
اس کی لگام اب بھی میرے ہاتھوں میں ہی ہوتی تھی۔ اس ارتوق کو میں
راستے میں نہیں چھوڑ سکتا تھا لیکن بعد ایک شام وہ چٹان کے سامنے
میں بیٹھ گیا۔ پھر لیٹ گیا اور پھر نہ اٹھا۔ اس نے دم توڑ دیا تھا۔

اور یہ فقیر میں صدیوں سے اس کا عادی تھا۔ انسان ملتے تھے ساتھ رہتے تھے۔ زندگی بھر کی رفاقتوں کے وعدے کرتے تھے۔ اپنا عہد پورا کرتے تھے اور پھر جدا ہو جاتے تھے۔ سو میں اس کا عادی تھا چنانچہ میں نے اپنے ارتوق کی لاش چٹان کے سامنے میں لٹا دی اور پھر دور سورج کے ساتھ سفر کرنے لگا۔

وہ ویرانہ دور تک بکھرا ہوا تھا چٹانیں ہی چٹانیں جن کے درمیان بدنما جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں اور ان جھاڑیوں میں سانپ اور مختلف حشرات الارض بھاگتے دوڑتے پھر رہے تھے۔ کہیں کہیں اژدھے بھی نظر آ جاتے تھے جن کی سانس کی آواز جنگل کی خاموش فضا میں پراسرار تحریک پیدا کر دیتی تھی۔ ان کے قریب سے گزرتے زندگی کے وجود کا احساس دلاتے تھے۔ میں رک کر انہیں دیکھتا اور آگے بڑھ جاتا۔ اس خطے کے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم تھا اب تو دور سے کوئی آدمی بھی نظر نہیں آتا تھا۔ کہ میں اس سے اس جانے کے بارے میں کوئی معلومات حاصل کر سکتا۔ بہر حال میں چلتا گیا۔ شام ہوئی تو میں نے یہ وسیع و عریض چٹانی میدان عبور کر لیا تھا اور اب اس کے آخری سرے پر تھا جہاں سے تھوڑے فاصلے پر جنگلات نظر آ رہے تھے۔

لیکن پھر کچھ آوازیں سن کر میں چونک پڑا۔ یہ آوازیں ایک چھوٹے سے پہاڑی ٹیلے کے دامن سے آ رہی تھیں۔ کوئی ساز بج رہا تھا جس کی آواز بے حد پراثر تھی۔

آبادی! میرے ذہن نے نعرہ لگایا۔ لیکن میں بے اختیار اس طرف نہیں دوڑا۔ بلکہ اطمینان سے آگے بڑھتا رہا۔ اور پھر ایک جگہ رک گیا جہاں سے میں اس پہاڑی کے دامن میں دیکھ سکتا تھا مجھے کچھ لوگ نظر آئے۔

آگ روشن کی گئی تھی اور دھندلاہٹ پھیلتی جا رہی تھی لیکن ابھی میں نے ان لوگوں کو دیکھ لیا جن کی تعداد دس بارہ سے زیادہ نہیں ہوگی۔ دبلے پتلے جسموں والے بے حد غریب لوگ تھے جنہوں نے کپڑے کے نام پر بس تن ڈھکے ہوئے تھے۔ ان کے سر گھٹے ہوئے تھے۔ سروں پر بھی بال نہیں تھے ان کے چہرے بے حد پر اسرار تھے اور ان کے ہاتھوں میں کچھ اوزار تھے جن سے وہ پتھر صاف کر رہے تھے جو صاف پہاں تک پہنچ رہے تھے۔ انہوں نے اپنے درمیان آگ روشن کی ہوئی تھی اور اس آگ میں کوئی چیز بھی ڈالتے جاتے تھے جن سے دھواں بلند ہوتا

اور دور تک خوشبو پھیل جاتی۔

"پرجا" میں نے سوچا۔ بہر حال کوئی آبادی قریب تھی اور یہ لوگ اس خطے کے باشندے تھے۔ اب اور کچھ وقت انسانوں میں گزار لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ انوکھی اور سنسان صحرا گردی بھی بہت ہے میں نے سوچا۔

لیکن ابھی قدم بڑھاتا ہی تھا کہ میں نے ان کی طرف بڑھتا ہوں تو میں نے انہیں رکتے پلٹتے دیکھا۔ وہ شاید ہو چکا کے واپس پلٹ رہے تھے۔ میں رک گیا اب یہ بات میں تو انہیں جانے دیا تھا۔ سمت معلوم ہو گئی ہے جو اس طرح سے جانا جا سکتا ہے۔ طویل عرصے کے بعد آج پھر دل میں کچھ کھانے کی خواہش جاگی تھی چنانچہ میں نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی جنگلی جانور اب بھی نظر آ رہے تھے میں نے ایک بڑے خرگوش کا تاکا اور زمین سے ایک پتھر اٹھایا جو اس خرگوش کے پیچھے کی طرف اور کچھ بہت فاصلے پر پھینکا وہ خرگوش کے بچے کو لے اڑا۔ میں نے آگے بڑھ کر اسے اٹھا لیا۔ یہ کافی وزنی خرگوش تھا خوب پر گوشت۔ میں اسے لے کر چل پڑا۔ ان لوگوں نے میری مدد کے لیے آگ روشن کر دی تھی۔ گو اس کی خوشبو اب بھی ابھر رہی تھیں۔ لیکن اس سے کیا فرق پڑتا تھا۔ چنانچہ میں نے آگ کی جانب رخ کیا۔ اور پھر نزدیک پہنچ کر خرگوش کی کھال کھینچ لی۔ اس کے اندرونی حصے کو الگ کر دیا اور آگ میں بھوننے لگا۔ علیحدہ کر کے خرگوش کا گوشت بھوننے کے لئے لٹکا دیا۔ اور ایک بڑا سا اب خوشبو اٹھنے لگی۔ پھر کچھ پھل جمع کرنے لگا۔ پھر دو گھنٹے تھے جن میں پانی بھرا ہوا تھا۔ میں نے آسودہ نگاہوں سے ان چیزوں کو دیکھا۔

گوشت سلگنے کی بو دوسری تمام خوشبوؤں پر حاوی ہو گئی اور میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔ تب اچانک ہی میرے دل میں غار کے اس دہانے پر نظر پڑی جو ٹیلے کی شکل میں تھا اور زیادہ چوڑا نہیں تھا۔ یعنی اتنا نہیں تھا کہ آدمی اس سے آسانی سے گزر جاتے اس میں بیٹھ کر کوئی بھی اندر رینگ سکتا تھا۔ گویا یہاں ان لوگوں کا مقصد کوئی خاص ہی تھا۔ بہر حال کھانے پینے کے بعد دیکھا جائے گا۔ میں نے سوچا۔ اگر گوشت بھن گیا تو میں نے خرگوش کو آگ سے اتار کر کھانا شروع کر دیا۔ بے حد لذیذ اور خستہ گوشت تھا۔

پھر خرگوش ہضم کرنے کے بعد میں نے آب خورے کا اور شیریں پانی پیا پھر کچھ پھل کھائے اور کافی فرحت محسوس کی پوری طرح آسودگی ہو گئی تھی۔ اس کے بعد میں نے غار میں اس وقت ہونے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ اور وہیں اسی جگہ لیٹ کر سو گیا۔

دوسری صبح سورج کی کرنوں نے پپوٹوں میں گدگدی کی تو آنکھ کھلی۔ گرم سورج چمکنے لگا تھا۔ اور موسم کی تپش سورج کے نکلنے کا احساس دلانے لگی۔ میں ایک گہری سانس لے کر اٹھ گیا۔ تب قریب کی

کر دیکھا۔ اور پھر میری توجہ غار کے سامنے کی جانب مبذول ہو گئی۔ اور کوئی کام تو تھا نہیں میں نے سوچا غار کو اندر سے دیکھ لوں چنانچہ میں غار کے سامنے کے قریب پہنچ گیا اور پھر میں بیٹھ کر اس غار میں رینگ گیا۔ موٹی سل کے نیچے پہنچ کر میں نے پہلے گردن اندر ڈالی اور پھر جسم بھی۔ غار کا دہانہ بہت چھوٹا تھا لیکن اندر سے وہ بہت کشادہ تھا صاف ستھرا چکنی دیواروں والا غار جیسے اسے انسانی ہاتھوں نے تراشا ہو۔

چند ساعت کے بعد میں سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اندر ایک پراسرار منظر تھا۔ عجیب سی خوشبو پورے غار میں بکھر رہی تھی۔ دن ہونے کی وجہ سے روشنی بھی چند درختوں سے اندر آ رہی تھی جس کی وجہ سے غار کا پورا ماحول اجاگر ہو گیا تھا۔ جو کچھ میں نے دیکھا اس کی تفصیل یہ ہے۔ غار میں دیواروں میں بخور دان لگے ہوئے تھے جن سے خوشبو اٹھ رہی تھی۔ دھوئیں کی باریک لکیریں فضا میں منتشر ہو رہی تھیں اور ان کی بو پورے غار میں پھیلی ہوئی تھی۔ غار کے آخری سرے پر پتھر کی ایک لمبی سل پڑی تھی جس پر چند رنگین کپڑے نظر آ رہے تھے اور ان کپڑوں کے اندر کوئی انسانی جسم موجود تھا۔ شاید کسی متبرک ہستی کی لاش جو مقامی لوگوں کے لیے قابل احترام ہو۔ لاش کے سرہانے کچھ ناقابل فہم چیزیں رکھی ہوئی تھیں یہ تھی اس غار کی کل کائنات۔

تجسس اور دلچسپی بڑھ گئی تھی چنانچہ میں غار کے اندر رکھی ہوئی لاش کے بالکل نزدیک پہنچ گیا۔ اور ایک بار پھر مجھے حیرت کا سامنا کرنا پڑا۔ لاش کے پورے بدن میں بچھو گیر لمبی نوک والے خنجر پیوست تھے۔ یہ خنجر بکلی کے خوبصورت دستوں والے تھے جہاں وہ پیوست ہوئے تھے وہاں سے خون بھی نکلا تھا لیکن یہ خون جم کر سیاہ ہو گیا تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ اس کو طویل عرصہ گزر گیا ہے۔ گویا یہ کوئی تھی ہے، اسے قتل کیا گیا ہے۔

اب میں نے لاش کا چہرہ دیکھا۔ اور بالوں سے بے نیاز سر چمکتا ہوا تھا۔ آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر ایسا سکون تھا جیسے اسے ان خنجروں سے کوئی اذیت نہ ہوئی ہو حالانکہ قتل ہونے والے کے چہرے پر اذیت کے آثار ہونے چاہئیں تھے۔ اس کے علاوہ جو چیز حیران کن تھی وہ یہ تھی کہ لاش کی شکل نہیں بگڑی تھی۔ اس کے جسم سے تعفن بھی نہیں اٹھ رہا تھا۔ حالانکہ خون کی کیفیت بتاتی تھی کہ اسے مرے ہوئے طویل عرصہ گزر چکا ہے۔

پھر اس کے نزدیک رکھے سامان کی طرف متوجہ ہو گیا سوکھے پھولوں کی ٹوکریاں تھیں جن میں سیال بھرا ہوا تھا۔ میلا اور گدلے رنگ کا سیال، ایک چوکور سی چیز رکھی ہوئی تھی۔ اور ان چیزوں کے ساتھ کچھ تحریر رکھی تھی۔ وہ میرے لئے سب سے زیادہ دلچسپ تھی۔ یہ ایک رول تھا جو کسی جھلی کا بنا ہوا تھا۔ ایسے رول اکثر تحریروں کے لیے

استعمال کئے جاتے ہیں۔

میں نے آگے بڑھ کر اسے کھول لیا۔ ایک اجنبی زبان کی تحریر تھی۔ میں اسے سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔ اور صدیوں نے میری اس کا مفہوم واضح کر دیا۔ تحریر سطر بہ سطر اس طرح لکھی تھی!

عرضہ۔ کراؤ کی سیری آتش فن کا ہزار داں۔۔

نام۔ امبھا کروسا۔

پورساکا آخری پجاری کراس کے بعد پرسلا دے میرا خیال ہے خود کو تنظیم قوتوں کے نام کر دو اور نجات حاصل کرو؟

پھر ایک اور تحریر تھی۔

"تم مجھے دیکھنے والے! میں نے خود کو اشلوک کے حصار میں دیا اور ننگ سے اس غار کا دربان کے پیچھے جو وقت سے پہلے یہاں آئیں گے اور جب تو واقف آئے گا تو سمجھ کر جاگنے کا وقت ہے۔ سو میرے بدن کے سارے خنجر کھینچ لے۔ اور میرے زخموں پر وہ ڈال دے جو برتنوں میں بند ہے۔ پھر چوکی اس کر میرے حلق میں اتار دے تب میں جاگ جاؤں گا۔ اور موت کی وادیوں میں جو کچھ دیکھا وہ میری آنکھوں میں محفوظ ہوگا۔ صدیوں میں وہ جان لوں گا جو نہ جانتے ہو دوسرے۔

امبھا کروسا

"سو پروفیسر! یہ تو کچھ میری ہی نسل سے تھا۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"
"ہاں، لیکن تم نے کوئی تحریر نہیں چھوڑی تھی" شادو مسکرایا۔
"اس کی وجہ تھی"
"کیا؟" پروفیسر شادو نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
"اس نے اپنا کام ادھورا چھوڑا تھا۔ وہ دوسروں کی مدد کا محتاج تھا جبکہ میں ہر طرح خود کفیل تھا۔ میں ایک مخصوص وقت پر خود جاگ سکتا

تھا۔ اس کے علاوہ اس نے اپنی پہلی اور آخری کوشش کی تھی۔ اس نے جو تحریر کیا تھا اس کی نوعیت مختلف تھی۔"

"وہ کیا؟"

"میں نے ایک مخصوص طریقے سے اس نے خود کو قتل کیا تھا لیکن مختصر سی موت کی ایک میعاد تھی۔ اور اس کے بعد جو بھی اسے تھے۔ سوال صرف ان لمحات کے لیے جو اس کی زندگی میں باقی رہ گئے اپنا عہد پورا کر کے کیفیت دور کر گئی تھی۔"

"تھا اپنا تجربہ بیان کر سکتے ہیں؟" پروفیسر نے پوچھا۔

"ہاں اسے ایک باب کے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اتنا عام بھی نہیں کہ ہر شخص کر سکے۔"

"سمجھی" خاور نے کہا۔ اور پھر خاموش ہو کر اس کے آگے بولنے کا انتظار کرنے لگا۔

"تو پروفیسر میں نے اس شخص کی تحریر پڑھی۔ جس کا نام امبھا کروسا تھا اور پھر یہ تو ناممکن تھا کہ میں اس کے کہنے کے مطابق نہ کرتا۔ اس کی ہدایات بڑی دلکش تھیں۔ پہلے میں نے اس کے بدن کے سارے خنجر کھینچ لیے جو پیچھے سے خون آلود تھے گویا اس کے بدن میں پیچھے کا خون متحرک اور تازہ تھا۔ میں نے سارے خنجر کھینچ لیے۔ اور پھر جسم کی تو ٹیلیں کھول کر ان کا سیال اس کے زخموں پر ڈال دیا۔ سارے کام میں نے اس کے کہنے کے مطابق کئے تھے۔

تب میں نے دیکھا کہ اس کے زخم حیرت انگیز طور پر مندمل ہو رہے تھے۔ اس کام میں کافی وقت لگا لیکن اس وقت جب تک سورج نہیں ڈوبا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ خون کی مانند سرخ آنکھیں جنہیں اس نے کھولتے ہی بند کر لیا۔ اور پھر دیر تک بند کئے رہا۔ ابھی اس کے حواس واپس نہیں آئے تھے۔

لیکن اس میں زیادہ دیر نہیں لگی۔ اس نے پھر آنکھیں کھول دیں اور پھر انہیں بار بار کھولنے اور بند کرنے لگا۔ تب میں نے اس کے پیچھے رکھے ہوئے کپڑوں میں سے ایک شیشی حاصل کی اور اس کے سیال میں بھگو کر اس کی آنکھوں پر رکھ دیا۔

امبھا کروسا کو اس سے شدید فرحت محسوس ہوئی تھی۔

اس نے جنبش نہیں کی اور اسی طرح خاموش پڑا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے اس کی آنکھوں سے کپڑا اٹھایا۔ اور پھر اس کے بالکل سامنے آ گیا۔ اس کی آنکھوں کی پتلیاں گردش کر رہی تھیں۔ وہ انہیں ہلانا سیکھ رہا تھا۔ ہاں پروفیسر اس کی کیفیت اس نوزائیدہ بچے کی سی تھی جو کچھ نہیں جانتا۔ شاید اسے امید نہیں تھی کہ اس کے جاگنے کے بعد اس کی حالت کیا ہو گی۔

لیکن اس وقت وہ بالکل بے بس تھا۔ میں نے اس کی حالت دیکھی اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ یہ شخص اپنی حالت میں واپس نہیں آ سکتا تھا اگر اسے ایک مخصوص انداز میں بیدار نہ کیا جاتا۔ اور یہ طریقہ میں جانتا تھا۔

چنانچہ میں نے اس کے سینے پر زوردار گھونسہ رسید کیا اور اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار نمودار ہو گئے۔ گو اس کے اندر اٹھنے ... بھاگا تھا۔ پھر میں نے اسے اٹھا کر دور پھینک دیا۔ اسے شدید چوٹ لگی تھی۔ لیکن گرتے ہوئے اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ میں پھر اس کے قریب پہنچ گیا۔ اور میں نے پھر اسے اٹھا کر پھینک دیا۔

اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس بار اس نے خود کو سنبھالنے کے لیے دونوں ہاتھوں کا سہارا لیا تھا۔ میں تیسری بار اس کے نزدیک پہنچا اور اس کی آنکھوں میں خوف کے آثار ابھر آئے میں نے اٹھایا۔

"اس بار میں تمہیں پوری طاقت سے زمین پر دے ماروں گا۔" میں نے خوفناک انداز میں کہا۔ اور اس نے گردن ہلائی۔ پھر اس کے منہ سے خفیف سی آواز نکلی۔

"نہیں۔ نہیں۔ رک جاؤ۔"

"ہرگز نہیں۔ میں تمہیں مار ڈالوں گا۔" میں نے اسے پھر ایک طرف پھینک دیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ آہ رک جاؤ۔" اس نے کہا۔ اور میں نے اسے سہارا دینے کے لئے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

اس نے سہمے ہوئے انداز میں ہاتھ آگے بڑھایا۔ تب میں نے اسے اٹھا کر کھڑا کر لیا۔ اور وہ کھڑے ہو کر جھومنے لگا۔ ابھی اس کے جسم میں خون رواں نہیں ہوا تھا۔ تب میں اسے سہارا دے کر غار میں چلانے پھرانے لگا۔

اور تھوڑی دیر کے بعد وہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ اس نے ... برسوں کے مراحل لمحات میں طے کر لیے تھے۔ اور یہ میری کوشش تھی پھر اس کے حواس پوری طرح بحال ہو گئے۔

"امبھا کروسا کیا تم خود کو جانتے ہو؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں۔ ہاں میں امبھا کروسا ہوں۔"

"اب تم ٹھیک ہو۔ انتظار کرو۔ میں تمہارے لئے پھل لے کر آتا ہوں۔" میں نے کہا اور پھر میں اس غار سے ... نکل گیا۔ باہر پھل موجود تھے۔ میں نے ان میں سے تھوڑے سے ... تھے۔ بچے ہوئے پھل لے کر میں اس کے پاس آ گیا۔

امبھا کروسا زمین پر بیٹھا کراہ رہا تھا۔ میرے پہنچنے سے ... بدن میں کافی جان آ گئی تھی۔ میں نے اسے پھل دیے جنہیں ... تھوڑی ہی دیر میں چٹ کر لیا اور پھر شاید اس کے بدن میں کچھ توانائی آئی وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"مجھے بھوک لگ رہی ہے۔" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"وہ، ہاں ان پھلوں سے تمہارا کوئی بھلا نہیں ہوا ہو گا لیکن میرے دوست ان کے علاوہ یہاں کچھ اور تھا بھی نہیں۔"

"لیکن میں بھوکا ہوں۔" وہ بچے کے لہجے میں بولا۔

"تب آؤ باہر آؤ۔" میں نے کہا۔ اور وہ میرے ساتھ چل پڑا۔ وہ بھی لنگ کر باہر آیا اور متحیرانہ نگاہوں سے اس ماحول کو دیکھنے لگا

"اوہ یہ سب کچھ بدل گیا۔ یہ سب کچھ کتنا بدل گیا۔" اس کے منہ سے آواز نکلی۔

"تمہاری بھوک کے لیے میں کیا بندوبست کروں؟"

"ان درختوں میں اور کچھ نہیں ملے گا۔ میں سخت بھوکا ہوں۔ اور محسوس کر رہا ہوں کہ اگر مجھے کچھ کھانے کو نہ ملا تو حواس کھو بیٹھوں گا۔"

"ہوں۔" میں نے ایک گہری سانس لی۔ اب شکار کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ اتفاق سے ایک جنگلی بکری دوڑتی آ نکلی تھی اور میں اس کے پیچھے دوڑنے لگا۔ میں نے بکری کو پکڑ لیا۔ کافی طاقت ور تھی اور خوب اچھل کود رہی تھی۔ میں نے اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر چیر دی۔ بیچاری تڑپنے لگی اور پھر اس کی کھال اتارنے لگا۔ جو گوشت میں سے ابلتی ہوئی ... اور پھر میں نے اس کا پیٹ صاف کیا اور اسے گوشت ڈال دیا۔ امبھا کروسا زمین پر لیٹ گیا تھا۔ اس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔

.... بکری بھن گئی تو میں اسے لے کر اس کے قریب پہنچ گیا

"امبھا کروسا۔" میں نے اسے آواز دی۔

"ہاں۔" وہ مدہم سے لہجے میں بولا۔

"اٹھو، یہ کھا لو۔" میں نے کہا اور کھانے کے نام کے ساتھ ہی اٹھ گیا۔ اس نے یہ نہیں دیکھا تھا کہ کھانے والی چیز کیا ہے۔ پھر اس شخص کی خاطر شروع کر دیا اور جس انداز میں وہ کھا رہا تھا اسے دیکھ کر تحیر ہی تھا۔ درمیانے بدن کے انسان کے لیے ایک پوری بکری کم نہیں ہوتی۔ امبھا کروسا پوری بکری ہضم کر گیا۔ اور اس کے چہرے پر اطمینان ... پھر وہ ایک پتھر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اس نے... آنکھیں بند کر لی تھیں۔

لیکن دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ اس نے آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا۔ دیکھتا رہا پھر بولا۔ "تم۔ تم کون ہو؟"

"خوب، اس کا مطلب ہے کہ اب تم مکمل حواس میں ہو۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"لیکن تم کون ہو؟"

"ایک مسافر۔"

"کہاں سے تعلق رکھتے ہو؟"

"اسی زمین سے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن زمین کے کون سے خطے سے؟"

"خطوں کی تفریق انسانوں نے کر رکھی ہے۔ میں صرف اپنا تعلق زمین سے سمجھتا ہوں۔" اس نے جواب دیا اور وہ مجھے غور سے دیکھنے لگا۔

"کم از کم ان علاقوں کے تو معلوم نہیں ہوتے۔"

"ہاں، اس علاقے کا نہیں ہوں۔"

"پھر کہاں سے آئے ہو؟"

"کہا نا کہ ایک مسافر ہوں۔ بے منزل مسافر جو بھٹکتا ہوا ادھر نکل آیا ہے۔"

"اوڈانا قبیلے کے بارے میں جانتے ہو؟"

"نہیں۔"

"نہ جانے ان کا وجود ہے یا مٹ گیا۔" وہ جیسے خود سے بولا۔ میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ وہ چند ساعت خیالات میں ڈوبا رہا پھر وہ چونک پڑا۔ "لیکن تم۔ تم اس غار تک کیسے پہنچ گئے۔ تمہیں میرے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟ آہ کیا تم ہی وہ ہو جس نے۔ جس نے مجھے دوبارہ زندگی میں داخل کیا ہے۔"

"ہاں امبھا کروسا۔ میں نے تمہاری وہ تحریر پڑھی تھی۔"

"اوہ۔ تم میری توقع کے برخلاف ہو۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ لیکن کیا میری قید ختم ہو گئی۔ میرے علم نے یہ تو نہیں کہا تھا۔"

"تم اپنے ذہن پر آہستہ آہستہ زور ڈالو۔ ایک دم ساری باتوں کے بارے میں جان لینا تمہارے حق میں بہتر نہ ہو گا۔"

"تم بہت ذہین معلوم ہوتے ہو مسافر۔ تمہارا نام کیا ہے؟"

"صدیوں کا بیٹا۔" میں نے جواب دیا۔

"کیا؟" وہ تعجب سے بولا۔

"ہاں میں نے تمہیں اپنا درست نام بتایا ہے۔"

"لیکن یہ نام تو نہ ہوا۔" اس نے کہا۔

"اب جو کچھ بھی ہے۔"

"بہر حال مسافر ابھی میرا ذہن پوری طرح جاگا نہیں ہے۔ لیکن۔ لیکن مجھے تو بھوک لگ رہی ہے۔"

"کیا؟" میں نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ دیں۔

"ہاں میں بھوکا ہوں۔"

"تم ایک پوری کی پوری بکری چٹ کر گئے ہو امبھا کروسا۔"

"کیا؟" وہ اچھل پڑا۔

"بکری۔ بکری۔"

"تت۔ تو کیا۔ کیا میں نے گوشت کھایا تھا؟"

"تم گوشت نہیں کھاتے؟" میں نے پوچھا۔ لیکن امبھا کروسا

کے چہرے پر دکھ کے آثار نظر آرہے تھے۔ اس کے انداز سے لگ رہا تھا جیسے اسے سخت صدمہ ہوا ہو۔ اس اجنبی انسان کی کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔"

"اور وہ گوشت بکری کا تھا؟" بالآخر اس نے بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں۔" مجھے غصہ آنے لگا تھا۔

"وہ بکری کہاں سے آئی تھی؟"

"آسمان سے اتری تھی تمہارے لیے۔ امبھاکروسا صاحب تم پاگلوں کی مانند گفتگو کر رہے ہو۔ بہتر ہے تم اپنے ذہن پر زور دو، خود"

"تم نے اسے شکار کیا ہوگا؟" وہ پاستہ سی لہجے میں بولا

"جی نہیں وہ خود ہی دوڑتی ہوئی میرے پاس آگئی تھی اور اس نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ اسے کاٹ کر بھون لیا جائے اور امبھاکروسا کے پیٹ میں پہنچا دیا جائے۔" لیکن میرے ان الفاظ کا بھی اس نے نوٹس نہیں لیا اور گردن جھکالی۔ پھر میں نے اس بے وقوف انسان کی آنکھوں سے آنسو بہتے دیکھے۔ وہ آہستہ آہستہ کچھ بڑبڑا رہا تھا۔

"تو جانتا ہے، تو جانتا ہے۔ اس میں میرا قصور نہیں تھا۔ میں بھوک سے جان دے دیتا لیکن کسی دوسرے جاندار کو پیٹ کا ایندھن نہ بناتا۔ قصور میرا نہیں ہے۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ میں نے اب حیران ہونے کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا چنانچہ میں خاموشی سے اسے روتے بلکتے دیکھتا رہا۔ پھر وہ خود ہی خاموش ہو گیا اور میری طرف دیکھنے لگا۔ مجھ پر جھنجھلاہٹ سوار ہونے لگی تھی۔

"اگر تم رو چکے ہو تو میں جاؤں؟" میں نے کہا۔

"کہاں، کہاں جاؤ گے؟"

"زمین اس علاقے میں سمٹ کر نہیں رہ گئی ہے۔" میں نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"نہیں۔ لیکن اگر ابھی نہ جاؤ تو کیا تمہارا کوئی نقصان ہو جائیگا؟"

"ہاں۔ میرا دماغ خراب ہو جائے گا اور اگر زیادہ خراب ہو گیا تو پھر میں تمہیں دوبارہ سلا دوں گا۔ کبھی نہ جاگنے کے لیے۔"

"اوہ،" امبھاکروسا نے مجھے تعجب سے دیکھا۔ اور پھر اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ "عجیب گرم انسان ہے۔" میں نے سوچا۔ "تمہارا مذہب کیا ہے نوجوان؟" اس نے تھوڑی دیر کے بعد پوچھا۔

"بہتے ہوئے خون کا پجاری ہوں۔"

"کیا؟ کس کے پجاری؟" وہ حیران ہو کر بولا۔

"بہتے ہوئے خون کا۔ میرے قبیلے کے لوگ صبح کی عبادات میں ہزاروں انسانوں اور جانوروں کو ذبح کرتے ہیں اور پھر ان کے خون سے جو ندی بہتی ہے، ہم اس کی پوجا کرتے ہیں اور اپنی پیشانیوں پر اس خون کا تلک لگاتے ہیں۔" میں نے جھلاتے ہوئے انداز میں جواب دیا۔ امبھاکروسا کا رنگ فق ہو گیا تھا۔ وہ بدحواس نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

"خود تم نے بھی انسانوں کو قتل کیا ہوگا؟"

"بے شمار۔ مجھے شانوں سے گردنیں اتارنے میں بڑا لطف آتا ہے۔" میں نے جواب دیا۔ امبھاکروسا نے دونوں ہاتھ سر پر پکڑے رکھے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ چونک پڑا۔ اور مجھے دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ کھلنے لگی تھی۔

"اوہ، تم نے جھنجھلاہٹ میں یہ بات کہی ہے۔ تم مجھ سے الجھ رہے ہو۔ کیا واقعی تم مجھ سے الجھ رہے ہو؟"

"یہ بھی پوچھنے کی بات ہے؟"

"لیکن کیوں؟"

"تم جب سے پیدا ہوئے ہو تم نے کوئی عقل کی بات کی ہے؟"

"شاید نہیں۔ لیکن میں کیا کروں۔ میرے قبیلے کے لوگ مجھے سب سے بڑا روحانی معالج مانتے تھے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"تب تمہارے قبیلے کے لوگ تم سے زیادہ پاگل ہوں گے۔"

"شاید۔ شاید تم درست ہی کہتے ہو؟" اس نے نرم لہجے میں کہا۔

"تمہاری دماغی حالت اب کیسی ہے۔ یہ بتاؤ؟"

"اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

"بھوک کی کیا کیفیت ہے؟"

"بھوک۔ تم نے اب ایسی چیز کھلا دی ہے کہ اب بھوک کا احساس نہیں رہا۔ لیکن نہ جانے کیوں اتنی بھوک لگی تھی؟"

"لیکن تم تو بکری ہضم کرنے کے بعد بھی بھوکے تھے۔"

"اب بھی بھوکا ہوں، لیکن یہ نفس ہے۔ روح پر غالب آنے کی کوششیں جاری رہتی ہیں اور وہ جسم کے تابع ہونے کی کوشش کرتی ہے لیکن اب میرے حواس بحال ہو گئے ہیں۔ اب مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں رہی ہے۔"

"رو کیوں رہے تھے؟"

"اوہ، پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لیے کسی جاندار کی جان لینا ہمارے لیے سب سے قبیح فعل ہے۔ ہر ذی روح اپنا الگ وجود رکھتی ہے اور کسی کو حق نہیں ہے کہ دوسری زندگی کو اپنے مصرف میں لائے۔ یہی اس کی تعلیمات ہیں اور ان کی پیروی۔ لیکن میرا قصور نہیں ہے۔ میں نے توڑ۔"

"کس کی تعلیمات ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"وہ جس نے نجات کا راستہ دکھایا۔ وہ جو عظیم ہے اور جس کی تعلیمات عالم میں پھیلتی جا رہی ہیں۔"

"لیکن وہ کون ہے۔ اس کا کوئی نام تو ہوگا؟"

"ہاں، کھتری ریاست کا شہزادہ گوتم، کپل وستو کے راجہ شدھودن کا بیٹا جس کا اصلی نام سدھارتھ تھا جس نے مہاتیاگ لیا اور اس کے بعد علم کی روشنی سے زمین جگمگا دی۔ یہ اس کی تعلیمات ہیں لوگ اسے مہاتما بدھ کے نام سے جانتے ہیں۔"

"تم اس کے پیرو ہو؟"

"ہاں میں اس کا غلام ہوں۔"

"تمہارے ہاں گوشت نہیں کھایا جاتا؟"

"نہیں ہم اپنے نفس کو رام کرنے کے لیے کسی دوسرے جاندار کو نقصان نہیں پہنچاتے۔ زمین پر رینگنے والی چیونٹی بھی جینے کا حق رکھتی ہے۔ کیونکہ وہ خود بخود نہیں پیدا ہوئی۔"

"کیا تم تبتی ہو؟" میں نے پوچھا۔

"یہاں کا دوزخ بھرنے کے لیے مجبوریاں ہوتی ہیں، جو بھی چیز مل جائے۔" اس نے جواب دیا۔

"کیا نام ہے تمہارے قبیلے کا؟"

"ارلاؤ۔" وہ گہری سانس لے کر بولا۔

کافی دیر وہ کھلی ہوا میں بیٹھا رہا۔ اس کی حالت اب خاصی درست ہو گئی تھی۔ وہ مجھے دیکھ دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔ اور میں بھی اس میں دلچسپی لے رہا تھا۔ میں اس کے بارے میں بہت کچھ جاننا چاہتا تھا کیونکہ ... میں نے اس میں ندرت پائی تھی۔

لیکن اب اس کے لیے تھوڑی دیر تک آرام کرنا بھی ضروری تھا چنانچہ میں نے اسے اس کا مشورہ دیا۔ "امبھاکروسا! اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

"ایں۔ اوہ" کسی خیال سے چونک پڑا۔

"مجھے اجازت دو گے؟"

"تم کہاں جاؤ گے مسافر؟"

"مسافر سفر کرتا ہے۔ جہاں بھی نکل جاؤں، منزل کا کوئی تعین نہیں ہے۔"

"لیکن میں ابھی تمہارے ساتھ رہنے کا خواہش مند ہوں۔ اگر تمہارے پاس وقت ہو تو کچھ عرصہ میرے ساتھ گزارو۔ میں تمہارے بارے میں حیران بھی ہوں۔"

"کیوں؟"

"مجھے تھوڑا سا علم آتا ہے۔ جس وقت تم نے بتایا کہ تم خون کے پجاری ہو تو میں نے اپنے علم کو آواز دی اور تب مجھ پر کھلا کہ تم میری حالت کی وجہ سے ایسی بات کہہ رہے تھے۔"

"یہ ٹھیک ہے تمہارے رویے سے مجھے غصہ آگیا تھا۔" میں نے جواب دیا۔

"اس کے علاوہ تمہارے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم ہو سکا۔"

"تمہارا علم تمہیں بتا دے گا۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"میں ایک طویل عرصے کے بعد جاگا ہوں۔ ابھی میری حالت ٹھیک نہیں ہے۔ مجھے تمہارے سہارے کی ضرورت ہے، کیا تم مجھے سہارا دو گے؟"

"ضرور، لیکن اس حالت میں کہ اگر تم حواس میں رہو۔ تمہاری بد حواسی مجھے گراں گزر رہی ہے۔" میں نے صاف الفاظ میں کہا۔

"میں پوری کوشش کروں گا۔"

"تب ٹھیک ہے کیا ہم واپس غار میں چلیں؟"

"چلو۔ میرے ذہن میں بے شمار الجھنیں ہیں۔ میں ایک ایک دور کروں گا۔ مجھے تمہارے سہارے کی سخت ضرورت ہے۔" اس نے لجاجت بھرے انداز میں کہا۔ میں اسے واپس غار میں لے آیا۔ وہ غار کی ساری چیزوں کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ آہستہ سے بولا۔ "نہ جانے میرے قبیلے کا کیا حشر ہوا؟"

"کیا تم اپنے اندر کمزوری محسوس کر رہے ہو؟" میں نے پوچھا

"کوئی خاص نہیں۔ بس بھوک لگ رہی ہے۔"

"کیا تمہارا جسم اور معدہ اسے قبول کر سکے گا؟" میں نے پوچھا اور وہ کچھ سوچنے لگا، پھر بولا۔

"میرا خیال ہے نہیں۔ بس ایک تشنگی سی ہے۔"

"میرا خیال ہے یہ طویل عرصے کی بھوک ہے۔ زیادہ کھاؤ گے تو مر جاؤ گے۔"

"شاید۔" اس نے آہستہ سے کہا، پھر بولا۔ "ویسے تم حیرت انگیز ہو۔ اگر تمہارا تعلق ان علاقوں سے نہیں ہے اور لگتا بھی یہی ہے تو پھر تم ہماری زبان سے کیسے واقف ہو؟"

"میں دنیا کی بے شمار زبانوں سے واقف ہوں۔"

"ہاں تم حیرت انگیز انسان ہو، تم نے سب کچھ میری ہدایات کے مطابق کیا۔ لیکن آہ۔ میرے ذہن میں اب بھی خلشیں باقی ہیں۔ تم نے مجھے اٹھا کر زمین پر کیوں مارا تھا؟"

"اپنے علم سے پوچھو۔" میں نے جواب دیا۔

"تم ہی بتا دو۔" اس نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

"بات بہت طویل ہو جائے گی۔" میں نے کہا۔

"کیا مطلب؟" امبھاکروسا نے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ امبھاکروسا تمہیں شروع سے اپنے بارے میں بتانا پڑے گا کہ تم نے جو کوشش کی تھی، وہ کن خیالات پر مبنی تھی۔ تم کیا چاہتے تھے اور کتنا عرصہ تمہیں اسی حالت میں گزر گیا اور اس دوران تم نے کیا کچھ کیا۔ تم یہ سب کچھ بتاؤ گے۔" میں نے کہا اور امبھاکروسا کسی سوچ میں ڈوب گیا۔ چند ساعت کے بعد

اس نے کہا۔
"اور میں تمہیں یہ سب کچھ بتا دوں گا۔ اس میں چھپانے کی
کوئی بات نہیں ہے۔" اس نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے ابھیکا کرسا، تب تم مجھے بتا دو۔"
"پہلے تم میری ایک بات کا جواب دو۔" اس نے مجھے دیکھتے
ہوئے کہا۔
"چلو پوچھو۔"
"یہ بتاؤ کہ مجھے اس حالت میں دیکھ کر تمہیں کوئی حیرانی نہیں ہوئی، حالانکہ خود میرے اپنے قبیلے کے لوگ اس وقت یہی سمجھتے تھے کہ میں پاگل ہو گیا ہوں اور جان دینے پر آمادہ ہو چکا ہوں۔ انہوں نے اسے صرف ایک ہذیان سمجھا تھا۔ اور ایک طویل عرصے تک وہ لوگ یہی سوچتے رہے تھے کہ میں نے جو کچھ کہا ہے اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ اس کے پیچھے کوئی جادو حاصل کرنے کا جنون کارفرما ہے لیکن میرے ذہن میں یہ بات نقش تھی اور مجھے یقین تھا کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں، اس کا نتیجہ وہی نکلے گا جو میرے ذہن میں موجود ہے۔ ہاں میں نہیں جانتا تھا کہ جب میں جاگوں گا تو وہ حالات کیا ہوں گے۔"
"ٹھیک ہے، لیکن وہ سلسلہ کیا تھا؟"
"میں تمہیں بتا چکا ہوں نوجوان، کہ میں بدھ مت کا پیرو ہوں، ہمارے ہاں بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو ہمیں ترکِ دنیا سکھاتی ہیں۔ ہم دنیا سے اس طرح نجات حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ بدھ کی تعلیمات کا ایک حصہ ہیں۔
گوتم مہاتما بدھ نے یہ نہیں کہا کہ انسان دنیا میں رہ کر دنیا کو چھوڑ دے لیکن انہوں نے نفس کو قتل کرنے کا مشورہ اپنے ہر سبق میں دیا ہے۔ اس وقت جب میں اپنے قبیلے میں روحانی رہنما کی حیثیت سے مقبول تھا کہ ایک دن مجھے اپنی مقبولیت کا خیال آیا۔ میں نے سوچا کہ یہ سارے لوگ میرا کتنا احترام کرتے ہیں کتنی عزت کرتے ہیں، دنیا کی ہر آسائش مجھے حاصل ہے۔ تب مجھے احساس ہوا کہ ان آسائشوں کو حاصل کر کے میں گناہ کر رہا ہوں اور یہ گناہ ناقابلِ معافی ہے۔
اگر میں اسی دنیا میں انہی حالات میں رہتا تو دنیا سے دور نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ میرا احترام کرنے والے اپنے احترام میں کمی نہیں کر سکتے تھے۔ سو میں نے یہی سوچا کہ خود کو کسی ایسی تکلیف میں ڈالوں کہ اب تک جو آسائشیں مجھے میسر رہی ہیں، ان کا کفارہ بھی ادا ہو جائے اور میں نجات بھی حاصل کر سکوں۔ اسی طرح میں آسائشوں کی زندگی سے دور ہو سکتا تھا۔
میرے علم نے مجھے بتایا کہ اگر میں خاص انداز میں کچھ جڑی بوٹیوں کا سہارا لے کر ایک خاص انداز میں موت کی نیند سو جاؤں تو ایک طویل عرصے کے بعد میری زندگی مجھے واپس مل جائے گی۔
جب میرے علم نے مجھے یہ بتایا نوجوان، تو میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کیوں نہ میں بدھ کی تعلیمات کا سہارا لے کر یہ دیکھوں کہ انسان کہاں تک ترقی کرتا ہے اور وہ دور جس میں میری زندگی مجھے واپس ملے گی کون سا دور ہوگا، اس میں کون سی تبدیلیاں ہوں گی۔ سو میں نے جڑی بوٹیوں سے ایسا محلول تیار کیا کہ وہ نئی زندگی حاصل کرنے میں میرا معاون ثابت ہو۔
میں نے چند روز جانوروں پر اس محلول کے تجربات کیے اور جب اپنے تجربات میں کامیاب ہو گیا تو میں نے اس غار میں آ کر خود کو ہلاک کر لیا۔ یہ جو تم نے میرے بدن سے نکالے ہیں، میں نے اپنے ہاتھ سے اپنے بدن میں داخل کیے تھے اور کوشش کی تھی کہ تڑپنے بھی نہ پاؤں۔ بڑا اذیت ناک لمحہ آیا وہ وقت تھا نوجوان لیکن میں اس کڑے وقت کو جھیل گیا۔ یہ میرے گناہوں کا کفارہ تھا۔ میں نے ایک تحریر لکھ کر چھوڑی اور غار کے دہانے کو اس قدر تنگ کر دیا کہ لوگ مجھ تک نہ پہنچ سکیں۔ ہاں میں نے اپنے علم سے اس وقت کا تعین کر رکھا تھا کہ جب میں جاگ جاؤں گا سو میرے لوگ اس وقت میرے پاس پہنچ سکتے تھے اور میرے علم کی طاقت اس غار کے دہانے کو اس قدر کشادہ کر دیتی کہ وہ داخل ہو سکتے۔ اور اندر داخل ہونے والے نوجوان میں نے یہ تحریر تمہارے ہی لیے رکھی تھی، سو تم آ گئے اور یہ اتفاق ہی ہے کہ اتنے دنوں میں تم نے سارے کام میری مرضی کے مطابق کیے جن سے میں زندگی پا سکتا تھا۔"
"خوب ابھیکا کرسا، خوب۔ بہر صورت تم صاحبِ علم ہو لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔" میں نے کہا۔
"کون سی بات؟" اس نے پوچھا۔
"ابھیکا کرسا، تم نے کہا کہ تم نے غار کے دہانے کو تنگ کیا اور پھر تمہارے علم نے اسے کشادہ کر دیا۔ کیا تمہارا علم اتنا … اور اسے کھولنے کی قوت رکھتا ہے؟" میں نے پوچھا اور ابھیکا کرسا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔
"ہاں علم بڑی قوت رکھتا ہے۔ کیا تم اس چھوٹے سے دہانے کو ایک بڑے دروازے کی شکل میں دیکھنا پسند کرو گے؟" اس نے کہا اور میری آنکھوں میں دلچسپی امڈ آئی۔ ظاہر ہے میں اس سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے گردن ہلا دی۔
"تب تم یہ کھیل دیکھو اور اس کے بعد یہ سمجھ لینا کہ میرا علم اتنا کمزور نہیں ہے۔" اس نے کہا اور پھر وہ آنکھیں بند کر کے پر لیٹ گیا۔
میں حیرت اور دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ابھیکا کرسا …

نے آنکھیں بند کر لیں اور دونوں ہاتھ سینے پر رکھ لیے۔ عجیب سا لگ رہا تھا وہ۔ پھر اس کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہلنے لگے۔ وہ کچھ پڑھ رہا تھا اور چند ساعت اسی طرح بڑبڑاتا رہا۔
اس کے بعد دفعتاً روشنی تیز ہونے لگی اور میں نے چونک کر روشنی کی جانب دیکھا۔
چٹانیں اپنی جگہ چھوڑ رہی تھیں اور دروازہ چوڑا ہو رہا تھا۔ اور میری آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں۔
مشرق میں میں نے جادو دیکھا تھا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ میری زندگی کا بدترین دور تھا جس میں میں دوسروں کے ہاتھوں الجھن کا شکار رہا اور جادو سیکھنے کی کوشش میں ذلیل و خوار ہوا۔
لیکن میں جادو نہیں سیکھ سکا تھا۔ مشرق کا یہ علم میرے لیے کافی دلکش تھا لیکن پروفیسر ڈیسائے سیکھنا میرے مقدر میں نہیں تھا۔ اب اس شخص کی یہ انوکھی قوت دیکھ کر میرے ذہن میں پھر دلچسپی ابھر آئی اور میرے دل میں اس کی عزت بڑھ گئی۔ میں نے سوچا کہ میں اس شخص کی زیادہ سے زیادہ خدمت کروں تاکہ وہ میرا دوست بن کر مجھے یہ علم دے سکے۔
غار کا دروازہ اتنا کشادہ ہو گیا تھا کہ اب اس سے دو تین آدمی بآسانی گزر سکیں۔ تب ابھیکا کرسا نے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے دروازے کی طرف دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔
"بہت خوب، میں تمہارے علم کا قائل ہو گیا ابھیکا کرسا۔"
"اس طرح میں نے اب اس دور میں آنکھ کھولی ہے، بتاؤ کتنا وقت بیت گیا ہے؟"
"تم نے اپنے جاگنے کے لیے کسی وقت کا تعین کیا ہوگا؟"
"ہاں، ڈھائی صدی کا اندازہ لگایا تھا میں نے۔"
"یہ تو زیادہ وقت نہیں ہے، میرے خیال میں تمہارے …"
میں ایک لمحہ رک گیا۔ مجھے وہ لوگ یاد آ گئے تھے جو یہاں پوجا کرنے آئے تھے۔
"ہاں تمہارے خیال میں؟" ابھیکا کرسا نے پوچھا۔
"اب یہ صرف خیال نہیں بلکہ حقیقت ہے ابھیکا۔"
"کیا؟"
"یہی کہ تمہارا قبیلہ موجود ہے اور اس نے تمہیں بھلایا نہیں ہے۔"
"کیوں، تم یہ بات کس طرح کہہ سکتے ہو؟"
"اس لیے کہ تمہارے قبیلے کے لوگ اب بھی تمہارے پاس آتے ہیں۔ وہ تمہارے جاگنے کے منتظر ہیں اور یہاں آ کر پوجا کرتے ہیں۔"
"تمہیں کیسے معلوم؟"
"میں نے انہیں خود دیکھا ہے!"
"کب، کہاں؟" اس نے بے اختیار پوچھا۔ اس کے چہرے پر خوشی نظر آنے لگی تھی اور جواباً میں نے اسے تفصیل بتائی۔ ابھیکا کرسا بہت خوش نظر آ رہا تھا۔ پھر اس نے آنکھیں بند کر کے کہا۔ "تو میرے قبیلے نے مجھے یاد رکھا ہے۔"
"یقیناً۔"
"مجھے ان کی سلامتی کی خوشخبری سن کر بہت خوشی ہوئی ہے ورنہ یہاں اس ماحول میں کافی تبدیلیاں ہو گئی ہیں۔ کیا تم انہی کی وجہ سے اس غار کی طرف متوجہ ہوئے تھے؟"
"ہاں۔"
"یہ سب قدرت کے راز ہیں جن کے بارے میں اس نے کھل کر بتایا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ ہر کام قدرت کے اصولوں کے مطابق ہے۔ تم جو سوچ سکتے ہو وہ موجود ہے اور ممکن ہے۔ ناممکن بات تمہارے ذہن میں آ ہی نہیں سکتی اور کتنا سچ کہا ہے اس نے۔"
میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ تب اس نے مجھ سے کہا۔ "لیکن اب تم یہ بتاؤ کہ تم مجھے کیا سمجھے تھے اور تم نے میرے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا؟" میں نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور بولا۔
"یہ تمہارے حق میں بہتر تھا۔"
"کیوں؟"
"تم نے اپنے جاگنے کے بعد کے حالات کا تعین نہیں کیا تھا کرسا۔ تم نے یہ نہیں سوچا تھا کہ ڈھائی صدی کے بعد جب تم جاگو گے تو تمہارے اعضا اور تمہارا ذہن سو چکا ہوگا۔ جڑی بوٹیوں نے تمہاری زندگی تمہیں واپس دے دی لیکن اس کے بعد کی بات پر تم نے غور نہیں کیا تھا۔"
"اوہ، کیا مطلب، کیا کہنا چاہتے ہو تم؟"
"تم جاگے ابھیکا کرسا تو تمہارے ذہن میں کچھ نہیں تھا۔ تم اس بچے کی مانند تھے جو نوزائیدہ ہوتا ہے اور اسے دنیا کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ تمہاری آنکھوں کی پتلیاں تک تمہارے قابو میں نہیں تھیں جس طرح ایک نوزائیدہ کسی شے پر نگاہ نہیں جما سکتا۔"
"اوہ۔ پھر؟" ابھیکا کرسا نے تعجب سے پوچھا۔
"اسی طرح تم اپنے اعضا کو بھی جنبش نہیں دے سکتے تھے۔ اگر تم اس حالت میں وقت گزارتے اور ایک سوچ بھی ذہن میں جاتا ابھیکا کرسا تو تم اسی غار میں مر جاتے۔ ظاہر ہے تمہارے ذہن میں کوئی تحریک نہ ہوتی۔ اور تم بھوکوں مر جاتے۔"
"اوہ، تو جو کچھ کہہ رہا ہے وہ ممکن ہے۔ وہ حقیقت ہے۔ پھر اس کے بعد کیا ہوا؟"

"میں نے سوچا کہ تمہیں ہوش میں لانے کے لیے ایسی حرکت ضروری ہے جو تمہیں ہوش واپس کر دے۔ ایک توانا چیز سوچ نہیں سکتا۔ سمجھ نہیں سکتا لیکن کسی تکلیف پر رو سکتا ہے۔ اور یہ احساس زندگی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ تمہارے اعضا کو چوٹ لگی تو خود ان میں تحریک پیدا ہوئی۔ وہ اپنا بھولا سبق یاد کرنے لگے۔ انہوں نے بچنے کی کوشش کی۔ اور یہ کوشش تمہارے حواس میں شامل ہو گئی چنانچہ تم واپس آ گئے۔"

ابھاکروسا دلچسپ انداز میں مجھے دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار تھے۔ پھر اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"لیکن۔ کیا اس حد تک سوچنے والے کو میں کوئی معمولی انسان کہہ سکتا ہوں۔ اور اس کا مطلب ہے کہ تم کوئی صاحب علم ہو۔ لیکن میرے دوست۔ نہ تو تم نے اپنا نام بتایا اور نہ یہ بتایا کہ تمہارا مذہب کیا ہے؟"

"میرا مذہب سفر ہے ابھاکروسا۔ اور میرا نام مسافر۔"

"کیا مطلب۔ آخر کیوں؟"

"میں مذہب کے بارے میں جاننے کا خواہش مند ہوں اور میری یہی جستجو میرا سفر بن گئی ہے۔ ابھی میں انسانیت کی منزلوں کے درمیان بھٹک رہا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

ابھاکروسا چند ساعت تک مجھے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک گہری سانس لی۔

"گہرے انسان ہو۔" ابھاکروسا نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "صاحب علم بھی ہو۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تنہا زندگی میں میری ملاقات کسی ایسے شخص سے ہو جائے گی۔ لیکن تم نے میرے اوپر احسان کیا ہے۔ تم نے جو کچھ بھی کیا ہے اس کے بعد میں شرمندگی محسوس کر سکتا ہوں کہ میری تقدیر نے میرے ساتھ برتری کا فیصلہ کیا تھا۔ اگر تم نہ ہوتے اور تم نے وہ تدبیر اختیار نہ کی ہوتی تو جانے میرا کیا بنتا۔"

"ٹھیک ہے ابھاکروسا۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ میں نے تمہارے ساتھ کچھ کیا ہے تو یہی سہی۔ لیکن اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

"میرے دوست میں تمہیں اپنے دل کی ایک بات بتانا چاہتا ہوں۔"

"وہ کیا؟"

"وہ یہ کہ اگر تم چاہو تو کچھ عرصہ میرے ساتھ رہو۔ میں نے بہت کچھ سیکھا ہے۔ بڑا گیان حاصل کیا ہے میں نے۔ بڑی محنت کی ہے میں نے لیکن اس کے بعد بھی علم کی جستجو اور طلب ہر انسان کو رہتی ہے۔ اگر تمہیں مذاہب کے بارے میں کچھ معلوم ہے یا معلومات درکار ہیں تو تمہاری جستجو میں بہت مدد کر سکتا ہوں اور وہ علوم جو تمہارے سینے میں دفن ہیں وہ تم مجھے دے دو۔ دنیا کو دکھا کر یہ میری زندگی کی خواہش رہی ہے۔"

"ٹھیک ہے ابھاکروسا۔ اگر تمہاری یہ خواہش ہے تو میں تمہارا ساتھ کچھ عرصے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن مجھے بھی کچھ درکار ہو گا۔" میں نے کہا۔

"کیا؟"

"میں تمہاری اس عورت کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں جو پریشانی دروازوں کو رنگ اور کشادہ کر دیتی ہے۔"

"وہ؟" ابھاکروسا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ "تو تم اس کے بارے میں جاننا چاہتے ہو؟"

"ہاں۔"

"میں تمہیں اس کے بارے میں ضرور بتاؤں گا لیکن میں یہ نہیں کر سکتا کہ میں وہ علم تمہارے سینے میں اتار دوں گا۔"

"اس کی پرواہ نہ کرو ابھاکروسا۔ میں جو کچھ چاہتا ہوں اس کے لیے صرف تمہارا تعاون ہی کافی ہو گا۔ باقی کچھ جان سکتا ہوں یا نہیں جان سکتا، اسے میرے اپنے حالات پر چھوڑ دو۔" میں نے کہا۔

"میں تیار ہوں۔" ابھاکروسا نے خوشگوار لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے اٹھ کر دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔

وہ مجھے سینے سے لگانا چاہتا تھا۔ سو میں نے آگے بڑھ کر یہ عمل کیا اور اس نے مجھے سینے سے لپٹا لیا۔

"یہ ہماری دوستی کا ثبوت ہے۔ اس طرح ہم ایک دوسرے کے معاون اور دوست ہوں گے۔" اس نے بھاری لہجے میں کہا اور میں اور ابھاکروسا دوست بن گئے اور اس کے بعد ہمارے درمیان سے تکلف کے بہت سے پردے ہٹ گئے۔

غار میں ہم لوگ بیٹھے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے تب میں نے ابھاکروسا سے پوچھا۔

"اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

"یہ بھی تم ہی بتاؤ میرے دوست۔ کیا میں اپنے آدمیوں کو ... کروں۔ کیا ان لوگوں کے بارے میں سوچوں جو سال ہا سال میرے جسم کو ... تصور کو لیتے ہوئے آتے رہے اور میرے لیے کھانے پینے کی چیزیں ... چھوڑ جاتے رہیں۔ یا پھر اگر تمہاری خواہش ہو تو میں خود ہی ان لوگوں کے درمیان جاؤں اور ان سے ملاقات کروں۔"

"کیا تم اندازہ لگا سکتے ہو ابھاکروسا کہ وہ کتنے عرصے کے بعد تمہارے پاس آتے ہوں گے۔" میں نے پوچھا۔

"نہیں مجھے اس بارے میں کچھ نہیں معلوم۔ میں نہیں جانتا اب ان کی روایات کیا ہیں۔ اور انہوں نے ابھاکروسا کو کیا درجہ دیا ہے اور اس کے سلسلے میں ان کے خیالات کیا ہیں؟"

"تب پھر یہاں رک کر انتظار کرنا بے مقصد ہو گا۔ کیونکہ ...

جہاں ان کے درمیان پہنچ کر ان میں شامل ہو جاتے ہیں، اور یوں بھی ابھاکروسا اگر وہ تمہیں نہیں پہچانتے تو کیا تم انہیں اپنی حیثیت کا احساس دلانا چاہو گے؟"

"ہرگز نہیں۔ میرے مذہب میں یہ گناہ ہے۔" ابھاکروسا نے جلدی سے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"ہاں دوست، ہمارے مذہب میں انکساری اور خود اذیتی سب سے بڑی حیثیت رکھتی ہے۔ ہم سے کہا گیا ہے کہ اپنے نفس کی ذلالت کے لیے ہر رنگ ہر ڈھنگ خود کو مارنے کے لیے تیار رہیں۔ ہم ہر وہ کام کریں جو ہمارا دل چاہتا ہے چنانچہ تمام دنیوی خواہش فطری ہے اور میں خود بھی ان کمزوریوں کا شکار رہا ہوں۔"

"لیکن نفس کشی کی تعلیم جو مجھے دی گئی ہے اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ میں ان کے درمیان کسی بھی حیثیت سے جانا نہیں چاہتا ہاں میں نے جو کچھ سیکھا ہے، جو کچھ کیا ہے، اسے ان تک پہنچانا چاہتا ہوں۔"

"ابھاکروسا کیا تم نے اس عرصے کے دوران کوئی خاص کیفیتیں محسوس کی ہیں؟"

"نہیں۔ نوجوان ساتھی لیکن موت سے پہلے میرے ذہن میں یہ خیال تھا کہ مرنے کے بعد ان وادیوں میں جاؤں گا جہاں ارواح رہتی ہیں۔ وہاں کے حالات دیکھوں گا اور اس کے بعد جب اپنی دنیا میں واپس آؤں گا تو وہاں کے حالات میری نگاہ میں ہوں گے۔ اس صورت میں میں عجیب و غریب شخصیت کا حامل بن جاؤں گا اور وہ پہیلیاں حل کر سکوں گا جو صرف موت کے بعد کی جا سکتی ہیں۔ جب کہ میں ایک زندہ انسان ہوں۔"

"تو پھر تم نے کیا محسوس کیا؟" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

"یہی کہ انسان فطرت کے ساتھ کسی طور چالاکی نہیں کر سکتا۔ قدرت نے انسان کو بے شمار قوتوں سے نوازا ہے۔ ان قوتوں سے جنہیں اس جیسے دوسرے انسان نہیں سمجھ سکتے لیکن قدرت سب ... ہے۔ اور انسان نے کبھی انسانیت کی حد سے بڑھنے کی کوشش کی ہے تو اسے منہ کی کھانی پڑی ہے۔"

"یعنی؟" میں نے پوچھا۔

"کھوئے ہوئے لمحات، ایک تاریک دنیا میں گزرے ہیں جہاں کوئی احساس تھا نہ زندگی۔ بس یوں سمجھو میں نے یہ عرصہ غرق کیا ہے۔"

"اوہ گویا تم کچھ نہیں معلوم کر سکے؟"

"میری یہ خام خیالی تھی۔ یہ معاملات قدرت نے صرف اپنے ہاتھ میں رکھے ہوئے ہیں۔"

"تب تو تمہیں اس عرصے کے زیاں کا بہت افسوس ہو گا۔"

"نہیں۔"

"کیوں؟" میں نے پوچھا۔

"اس لیے کہ میں نے ایک تجربہ کیا ہے۔ جو کافی حد تک کامیاب رہا اور مجھے اندازہ ہو گیا کہ موت کے بعد بھی انسان پر موت کے بعد کی زندگی کے حالات منکشف ہو سکتے ہیں۔ قدرت کے نزدیک کوئی انسانی تجربہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔"

"اور تم اس بات کو عام کرو گے؟"

"ہاں کیوں نہیں۔ میں جھوٹ بول کر خود کو گناہگار نہیں کروں گا۔"

"تب پھر تم ان کے درمیان چلو ابھاکروسا۔"

"جیسے تم مشورہ دو میرے دوست۔ میں اب تمہاری ہدایات پر عمل کروں گا۔"

"تب پھر کل صبح ہم چلیں گے۔"

"مناسب۔" ابھاکروسا نے کہا۔ پھر بولا۔ "میں نہیں جانتا اب میرے مذہب، میرے قبیلے کا کیا حال ہے۔"

"لیکن اس سے قبل وہ بڑے مہمان نواز تھے۔ بدھ کے پیرو اس کی تعلیمات پر بھرپور طور سے عمل کرتے تھے اور مجھے یقین ہے ان کے درمیان تمہیں اجنبیت کا احساس نہیں ہو گا۔ ہاں ایک بات تو بتاؤ۔"

"پوچھو۔"

"تم... گوشت کھاتے ہو؟"

"ہاں۔"

"اس کے علاوہ تمہاری کیا خوراک ہے؟"

"وہ کچھ جو انسانوں کی ہوتی ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارے اندر کچھ انوکھی خصوصیتیں ہیں جو مجھے تمہارے بارے میں سمجھاتی رہتی ہیں۔"

"وہ کیا؟"

"تم عام انسان سے زیادہ ذہین اور باعلم ہو۔ اس کے علاوہ رنگ و روپ۔ اس زمین کے لوگوں کی مانند نہیں ہے۔"

"اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے ابھاکروسا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ابھاکروسا ہنسنے لگا۔ پھر بولا۔

"میں تمہیں شکار کا گوشت تو نہیں مہیا کر سکوں گا لیکن لیکن۔" وہ خاموش ہو گیا۔

"ایک بات بتاؤ ابھاکروسا۔"

"کیوں؟"

"تمہارے ہاں قتل نفس کشی ہے یا گناہ خواہش ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"قدرت کے معاملے میں تمہارے ہاں کیا روایت ہے۔ تم نسلوں

کی افزائش کیسے کرتے ہو؟"

"مہاتما بدھ نے اگلی اولاد کا ہے کیونکہ بدھ کے پاس ہے اگلی رات نہیں ہے۔ اس نے دو طرف اس لیے پیدائش کی افزائش نسل ہو۔ اس لیے اس سے بہتر کوئی شکل نہیں۔"

"تمہارے بیوی بچے تھے؟"

"کیوں نہیں۔ میں نے شادی کی تھی اور میرے اکیس بچے تھے جن میں....."

"کتنے بچے؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"اکیس۔ جن میں بیس لڑکے تھے اور ایک لڑکی۔"

"خوب، جب تم نے تیاگ لیا تھا تو تمہاری بیوی زندہ تھی؟"

"ہاں اور ممکن ہے اب بھی زندہ ہو۔ ہمارے ہاں عمریں طویل ہوتی ہیں۔"

"تمہارے بیوی اور بچوں نے تمہیں روکنے کی کوشش نہیں کی؟"

"نہیں اگر وہ ایسا کرتے تو گناہ کرتے کیونکہ تیاگ ہمارے ہاں کا ایک مقدس عمل ہے۔"

رات کو کافی دیر تک ہم دونوں گفتگو کرتے رہے۔ پھر میں نے آرام کی تجویز پیش کی۔

"تم سکون سے سو جاؤ میں تو ویسے آرام کر رہا ہوں۔ میں جاگوں گا اور اپنی کھوئی ہوئی قوتیں تلاش کروں گا۔" اسمعاکروسا نے کہا۔ اور میں اسے قوتوں کی تلاش میں چھوڑ کر آرام کرنے لیٹ گیا۔ میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ دیر تک میں اسمعاکروسا کے بارے میں سوچتا رہا۔ بہرحال اس نے جس انداز میں جنگلی درندے کو شکار کر دیا تھا، وہ ایک قابل حیرت عمل تھا اور اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ غیر معمولی قوتوں کا مالک ہے۔ اگر اسے کچھ حاصل ہو جائے تو کیا حرج ہے؟ انہی خیالات میں، میں سو گیا۔ دوسری صبح اسمعاکروسا نے اٹھا دیا تھا۔ اس کے چہرے پر تعجب کے آثار تھے۔

"مسافر! اٹھو گے نہیں؟" اس نے آہستہ سے کہا۔ اور میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"سورج نکل آیا کروسا؟"

"ہاں، سورج کا سفر جاری ہو گیا ہے اور ہم ابھی ایک غیر متحرک ہیں؟" اس نے جواب دیا۔ میں چند ساعت کے بعد تیار ہو گیا اور ہم دونوں غار سے باہر نکل آئے۔ اسمعاکروسا چاروں طرف دیکھنے لگا پھر اس نے کہا۔ "ہمیں کون سا رخ اختیار کرنا چاہیے؟"

"وہ۔" میں نے ایک طرف اشارہ کیا۔ "تمہارے آدمی اسی رخ واپس گئے تھے۔"

"اوہ، تم تو انہیں دیکھ چکے ہو۔" اسمعاکروسا نے کہا اور ہم دونوں چل پڑے۔ درختوں میں داخل ہو کر اسمعاکروسا نے چند جنگلی پھلوں کے درخت تلاش کیے۔ ان سے پھل توڑے، جو دیکھنے میں بھلے تھے، مجھے پیش کیے۔ پھیکے اور بدمزہ پھل میں نے تو پسند کیے نہیں ــــ لیکن اس احمق نے بڑی رغبت سے انہیں کھایا اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا!

"بے شک یہ تمہیں پسند نہ ہوں گے، لیکن دنیا ایسی ہی پھیکی اور بے مزہ جگہ ہے۔ یہاں زبان کی چاشنی بس انسان کو بوجھل کرتی ہے۔"

میں نے اس کی بات پر کوئی توجہ نہیں دی۔ اور ہمارا سفر جاری رہا۔ اسمعاکروسا کئی بار کچھ کہنے کے لیے منہ کھول چکا تھا لیکن شاید اس کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی۔ وہ چاروں طرف دیکھتا ہوا چل رہا تھا۔ بالآخر اس نے ہمت کر ہی ڈالی۔

"مسافر۔"

"ہوں، کہو! میرا خیال ہے تم بہت دیر سے کچھ کہنا چاہتے ہو۔"

"ہاں۔ رات کو میں اپنے ماضی میں جھانک کر دیکھ رہا تھا، میں نے اپنے علم کا بھی ورد کیا اور اسی دوران تمہارا خیال بھی آیا، میں نے تمہارے ماضی میں بھی جھانکنے کی کوشش کی، بس … میں تم سے معذرت خواہ ہوں۔ لیکن تمہارا ماضی۔"

"کیا معلوم کیا میرے ماضی کے بارے میں؟" میں نے اس سے پوچھا۔

"تمہارا ماضی۔" اسمعاکروسا نے گہری گہری سانس لی … کہا "تمہارے ماضی نے میرے علم کو دھندلا دیا ہے مسافر، بتاؤ تم کون ہو۔ تم کون ہو؟"

"کیا بتایا تمہارے علم نے؟" میں نے پوچھا۔

"جنگلیں، خوفناک جنگلیں۔ بے شمار دیوتوں والا۔ اور تم … کے نائب تھے نہیں، تم اس کے ساتھ تھے۔ جیسے اس … میں گھس آئے، دونوں نے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی … مشرق کی ایک جادوگرنی کیا تھی بلکہ تھے۔ اور تم ان میں بھی تھے … خود تھے۔ اس کے علاوہ تمہارا ماضی، اوہ، ایک ایسا گہرا … ہے جس کی گہرائیوں میں اترتے رہو۔ اترتے رہو۔ اور زمانے … پر کیا ہے یہ سب کیا ہے؟ مجھے بتاؤ مسافر۔"

"میں صرف ایک آوارہ گرد ہوں۔ تمہارے علم نے تمہیں … کچھ بتایا ہے اس کے نزدیک میرا تم ہو یا نہیں۔" میں نے جواب … لیکن دل ہی دل میں، میں نے اس کے علم کو سراہا تھا۔ … کا علم مکمل تھا، اس میں شک کی بات نہ تھی۔

"تمہاری عمر کتنی ہے؟"

"تجربات کی کوئی عمر نہیں ہوتی۔ میں نے اپنی عمر کو تجربات … گنا ہے۔ اور اس طرح ابھی نوزائیدہ ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"بہرحال تم جو کچھ بھی ہو، میں تمہاری عزت کرتا ہوں۔ نہ جانے ہمارا اس سفر کتنا طویل ہے۔"

"تھکن محسوس کر رہے ہو؟"

"نہیں۔ بلکہ یہ سفر خوشگوار ہے میرے لیے۔ ٹانگیں چلنا ہی بھول گئی تھیں۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ ہمارا سفر کافی تیز رفتاری سے جاری تھا۔ جنگلوں کا سلسلہ کافی طویل تھا۔ یہاں تک کہ رات ہو گئی۔ اسمعاکروسا حیرت زدہ نظر آ رہا تھا۔

"میری بستی کافی سرک گئی ہے۔ پہلے وہ اتنی دور نہیں تھی۔ اب آرام کریں گے اور کل صبح سفر کریں گے۔"

"اگر تم چلنا چاہتے ہو تو چلتے رہو۔ میرے اوپر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ میں عادی ہوں۔" میں نے کہا اور وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے بھی رات میں سفر جاری رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور مجھے درحقیقت کوئی اعتراض نہیں تھا۔

ہاں جب سورج نے سر ابھارا تو درختوں کا سلسلہ اچانک ختم ہو گیا، اور ان درختوں کے دوسری جانب ایک انتہائی خوبصورت شہر نظر آنے لگا۔ مخصوص طرز کی عمارتیں تھیں، چھتری نما عمارتیں جن پر گنبد سجے تھے، رنگین اور خوبصورت چھتیں، چھوٹی بڑی خوبصورت عمارتیں۔

اسمعاکروسا رک گیا تھا۔ اس کے چہرے پر جذبات کی یورش نظر آ رہی تھی۔ وہ مسرور بھی تھا، غمزدہ بھی۔ نہ جانے کیا کیا کیفیتیں تھیں اس کے چہرے پر۔

"یہ میری بستی ہے۔ ہاں یہ میری ہی بستی ہے۔ لیکن جب میں یہاں سے چلا گیا تھا تو یہ اتنی خوبصورت نہیں تھی۔ اس وقت یہ آتش کدہ بھی نہیں تھی۔"

"تمہیں یا مکان تلاش کرنے میں دقت ہو گی اسمعاکروسا۔"

"زیادہ نہیں۔ لیکن جانتے ہو اس وقت میرے دل میں کیا ہے؟ میری دلی خواہش ہے کہ میں دوڑ کر اپنے خاندان میں پہنچ جاؤں۔ اپنے بچوں کو سینے سے لگا لوں۔" لیکن پھر اس کے ہونٹ بھنچ گئے۔ "میں ان میں نہیں جاؤں گا۔ میری ساری ریاضت خاک میں مل جائے گی۔"

"کیا مطلب؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"نفس کشی ہمارے مذہب کا سب سے بڑا رکن ہے۔ نفس کشی کی ہدایت کی گئی ہے۔ دنیا کی محبت انسان کو کھینچتی ہے، اگر اپنے نفس کو قتل کر دیا جائے تو سکون ملتا ہے۔"

"تو تم اپنے گھر نہیں جاؤ گے؟"

"نہیں۔" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"پھر کہاں جاؤ گے؟"

"کسی بھی پگوڈے میں، میں کسی پگوڈے میں قیام کروں گا۔"

"پگوڈا کیا ہوتا ہے؟"

"عبادت گاہ، تمہیں اعتراض تو نہ ہو گا؟"

"نہیں۔ تم جانتے ہو میں کسی طور تمہاری عبادت میں حصہ نہیں لے سکوں گا اور اس طرح تم خواہ مخواہ پریشان ہو گے۔"

"نہیں، تم میرے ساتھ قیام کرو گے۔ یہ میری خواہش ہے۔ آؤ ہم اس بلند چھت کے نیچے پناہ لیں گے۔" اس نے ایک عمارت کی طرف اشارہ کیا۔ اور میں نے شانے ہلا دیے۔ بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا تھا!

تھوڑی دیر کے بعد ہم پگوڈے میں داخل ہو گئے۔ ایک خوبصورت طرز تعمیر کا نمونہ تھی یہ عمارت۔ باہر سے سکڑی ہوئی لیکن اندر سے بے حد کشادہ۔ چوڑے چوڑے میدان سے تھے جن کے کناروں کو آراستہ کیا گیا تھا۔ بڑی نفاست اور صفائی تھی۔

اسمعاکروسا جیسی شکل و صورت کے پجاری اِدھر سے اُدھر آ جا رہے تھے۔ ہماری طرف کسی نے توجہ نہیں دی اور اسمعاکروسا پگوڈے کی عقبی سمت میں پہنچ گیا۔ جہاں بے شمار چھوٹی چھوٹی کوٹھریاں بنی ہوئی تھیں۔ یہ رہائشی کوٹھریاں تھیں۔ عجیب عجیب مناظر دیکھنے میں آ رہے تھے۔ کچھ کوٹھریوں کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ کچھ کی زنجیریں لگی ہوئی تھیں۔ اسمعاکروسا نے ایک کوٹھری کی زنجیر کھولی اور پھر اس کے کواڑ کھول دیے۔

"یہ تمہاری رہائش گاہ ہو گی۔"

"اس کے لیے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوتی؟"

"کسی کی نہیں، زمین کسی کی میراث نہیں ہوتی۔ سب یہاں مسافروں کی حیثیت سے آتے ہیں، کچھ عرصہ قیام کرتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں۔ پھر کسی سے اجازت لینا کیا معنی رکھتا ہے؟"

"خوب یہ صرف تمہارا نظریہ ہے یا سب کا؟"

"میری ساری قوم کا۔ بدھ مت کے پیروکار کا۔"

"تب ٹھیک ہے کیا تم میرے ساتھ اس کوٹھری میں نہیں رہو گے؟"

"نہیں، دوسری بھی خالی ہے۔ میں کسی دوسری میں قیام کروں گا۔ تم اب آرام کرو۔ اور ہاں جب تک یہاں ہو کوٹھری کے دروازے کھلے رکھنا تاکہ دوسروں کو پتہ چل سکے کہ کوئی یہاں مقیم ہے۔ خالی کوٹھریاں ہی بند کی جاتی ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے گردن ہلا دی۔ اور اسمعاکروسا آگے بڑھ گیا۔ میں کوٹھری میں داخل ہو گیا۔ چھوٹی سی ضرور تھی لیکن ہوادار تھی۔ عقب میں ایک بڑی کھڑکی تھی جس کے دوسری جانب

پانی کا تالاب تھا۔ تالاب کے دوسری طرف گھاس کا ایک چھوٹا سا قطعہ تھا جس کے درمیان ہاتھ جوڑے بیٹھے ایک شخص کا بہت بڑا مجسمہ تھا اور طول و عریض قطعے کے چاروں طرف گھنے درخت بکھرے ہوئے تھے جن کی شاخوں میں پھل لٹکے ہوئے تھے۔ کافی خوشگوار منظر تھا جس میں کافی الجھا ہوا عقبی کھڑکی سے دوسری طرف کا منظر زیادہ دلکش تھا بہ نسبت دروازے سے باہر والے منظر کے۔ کوٹھری میں زمین پر کھانے کے لیے دو کٹورے پڑے ہوئے تھے۔ ایک آدھ برتن ایک مٹی کا چراغ۔ بس یہ سرمایہ تھا یہاں۔ میں نے ایک گہری سانس لی۔ اور عقبی کھڑکی سے ایک اکا دکا ہو گیا۔

یہ ایک بار پھر انسانی آبادی میں آ گیا تھا اور اس میں شک نہیں جھکار یہ آبادی دوسری آبادیوں کی روایات سے مختلف تھی۔ اب یہاں میرے لیے کیا دلچسپی کا سامان نکلتا ہے، یہ دیکھنا تھا۔ اگر یہاں بھی کوئی بات نہ بنی تو آگے بڑھ جاؤں گا۔

کافی دیر خاموشی سے میں نے اپنی کوٹھری میں گزار دی۔ اور پھر دروازے پر کسی کی آہٹ سن کر اوپر دیکھا۔ ابھاکر وسا نے اندر آنے کی اجازت مانگی تھی۔ اور پھر وہ اندر آ گیا۔ ابھاکر کے ہونٹوں پر بڑی سی مسکراہٹ نظر آ رہی تھی۔

"حضور والا مسافر اس کوٹھری میں کوئی تکلیف محسوس کر رہے ہوں گے"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ لیکن کیا تم مجھے بھی نفس کشی کی تربیت دو گے؟" میں نے پوچھا۔

"بدھ کی تعلیمات دی نہیں جاتیں۔ وہ تو دلوں میں گھر کرتی ہیں اور انسان خود بخود اس کی طرف مائل ہوتا ہے۔"

"ہاں ابھاکر وسا میں تم سے یہی کہنے والا تھا کہ مجھے ان تعلیمات سے آراستہ کرنے کی کوشش مت کرنا۔ دل میں گھر کر جانے والی بات رہنے دو۔"

"ٹھیک ہے مسافر میں ایسا نہیں کروں گا۔"

"اب مجھے چند باتیں بتاؤ۔"

"ضرور۔ پوچھو۔"

"یہ عمارت گوتم کی املاک ہے؟"

"ہاں۔"

"کیا یہاں کچھ پابندیاں بھی ہیں؟"

"کیسی پابندیاں؟"

"عمارت کے دوسرے حصوں میں جایا جا سکتا ہے؟"

"بڑی خوشی سے۔ کوئی تمہاری طرف توجہ نہیں دے گا۔"

"نہانے دھونے، کھانے پینے کا کیا بندوبست ہو گا؟"

"صبح شام دوپہر کھانا ملے گا۔ گو وہ تمہارے شایان شان تو نہیں ہو گا ۔۔۔ میں تمہیں پھل بھی بھجوا دوں گا۔ اس کے علاوہ جس وقت دل چاہے تالاب میں نہا سکتے ہو۔ اس چھت کے نیچے سب آزاد ہیں اور اس کی زمین پر سب برابر کا حصہ ہے۔"

"میں تم لوگوں سے مختلف ہوں۔ اس پر تو کسی کو اعتراض نہیں ہو گا"

"کوئی تم سے سوال نہیں کرے گا۔"

"بس یہی چند باتیں معلوم کرنا تھیں۔ ہاں ابھاکر وسا تم ... اپنے بارے میں کیا سوچا؟"

"میں نہیں سمجھا۔"

"تم اپنے گھر والوں سے نہیں ملو گے؟"

"نہیں" اس نے نرم لہجے میں کہا۔

"کیوں؟"

"میرا نفس میرے اندر بغاوت کر رہا ہے۔ ان کی محبت مجھے کھل رہی ہے لیکن نفس کی پرواہ کرنے والے بدھ کے پیرو ... اس لیے میں ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔ ہاں اگر وہ مجھ سے ملنا چاہیں تو دوسری بات ہے۔"

"یہاں تم نے انہیں اپنے بارے میں بتایا بھی نہیں۔"

"میں یہ نہیں چاہتا۔ کیوں بتاؤں۔"

"عجیب انسان ہو" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ لیکن ابھاکر سنجیدگی سے کچھ سوچ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"اس میں کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ انسان جس قدر ... اسے اپنی حیثیت جہاں لینا چاہیے وہ اپنی مرضی سے ... سکتا۔ پھر وہ ایسی خواہشات کیوں کرے؟"

"اچھا اچھا ٹھیک ہے" میں نے اسے روک دیا اور ابھاکر ہنسنے لگا۔ پھر گہری نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے بولا۔

"ایک بات کا وعدہ کرو۔ اگر بدھ کی تعلیمات کبھی تمہیں ... کریں تو تم میرے پاس آ گے اور مجھے اس کے بارے میں ..."

"ضرور ضرور" میں نے مسکراتے انداز میں کہا۔ ابھاکر وسا ... نہیں تھا۔ وہ ایک مذہبی انسان تھا اور ہو سکتا تھا ... رہا میری بات۔ تو مذہب کی اچھائیاں مجھے متاثر ضرور کرتی ... لیکن میں نے وہاں دیکھا جو بتا ہوتے تھے اور اس کے بعد ... سامنے آتا تھا۔ مقصد سب کے یکساں ... کے لیے سکون کے راستے۔ پھر میں کسی ایک مذہب سے کیسے منسلک ہو سکتا تھا۔

لیکن ابھاکر وسا میرے اس وصف سے ناواقف ... اور تھوڑی دیر کے بعد وہ چلا گیا۔ میں غور کرنے لگا تھا۔ اب ... تو نہیں تھا کہ میں ابھاکر وسا کا جانشین بن کر رہ جاتا ... پر عمل کرتا رہتا میں اس گوشے سے نکل بھی سکتا تھا ... سیر بھی کر سکتا تھا یہاں سے میری اپنی حیثیت بھی ... تھی۔

چنانچہ کافی دیر تک میں اس کوٹھری میں رہا۔ اور پھر باہر نکل گیا۔ میں اس عمارت کی سیر کرنا چاہتا تھا۔ ابھاکر وسا کا کہنا درست ہی نکلا۔ میری طرف کسی نے توجہ نہیں دی تھی اور میں اس وسیع و عریض عمارت کے مختلف حصوں میں چلتا پھرتا رہا۔

پھر اس وقت میں اپنی کوٹھری کے عقبی حصے میں تھا جہاں وہ بڑا مجسمہ رکھا ہوا تھا کہ چند لوگ میرے نزدیک پہنچ گئے۔ لیکن ان کے چہروں پر نرمی اور مسکراہٹ تھی۔

"اجنبی! کیا ہم تم سے کچھ پوچھ سکتے ہیں؟" ان میں سے ایک نے کہا اور میں ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"پوچھو۔"

"تمہارے حلیے سے پتہ چلتا ہے کہ تمہارا تعلق اس بستی سے نہیں ہے۔ اس کے علاوہ تم راہب بھی نہیں ہو۔ کیا تم کسی اجنبی دیار کے مسافر ہو؟"

"ہاں میں مسافر ہوں۔"

"تب تمہاری خدمت ہمارا فرض ہے۔ ہمیں بتاؤ یہاں تمہیں کس چیز کی ضرورت ہے؟"

"مجھے کیا دے سکتے ہو تم ہی مجھے بتا دو؟" میں نے کہا اور وہ سب میری شکل دیکھنے لگے۔ پھر ایک شخص نے کہا۔

"مسافر ہم نا اہل لوگ ہیں۔ بے مقصد اور ناکارہ۔ شخص کسی کو کیا دے سکتا ہے۔ البتہ تم بتاؤ تمہیں کس چیز کی ضرورت ہے ہم کوشش کریں گے کہ ایک میزبان کی حیثیت سے تمہیں تمہاری مطلوبہ شے فراہم کریں۔"

"نہیں تمہارا شکریہ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے" میں نے جواب دیا اور وہ سب گردنیں جھکا کر پیچھے ہٹ گئے۔

البتہ میں نے یہ بات محسوس کی تھی کہ وہ لوگ نرم مزاج اور اچھے اخلاق کے مالک ہیں۔

بہت دیر تک میں گوشے میں گھومتا رہا۔ پھر میں نے ایک جگہ کچھ لوگوں کو جمع ہوتے دیکھا۔ شاید کوئی رسم ادا ہونے جا رہی تھی۔ میں بھی دلچسپی سے اس طرف بڑھ گیا۔ کافی ہجوم تھا۔

میں نے دیکھا کہ ان لوگوں کے درمیان ...... ایک شخص جو ایک لنگوٹی باندھے ہوئے تھا اور ... کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ... کی مانند ... تھا لیکن اس کے چہرے پر ... کھڑا ہوا ہے اور اس کے قریب بہت سارے لوگ موجود ہیں۔

کوئی خاص بات ہونے والی تھی۔ میں بھی ان لوگوں کے ساتھ جا کھڑا ہوا۔ سب کے چہروں پر عجیب سے آثار تھے۔ پھر ان میں سے ایک نے چاروں طرف دیکھا اور اس کے بعد وہ سب کائی کی طرح پھٹ گئے۔ ایک شخص اسی جانب آ رہا تھا۔

میں نے بھی اس کی طرف دیکھا۔ وہ ایک راہب تھا۔ اچھا طویل القامت تھا۔ چہرے پر رعب تھا گو شکل و صورت ویسی ہی تھی جیسی دوسروں کی تھی لیکن یہ شخص کسی قدر منفرد نظر آ رہا تھا۔ جب وہ بھی اس کے نزدیک پہنچ گیا تو اس شخص کو کچھ بتانے لگا۔ پھر ان میں سے ایک نے گردن اٹھا کر کہا۔

"الا سوا! تمہاری یہ قربانی بدھ کے حضور میں تسلیم کرتا ہے۔ اور تمہیں اجازت دیتا ہے" اس نے کہا۔

"قربانی؟" میں نے دل ہی دل میں سوچا۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ شخص اپنے جسم کے کپڑے اتار رہا ہے۔ اس نے تمام لباس اتار دیا۔ صرف نچلے حصے کا کپڑا تھوڑا سا باقی رہ گیا تھا۔ پھر اس نے بدن پر کوئی چیز ملی۔ سفید سفید سی کوئی چیز تھی جس میں ہلکی سی چپچپاہٹ شامل تھی۔ اس کے بعد اس نے چقماق سے آگ روشن کی اور اپنے بدن میں لگا لی۔

میں تعجب سے منہ پھاڑ کر رہ گیا تھا۔ کیا یہاں یہ رسم بھی موجود ہے؟ لیکن میں نے دیکھا کہ تمام لوگ پیچھے ہٹ گئے تھے۔ اور وہ شخص جل جانے والی شے کی وجہ سے دھڑا دھڑ جل رہا تھا۔ اس کے دانت بھینچے ہوئے تھے۔ مٹھیاں بند تھیں۔ لیکن اس کا بدن سلگ رہا تھا۔

اہم بات یہ تھی کہ نہ وہ تڑپ رہا تھا اور نہ چیخ رہا تھا بس جل رہا تھا۔ خاموشی کے ساتھ اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے بدن نے شعلے پکڑ لیے۔ عجیب سی آگ تھی جس کے بارے میں میں تصور نہیں کر سکتا تھا کہ اس میں اتنی تیزی کیوں ہے۔ بہر صورت آگ میں جلتا ہوا شخص تھوڑی دیر تک جلتا رہا۔ پھر وہ زمین پر گر پڑا۔ دو تین بار اس کے ہاتھ پیروں میں تشنج پیدا ہوا۔ اس کے بعد وہ ساکت ہو گیا۔ تب میں نے قریب والے شخص کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"سنو!" میں نے ایک شخص کو مخاطب کیا جو شکل و صورت سے راہب نظر آتا تھا۔ وہ میری طرف متوجہ ہو گیا۔ اس کے چہرے پر نرمی کے آثار تھے۔

"مجھے" اس نے آہستہ سے کہا۔

"اسے کیا ہوا؟"

"کسے؟" اس نے تعجب سے پوچھا۔

"یہی جس نے اپنے بدن میں آگ لگائی ہے؟"

"اوہ یہ تیاگی تھا۔ دنیا کی محبت، دنیا کا حصول، اس کی ذات پر اس قدر مسلط ہو گیا تھا کہ یہ اس سے جان نہیں چھڑا پا رہا تھا۔ خواہشات نے اپنا غلام بنانے کے لیے پکڑ رکھی تھیں اور وہ ان سے

جان چھوڑنا چاہتا تھا۔ کیونکہ یہی بدھ کی تعلیمات ہیں۔ جس وقت نفس اور خواہشات انسان کو اس قدر مجبور کر دیں کہ وہ ان سے بغیر جینا بھی محال سمجھے تو پھر بھکشوؤں کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ راستہ ہے موت۔ سو اس نے موت قبول کر لی۔" اس شخص نے جواب دیا۔

"اوہ گویا اسے یہ کسی قسم کی سزا نہیں دی گئی ہے؟"

"نہیں، انسان اپنا محاسب خود ہوتا ہے۔ اپنا سب سے بڑا محاسب۔ وہ خود ہی اپنے لیے سزا تجویز کر سکتا ہے اور یہی اس کے حق میں بہتر بھی ہوتا ہے، کیونکہ دوسری جانب سے دی جانے والی سزا اس کی تکمیل میں کوئی اضافہ نہیں کرتی۔ اسی لیے اچھا تو یہ ہے کہ وہ خود اپنی سزا کا تعین کرے اور اپنے آپ کو سزا دے۔" اس نے جواب دیا اور آگے بڑھ گیا۔

میں سر کھجانے لگا تھا۔ یہ تو بڑا دلچسپ معاملہ ہے۔ گویا یہاں جزا و سزا کا کوئی نظام ہی نہیں۔ جس طرح چاہو اپنا حساب کر لو اور بس۔

"وہ" میں دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ لیکن بہر صورت اس شخص کی دردناک موت میری نگاہوں میں گھوم رہی تھی۔

وہ کوئی دیوانگی یا جنون تو نہیں تھا۔ بڑے پرسکون انداز میں اس نے اپنے بدن کو آگ لگا کر خودکشی کی تھی اور یہ آسان کام نہیں تھا۔ اس کے بعد بھی وہ جس انداز میں جلا تھا وہ کوئی آسان کام نہ تھا۔ وہ نہ تو تڑپا تھا اور نہ کراہا تھا۔ بڑی حیرت انگیز بات تھی۔ لیکن دنیا میں ہر شے کا سبب ہوتا ہے۔ جہاں پہنچے ہو تو وہاں کوئی نہ کوئی چیز ایسی نظر آ جائے گی جو تمہارے لیے حیرت انگیز ہو گی۔ یہ دوسری بات ہے کہ تم اسے سے عادی کر دو اور خاص طور سے مجھ جیسا شخص جو عجائبات ہی سے گزر چکا تھا۔

میں بہرحال ان چیزوں سے دیوانہ کیسے ہو جاتا۔ لیکن پھر بھی میں نے اس بارے میں سوچا ضرور تھا۔

رات کو میں واپس اپنی قیام گاہ پر آ گیا۔ امبھاکروسا سے رات کو ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ لیکن میرے لیے کھانا لانے والے وہ لوگ تھے جن سے میری ملاقات بدھ کے مجسمے کے پاس ہوئی تھی اور اس وقت کھانے میں دودھ کی بالائی، پھل اور خشک میوے بھی تھے۔

انہوں نے کھانا میرے سامنے رکھ دیا۔

"امبھاکروسا ابھی کوٹھری میں ہے؟" میں نے بے خیالی سے پوچھا لیکن ان لوگوں کا جو رد عمل ہوا تھا اس نے مجھے احساس دلایا کہ میں کیا کہہ گیا ہوں۔

"کون۔ کس کا نام لیا تم نے؟"

ایک لمحے کے لیے مجھ سے کوئی جواب نہ بن پڑا، لیکن پھر میں نے سوچا کہ امبھاکروسا کی مدد کی جا سکتی ہے۔ وہ خود تو اپنے نفس کی خاطر کچھ نہیں کرے گا۔ اگر میری کوشش سے اس کے اپنے اقارب اس سے مل جائیں تو کیا حرج ہے؟

"امبھاکروسا۔" میں نے جواب دیا۔

"اور وہ ہم میں کہاں، اس کی تو صرف کہانیاں رہ گئی ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"امبھاکروسا کا نام کیوں لیا تم نے؟"

"کیا یہ کوئی خاص نام ہے؟"

"ہاں یہ ہمارے بہت بڑے روحانی رہنما کا نام ہے۔"

"تو کیا اس نام کا ایک ہی شخص ہو گا تمہارے ہاں؟"

"ہاں، جب سے وہ غائب ہوا کسی اور نے یہ نام نہ رکھا۔"

"وہ کون تھا۔ کیا تم مجھے اس کے بارے میں بتاؤ گے؟"

"ایک مقدس ہستی۔ اس نے تیاگ لیا۔ اور یہاں سے بہت دور چلا گیا۔"

"کیا وہ واپس آئے گا؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں اس نے یہی کہا تھا اور وہ جھوٹ نہیں بولتا تھا۔"

"اس نے کب واپس آنے کے لیے کہا تھا؟"

"اس نے کہا تھا اس وقت، جب وہ واپس آئے گا تو اس غار کا دہانہ کشادہ ہو جائے گا جہاں وہ آرام کر رہا ہے۔"

"تو تم نے اس غار کو دیکھا؟"

"ہاں۔ اور میں نے سوچا کہ اب وقت قریب ہے۔ سو ہمارے علماء کہتے ہیں امبھاکروسا کو دیکھا کہ وہ ہمارے درمیان ہے۔"

"سو ہمارے علماء نے تمہیں یہ نہیں بتایا کہ وہ تمہارے درمیان پہنچ چکا ہے اور تمہاری آنکھیں بند ہیں۔"

"کیا؟" وہ سب حیرت سے چونک پڑے۔

"ہاں، امبھاکروسا تمہارے پاس ہے۔"

"کہاں؟ کہاں ہے وہ۔ وہ تو۔ نامعلوم غاروں میں گہری نیند سو رہا ہے۔"

"نہیں۔ وہ نیند سے جاگ اٹھا ہے اور اس وقت بھی [illegible] گوشے میں ہے۔"

"آہ تم۔ تم خوشی کی خبریں دینے والے ہو۔ کیا تم ہمیں اس کے بارے میں نہیں بتاؤ گے؟"

"تم میں سے کوئی اسے پہچان سکتا ہے؟"

"خود سوہا۔ صرف سوہا۔" اس نے جواب دیا۔

"ہاں وہ بوڑھا آدمی اسے ضرور پہچان سکتا ہے۔ تم جاؤ اور سوہا کو ساتھ لو اور یہاں کی ساری کوٹھریاں دیکھ لو۔" میں نے کہا۔

وہ سب بتوں کی طرح کھڑے رہے۔ اور پھر وہاں سے پلٹ کر بھاگے۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

اور پھر تھوڑی دیر کے بعد ہی ہنگامہ ہو گیا۔ انہوں نے امبھاکروسا کو پکڑ لیا تھا اور وہ سب امبھاکروسا کے نام کے نعرے لگا رہے تھے۔ مجھے امبھاکروسا کی حیرت کے بارے میں سوچ کر مزہ آ رہا تھا۔ وہ تو پریشان ہو گا کہ آخر اس کا راز کیسے کھل گیا۔ بہرحال میں بھی تماشہ دیکھنے باہر نکل آیا۔ لوگوں نے امبھاکروسا کو کاندھوں پر اٹھا رکھا تھا اور وہ سخت پریشان نظر آ رہا تھا۔

بمشکل تمام گوپڑے کے ایک حصے میں اسے چھوڑا گیا۔ لیکن اب بھی پورا گوپڑا اس کے گرد جمع تھا۔ لوگ اس سے طرح طرح کے سوالات کر رہے تھے۔ بہرحال امبھاکروسا خوب پھنسا تھا۔ میں وہاں سے نکل آیا۔ اور گوپڑے کے اس عقبی حصے کی طرف چلا گیا جہاں گوتم کا مجسمہ موجود تھا۔

چاندنی بکھری ہوئی تھی۔ ٹھنڈی ہوا پھولوں کی خوشبو چاروں طرف بکھیر رہی تھی۔ بہت ہی دلکش سماں تھا اور پھر جب اس ماحول میں کسی کی گنگناہٹ گھل گئی تو بلاشبہ ماحول پر سحر طاری ہو گیا۔

نسوانی آواز تھی، نہایت شیریں لہجہ۔ کوئی لڑکی محبت کا گیت گا رہی تھی۔ میں مسحور ہو گیا۔ اور گنگناہٹ جاری رہی۔ اور پھر گانے والی آہستہ خرامی سے میرے سامنے آ گئی۔ میں نے چھپنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ لیکن وہ مجھے دیکھ کر سہم گئی۔

گنگناہٹ رک گئی۔ اور اس کا منہ کھلا رہ گیا۔ چاندنی اس کے روپ میں سمٹ گئی تھی۔ ایسے دلفریب نقوش تھے کہ میں تصویر حیرت بن گیا۔ نازک سی۔ زندگی سے بھرپور۔ ہونٹوں پر ازلی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی لیکن اس وقت۔

یوں لگتا تھا جیسے اس کے بدن میں جان ہی نہ ہو۔ تب میں چند قدم آگے بڑھا اور اس کے سامنے پہنچ گیا۔

"گانے والی حسینہ۔ خاموش کیوں ہو گئیں؟" میں نے سوال کیا۔

"کیا۔ کیا تم بدھ ہو؟ کیا پتھر کے مجسمے میں زندگی واپس آ گئی ہے؟" اس نے لرزتی آواز میں کہا۔

"نہیں گانے والی، میرا اس پتھر کے مجسمے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"اوہ تو جھوٹ بول رہا ہے۔ تو۔ بدھا ہے۔ یہ ملکوتی مسکراہٹ، یہ شاداب اور حسین چہرہ۔ کیا میں خواب دیکھ رہی ہوں؟" اس نے میری طرف ہاتھ بڑھایا اور پھر چونک پڑی۔ سمٹ کر پیچھے ہٹ گئی۔

"لیکن تیرا چہرہ، تیرا چہرہ تو بدھا جیسا ہے۔"

"میں تو پہلے ہی کہہ رہا ہوں۔"

"پھر۔ پھر تو کون ہے؟"

"بیرونی دنیا کا ایک مسافر۔ کیا تمہیں امبھاکروسا کے بارے میں علم نہیں۔ وہ واپس آ گیا ہے۔"

"کون واپس آ گیا ہے؟"

"تمہارا اوتار۔ امبھاکروسا۔ کیا تم نے شور نہیں سنا؟"

"نہیں، میں دور تھی۔ مگر امبھاکروسا۔ وہ کہاں ہے؟ وہ تو طویل نیند سو گیا تھا۔"

"ہاں وہ جاگ کر واپس آ گیا ہے۔ مگر تم کون ہو؟"

"شبھانی۔" اس نے جواب دیا۔

"کہاں رہتی ہو؟"

"وہاں۔" اس نے کافی دور درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف اشارہ کیا۔ یہ بھی گوپڑے کا علاقہ ہی تھا۔

"تم بہت اچھا گاتی ہو۔"

"سب یہی کہتے ہیں۔ مگر میں گا کہاں رہی تھی۔"

"گنگنا رہی تھیں؟"

"ہاں میں ایسے ہی۔" اس کے اندر شرم پیدا ہو گئی۔

"کیا تم مجھے گانا سناؤ گی؟"

"تمہیں؟" اس نے گہری نگاہوں سے مجھے دیکھا۔

"ہاں میں مسافر ہوں۔ تمہارا مہمان ہوں۔ کیا تم میری یہ خواہش پوری نہ کرو گی؟"

میں نے کہا اور وہ کشمکش میں پڑ گئی۔ پھر وہ گہری سانس لے کر بولی۔ "سناؤں گی۔ لیکن ابھی نہیں۔ نہ اس کے لیے یہ جگہ موزوں ہے اور نہ یہ وقت۔ تم ناراض تو نہ ہو گے؟"

"نہیں۔ لیکن وقت اور جگہ کے بارے میں بتاؤ۔"

"کل۔ رات کو۔ میں تمہیں خود یہاں سے دور لے جاؤں گی۔"

"وعدہ؟"

"ہاں۔" اس نے شرمیلے انداز میں کہا اور پھر خاموشی سے سر جھکائے کھڑی رہی۔

"شبھانی! کیا تمہارے ساتھ اور کون کون رہتا ہے؟"

"میری سکھیاں بہت سی ہیں۔ کس کس کے نام بتاؤں۔"

"میرا مطلب ہے تمہارے والدین؟"

"میں گوپڑا کی خادمہ ہوں۔ ہمارے والدین نہیں ہوتے۔ ہمیں بچپن ہی سے بدھ کے قدموں میں لا کر چھوڑ دیا جاتا ہے اور اس کے بعد ہمارے والدین ہمیں اپنی اولاد نہیں کہتے۔ ہم یہ بھی نہیں جان سکتے کہ ہم کہاں پیدا ہوئے تھے۔ اور نہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔"

"اوہ۔ کیا تمہیں اس طرح سکون ملتا ہے۔ کیا تمہارے ذہن

میں یہ تجسس باقی نہیں رہتا کہ تمہارے والدین کون ہیں۔"
بدھا کے قدموں میں سکون ہی سکون ہے۔ اس کی قربت میں آنے کے بعد یہ سوال کبھی ذہن میں پیدا نہیں ہوتا۔ میں نے کبھی کسی کے بارے میں نہیں سوچا۔ اس کی ضرورت ہی نہیں پیش آئی۔" اس نے جواب دیا اور میں نے گہری سانس لی۔ تمام مذاہب میں عقیدت کا بڑا دخل رہا ہے اور درحقیقت یہ عقیدت ہی سکون بخشتی ہے۔ اس لڑکی کو بھی اپنے عقائد میں مکمل سکون حاصل تھا۔ اور یقیناً جس مذہب کے لوگ نفس کشی کو اس قدر اہمیت دیتے ہوں وہ برے تو نہیں ہو سکتے۔ یہ لڑکیاں وہاں پوری طرح محفوظ رہتی ہوں گی اور کسی ذہنی الجھن کا شکار نہیں ہوتی ہوں گی۔

"تو پھر کل تم کہاں ہو گی شیجانی؟"
"اسی جگہ۔ میں یہاں سے تمہیں ساتھ لے جاؤں گی۔"
"ٹھیک ہے۔ میں تمہارا انتظار کروں گا۔" میں نے جواب دیا اور اس نے واپسی کے لیے قدم بڑھا دیے۔ دیر تک میں اسے دیکھتا رہا۔ اس کی چال بھی دلکش تھی۔ ہلکے ہلکے قدم جوانی کے نشے میں چور لیکن اس سے بے خبر۔ دیر تک میں تصور کی نگاہ سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر میں واپس اپنی قیام گاہ کی طرف چل پڑا اور اس کے بعد میں نے رات بسر کر لی۔ ذہن سے سارے خیالات نکال دیے تھے اور مجھے اس میں کوئی پریشانی نہیں ہوئی تھی۔
دوسرے دن صبح کو جاگا ہی تھا کہ کسی نے دروازہ بجایا۔
"کون ہے؟" میں نے آواز دی اور دو راہب اندر آ گئے۔
وہ جھکے اور مجھے سلام کر کے بولے۔
"لاما کروسا نے کہا تھا جب تم جاگو تو تمہیں اس کا پیغام دے دیا جائے۔ ہم تمہارے جاگنے کا انتظار کر رہے تھے۔"
"کیا پیغام ہے؟"
"وہ تم سے ملاقات کا خواہش مند ہے۔"
"ہوں۔" میں نے گردن ہلائی "ٹھیک ہے تم انتظار کرو میں نہا دھو لوں اس کے بعد چلوں گا۔" میں نے جواب دیا اور انہوں نے اسی انداز میں گردن ہلا دی۔ پھر باہر نکل گئے۔ اپنی رہائش گاہ کے عقبی تالاب میں میں نے اچھی طرح نہایا۔ بال وغیرہ درست کیے، لباس درست کیا اور پھر لاما کروسا کے پاس چل دیا۔ میرے رہبر میرے ساتھ تھے۔ اچاکروسا اپنے مخصوص انداز میں نظر آیا۔ وہ ایک بڑے سے ہال میں ایک اونچی جگہ پر بیٹھا تھا اور کئی معمر لوگ سامنے دو زانو بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھ کر وہ مسکرایا۔ اور پھر اس نے دوسرے لوگوں سے چلے جانے کے لیے کہا۔ اور وہ سب گردن جھکا کر باہر نکل گئے۔ اچاکروسا نے مجھے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا ۔۔۔ اور میں اس سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھ گیا۔

"تو تم نے میرا راز کھول دیا؟" اس نے کہا۔
"ہاں۔ یہ تمہاری اس نفس کشی سے متعلق نہیں تھا۔ اس طرح جو لوگ تم سے جدا ہو رہے تھے اور اس کے بعد بھی ان سے دور تھے تم پر نظر تو … کسی پر بھی … لوگ تمہارے عقیدت مند ہیں۔"
اچاکروسا نے گردن جھکائی۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ "آپ میں نے کہا۔ اگر تمہیں میرے اس عمل سے تکلیف ہوئی ہے اچاکرو مجھے افسوس ہے لیکن میرا ذہن اس نفس کشی کو قبول نہیں کر رہا۔ جب دنیا کا حسن تم سب ہے تو پھر تم اس سے دور کیوں رہنا چاہتے ہو۔"
"نہیں میرے دوست! تم نے تو میرے اوپر ایک بڑا احسان کیا ہے۔" وہ آہستہ سے بولا۔
"کیا؟" میں نے چونک کر پوچھا۔
"تم نے درست کہا۔ دنیا میں رہ کر دنیا سے دور نہیں رہا جا سکتا۔ میرے ذہن میں شدید کشمکش جاری تھی اور یہ کشمکش میری عبادت میری ہر چیز میں مجھے کوئی کام نہیں کرنے دے رہی تھی۔ اس کے علاوہ مشکلات بھی پیش آ رہی تھیں … اب یہ مشکل حل ہو گئی ہے … کسی کو اپنے بارے میں بتانا بھی نہیں چاہتا تھا لیکن اب ......"
"شکریہ اچاکروسا ۔۔۔ ویسے میں تو بددل ہو گیا تھا۔"
"وہ کیوں؟"
"یہ باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھیں۔"
"نوجوان مسافر! تم جو کوئی بھی ہو اتنا تو میں جانتا ہوں کہ تم انسانوں سے مختلف ہو … ہو۔ بہرحال میری خواہش ہے کہ تمہیں بدھ کی تعلیمات کے بارے میں بتاؤں گا۔ اس کے بعد تمہاری سمجھ میں یہ سب کچھ آ جائے گا۔"
"کوشش کروں گا ۔۔۔ لیکن اس سے زیادہ مجھے تمہارے اس علم سے دلچسپی ہے جس نے شیجانی پر دروازے کو کشادہ کر دیا تھا۔"
"میں تمہیں سب کچھ بتاؤں گا۔ اب کچھ … کیا حاصل کرتا ہے اس کا فیصلہ تم بہتر طور سے کر سکو گے۔"
"یہ سلسلہ کب سے شروع ہو گا؟" میں نے پوچھا۔
"بہت جلد۔ اب کچھ لمحات لوگوں میں گزریں گے … لوگ بیٹھیں گے اور مجھ سے گیان کے بارے میں پوچھیں گے …"
"ہاں یہی تو ہے۔"
"اب صبح کا کھانا کھاؤ اور اگر پسند کرو تو میرے ساتھ رہو … میری بستی تمہیں زیادہ پسند آئی ہو گی مگر یہاں … وہاں سے زیادہ وحشت … بہت سی اچھی باتوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ لیکن کمزور انسان اس دنیا میں … نہیں پہنچتا کیونکہ اس دنیا کی دلچسپیوں کو ترک کرنے …

غیر فطری بات ہے اور اسے میرا ذہن قبول نہیں کرتا۔"
"وہ قبول کرے گا۔" اچاکروسا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ مجھے کچھ سمجھتا ہو۔ بہرحال اس کی یہ غلط فہمی بہت جلد دور ہو جائے گی۔ ابھی وہ جو کچھ سوچ رہا ہے وہ حقائق سے … جائے ۔۔۔ ہاں ایک بات کا میں نے اعتراف کیا تھا ۔۔۔ وہ یہ کہ دوسرے مذاہب میں اگر مذہب کے خلاف کوئی بات کہہ دی جائے تو لوگ چراغ پا ہو جاتے تھے۔ ان لوگوں میں صبر زیادہ تھا اور وہ کسی بات پر برہم نہیں ہوتے تھے۔
اچاکروسا کے ساتھ میں نے ناشتہ کیا ۔۔۔ اس نے تو بہت اصرار کیا تھا کہ میں اس کے ساتھ بہت کچھ کھاؤں لیکن میں نے تکلف بھی نہیں کیا۔ پھر اس وقت میں وہیں تھا جب چند لوگوں نے آ کر اچاکروسا کے سامنے گردن جھکا دی۔
"کیا بات ہے؟" اس نے نرم لہجے میں پوچھا۔
"آپ کے اہل خاندان اور دوسرے بہت سے لوگ آپ سے ملنے آئے ہیں مقدس لاما!" ان میں سے ایک نے کہا۔
"بٹھاؤ انہیں۔ بڑے ہال میں بٹھاؤ ۔۔۔ میں آتا ہوں۔" اچاکروسا نے کہا اور وہ لوگ واپس چلے گئے۔
"ان سے علیحدہ نہیں ہو گے اچاکروسا؟ تم نے ان سب کو ایک ساتھ بلا لیا ہے؟"
"ہاں ۔۔۔ کیا فرق ہے۔ ہو سکے سب یکساں ہیں۔" اچاکروسا نے کہا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ "آؤ مسافر! اور دیکھو یہ عجیب بات ہے کہ میں تمہیں آج بھی مسافر کہتا ہوں۔ تمہارا کوئی نام تو ضرور ہو گا۔ اس نام کو تم نے کیوں چھپا لیا ہے؟ یہ میں نہیں جانتا۔"
"یہ بھی اپنے علم سے پوچھو اچاکروسا!" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ہاں ۔۔۔ بس ذرا سی فرصت مل جائے۔ میں تمہارے بارے میں جاننے کی کوشش کروں گا۔" اس نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔۔۔ اور ہم دونوں ہال میں آ گئے۔ یہاں بہت سے لوگ پالتی مارے بیٹھے تھے۔ اچاکرو کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔
ان لوگوں میں عورتیں بھی تھیں، نوجوان لڑکیاں بھی اور لڑکے بھی۔ ظاہر ہے زیادہ تر اچاکروسا کے اہل خاندان تھے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو ڈھلک رہے تھے۔ کچھ لوگ آگے بڑھے ۔۔۔ انہوں نے اچاکروسا سے لپٹنے کی کوشش کی اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔
"مجھے دنوں کو دیکھ کر تو خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے، تم رو رہے ہو۔" وہ بے چینی سے بولا اور پھر خود دوسرے لوگوں کے قریب جا کر ان کے سروں پر ہاتھ پھیرا۔
"آپ نے ہمیں اطلاع بھی نہ کرائی بابا!" ایک نوجوان نے کہا۔
"حالانکہ ضروری تھا ۔۔۔ میں منتظر لوگوں میں خود ہی آ گیا۔"
"گھر چلیں۔" ایک لڑکی نے کہا۔
"یہ کون ہے؟" اچاکروسا نے پوچھا۔
"آپ کی پوتی ہے۔"
"خوش رہ ۔۔۔ عبادت گاہ سے بڑا گھر کون سا ہوتا ہے؟ تم جب خوش رہو مجھ سے ملنے کو دل چاہے تو آ جایا کرو ۔۔۔ کون روکتا ہے؟"
"تو آپ گھر نہیں چلیں گے؟"
"اگر تمہارا گھر اس عبادت گاہ سے برتر ہو تو مجھ کو سمجھا دو میں مان لوں گا۔"
"اگر نانا جی! ہم تو آپ کو لے کر چلیں گے۔" ایک حسین لڑکی نے مترنم آواز میں کہا۔
"میری بچی! مجھے مہاتما کے چرنوں میں رہنے دو۔ اس سے زیادہ سکون کی جگہ مجھے کہیں نہ ملے گی۔" اچاکروسا نے کہا اور پھر میری طرف دیکھ کر بولا۔ "ہاں ۔۔۔ تم میرے مہمان کو اپنے پاس ضرور بلانا۔ یہ میرا محسن بھی ہے اور دوست بھی۔"
تب لوگ میری طرف متوجہ ہو گئے۔ بہت سی نگاہوں نے مجھے غور سے دیکھا تھا۔ اس کے بعد وہ لوگ گفتگو کرتے رہے اور میں ان کی باتیں سنتا رہا۔ اچاکروسا کے اہل خاندان بہت زیادہ تھے اور ان میں ہر عمر کے لوگ تھے۔ لڑکیوں کی تعداد بھی کافی تھی اور یہ تنہائی نہیں تھیں۔ چنانچہ ان کی نگاہوں میں شرارت پائی جاتی تھی۔
دیر تک وہ لوگ یہاں رہے۔ دوسرے لوگ بھی مہاتما کے درشن کو آئے تھے۔ بالآخر میں وہاں سے چلا آیا ۔۔۔ مجھے زیادہ لطف نہیں آ رہا تھا۔
رات کو ٹھیک وقت پر میں مہاتما بدھ کے مجسمے کے نزدیک پہنچ گیا۔ اور مجھے وہاں گئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ شیجانی بھی پہنچ گئی۔ اس نے مقامی طرز کا ڈھیلا ڈھالا لباس پہنا ہوا تھا جس میں پنڈلیاں گھٹنوں تک کھلی ہوئی تھیں۔ بال نہایت خوبصورت انداز میں بندھے ہوئے تھے۔ چہرہ دودھ سے دھلا محسوس ہوتا تھا اور وہ بے حد پیاری لگ رہی تھی۔ چاند آج بھی نکلا ہوا تھا اور روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔
"اجنبی!" اس نے آواز دی۔
"میں تمہارا منتظر ہوں شیجانی۔"
"میں نے دیر تو نہیں کی؟"
"نہیں۔"
"تب آؤ ۔۔۔ اُن پہاڑیوں کے درمیان چلیں۔ پھولوں کی وادی اس وقت خوشبوؤں سے مہک رہی ہو گی۔"
"چلو ۔۔۔ میں تو تمہارا مہمان ہوں۔ جہاں دل چاہے لے چلو۔" میں نے جواب دیا اور اس کے ساتھ چل پڑا ۔۔۔ اس کی قربت مجھے سکون کی وادیوں میں لے گئی تھی۔ میں اس کے ساتھ چاندنی کے جنگل میں چل رہا تھا۔

اور اُن پہاڑیوں کا فاصلہ زیادہ نہ تھا جیسوں اس کی وادی حسین ترین تھی،
یہاں خاموشی اور سکون چھایا ہوا تھا اور حقیقت یہ کسی کی وادی تھی۔
درختوں اور پھولوں کے ایک کنج کے پاس وہ رک گئی "میری
پسندیدہ جگہ ہے" شہجانی نے گہری گہری سانسیں لے کر کہا۔ اس کے
چہرے پر زندگی کی پوری تحریر لکھی ہوئی تھی اور وہ اس قدر دلکش نظر آ رہی تھی
جیسے کسی دلکھ سے وہ چاند ہو رہا ہو۔۔۔ اس کے ہونٹوں کی مسکراہٹ
اور گہری ہو گئی تھی "اب تم اپنا نام بتاؤ" شہجانی نے کہا۔
"کیا تم میرے لئے ایک تکلیف اٹھاؤ گی؟"
"ضرور کہو۔"
"میرا نام تم ہی تجویز کر دو۔"
"کیوں۔۔۔ کیا تمہارا کوئی نام نہیں ہے؟"
"نہیں۔"
"یہ کیسے ممکن ہے؟"
"ممکن ہے شہجانی۔۔۔ یقین کرو۔۔۔ وہ امجاکوسا مجھے مسافر کے
نام سے پکارتا ہے۔"
"تب میں تمہیں۔۔۔ میں تمہیں پونا کے نام سے پکاروں گی۔"
"پونا۔۔۔ اس کے معنی کیا ہیں؟"
"وہ جو دل کو پسند آئے" اس نے کہا اور شرما کر ہنس دی۔
"کیا اس نام میں حقیقت ہے؟"
"حقیقت نہ ہوتی تو۔۔۔ میں یہاں کیوں آتی" اس نے کہا اور
پھر چند قدم آگے بڑھ کر اس کے پاس پہنچ گئی۔ پھولوں کی طرح نازک بدن
بل کھانے لگا پھر اس نے اپنا سر میرے سینے سے ٹکا دیا اور میرے
سارے وجود میں خوشبو پھیل گئی۔
"یہ تو میری خوش بختی ہے شہجانی کہ تم نے مجھے پسند کر لیا۔ اب
یہ علاقہ مجھے بہت حسین لگنے لگا ہے۔"
"میں تمہارے بارے میں سوچتے ہوئے سب کچھ بھول جاتی ہوں
پونا۔۔۔ میں نے تمہارے بارے میں بہت کچھ سوچا ہے۔"
"کیا بھول جاتی ہو شہجانی؟"
"یہی کہ میں۔۔۔ میں تو یہاں کی داسی ہوں میں۔۔۔ میں تو بے شمار
پابندیوں میں گھری ہوئی ہوں۔"
"محبت یہ سب کچھ نہیں دیکھتی شہجانی۔۔۔ اور پھر محبت تو سب سے
بڑی عبادت ہے۔ بدھ نے بھی محبت کا سبق دیا ہے۔"
"ہاں" اس نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا اور پھر کافی دیر تک
خیالات میں ڈوبی رہی پھر جیسے اسے کچھ یاد آ گیا "تم نے مجھ سے
کچھ کہا تھا؟"
"ہاں۔"
"میں نے تمہارے لئے ایک گیت بنایا ہے۔"
"تم گیت بھی بنا سکتے ہو؟"
"وہ نہیں بنا، بن گیا ہے۔ تمہیں یاد کرتے ہوئے یہی خیالات
دل میں آئے تھے" اور اس نے شرماتے ہوئے انداز میں کہا۔
"تب سناؤ" میں نے کہا اور اس نے مترنم آواز میں انتہائی
دلکش اور پر سحر انداز میں ایک گیت سنایا۔۔۔ جس کا مفہوم یوں تھا۔
"سنگلاخ چٹانوں کے رخنوں میں آسمان سے برسنے
والے پانی نے نمی پیدا کی اور پھر اس نمی نے چٹان کو
زندگی کی قوت بخشی۔
تب ان رخنوں میں ایک ننھی سی کونپل نے
سر ابھارا۔۔۔ اپنے ارد گرد نگاہ ڈالی' وہ سہم گئی کیونکہ
اس کے گرد پتھروں کے سوا کچھ نہ تھا۔
آہ۔۔۔ دنیا کیسی بدنما ہے۔
لیکن زندگی گزاری جاتی ہے سو اس نے
چٹانوں کو اپنا لیا۔۔۔ پھر وقت کے فاصلے طے ہونے لگے
پتھر ہی پتھر۔۔۔ یہی اس کی زندگی تھی۔
لیکن پھر دوسرے رخنے میں ایک پھول کھلا کونپل
کا ساتھی۔۔۔ اور یہ چٹانیں حسین ہو گئیں۔
پھول اسے بہت بھایا تھا۔
درمیان میں پتھریلی چٹانیں ہیں۔۔۔ بیچارے پھول
اور کونپل کے فاصلے کیسے ختم ہوں گے؟"
آخر میں وہ اداس ہو گئی۔۔۔ میں نے صدیوں میں زندگی گزاری تھی
پروفیسر [illegible] اتنا حسین رومانی لمحہ میری زندگی میں نہیں آیا تھا۔۔۔ اس
نے [illegible] سے اپنی ترجمانی کی تھی اور پھر اس کی آواز [illegible]
میں دیر تک گونجتی رہی تھی۔
پھر [illegible] اور اس کے ساتھ ہی وہ بھی چونک پڑی۔
"اب چلیں پونا؟"
"اتنی جلدی؟"
"کل ہم پھر ملیں گے۔ اس سے زیادہ رکنا مناسب نہیں ہو گا
ہمیں حالات پر بھی نگاہ رکھنی چاہئے۔ کل تم یہیں پہنچ جانا۔ کل ہم
کہیں گے۔"
"ٹھیک ہے" میں نے کہا اور پھر ہم دونوں چل پڑے میں نے
شہجانی کو اس کے ٹھکانے پر چھوڑا اور پھر واپس جھونپڑی میں آ گیا۔
جھونپڑے کے باہر ایک عظیم [illegible] لگا ہوا تھا بے شمار لوگ مجھے نظر آئے
تھے جگہ جگہ مشعلیں روشن [illegible] تھیں۔ میں بھی ان لوگوں میں
ہو گیا تھا۔
تھوڑی دیر کے بعد امجاکوسا نظر آیا۔ وہ ایک چبوترے کی [illegible]
بڑھ گیا اور وہ لوگ اس پر پھول نچھاور کرنے لگے۔ وہ امجاکوسا کے [illegible]

کے تجربے بھی ہو گئے تھے۔ یہ لوگ خانقاہ کی زیارت کے لئے یہیں
جمع ہوئے تھے۔
تب میں نے وہ سب کچھ کبھی دیکھا تو اس چبوترے کے کنارے
آ کھڑا ہوا تھا پھر وہ مہر سا نے کہنا شروع کیا تھا۔
"مہاتما بدھ کے پیرو! آج اس مہان ہستی کے درشن کر رہے ہو
جس نے آدھی صدی موت کی وادیوں میں گزاری ہے جس کا گیان
مہان ہے جس نے موت کی وادیوں کا راز معلوم کیا ہے۔ ہاں اس
وقت جب یہ بستی بہت چھوٹی تھی اس کی آبادی بہت تھوڑی تھی امجا
کوسا مہان گیانی نے جیتے جی خود کو موت کی گود میں سلا دیا اور اس کے
بعد تم میں سے ہر ایک کو معلوم ہے کہ یہ ایک روایت بن گئی ہم ان وادیوں
میں جا کر ان کے جاگنے کا انتظار کرتے تھے لیکن ہماری بدقسمتی تھی کہ جب
یہ جاگا تو ہم وہاں موجود نہ تھے۔ بہر حال اب مہا گیانی ہمارے سامنے
موجود ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس کا گیان اس کا تجربہ ہمیں بہت کچھ دے گا۔"
لوگوں نے ہاتھ باندھ کر جھک کر عقیدت کا اظہار کیا اور پھر وہ مہر
سا نے امجاکوسا سے پوچھا "امجاکوسا جی، کیا آپ موت کی
وادیوں کے بارے میں ہمیں نہیں بتائیں گے؟"
"میرے بچو۔۔۔ میرے بھائیو! کیا میں اس سے زیادہ روشنی ڈالوں
جس نے ہماری آنکھوں میں بینائی دی ہے۔ جب اس نے ہمیں
موت کی وادیوں کی کہانی نہیں سنائی تو ان وادیوں کی کہانی کوئی نہیں سنا سکتا
میں نے اس کی کوشش کی تھی لیکن انسان اس زمین پر رینگنے والے
کیڑوں کی طرح بے حقیقت ہے۔ قدرت نے جو راز اس پر منکشف کئے
انہوں نے اس کی روحانی قوت کو فنا سے بچا لیا اور جو راز قدرت نے
اس پر منکشف کرنا مناسب نہ سمجھے انہیں اس کی کوشش اس کی بینائی
زائل کر سکتی تھی خواہ وہ موت کی وادیوں میں جانے کی کوشش کرے یا
آسمان کی وسعتوں میں۔ مجھے ہونی تم سمجھ ہی سکتے ہو۔ ہاں میری زندگی
کے وہ لمحات جو میں نے زندگی سے دور گزارے مجھے صرف ایک
سبق دیتے ہیں۔۔۔ اور وہ سبق یہ ہے کہ تم حقیر ہو تمہارا فلسفہ کچھ نہیں
اس تمہاری سوچ پیچھے چھوڑی ہے اپنی حدوں کو پار کرو گے کچھ نہ ملے گا'
کچھ حاصل نہیں ہو گا۔۔۔ سو تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تم اپنی حدود میں
رہ کر بدھ کی پیروی کرو۔ نفس کو قتل کرو اور خود کو حقیر جانو" امجا
کوسا خاموش ہو گیا۔
پھر لوگ اس سے طرح طرح کے سوالات کرتے رہے۔۔۔ یہ
سوالات میرے لئے دلچسپ نہیں تھے اس لئے میں وہاں سے چلا آیا۔
اپنا کام مجھ پر [illegible] گیا۔ میں شہجانی کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات کا
لطف لیتا رہا تھا۔ یہ بات تمہارے علم میں ہے پروفیسر کہ وہ دور
میرے لئے میری پسند کا دور [illegible] کو جسم دیتے ہیں اور عورت
کی کشش [illegible] ہو جاتی ہے۔
لیکن۔۔۔ تجربے کی بات ہے کہ عورت کا قرب کسی بھی دور میں
میرے لئے [illegible] نہیں رہا۔ ہر نئی عورت نئے تجربات کی حامل ہوتی
تھی۔ سب کی حیثیت ایک لیکن فطرت جدا جدا۔۔۔ اور یہ تبدیلی ہی اس کی
دلکشی ہے۔ سو میں شہجانی کے بارے میں دیر تک سوچتا رہا۔۔۔ اور اس کے
بارے میں سوچتے سوچتے سو گیا۔ دوسری صبح جاگا تو معمولات میں کوئی تبدیلی
نہیں تھی۔
پھر ضروریات سے فارغ ہو کر امجاکوسا کے پاس پہنچا تو اس
کے تین پرتے اس کے پاس موجود تھے۔ امجاکوسا مجھے دیکھ کر مسکرایا۔
"یہ تمہیں لینے آئے ہیں" اس نے کہا۔
"اوہ" اتنی جلدی کر دیا؟"
"ہاں ان کی خواہش ہے کہ تم چند دن ان کے ساتھ گزارو۔"
"میں ان کے ساتھ چلا جاؤں گا امجا۔۔۔ لیکن کیا ضروری ہے
کہ میں ان کے ساتھ رہوں یہیں مجھے یہی جگہ پسند ہے؟"
"اوہ نہیں دوست! تم کچھ دن سے باہر کی دنیا بھی دیکھو جہاں کے
لئے ماحول اجنبی ہو گا۔ ممکن ہے تمہیں پسند بھی آئے۔"
میں نے ایک لمحے کے لئے سوچا پھر آمادگی ظاہر کر دی کوسا
ٹھیک ہی کہہ رہا تھا۔ یہی وقت کی بات ہے یہ لوگ مجھ سے کوئی کوشش
تو دور کریں گے۔ چنانچہ میں تیار ہو گیا۔۔۔ پھر جب میں ان کے ساتھ چلا
تو تینوں نوجوانوں نے اپنا تعارف مجھ سے کرایا اور پھر ان میں سے
ایک بولا۔
"بابا کوسا تمہیں مسافر کہہ کر پکارتا ہے۔ کیا تمہارا کوئی نام
نہیں ہے؟"
"ہے۔ لیکن میں نے اسے بتایا نہیں" میں نے مسکرا کر کہا۔
"اوہ کیوں؟"
"بس دل نہیں چاہا۔"
"ہمیں بھی نہیں بتاؤ گے؟"
"پونا" میں نے کہا۔
"آہ بڑا دلکش نام ہے۔۔۔ لیکن سنا ہے تم بدھ مت کے پیرو
نہیں ہو؟"
"ہاں میں اس مت کے ماننے والوں میں سے نہیں ہوں۔"
"تو۔۔۔ تو کیا۔۔۔ تم گوتم کے خاندان سے ہو؟" اس نوجوان نے
کہا اور دوسرے نوجوان چلتے چلتے رک گئے۔
"کہ تاکیا۔۔۔ تم نے یہ نام کیوں لیا؟" انہوں نے اس نوجوان سے کہا
"بس جلدی میں منہ سے نکل گیا۔۔۔ شرمندہ ہوں۔"
"تمہیں معلوم ہے کہ یہ نام لینے کی کیا سزا ہے؟"
"مجھے افسوس ہے مگر یہ بات تمہارے درمیان رہے۔ میں پونا سے
بھی معافی چاہتا ہوں۔"

"مگر کس بات کی۔۔۔ اس کام میں کیا خاص بات ہے؟"
"پورنا! برا مت ماننا، اس احمق کی بات بھول جاؤ۔ ہم اس بدبختی کا ذکر بھی نہیں کر سکتے۔" دونوں نوجوانوں نے کہا۔
"ایسی کیا خاص بات ہے، آخر؟"
"نہیں۔۔۔ خدا کے لئے نہیں۔ گو قصور تمہارا نہیں ہے، یہ تو آفت اس کر دینا ہی ہے اگر تم چاہتے ہو پورا کرو۔" انہوں نے عاجزی سے کہا اور میں نے گہری سانس لی۔۔۔ جانے اس کام میں ایسی کیا خاص بات تھی۔ گو کہ۔۔۔ میں نے دل ہی دل میں دہرایا۔ اور یہ اندازہ ہو گیا کہ دونوں جوان اس کام سے سخت متنفر بلکہ خوفزدہ نظر آتے تھے چنانچہ میں نے اسے ذہن میں محفوظ کر لیا۔ اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش ضرور کروں گا، میں نے سوچا۔
پگوڑے سے باہر کی دنیا زیادہ مختلف نہیں تھی۔ ان کا مذہب الگ تھا، خود وہ نسلی طور پر ہم جیسے ہی تھے، سوائے اس کے کہ دوسرے لوگ عام زندگی گزارتے تھے۔ ہر کام ہوتا تھا، دکانیں اور بازار بھی تھے، سڑکوں پر گھوڑا گاڑیاں بھی چلتی تھیں۔
پھر جس مکان میں مجھے لے جایا گیا، وہ مکان کیا پوری ایک بستی تھی۔ طویل و عریض علاقے کو چار دیواری میں گھیر لیا گیا تھا اور پھر اس میں گھر بنے ہوئے تھے۔ اسجاکرو سا کے اہل خاندان ایک ہی جگہ رہتے تھے اور چونکہ خاندان وسیع تر تھا اس لئے جگہ بھی ایسی ہی تھی۔ لیکن میں نے ایک خاص بات محسوس کی۔ اندر کا علاقہ بے حد صاف ستھرا تھا اور انہوں نے نفاست سے آراستہ کیا تھا۔ لگتے تھے کہ ملازمین اور دوسرے لوگ بھی کافی تعداد میں تھے۔
نوجوان مجھے لے کر ایک مکان میں داخل ہو گئے۔۔۔ یہ مکان بھی اپنی دلکشی سے آراستہ تھا۔ اور پھر بلاشبہ انہوں نے میری خدمت کی۔ بے شمار نوجوان، بچے، بوڑھے مجھ سے ملنے آئے۔ سب ہی میرے لئے کچھ نہ کچھ لائے تھے۔ انہوں نے مجھ سے میرے بارے میں بہت سے سوالات کئے تھے لیکن کوئی خاص بات نہیں۔ مجھے یہاں محسوس ہوئی اور میں ان لوگوں سے بلاوجہ کا اخلاق برتتا رہا۔۔۔ پھر رات ہو گئی اور میں نے اجازت چاہی۔
"کیوں۔۔۔ کہاں جاؤ گے پورنا؟"
"رات میں پگوڑے ہی میں گزاروں گا۔"
"کیوں۔۔۔ کیا ہم تمہاری خدمت نہیں کر سکے؟"
"یہ بات نہیں ہے دوستو۔۔۔ مجھے کچھ کام ہے۔"
"تب اس کام کی انجام دہی کے بعد واپس آ جانا۔" مجھ سے التجا کی گئی اور میں سوچنے لگا۔
"لیکن اگر مجھے دیر ہو گئی تو تمہیں پریشانی ہو گی۔"
"اگر تم آدھی رات کو بھی آؤ گے تو ہم منتظر ہی ملیں گے۔" انہوں نے کہا اور میں ان کے خلوص کو ٹھکرا نہ سکا۔ میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ اگر یہ بات ہے تو میں واپس آ جاؤں گا۔"
"ہم تمہارا انتظار کریں گے۔" انہوں نے کہا اور میں وہاں سے چلا آیا۔ تھوڑی دیر تک تو میں اس بستی کی سڑکوں پر گھومتا رہا اور پھر پچھوں اس وادی کی طرف چل پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں اپنی جگہ پہنچ گیا لیکن شجانی پہلے سے وہاں موجود تھی۔
"پورنا۔۔۔" وہ آگے بڑھی۔
"تم آ گئیں شجانی۔۔۔ اتنی جلدی؟"
"ہاں پورنا۔" اس نے عجیب سے لہجے میں کہا۔
"کیا بات ہے شجانی! تم پریشان نظر آ رہی ہو؟"
"ہاں پورنا! میں پریشان ہوں۔"
"کیوں شجانی؟"
"نہیں پورنا۔۔۔ مجھے یوں لگتا ہے جیسے۔۔۔ جیسے کوئی برا حادثہ ہونے والا ہے۔ کوئی ایسی بات جس کے بارے میں میں کچھ نہیں جانتی۔"
"کوئی خیال تمہارے ذہن میں ہو گا؟"
"ہاں۔"
"کیا خیال ہے؟"
"پورنا! تم مجھے ملے ہو۔۔۔ صرف کل تک ہو، لیکن۔۔۔ لیکن پورنا اب تمہارے بغیر دل نہیں لگتا۔ ساری رات اور سارا دن تمہیں سوچتی رہی ہوں۔ کوئی کام اچھا نہیں لگا۔ بس تمہاری صورت آنکھوں میں گھومتی رہی۔ پورنا اب کیا ہو گا؟"
"پریشان کیوں ہو رہی ہو شجانی۔۔۔ کچھ نہیں ہو گا۔ ہم جیتے رہیں گے، روز ملتے رہیں گے اور اگر تم چاہو گی تو میں تمہیں یہاں سے لے جاؤں گا۔"
"کہاں؟" اس نے بے اختیار پوچھا۔
"کہیں بھی۔۔۔ یہاں سے دور، جہاں ہمارے ملنے پر کوئی پابندی نہ ہو۔ کیا یہاں تمہیں مجھ سے ملنے پر کوئی پابندی ہے؟"
"ابھی کسی کو پتہ بھی نہیں ہے، پتہ چل گیا تو کیا ہو گا؟"
"کیا ہو گا شجانی؟"
"کوئی اس بات کو اچھا نہیں سمجھے گا۔ کوئی برداشت نہیں کرے گا کہ بدھ دیوتا کی کسی اجنبی نوجوان سے ملاقات کرنے جائے۔"
"تو دو تم کیا سوچتی ہو شجانی؟"
"میں۔۔۔ مجھے تو جانے کیا ہو گیا ہے۔۔۔ جو ہو گیا ہے وہ ہو چکا۔ میں نے ساری زندگی کسی نوجوان کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھا۔ لیکن کوئی دیکھا جاتا ہے، ہم سے کہا جاتا ہے کہ دنیا سے دور رہو۔ یہ ہمیں اگر نفس کے ہاتھوں میں کھیلیں گے تو ہمارے لئے ہاتی کہاں رہیں گے۔"

"نہیں۔۔۔ میں ساری رات یہی سوچتی رہی۔"
"مگر تم شجانی! وہ مجھے بتا دو کہ تم سوچتی رہی ہو، پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم دونوں کا سامنا کریں، تمہیں میں بھی تمہارا مددگار ہوں۔"
"ہاں، تم بھی میری مدد کرو گے؟"
"ہاں پورنا۔" میں نے جواب دیا اور اس کی گھبراہٹ کم ہو گئی۔ وحشت زدہ ہرنی جیسی ہو، دنیا کے ہیبت کے جال میں پھنسی تھی۔۔۔ اس نے پریشان تھی۔
وہ بیٹھ کر گہری گہری سانسیں لینے لگی۔ میں بھی قریب ہی بیٹھ گیا تھا۔ "آہ کتنا اچھا لگ رہا ہے، سکون ہے، کیسا اچھا موسم ہے۔" اس نے آنکھیں بند کر کے کہا اور اس کے بعد کافی دیر تک خاموش بیٹھی رہی جیسے اس موسم سے لطف اندوز ہو رہی ہو۔ پھر اس نے ایک گہری سانس لے کر آنکھیں کھول دیں۔
"پورنا۔۔۔" اس نے مخمور انداز میں مجھے پکارا۔
"کیا کہہ رہی ہو شجانی؟"
"تم جیسا شخص میں نے کبھی نہیں دیکھا، لیکن پورنا۔۔۔ اب کیا ہو گا؟"
"تمہارے ذہن میں کیا خیالات آ رہے ہیں شجانی؟"
"تمہارے پاس سے جانے کے بعد میں بستر پر جا لیٹی اور تم میری آنکھوں میں آ گئے۔ میرا دل اس طرح مچلنے لگا کہ میں برداشت نہیں کر سکی تھی۔ میں واپس تمہارے پاس آ جانا چاہتی تھی۔ تب میں نے سوچا کہ میں کیا کر رہی ہوں اور اب کل کا دن بھی باقی ہے۔ پورنا وہ ایسی ہی دوسری راتیں۔۔۔ میں نے سوچا جب کسی کو معلوم ہو گا کہ میں تمہارے پاس آتی ہوں تو۔۔۔ تو لوگ کیا کہیں گے، کیا وہ مجھے جینے دیں گے۔ بس پورنا! ایسے بہت سے خیالات میرے ذہن میں آ رہے ہیں۔"
"ہوں۔" میں نے ایک گہری سانس لی۔
"اب بتاؤ پورنا۔۔۔ اب کیا ہو گا؟"
"شجانی! تم دنیا میں سب سے زیادہ کسے چاہتی ہو؟"
"تمہیں۔" اس نے فوراً کہا۔
"مجھ سے پہلے؟"
"میں بدھ کی داسی تھی اور سب کا احترام کرتی تھی۔"
"تمہیں اپنے لوگوں سے محبت ہے؟"
"ہاں تھوڑی سی۔ لیکن تم سے زیادہ نہیں۔"
"اور اس بستی سے؟"
"اب کسی چیز سے بھی نہیں ہے تمہارے سوا۔"
"تب فکر مت کرو۔ ہم اسی طرح ملتے رہیں گے اور اگر کوئی ہمارے راستے میں آیا تو۔۔۔ پھر ہم یہ بستی چھوڑ دیں گے۔"
"تم مجھے یہاں سے لے چلو گے؟"

"ہاں۔"
"اور اگر وہ میرے دوہوں سے روکیں گی کوشش کی تو؟"
"تمہیں روک سکیں گے۔" میں نے جواب دیا اور وہ مجھے دیکھتی رہی۔۔۔ اس رات اسے جانے کی جلدی نہیں تھی۔ پھر جب ستارے ڈھلنے لگے تو اس نے کرب ناک نگاہوں سے میری طرف دیکھا۔
"پورنا۔"
"ہوں۔" میں نے آہستہ سے کہا۔
"روشنی ہو رہی ہے۔"
"ہاں شجانی۔"
"اب جا رہی ہوں۔"
"کل رات؟"
"میں اسی جگہ آ جاؤں گی۔"
"میں انتظار کروں گا۔"
"میں بے کل ہوں گی تمہارے پاس آنے کے لئے۔" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور میں نے شگوفوں جیسا وہ چہرہ دیکھا۔ پھر وہ چلی گئی اور میں اسی جگہ کھڑا رہا۔ میں اس کے بارے میں فیصلہ کر رہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اب یہ بستی مجھے چھوڑنی ہے۔ شجانی کو لے کر جا رہا ہوں کوئی خود کام تو نہیں کروں گا۔ وہ کسی کی حق تلفی ہو گی۔ وہ تمہارا ہے، مجھے چاہتی ہے۔ بس اس کے سوا اور کیا چاہیے۔ رہ گئے یہ لوگ تو انہوں نے میرے اوپر کوئی احسان نہیں کیا تھا بلکہ میں خود ہی ان کے کام آیا ہوں۔ یہاں پہنچنے سے فائدہ بھی کیا۔۔۔ اس طرف اسجاکرو سا کو وزرا اعظم بے دلکشی تھا۔ بس شجانی دروازے کو کشادہ کر دیا تھا لیکن شجانی کے لئے اسے بھی نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔
تب میرے ذہن میں گوکلا کا خیال آیا۔۔۔ وہ شخص بڑی کی شجانی سے گوکلا کے بارے میں پوچھنا چاہیے تھا۔ میرا خیال ہے وہ ضرور بتا دے گی۔ بہرحال کل سہی۔ میں نے سوچا اور پھر میں اپنے میزبانوں کی طرف چل پڑا۔
روشنی ابھی پوری طرح نہیں پھیلی تھی۔ میں اس مکان میں داخل ہو گیا میرے لئے جو کمرہ مخصوص کیا گیا تھا اس کے بارے میں مجھے علم تھا۔ عمارت کے مکین ابھی گہری نیند میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ چنانچہ میں احتیاط سے اپنی رہائش گاہ کے دروازے سے اندر داخل ہوا۔
لیکن جس جگہ میرے سونے کا بندوبست تھا وہاں ایک مست شباب پہلے سے محو خواب تھی۔۔۔ اسجاکرو سا کی کوئی چہیتی داسی یا خوبصورت اور جوان لڑکی جو گہری نیند میں گم ہو رہی تھی۔ اس کا لباس بے ترتیب تھا اور بدن کے دلکش خطوط نمایاں تھے۔۔۔ میرے ذہن میں چیونٹیاں سی رینگنے لگیں لیکن خود کو سنبھالنا ضروری تھا کیونکہ کسی کی نیند سے ناجائز فائدہ اٹھانا ناجائز تھا لیکن اسے کیا سوجھی؟

جگہ مناسب نہیں تھا اور یہاں سونا۔۔۔ اوپر نیچے کہاں جاؤں؟
جگہ خاصی بڑی تھی، میں نے وہیں لیٹنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر لڑکی سے [illegible] اس وقت شہجانی سے ملاقات کے حوالے سے ذہن سے نکل گئے تھے۔ مگر رات دیر تک شاید میں شہجانی کے بارے میں سوچتا لیکن روشنی میں لڑکی کا بدن اور خیالات [illegible] ہو گیا تھا پھر اس کے بعد نیند کہاں اور خیالات کہاں۔۔۔

دفعتاً اس نے کروٹ بدلی اور اب اس کا نچلا حصہ میرے سامنے تھا لیکن میں نے محسوس کیا کہ وہ جاگ گئی ہے۔ بس ایک احساس سا تھا جو درست نکلا۔۔۔ اس نے فوراً ہی دوبارہ کروٹ بدلی اور گردن اٹھا کر چاروں طرف دیکھنے لگی پھر اس کی نگاہ مجھ پر پڑی اور میں نے جلدی سے آنکھیں بند کر لیں۔ صرف تھوڑی سی درز آنکھوں میں رہنے دی تھی تاکہ اس کی حرکات دیکھ سکوں۔ اس نے گہری نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر اسے اپنے بدن کا احساس ہوا اور وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے اپنا لباس درست کر لیا تھا۔

لباس درست کرنے کے بعد وہ پریشان نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی اس کے چہرے کے نقوش رنگ بدلتے رہے پھر اس نے دروازے کی طرف دیکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ وہ دروازے کی طرف بڑھی تھی اس نے باہر جھانکا اور پھر باہر جھانکنے کے بعد واپس پلٹ آئی۔ دبے قدموں وہ میرے سرہانے کھڑی ہو گئی اور پھر مجھ پر جھک گئی۔ اب وہ مجھے غور سے دیکھ رہی تھی اور پھر [illegible]۔۔۔ اس کی نگاہوں سے ایک عجیب سی محبت جھلک رہی تھی۔

مجھے اندازہ لگانے میں دشواری نہیں ہوئی پھر وہ آہستہ سے بیٹھ گئی۔ اب اس کی نگاہیں میرے سراپے کا طواف کر رہی تھیں۔ ایک بار پھر اس نے پلٹ کر دروازے کی طرف دیکھا۔
"میں جاگ رہا ہوں۔" میں نے آنکھیں کھول کر کہا۔
"مجھے جانے دو۔۔۔ صبح ہو گئی ہے۔"
"لیکن لوگ ابھی نہیں جاگے۔"
"جاگ جائیں گے۔" وہ پھنسی پھنسی آواز میں بولی۔
"ابھی اس کے آثار نہیں ہیں۔"
"جانے دو مجھے۔" اس نے التجا کی اور میں نے اجازت دے دی۔ وہ اٹھی اور رک گئی۔ اب وہ بے بسی سے مجھے دیکھ رہی تھی۔
"تم۔۔۔ تم ناراض تو نہیں ہوئے؟"
"کس بات سے؟"
"میں سو گئی تھی۔"
"تمہارے سونے سے میں کیسے ناراض ہو سکتا ہوں؟"
"میں تمہارا انتظار کر رہی تھی پھر جب بہت دیر ہو گئی تو مجھے نیند آ گئی۔"

"میرا انتظار کیوں کر رہی تھیں؟"
"مجھ سے یہی کہا گیا تھا کہ مہمان کے آنے کے بعد سوؤں۔"
"اوہ یہ بات تھی۔" اب بات میری سمجھ میں آ گئی۔
"ہاں۔ تم رات کو کس وقت آئے تھے؟"
"بہت دیر میں۔"
"تبھی مجھے نیند آ گئی لیکن۔۔۔ لیکن تم تو مجھ سے ناراض نہیں ہوئے؟"
"نہیں۔"
"تب وعدہ کرو کہ میرے سونے کے بارے میں کسی کو نہیں بتاؤ گے؟"
"وعدہ۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "تمہارا کیا نام ہے؟"
"شانا۔"
"سچارو سائی کون ہو؟"
"دوسی۔" اس نے جواب دیا۔
"تم میری کسی حرکت سے ناراض نہیں ہوئیں شانا؟" میں نے پوچھا اور وہ شرم سے سرخ ہو گئی۔ اس کی پلکیں جھک گئیں۔ پھر وہ آہستہ سے بولی۔
"میں خواب میں بھی تمہیں ہی دیکھ رہی تھی پھر جب جاگی تو تم مجھ سے زیادہ دور نہیں تھے۔ میری غلطی ہو گئی۔"
"تمہیں اس غلطی کا افسوس ہے؟"
"نہیں۔" اس نے کہا اور رخ بدل لیا پھر آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔ "لیکن آج رات دیر سے مت آنا۔ میں انتظار کروں گی۔" اور پھر وہ چھپاک سے باہر نکل گئی۔ میں گال کھجانے لگا تھا۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ [illegible] جلدی آنے کا مسئلہ [illegible] تھا ظاہر ہے شہجانی رات کو آئے گی اور مجھ سے پہلے نہیں جائے گی۔ اس کے علاوہ میرے ذہن میں شہجانی کے لئے جو انسیت پیدا ہوئی تھی وہ اس لڑکی کے لئے نہیں تھی۔ پھر لڑکی دنیا کے اسرار و رموز سے کہاں معصوم ہوتی تھی اس کے برعکس۔۔۔

بہرحال بڑھ حسینہ کو مطمئن کرنا ہی ہو گا۔ میں نے سوچا۔۔۔ اور آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن اس کے بعد گھر میں چہل پہل شروع ہو گئی یہاں [illegible] ممکن تھا پھر بھی میں کافی دیر تک کروٹیں بدلتا رہا اور پھر اٹھ گیا۔
دن حسب معمول گزرا۔۔۔ [illegible] جو اب کسی حد تک معمول نظر آ رہا تھا۔ پھر شام ہو گئی۔۔۔ اور جب رات ہوئی تو شہجانی [illegible] شہجانی [illegible] میری منتظر تھی۔ آج وہ پہلے سے بے حد حسین لگ رہی تھی۔ اس نے میری گردن میں بانہیں ڈال دیں، وہ بہت خوش تھی میں نے اس کی آنکھوں میں [illegible] جھلکتے دیکھی تھیں۔

"تمہاری کل کی گفتگو نے مجھے بہت سکون بخشا۔ میں آرام کی نیند سوئی۔ لیکن سوتیا بہت چالاک ہے۔"
"سوتیا کون ہے؟"
"میری سہیلی ہے۔" اس نے جواب دیا۔ "رات کو جاگ گئی تھی۔ مجھے تلاش کرتی پھری اور دن میں جب میں جاگی تو اس نے خوب شرارت کی کہنے لگی کہ کسی کے ساتھ جاگتی رہی ہو؟"
"تم نے کیا جواب دیا؟"
"میں اسے کیوں بتاتی۔۔۔ لیکن آج اس کی وجہ سے جلدی جانا پڑے گا۔"
"ٹھیک ہے۔ ابھی جب تک ہم یہاں سے روانہ ہونے کا ارادہ ظاہر نہیں کرتے کسی کو پتہ نہیں چلنا چاہیے۔"
"نہیں چلے گا۔ میں کسی کو نہیں بتاؤں گی۔" اس نے کہا اور میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ شانا کے لئے راستہ خود بخود ہموار ہو گیا ہے۔ ہم پیار و محبت کی باتیں کرتے رہے۔ شہجانی میری گود میں سر رکھ کر مستقبل کے خوابوں میں کھو گئی۔۔۔ تب اچانک مجھے گوکالا کی یاد آ گئی۔
"شہجانی۔" میں نے اسے مخاطب کیا۔
"ہوں۔"
"گوکالا کون ہے؟" میں نے پوچھا۔ اور شہجانی جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس کی آنکھوں سے بھی خوف جھانکنے لگا تھا۔
"کیوں۔۔۔ یہ نام تمہیں کس نے بتایا؟"
"کسی نے بھی بتایا ہو تم اس کے بارے میں مجھے بتاؤ۔" میں نے کہا۔
"اوہ اس کا ذکر مت کرو۔ یہ تذکرہ بہت منحوس ہوتا ہے یہ نحوست لاتا ہے۔ اس کا نام بھی آئندہ مت لینا۔"
"لیکن شہجانی! میں اس کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں، یہ میری خواہش ہے۔"
"مت کرو۔۔۔ اس کا ذکر نہ کرو۔ کچھ نہ کچھ ضرور ہو جائے گا۔" اس نے التجا کی۔
"تمہارے علاوہ میں کسی سے نہیں پوچھ سکتا۔ مجھے بتاؤ شہجانی کیا تم میری کوئی بات نہیں مان سکتیں؟" میں نے ضد کرتے ہوئے کہا اور وہ پریشان نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ "بتاؤ شہجانی ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گا۔"
"پورنا۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ "پورنا! میری بات مان لو۔ بس اس کا پیچھا چھوڑ دو۔۔۔ تم اس کا نام دوبارہ مت لینا۔ میں تمہیں اس کے بارے میں بتا دوں گی۔"
"لیکن۔۔۔ میں اس کا نام کیوں نہ لوں؟"
"کوئی نحوست آنے کی تو میرے اوپر ہی آئے گی۔۔۔ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"
"تمہیں بھی نہیں پہنچے گا شہجانی۔ تم اطمینان رکھو۔"
"وہ ایک جادوگرنی ہے۔ ان پہاڑیوں سے بہت دور۔۔۔ اس پہاڑی کے دامن میں ایک غار میں رہتی ہے جس کے سر پر کھوپڑی کے دو سینگ ابھرے ہوئے ہیں۔ وہ خود کو مہان سمجھتی ہے اور مہاتما بدھ کی تعلیمات کا مذاق اڑاتی ہے۔ ان علاقوں میں وہ کبھی نہیں آتی کیونکہ مہاتما کا گیان اس کے بدن پر کوڑے برسا جاتا ہے۔ ہم سب اس سے بے پناہ نفرت کرتے ہیں۔"
"زندہ ہے؟"
"ہاں صدیوں سے زندہ ہے کبھی نہیں مرتی۔"
"خوب۔ کسی نے اسے دیکھا ہے؟"
"ہاں۔ بہتیروں نے اسے دیکھا بھی ہے۔"
"اس سے کوئی جھگڑا تو نہیں ہوا؟"
"نہیں۔ لیکن اس کا ذکر بھی نحوست سمجھا جاتا ہے۔"
"تمہیں یہاں کے لوگ اس سے خوف کھاتے ہیں۔ ہم سا ایسے ہی ایک نوجوان نے میرے سامنے اس کا نام لے لیا تھا۔"
"اور وہ ٹھیک ہے؟" شہجانی نے پوچھا۔
"ہاں بالکل ٹھیک ہے۔"
"وہ تو بات ہے۔ اس پر مصیبت ضرور آئے گی۔ آج نہیں تو چند روز کے بعد ہی۔" شہجانی نے کہا اور میں ہنسنے لگا۔ ظاہر ہے اس قسم کے توہمات میرے لئے نئے نہیں تھے۔ سادہ لوح اور جاہل لوگ ایسی افواہیں اڑانے میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے کیونکہ وہ بدھ مت کو نہیں مانتی اس لئے لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں اور اس کے نام سے بھی الجھن کھاتے ہیں۔ اسی لئے انہوں نے دوسروں کو ڈرانے کے لئے کہانی گھڑ دی ہے۔ بہرحال میں نے شہجانی کو سمجھایا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ خوش ہو گئی تھی اور اس کے بعد میں نے محسوس کیا کہ وہ کچھ الجھ گئی ہے۔

چاند اپنا سفر طے کر چکا تھا۔ میں نے اسے کافی تسلی دی اور پھر آدھی رات کے قریب وہ اٹھ گئی اور میں اسے پہنچانے دور تک گیا پھر میں واپس اپنی رہائش گاہ پر آ گیا۔۔۔ اور یہاں شانا میری منتظر تھی۔ اس

کی آنکھوں میں نیند اتری ہوئی تھی۔ مجھے دیکھ کر وہ خوش ہو گئی۔
"میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی تھی" اس نے کہا۔
دوسرا وقت ہم دونوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں گزارا۔ جب
دو مرتبہ گھنٹی بجنے لگی تو وہ واپس چلی گئی۔
یوں پروفیسر ۔۔۔ وہ لڑکیاں ایک وقت میرے نزدیک آ گئیں۔
لیکن شنا شجانی کی جگہ نہ لے سکی۔ ساتواں دن تھا۔ اس رات شجانی
اس وادی میں نہ آئی۔ اس رات کو کلا کے نذر کرنے کے بعد سے
وہ زیادہ ہی افسردہ رہنے لگی تھی۔ حالانکہ کئی دن گزر گئے تھے لیکن اس
کے ذہن سے خوف دور نہیں ہوا تھا وہ بار بار کہتی تھی ۔۔۔
رات گزر آ چلی تھی اور میں شجانی کے لئے پریشان ہو گیا تھا ۔۔۔
جب ۔۔۔ کافی ۔۔۔ جانب چل پڑا ۔۔۔ پگڈنڈی ۔۔۔
خاموشی تھی۔ میں شجانی کو تلاش کرتا پھرا ۔۔۔ اور پھر میں ایک جگہ رک گیا۔
یہ وہی جگہ تھی جہاں پہلی بار شجانی سے ملاقات ہوئی تھی۔ یہاں میں نے
دو افراد کو دیکھا۔ ان میں ایک اسجا کروسا تھا اور دوسری شجانی۔ اسجا
کروسا ۔۔۔ کے سامنے آنکھیں بند کئے ہاتھ جوڑے ۔۔۔
تھا اور اس کے منہ سے آواز نکل رہی تھی۔ شجانی اس کے پیچھے خاموش
کھڑی تھی۔ اسجا کروسا کہہ رہا تھا۔
"اس نے کہا ہے کہ اپنے نفس کو مارو ۔۔۔ انسان عجب
کا پجاری ہے اور عجب شیطان ہے لیکن مشکل ہے
شیطان سے بچنا اور نجات کا راستہ شیطان سے دور
جانے میں ہے ۔۔۔ نفس جب ۔۔۔ ہے
تو ۔۔۔ سے بچنے کے لئے خود کو فنا کر دو اور
فنا نجات ہے ۔۔۔ فنا نجات
ہے ۔۔۔ فنا نجات ہے ...."
میں نے ۔۔۔ شجانی کو دیکھا لیکن اس کی حالت ۔۔۔
تھی۔ اس کا پورا بدن کانپ رہا تھا۔ آنکھوں سے ۔۔۔
سرخ ہو رہا تھا۔ میرے ۔۔۔ وہ میری طرف متوجہ نہیں ہوئی
اور میرے بازوؤں میں جھول گئی ۔۔۔ وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔ تب میں
نے اسے خاموشی سے بازوؤں میں اٹھایا اور تھوڑا فاصلہ طے کر کے
پہلی ۔۔۔ وادی میں لے گیا ۔۔۔ اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرتا رہا
تھا کافی دیر کے بعد وہ ہوش میں آ گئی لیکن اس کے حواس ۔۔۔
ہوئے تھے۔ وہ مجھے دیکھ کر ۔۔۔ چونک گئی اور پھر رونے لگی۔
"شجانی! شجانی! تمہیں کیا ہوا؟ ۔۔۔ مجھے بتاؤ تمہیں کیا ہوا ہے؟"
"میں ۔۔۔ میں تمہارے پاس آ رہی تھی" اس نے ہچکیاں لیتے
ہوئے کہا۔ "تب ۔۔۔ مہاتما کے ۔۔۔ قریب سے گزرتے ہوئے مجھے
یوں لگا جیسے کسی نے میرے پاؤں پکڑ لئے ہوں ۔۔۔ میں ابھی ۔۔۔
۔۔۔ دیکھا ۔۔۔ اسجا کروسا مہاتما کے سامنے بیٹھی کر

ہے مجھے ۔۔۔ اس کے الفاظ یہی تھے کہ ۔۔۔ اپنی خواہشات کے لئے خود کو
مار دو، خواہشات پوری نہ ہونے دو ۔۔۔ خواہشات شیطان ہوتی ہیں۔
اور میں ۔۔۔ نہ دیکھ سکی میں ۔۔۔ میں ابھی تو ۔۔۔ تھی ۔۔۔" وہ پھر رونے
لگی اور میں پریشان ہو گیا۔
"شجانی! ہوش میں آؤ"
"میں ۔۔۔ ہوش میں آ گئی ہوں" اس نے سسکتے ہوئے کہا۔
"میں نے اسے جھٹلا دیا تھا۔ میں اپنی خواہشات کی غلام بن گئی ہوں مجھے
واپس جانے دو"
"شجانی!" میں چیخ پڑا۔
"میں واپس جانا چاہتی ہوں مجھے واپس جانے دو" اس نے
کہا اور تڑپ کر میرے بازوؤں سے نکل گئی۔
"شجانی! ہوش میں آؤ۔ ہم آج ہی یہاں سے نکل چلتے ہیں۔ تم
نے وعدہ کیا تھا" میں نے کہا لیکن وہ تیزی سے دوڑ پڑی تھی۔
میں نے اس کا تعاقب کرنے کی کوشش نہیں کی اور خاموشی سے
اپنی جگہ لوٹ آیا۔ میرے ۔۔۔ عجیب تھے ۔۔۔
میں کافی متاثر ہو گیا تھا اور ۔۔۔ طرح نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ کیا
کروں ۔۔۔ اور یوں لگ رہا تھا جیسے اب وہ دوبارہ ۔۔۔
نہ ۔۔۔ کی کوشش نہیں کرے گی۔ چنانچہ اب کیا کرنا چاہیے۔
پھر میں نے فیصلہ کیا کہ اسے یہاں سے اٹھا کر لے جاؤں ۔۔۔
۔۔۔ ٹھیک ہو جائے گی ۔۔۔ جو کچھ ہو گا دیکھا جائے
گا۔ اور ۔۔۔ فیصلہ کرنے کے بعد ایک بار پھر ۔۔۔
۔۔۔ بہت سے فیصلے کر لئے تھے۔
رات کے آخری پہر ۔۔۔ جب میں ۔۔۔
۔۔۔ سی تھی ۔۔۔ جلدی یہاں ۔۔۔
راہب ایک طرف جا رہے تھے اور میں نے محسوس کیا کہ ان کا رخ ۔۔۔
کے مجسمے کی طرف ہے۔
دور ہی سے میں نے ایک منظر دیکھا۔ مجسمے کے ۔۔۔
ایک انسانی بدن شعلوں میں گھرا ہوا ۔۔۔ بدن سے ۔۔۔
رہے تھے اور راہب ۔۔۔ لگائے کھڑے تھے ۔۔۔
پہنچ گیا۔
"کیا ہوا ۔۔۔ کیا بات ہے؟"
"شجانی نجات کے راستے پر چل پڑی ہے۔ اس نے خود کو
راکھ کر دیا ہے اس نے نجات حاصل کر لی ہے" ۔۔۔
بتایا ۔۔۔ اور میں ساکت رہ گیا ۔۔۔ میرے بدن ۔۔۔
پروفیسر ۔۔۔ اس نے کہا تھا کہ ۔۔۔
کا نام دیا ہے ۔۔۔ اور جو اس نے کہا تھا وہ ہو گیا تھا۔ شجانی ۔۔۔
کے ڈھیر کے سوا کچھ نہ رہی تھی۔

کروسا ۔۔۔ تھوڑے ہی فاصلے پر کھڑا تھا
سب خاموش تھے۔ ان کے عقیدے
کے مطابق تو شجانی نے ایک نیک کام کیا تھا لیکن میرا چہرہ ۔۔۔
سے سرخ ہو رہا تھا۔ میں آہستہ آہستہ کروسا کے نزدیک پہنچ گیا اور
پھر میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔
کروسا نے چونک کر مجھے دیکھا۔ "تم اس وقت ۔۔۔ یہاں؟"
اس نے تعجب سے پوچھا۔
"یہ کیا ہو رہا ہے، کروسا؟" میں نے سرد لہجے میں سوال کیا۔
"ایک راہبہ نے خود کو بھسم کر لیا ہے۔"
"کیوں؟"
"نجات حاصل کرنے کے لئے۔" کروسا نے سکون سے جواب دیا۔
"اسجا کروسا ۔۔۔ یہ نجات کی ضرورت اچانک کیوں پیش آ گئی
ہے۔" میں نے چبھتے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔
"انسان بہت کمزور ہے، اور اس کا مقابلہ شیطان جیسے ہولناک
بہکانے والے سے ہے، یہ کمزور ہستی اکثر اس کے جال میں پھنس جاتی
ہے۔ لیکن بدھا نے اسے نجات کا راستہ دکھا دیا ہے۔ اور اس کے
بعد شیطان کی کچھ نہیں چلتی ۔۔۔" اسجا کروسا نے سکون سے جواب دیا۔
"میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں کروسا۔" میں نے کہا۔
"کہو۔"
"یہاں نہیں، میرے ساتھ آؤ۔" میں نے کہا اور اسجا کروسا
میرے ساتھ چل پڑا۔ میں اسے لے کر ایک گوشے میں پہنچ گیا۔
میرے ذہن میں بے پناہ غصہ تھا حالانکہ جو کچھ ہوا تھا وہ
ایک مذہب کے عقیدے کے مطابق تھا ان کا اپنا عقیدہ تھا، اس میں کسی دوسرے
کو دخل کا حق نہیں ملتا تھا۔ لیکن مجھے احساس تھا کہ شجانی کو وہ
نہیں کرنا چاہیے تھا جو اس نے کیا تھا اور یہ بات بھی ذہن میں تھی
کہ اسے اس کے لئے مجبور کیا گیا ہو گا۔
میں نے اسجا کروسا کی جانب دیکھا۔ اس کے چہرے پر کوئی
خاص بات نہیں تھی۔ وہی سکون ۔۔۔ البتہ اس
وقت اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نہیں تھی اور وہ سنجیدہ نگاہوں
سے مجھے دیکھ رہا تھا۔
"کیا بات ہے مسافر؟" اس نے نرم لہجے میں پوچھا۔
"اسجا کروسا! شجانی نے خود کو بھسم کیوں کیا؟"
"میں نے تمہیں بتایا نا مسافر! اس کا نفس، اس کی فطرت اسے
کسی ایسے کام کے لئے مجبور کر رہی ہو گی جو بدھا کی تعلیمات کے
خلاف ہو گا۔ اس نے خود کو اس کام سے باز رکھنے کی کوشش بھی
کی ہو گی لیکن اس کے نفس نے وہ سب کچھ نہ کرنے دیا اور اس
لئے بہتر یہ تھا کہ وہ اپنی زندگی ختم کر دے ۔۔۔ نفس کو قتل

کرنے کے لئے مر جانا، ہمارے مذہب میں بہت بڑی نیکی ہے مسافر
اور شجانی نے یہ نیکی حاصل کر لی ہے۔۔۔"
"ہوں ۔۔۔ کیا اس کی موت سے پہلے تم لوگوں کو یہ بات معلوم
نہ ہو سکی کہ اس کی خودکشی کی وجہ کیا تھی ۔۔۔ اور جس چیز کو تم
نفس کا نام دیتے ہو اس نے اسے کس بات کے لئے مجبور کیا تھا؟"
"ضروری نہیں مسافر کہ ہم ساری باتیں معلوم کریں ۔۔۔" اسجا
کروسا نے سرد لہجے میں جواب دیا۔
"تو کیا کسی شخص کے مرنے یا خودکشی کرنے تک کے حالات
سے تم واقفیت نہیں رکھتے اسجا کروسا ۔۔۔" میں نے تیکھے لہجے
میں سوال کیا۔
"نہیں مسافر ۔۔۔ ہم اسے ضروری نہیں سمجھتے، ہاں اگر کوئی
بات معلوم ہو جائے تو یہ دوسری بات ہے۔"
"اسجا کروسا تمہیں معلوم ہے کہ شجانی کو اس کے نفس
نے کیوں خودکشی پر آمادہ کیا ۔۔۔"
میرے سوال پر اسجا کروسا مجھے عجیب نگاہوں سے دیکھنے
لگا اور پھر اس نے بھاری آواز میں کہا۔
"ہاں مجھے معلوم ہے۔۔۔"
"اور میں جاننا چاہتا ہوں۔۔۔"
"تم سب کچھ جانتے ہو مسافر۔۔۔" اسجا کروسا نے جواب دیا۔
"کیا مطلب؟"
"مطلب یہ کہ وہ وقت، وہ ہستی، وہ شخصیت تیری تھی جس
کی وجہ سے اسے موت کی وادیوں میں جانا پڑا۔" اسجا کروسا نے کہا۔
"اسجا کروسا کیا اسے کسی نے اس بات کے لئے مجبور کیا؟"
"کس بات کے لئے۔۔"
"میرا مقصد خودکشی سے ہے۔۔"
"ہاں۔"
"کس نے مجبور کیا اسے۔" میں نے بھاری لہجے میں کہا۔
"اس کے وجود نے اس بات پر مجبور کیا۔۔"
"اور کوئی شخص، ایسا بیرونی شخص جس نے اسے اس بات پر
مجبور کرنے کی کوشش کی ہو۔۔۔؟"
"نہیں ایسا کوئی نہیں ہے۔" اسجا کروسا نے جواب دیا۔
"لیکن تم یہ سوال کیوں کر رہے ہو؟"
"اس لئے اسجا کروسا کہ میں جسے پسند کرتا ہوں، وہ صرف
میری ملکیت ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی دوسرا شخص اس کے وجود
۔۔۔ میں مداخلت کرنے کی کوشش کرے تو پھر وہ بہت بھیانک
موت کے گھاٹ اتر جاتا ہے۔"
"نہیں نوجوان مسافر یہ تو ابھی بات نہیں ہے۔" اسجا کروسا

نے کسی قدر دبے ہوئے انداز میں کہا۔
"کیا بات اچھی ہے اور کیا بات بری ہے۔ اس کے بارے میں میں زیادہ نہیں سوچتا اسجا کروسا۔ تم اس بات کو ذہن نشین کر لو کہ اگر مجھے یہ بات معلوم ہو گئی کہ شبھانی کو کسی نے مرنے پر مجبور کیا ہے تو میں اسے نیست و نابود کر دوں گا۔"
"نیست و نابود کرنے والی صرف ایک ذات ہے۔ کوئی دوسرا ذات نہیں۔" اسجا کروسا نے جواب دیا۔ اور میں اسے خونخوار نظروں سے دیکھنے لگا۔
"یہ تمہیں وقت بتائے گا اسجا کروسا۔" میں نے تلخ لہجے میں کہا۔
"بہت بہتر، اب مجھے اجازت دو۔ مجھے اور بہت سے کام کرنے ہیں۔" اسجا کروسا نے کہا اور مڑ کر واپس چل دیا۔

میرے ذہن میں چنگاریاں سی بھر گئی تھیں۔ میں سوچ رہا تھا کہ یہ شخص خود کو بہت کچھ سمجھتا ہے۔ ابھی تک اسے میری حیثیت میری شخصیت معلوم نہیں ہے۔ لیکن اب مجھے ان لوگوں کو اپنے بارے میں بتانا ہی دینا چاہئے۔ حالانکہ شبھانی مر چکی تھی۔ اب وہ میری دسترس سے دور تھی اور میں اسے واپس نہیں لا سکتا تھا۔ میرے ذہن میں ان لوگوں کے خلاف نفرت و انتقام کا جذبہ ابھر رہا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔
اسجا کروسا تمام آداب بالائے طاق رکھ چکا تھا اس نے مجھ سے کس قدر بیزاری کا اظہار کیا تھا۔
اس نے کہا تھا کہ وہ جا رہا ہے کیونکہ اسے بہت سے اور بھی کام ہیں۔ ظاہر ہے میں اسے لے کر گیا تھا اور میں اس کی وجہ سے یہاں تک پہنچا تھا۔ ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ میں کسی اور جانب کا رخ کرتا۔ اور بہر صورت میں نے اس کی مدد بھی کی تھی۔
اب اگر ان تمام باتوں کے بعد اس ایک واقعے کے لئے وہ ان تمام باتوں کو فراموش کر چکا ہے تو اس سے فرق کیا پڑتا ہے، بہر حال مجھے اس کی کسی امداد کی ضرورت تو نہیں ہے۔
ویرینکس میں گھوڑے میں کھڑا اپنی حالات کے بارے میں سوچتا رہا۔ اور پھر میں نے فیصلہ کر لیا کہ اس بستی کو چھوڑ دینا ہی بہتر ہو گا۔ کیا فائدہ ان بیکار سے لوگوں کو قتل کرنے میں۔ یہ بہتر ہے کہ ہاں۔ لیکن اسجا کروسا کے ان الفاظ کا جواب میں اسے ضرور دینا چاہتا تھا۔
اور وہ جواب یہ تھا کہ میں شانا کو یہاں سے نکال لے جاؤں نہ سہی شبھانی، شانا ہی سہی۔
تب میں اسجا کروسا کے مکان کی جانب چل پڑا جہاں میرا قیام تھا۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہاں تک شبھانی کی موت کی اطلاع پہنچی ہے یا نہیں۔ یا ان لوگوں کو بھی یہ بات معلوم ہے کہ شبھانی کی موت کی وجہ میں بنا ہوں۔ یا نہیں معلوم۔
بہر صورت میں مکان میں داخل ہوا تو حسب معمول میری پذیرائی کی گئی۔ جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ ابھی ان لوگوں کو حالات کا کوئی علم نہیں ہے۔ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ اسجا کروسا سے میرے تعلقات کسی وجہ سے خراب ہو گئے ہیں۔ چنانچہ میں اپنی رہائش گاہ کی جانب چل پڑا۔
شانا تو جیسے میرے قدموں کی آہٹ کی منتظر رہتی تھی چنانچہ وہ فوراً میرے پاس پہنچ گئی اور میں اسے گہری نگاہوں سے دیکھنے لگا۔
شانا میرے قدموں کے نزدیک بیٹھ گئی تھی۔ وہ دل و جان سے مجھ پر فدا تھی اور اس کا کہنا تھا کہ میرے بغیر اس کی ہر رات سونی ہوتی ہے اور دن پھیکا پھیکا سا محسوس ہوتا ہے۔
"شانا!" میں نے اسے پکارا اور وہ پیار بھری نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔
"کیا بات ہے پورنا؟" اس نے پوچھا۔
میرے ذہن میں شبھانی ابھر آئی۔ کیونکہ یہ نام اسی نے مجھے دیا تھا۔ بہر صورت شانا بھی اس نام سے واقف ہو چکی تھی۔
"شانا! میں یہ بستی چھوڑنا چاہتا ہوں۔"
"کیوں۔" شانا کی آواز میں سراسیمگی تھی۔
"بس میں یہاں نہیں رہنا چاہتا۔"
"لیکن اس کی وجہ پورنا؟" شانا عجیب سے لہجے میں بولی۔
"شانا! میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں ایک آوارہ گرد ہوں اور کوئی منزل میرے لئے منزل کی حیثیت نہیں رکھتی۔ میں چلتے رہنا پسند کرتا ہوں۔ راستے میں اگر کبھی تھکن محسوس ہوئی یا پھر ٹھہرنے کا موقع ملا یا دل چاہا تو جو بھی آبادی نظر آئی، وہاں کچھ عرصے کے لئے ٹھہر جاتا ہوں اور کچھ وقت قیام کرنے کے بعد وہاں سے آگے بڑھ جاتا ہوں۔ چنانچہ تمہاری بستی میں آئے ہوئے مجھے کافی دن ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اب میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔"
"نہیں پورنا۔ ایسا نہ کہو۔ ایسا نہ کہو۔" شانا سراسیمہ لہجے میں بولی۔
"شانا! مجھے جانا ہی ہے۔ اور اب تو یہاں سے جانا بہت ضروری ہو گیا ہے۔ تم یہ سمجھ لو کہ میں کسی بھی قیمت پر یہاں نہیں رک سکتا۔"
"کیوں۔ آخر کیوں۔" شانا نے روتے ہوئے پوچھا۔
"اس لئے کہ اب اس بستی کے لوگ میرے مخالف ہو چکے ہیں۔"
"بستی کے لوگ۔" شانا نے تعجب سے پوچھا۔
"ہاں شانا۔!"

"لیکن بستی کے لوگ تمہارے مخالف کیوں ہو گئے، پورنا؟" شانا نے اپنے آنسو خشک کرتے ہوئے کہا۔
"شانا! تمہارے مذہب میں جو تعلیمات ہیں، میں ان کے خلاف جا چکا ہوں۔ ایسا تو میں یہاں سے چلا جاؤں، یا پھر دوسری صورت میں اس بستی کے لوگوں کو میری ذات سے نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔"
"پر اس کی وجہ کیا ہوئی پورنا؟" شانا نے پوچھا۔
"وجہ میں تمہیں نہیں بتا سکتا شانا۔ البتہ تمہارے لئے ایک پیش کش ہے۔" میں نے کہا۔
"کیا۔" شانا نے پوچھا۔
"کیا تم میرے ساتھ چلنا پسند کرو گی؟"
"کہاں۔" وہ تعجب سے بولی۔
"جہاں بھی میں جاؤں۔ کیا تم ایک ایسے مسافر کا ساتھ دو گی جس کی منزل نامعلوم ہے یا یوں کہا جائے کہ اس کی کوئی منزل ہی نہیں ہے۔ بس جو چلتا ہی رہتا ہے اور چلتے رہنا چاہتا ہے۔ اگر تم میرا ساتھ دینا چاہو تو میرے ساتھ چلو۔" میں نے کہا اور شانا گردن جھکا کر سوچنے لگی۔
پھر اس نے آہستہ آہستہ میری طرف دیکھا اور آگے بڑھ کر میری گردن میں بانہیں ڈال دیں۔ اس نے اپنا سر میرے سینے سے لگا دیا تھا۔
"میں تمہارے ساتھ جاؤں گی پورنا۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ میرا یہاں کچھ بھی نہیں رہا ہے۔"
تب ہی اسی وقت دروازے پر آہٹ سی محسوس ہوئی اور شانا نے بھی شاید یہ آواز سن لی تھی وہ اچھل کر پیچھے ہٹ گئی تھی۔
میں نے دیکھا اسجا کروسا کے خاندان کے کچھ نوجوان دروازے کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں۔ ان میں ایک ادھیڑ عمر کا شخص بھی موجود تھا۔ یہ اسجا کروسا کا بیٹا تھا۔
اور یہاں اس کی خاصی حیثیت اور اہمیت تھی۔ وہ سب مجھے کڑی نگاہوں سے گھور رہے تھے۔
تب اس شخص نے آگے بڑھ کر شانا سے کہا۔ "شانا! کھڑی ہو جاؤ۔" اور شانا کھڑی ہو گئی۔
"شانا۔!" وہ دوبارہ بولا۔ "کیا تمہیں اپنے نفس پر قابو نہیں رہا ہے کہ تو دھرما کی تعلیمات سے اس قدر غافل ہو گئی ہے کہ ان کی خلاف ورزی کرنے لگی ہے۔ احمق لڑکی ہمیں تو نفس کشی کی تعلیم دی گئی ہے۔ پھر تو نفس کی غلام کیسے بن گئی؟ اگر تیرا دل اس شخص کو چاہتا تھا تو تیرے اوپر کوئی ایسی پابندیاں تو نہ تھیں۔ تو اسے حاصل کرنے کے لئے وہ سب کچھ کر سکتی تھی جو کسی نوجوان کے لئے کیا جا سکتا ہے۔ لیکن تو نے جو کچھ کیا ہے، کیا اس کے بعد تیری کیا حیثیت اس کالی بستی سے مختلف رہ گئی ہے جس کا نام ہم لوگ لینا پسند نہیں کرتے۔"
"بابا۔" شانا نے احتجاجی لہجے میں کہا۔ "بابا میں اسے چاہتی ہوں، اسے پیار کرتی ہوں۔ اس کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔"
"یہ تو ہم سے کیوں کہہ رہی ہے؟ جو کچھ تو چاہتی تھی وہ تو کر چکی ہے، اور یہ نوجوان جس کے بارے میں کیا کہوں۔ بس اس کے سوا کہ یہ آستین کا سانپ ہے۔" نوجوان شخص غراتے ہوئے لہجے میں بولا۔
"اپنی زبان کو قابو میں رکھو بے شخص!" میں نے خونخوار لہجے میں کہا۔ اور وہ شخص بھڑک اٹھا۔
"اور ہم لوگ قابو میں ہیں نوجوان آدمی، ورنہ تم جو کچھ کر گئے ہو اب وہ تم کے پیچھے پرچھائیاں ہو چکا ہے۔"
"کیا مطلب؟" میں نے بھاری لہجے میں پوچھا۔
"شبھانی۔ معصوم لڑکی شبھانی، جو تمہاری وجہ سے موت کا شکار ہو چکی ہے۔"
"سنو۔ سامنے سے ہٹ جاؤ۔ میں شانا کو لے جا رہا ہوں اور تمہارے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ میں تمہاری نگاہوں کے سامنے تمہاری عزت کو اپنے چنگل میں دبوچ کر لئے جا رہا ہوں۔ اس سے زیادہ اگر کسی نے کچھ کرنے کی کوشش کی تو پھر تم میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔" میرا پارہ عروج کو پہنچ گیا تھا۔
اس شخص نے تو کچھ نہ کہا لیکن ان نوجوانوں نے خونخوار نگاہوں سے مجھے دیکھا، پلٹے اور کہیں چلے گئے۔ جب وہ واپس آئے تو ان کے ہاتھوں میں لمبے لمبے نیزے تھے۔ وہ شخص جو سب سے آگے کھڑا تھا چونک پڑا اور پھر اس نے نوجوانوں کی طرف دیکھا اور ان سے مخاطب ہو کر بولا۔
"نہیں۔ اس کے باوجود یہ ہمارا مہمان ہے۔ بہتر یہ ہے کہ خاموشی سے اسے نکل جانے دو۔"
"لیکن۔ اس نے۔ اس نے ہمارے اعتماد کو قتل کیا ہے۔ اس نے ہمیں دھوکہ دیا ہے۔ شبھانی کی موت کے باوجود یہ اپنے آپ کو بے قصور سمجھتا ہے اور اس کے تیور بہت خراب ہیں۔ کیا ہم اس کو سزا نہیں دے سکتے؟"
"سزا اور جزا کسی اور کے ہاتھ میں ہے۔ اس نے برا کیا ہے، برا پائے گا۔ اس نے شبھانی کو موت کی طرف دھکیل دیا ہے اور اب شانا کو بھی موت کی طرف لے جا رہا ہے۔ ہم صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ اس شیطان کو اپنی بستی سے نکال دیں۔" اس شخص نے کہا اور دوسرے نوجوان خونخوار نظروں سے مجھے دیکھنے لگے۔
اور اب میرے لئے کچھ برداشت کرنا ممکن نہ تھا۔ میں نے

نے ہی چشم زدن میں اس شخص کے گال پر پڑا اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ پیچھے گر کر تڑپنے لگا تھا۔۔۔ نوجوان بری طرح بپھر گئے انہوں نے تیر تانے اور یہ ممکن تھا کہ میں ان پر حملہ کرتا اور انہیں نیست و نابود کر دیتا کہ مجھے دور سے ابھاکروسا کی آواز سنائی دی۔۔۔

"رک جاؤ۔۔۔ فوراً رک جاؤ۔" اور نوجوان یہ سن کر رک گئے

ابھاکروسا نہ جانے وہاں کیسے پہنچ گیا تھا۔

میں نے ابھاکروسا کی طرف دیکھا اور پھر غرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "یہی بہتر ہے انہیں روک لو ورنہ یہ بھی اس کی مانند فنا ہو جائیں گے۔" میں نے زمین پر پڑے ہوئے شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا اور جو اب بھی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر دم توڑ رہا تھا۔۔۔

ابھاکروسا نے اسے دیکھا اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

"مسافر یہ میرا بیٹا تھا۔"

"کوئی بات نہیں ابھاکروسا۔۔۔ اب مجھے تمہاری اس بستی کے کسی بھی فرد سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہاں میں اس لڑکی کو لے جا رہا ہوں۔" میں نے شمانا کی طرف دیکھ کر کہا اور ابھاکروسا نے بھی شمانا کی طرف دیکھا۔۔۔

وہ دیکھتا رہا اور پھر اس نے آہستہ سے کہا۔ "شمانا تو ابھاکروسا کی پوتی ہے۔۔۔"

"ہاں۔" شمانا کے منہ سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔

"کیا تو اس نوجوان کے ساتھ جائے گی؟"

"نہیں۔" اس نے آہستہ سے کہا اور میں چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔۔۔

شمانا جو اب تک اس قدر محبت کا اظہار کر رہی تھی، اچانک یکسر بدل گئی تھی۔ وہ عجیب سی نظروں سے ابھاکروسا کو دیکھ رہی تھی۔ پھر وہ میری طرف دیکھنے لگی۔

"ہوں مسافر تو کیا چاہتا ہے؟"

"اگر یہ جانا چاہے تو میں اسے مجبور نہیں کروں گا ابھاکروسا۔" میں نے نرم لہجے سے کہا۔

"یہ تیرے ساتھ انکار کر رہی ہے۔" ابھاکروسا نے کہا۔

"ٹھیک ہے تب پھر میں یہاں سے جا رہا ہوں۔" میں نے کہا اور شمانا کی جانب دیکھا، لیکن اس کا چہرہ بدستور جھکا ہوا تھا۔

میں جانتا تھا کہ ابھاکروسا کی موجودگی میں شمانا بدل گئی ہے لیکن مجھے اس کی پرواہ نہیں تھی۔۔۔ نہیں جاتی تو جہنم میں جائے۔۔۔ میرا مقصد تو صرف اس بستی سے پیچھا چھڑانا تھا۔۔۔ باقی نوجوانوں کو میں نے معاف ہی کر دیا تھا۔۔۔ حالانکہ انہوں نے مجھ پر تیر تانے تھے۔۔۔ ظاہر ہے وہ جذباتی ہو گئے تھے اور جذباتی طور پر اگر کوئی عمل کر لیا جائے تو اسے معاف بھی کیا جا سکتا ہے۔

چنانچہ میں نے گہری نگاہوں سے ان کو دیکھا۔ "بابا۔۔۔ بابا ابھاکروسا ہم اس شخص کو اس طرح یہاں نہیں جانے دیں گے یہ ہمارے اعتقاد سے کھیل رہا ہے۔" نوجوانوں میں سے ایک نے کہا۔

"او ابھاکروسا۔۔۔ میں چاہتا ہوں تم ان لوگوں کو مجھے روکنے سے منع کر دو۔ میں خود یہاں سے چلا جاؤں گا اور لو میں شمانا سے بھی دستبردار ہو چکا ہوں۔"

"نوجوانو۔" ابھاکروسا ان نوجوانوں سے مخاطب ہو کر بولا۔ "بہتر یہی ہے کہ اسے نکل جانے دو۔"

"بابا ابھاکروسا اگر ہم نے اسے نکل جانے دیا تو ہم زندگی بھر سر اٹھا نہ سکیں گے، ہمیں بھی خودکشی کرنا ہوگی۔"

"بہتر یہی ہے، یہی سے ہوا کہ اگر تمہارا غصہ، تمہارا نفس، تمہارا جلال، تمہارا دل بھی کہہ رہا ہے کہ اس کا خون بہا دو تو تم اپنے نفس کو قابو میں رکھو جس طرح بھی ممکن ہو۔ تم اپنے نفس سے بچنے کی کوشش کرو کیونکہ یہی تمہارا دھرم ہے۔ اور یہی تمہاری تعلیم۔"

"تو پھر ہمیں وہ کرنے کی اجازت دی جائے جو دھرم کہتا ہے۔" ایک نوجوان بولا۔۔۔

"ہاں دھرم کی کسی بات سے روکنے کی مجال کس میں ہے۔" ابھاکروسا نے کہا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بجلی سی کوند گئی۔ نوجوانوں میں سے ایک نے اپنا تیر شمانا کے سینے میں پیوست کر دیا اور شمانا کے حلق سے خوفناک چیخ نکل گئی۔۔۔ پھر اس نے دوسرے نوجوان کا تیر چھین کر اپنے سینے میں گھونپ لیا اور اس کے بعد۔۔۔ یکے بعد دیگرے چاروں نوجوانوں نے بھی اپنے تیروں کی انیاں اپنے پہلو کی طرف کر کے انہیں اپنے جسم میں داخل کر لیا۔۔۔

میں ساکت و جامد رہ گیا تھا۔۔۔ یہ سب کچھ میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ نیچے گرنے لگے۔ جو کچھ ہو رہا تھا وہ کیسے ہو سکتا تھا وہ تو بکھرا ہوا تھا۔۔۔ باقی جس میں سکت نہیں رہ گئی تھی وہ زمین پر گر چکا تھا۔۔۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ تمام نوجوان اور شمانا ختم ہو چکے تھے۔۔۔

میں اب بھی حقارت آمیز نگاہوں سے انہیں دیکھ رہا تھا یہ سب کچھ جو ہوا تھا میرے خیال میں بہتر نہیں تھا۔۔۔ اور اب اگر یہی کیا تھا تو مجھے بھلا اس کی کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔

چنانچہ میں نے ابھاکروسا کی طرف رخ کیا اور کہا۔ "ٹھیک ہے ابھاکروسا میں جا رہا ہوں۔۔۔ لیکن تمہاری بستی سے کچھ بھی

یادیں میرے ساتھ نہیں ہیں۔"

"تم اب بھی چاہو تو یہاں رک سکتے ہو۔ نوجوان مسافر تمہیں منع نہیں کریں گے، لیکن تمہیں اخلاق اور ان پابندیوں کا خیال رکھنا ہوگا جو ہمارے مذہب میں بے حد عزیز رکھی گئی ہیں۔۔۔ ورنہ ہمیں دشمنی بھی آتی ہے۔"

"او ابھاکروسا میں تمہیں اس قابل ہی نہیں سمجھتا کہ تم سے دشمنی کی جائے۔"

اور ابھاکروسا زہریلی نظروں سے مجھے دیکھنے لگا۔ شاید میں انداز میں اس کی قوم کے بارے میں برا کہہ رہا تھا۔۔۔ بہرصورت میں نے اس کی پرواہ نہ کی۔ پروفیسر، اور لوگا تو رخصت ہو چلا گیا

"جو لوگ اتنے بزدل ہوں کہ اپنے ہاتھوں مر جانا پسند کریں اور کسی دوسرے سے انتقام نہ لے سکیں، میرے نزدیک وہ لوگ کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ چنانچہ میں اب یہاں رک کر کیا کروں گا۔"

میں نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔۔۔ ابھاکروسا نے مجھے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔

اس بستی سے کوئی خوشگوار یاد میرے ساتھ نہیں تھی۔۔۔ حالانکہ شمانا ایک بڑے عرصے کے بعد مجھے اس روپ میں ملی تھی جو میرے لئے پسندیدہ تھا۔۔۔ وہ لڑکی میری ساتھی بھی بن سکتی تھی اور ایک طویل عرصے تک میں اس کے ساتھ زندگی گزار سکتا تھا لیکن بہرصورت وہ جس حماقت کا شکار ہوئی، میں اسے حماقت نہیں کہوں گا۔ یہ ان کا مذہبی مسئلہ تھا اور کسی کے مذہبی معاملات میں دخل اندازی گناہ ہے اور اگر ان کے ہاں یہی سب کچھ تھا تو ظاہر ہے میں کیا کر سکتا تھا۔۔۔؟

میرے سامنے جن نوجوانوں نے اپنے آپ کو قتل کیا تھا میری نگاہوں میں ان کی کوئی وقعت نہیں تھی۔۔۔

ٹھیک ہے ان کا مذہب انہیں نفس کشی سکھاتا تھا لیکن یہ مسئلہ میری سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ کسی کے لئے مارنے کی بجائے خود جان دے دو۔۔۔

لیکن پروفیسر، اصول، مذہب اور حالات جو کچھ بھی ہوں مجھے ان میں دخل اندازی کی ضرورت بھی کیا ہے۔۔۔؟

چنانچہ میں اس بستی سے نکل آیا۔۔۔ ضروری نہیں تھا کہ میں اسی جانب رخ کرتا جہاں سے میں آیا تھا۔۔۔ زمین تو بے حد وسیع تھی جہاں بھی قدم اٹھتے وہیں چلا جاتا، جہاں بھی میری دلچسپی کا امکان ہوتا میں وہاں جا سکتا تھا۔۔۔

تو میں بستی سے باہر نکل آیا۔۔۔ لوگ حسب معمول اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے، کچھ لوگوں کو حادثات کا پتہ تھا، کچھ ان سے بے خبر تھے۔۔۔

بہرحال مجھے ان سے کیا غرض تھی، میں خاموشی سے اپنا سفر طے کرتا رہا، ویسے اس بستی میں آنے کے بعد صرف شمانا تھی جس کے ساتھ کچھ اچھا وقت گزارا تھا، باقی اور کچھ نہ مل سکا تھا مجھے۔

میں نے ابھاکروسا کے اس علم میں دلچسپی لی تھی مگر یوں لگتا تھا جیسے اس قسم کے علوم میری قسمت ہی میں نہیں ہیں۔۔۔ اگر نہیں بھی تو میں بھی ان کے لئے دیوانہ تو نہیں ہو رہا تھا۔ ظاہر ہے جادو سیکھ کر میں کیا کرتا۔۔۔؟

مجھے جادو سے کون سے فائدے اٹھانے تھے۔۔۔ ہاں اگر ایک علم کی حیثیت سے وہ مجھے مل جاتا تو میں علم کے حصول کے لئے تو سرگرداں رہتا ہی تھا۔۔۔

میں نے نہ جانے کتنا سفر طے کیا تھا اور اس وقت بھی میرے ذہن میں کچھ بھی نہیں تھا۔ جب میں نے اس سیاہ پہاڑی کو دیکھا، جس پر دو سینگ ابھرے ہوئے تھے۔۔۔ بالکل سیدھے سیدھے سینگ جنہیں دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔۔۔ حالانکہ ان کے نیچے کوئی ایسا جسم نہ تھا جسے بکری کی شکل سے مشابہت دی جاتی۔۔۔ البتہ سینگ ویسے ہی تھے۔۔۔

اور مجھے گوکلا یاد آ گئی۔۔۔ وہ عجیب و غریب کردار جس سے بدھ مت کے ماننے والے بے پناہ نفرت کرتے تھے اور جس کی نحوست۔۔۔ او۔۔۔ اچانک میرے ذہن میں ایک اور خیال آیا تھا، مرنے والے نوجوان وہی تھے جو مجھے لے کر اس مکان میں داخل ہوئے تھے، یعنی ابھاکروسا کے وہ عزیز و اقارب جن کے حوالے مجھے کیا گیا تھا اور انہوں ہی میں سے ایک نے گوکلا کا ذکر بھی کیا تھا، جب کہ دوسروں نے اسے سرزنش کی تھی کہ گوکلا کا ذکر مت کرو کیونکہ اس کی نحوست تمہارے لئے نقصان دہ بھی ہو سکتی ہے۔۔۔

اور اگر غور کیا جائے تو وہ سب ہی اس نحوست کا شکار ہو گئے تھے اور شمانا بھی۔۔۔ جس نے یہ خدشہ ظاہر کیا تھا کہ گوکلا کا تذکرہ کرنے سے نحوستیں ظاہر ہوتی ہیں۔۔۔ وہ خود بھی اس کا شکار ہو گئی تھی۔۔۔

اگر سوچا جاتا تو یہ بات ذہن میں آ سکتی تھی کہ وہ سب گوکلا کی نحوست کا شکار ہو گئے تھے۔۔۔ لیکن دوسرے لمحے مجھے اپنے اس خیال پر ہنسی آ گئی۔۔۔

ذرا میں بھی تو دیکھوں اس نحوست کو، آخر وہ کون ہے اور کیوں منحوس ہے۔۔۔ چنانچہ میرا رخ اس پہاڑی کی جانب ہو گیا اچانک ہی دلچسپی کا سامان نکل آیا۔۔۔ اگر گوکلا مجھے مل جاتی ہے تو میں اس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش ضرور کروں گا۔۔۔ میں نے سوچا۔۔۔ یقیناً وہ جادوگرنی میرے لئے دلکش اور دلچسپ ثابت ہو سکتی ہے۔۔۔

حالانکہ اس سے پہلے سنورما کا تجربہ خاصا سخت تھا، وہ جس انداز میں میرے پیچھے پڑی تھی وہ آزمانا خاصا عجیب لگ تھا اور سچی بات تو یہ ہے کہ وہ دور میری زندگی کا خاصا خراب ترین دور تھا ——

لیکن اس کے باوجود میں بلوانے والوں یا خوفزدہ ہو جانے والوں میں سے تو نہ تھا —— میں سنورما کو نظر انداز کرتے ہوئے تو لگتا کو نظر انداز نہیں کر سکتا تھا چنانچہ پوری تیزی سے پہاڑی کے دامن کی طرف چل پڑا —— جہاں ایک عجیب و غریب شکل کا غار مجھے نظر آ رہا تھا ——

عجیب و غریب میں اس لئے کہہ سکتا تھا کہ اس کا دہانہ شیر کے منہ کی مانند تھا اور یوں لگتا تھا جیسے کسی چٹان کو تراش کر اسے یہ سوراخ بنایا گیا ہو اور یہ غار قدرتی تھا ——

کچھ بھی ہو یہ دلچسپ جگہ میرے لئے پرکشش تھی چنانچہ میں تیز رفتاری سے اس کی جانب بڑھنے لگا اور چند ساعت کے بعد میں شیر کے منہ والے غار کے دہانے پر تھا —— جیسا کہ لاؤ ناؤ کے لوگوں نے بتایا تھا کہ گو کہ ان کے لئے منحوس تام ہے اور خود میں نے بھی عقیدے کا کرشمہ دیکھا تھا یعنی یہ کہ جس نے میرے سامنے یہ تذکرہ کیا تھا، وہ اب موجود نہیں تھا —— لیکن اس بات کی حقیقت کیا تھی؟ یہ تو مجھے اس دہانے کے اندر داخل ہو کر ہی پتہ چل سکتا تھا ——

لیکن یہ پتھر کا شیر یہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ غار کے کسی دہانے کو شکل دے دینا بالکل بڑی بات تھی۔ اس دہانے میں بھی معمولی نہیں تھا، ایک چھوٹے سے پہاڑ کو ہی یہ شکل دی گئی تھی۔ کیا یہ انسانی ہاتھوں کا کرشمہ ہے۔ یا پہاڑ کی کاشت کا عجیب و غریب کارنامہ انجام دیا ہے ——

بہرحال میں اس کے قریب پہنچ گیا اور قریب پہنچ کر اسے غور سے دیکھا ——

بلاشبہ یہ انسانی ہاتھوں کا کارنامہ تھا۔ لیکن خوف کا یہاں کیا سوال پروفیسر —— اس کے اندر کیا ہو گا کہ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔ ان لوگوں سے بددل ہو گیا تھا اب دیکھنا یہ تھا کہ اندر کیا ہے۔ چنانچہ میں اس عظیم الشان چٹان کے بالکل نزدیک پہنچ گیا جس میں شیر کا سر تراشا ہوا تھا۔ اور اسی وقت مجھے ایک خوفناک غراہٹ سنائی دی —— یہ شیر کی غراہٹ تھی —— اور میں نے چٹان پہ چلتے ہوئے دیکھی بالکل اسی انداز میں جیسے شیر گردن ہلا رہا ہو۔ اس کے ساتھ ہی شیر کی آنکھوں کے گڑھے روشن ہو گئے تھے ——

پھر ایک کرخت اور کسی قدر گروہ آواز سنائی دی —— "اپنی جگہ رک جاؤ —— اس سے آگے بڑھنے کی کوشش موت ہے ——"

"خوب تو تم بولتے بھی ہو —" میں نے مسکرا کر کہا۔

"اور جو کچھ کہا گیا ہے، وہ درست بھی ہے —"

"میں دیکھنا چاہتا ہوں —" میں نے جواب دیا۔

"لیکن مرنے کے لئے تم نے اسی جگہ کا انتخاب کیوں کیا ہے؟"

"یہ تو میری اپنی پسند ہے" میں نے کہا اور آواز چند ساعت کے لئے رک گئی —— پھر دوبارہ سنائی دی۔

"کیا تم بدھ مذہب ہو؟"

"ہاں — ہوں —"

"میری قوتوں کو آزمانا چاہتے ہو؟"

"یہی سمجھ لو —"

"لیکن میرا خیال کچھ اور ہے —"

"وہ بھی بتا دو —"

"اپنی مذہبی رسومات کے تحت تم نے مرنے کا فیصلہ کیا ہے اور چونکہ تم لوگ مرنے کے معاملے میں زیادہ سے زیادہ اذیت کے طالب ہوتے ہو اس لئے تم نے اس جانب کا رخ کیا ہے۔"

"واہ۔ اے پیارے پتھر! تم تو زندہ انسانوں سے زیادہ ذہین معلوم ہوتے ہو۔ مگر تمہارے سر پر سینگ کیوں ابھرے ہوئے ہیں؟"

"کیا مطلب —" آواز ابھری۔

"ہاں — اور دو سینگ نظر آتے ہیں۔ کیسی انوکھی بات ہے کہ تم نیچے سے شیر اور اوپر سے بکری ہو —" میں نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا۔ اور چند ساعت کے لئے پھر خاموشی طاری ہو گئی

"بہرحال میں اندر آ کر ہی تم سے ملاقات کروں گا۔" میں پھر آگے بڑھا

"میں کہتا ہوں رک جاؤ —— اندر داخل ہونے کا نتیجہ دیکھ لو۔" آواز آئی اور دوسرے لمحے شیر کا جبڑا بند ہو گیا۔ اس کے نوکیلے لمبے لمبے دانت ایک دوسرے میں پیوست ہو گئے تھے۔ اور بلاشبہ ان کے درمیان گھسنے والی کوئی بھی شے بچ نہیں سکتی تھی ——

دانت پھر کھل گئے ——

"اچھا کھیل ہے۔ لیکن میرے اندر داخل ہوتے وقت اگر تم نے ایسی حرکت کی تو ہمیشہ کے لئے دانتوں سے محروم ہو جاؤ گے"

"یہ بات ہے تو پھر ٹھیک ہے آ جاؤ ——" آواز میں غصہ تھا

لیکن جوں ہی میں دہانے کے قریب پہنچا، آگ کے شعلے وہاں سے نکل پڑے۔ بڑی تیز آگ تھی جو میرے بدن کے گرد چھا گئی۔ لیکن کسی کو کیا معلوم تھا کہ اس آگ نے میرے لئے کیا فرحت فراہم کی تھی۔ میں شعلوں کے درمیان کھڑا تھا۔ اور پھر جیسے ہی شعلے بند ہوئے میں نے قہقہہ لگایا —— اور پھر میں غار کے دہانے میں داخل ہو گیا۔ اوپر نیچے کی دانتوں کی شکل میں ترشی ہوئی چٹانیں تیزی سے حرکت میں آئیں۔ اور میں نے ان کے درمیان ہاتھ پھنسا دیئے —— میں نے جو کیا تھا وہی کرنا چاہتا تھا اس لئے میں نے مضبوطی سے انہیں

پکڑ لیا اور پھر دونوں ہاتھوں کی قوت دو مختلف سمتوں میں صرف
کرنے لگا۔ یوں لگا جیسے چٹانیں اپنی جگہ واپس جا رہی ہوں۔
لیکن میں [illegible] چھوڑنے والا تھا۔
پھر [illegible] ہوئے ۔۔۔ اور چٹانوں کے دو بڑے ٹکڑے ٹوٹ
کر غار میں جا گرے۔ اب غار کے دانتوں میں ایک چوڑا خلا بن
گیا تھا ۔۔۔ میں اطمینان سے اندر داخل ہو گیا۔
غار کو بہ ظاہر حقیقت دیکھ کر میں نے پسندیدہ انداز میں گردن
ہلائی تھی۔ یہاں خاصی روشنی تھی جو دیواروں میں نصب بڑے بڑے
ہیروں سے چھن رہی تھی۔ اندر کا ماحول بالکل صاف ستھرا تھا۔ لیکن
[illegible] سامنے والی دیوار کے دوسری طرف [illegible]
[illegible] انسانی ڈھانچے نکلنے لگے
[illegible] ڈھانچے جن کے ہاتھوں میں [illegible] تھے وہ بے
[illegible] جیسے بڑے
[illegible] ہونے والے ہوں ۔۔۔ میں نے ان [illegible] ہوئے
ڈھانچوں کو دیکھا اور پھر [illegible] سے آواز دی۔
گوکلا! میں تمہارا مہمان ہوں۔ کیا تمہارے ہاں مہمانوں کا
استقبال اسی طرح کیا جاتا ہے؟"
"مہمان [illegible] کے مہمان ہیں۔ زبردستی کے
مہمانوں کو زبردستی [illegible] جاتا ہے۔ تھوڑی سی زبردستی
[illegible] ہوں گی ۔۔۔" ایک
[illegible] میں چمک تھی۔
"لیکن اس کے بعد ہمارے تعلقات [illegible] گے۔"
"اس کا فیصلہ بعد میں کریں گے۔ ابھی تو میرے پاس بے شمار
[illegible] تمہیں ان سب سے [illegible] کروں گی۔ اور یہ وقت
[illegible] تمہیں یہاں رہنے کا لطف آجائے گا۔"
"اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے ۔۔۔ پھر تمہاری اس جنت کو
[illegible]" میں نے کہا اور خود ہی ڈھانچوں پر حملہ کر دیا
[illegible] خاصی قوت سے میرے بدن پر پڑے۔ لیکن میں نے ان
میں سے دو کو پکڑ لیا اور پھر ان کی ہڈیاں ادھر ادھر بکھر گئیں ۔۔۔
[illegible] ڈھانچے [illegible] پیچھے سے میرے اوپر برابر حملہ کر رہے تھے
لیکن میں [illegible] اور ڈھانچے
[illegible] گئے۔ وہ خاموشی سے [illegible] تھے۔ ذرا سی دیر میں ان کی
تعداد بہت کم رہ گئی۔
"رک جاؤ۔" شوالی آواز نے حکم دیا اور ڈھانچے رک گئے
[illegible] کھڑے تھے ۔۔۔ "چلو تم سب اٹھ جاؤ۔" اس
[illegible] منظر میرے سامنے تھا۔ بکھری ہوئی ہڈیاں
[illegible] وہ تمام ڈھانچے کھڑے ہو گئے تھے اور ان

بنا کر واپس غار میں جانے لگے۔ میں خاموشی سے ان کو دیکھ رہا تھا۔
پھر آخری ڈھانچہ بھی اندر چلا گیا ۔۔۔ اور جب خاموشی طویل ہو گئی تو
میں نے اسے مخاطب کیا۔
"گوکلا! دیر ہو گئی۔ میں تمہارے نئے کھیل کا انتظار کر رہا ہوں۔"
"لاما ۔ معلوم ہوتا ہے کافی ریاضت کی ہے ۔۔۔ لیکن بڑی
عجیب خبریں ہیں ۔۔۔ تم لاما تو قبیلے کے لوگوں میں رہنے کی بجائے
اس طرف کیوں آ نکلے ہو۔" شوالی آواز نے کہا۔
"یہ دوستانہ سوال ہے اور فی الحال ہماری دشمنی چل رہی ہے؟"
"تم کوئی دوستانہ احساس لے کر یہاں آئے ہو؟"
"ہاں ۔۔۔ میں دشمنی کر کے نہیں آیا تھا۔"
"یہ ماننے کی بات ہے۔"
"کیوں؟"
"اس لئے کہ تم میں سے ہر ایک کی کوشش یہی رہی ہے کہ گوکلا کو ختم
کر دو۔ اسے فنا کر دو جو تمہارے مذہب کو نہیں مانتی ۔۔۔"
"کتنے لوگوں نے ایسی کوشش کی ہے؟"
"ان میں سے کچھ کو تو تم دیکھ چکے ہو ۔۔۔ ان کے علاوہ بھی بہت
سے ہیں ۔۔۔"
"کیا مطلب ۔۔۔؟"
"یہ جن سے تم جنگ کر چکے ہو، یہ سب مہان گیانی تھے، اور
گوکلا کو فنا کرنے آئے تھے۔ مگر میں نے ان سب کو زندہ ہی [illegible]
ہے اور اب یہ میرے غلام ہیں۔"
"یہ سب لاما تھے ۔۔۔" میں نے تعجب سے کہا۔
"ہاں ۔۔۔ ان کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔ ویسے بڑے
نیک [illegible] یہ سب۔ مجھے فنا کرنے کا سودا ذہنوں میں لے کر
[illegible] میری غلامی کرتے ہیں۔ ان کی خوبی یہ ہے کہ یہ کبھی بغاوت
نہیں کرتے ۔۔۔" شوالی آواز [illegible]
"لیکن میرے خیال میں تمہارا علم مکمل نہیں ہے [illegible]" میں
نے کہا۔
"اوہ! کیوں؟" اس نے بھی دلچسپی سے پوچھا۔
"اس لئے کہ تم مجھے دیکھ نہیں سکتیں، صرف قیاس کر سکتی ہو۔"
"میں اب بھی نہیں سمجھی۔"
"میں [illegible] نہیں ہوں [illegible] کہ تم مجھے غلام بنا سکتیں
[illegible] تمہارا علم [illegible] کامیاب ہو سکتا ہے۔ کیا ان [illegible] کے
علاوہ تمہارے پاس کچھ نہیں ہے؟"
"بہت کچھ ہے۔ اگر تم دیکھنے کے خواہش مند ہو تو [illegible]
مایوس نہیں کروں گی۔ لیکن تم نے کہا کہ تم لاما نہیں ہو؟"
"میرا اندازہ درست ہے کہ تم مجھے دیکھ نہیں سکتیں، صرف

محسوس کر سکتی ہو۔"
"یہ بات نہیں ہے۔ بہر حال میں تمہیں تمہارے [illegible] بتاتی ہوں۔"
اس نے کہا اور پھر میں نے دیکھا پتھروں کی چمک بڑھ گئی تھی۔ روشنی
میرے اوپر پڑ رہی تھی۔ لیکن دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔ پھر کافی
دیر کے بعد اس کی آواز آئی۔
"تعجب ہے۔ واقعی تم ان سے مختلف ہو۔ تم تو واقعی انوکھے ہو۔ لیکن
پھر تم کون ہو؟"
"تم نے کہا تھا کہ تم ابھی میرے بارے میں بتاتی ہو۔"
"ہاں۔ لیکن تم نے خوب روپ بدلا ہے۔ تم نے اپنی ذات پر [illegible]
خول چڑھا رکھے ہیں۔ ویسے میں تمہارے علم سے متاثر ہوئی ہوں۔ تم
نے اپنے آپ کو چھپا رکھا ہے وہ میری سمجھ میں بھی نہیں آیا۔"
"اور کبھی نہیں آئے گا گوکلا ۔۔۔ لیکن تم ہو کہاں؟"
"تم سے بہت دور ۔۔۔ اتنی دور کہ تم مجھ تک نہیں پہنچ سکتے اگر میں
نہ چاہوں۔ لیکن مجھے بتاؤ کیا تم لاما نہیں ہو ۔۔۔"
"ہرگز نہیں۔"
"تم مہاتما بدھ کو بھی نہیں مانتے؟"
"اس طرح نہیں جیسے اس کے پیرو مانتے ہیں۔ ہاں اس کی تعلیمات
میں بہت سی اچھائیاں ہیں۔ میں انہیں تسلیم کرتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔
"ہوں۔" گوکلا کی آواز ابھری۔ "لاما اور بدھ مت کا کوئی بھی ماننے
والا بدھ کے بارے میں ایسے الفاظ ادا نہیں کر سکتا۔ اس سے یہ بات
تسلیم کرتی ہوں کہ تم بدھ مت نہیں ہو ۔۔۔ پھر تمہاری شکل و صورت اور
حلیہ بھی ویسا نہیں ہے۔ یہ تمہارا بدن [illegible] کیوں ہے۔"
"[illegible] سے پوچھ رہی جس نے مجھے جلانے کی کوشش کی تھی۔"
"کیا تم بہت بڑا علم رکھتے ہو؟"
"میں ان باتوں کا جواب تمہیں کیوں دوں۔ تمہارا علم نہیں
ہوں۔ اگر تم دوستی کا ہاتھ بڑھاتیں تو پھر ہم ایک دوسرے پر
منکشف ہوتے۔"
"لیکن میں نے تمہارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ میں نے
تمہیں قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اگر تم غیر معمولی نہ ہوتے تو ضرور
مارے جاتے۔ ان حالات میں تمہاری قوت اور تمہاری عجیب حیثیت
سے متاثر ہو کر اور یہ معلوم کرنے کے بعد کہ تم بدھ مت نہیں ہو ۔۔۔
اگر میں تم سے دوستی کی خواہش ظاہر کروں تو ۔۔۔ کیا تم اسے قبول
کر لو گے ۔۔۔"
"ممکن ہے ۔۔۔" میں نے جواب دیا۔
"لیکن کیا اس دوستی میں خلوص ہو گا؟"
"یہ تو دوستی ہونے کے بعد ہی پتہ چل سکتا ہے۔"
"اور اگر یہ پیشکش میں [illegible] کروں ۔۔۔"

"تب بھی میں اسے قبول کروں گا۔ اور اس کی وجہ ہے گوکلا
کہ میں خود کو بہت کچھ سمجھتا ہوں۔ اگر تمہارے ذہن میں خلوص نہیں بھی ہو
تب بھی میری ذات کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔"
"خود پر اتنا مان رکھتے ہو۔"
"ہاں ۔۔۔" میں نے جواب دیا۔
"اگر یہ بات ہے تو ۔۔۔"
"تو میں تمہیں تسلیم کروں گا۔" میں نے جواب دیا۔
"اور میرے احکامات کی تعمیل کرو گے۔"
"ہاں۔"
"خواہ میں تمہیں بھی ڈھانچے میں تبدیل کر کے اپنا غلام بنا لوں۔"
"ہاں۔ مجھے منظور ہے۔" میں نے کہا اور گوکلا کسی سوچ میں ڈوب
گئی۔ پھر آہستہ سے بولی۔
"تم اپنے وقت کے انوکھے انسان ہو۔ لیکن ۔۔۔ میرا نام بھی گوکلا ہے
تو میرے پاس آ جاؤ۔ میں تمہارے راستے کے تمام پردے ہٹا
رہی ہوں۔" اس نے کہا اور میرے سامنے غار کی وہ عظیم الشان دیوار
ہٹ گئی جس میں سوراخ تھا اور جس سوراخ سے ڈھانچے اندر آئے تھے۔
لیکن دوسری طرف ایک سپاٹ جگہ کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ اس
[illegible] لگتا تھا کہ جیسے اس سپاٹ چٹان کا اختتام کسی گہری کھائی
پر ہوا ہو۔
"چلے آؤ اجنبی ۔۔۔ آگے آؤ اور اپنی جنت کو آؤ ۔۔۔" گوکلا کی آواز
ابھری اور میں آگے بڑھ [illegible]
[illegible] کھائی ہو۔ اگر ایسا بھی ہو تو [illegible]
بھی ہو ۔ لیکن اس سپاٹ جگہ کے اختتام پر [illegible]
[illegible]
[illegible]
عجب تو یہ ہے [illegible] اس کا امکان ہے۔ میں نے سوچا اور [illegible]
[illegible]
مجھے واقعی الجھن ہونے لگی تھی ۔۔۔ [illegible] کے بعد بھی [illegible]
رہی تھی اور اختتام نہیں تھا ۔۔۔ [illegible] کے دونوں سمت
کوئی منظر نہ تھا اور آسمان اور دونوں طرف گہری کھائیاں [illegible]
میں نے سوچا بھی [illegible] چھلانگ لگا دوں [illegible]
میں نے خیال کیا ممکن ہے گوکلا [illegible]
مجھے [illegible] اور سورج چھپ گیا ۔۔۔ چاند [illegible]
جاری رکھا۔ چاند میرے ساتھ ساتھ [illegible] تھا اور [illegible]
[illegible] پہنچ گیا۔ اگر گوکلا [illegible]
جادو کا تو یہ اس کی حماقت تھی [illegible]
تو میں اسے [illegible] ہوں گا [illegible]

اس سفر کو طویل کر رہی تھی تو اور اسے بھی تو شاید ہے کی کہ آخر وہ کب تک
انتظار کرے گی۔

چاند آخری منازل طے کر رہا تھا۔ اور میں سیڑھیاں اترتا جا رہا تھا۔ ذہن پر وحشت طاری تھی لیکن میں نے ایک لمحے بھی یہ احساس نہ ہونے دیا کہ میں تھک گیا ہوں۔ یہاں تک کہ آسمان سفید ہونے لگا اور پھر جب سورج نے سر ابھارا تو ۔۔۔ میں آخری سیڑھی سے نیچے اتر رہا تھا اس کے آگے ایک وسیع و عریض جنگل پھیلا ہوا تھا۔ خوبصورت خوشنما جنگل یہاں درخت بکثرت تھے۔ لیکن ایسے انوکھے درخت تو میں نے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ پورے جنگل میں ایک خوشگوار مہک پھیلی ہوئی تھی۔

میں رک کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ تب میری نگاہ کسی سفید سفید شے پر پڑی۔ ایک عظیم الشان [illegible] تھا۔ اتنا بڑا جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ [illegible] بے شمار بڑے بڑے جانور دیکھے تھے لیکن ان کے انڈے بھی اتنے بڑے نہیں تھے۔ بہرحال میں نے وہ فاصلہ بھی طے کیا اور اس کے قریب پہنچ گیا۔

لیکن وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ انڈا نہیں کوئی عمارت ہے۔ اس میں طرف ایک دروازہ نظر آ رہا تھا۔ میں نے ایک گہری سانس لی اور دروازے کی سیڑھیاں طے کر کے اندر داخل ہو گیا۔ [illegible] تھے۔ اتنی حسین جگہ میں نے اس سے قبل نہیں دیکھی تھی۔ اندر خوشبو تھی [illegible] ایک عجیب سی سحر انگیز روشنی جسے کوئی نام نہیں دیا جا سکتا تھا۔ چاروں طرف [illegible] ہوئے تھے جن کے درمیان سنہری چمکدار [illegible] بھی سفید پتھر لگے تھے۔ میں ان کے درمیان سے گزر کر اس بارہ دری کی طرف بڑھنے لگا جو رنگین دیواروں سے آراستہ تھی ۔۔۔ اور بارہ دری کے درمیان مجھے سنگ مرمر کے ایک تخت پر ایک حسین عورت نظر آئی جس نے بے حد خوشنما لیکن باریک لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کے سر پر تاج بھی تھا جس میں رنگین پتھر جگمگا رہے تھے۔ بالکل جوان اور انتہائی کشش و شخصیت کی مالک عورت تھی۔ اس کی آنکھیں بے حد حسین اور پرکشش تھیں اور ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے انداز میں شناسائی تھی۔

اور پھر مجھے دیکھ کر اس کی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی۔ "آؤ ۔۔۔ اجنبی نوجوان ۔۔۔ اس بارہ دری میں آ جاؤ ۔۔۔"

"تمہاری آواز سے میں جان رہا ہوں کہ تم گوکھا ہو۔"

"ہاں تمہارا اندازہ درست ہے۔"

"میرا خیال ہے تم خود تھک گئیں، گوکھا۔"

"کس سلسلے میں؟"

"اس سے زیادہ تم اس سفر کو طویل نہیں کر سکتی تھیں کیونکہ پھر تمہیں بھی اکتاہٹ ہونے لگتی۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مزہ چکھنے والے انوکھے انسان! پہلے تو اس طویل مسافت کو طے کرنے کے لئے تیری داد و تحسین قبول کر۔ میرا خیال تھا تو اپنا علم آزمائے گا اور یہ فاصلہ مختصر کرے گا۔"

"افسوس میرے پاس کوئی ایسا علم نہ تھا۔"

"خوب۔ لیکن [illegible] فاصلے میں نے طے کرنے [illegible] تیرے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں [illegible] کی ۔۔۔"

"لیکن زمین کی گہرائیوں میں تو وسعت کہاں سے آگئی؟"

"اوہ ۔۔۔ تو نے زمین کی گہرائیوں کا تعین کیا ہے ۔۔۔ یہ زمین کا آخری طبق ہے۔ جسے پاتال بھی کہتے ہیں اور تحت الثریٰ بھی۔ اور یقین کر کہ تو نے ایک رات میں تیز رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ سات طبق طے کئے ہیں۔"

"ان الفاظ میں فریب لگتا ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا

"مجھے دیکھنے کے بعد مجھے فریب کرنے کو جی نہیں چاہتا ۔۔۔"

اس نے جواب دیا۔

"[illegible] آنے والا وقت تیرے خلوص کی نشاندہی کرے گا۔"

"یقیناً ۔۔۔ بیٹھ جا ۔۔۔ میں تجھے کیا پیش کروں ۔۔۔ خلوص دل سے بتا دے کیا تھک گیا ہے۔ آرام کرنا چاہتا ہے۔ بھوکا ہے۔ کچھ کھانا چاہتا ہے ۔۔۔ تو میرا مہمان ہے اور تو پہلا مہمان ہے جسے میں نے تحت الثریٰ میں بلایا ہے۔ جب تک مجھے مہمان ہوں گی دھوکہ نہ دوں گی ۔۔۔"

"نہیں گوکھا۔ نہ تھکا ہوا ہوں، نہ بھوکا ہوں۔"

"پھر بھی کچھ تو کھا لے ۔۔۔ یہ تیرے لئے ہی منگوائی ہوں۔" اس نے کہا اور دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لئے۔ تب میں نے خوبصورت تھالیاں فضا میں اترتے دیکھیں۔ وہ ہمارے سامنے پہنچ گئیں۔ ان میں تازہ انگور، سیب، سنگترے اور دوسرے پھل رکھے ہوئے تھے۔

"نہیں کھانے سے تجھے کوئی نقصان نہ ہو گا۔" اس نے کہا۔

"تیری باتوں سے حماقت کی بو آتی ہے گوکھا۔ [illegible]

[illegible] دے گا جو تیرے خیال میں مجھے نقصان دے سکے۔"

"اجنبی! حالات کس قدر بدل گئے ہیں۔ تیری شخصیت مجھے پسند آئی ہے۔ میں تم سے اظہار عشق نہیں کر رہی۔ نہ آئندہ کروں گی۔ لیکن جس طرح [illegible] دنیا میں [illegible] اسی طرح میرا خیال ہے کہ یہ طبق میں بھی مجھ جیسا دوسرا نہیں۔ اس لئے میں [illegible] کرنے لگی ہوں [illegible] تیرے درمیان اختلاف ختم کر دیا جائے [illegible]

"اس کی ایک ہی صورت ہے۔" میں نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ۔۔۔؟"

"تو مجھے اپنے بارے میں سب کچھ بتائے گی یہاں تک کہ مجھے اپنے علم سے بھی روشناس کرائے گی؟"

"کیا تو بھی یہ پیار کر سکے گا۔؟"

"ہاں۔ لیکن اس وقت جب مجھے میرے اوپر مکمل اعتماد ہو جائے گا۔"

"انوکھا ہے۔ سچ مچ انوکھا ہے۔" وہ مسکرا کر بولی پھر کہنے لگی ۔۔۔ "اس پاتال کے [illegible] اندر آنے کے بعد بھی کیا تیرا ذہن اپنی جگہ پر قائم ہے ۔۔۔ اگر ہے تو کیوں ۔۔۔ کیا تو یہاں سے با آسانی واپس جا سکتا ہے ۔۔۔" اس نے سوال کیا۔

"تو پھر سچی باتوں پر آ گئی ہے۔ گوکھا ۔۔۔ حالانکہ تو نے دیکھا کہ میں نے ابھی تک تیری کسی بڑی حیثیت کو تسلیم نہیں کیا اور میں یہاں سے واپس بھی جا سکتا ہوں اور ۔۔۔ اور بھی بہت کچھ کر سکتا ہوں۔"

"خام خیالی ہے ۔۔۔ بہرصورت جب ہم دوستی کی بات کرتے ہی تو ان باتوں کی گنجائش کہاں رہ جاتی ہے ۔۔۔"

"اس گنجائش نہیں تھی۔ لیکن کبھی اگر تیرے ذہن میں یہ احساس پیدا ہو کہ میں کسی طرح بے بس ہو گیا ہوں تو اپنی دوستی کو بالائے طاق رکھ کر مجھ سے کہہ دینا کہ میں جو کچھ کر سکتا ہوں کر لوں ۔۔۔ سوچ لیا کروں گا۔"

گوکھا پیار بھرے انداز میں مجھے دیکھ کر مسکراتی رہی۔ اس نے میری اس بات کا جواب کوئی نہیں دیا ۔۔۔ پھر بولی

"ٹھیک ہے۔ تو مجھے تیری یہ بات منظور ہے۔ [illegible] تجھے اپنے بارے میں تفصیلات بتاؤں گی لیکن اس سے پہلے [illegible] چاہوں گی کہ تو کچھ کھا لے ۔۔۔"

"اگر ہم دوست ہیں تو گوکھا پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے" میں نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ میرا خیال تھا [illegible] جو کچھ تھا میں جانتا تھا۔ گوکھا جو کچھ [illegible] بہت ساری باتیں اس کے اندر میرے لئے کشش نہیں اور مجھے یقین تھا کہ وہ مجھ میں دلچسپی لے رہی ہے [illegible] جو کچھ [illegible] تھا میں نے رغبت سے کھایا۔ گوکھا خود بھی میرا ساتھ دے رہی تھی۔ ہاں وہ جگہ جہاں ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے بے حد خوبصورت اور آرام دہ تھی۔

البتہ میں نے دیکھا کہ یہاں کسی اور انسان یا جانور کا وجود نہ تھا [illegible] گوکھا کے علاوہ بھی یہاں زندگی کے کچھ اور آثار ہیں [illegible] اس عورت کو میں نے گہری نظروں سے دیکھا تھا۔ جہاں تک [illegible] کشش کا تعلق تھا تو بلا شبہ وہ سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک اچھی اور پرکشش عورت کہی جا سکتی تھی۔ البتہ اس کے بارے میں جو روایات تھیں وہ عجیب و غریب تھیں۔

تھوڑی دیر تک ہم لوگ خاموشی سے ناشتہ کرتے رہے اور میں [illegible] ہے۔ گوکھا دل ہی دل میں مسکرا رہی تھی جس کا احساس اس کے چہرے پر [illegible] انداز سے ہو رہا تھا کہ وہ خوش نہیں ہے۔ کئی بار اس نے اپنی جادو بھری نگاہوں سے مجھے دیکھا بھی تھا اور مجھے یوں محسوس ہوا تھا جیسے وہ میری ذات کو پڑھنا چاہتی ہو ۔۔۔

میں نے یہ بات ضرور محسوس کی تھی اس کے جواب میں نظر اٹھا کر اسے نہیں دیکھا تھا ۔۔۔

ویسے بھی یہ حقیقت تھی کہ میرے نزدیک گوکھا جیسی عورت سے کوئی کشش نہیں رکھتی تھی ۔۔۔ کیونکہ عورتوں کے سلسلے میں [illegible] متاثر ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ بڑی بڑی حسین عورتیں میری زندگی میں داخل ہو چکی تھیں ۔۔۔ گوکھا سے زیادہ عجیب اس سے زیادہ پراسرار [illegible] یہ دوسری بات ہے کہ ہر ایک [illegible] اپنے اندر ایک الگ حیثیت اور الگ شخصیت رکھتی تھیں۔ اس کے علاوہ وہ دور کے لحاظ سے بھی ان کے اندر کافی تبدیلیاں پیدا ہو جاتی تھیں ۔۔۔ اس طرح گوکھا بھی میرے لئے دلکش تھی اور کچھ عرصہ اس کا ساتھ مل جاتا تو کوئی بری بات بھی نہ تھی۔ البتہ میں اس سے اس قسم کا اظہار نہیں کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں خاموش ہی رہا ۔۔۔

پھر گوکھا نے پیار بھرے انداز میں کہا ۔۔۔ "نوجوان اپنا نام نہیں بتاؤ گے ۔۔۔؟"

"پورنا ۔۔۔" میں نے جواب دیا اور میری نگاہوں میں جھانک [illegible] ایک لمحے کے لئے میرے چہرے پر ایک رنگ آیا لیکن اس طرح گوکھا اسے بالکل محسوس نہ کر سکی۔ دوسرے لمحے میں پرسکون تھا۔

"پورنا ۔۔۔ بہت خوب۔ بلاشبہ تمہیں پسند کیا جا سکتا ہے۔"

وہ مسکراتی ہوئی بولی ۔۔۔ "میرا نام تمہیں کہاں سے معلوم ہوا؟"

"بستی کے لوگوں سے ۔۔۔" میں نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ وہ مجھے کس انداز میں یاد کرتے ہیں ۔۔۔؟"

"بہت ہی غلط انداز میں ۔۔۔ وہ تمہارا نام لینا پسند نہیں کرتے"

میں نے جواب دیا ۔۔۔

"ہاں وہ مجھے منحوس سمجھتے ہیں ۔۔۔ یہ بات مجھے معلوم ہے۔ اور یہ حقیقت بھی ہے کہ میں ان کے لئے بہت بڑی نحوست ہوں۔ دیکھو پورنا یہ تو انسان کی اپنی مرضی اور فطرت کی بات ہے۔ میں ان کے درمیان گئی تھی کہ میں نے ان کے ساتھ رہنا چاہا ۔۔۔ میرے دل میں یہ خیال نہیں تھا کہ میں انہیں کوئی نقصان پہنچاؤں گی لیکن انہوں نے اپنا مذہب مجھ پر مسلط کرنے کی کوشش کی۔ انہیں یہ بات کبھی وہ قوتیں پسند نہ آئیں جن سے میں ان پر فوقیت رکھتی تھی۔ انہوں نے کہا کہ میں بد صورت کہیں دور چلی جاؤں۔ اب پورنا یہ بھی تو ہے کہ اگر تم ذات

خود کسی طاقت کے مالک ہو تو تم کسی کے غلام کیوں ہو—
میں اپنے طور پر آزاد رہنا چاہتی تھی لیکن ان لوگوں نے زبردستی
مجھے اپنے بتاتے ہوئے ایک دائرے میں مقید کرنا چاہا اور میں نے
اسے قبول نہ کیا۔ تب میں ان پہاڑوں میں آ بسی۔— تم یقین کرو میں نے
ان کی ذات کو نقصان پہنچانے کی کوئی کوشش نہیں کی ہے۔ میں نے
کبھی ان کے خلاف کوئی ایسا کام نہیں کیا جو ان کے لئے باعث تکلیف
ہو۔ لیکن یہ حد اب ہے مجھے نیست و نابود کرنا بھی سکے سمجھتے تھے۔ ان کا
خیال تھا کہ وہ مجھے نیست و نابود کر دیں گے تو انہیں بہت بڑا ثواب ملے
گا۔— اب اگر ایسے لوگ میرے پاس آ کر مجھے برباد کرنے کی کوشش کریں
تو پہلے تم خود ہی بتاؤ کیا پھر میرا حق نہیں ہے کہ میں انہیں نیست و نابود
کر دوں۔— سو میں نے ایسا ہی کیا۔— وہ ڈھانچے جو میرے سے تم نے
دیکھے تھے سب بڑے بڑے بدمعاش تھے جو یہاں تک پہنچے اور میرا
شکار بن گئے۔"

"ہوں۔ تو یہ سب خود تمہارے غاروں تک پہنچے تھے؟"

"ہاں پوری تیاری سے مجھ پر حملہ آور ہوئے تھے۔— بڑی بڑی عجیب
قوتیں لے کر مجھ پر حملہ کیا تھا۔— میرا یہ نہیں کہنا کہ کوئی مذہب کوئی
ہے۔ البتہ یہ دوسری بات ہے کہ کوئی جب کسی کو فنا کرنے کی کوشش کرتا
ہے تو دوسرا بھی اپنا بچاؤ کرتا ہے۔ میں ان پر حاوی ہو گئی یہ دوسری
بات ہے۔ ورنہ میں نے خود کو کبھی دنیا سے الگ نہیں سمجھا۔ میں تو صرف اپنے
طور پر زندگی گزارنا چاہتی تھی۔ پھر ان لوگوں کو کیا تکلیف تھی کہ وہ لوگ—
کیا تم بھی ان کے مذہب سے تعلق نہیں رکھتے۔ کیا تم نے جو کچھ کہا ہے
وہ حقیقت ہے—"

"ہاں۔" میں نے جواب دیا۔

"تو پھر تم ہی بتاؤ— ان لوگوں نے تم پر اپنا مذہب مسلط کرنے
کی کوشش کی ہوگی—"

"نہیں مجھے اس بستی میں آئے زیادہ وقت نہیں گزرا۔ ممکن تھا وہ
اس قسم کی کوشش کرتے۔ لیکن ابھی تک ایسا نہیں کیا گیا—"

"اوہ— تو پھر تم کس حیثیت سے ان کے درمیان تھے؟"

"بس ایک مسافر کی حیثیت سے— کیا تم نے انجھا کروسا کا نام
سنا ہے—؟"

"انجھا کروسا— ہاں کیوں نہیں۔ وہ شخص مجھے یاد آتا ہے۔
ایک بوڑھا راہب جو خاصی قوتوں کا مالک تھا اور بڑی حیثیت رکھتا تھا
ان لوگوں کے درمیان— لیکن اس نے تو مرن تیاگ لیا تھا۔ تم اس
کے بارے میں کیا بتانا چاہتے تھے—"

"مرن تیاگ سے تمہاری کیا مراد ہے—؟"

"ایک ایسی چلہ کشی جس میں موت قبول کر لی جاتی ہے اور زندگی سے
ایک سمجھوتہ کر لیا جاتا ہے۔ یعنی زندگی کے کچھ سال وقت کو قرض دے دیے
جاتے ہیں۔ لیکن وہ اس راہب کی منطق تھی۔ اس کی یہ کوشش کامیاب
ہوئی یا نہیں۔ مجھے اس بارے میں کچھ معلوم نہیں۔"

"انجھا کروسا کی کوشش کامیاب ہو گئی تھی۔"

"تمہیں کیسے معلوم—؟"

"جن غاروں میں اس نے چلہ کشی کی تھی میں انہی کی طرف جا نکلا
اور پھر اسے اس کی بستی تک لانے والا میں ہی ہوں—"

"اوہ۔ تب تو بستی والے تم سے بہت متاثر ہوئے ہوں گے۔"

"ہاں۔ لیکن وہ زندگی سے دور ہو گیا تھا۔"

"بالکل درست کہا تم نے— وہ زندگیوں سے منہ موڑ لینے والا
حالانکہ کوئی انسان اس دنیا میں ایک بلبلے کی مانند آتا ہے۔ بےشک اس پر
اخلاقی ذمہ داریاں ضرور ڈالی جائیں لیکن اس حد تک نہیں کہ وہ حقیقتاً
کر دیا جائے۔"

میں خاموشی سے گردن ہلاتا رہا۔ پھر گولکا بولی۔ "تم ان غاروں کی
طرف کیوں گئے تھے—؟"

"تم سے ملاقات کرنے—"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ میں نے تمہارے بارے میں بہت سی داستانیں سنی
تھیں۔ تم سے ملنے، تمہیں دیکھنے کا اشتیاق تھا—"

"اوہ۔ ہاں تم جیسا انسان ایسا ہی ہو سکتا تھا۔ حالانکہ تم نے بڑی
نفرت کے قصے وہاں سنے ہوں گے۔"

"ہاں۔ کچھ عجیب واقعات بھی دیکھے تھے۔"

"مثلاً" اس نے دلچسپی سے کہا اور میں نے مختصراً سے واقعات
بتا دیئے۔ وہ بدستور مسکرا رہی تھی اور جب میں خاموش ہو گیا تو وہ بولی
"درحقیقت انسان عقیدوں کا غلام ہے اور فطرت اس کی رہنمائی اس
طرف کر دیتی ہے جس طرف وہ سوچتا ہے۔"

"میرا بھی یہی خیال تھا—"

"لیکن اور بتاؤ تم ہو کون، اور ان علاقوں کی طرف کیسے نکلے تھے
اس کے علاوہ تمہارا نام مقامی لوگوں کی مانند کیوں ہے؟ اور تمہارا تعلق
اس علاقے سے نہیں ہے۔"

"یہ نام بھی مجھے انہی نے دیا ہے۔"

"وہ ہمارا لڑکی جس کے بارے میں تم نے بتایا کہ اس نے خودکشی کر لی"

"ہاں—"

"اس سے قبل تمہارا نام کیا تھا—؟"

"یہ لمبی بات ہے گولکا! جس کے بارے میں میں تمہیں بعد میں
بتاؤں گا۔ اس وقت جب تم سے بہت سے سوالات ہو جائیں گے"

"اوہ کیوں؟"

"اس لئے کہ یہ بتانے کے لئے مجھے تمہیں بہت سی تفصیلات

پڑے گی جس کے بعد تم میری حیثیت تسلیم کر لو گی اور میرے آگے ہتھیار
ڈال دو گی۔"

"اوہ۔ اگر میں یہ کیوں کروں یہ ممکن ہے۔" وہ دلکش مسکراہٹ کے
ساتھ بولی۔

"میں اسے ممکن بنا دوں گا۔ ایسی جلدی بھی کیا ہے۔" میں نے
مسکراتے ہوئے کہا اور گولکا ہنسنے لگی۔ پھر بولی۔

"ٹھیک ہے۔ آنے والا وقت ہم دونوں کے لئے دلچسپ تجربات
لائے گا۔ اس لئے ہمیں انتظار کرنا چاہیے۔ اب میرا سوال اس کا کہ پھر یہ سلسلہ
گفتگو کہاں سے شروع ہو۔"

"میں مختصراً تمہارے سوال کا جواب دوں گا۔ میں ایک آوارہ گرد
ہوں۔ بے مقصد گھومتا پھرتا ہوں۔ مجھے دنیا دیکھنے اور اس کے بارے
میں معلومات حاصل کرنے کا بہت شوق ہے اور میں اسی شوق کی تکمیل کے
لئے سرگرداں ہوں—"

"اوہ۔ تو تم نے زمین کا بہت بڑا حصہ دیکھ لیا ہوگا۔"

"ہاں۔"

"تم نے بہت سے علم سیکھے ہوں گے اور یہ سوال بیکار ہے کیونکہ
اس کا اندازہ تو میں کر چکی ہوں۔"

"کس طرح—؟" میں نے سوال کیا۔

"تم آگ سے نہیں بچے۔ حالانکہ عام انسان ہوتے تو آگ تمہیں بھسم
کر دیتی—"

"اوہ۔ ہاں۔ میں نہیں جلا۔"

"اس کے علاوہ پتھر کی مضبوط چٹانیں تم نے توڑ دیں۔ کیا تم نے علم
کی طاقت کے سہارے یہ کیا ہے؟" گولکا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں گولکا۔ تم نے علم کا تذکرہ کیا یہ میرے بدن کی طاقت ہے۔"

"نہیں پونا— کسی کے بدن میں اتنی طاقت نہیں ہوتی۔"

"اس کا فیصلہ بھی بعد میں ہو جائے گا۔"

"ہاں ضرور— مگر جب تک تم اپنی ذات نہ بتاؤ تو اپنا نام بھی بتا دو
کہ میں تمہیں کس نام سے پکاروں۔"

"میرا کوئی نام نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" وہ تعجب سے بولی۔

"یہی بات ہے۔ لوگ مجھے اپنی پسند کے نام دے دیتے ہیں۔ چاہو تم
بھی اپنی پسند کا کوئی نام رکھ لو، یا پونا ہی کہہ کر پکار سکتی ہو۔"

"مگر ایسا کیوں ہے—؟"

"اس سوال کو بعد کے جوابوں میں شامل کر دو۔" میں نے کہا
وہ مسکرا پڑی۔

"ٹھیک ہے— میرے بارے میں جاننا ہے تو اپنے بارے میں نہیں
بتانا چاہتے۔ لیکن میرے بارے میں سنو گے تو حیران رہ جاؤ گے۔"

"میں حیران رہ جانا چاہتا ہوں—" میں نے کہا۔

"ہوں۔ تو سنو— میرا نام ہی گولکا ہے۔ زمین کے بارے میں
تمہاری معلومات کتنی ہیں میں نہیں جانتی۔ لیکن چونکہ میں خلوص دل
سے تمہیں اپنے بارے میں بتا رہی ہوں اس لئے یہ بات بھی میں خود ہی
بتائے دیتی ہوں۔ زمین کی گہرائیاں مختلف درجے رکھتی ہیں۔ ان
میں سے کچھ طبقیں انسانوں سے آباد ہیں اور کچھ نہیں۔ یہ زمین کا
ساتواں طبق ہے۔ اور اسے تمہاری زمین پر تحت الثریٰ کہا جاتا ہے
جہاں تمہاری دنیا کے لوگوں کی پہنچ ناممکن ہے— لیکن— میں
یہیں کی پیداوار ہوں۔"

"اس ساتویں طبق کی—"

"ہاں—" اس نے جواب دیا۔

"تو کیا یہاں باقاعدہ آبادی ہے—؟"

"ہاں۔ اسی طرح جیسی تمہاری دنیا میں۔"

"لیکن ان اطراف میں تو کوئی نظر نہیں آیا۔ میں نے باہر جنگل دیکھے
جن میں جانور بھی نہیں اور کوئی جاندار تو کہیں نہیں ہے۔"

"اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں میری حکومت ہے اور یہاں کی دنیا
کے لوگوں میں بھی ممتاز حیثیت رکھتی ہوں اور ان علاقوں میں نے ترتیب
دیا ہے— میں نے یہاں سے تمام جانداروں کو نکال دیا ہے— اور
اب کوئی میری مرضی کے بغیر یہاں نہیں داخل ہو سکتا—"

"بہت خوب۔ ویسے اس جگہ سے ہٹ کر آبادی موجود ہے؟"

"پوری پوری آبادی—" وہ مسکراتی ہوئی بولی۔ "بالکل
تمہاری دنیا کی مانند— اس طرز زندگی ذرا مختلف ہے۔"

"وہ کس طرح—"

"ان کے مکانات پتھر کے نہیں ہوتے۔ اس کے علاوہ وہ اتنے
ترقی یافتہ نہیں ہیں جتنے اوپر کے لوگ۔ تم دیکھو گے۔"

"ضرور گولکا۔ تم نے یہ تذکرہ کر کے میری دلچسپی بے پناہ بڑھا دی
ہے۔ گولکا اگر تم سب کچھ درست کہہ رہی ہو تو میں زمین کا یہ طبق ضرور دیکھوں
گا۔ اور میں چاہتا ہوں کہ ہمارے درمیان صداقت کے رشتے بن
جائیں۔ میں کسی برے ارادے سے تمہارے پاس نہیں آیا۔ ان لوگوں نے
مجھے ناپسند کیا تو میں وہاں سے بیزار ہو گیا۔ حالانکہ اگر میں چاہتا تو ان
لوگوں کو ٹھیک کر سکتا تھا—"

"وہ کس طرح—" گولکا نے پوچھا۔

"اپنی طاقت سے— تم نے چٹانوں کو توڑنے کی بات کی تھی۔
کیا تمہیں اپنے غلام وہ ڈھانچے یاد نہیں جن کی ہڈیاں بکھر گئی تھیں۔"

"ہاں۔ اور تمہارے بدن پر ان کے پنجے ناکارہ تھے۔"

"تم نے دیکھا تھا—"

"ہاں۔"

"لیکن کس طرح۔ تم تو یہاں نہیں تھیں"۔

"کیا تم نے اپنے علم کی چادر نہیں اوڑھ رکھی تھی۔ ایسی چادر جس نے تمہارے جسم کی حفاظت کی تھی"۔ گوگلہ نے سوال کیا۔

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اس کا تجزیہ بعد میں ہو جائے گا۔ خیر بہرحال میں نے اپنے علم سے سب کچھ دیکھا۔ یہ بھی معلوم کیا کہ جس میں میں تمہاری دنیا بھی دیکھ سکتی ہوں اور میری آواز بھی تم تک پہنچ سکتی ہے"۔

"بہت خوب۔ میں تمہارے اس علم کی قدر کرتا ہوں"۔ میں نے تاثر لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم ابھی تک مجھے الجھا رہے ہو"۔ اس نے کہا۔

"نہیں گوگلہ۔ پہلے میری چند باتوں کے جواب اور دے دو"۔

"چلو پوچھو"۔

"تم جادو جانتی ہو"۔

"ہاں۔ ہمارے ہاں۔ زمین کے طبق میں یہ عام ہے۔ میں نے ایک طویل عرصہ میں یہ جادو سیکھا ہے اور اس میں مہارت حاصل کی ہے"۔

"تمہاری عمر کتنی ہے"۔

"تمہاری زمین کی کئی صدیوں کے برابر۔ تم میری عمر چار سو سال کہہ سکتے ہو"۔

"اور تمہاری طویل عمر تمہارے علم کا ہی ایک حصہ ہے"۔

"نہیں"۔

"اوہ تو پھر تم اتنے طویل عرصے سے زندہ کیسے ہو"۔

"زمین کے اس طبق میں عمریں طویل ہوتی ہیں۔ ہم تقریباً سو سال میں جوان ہوتے ہیں اور اس کے بعد پانچ چھ سو سال تک جوان رہتے ہیں۔ اس کے بعد بڑھاپا شروع ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں طویل ترین عمر ہزار یا گیارہ سو سال تک ہوتی ہے"۔

"اوہ"۔ میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ انوکھا انکشاف تھا۔ "کیا تمہاری اس زمین کے نیچے کچھ اور ہے"۔

"نہیں۔ کیوں"۔

"بس سوچ رہا تھا ممکن ہے۔ وہاں کوئی ہمارا ہم عمر نکل آئے۔ مجھے اس سے مل کر خوشی ہوگی"۔ میں نے مسکرا کر کہا۔

"میں نہیں جانتی"۔

"مجھ سے دوستی کرو گی۔ بہرحال یہ بتاؤ تمہاری زمین کے لوگ آزادانہ ہماری دنیا تک پہنچ سکتے ہیں"۔ میں نے سوال کیا۔

"ہرگز نہیں۔ کوئی بھی نہیں۔ یہ کوشش صرف میں نے کی اور میں اپنی دنیا میں ممتاز ہوں۔ میری دنیا کے صرف چند لوگوں کو معلوم ہے کہ میرا تعلق باہر کی دنیا سے بھی ہے اور وہ میری عظمت کو تسلیم کرتے ہیں"۔ گوگلہ نے جواب دیا۔

"خوب۔ تو گویا تمہارا تعلق زمین سے بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ اپنی دنیا سے"۔ میں نے سوال کیا۔

"ہاں۔ میں نے اس کی کوشش کی ہے۔ میں تمہاری زمین میں پہنچی ہوں اور میں نے تمہارے لوگوں کے بارے میں بہت کچھ معلوم کیا ہے۔ میں نے اتنی معلومات کی ہیں کہ اب میں انہیں اس طرح جانتی ہوں جیسے کہ اپنی دنیا کو"۔

"ہاں مجھے اس کا احساس ہے اور مجھے یہ بات جان کر حیرت ہوئی ہے کہ تمہارا تعلق اس دنیا سے نہیں ہے"۔

"پونا اب مجھ سے ہی سب کچھ پوچھے جاؤ گے۔ یا تم بھی اپنے بارے میں بتاؤ گے"۔

"بات دراصل یہ ہے گوگلہ! اگر میں اندازہ کر رہا تھا کہ میرے بارے میں تمہارے خیالات کیا ہیں۔ اب تمہاری شخصیت کے جو پہلو میرے سامنے آئے ہیں ان سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ بلاشبہ تم اپنی دنیا میں ایک مکمل شخصیت ہو۔ ایک معتبر حیثیت کی مالک۔ اور اب اگر کوئی دوسرا تمہارا مقابل ہو تو اس سلسلے میں تمہیں کوئی اعتراض نہ ہوگا اور نہ ہی تم حسد محسوس کرو گی۔ چنانچہ ان خیالات کے تحت میں اپنے بارے میں تمہیں سب کچھ بتاؤں گا"۔ میں نے کہا۔

"مجھے خوشی ہوگی۔ یا تمہاری دنیا کا مسئلہ تو یہ تھا کہ میں وہاں جا کر کوئی منصب تو قبول نہیں کر سکتی تھی۔ ہاں میری خواہش تھی کہ میں ان لوگوں میں رہ جاؤں۔ ان کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جانوں اور ان کے ذریعے دوسرے علاقوں کے بارے میں معلومات حاصل کروں اور خود دوسرے علاقوں میں جاؤں۔ لیکن وہ میرے مخالف بن گئے۔ میرے دشمن ہو گئے۔ ان میں حسد کی آگ پیدا ہو گئی ہے۔ کیا یہ میرا قصور تھا۔ کیا تم مجھے یہ بتا سکتے ہو کہ ان کا رویہ درست تھا"۔

"ہاں مجھے اس کا اعتراف ہے۔ ان کا رویہ درست نہ تھا"۔ میں نے کہا۔

"تم بھی میرے لئے کوئی ایسی شخصیت نہ تھے پونا۔ جیسی میں تم کو دنیا کی فرضی تصور کرتی۔ ہاں میں چونکہ تمہیں بہت پہلے سے تصور کرتی تھی اور جب تم نے اس کے خلاف کیا تو میں نے بار بار تم پر اپنی قوتوں کا اظہار کرنا چاہا اور اپنی قوتوں کا اظہار تم پر کیا۔ یہ دوسری بات ہے کہ میری قوتوں نے تم پر اثر نہیں کیا۔ یوں تم میری پسندیدہ شخصیت بن گئے۔ تم نے جس طرح پاتال کو فتح کیا ہے یہ تمہارا ہی کام تھا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ کوئی شخص اس طرح پاتال میں آ سکتا ہے۔ لیکن میں اپنی آنکھوں سے تمہیں تمام مرحلے طے کرتے دیکھتی رہی۔ تم نے کہیں بھی کسی کا کوئی تعاون نہیں لیا اور یہ بات میرے لئے تعجب خیز تھی پونا۔ پھر جس طرح تم نے یہ طویل ترین سفر اتنے کم وقت میں اور

بڑے کم عرصے میں کیا ہے۔ تمہاری دنیا کے عام انسان یہ قوت نہیں رکھتے پونا۔ اور یہی بات میرے لئے حیرانی کا باعث بن گئی تھی"۔

"اس کی وجہ ہے گوگلہ"۔

"کیا"۔

"یہی کہ میں بھی اس دنیا کے عام انسانوں میں سے نہیں ہوں"۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"۔ گوگلہ نے دلچسپ نگاہوں سے دیکھا۔

"مطلب یہ ہے گوگلہ کہ اگر تم یقین کرو اور اگر یقین نہ کرو تو اپنی تمام تر علمی قوتوں کو آزماؤ۔ اور میرے بارے میں معلوم کر لو۔ پھر میرے بیان کی تصدیق کرو کہ میری عمر۔ میری عمر لامحدود ہے۔ میں صدیوں سے زندہ ہوں۔ اتنے طویل عرصے سے زندہ ہوں جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتیں۔ میرا خیال ہے تمہاری دنیا میں آباد ہونے کا تجربہ بھی نہیں تھا اس وقت جب میں پیدا ہوا تھا"۔

"کیا مطلب"۔ گوگلہ حیرت زدہ لہجے میں بولی۔

"ہاں گوگلہ جو کچھ میں نے کہا وہ درست ہے۔ میں نے صدیاں دیکھی ہیں۔ ادوار سے گزرا ہوں۔ صدیوں نے مجھے دیکھا ہے۔ یہ چاند ستارے، سورج، زمین و آسمان نجانے کب سے میرے رازداں ہیں۔ اور میں دنیا کا سفر طے کرتا چلا آ رہا ہوں۔ میں نے صدیوں کا سفر طے کیا ہے۔ ان کے ادوار دیکھے ہیں گوگلہ اور صدیاں مجھے اس پر جانتی ہیں۔ چنانچہ اچھا کروں یا برا دوسرے لوگ میری ذات کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ اور گوگلہ یہ کام تمہارے بس کا بھی نہیں ہے۔ میں نے تم سے جو کچھ کہا ہے وہ حقیقت ہے۔ میں تمہارے علم کو دعوت دے چکا ہوں کہ وہ میرے بیان کی تصدیق کرے۔ اور میرے بارے میں فیصلہ کرے۔ اس لئے گوگلہ میں نے خود کو کوئی نام نہیں دیا۔ کیونکہ کوئی نام دینے والا موجود نہیں تھا۔ جس نے جو چاہا کہا۔ اس لئے میں نے تمہیں بھی دعوت دی کہ تم اپنی پسند کا کوئی نام مجھے دے دو۔ میں نے صدیوں سے دیکھا ہے کہ لوگ مجھے اپنی پسند کا نام دیتے رہے ہیں۔ اس کائنات کے ہزاروں راز اپنے طور پر میں نے حل کئے ہیں۔ اس کے باوجود علم کے سلسلے میں لوگوں کا محتاج رہتا ہوں۔ وہ مجھے جو چاہے نام دے دیتے ہیں۔ ستارے میرے دوست ہیں گوگلہ۔ آگ میری بہترین ساتھی ہے۔ وہ میرے بدن کو کبھی نہیں جلاتی۔ پانی کی گہرائیاں مجھے بھی گود میں لے لیتی ہیں۔ برف کی سردی میرے جسم کو کبھی نقصان نہیں پہنچاتی۔ اور تمہاری دنیا کے وہ تمام حربے جنہیں تم دوسرے انسانوں کو نقصان پہنچانے یا انہیں قتل کرنے میں استعمال کرتے ہو میرے لئے کارآمد ثابت نہیں ہیں۔ کیونکہ صدیوں نے مجھے ایک انوکھی زندگی دی ہے۔ ایک ایسا احساس دے دیا ہے جس میں کوئی لچک نہیں ہے۔

اگر میں تم سے کہوں کہ میں صدیوں پر حاوی ہوں تو غلط نہ ہوگا اور میں تمہیں اس کا تجربہ کرنے کی دعوت بھی دوں گا۔ میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی علم نہیں ہے کہ صدیاں میری معاون رہی ہیں اور میرے تجربات بہت کچھ سکھاتے رہے ہیں۔ یہی ہے میرا علم۔

تمہارا علم جسے تم جادو کہتے ہو وہ میں نہیں جانتا۔ وہ میرے لئے حیرت کن ہے اور میں اسے سیکھنے کا خواہشمند بھی ہوں کیونکہ میرے لئے یہ علوم کا ذخیرہ ہے۔ میں نے جو کچھ دیکھا اسے اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا اور دنیا جو کچھ کرتی رہی ہے وہ بھی میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ چنانچہ تمہاری زمین میرے لئے انوکھی اور اجنبی ہے۔ لیکن میں تم سے یقین سے کہہ سکتا ہوں گوگلہ کہ مجھے کوئی زوال نہیں ہے۔

تم کہتی ہو کہ تمہاری زمین کے لوگ گیارہ صدیاں زندہ رہ سکتے ہیں۔ لیکن جہاں تک میرا سوال ہے میں تو صدیوں سے زندہ چلا آ رہا ہوں۔ نجانے میرا یہ سفر کب تک جاری رہے گا۔

یہ تھی میری داستان گوگلہ۔ اس میں اگر کوئی جھوٹ ہو تو یہ صرف تمہارا کام ہوگا کہ تم اس کی تصدیق کرو۔ میں تمہیں ہر طرح کی آزادی دیتا ہوں۔ ہاں اگر میری بات تسلیم کر لو تو پھر ایک درخواست میں تم سے کروں گا"۔ میں نے کہا اور گوگلہ کی طرف دیکھا۔

وہ پتھر کے بت کی طرح ساکت تھی۔ شاید اسے میری باتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ بہرصورت وہ خاموش رہی۔ اور اس کی یہ خاموشی مجھے عجیب سی لگ رہی تھی۔ اس نے مجھ سے سوال نہ کیا اور کافی دیر تک وہ خاموش رہی۔

"تم شاید حیرت کا شکار ہو گئی ہو گوگلہ"۔

"ہاں"۔ گوگلہ چونک پڑی۔ اس نے نیچے سے اوپر تک مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا جو کچھ تم نے کہا وہ حقیقت ہے۔ کیا تم مجھ سے کوئی خوبصورت اور گہرا جھوٹ تو نہیں بول رہے"۔

"نہیں گوگلہ۔ میں کہہ چکا ہوں کہ اب ہم جب خلوص کی باتیں کر رہے ہیں تو اس میں جھوٹ شامل نہیں ہونا چاہئے۔ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ اس میں جھوٹ کا کوئی پہلو نہیں"۔

"تب تم میرے لئے حیرت انگیز ہو پونا۔ حیرت انگیز صدیوں کے بیٹے"۔ اس نے گہری سانس لے کر کہا۔ "میں تمہاری عزت بھی کرتی ہوں اور میں سوچ رہی ہوں کہ اب تک میں اپنے بارے میں غلط فہمیوں کا شکار رہی۔ لیکن تم سنو۔ میری بات سنو۔ میں نے تم پر یقین کیا ہے۔ لیکن مکمل طور پر نہیں۔ کیونکہ ہر صورت میں بھی کمزوریوں کا شکار ہوں۔ ورنہ میں تمہیں آزماؤں گی"۔

"ہاں۔ میری طرف سے کھلی اجازت ہے۔ تمہیں اس سلسلے میں ہر قسم کی اجازت ہے۔ جس طرح تم چاہو میں حاضر ہوں"۔

لیکن اس کے بعد ہماری پرخلوص دوستی کا آغاز ہونا چاہیے۔ پس تم سے وہ سب کچھ سیکھوں گا، میں وہ سب کچھ دیکھوں گا جو میری پسند اور میری طلب ہیں۔"

"یقیناً! تم نے جو کچھ بتایا ہے، اپنی کائنات اور اپنی زمین کے بارے میں، تمہیں ایک مہمان کی حیثیت سے خوش آمدید کہتی ہوں۔"

گوکو نے کہا اور میں نے ستائش سے گردن ہلا دی ———

تھوڑی دیر تک ہم لوگ خاموش رہے۔ مجھے ہے پھر گوکو اٹھ کھڑی ہوئی۔ "آؤ چلیں ——— اب ہم یہاں سے چلیں۔ یوں سمجھو یہاں تمہارا قیام جہاں میں نے تمہیں خوش آمدید کہنے کے لئے مناسب سمجھا لیکن اس سے آگے میری وہ زمین ہے جہاں میں خود رہتی ہوں۔ تمہیں یقیناً میری قیام گاہ پسند آئے گی۔"

"زمین کا یہ حصہ جس قدر خوبصورت ہے میرا خیال ہے زمین اس کی عشرِ عشیر بھی نہیں ——— میں نے اس کا تھوڑا سا حصہ دیکھا ہے۔ لیکن یہاں جس قدر خوشگوار قدرت کا احساس ہوتا ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر لطف کو سناؤ وقت ہے ———"

"یہاں وقت کا کوئی تعین نہیں ہے پوترا۔ یہاں ہمیشہ ... وقت رہتا ہے۔ یہاں سورج تمہیں چمکتا ... کیا ہے، اس کو دیکھتے ہوئے اگر تم سمجھو کہ روشنی ... بھی اسی انداز سے ہوگی جس طرح تمہاری زمین پر تو یہ تمہاری بھول ہوگی۔ تم یوں سمجھ لو کہ وقت یہاں ——— زمین کے اس حصے پر بات دیکھ ہے۔ ہاں صدیوں کے گزرنے کا احساس یہاں زمین سے پھوٹنے والی کونپلوں سے ہوتا ہے۔ جب یہ چھوٹی ہوتی ہیں، بڑھتی ہیں ——— اور پھر درخت بن جاتی ہیں۔ اس کے بعد مرجھا کر سوکھ جاتی ہیں۔ اس طرح ہم صدیاں گزرنے کا اندازہ لگاتے ہیں۔ ہاں میں تمہاری زمین کے لوگوں کی مانند صدیوں کا تعین کر سکتی ہوں۔ لیکن یہاں کے لوگ صدیوں کو اس انداز سے نہیں جانتے ———"

"اوہ ———" میں نے متاثر انداز میں گردن ہلائی۔ "اس لحاظ سے گوکو تم یہاں بڑی قدیم ثابت ہوگی ———"

"ہاں یہاں کے لوگ مجھے اسی حیثیت سے مانتے ہیں ———"

گوکو نے جواب دیا ———

"کیا تمہارے یہاں بھی حکومت کا تصور ہے۔ ذہانت اور طاقت کی برتری تسلیم کی جاتی ہے ———؟"

"ہاں، کیوں نہیں۔ فطرت کے اصول ہر جگہ یکساں ہیں۔ میں نے تمہاری زمین کے بے شمار اصول پڑھے ہیں ان سے مختلف نہیں پائے۔"

"یہاں حکومت ہے؟"

"ہاں۔"

"حکمران کون ہے ———؟"

"پرستارا پراسرار قوتوں اور بے پناہ طاقت کا مالک ہے۔"

"ہاں نہیں ہوتی ہیں۔ ہماری کی خواہش ... جنوں پر ..."

"بیشک۔"

"جنگیں بھی ہوتی ہیں ———؟"

"اس انداز میں نہیں جس طرح تمہارے ہاں ہوتی ہیں۔ اس معاملے میں ہمارے اصول پختہ ہوتے ہیں ———"

"کیا مطلب ———؟"

"میری دشمنی تم سے ہے۔ میں اس کا اعلان کروں گی اور تمہیں اس سے آگاہ کروں گی۔ پھر تمہارے مقابلے کے لئے اپنی قوت مجتمع کرکے تم سے جنگ کروں گی۔ اس جنگ کے لئے پہلے ہی مجھے سوچنا سمجھنا پڑے گا۔ اگر میں محسوس کروں گی کہ میں تم سے کمزور ہوں اور جنگ نہیں کر سکوں گی تو پھر میں اس جنگ کے لئے کسی اور کو نامزد کروں گی اور وہ میری جگہ جنگ کرے گا۔ لیکن میرے مقابل اگر تم ... کہ وہ مجھ سے اچھی طرح ... سے جنگ کریں تو اسے نامزد کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر وہ خود میرے خلاف کسی ... شخص کے ہمراہ پانے کی اپنی طرف سے کسی دوسرے کو تیار کر سکتا ہے۔"

"اوہ، یہ تو اچھا اصول ہے۔"

"ہاں یہاں بیشتر تنازعات ... انسانوں کو خون سے ... چھوڑ دیتے اور جو کچھ بھی نتیجہ ہو وہ ... کر دیا ———"

"اچھا اصول ہے ——— مجھے پسند آیا۔" میں نے کہا اور پھر ہم دونوں وہاں سے اٹھ گئے۔ زمین کی یہ دور افتادہ آبادیاں مجھے بہت پسند آئی تھیں ... اور میں اندر اس بے پناہ دلکشی محسوس کر رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ اس سرزمین پر میرا دل خوب لگے گا اور میری کتاب میں وہ بھی شامل ہو جائے گا جو دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔"

"لیکن تحت الثریٰ کے بارے میں تو بہت سی روایات ہیں ———"

اچانک فرزانہ بول پڑی اور وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"کیا ———" اس نے سوال کیا۔

"معاف کرنا تمہارے تسلسل میں فرق پڑا۔ لیکن یہ موضوع ہے ہی بہت دلکش ہے۔" فرزانہ نے معذرت آمیز انداز میں کہا۔

"کوئی بات نہیں، تم پوچھو۔"

"تم نے اس دنیا کو دیکھا ہوگا ———؟"

"ہاں کیوں نہیں۔"

"جیسا اس نے کہا تھا ویسا ہی پایا ———؟"

"ہاں جیسا گوکو نے مجھے بتایا تھا ویسا ہی پایا۔"

"مگر ہمارے ہاں تحت الثریٰ صرف ایک روایت ہے۔"

"اس کی وجہ ہے۔"

"کیا وجہ ہے ———؟"

"تمہاری دنیا کے لوگ وہاں تک نہیں پہنچ سکے۔ لیکن تحت الثریٰ

ہے بھی اور گوکو سکے۔ اس لئے انہوں نے اس سے بہت سی روایات منسوب کر لیں۔"

"مجھے چشمۂ حیواں کا تصور ———" فرزانہ بولی۔

"چشمۂ حیواں کا کیا تصور ہے پروفیسر؟" اس نے خاموش بیٹھے ہوئے پروفیسر سے سوال کیا اور پروفیسر کسی خیال سے چونک پڑا۔

"تحت الثریٰ کو مختلف مذہبوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کے لئے زمین کی گہرائیوں کی تحقیق نہیں کی گئی ہیں بلکہ ایک ایسی جگہ جہاں عام انسانوں کے پہنچنے کا تصور نہیں کیا جا سکتا اور جو دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔"

"میں نے کہا نا پروفیسر ——— اس کی وجہ ہے۔"

"وہ یہی کہ انسان اس تک نہیں پہنچ سکتا۔"

"ہاں یقیناً۔"

"لیکن ہماری تاریخ میں چند کردار ایسے بھی ہیں جو اس تک پہنچے ہیں۔"

"وہ ممکن ہے۔ ناممکن تو نہیں ہے ——— کیا وہ کردار ایسی خصوصیات کے حامل تھے؟"

"ہاں۔"

"تب مانا جا سکتا ہے۔ چشمۂ حیواں کی بات رہ گئی۔"

"ہاں۔ اس سے ایک روایت منسوب ہے۔"

"کیا؟"

"یہ کہ اگر کوئی شخص اس چشمے سے پانی پی لے تو زندۂ جاوید ہو جاتا ہے۔ تمہاری طرح کبھی نہیں مرتا۔"

"کیا کسی ایسے انسان کا وجود ہے؟"

"یقیناً نہیں۔"

"تب تم سے بھی روایت کہہ سکتے ہو پروفیسر۔ میں نے ایسا کوئی چشمہ وہاں نہیں دیکھا۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ ان کی طویل العمری کا راز یہی ہو۔"

"کیا؟" فرزانہ نے گہری سانس لے کر پوچھا۔

"یہی کہ وہاں کا پانی ہی ایسا ہو جو انسان کو طویل عمر بخش دیتا ہو۔"

"بہرحال ایسا کوئی مخصوص چشمہ نہیں تھا وہاں۔"

"میں نے تو نہیں دیکھا۔"

"خیر ——— تمہاری کہانی میں ہم نے درمیان میں دخل دیا ہے۔"

"نہیں ——— ایک دلچسپ بات مجھے معلوم ہوئی ہے ... ان کے بارے میں بھی اور کچھ جاننا چاہتا ہوں۔" اس نے کہا۔

"وہ کیا؟"

"اس چشمے کو اور بھی کوئی نام دیا جاتا ہے؟"

"ہاں، مذاہب کے مختلف عقیدوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔ امرت ... آب حیات ——— وغیرہ وغیرہ۔"

"بہرحال میں نے کوئی مخصوص چشمہ وہاں نہیں دیکھا پروفیسر۔ اور پھر ہم دونوں وہاں سے اٹھ گئے۔ گوکو کچھ حیرت ہوئی تھی وہ بجا تھی۔ ... اور یہ حقیقت ہے پروفیسر کہ ... مجھے کوئی حیرت نہیں ہو رہا تھا جیسی یہ عورت تھی ... اس بات پر کہ ... سے نفرت کرتے تھے اور اس کے مقابلے ... کوشش کرتے تھے حالانکہ گوکو کا جادو تو بہت بلند تھا اور ایسا ... تھا کہ مجھ جیسا انسان بھی اسے نہ سمجھ سکا۔ اس کے سامنے موجود تمہیں جادوگریاں اور وہ بڑے بڑے مدبر کوئی حیثیت نہیں رکھتے تھے جنہوں نے اپنی پوری زندگی علوم سیکھنے میں گزار دی تھی۔

بہرحال گوکو مجھے اس اندر کی عمارت سے نکال لائی اور پھر پھلوں سے لدے ہوئے ایک خوبصورت باغ کی طرف چل پڑی جو دور سے ہی نظر آ رہا تھا۔ بھٹکتے ہوئے راستے ... بادلوں جیسا آسمان اور کھلی وادی تھی پروفیسر ——— آج بھی وہ میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم باغ میں داخل ہو گئے۔ اور پھر ... میں نے ایک اور عمارت دیکھی۔ یہ بھی سفید پتھروں کی عمارت تھی۔ لیکن اس کی بناوٹ اور ہی دنیا جیسی تھی اور اسے انوکھا کہا جا سکتا تھا۔

لیکن اس عمارت میں بھی کوئی دروازہ نہیں نظر آیا۔ البتہ اندر کا منظر انتہا حسین تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ میں نے اس کے لئے پسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔

"ہاں یہ تمہاری دنیا کی عمارتوں کی مانند ہے۔" گوکو نے کہا اور پھر اس نے مجھے میری رہائش گاہ دکھائی۔ "میرا خیال ہے تم یہاں خوش رہو گے۔"

"یقیناً۔ یہ دلکش جگہ ہے۔ لیکن گوکو ——— تم نے یہاں کسی اور کو نہیں رہنے دیا؟"

"یہ جانوروں اور پرندوں کو بھی نہیں۔"

"کیوں؟"

"میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ اس جگہ میں جادو عام ہے اور سے بھی ایک فن کی حیثیت سے سیکھا جاتا ہے۔ اس کے ذریعے بہت سے کام ہوتے ہیں ——— لوگ ایک دوسرے کے علوم کی زد میں بھی رہتے ہیں۔ اس لئے میں نے جانداروں کو یہاں سے دور رکھا ہے۔"

"لیکن پرندے اور دوسرے جانور ——— انہیں تم نے یہاں سے کیوں ہٹا دیا؟"

"وہ بھی ان کے کام آ جاتے ہیں۔"

"اوہ ——— وہ کس طرح؟"

"میں تمہیں تجربہ کرکے دکھا دوں گی۔"

"تب پھر گوکو میں تم سے درخواست کروں گا کہ قیام کے بجائے تم متحرک رہو اور مجھے ان عجائبات کی سیر کراؤ۔"

"اگر ایک بات کہوں پورنا تو بُرا تو نہیں مانو گے؟"
"نہیں — کہو۔"
"تم نے جو کچھ کہا ہے اسے کسی حد تک ثابت کرو تاکہ مجھے
بھی یقین ہو کہ میرے مقابل ایک انوکھا انسان ہے۔"
"یقیناً۔ میں تیار ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ "بولو کس انداز میں
میرا امتحان لینا چاہتی ہو؟"
"تم نے کہا تھا کہ تم بے پناہ طاقتور ہو۔ آگ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی
اور پتھروں کی دیواریں تم اپنے جسم کی طاقت سے توڑ سکتے ہو۔"
"ہاں میں نے درست کہا تھا۔"
"اگر تم جیسا کہ رہے ہو، بُرا نہیں مانو گے اور حقیقت بُرا
نہ مانو تو کیا میں تم سے کہوں کہ میں تمہارا امتحان لینا چاہتی ہوں۔"
"ضرور۔ میں ہر امتحان کے لئے تیار ہوں۔"
"اگر تمہیں میرے امتحان سے نقصان پہنچ گیا تو تم یہ تو نہیں
سوچو گے کہ میں نے جان بوجھ کر تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش
کی ہے؟"
"نہیں ہرگز نہیں۔"
"تب میرے ساتھ آؤ —" گوگو نے کہا اور وہاں سے بھی
باہر نکل آئی۔ اب وہ اس عمارت کے پچھلے حصے کی جانب جا رہی تھی۔
اس نے ایک کمرے سے گزرتے ہوئے سیاہ رنگ کے بیج اٹھائے
اور مٹھی میں بند کر کے چل پڑی۔ تب وہ عمارت کے عقبی حصے میں
بھوری چٹانوں کے قریب پہنچ گئی۔ میں نے زمین دیکھی بھورے رنگ
کی زمین تھی ہماری زمین کی مانند۔
تب گوگو نے وہ سیاہ بیج زمین پر پھینک مارے اور میں نے
ایک خوفناک منظر دیکھا۔
زمین کے ایک طویل حصے میں ایک خوفناک آگ بھڑک چکی
تھی دیکھتے ہی خوف آتا تھا۔ عام لوگ اگر اس آگ کو دیکھتے تو خوف
سے بے ہوش ہو جاتے۔ ایسی ہی خوفناک اور جلا دینے والی آگ تھی جس
میں نارنجی رنگ ضرورت سے زیادہ شامل تھا لیکن میرے چہرے
پر کوئی خوف نہ پیدا ہوا اور میری آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک آ گئی گوگو
نے میرے امتحان کے لئے جو راستہ اختیار کیا تھا میں تو خود اسے پسند کرتا
تھا۔ چنانچہ میں نے اس کی جانب مسکرا کر دیکھا اور گوگو معنی خیز نظروں
سے مجھے دیکھنے لگی — میں دل ہی دل میں اس کی اس حرکت پر مسکرا رہا تھا
"یہ آگ ہے اور جو شدید ایسی شدید آگ کہ جس میں آگ کی طاقت
کا اندازہ کیا جائے وہ اس پر پورا اترتی ہے۔ تو کیا میرے نوجوان ساتھی
میرے مہمان! تم اس آگ میں داخل ہونا پسند کرو گے؟"
"میں نے کہا تھا گوگو کہ جو کچھ میں کہہ چکا ہوں اس کا عملی ثبوت
دینے کے لئے تیار ہوں۔" میں نے جواب دیا اور پھر اطمینان سے شعلوں کی
سمت بڑھ گیا جو پوری آب و تاب سے بھڑک رہے تھے۔
گوگو سنسنی خیز نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی — اور پھر میں
شعلوں میں داخل ہو گیا۔
اور پروفیسر! بلاشبہ یہ آگ زندگی ہی زندگی تھی ایسی آگ
جس کی حرارت بے پناہ تھی اور جو میرے جسم کو اس طرح چھو رہی تھی
کہ اس سے قبل آگ نے اس انداز میں میرے جسم کو نہیں چھوا تھا مجھے یوں
لگا جیسے میرے مسامات میں زندگی دوڑ رہی ہو۔ یہ تیز آنچ تو میری
زندگی کی ضامن تھی اور میں اس آگ میں خود کو گم کرنے لگا۔
مجھے احساس ہی نہ رہا تھا کہ میں کہاں ہوں کیا کر رہا ہوں
اس آگ میں کیوں آیا ہوں بس ایک کیف و سرور کا سمندر تھا جو میری
رگ و پے میں اترتا چلا جا رہا تھا۔
اور احمق گوگو نہیں سمجھی تھی کہ اس طرح تو اس نے میری زندگی
کو جلا دی ہے — اس طرح اس نے میری روح کے لئے وہ غذا
فراہم کی ہے جو شاید میری روح کی سب سے بڑی طلب ہے نجانے
کیوں نجانے کیوں — گوگو کی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مجھے دیکھ رہی تھیں
نہیں سمجھ سکا میں اسے نظر آ رہا تھا یا نہیں — لیکن اس کے چہرے پر کسی
قدر تشویش اور پریشانی کے آثار تھے۔
نجانے یہ کیسی تشویش تھی۔ وہ آگ کے بالکل قریب آ کر گردن
جھکائے کھڑی تھی اور گردن اٹھا اٹھا کر مجھے دیکھ رہی تھی۔ شاید آگ کی موٹی
چادر میں میرا وجود اسے نظر نہیں آ رہا تھا۔
دیر تک میں غسل آتش سے لطف اندوز ہوتا رہا پھر جب تھک
گیا تو میں نیچے ہوتے ہوتے آگ سے باہر نکل آیا۔
گوگو کی خوشی بھری چیخ بھی ان چیخوں سے مختلف نہیں تھی جو
ایسے موقع پر حیرت زدہ انسانوں کی ہوتی ہیں۔ میرا بدن پوری رات
کے چاند کی مانند سنہرا ہو گیا تھا اور میرے بال اور چمک گئے تھے
وہ دوڑتی ہوئی میرے قریب پہنچ گئی۔
"آہ — پورنا — تم تو — تم تو — ارے یہ تمہارا بدن ....."
میرے سینے پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ اس کی آنکھوں میں تحسین کے آثار تھے
"لیکن آگ — اوہ آگ کیسے خشتی ہے۔ مگر تم صدیوں سے زندہ
تب بھی — آگ — تمہارا کیا واسطہ — آہ تم کتنے حسین ہو گئے ہو۔"
"کیا میں اپنے قول پر پورا اترا ہوں؟"
"ہاں۔ مکمل طور پر — اور پورنا — یہ ممکن ہے بالکل ناممکن
بڑے سے بڑا جادوگر آگ میں جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔ پھر تم نے کس طرح
ہو؟ ہم ایک راستے سے گزرے تھے کہ ایک چبوترے کے نیچے
جہاں ایک سیاہ مجسمہ ستون کی مانند کھڑا تھا۔"
"میں نے غور نہیں کیا۔"
"تم اس کے نیچے سے گزرے تھے جبکہ میں اس سے بچ

سے آ گئی تھی تاکہ اس کا سایہ بھی مجھ پر نہ پڑے۔"
"ہاں — شاید۔"
"جانتے ہو وہ کیا مجسمہ ہے؟"
"نہیں۔" میں نے جواب دیا۔
"اس کے نیچے سے گزرنے والے کا سارا جادو سلب ہو جاتا ہے
یہ میں نے ان دشمنوں کے لئے تعمیر کیا ہے جو جسم میں مجھ سے بڑھ جانا
چاہتے ہیں۔" گوگو نے کہا۔
"اوہ — اس طرح تم نے میرا جادو سلب کرنے کی کوشش کی تھی؟"
میں مسکرا دیا۔
"ہاں میں انکار نہیں کروں گی۔ اگر تم اپنے علم کے ذریعے آگ
سے بچنے کی کوشش کرتے تو کامیاب نہ ہو سکتے اور جل کر راکھ ہو جاتے۔"
"گویا یہ میری زندگی موت کی کسوٹی تھی؟"
"ہاں پورنا — میں سوچ رہی تھی اگر تم ایک عام جادوگر ہو تو....
بہرحال اس دنیا کے راز داں سے باہر ہو جاؤ گے۔"
"تم بہت گہری ہو گوگو۔"
"لیکن پھر بھی میرے شعور میں کچھ نہیں تھا یہ تو ایک پرکھ
تھی صرف ایک پرکھ — جس پر تم پورے اترے۔"
"ٹھیک ہے گوگو — اور میں نے اس بات کا برا بھی نہیں منایا
ہے میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ میں نے جو جو دعوے کئے ہیں انہیں
آزمانے کے لئے میری بے خیالی میں کوئی بھی کارروائی کر سکتی ہو۔" میں
نے کہا اور گوگو پُر خیال انداز میں مجھے دیکھتی رہی پھر اس نے ایک
گہری سانس لے کر کہا۔
"تمہاری ایک بات کی تو تصدیق ہو گئی پورنا — یعنی یہ کہ تم
ایک انوکھے انسان ہو جو جادو کی قوت نہیں رکھتا بلکہ کچھ ایسی قوتیں
رکھتا ہے کہ جو میری سمجھ میں نہیں آتیں — اور ان حالات میں
تم میرے لئے بہت کارآمد ہو۔"
"میں نہیں سمجھا۔"
"ابھی تمہیں اس بارے میں نہیں سمجھاؤں گی۔
میں چاہتی ہوں تم جلد از جلد میرے سارے امتحان دے دو
تاکہ اس کے بعد میں تمہارے ساتھ تمہاری اس دنیا کی سیر کر سکوں۔"
"اوہ یہ کام اتنا مشکل نہیں ہے۔ اگر تم اب تمہارا امتحان
کیوں لوں اور پھر جانے — درمیان اتنا فاصلہ بھی نہیں کہ میں تمہیں اپنی دنیا
کی سیر نہ کرا سکوں۔"
"شکریہ۔" میں نے گردن ہلائی اور پھر چونک کر بولا۔ "ایک بات
بتاؤ گوگو۔"
"پوچھو — جو دل چاہے پوچھو۔ میں تو تمہیں دیکھ دیکھ کر حیران
ہو رہی ہوں۔" اس نے مسکرا کر گردن جھٹکتے ہوئے پوچھا۔
"تمہارے ہاں — مجھے تمہارے یہاں کیفیت یکساں ہی نظر آتی ہے یعنی دن
اور رات کا کوئی تصور نہیں ہے پھر تم آرام کے وقت کا تعین کس طرح
کرتے ہو۔ یا پھر تمہارے ہاں عمروں کا راز یہ تو نہیں ہے کہ تم سوتے ہی
نہیں ہو؟"
"نہیں۔ یہ بات نہیں۔ البتہ سونے اور آرام کرنے کے کسی
وقت کا تعین نہیں ہے۔ جب تھکن محسوس ہوئی آرام کرنے لیٹ گئے۔"
"اوہ یہ انوکھا سلسلہ ہے میرا خیال ہے ہماری دنیا کے رہنے
والوں کے لئے یہ بات بڑی الجھن کا باعث ہوگی۔"
"یقیناً۔ لیکن یہاں کے لوگ اس کے عادی ہیں اور پھر تمہیں
پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے تمہارا جب دل چاہے آرام کر لیا کرو۔"
"نہیں۔ میں پریشان نہیں ہوں۔ بس ان تجربات کے بارے میں
سوچ سوچ کر حیران ہوں۔"
"جس طرح میں تمہارے لئے؟"
"شاید۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "مرد اور عورت کے تعلقات
کے بارے میں تم نے مجھے تفصیل نہیں بتائی۔"
"اوہ ہاں یہ بات اہم ہے خاص طور سے تمہاری دنیا کے لئے
ایک بات تو بتاؤ صدیوں کے بیتنے جیسا کہ تم نے بتایا اور جیسا حالات
سے ظاہر ہے کہ تم اپنی دنیا کے عام انسانوں سے مختلف اور ایک عجیب
انسان ہو۔ تو تمہارے اندر کوئی ایسا کوئی عام انسانوں سے مختلف ہیں؟"
"میرا خیال ہے کوئی خاص فرق نہیں۔" میں نے جواب دیا۔
"فرق تو ہے۔ تم ان سے بزرگ تو ہو تمہارا بدن صدیوں
کی دھوپ میں تپ کر اتنا خوبصورت ہو گیا ہے کہ اس پر کوئی تپش اثر انداز
نہیں ہوتی۔"
"ہاں یہ تبدیلی میرے اندر ہے۔" میں نے جواب دیا۔
"صدیوں میں کسی بھی دور میں تمہاری ضروریات کیا رہی ہیں؟"
"بالکل عام انسانوں کی مانند۔"
"کیا اس میں عورت بھی شامل ہے؟"
"یقیناً۔" میں نے جواب دیا۔
"کوئی عورت تمہارے قریب رہی ہو؟"
"ہاں — بارہا۔" میں نے احتیاط سے کہا۔
"تب تمہاری اولاد بھی ہوگی؟"
"نہیں!"
"کیوں؟" اس نے دلچسپ نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پُر خیر...
کوئی عام عورت اس بے باکی سے یہ بات نہیں کر سکتی تھی۔ لیکن یہ
صدیوں پرانی عورت — ظاہر ہے بڑے تجربات رکھتی تھی۔
"شاید میں عام انسانوں سے اس مسئلے پر جدا ہو جاتا ہوں۔
شاید میری اولاد میری ہی خصوصیات کی حامل ہوتی اس لئے قدرت نے

میرے اندر یہ تبدیلی کر دی۔"
"یہ عجیب بات ہے اور اس طرح میری سمجھ میں نہیں آسکی ہے۔ پہلی
ہم حسین عورتوں سے متاثر ہوتے ہیں، ہاں یہ تو بتاؤ پھر ان عورتوں کا
کیا ہوا۔ انہوں نے کس طرح تمہارا ساتھ دیا؟"
"جب تک ان کی زندگی ہوتی ہے۔۔۔ بوڑھی ہو گئیں اور
پھر مر گئیں۔"
"تم اسی طرح جوان رہتے ہو؟"
"ہاں، جب سے میں نے خود کو محسوس کیا ہے، ایسا ہی ہوں۔"
"تب تو تمہاری ساتھی عورتیں بڑی احساس کمتری کا شکار
ہو جاتی ہوں گی؟"
"ہاں لیکن میں نے ان کی زندگی میں انہیں کسی بے اعتنائی کا
احساس نہیں ہونے دیا اور انہیں مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہوئی۔"
"ایسا کیوں ہوا پروفیسر۔۔۔ لیکن یہ شعور تمہیں کہاں سے ملا؟ تم شجاعی نے
دیا تھا؟"
"ہاں۔"
"لیکن پھول تمہارے وہ ہیں۔۔۔ اگر میں تمہیں اپنی پسند کا کوئی
نام دے دوں تو؟"
"مجھے اعتراض نہیں ہوگا۔"
"تب میں تمہیں کاس کہوں گی۔"
"اس کے معنی مجھے بتاؤ۔"
"ناقابل تسخیر۔" اس نے جواب دیا اور مسکرانے لگی۔
"لیکن ایسی بات نہیں ہے میں ناقابل تسخیر نہیں ہوں۔" میں نے بھی
اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔
"کیا مطلب؟"
"تم نے سوال کیا تھا کہ میں نے ان عورتوں کا ساتھ کیوں دیا؟"
"ہاں۔"
"میں عورت سے متاثر ہو جاتا ہوں۔ ان سب نے جوانی میرے
ساتھ گزاری چنانچہ ان کے بڑھاپے کا احترام میرا فرض تھا۔"
"یہ تمہاری اچھائی ہے۔ لیکن ان کے اندر کی عورتیں مطمئن ہوتی
ہوں گی۔ وہ تمہیں دیکھ کر خود احساس کمتری کا شکار ہو جاتی ہوں گی۔"
"ممکن ہے۔ لیکن اب میرے سوال کا جواب دو۔"
"ہاں، ضرور۔۔۔ تم نے کیا پوچھا تھا؟"
"تمہارے اس عورت و مرد کے رشتے کا کیا خیال ہے؟"
"میرا خیال ہے کائنات کا ہر ذرہ محبت کے جذبے سے آشنا
ہے جہاں خود تولیدی کا وجود ہے وہاں بھی دو صنفیں ایک دوسرے
سے متاثر ضرور ہیں۔ ہر جاندار خواہ وہ کسی شکل میں ہو انسان ہو یا حیوان
صنف سے ضرور متاثر ہے بلکہ بعض جگہ تو پودے اور ایسی ہی دوسری
چیزیں بھی اسی طرف مائل ہیں۔ چنانچہ ہم تو انسان ہیں اور دو صنفوں کا
وجود یہاں بھی ہے۔"
"روایات؟" میں نے سوال کیا۔
"ہاں تمہاری دنیا سے مختلف ہیں۔۔۔ اور نہ تمہارے سماجی حقوق
پابندیاں ہیں جیسے یہاں نہیں۔ یہاں اپنی پسند اور خواہش ہر کیفیت پر
فوقیت رکھتی ہے۔"
"اوہ گوکو۔۔۔ تمہاری پسند کا بھی کوئی مرد ضرور ہوگا؟" میں نے
ایک نازک سوال کر دیا۔ اور وہ کسی سوچ میں ڈوب گئی۔ پھر ایک دم
مسکرا پڑی۔
"ہاں، میری پسند کا ایک مرد تھا لیکن میں اس کی سب سے بڑی
دشمن ہوں۔"
"کیا مطلب؟"
"کرناشی۔۔۔ پہلے وہ کرناشی تھا اب کچھ اور ہے۔ لیکن وہ کچھ بھی
ہو میں اسے کرناشی ہی سمجھتی ہوں۔ اور چونکہ اب وہ کرناشی نہیں ہے اس لیے
میں اس کی دشمن ہوں۔ کرناشی گوکو کے بچپن کا ساتھی تھا اس کے
ساتھ پرورش پائی تھی اس نے اس کے ساتھ زندگی گزارنے کا عہد کیا تھا
لیکن چونکہ وہ حکمران کا بیٹا تھا اسے حکمران بننا تھا اس نے اس علم
سیکھے اور چونکہ وہ اس کی استطاعت رکھتا تھا اور غیر معمولی تھا
وہ عظیم بن گیا۔۔۔ اور عظیم بننے کے بعد گوکو اس کی نظروں میں بے وقعت ہو گئی
اس نے گوکو کو ٹھکرا دیا۔ پھر وہ حکمران بن گیا اور اس نے گوکو سے
وعدے بھلا دیئے۔ اس نے اعلان کیا کہ وہ اپنے ہی جیسے کا جو اس کے
معیار کی ہوگی تو وہ تمہارے گا اور اولاد پیدا کرے گا۔"
"خوب۔۔۔ پھر کیا ہوا؟"
"گوکو اس سے نفرت کرنے لگی کیونکہ وہ مغرور ہو گیا تھا۔ تب
گوکو نے اسے نیچا دکھانے کے خواب دیکھے اور ان خوابوں کی تکمیل میں
معروف ہو گئی۔ میرا علم تمہارے سامنے ہے میں خود بھی کاس کی طرح
میں نے ایک علاقے پر اپنی حکومت قائم کر لی۔ لیکن یہ علم کی حکومت
اور ابھی میں کرناشی سے مقابلے کے قابل نہیں ہوئی ہوں۔ [illegible]
گوکو اس کو شکست کر کے اس کے سامنے جاؤں گی اور پھر اسے [illegible]
شکست دوں گی۔" گوکو نے کہا اور مجھے ہنسی آنے لگی۔
شاید اس مخلوق کی تقدیر یہی تھی۔ کچھ بھی بن جائے [illegible]
دراصل سے گزر نکل آئی ہے۔۔۔ عظیم الشان جادوگری [illegible]
چاہے کیا بنا پاتا تھا خود بھی ایک احمقانہ چکر میں پھنسی ہوئی [illegible]
پھر وہی بات ہے پروفیسر۔۔۔ اگر اس کی تقدیر میں یہی تھا تو کوئی
اور کیا کر سکتا تھا۔
"طاقت حاصل کرنے کے بعد تم نے اسے دیکھا تھا گوکو؟"
"کیوں نہیں، جب وہ شہنشاہ بنا تھا تب سب سے پہلے میں نے
اسے مبارکباد دی تھی۔"
"پھر اس نے کیا رویہ اختیار کیا؟"
"اس وقت تو کچھ نہیں۔۔۔ لیکن شہنشاہ بننے کے کچھ عرصے
بعد اس نے اعلان کیا کہ وہ اس سے شادی کرے گا جو اس کی مانند
کامل ہو۔"
"پھر تم نے اس سے بات کی؟"
"ہاں، میں اس کے سامنے روئی تھی، گڑگڑائی تھی۔"
"کیا جواب دیا اس نے؟"
"کہنے لگا کہ وہ ناقابل تسخیر ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی محبوبہ
بھی اس جیسی ہو جبکہ میں ایک عام لڑکی ہوں۔"
"کیا اسے تمہارے بارے میں معلوم ہے؟"
"کس سلسلے میں؟"
"یہی کہ جنگلوں کے اس حصے پر تم نے اپنی اجارہ داری قائم
کر لی ہے اور اب تم بھی کاس بن گئی ہو؟"
"اس قدر نہیں۔ ممکن ہے کسی نے اس تک شکایت پہنچا دی ہو
لیکن ایسی باتوں کو وہ زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ یہ ہمارے ہاں کا اصول
ہے کہ اگر کوئی اپنے علم میں کامل ہو جاتا ہے تو وہ اپنے علاقے میں
برتری کا اعلان کر دیتا ہے اور پھر وہاں من مانی کرتا ہے پھر
اس علاقے کے دوسرے اہم لوگوں کے لئے مشکل کی بات ہوتی ہے
اور وہ اسے نیچا دکھانے کے لئے کوشاں ہو جاتے ہیں اور اگر زیادہ
طاقتور ہو جاتے ہیں تو برتری کا اعلان کرنے والے کے علم کو توڑ کر
اسے غلام بنا لیتے ہیں۔ لیکن ان باتوں کی شہنشاہ کو پرواہ نہیں ہوتی کیونکہ
وہ یہاں سب پر قادر ہوتا ہے اور جب کوئی اس کے مقابل
آتا ہے تو وہ اسے ختم کر دیتا ہے۔"
"ایسے واقعات بھی پیش آتے ہوں گے؟"
"کیوں نہیں، اس نے اپنی طاقت کا مزا لیا ہے اور اپنے
مقابل کو زیر کیا ہے۔"
"کیا وہ صرف علم کی قوت سے لڑتا ہے؟"
"نہیں، جسمانی قوت میں بھی وہ عظیم ہے۔" گوکو نے بتایا اور
میں اس جسمانی دنیا کے بارے میں سوچنے لگا۔ واقعی بڑی انوکھی تھی۔
بڑی دلچسپ اور منفرد۔۔۔ گوکو کسی گہری سوچ میں گم تھی کچھ سوچنے کے بعد
اس نے کہا۔
"اگر چاہو تو مجھ سے ایک سودا کر سکتی ہو گوکو؟"
"سودا۔۔۔ کیسا سودا؟"
"میں ہر طرح تمہاری مدد کروں گا، تمہاری طرف سے میں کرناشی
کو شکست دوں گا اور تمہیں اس سے برتر ثابت کر دوں گا۔۔۔ اور اس
سلسلے میں تم مجھے اپنے علم سے آشنا کرو گی؟"
"تم۔۔۔" گوکو کچھ سوچنے لگی پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے
کہا۔ "تم جادوگر ضرور ہو لیکن اس کے علم کے سامنے تمہاری کچھ نہیں
چلے گی۔۔۔ رہی میرے علوم کی بات۔۔۔ تو کاس! میں تمہیں ان کی
حقیقت سے آشنا کر دوں گی۔ اگر تم چاہو تو انہیں حاصل کر لینا، مجھے
کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"
"کوئی خاص مسئلہ ہوتا ہے انہیں حاصل کرنے کے لیے؟"
"ہاں، بڑی سخت آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے بڑا وقت درکار
ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے انہیں کامل بننے میں صدیاں لگ جائیں گی اور
تمہیں احساس ہوگا کہ تم نے یہ دور ضائع کیا ہے جبکہ ہماری تو زندگی
کا دارومدار اسی پر ہوتا ہے۔"
"ہوں۔۔۔" میں خیال میں ڈوب گیا۔
اور یہ حقیقت تھی پروفیسر۔۔۔ ظاہر ہے میں اتنا وقت کسی ایسے
علم کے حصول میں ضائع نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ حالانکہ وقت کا مسئلہ
کوئی ایسا نہ تھا میرے پاس بہت وقت تھا۔
گوکو صدیوں کی بات کر رہی تھی میں اس وقت تک اس کے
ساتھ اس علم کے حصول میں مصروف رہ سکتا تھا جب تک اس کی زندگی
ہے اگر یہ زندگی کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو۔
لیکن پھر دوسری بات میرے ذہن میں آئی تھی کہ کیا اتنا وقت
میں یہاں سکون سے گزار سکتا ہوں۔۔۔ یہ تو بڑا مشکل تھا کیونکہ میں زندگی
کی تیز رفتاری کا قائل تھا زندگی کی سست رفتاری مجھے بالکل پسند نہیں تھی
بہرحال میں نے خلا میں سوچا کہ میں معلوم کروں کہ اس علم کے حصول کا
ذریعہ کیا ہے۔ چھوٹی چھوٹی چند باتیں معلوم ہو گئیں تو وہی بہت ہے کیونکہ
بہرحال مجھے جادو سیکھ کر کسی کو اپنا مطیع تو نہیں کرنا تھا اور
نہ ہی کوئی ایسی جادوگری قائم کرنا چاہتا تھا جہاں میرا راج ہو۔
کیونکہ اس قسم کے مواقع تو مجھے ملتے رہے تھے۔۔۔ لیکن میں نے اس
سلسلے میں کبھی کوئی کوشش نہیں کی۔ چنانچہ میں خاموش رہا اور پھر اس
خاموشی کو گوکو نے ہی توڑا۔
"کیوں کاس، کیا اب تم آرام کی ضرورت نہیں محسوس کر رہے؟"
"کیا مطلب؟"
"میرا مطلب ہے کافی وقت گزر چکا ہے اب تم کچھ دیر
آرام کرو۔" گوکو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"جیسی تمہاری مرضی گوکو۔۔۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تمہارا وقت
تم میرے ساتھ بسر کرو۔ ظاہر ہے تمہارے اپنے بھی کچھ مسائل ہوں
گے۔" میں نے کہا اور گوکو مسکرانے لگی۔
"میرے مسائل کچھ بھی نہیں ہیں بس سادہ سی زندگی گزار رہی
ہوں۔ جو کچھ میرا مقصد ہے وہ تمہیں بتا چکی ہوں لیکن مجھے ایک بات
پر بڑی حیرت ہے کاس!" گوکو نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"کس بات پر؟"

"اس پر کہ کاس اگر تم جس انداز میں یہاں آئے ہو اور جس طرح میں نے تمہارے اوپر اعتماد کیا ہے یہ میری فطرت کے خلاف ہے۔ میں ہر طرح ہوشیار رہتا ہوں۔ ہمارے ہاں ہر کسی سے یہ بات بھی بہت ضروری ہے"

"اور یہ میرا خیال ہے کہ تم ایک دلچسپ بات کہہ رہی ہو گوکلو۔ تم نے بڑے اطمینان سے میرا اعتبار کر لیا ہے نا؟"

"ہاں کیوں؟"

"اور یہ اطمینان اپنا جواب نہیں رکھتا۔"

"کیا مطلب؟"

"اگر میں واقعی جادوگر ہوتا اور تمہارے ان الفاظ کی حقیقت لے کے پیچھے گزرنے کے بعد اسی قوت کا استعمال کرتا تو گویا میں تمہارا کیا حشر کرتا ... اور اس کے بعد اس چیز پر تم اطمینان کر رہی ہو؟"

"اوہ۔ گوکلو جس پر تیری ہاں ہو ... کاس! میں نے اطمینان کا خود استعمال کیا ہے اور ... اب مجھے تم پر اعتماد ہو گیا ہے ورنہ جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے اس کے بعد میرے پاس کچھ باقی نہیں رہ گیا ہے اور میرا خیال ہے کہ تم اگر مجھے نقصان پہنچانا چاہو تو پہنچا سکتے ہو ... یہ دوسری بات ہے کہ میں اپنے بچاؤ کے لیے بھی کچھ کر دوں۔"

"گوکلو یہ تصور ذہن سے نکال دو کہ میں تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہتا ہوں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ میری تم سے براہ راست کوئی دشمنی نہیں ہے کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے جس کی بنا پر ... میرے اور تمہارے درمیان ہو ... ہاں اگر ہو تو تم یقین کر لو کہ تم اپنی تمام تر قوتوں کے باوجود مجھ سے زیر ہو جاتیں۔"

"تم بہت بڑی بڑی باتیں کرتے ہو کاس! بہر حال میں یوں مان لیتی ہوں کہ تم ایک ایسے انسان ہو جس کی عزت کی جا سکتی ہے اس کے علاوہ اس سے محبت بھی کی جا سکتی ہے۔" گوکلو نے جواب دیا۔

"نہیں گوکلو میں تمہیں ایک معمولی سی بات بتاتا ہوں۔ وہ یہ کہ اگر میں تمہیں اپنے بازوؤں میں بھینچ کر اس چشمے کے نیچے سے گزر جاؤں جس کے پانی فضا میں بلند ہیں اور جس کے سامنے سے ابھی تم بچنے کی کوشش کرتی ہو تو پھر بتاؤ تمہارے اندر کیا رہ جاتا ہے؟"

"اوہ۔" گوکلو کی آنکھیں تعجب سے پھیل گئیں۔ "اوہ۔" اس نے ایک بار پھر اسی انداز میں کہا اور پھر کچھ سوچنے لگی۔

"بے شک میں نے جلد بازی میں حماقت کی ہے۔"

"لیکن تمہاری یہ حماقت تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی گوکلو۔ میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ میں کبھی تمہیں نقصان پہنچانے کے بارے میں سوچوں گا بھی نہیں۔ بھلا تم خود ہی بتاؤ کہ مجھے اس سے کیا ملے گا۔ اگر تم میری دشمن ہوتیں تو میرا خیال ہے اب تک تمہارا جسم کرہ فنا ہو جاتا۔ میں ہر قسم کا انسان ہوں۔"

گوکلو نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ اس کا چہرہ اتر سا گیا تھا پھر اس نے گردن ہلائی اور کہنے لگی۔

"اٹھو کاس ... آرام کرو۔"

اور میں اس کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ میری آرام گاہ بے حد دلکش تھی۔ ہر قسم کی خوبصورت چیزوں سے آراستہ۔ وہ تمام چیزیں جو آرام و آسائش کے لیے استعمال ہوتی ہیں ... میں نے انہیں بے حد پسند کیا تھا۔ تب میں آرام کرنے کے لیے لیٹ گیا۔ گوکلو دروازہ بند کر کے باہر نکل گئی تھی۔ نیند تو خیر کیسے آتی۔ اس کے علاوہ یہاں چونکہ دن اور رات کا تعین نہیں تھا اور میں سونے کا عادی بھی نہیں تھا۔ اور یہ ضروری نہیں تھا کہ میں سو ہی جاتا۔ ہاں میں نے گوکلو کی بتائی ہوئی ساری کہانی پر پوری طرح غور کیا۔ غور کیا اور سوچتا رہا۔ پھر مجھے احساس ہوا کہ سیلاشیا میں ایک انتہائی دلچسپ جگہ آ پھنسا ہوں۔

گوکلو نے اپنی بستی کے بارے میں جو کچھ مجھے بتایا تھا اس سے معلوم ہو رہا تھا کہ واقعی یہ بستی دلچسپ ہو گی اور یہی ممکن تھا کہ یہاں کچھ ایسی دلچسپیاں میری منتظر ہوں جو مجھے پسند آئیں۔

سو اگر اچھا وقت گزرا تو میں زیادہ سے زیادہ وقت یہاں گزارنا پسند کروں گا اور اگر طبیعت پر کوفت سوار ہوئی تو پھر گوکلو سے اجازت لے لوں گا ... ویسے یہ عورت جادوگرنی ضرور تھی اور بہت سی غلط باتیں اس کے اندر تھیں جیسا کہ خود اس نے مجھے بتایا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک اچھی دوست اور اچھی ساتھی بھی ثابت ہو سکتی تھی بشرطیکہ اس کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیا جاتا۔

دوسرا معاملہ کاشی کا تھا ... کاشی کے بارے میں گوکلو نے مجھے جو کچھ بتایا تھا وہ بھی میرے لیے خاصا دلچسپ تھا۔ بہرحال میں نہیں چاہتا تھا کہ اب کسی ایسے جھگڑے میں پڑوں جس میں خواہ مخواہ کسی سے مقابلہ کرنا پڑے۔ ایسی کوئی بات ہو ...

لیکن گوکلو کے لیے ... اگر گوکلو نے چاہا تو کاشی سے بھی نمٹ لیا جائے گا۔ انہی خیالات میں آنکھوں میں غنودگی سی آ گئی اور پھر میں سو گیا۔

پھر گوکلو ہی نے جگایا تھا ... غالباً نہا کر آئی تھی اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور چہرہ حسین لگ رہا تھا ... ایک لمحے کے لیے دل چاہا کہ اسے خود سے لپٹا لوں۔ لیکن دوسرے لمحے خیال آیا کہ وہ ایک بدنصیب لڑکی ہے۔ ممکن ہے وہ میری اس بات کو پسند نہ کرے چنانچہ میں نے اپنے دونوں ہاتھ پیچھے کر کے روک لیے۔ گوکلو خود بھی ایک قدم پیچھے ہٹ گئی تھی لیکن اس کی مسکراہٹ برقرار تھی۔ تب اس نے شیریں لہجے میں کہا۔

"کاس ... جاگ گئے نہیں؟"

"ہاں جاگ گیا ہوں گوکلو ... کیا بہت دیر سے سو رہا ہوں؟"

میں نے بیداری لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ انہیں طویل وقت گزر چکا ہے کاس۔ اٹھو۔" وہ آہستہ سے بولی اور میں اٹھ گیا۔

وہ مسکراتی نگاہوں سے میری جانب دیکھ رہی تھی پھر اس کے ہونٹوں پر ایک شرارت آمیز مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے کہا "ٹھنڈے پانی سے غسل کر لو کاس ... میرا خیال ہے تمہارے ذہن اور جسم کی تمام کسلمندی دور ہو جائے گی۔"

"چلو گوکلو۔" میں نے بیداری لہجے میں کہا اور گوکلو مجھے لے کر باہر نکل آئی۔

عمارت کے عقبی حصے میں انتہائی خوبصورت تالاب بنا ہوا تھا جس کے کنارے سنگ مرمر کی پریاں ایستادہ تھیں اور وہ اپنے ہاتھوں سے تالاب میں پانی چھڑک رہی تھیں۔ بڑا خوبصورت منظر تھا بڑی حسین نقش نگاری کی گئی تھی ... گوکلو نے مجھے تالاب میں اترنے کے لیے کہا اور پھر بولی۔

"میں تمہارے لیے لباس لے کر آتی ہوں۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور حقیقت بہت ہی ٹھنڈا پانی تھا بہت ہی سرد لیکن اس وقت جسم کو بڑا دلکش لگ رہا تھا میں دیر تک نہاتا رہا اور میرے رگ و پے میں سرور کی لہریں اترتی رہیں ... گوکلو میرے لیے لباس لے آئی۔ جب وہ آئی تو میں پانی میں تھا اس نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر واپس پلٹ گئی۔

جو لباس گوکلو لائی تھی وہ میرے لیے اجنبی تھا لیکن پہننے کے بعد وہ مجھے بہت آرام دہ محسوس ہوا تھا ... اس قسم کی چیزیں میرے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھیں ... کوئی احساس نہیں ہوا ... بدلتے ادوار کے ساتھ ساتھ ہی اخلاق کا تعین بھی ہوتا تھا ... اقتدار اپنا آتا ہے۔

لیکن گوکلو ششدر رہ گئی تھی۔ وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی پھر ایک گہری سانس لے کر بولی۔ "میں نے تو ... کیا ہے۔"

"کس بات کا گوکلو؟"

"یہی کہ تم نے ... لے لیے ہوں گے۔ اب یہ ساری بات ... بدنصیب گوکلو ... زندگی کو چوٹ لگ چکی ہے" اس نے گہری سانس لی۔

"میں اب بھی نہیں سمجھا گوکلو؟"

"تم بے حد خوبصورت ہو ... اور اس لباس میں جو کچھ لگ رہے ہو وہ الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی ... ایک بات اور کہوں کاس؟"

"کہو۔" میں نے گہری سانس لی۔

"تم جب نیند سے جاگے تھے تو میں تمہارے پاس موجود تھی تم نے بے اختیار مجھے اپنی بانہوں میں لینے کی کوشش کی تھی؟"

"ہاں گوکلو ... اس وقت میرا ذہن نہیں جاگا تھا اور تم مجھے بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔ تمہارے بھیگے بالوں نے تمہاری دلکشی بڑھا دی تھی۔"

"کاس اگر میں کاشی کی محبت کا شکار نہ ہوتی تو ... تو تمہارے قدموں میں زندگی گزارنا فخر سمجھتی لیکن مجھے معاف کر دو ... میں چونکہ اس کی محبت کا شکار ہوں اور مرتے دم تک رہوں گی۔ گو میں اس سے نفرت کرتی ہوں لیکن میں اپنی زندگی کے لیے کسی اور مرد کا انتخاب نہیں کر سکتی۔ افسوس تمہاری گرم جوش نگاہوں کے جواب میں میرے پاس کچھ نہیں ہے۔"

"میں اس بات کا برا نہیں مانوں گا گوکلو ... تم اپنے ذہن سے یہ خیال اور ان لمحات کو نکال دو۔ میں تمہارے جذبات کا احترام کرتا ہوں ... لیکن کیا اس کے ساتھ ایک سوال بھی کر سکتا ہوں؟"

"ضرور۔ اب تم مجھ سے بے جھجک بات کرو ... اور سنو میں نے جو امتحان کی بات کی تھی اسے بھی ذہن سے نکال دو۔"

"اوہ کیوں؟"

"اس لیے کہ اب مجھے تمہاری ذات پر مکمل اعتماد ہے ... میں آنکھیں بند کر کے کہتی ہوں کاس کہ اب میں تمہیں اپنے سب سے قریب سمجھتی ہوں۔ ممکن ہے یہ میری محبت ہی ہو۔"

"لیکن میں تمہارے بچپن کے جذبات کی حفاظت کروں گا۔"

"اگر تمہاری ذات کی بلندیاں مجھے بہکائیں تو مجھے سنبھال لینا کاس ... عورت کا پیار بدنام ہوتا ہے گوکلو ... تم بے پناہ کشش رکھتے ہو۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں گوکلو۔"

"تم کوئی سوال کر رہے تھے؟"

"ہاں ... اگر تم نے کاشی کو شکست دے دی اور وہ تمہارے قدموں میں آ گرا تب کیا تم اسے سینے سے لگا لو گی؟"

میرے اس سوال پر وہ سر جھکا کر کچھ سوچنے لگی پھر اس نے کہا "نہیں کاس! اس کی یہ انا اسے قبول نہیں کرے گی۔ میں نے تمام کا پل تعمیر کیا ہے اور اس پل کی تعمیر میں مجھے بڑی مشقت سے گزرنا پڑا ہے۔ میں اپنی محنت اکارت نہیں کروں گی۔"

"ٹھیک ہے اب کھانے کا بندوبست کرو۔ یہاں تو وقت کا تعین ہی نہیں ہوتا لیکن پیٹ ہر تعین کر سکتا ہے۔"

"چلو ٹھیک ہے ہم پیٹ ہی کو وقت کا اندازہ سمجھ لیتے ہیں۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر میرے ساتھ روانہ ہو گئی۔ ہم عمارت کے ایک اور حصے میں پہنچ گئے۔ اور یہاں انواع و اقسام کے کھانے موجود تھے۔ گوکلو نے مجھے اشارہ کیا اور تکلف کا سوال ہی نہیں تھا میں

شروع ہو گیا۔

دو گاؤں دیکھنے کے بعد گوکو نے مجھے مخاطب کیا۔ "تم ہماری بستیاں دیکھنے کے خواہش مند ہو نا؟"

"مناسب" میں نے جواب دیا اور گوکو چند ساعت کی اجازت لے کر چلی گئی پھر وہ آئی تو اس کے جسم پر عمدہ لباس تھا۔

"آؤ —" اس نے کہا اور میں بھی اس کے ساتھ باہر نکل آیا۔

پھر جب ہم دونوں اس عمارت کے بیرونی دروازے پر پہنچے تو میں نے یہاں دو بڑے جانور دیکھے — سفید رنگ کے دو گھوڑے خوبصورت ساز سے آراستہ تھے۔

گوکو نے میری طرف دیکھا اور میں اچھل کر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ گوکو بھی دوسرے گھوڑے پر جا بیٹھی اور پھر دونوں گھوڑے آگے بڑھ گئے — میں نے ان کے بارے میں گوکو سے کوئی سوال نہیں کیا اور ہم ایک انجانے راستے پر دوڑنے لگے۔ راستہ میرے لئے اجنبی تھا ظاہر ہے گوکو ان راستوں کو اچھی طرح جانتی ہوگی۔

لیکن میں اس حسین علاقے کی خوبصورتی میں گم ہو گیا۔ میں نے زمین کے یہ خوبصورت ٹکڑے دیکھے تھے لیکن یہ گہرائیاں — یہ گھاٹیاں اس قدر دلکش تھیں کہ نگاہیں خیرہ ہوتی تھیں۔ یہاں اجنبی رنگ بکھرے ہوئے تھے گھاس کا رنگ کہیں سرخ تھا اور کہیں سنہری۔ اسی طرح رنگ رنگ کے درخت تھے ہر چیز عجیب تر تھی اور سارا ماحول جیسے معلوم ہوتا تھا۔

پھر ایک منزل ہوگی سے نکلنے کے بعد گوکو نے کہا۔ "اب میری زمین ختم ہو چکی ہے۔"

"وہ کس مطلب؟ یہ جس علاقے میں ہم ہیں تم نے پابندی لگائی ہے؟"

"ہاں"

"گوکو، مقامی لوگ تمہیں پہچانتے ہیں؟"

"معلوم ہے — مجھے بہت کم لوگوں نے دیکھا ہے۔"

"کیوں؟"

"ظاہر ہے میری زندگی کا ایک مشن تھا اور میں اپنے مشن کی تکمیل میں مصروف تھی اور دلوں میں نہیں رہ سکی۔"

"وہ یہ بات ہے" میں نے کہا۔ راستے میں ایک جگہ میں نے عجیب سے جانوروں کی ایک قطار دیکھی۔ ان کے چار کی طرف دو پاؤں تھے کھال چیتے کی کھال کی مانند تھی جس پر سفید اور نیلے نقش تھے۔ اپنے دو پاؤں پر وہ تیزی سے پھدکتے ہوئے جا رہے تھے جبکہ ان کی جسامت کافی تھی۔

"یہ کون سے جانور ہیں؟"

"حمد — یہاں ان کا شکار کیا جاتا ہے اور ان کا گوشت بہت لذیذ ہوتا ہے لیکن انہیں شکار کرنا آسان نہیں ہے۔"

"کیوں؟"

"یہ بے حد سست روی سے چلتے ہیں۔ لیکن خطرے کا احساس ہونے کے بعد جس رفتار سے دوڑتے ہیں تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

"اوہو کیا وہ بہت تیز دوڑتے ہیں؟"

"ہاں۔ گھوڑوں سے دس گنا زیادہ تیز۔"

"صرف دو پاؤں سے؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں۔ ان دو پاؤں میں انہیں بڑی قوت حاصل ہے۔" گوکو نے جواب دیا۔

"پھر ان کا شکار کیسے کیا جاتا ہے؟"

"مشکل —" اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور پھر اس نے جانوروں کی اس قطار کی جانب دیکھا۔ ایک جانور کا انتخاب کیا اور پھر اس کی جانب انگلی اٹھا دی۔ جانور دوڑتے دوڑتے زمین پر گر گیا تھا پھر وہ اٹھ نہ سکا۔

میں نے تعجب سے گوکو کی طرف دیکھا لیکن دوسرے لمحے میرا تعجب رفع ہو گیا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ وہ یہ کام کر سکتی ہے۔

"کیا یہ مر گیا؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں زندہ ہے بس چل پھر نہیں سکتا۔"

جانوروں کی قطار برق رفتاری سے آگے بڑھ گئی تھی تب میں نے گوکو کی جانب دیکھا اور کہا۔

"گوکو! اسے آزاد کر دو۔"

"کیوں؟ — یہ بھاگ جائے گا۔" گوکو نے کہا۔

"ظاہر ہے اس وقت ہم اس کا کریں گے بھی کیا؟ ہمیں تو اس وقت شکار کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر تم چاہو تو میں بھی اسے شکار کر سکتا ہوں" میں نے کہا اور گوکو حیرانی اور تعجب سے مجھے دیکھنے لگی پھر بولی۔

"لیکن کیسے — اپنے علم کے زور سے؟" گوکو نے پوچھا۔

"ہاں علم کے زور سے۔"

"اوہ تب تو میں ضرور دیکھوں گی" اس نے کہا اور میں اپنے گھوڑے سے نیچے اتر گیا۔

میں نے ایک پتھر اٹھایا تھا اور میرا علم تو یہی تھا پتھر ... میں گوکو کے سامنے کرنا چاہتا تھا۔

گوکو نے اپنی اٹھی ہوئی انگلی نیچے گرا دی اور جانور برق رفتاری سے اٹھ کر ... تیزی سے اپنے ساتھیوں کا تعاقب کرنے لگا ... بہت دور نکل گیا۔ تب میں نے ہاتھ میں پکڑا ہوا پتھر پوری قوت سے اس کی جانب پھینک دیا۔

پروفیسر! اگر پتھر اسے نہ لگتا تو مجھے شرمندگی ہوتی ...

... اتفاق ہی تھا لیکن میں اپنی قوت آزما رہا تھا — اس عمارت سے پتھر کو پھینکا تھا وہ جانور کی دونوں ٹانگوں میں جا لگا — گوکو نے تعجب سے اس پتھر کو دیکھا تھا اور پھر ہم برق رفتاری سے اس جانور کی طرف دوڑنے لگے۔ دور ہی سے ہم نے اس جانور کو گرتے دیکھا تھا۔ گوکو اور میں اس کے سامنے پہنچ گئے تھے جانور کی دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئی تھیں — تب گوکو نے بغور جانور کی طرف دیکھا اور گہری گہری سانسیں لینے لگی پھر میری جانب رخ کر کے بولی۔

"تم بے شک عظیم ہو کاس۔" اس نے پیار بھرے لہجے میں کہا اور پھر جانور کو اٹھا کر گھوڑے پر رکھ لیا تب وہ دوبارہ بولی "یہ ہمارا شکار ہے لیکن تم نے وہ بات برقرار رکھی ہے کاس اگر تمہارا علم تمہاری قوت ہے اور یہاں میں نے اس بات کو دل سے تسلیم کر لیا ہے" گوکو نے کہا۔

عجائبات کی اس سرزمین پر گھوڑے دوڑتے رہے کافی وقت گزر گیا پھر میں نے سوچا تھا کہ دن گوکو ان ساحلوں سے ... پھر ... گوکو نے اپنے گھوڑے کی رفتار سست کر دی۔

"کیوں گوکو؟"

"کیا تم بھوک نہیں محسوس کر رہے ہو؟"

"ہاں میرا خیال ہے ہمیں کافی وقت گزر چکا ہے۔"

"بہت کافی۔"

"ٹھیک ہے شکار ہمارے پاس موجود ہے" میں نے کہا اور ہم گھوڑوں سے اتر پڑے۔ گوکو گہری گہری سانسیں لینے لگی پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

"کاس!"

"ہوں" میں نے اسے دیکھا۔

"تم ایک بات کا یقین کرو کاس — میرے دل میں تمہارے لئے جو جذبہ پیدا نہیں ہو سکتا ہے ایک عورت اور مرد کا جذبہ کہا جا سکتا ہے لیکن اس کے باوجود مجھے احساس ہو رہا ہے کہ تم میری زندگی کو بدلنے جا رہے ہو۔"

"میں اس احساس کو فروغ نہیں دینا چاہتا گوکو۔"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ میں خود ... دل سے تمہیں ... سمجھتا ہوں۔" میں نے کہا اور گوکو نے گردن جھکا دی۔

"پیار کی اس کا تذکرہ نہ کرو۔"

"پھر ... تم سے کیا چاہتی ہو؟"

"میں کچھ چاہتی ہوں کاس — اور اب الجھن میں پڑی جا رہی ہوں۔"

"کیسی الجھن؟"

"تمہارے ساتھ گزرنے والے لمحات میرے لئے بیحد دلکش ہیں۔ مجھے زندگی سے ایک دلچسپی کا احساس ہونے لگا ہے۔"

"میں تمہیں اس کا مشورہ نہیں دوں گا۔"

"کیا — اس سفر کے دوران واقعی میں تم سے محبت کرنے لگی تو ......؟"

"تب گوکو، میں تفصیل سے ایک بات کہوں گا۔"

"کیا؟"

"میں محبت کے معاملے میں بہت سفاک ہوں۔ مجھے چاہا جانا پسند نہیں ہے۔ تم ذاتی جذبے کے تحت مجھے چاہو گی اور میں اس چاہت کو قبول نہیں کروں گا۔"

"تمہارے جیسے مرد کے لئے یہی ... بھی ہے۔ اس سے تمہاری شان میں اضافہ ہوتا ہے۔" گوکو پیار بھری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی — "اور میں بھی سوچ رہا ہوں کہ اگر ایسا ہو گیا تو — تمہاری پوری زندگی کی محنت اکارت جائے گی۔"

"وہ کس طرح؟"

"تمہارے ... مقابلہ ... ہو تم میری محبت کی توہین کا انتقام ہے — اگر تم ... تو توہین کیسی؟"

"زندگی کا مشن ضرور پورا ہونا چاہئے گوکو۔"

"میں سوچتی ہوں — اچھا اب اس شکار کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"کیا تم لوگ گوشت بھون کر کھاتے ہو؟"

"ہاں"

"تب پھر میں تمہارے لئے گوشت تیار کرتی ہوں۔"

"چلو تکلیف کرو — لیکن تم آگ کیسے جلاؤ گے؟"

"تم کیسے ... ہو؟" میں نے سوال کیا اور گوکو مسکرانے لگی۔

پھر اس نے ایک طرف دیکھا۔

سرخ گھاس پھوس کا ڈھیر ایک طرف پڑا ہوا تھا اس نے ہاتھ کی مٹھی بند کی اور گھاس کی طرف رخ کر کے مٹھی کھول دی۔ دوسرے لمحے گھاس میں شعلے بھڑک اٹھے تھے میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اوہ گوکو — اس کا مطلب ہے تمہارے ہاں سارا کاروبار جادو سے ہوتا ہے۔"

"ہاں۔ زیادہ تر لوگ اپنا کام اسی طرح چلاتے ہیں لیکن وہ لوگ جو اس علم سے ناواقف ہیں — اور جو نہیں رکھتے وہ دوسروں کے محتاج رہتے ہیں۔"

"خوب۔ اس کا مطلب ہے کہ ہر شخص یہی کام ... باقی لوگ اس کے محتاج ہوتے ہوں گے۔"

"وہاں یقیناً ایسا ہی ہوتا ہے۔"

"تب تو وہ آگ یقیناً اس کی بڑی عزت کرتے ہوں گے اس کے بغیر ان کا کوئی کام ہونا ہی مشکل ہے۔"

"وہاں مشکلوں ہوتا ہے جیسے آگ ہی کی بات ہے۔ انہوں نے ایک دفعہ آگ روشن کر لی اور دوسرے لوگ اس سے مسلسل استفادہ حاصل کرتے ہیں وہ یہ روشن آگ بجھنے نہیں دیتے۔"

"اوہ اس طرح یہ گاڑی چلتی ہے لیکن گوکو۔ یہ اچانک پھر دوسری بات آ جاتی ہے۔" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا؟"

"میں بھی آگ جلا سکتا ہوں۔"

"کس طرح؟" گوکو نے پوچھا۔

"اپنے علم کے ذریعے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور گوکو ہنس پڑی۔

"تمہارا علم واقعی مجھے متحیر کر دیتا ہے۔ اچھا تو ... ذرا جلا کر دکھاؤ۔" اس نے دوبارہ وہی مٹھی بند کی اور شعلے جو بھڑک چکے تھے سرد پڑ گئے۔

میں جلانے کے اپنے علم سے آگاہ کیوں رہا تھا۔ چنانچہ میں نے بھی گھاس کے انہی ڈھیر کا انتخاب کیا اور پھر دو ورق پتھر اٹھائے۔ میں نے دونوں پتھروں کو ایک دوسرے پر زور سے رگڑا اور آگ نکل پڑی خشک گھاس نے ایک ہی بار میں آگ پکڑ لی اور وہ دوبارہ روشن ہو گئی۔

گوکو دلچسپی سے میری طرف بڑھی اور اس نے تعجب سے آگ کو دیکھا۔

"حیرت انگیز ... انتہائی حیرت انگیز ... یہ بھی علم کا کرشمہ ہے؟" اس نے متحیرانہ انداز میں پوچھا۔

"نہیں یہ تجربہ ہے۔ زمانہ قدیم کا انسان اسی طرح آگ روشن کرتا تھا" پھر ہم دونوں پتھروں کی اس خاصیت پر گفتگو کرتے رہے جو ... آگ پر رکھ دیا گیا تھا گوشت کھانے کے بعد ہم لوگ آرام کرنے لیٹ گئے۔ گھوڑے گھاس چرنے لگے تھے۔

اور پھر اچانک ہی ہماری نظر ایک وقت ایک طرف اٹھی تھی وہ ایک چوڑے پھیلاؤ کا درخت تھا اور اس پر بڑے بڑے پھل لگے ہوئے تھے لیکن یہ پھل ... یہ پھل ... زندہ انسان تھے آدھے بدن کے انسان ... جن کا نیچے کا دھڑ غائب تھا۔

گوکو بھی جھینگی سے اٹھ گئی۔

"گوکو ... یہ ... یہ"

"درخت کے پھل انہیں میں دیکھ ... آؤ۔" وہ اسی جھینگی سے بولی اور ہم دونوں درخت کی جانب بڑھ گئے۔

تحت

الثری کی ہر چیز انوکھی تھی، ابھی تک میں نے جو کچھ دیکھا تھا وہ میرے لئے بہت دلکش تھا حالانکہ صدیاں میری نگاہوں میں تھیں اور زندگی کے بے شمار تجربات میری نگاہوں سے گزر چکے تھے۔ لیکن جادو، پروفیسر اور طلسم ... یہاں تک نا واقف تھا۔ یہ سب کچھ ماورائے عقل تھا اور ذہن ان سے نا واقف ... ایسے بن جاتا تھا درخت میں جو لوگ لگے ہوئے تھے ان کے بال بہت لمبے تھے لیکن وہ ڈراؤنی نہیں تھیں۔ سانسیں چہرے مردوں کے تھے ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ پلکیں جھپکا رہے تھے لیکن ان کے بدن نیچے سے غائب تھے ... اور یہ انوکھے پھل بڑے عجیب لگ رہے تھے۔

میں نے گوکو کا چہرہ دیکھا۔ اس کے چہرے پر خوف کے آثار تھے آنکھوں میں سبز رنگ ابھر آیا تھا۔ وہ درخت کے نزدیک پہنچ کر رک گئی۔

"کہاں کے باسی ہو؟" گوکو نے ایک سوال کیا۔

"چاندی کی زمین کے۔" بے شمار آوازیں ابھریں۔

"کس کے پیغامبر ہو؟"

"یوسٹا کے۔" وہی تمام آوازیں دوبارہ ابھریں۔

"کیا پیغام ہے؟" گوکو نے پوچھا۔

"یہی کہ اس درخت کے بعد تمہاری زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ یوسٹا تک یہ اطلاع پہنچ گئی ہے کہ تم نے زمین کے گیسٹے پر اپنی حکومت قائم کرنے کا اعلان کر دیا ہے اور قرب و جوار کے لوگوں کو پریشان کر رہی ہو۔ یعنی وہ لوگ تمہارے وجود سے پریشان ہیں۔ چنانچہ اس نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ یوسٹا تمہیں سزا دینے کے لئے آ رہا ہے۔ اس نے تمہاری حد مقرر کر دی ہے اور حکم دیا ہے کہ اس حد سے زیادہ تمہیں بڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

اب اگر تم نے یہ بات مان لی اور آگے بڑھنے کی کوشش کی تو ... یہ پیغام وقت سے پہلے ہی یوسٹا تک پہنچ جائے۔"

"اوہ ... اوہ ... میں کیا یہی چاہتی ہوں کہ وہ وقت سے پہلے ہی میری جانب متوجہ ہو جائے۔" گوکو نے کہا۔

اور پھر میری جانب دیکھ کر بولی: "یہ پیغامبر یوسٹا کی شکست کے اور ... کا کی شکست کو بھی علم ہو گیا ہے جو گوکو ایک طاقت کی حیثیت حاصل کر چکی ہے۔ سو اس کو غرور کیسے برداشت کرے گا اس بات کو ... بھڑکتی ہے اس کی محبت کو ... آج اس کے پیغامبر ... اس بات کی نشاندہی ہے کہ جب میں اس کے پیغامبر لٹکے ہوئے ہیں۔"

"لیکن یہ کیسے پیغامبر ہیں؟ گوکو ..." میں نے تعجب سے پوچھا۔

"یہ اس سرزمین کے لوگ ہیں کالس، یہ وہ ہیں جو عتاب کا شکار ہوتے ہیں اور یہاں تبدیلیوں کو تبدیل کرنے کے لئے کسی قید خانے کی صورت نہیں ہوتی بلکہ انہیں ایسی ہی سزائیں دی جاتی ہیں۔"

"تو کیا یہ قیدی ہیں اور سزا کاٹ رہے ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"دیکھئے پروفیسر سزاؤں کی بہت سی قسمیں ہیں ..." میں نے پہلی بار ہی ... حتیٰ جیسی ... حیران ہوا تھا لیکن اس قدر نہیں کہ اپنے تاثرات ...

بچھایا ہوا جال اگر اس زمین پر عجیب و غریب دنیا میں دیکھ چکا تھا۔ عجیب پر اسرار داستان سے نٹ چکا تھا۔ اور درخت پر لٹکے ہوئے یہ انسان میرے لئے زیادہ حیرانگی کا باعث نہیں بنے۔

"ہاں ... آگ کے ہاتھ چھین لئے جاتے ہیں کبھی پاؤں چھین لئے جاتے ہیں کبھی آنکھیں چھین لی جاتی ہیں اور وہ بیچارہ سزا پوری کرتا ہے۔" گوکو نے جواب دیا ... اور بولی: "کاش تم ان لوگوں کو دیکھو جن کے آدھے بدن غائب ہیں۔ ان کے آدھے بدن یوسٹا کی قید میں ہوں گے اور جب ان کی سزا پوری ہو جائے گی تو ان کے آدھے بدن جو اس وقت ان سے علیحدہ ہیں انہیں مل جائیں گے۔ چنانچہ یوسٹا نے انہیں پیغامبر کے طور پر استعمال کیا ہے۔"

"بہت خوب۔ گویا یوسٹا نے تمہاری بھی زمین پر سوال کیا؟"

"ہاں۔ پھر پہلے ہی یوسٹا کی سمت بھی میری طرف سے ... اور اب یوسٹا کا کاش میرے بارے میں مکمل طور پر واقف ہو گیا ہے لیکن اس تک اطلاع پہنچانے والا کون ہے۔" گوکو نے پرخیال لہجے میں کہا ... اور آدھے جسم والے لوگوں کی جانب متوجہ ہو گئی۔

"سنو۔" گوکو نے آدھے پیغامبروں کو مخاطب کیا۔ اور ان سب کی نگاہیں گوکو کی جانب گھوم گئیں۔

"تم عبرت ناک سزا ... اور تم اپنے انجام دینے میں رہی نہیں کر سکے تم یوسٹا کے قیدی ہو۔ اس کے عہدے ... نہیں۔ تم نے اسے جو پیغام دیا ... میں نے سمجھا سوچا سنا ... اب میرا فیصلہ بھی سن لو ... لیکن مجھے بتاؤ کہ یوسٹا تک میری حکومت کی اطلاع کس نے پہنچائی۔"

"فلوس نے۔" ان لوگوں نے جواب دیا ... اور گوکو کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں۔

"ہوں ... مجھے یقین تھا۔" گوکو نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔ "شیطان ... گوکو کا عذاب ... مگر یہ بات کیسے برداشت کرے ... گوکو کا ... اس کی بستی پر قبضہ ہو چکا ہے لیکن اس کے جواب میں ... جو کچھ ملے گا وہ دیکھے گی ..." گوکو نے کہا اس کا چہرہ آگ کی طرح سرخ ہو رہا تھا پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے۔

وہ آسمان کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ اس کے ہاتھوں کی ہتھیلیاں سخت سے سخت تر ہوتی جا رہی تھیں۔ پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ ... اور انہیں درخت کی جانب پھیلا دیا۔ اس کے ہاتھوں ... شعلے نکلنے لگے ... اور درخت میں آگ لگ گئی۔ درخت سے لٹکے ہوئے آدھے جسم والے انسان کرب سے چیخنے اور چلانے لگے۔ ان کے جسم جلنے لگے لیکن ان کے جسم درخت سے کھل نہیں سکتے تھے۔ وہ بری طرح ... تھے۔

پھر یہ درد ناک منظر ختم ہو گیا تھا۔ درخت دھڑا دھڑ جل رہا تھا ... وہ ... قیدی بھی اس آگ کا شکار ہو چکے تھے۔ چند لمحات کے بعد درخت نے زمین چھوڑ دی۔ آگ بہت شدید تھی۔ اور اس کے بعد ... واقف تھا کیونکہ تھوڑی دیر پہلے میں اس آگ سے سابقہ پڑ چکا تھا۔

گوکو کا کے ہاتھوں میں اس سلسلے میں جو قوت تھی وہ بے پناہ تھی۔ چند ساعت کے بعد جلتے ہوئے درخت کی لکڑیاں کوئلوں میں تبدیل ہو گئیں اور پھر وہ راکھ بن گئی۔ لٹکے ہوئے قیدیوں میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچا تھا۔

گوکو کا بدن آہستہ آہستہ کپکپا رہا تھا پھر اس نے میری جانب دیکھا اور بولی۔

"میں نے کاشی سے اعلان جنگ کر دیا ہے اس کے نامہ بروں کی موت اس کی سب سے بڑی توہین ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس کی اطلاع اسے بہت جلد پہنچ جائے گی۔"

"پھر اب؟" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

"اب کیا کاس۔ اب آگے بڑھیں گے۔ آگے بڑھیں گے اور فلوس کو اس کی غداری کی سزا دیں گے۔"

"ٹھیک ہے میری تو تقدیر میں یہی لکھا ہے۔ لیکن پھر بھی گوکو جارحیت مناسب ..."

ہم دونوں اس ... آگے بڑھ گئے۔ گوکو خاموشی سے چل رہی تھی اس کے چہرے پر رنجیدگی کے آثار تھے۔ میں بھی خاموش تھا حیرت کی اس دنیا میں میری عقل زیادہ ساتھ نہ دے رہی تھی۔ اور میں سوچ رہا تھا کہ یہاں کیسے اسرار ہیں۔ یہ عورت تو ... سے بھی زیادہ خوفناک ... ساحر ... جادوگرنی تھی۔ اس نے بہت کچھ کیا تھا لیکن تحت الثری کے یہ جادوگر اس سے بہت زیادہ تیز تھے۔ جس طرح گھبرا ہوا درخت جل کر خاک ہو گیا تھا وہ قابل دید منظر تھا۔ ... اس کی کوشش کرنا کون ... کھلا سکتی ہیں۔

"... لیکن پروفیسر میری زندگی تو حقیقی ہی تجربات کا ... سکتی ہیں۔" آگے کے ساتھ آگے بڑھتا رہا۔

گوکو اس سے زیادہ خاموش تھی۔ بہت کچھ سوچ رہی تھی کاس کے بارے میں ... کاش جو اس کا محبوب تھا لیکن جواب اس کا دشمن تھا۔

اس شخص کے بارے میں جو کچھ کہا گیا تھا میرے لئے خاصا تعجب خیز تھا۔ میں چاہتا تھا کہ یہاں اپنی قوتوں کو زیادہ سے زیادہ آزماؤں۔ اپنی قوتوں کو پرکھوں اور غور کروں کہ تحت الثری کا جادو زیادہ قوت رکھتا ہے یا کہ یہ۔

چلتے رہے ہم دونوں۔ اور ایک طویل سفر کے بعد دور سے ایک بستی کے آثار نظر آئے۔ تب گوکو نے کہا۔

"یہ گورنے ہے۔"

"جس کا ... ہمارے فلوس ہے۔"

"ہاں۔ لیکن اس سے پہلے ہم لوگ اس بستی میں دوستوں کی مانند داخل ہوا کرتے تھے۔ فلوس نے ہمیشہ مجھ سے مکمل تعاون کا وعدہ کیا تھا لیکن اس بار وہ وعدہ خلاف نکلا اور اس نے یہ اطلاع پرشنا تک پہنچا دی۔ حالانکہ پرشنا خود بھی بہت جلد اس کی کوششوں سے واقف ہو جاتا۔ لیکن میرا مقصد صرف پرشنا سے وفاداری اور مجھ سے دشمنی ہے۔ چنانچہ دشمنوں کو سزا دینا تو بہت ضروری ہے۔" گرگلا نے کہا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ہم لوگ بستی کے نزدیک پہنچ گئے۔

دن اور رات کا کوئی تعین نہیں تھا بلکہ بستی میں روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ تب ہم دونوں بستی میں داخل ہو گئے اور پیچھے وہ دیکھ رہے تھے اپنے اپنے کاموں کو چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ غالباً گرگلا ان کے لیے بہت بڑی حیثیت رکھتی تھی۔ ان کے چہروں پر خوف کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگے اور گرگلا مجھے ساتھ لیے ہوئے محل کے نزدیک پہنچ گئی۔

"دیکھ رہے ہو کاس؟" اس نے کہا۔

"ہاں۔"

"کیا محسوس کر رہے ہو۔۔۔؟" گرگلا نے پوچھا۔

"میں محسوس کر رہا ہوں گرگلا کہ یہ لوگ تم سے خوش نہیں ہیں۔"

"نہیں یہ بات نہیں ہے۔ یہ سب مجبور ہیں جیسا کہ میں تمہیں بتا چکی ہوں، انہیں اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے مدد گاروں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ یہ مدد گار ایک طرح سے ان کے محکوم ہو گئے ہیں۔ ان پر یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ ہمیشہ ان کا خیال رکھیں۔ سونے کے لوگ ان کے محبوب ہو گئے ہیں۔ اور اگر وہ ان کی اطاعت نہ کریں تو پھر کیا کریں۔" گرگلا نے کہا۔

"میرا مقصد ہے گرگلا کہ کیا یہ لوگ تم سے تعاون نہیں کریں گے؟"

"مجھے ان کے تعاون کی ضرورت نہیں ہے۔" گرگلا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم غالباً ابھی تک نہیں سمجھی ہو گی ان معاملات کو۔ بس میرے ساتھ رہو، سوچ سمجھ کر۔"

میں نے کہا اور گرگلا نے گردن ہلا دی۔ پھر اس نے ایک ہاتھ کھڑا کیا، اور لوگ اس کی جانب متوجہ ہو گئے۔

"میرے نزدیک آؤ اور تم میں سے کوئی میرے نزدیک آئے۔" اس نے آواز دی اور لوگ ایک دوسرے کی جانب دیکھنے لگے۔

پھر ان میں سے دو آدمی آگے بڑھے اور گرگلا کے سامنے پہنچ گئے۔ لیکن وہ مؤدب تھے۔

"تم۔ کیا تم مجھے کاس تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہو؟" گرگلا نے پوچھا۔

آگے بڑھ کر آنے والوں نے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھیں اور پھر ان میں سے ایک بڑھا آگے بڑھا اور کہنے لگا۔

"گرگلا! تو شہنشاہ عظیم زرون کی مالک ہو گی۔ لیکن فلوس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم تیری اطاعت نہ کریں۔"

"اوہ۔ بڑھا فلوس شاید پرشنا کا رہبر بن گیا ہے؟" گرگلا نے غضبناک لہجے میں کہا۔

"پرشنا کا رہبر بننا کوئی بات نہیں ہے گرگلا، تمام چیزیں اس کا حق ہیں اس زمین کا مالک۔ وہ ہم پر قادر ہے۔ اگر ہم اس کے حکم کی تعمیل نہ کریں تو اس میں ہماری زندگی کی حفاظت نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن میں اس علاقے پر پہنچ کر اپنا دعویٰ کر چکی ہوں۔"

گرگلا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس کے لیے بہتر ہے گرگلا کہ تو فلوس سے بات کرے اور اس کے بعد جو نتیجہ ظاہر ہو گا ہم اس پر عمل کریں گے۔"

"ہوں۔ گویا اپنے طور پر تم مجھ سے تعاون کرنے کے لیے تیار نہیں ہو۔"

"ہم مجبور ہیں گرگلا، ہم تجھ سے بھی الگ نہیں ہیں اور کاس پرشنا کے احکامات کی تعمیل سے بھی انکار نہیں کر سکتے۔"

"ٹھیک ہے۔" گرگلا نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور ان لوگوں کو حکم دیا۔

"جاؤ۔" وہ سب پیچھے ہٹنے لگے تھے۔

پھر گرگلا میری جانب مڑی۔ اور بڑے عجیب انداز میں مجھ سے مخاطب ہوتے ہوئے بولی۔

"ہم فلوس کے محل کی جانب چلتے ہیں کاس۔"

میں نے دونوں شانے ہلائے اور اس کے ساتھ چل پڑا۔ پروفیسر مجھے اس بات کا یقین ہو چکا تھا کہ گرگلا کہاں جا رہی ہے اور کیا کرنے والی ہے۔ میں تو ان تمام معاملات میں دلچسپی لے رہا تھا۔ یہ دنیا میری دنیا سے کافی مختلف تھی اور اس کے علاوہ اس میں ایک دلکشی میرے لیے بھی تھی۔ میں آزاد تھا کہ جو کچھ دیکھنے والا تھا اور دیکھنے میں کوئی حرج بھی نہیں تھا۔ اس کے علاوہ ضرورت بھی نہیں تھی اس بات کی کہ میں کوئی عملی قدم اٹھاؤں۔ مجھے اس سلسلے میں تو کسی طرح بھی اس سلسلے میں کچھ نہیں کرنا تھا۔ چنانچہ گرگلا چلتی رہی۔ پھر ایک خوبصورت محل کی جانب جا کر رک گئی جہاں دو آدمی پہرہ دے رہے تھے۔ گرگلا کو دیکھ کر انہوں نے اپنے ہتھیار اس کی جانب جھکا دیے اور اس کا مقصد تھا کہ اسے محل میں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ گرگلا نے غصیلی نگاہوں سے انہیں دیکھا اور پھر آہستہ سے بولی۔

"چونکہ فلوس سے دوستانہ مراسم ختم ہو چکے ہیں" اس نے ابتدا کی "اس لیے یہ اس کے لیے پہلا تحفہ۔"

اس نے کہا۔ اور پھر اس نے دونوں انگلیاں محافظوں کی جانب اٹھا دیں۔ محافظوں کو آگ لگ گئی تھی۔ ان کی دردناک چیخیں بلند ہوئیں اور لوگ جمع ہو گئے۔ تب گرگلا نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور عجیب انداز سے چاروں جانب دیکھنے لگی۔ تب اس نے ایک شخص کو اشارے سے بلایا اور بولی۔

"فلوس کو میرے سامنے پیش کرو۔ اس کے برعکس اگر تم نے میرا راستہ روکنے کی کوشش کی اور مجھے یہاں سے لوٹنا پڑا تو تم سب اپنی زندگیوں کو کھو دینے کے لیے تیار رہو۔" اس نے غضبناک لہجے میں کہا۔

"سمجھنا نہیں کہ تجھے تمہیں" اور ان لوگوں کے چہروں پر خوف کے آثار نظر آنے لگے۔ پھر وہ پیچھے ہٹ گئے ان میں سے چند افراد اندر چلے گئے تھے۔ تب محل کے دروازے پر فلوس نظر آیا۔

ایک لمبا بوڑھا جس کے بال برف کی مانند سفید تھے اس کی پلکیں لٹک کر اس کے گالوں پر آ پڑی تھیں۔ آنکھیں کھولنے کے لیے ہاتھوں کا سہارا لینا پڑتا تھا۔ تب اس نے اپنی آنکھوں سے پلکیں اٹھائیں آنکھوں پر رکھ کر پہلے گرگلا کو دیکھا اور پھر مجھے۔ پھر بھاری لہجے میں بولا۔

"گرگلا تو کس حیثیت سے اس بستی میں آئی ہے؟"

"کاس کی حیثیت سے۔"

"لیکن پرشنا کا حکم ہے کہ کاس کی حیثیت سے تجھے اس بستی میں داخل ہونے نہ دیا جائے۔"

"اس نے یہ حکم تمہیں دیا ہے فلوس؟"

"ہاں۔"

"کیا تم اپنے اندر یہ قوت پاتے ہو کہ مجھے روک دو؟" گرگلا نے عجیب لہجے میں پوچھا۔

"پرشنا نے مجھے کچھ قوتیں عنایت کی ہیں اور اس کا مصرف یہی ہے کہ میں تجھے روک دوں۔ چنانچہ میں ان کے استعمال سے باز نہیں رہ سکتا۔" بوڑھے فلوس نے سرد اور بے جان سے لہجے میں کہا۔

"تب ٹھیک ہے فلوس۔ تم پرشنا کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دو اور میں اپنا حق استعمال کرتی ہوں۔" گرگلا نے کہا۔

اور پھر وہ اس طرح سے پیچھے ہٹ گئی جیسے کچھ کرنا چاہتی ہو۔ فلوس کے چہرے پر ایک عجیب سی سراسیمگی کے آثار پیدا ہو گئے تھے۔ پھر اس نے [illegible]

"گرگلا یہ علم ہے کہ پرانی قوتیں بے کار ہو گئی ہیں۔ مجھے یہ حکم ملا کہ گرگلا کو تو نے اس علاقے پر قبضہ جمانے کا اعلان کیا ہے۔ وہ نہیں کیا لیکن فلوس پرشنا کے اشاروں پر چلتا ہے اور اس کے احکامات پر عمل کرتا ہے۔ چنانچہ اب جو کچھ ہو گا وہ پرشنا کے نام پر ہو گا۔" فلوس نے کہا اور پھر لوگوں کو ادھر ادھر ہٹ جانے کے لیے کہہ دیا۔ تمام لوگ پیچھے ہٹ گئے تھے۔

گرگلا نے میری طرف دیکھا اور مجھ سے بولی۔ "کاس تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ یہ جسمانی لڑائی نہیں ہے۔ اور تم بتا چکے ہو کہ تم صرف جسمانی لڑائیوں کے ماہر ہو۔" گرگلا نے کہا اور میں گردن ہلا کر پیچھے ہٹ گیا۔

تب گرگلا نے آسمان کی جانب ہاتھ اٹھائے۔ اس کی دونوں انگلیاں [illegible] اندر سے باہر نکل رہی تھیں۔ اس نے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں جلا رکھی تھیں۔ پھر اس نے اپنے ہاتھوں کو گھمایا تو ان میں دو کالے گولے چمک رہے تھے۔ تب گرگلا نے وہ دونوں گولے فلوس کی طرف پھینک دیے۔

خوفناک دھماکے ہوئے اور فلوس کے ارد گرد آگ ہی آگ پھیل گئی۔ لیکن میں نے دیکھا کہ نیلے رنگ کا ایک ہالہ سا فلوس کے بدن سے خارج ہوا اور اس نے اس پھیلتی ہوئی آگ کو بجھا دیا۔

یہ کھیل میرے لیے بڑا دلکش تھا پروفیسر مجھے یقین ہے کہ یہ کچھ نہیں متاثر نہیں کر رہا ہو گا۔ لیکن مجھے ایسا ہی لگ رہا تھا میں اس علم کا قائل ہو گیا تھا۔ اور حقیقت بات ہے کہ خود اس کھیل کی حکومت تھی، اس کا اندازہ مجھے جگہ جگہ ہوا۔ وہ لوگ جادو کے ذریعہ زندگی گزارتے تھے۔

آگ بجھ گئی تو گرگلا نے دوسرا وار کیا۔ اس بار سرد لہریں خارج ہوئی تھیں اور فضا میں بے حد ٹھٹھرا دینے والی خنکی پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن فلوس نے اسے بھی ناکام بنا دیا تھا۔ تب فلوس نے فضا میں ہاتھ اٹھا دیے۔

"پرشنا مجھے تیری مدد کی ضرورت ہے۔" اس نے ہاتھوں کو عجیب انداز میں جنبش دی۔ اور دوسرے لمحے میں نے ایک عجیب و غریب منظر دیکھا۔

میں نے دیکھا کہ فولادی سلاخوں کا بنا ہوا ایک پنجرہ کہیں سے نمودار ہوا اور گرگلا اس پنجرے میں قید ہو کر رہ گئی۔

فلوس نے سنجیدہ نگاہوں سے گرگلا کو دیکھا۔ گرگلا اس پنجرے سے چاروں طرف نگاہ دوڑا رہی تھی۔ پھر اس نے پنجرے کی سلاخوں پر ہاتھ رکھے اور سلاخیں ٹیڑھی ہو گئیں۔ لیکن حیرت کی بات تھی سلاخیں ٹیڑھی ہونے کے بعد سیدھی ہو گئی تھیں۔ گرگلا مختلف انداز میں ان سلاخوں کو توڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن سلاخیں ٹیڑھی ہو جاتیں اور پھر سیدھی ہو جاتی تھیں بالکل کسی ربڑ کی مانند۔ اور چند ساعت کے بعد گرگلا کے چہرے سے پریشانی کا اظہار ہونے لگا۔

میں دلچسپی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ لیکن فلوس نے دوبارہ ہاتھ اوپر اٹھائے اور فضا میں سے ایک اور پنجرہ اتر آیا۔ یہ پنجرہ میرے لیے آیا تھا۔ میرے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی۔

"وہ" اس کا مقصد ہے کہ فلوس نے سوچا کہ میں اس کا حامی ہوں اس نے مجھے بھی قید کر لیا۔ لیکن پھر پنجرے میں اپنے طور پر کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ منوسا کا جادو میں دیکھ چکا تھا۔ اور جادو دنیا میری زندگی سے مختلف چیز تھی۔ میں اس طلسم میں پھنس کر رہ گیا تھا اور اس طلسم میں میری قوتیں بھی ختم ہو کر رہ گئی تھیں۔ چنانچہ میں اس بات کا اظہار نہیں کرنا چاہتا تھا کہ میں گرگلا کا مکمل طور پر ساتھی ہوں۔ میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ گرگلا کہاں تک قوت رکھتی ہے۔

لیکن یوں لگتا تھا جیسے گرگلا کی ساری قوتیں اس پنجرے میں قید ہو جانے کے بعد زائل ہوتی جا رہی ہیں۔ وہ بے بسی کی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ میں دلچسپی سے یہ عمل دیکھ رہا تھا۔ اچانک فلوس کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔ وہ کہہ رہا تھا۔

"گرکلا اس بات کا اعتراف کرنے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کہ یہ قوت میری نہیں بلکہ یوشنا کی ہے۔ ورنہ میری قوتیں تو مجھے بھی قید نہ کر سکی تھیں۔ لیکن دیکھو یوشنا نے بالآخر مجھ پر شکست پالی اور وہ ناقابلِ تسخیر ہے۔ درحقیقت وہ اس سمندر میں کا کاس ہے۔" فلوس قہقہے لگاتا ہوا بولا۔

"میں اسے فنا کر دوں گی۔ میں اسے فنا کر دوں گی۔" گرکلا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بلاشبہ تمہاری اور اس کی لڑائی ہے۔ اگر تو اسے فنا کر دے گی تو ہم سب تجھے برتر و اعلیٰ تسلیم کر لیں گے تیری اطاعت کریں گے لیکن فی الوقت تو یہاں قید ہے اور اس وقت تک قید رہے گی جب تک کہ یوشنا تیرے بارے میں کوئی نیا حکم نہ دے۔ ہاں گرکلا یہ کون ہے۔ اس کے بارے میں مجھے بتا کیا یہ بھی تیرا کاس ہے؟"

"میں نہیں جانتی۔" گرکلا نے جواب دیا۔ یہاں شاید اس نے ذہانت و عقل مندی سے کام لیا تھا۔ وہ یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی کہ میں جسمانی قوتوں کا مالک ہوں۔ مبادا کہیں میں کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤں۔

لیکن اس وقت پروفیسر بزدلی سے کام نہیں لے سکتا تھا مجھے کچھ پرنا ضروری تھا۔ چنانچہ میں نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ فلوس میں گرکلا کا ساتھی ہوں۔ میں اس کی قوتوں کا قائل ہوں اور میں اس کا مددگار بھی ہوں۔ تم جو سلوک اس کے ساتھ کرو گے وہی میرے ساتھ بھی کرو۔ ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔"

"خوب خوب۔" فلوس نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے لوگوں کی جانب دیکھ کر کہا۔

"جاؤ بستی والوں کے سامنے یہ باتیں دہرا دو۔ ان سے کہہ دو کہ گرکلا اب یوشنا کی قیدی ہے۔ اس کی برتری تسلیم نہ کریں۔ وہ علاقہ جسے گرکلا اپنی ملکیت سمجھتی ہے اس پر اپنا قبضہ کر لیں۔ گرکلا شکست کھا چکی ہے اور اب وہ اس وقت تک قید رہے گی جب تک کہ کچھ بارشیں اس پر نہ گزر جائیں۔"

لوگ چاروں طرف دوڑ گئے اور فلوس اپنے محل کی جانب چل پڑا۔ گرکلا غضبناک انداز میں خاموش تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ پنجرے کی سلاخیں توڑ کر جھپٹ پڑے۔ اس سلسلے میں وہ تھوڑی سی زخمی بھی ہو گئی۔ میں بے دلی سے منظر دیکھ رہا تھا۔ تب میں نے اپنے ذہن میں ایک آواز سنی۔ اگر میں اپنا پنجرہ توڑنے کی کوشش کر دوں تو ...

کیا میں اس میں کامیاب ہو جاؤں گا؟ کیا جادو کی قوتیں میری مدد کی قوت پر بھاری پڑ جائیں گی؟ کیا مجھے شکست کا سامنا ہوگا؟

یقین کرو پروفیسر یہ باتیں میرے لیے خاصی تکلیف دہ تھیں اور یہ ساری باتیں سوچتے ہوئے کبھی کبھی میرا دل چاہتا تھا کہ میں اس علم سے آشنا ہو جاؤں۔ اسے میں مکمل طور پر سمجھ لوں۔ میری جسمانی قوت بے پناہ تھیں اور میں ہر جگہ فاتح تھا لیکن یہ علم مجھ پر فاتح رہا تھا۔ میں چند لمحات سرنگوں رہا۔ گرکلا بے حد زیادہ دردناک تھی۔ تب میں نے اسے آواز دی اور گرکلا مجھے دیکھنے لگی۔

"گرکلا کیا تم خود کو بے بس محسوس کر رہی ہو؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں ہرگز نہیں۔"

"تب تم اس پنجرے سے آزاد کیوں نہیں ہو جاتیں؟"

"میں؟"

"ہاں تم۔"

"میں ... میں کوشش کروں گی اور مجھے یقین ہے کہ میں اس سے نکل جاؤں گی۔ یہ کمبخت فلوس اپنی قوت پر نہیں بلکہ یوشنا کی قوت پر اکڑ رہا ہے۔" گرکلا غراتی ہوئی آواز میں بولی۔

"لیکن اس نے صاف کہہ دیا ہے گرکلا کہ تم یوشنا کی قید میں ہو۔" میں نے کہا اور گرکلا کے حلق سے ایک تیز غراہٹ ابھری۔

"نہیں میں کسی کی قید میں نہیں ہوں۔ اگر میں یوشنا کو شکست دے سکی، اور اگر میں فلوس کو جہنم رسید کر سکی ... تو ... تو ..." گرکلا دانت پیس کر خاموش ہو گئی۔ وہ بے حد تک پریشان نظر آ رہی تھی اور میں محسوس کر رہا تھا کہ اس کے انداز میں بے بسی ہے۔ مکمل بے بسی۔

تھوڑی دیر کے بعد بستی کے بے شمار لوگ اس جگہ پہنچ چکے تھے وہ سب گرکلا کو اور مجھے دیکھ رہے تھے۔ ہم دونوں قید تھے۔ لیکن میں نے یہ بات بھی محسوس کی کہ وہ لوگ کسی بھی طرح ہمیں دیکھ کر خوش نہیں ہو رہے تھے۔ بس ایک عجیب سی خاموشی ان کے چہروں پر طاری تھی۔ تب فلوس بھی وہاں آ گیا۔ اس نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"یوشنا کے وفادارو۔ جیسا کہ تمہیں معلوم تھا کہ گرکلا نے کچھ عرصہ قبل ایک مخصوص علاقے پر اپنا قبضہ جما لیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ کاس ہے۔ یوشنا کے خادم کی حیثیت سے یہ میرا فرض تھا کہ میں یوشنا کو اس بات کی اطلاع دوں۔ سو میں وہاں پہنچا۔ اور میں نے اسے ساری باتیں بتائیں۔

لیکن یوشنا ایک عظیم قوت ہے وہ صرف [illegible]

بلاشبہ قوتوں کے زعم میں ہم سب پر حکومت کرنا چاہتی ہے۔ اس کو کیا حق ہے کہ وہ زندگی کی ضروریات سے ... چنانچہ میں نے خادم کی حیثیت سے یہ اس کے پاس پہنچا اور میں نے اسے ساری باتیں بتائیں اور یوشنا نے مجھے اپنی کچھ قوتیں عنایت فرما دیں۔ اس نے کہا کہ وہ خود تو بہت عظیم ہے اس تک پہنچنا تو بہت بعید کی بات ہے۔ وہ یہ کام صرف بستی کے حکمران سے کر سکتا ہے۔ آگ اس کے دشمن اس کی طاقت کا لوہا مان لیں۔ اس کا حکم تھا کہ گرکلا اس علاقے میں رہ کے اور گرکلا نے اس کا حکم نہ مانا۔

سو تم نے دیکھا کہ گرکلا یہاں آئی۔ اس علاقے میں ... ممنوع ہے اور یہاں آنے کے بعد اس نے اعلان کیا کہ وہ کاس ہے۔ یہ تسلیم کیا اور یوشنا کا پیغام اور وہ قوتیں گرکلا تک پہنچا دیں جو یوشنا

نے مجھے گرکلا کے لیے بخشی تھیں اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ ان قوتوں کو گرکلا کے علاوہ کسی دوسری جگہ استعمال نہ کیا جائے۔

سو میں نے اس کی امانت اس طرح خرچ کی جیسا کہ اس نے مجھے بتایا تھا اور دیکھو تم گرکلا قید ہے۔ اور مقصد یہ ہے کہ وہ کاس نہیں ہے اور سمجھو تم یوشنا کتنا عظیم ہے اور دیکھو تم مجھے کہ میں اس کے وفاداروں میں سے ہوں۔ اس کا وفادار میں کبھی نے شکست نہیں کھائی۔ یوشنا عظیم ہے عظیم رہے گا۔ آج تم یہ بات سن لو کہ گرکلا کسی علاقے کی حکمران نہیں ہے۔"

لوگوں نے ان باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ یوں لگ رہا تھا گرکلا کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا وجود پھٹ جائے گا۔ وہ چہرے سے کافی پریشان نظر آ رہی تھی۔

سو میں نے اس وقت مداخلت مناسب سمجھی۔ حالانکہ میں نہیں جانتا تھا کہ فلوس یا یوشنا کے جادو سے میں کس حد تک نپٹ سکتا ہوں لیکن نہ جانے کیوں مجھے یہ باتیں پسند نہیں آ رہی تھیں اور میں یہ تسلیم نہیں کر پا رہا تھا کہ میں ان لوگوں کے سامنے بے بس ہوں۔ میں کبھی کسی کا بے بس نہیں رہا تھا۔ صدیوں کا بیٹا تھا اور صدیوں کے علم سے آشنا تھا۔ سو میں نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"سنو گرکلا کے لوگو۔ فلوس نے اپنی قوت آزمائی ہے۔ لیکن یہ سوچ لو کہ یوشنا سب سے بہتر و سب سے برتر ہے۔ تمہارے لیے مناسب یہ ہوگا کہ تم مصیبت میں نہ پھنس جاؤ۔ یہ تمہارا گرکلا نے ہی ہو گا۔

میں ... گرکلا کا ساتھی ہوں۔ یہ قید میں نے اس لیے قبول کی ہے کہ گرکلا نے مجھ سے آزاد ہونے کی خواہش نہیں کی۔ لیکن اب تم دیکھو گے کہ گرکلا کے پاس کون کون سی قوتیں ہیں؟" میں نے کہا اور میرے دونوں ہاتھ پنجرے تک پہنچ گئے۔

میں نے ان سلاخوں کو موم کی مانند کھینچ لیا۔ دونوں ہاتھ ... سلاخیں کھینچ چکی تھیں۔ صورت حال ایسی تھی کہ اگر میں ان سلاخوں کو دوبارہ چھوڑ دیتا تو وہ دوبارہ اپنی جگہ پہنچ جاتیں۔ لیکن میں نے دونوں ہاتھوں سے انہیں اتنا ہٹا دیا کہ میں باہر نکل سکوں۔

اور پھر میں انہیں ہٹائے ہوئے باہر نکل آیا اور لوگوں کے منہ سے عجیب و غریب آوازیں نکل گئیں۔ تب میں گرکلا کے پنجرے کے پاس پہنچا اور میں نے گرکلا کو باہر نکال لیا۔ پھر اس نے خونخوار آواز میں کہا "یہ یوشنا کی کوئی دوسری قوت ہو تو مقابلے میں استعمال کر سکتے ہو۔"

فلوس پھٹی پھٹی نظروں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ تب گرکلا نے میری جانب دیکھا اور کہنے لگی۔

"کاس فلوس کو فنا کر دے۔"

سو پروفیسر اس عجیب و غریب لڑکی کے لیے میرے دل میں کوئی کشش نہیں تھی۔ البتہ اس کا برگ مجھے اس کا احترام کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔ [illegible] کے ساتھ تھا۔ چنانچہ میں فلوس کی جانب بڑھا۔

فلوس کا قدم پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اور میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے نزدیک جا پہنچا۔

"میں تیرا مخالف نہیں ہوں بڈھے فلوس۔ لیکن گرکلا کاس ہے۔ اس بستی کی اور اس علاقے کی حکمران ہے اور اس کی حکمرانی کے لیے تجھے ختم کرنا بہت ضروری ہے۔" چنانچہ میں نے اپنا ہاتھ سیدھا کر کے فلوس کی گردن کی طرف بڑھا دیا۔

فلوس نے اپنے دونوں ہاتھ سامنے کر دیے تھے۔ شاید وہ اپنی قوتیں آزمانا چاہتا تھا۔ اس کے ہاتھوں کی انگلیوں سے ویسے ہی شعلے نکل رہے تھے جیسے میں نے گرکلا کی انگلیوں سے نکلتے دیکھے تھے۔ وہ شعلے میرے بدن سے ٹکرائے۔

لیکن آگ۔ آگ اگر ساری قوتوں کا مظہر ہے تو آگ میری دوست ہے۔ میرا وجود آگ کے شعلوں میں گھر گیا۔ لیکن میرے ہاتھ بڈھے فلوس کی گردن پر تھے۔ اور تب میں نے بڈھے فلوس کو بھی ان شعلوں میں گھسیٹ لیا۔

تب دیکھنے کا منظر تھا۔ فلوس کے سفید بال دھڑا دھڑ جل رہے تھے۔ وہ چلا رہا تھا۔ اور آگ اس کے بدن کے گرد شدت سے گردش کرتی جا رہی تھی۔ وہ آگ جو اس نے میرے لیے بھیجی تھی۔ اب اسے خود جلا رہی تھی اور جیسا کہ گرکلا نے بتایا تھا کہ ہر قسم کا جادو آگ میں جل کر ختم ہو جاتا ہے۔ فلوس کی بھی یہی کیفیت تھی وہ فنا ہو رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ڈھیر زمین پر پڑا تھا۔ تب گرکلا نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"گرکلا کے لوگو۔ فلوس مارا جا چکا ہے اور یہ ہماری بستی کا اصول ہے کہ جو فاتح ہو ہر طرح اس بستی کی قسمت کا مالک ہوتا ہے تو بتاؤ تم کیا تسلیم کرتے ہو گرکلا کو اس بستی کا کاس ... یا نہیں؟"

"ہاں اگر تم اسے کاس تسلیم کر لو گے تو وہ تم پر حکومت کرے گی اور تم نے دیکھا میرے ساتھی گرکلا کو اس نے کس طرح یوشنا کے جادو کو ناکام بنا دیا۔ یہ بات تم بہتر جانتے ہو کہ فلوس کی اپنی قوت دراصل جو تباہ ہو گئی صرف چند لمحات کا مہمان تھا۔ البتہ میں یوشنا کو براہ راست للکارتا ہوں اور تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ چند ساعت کے بعد تم یوشنا کا بھی وہی حشر دیکھو گے جو فلوس کا ہوا ہے۔ تم اس بات کو اپنی آنکھوں سے دیکھو گے جس کا میں وعدہ کرتا ہوں۔"

بستی کے لوگوں پر سکوت طاری تھا۔ اس بات میں کوئی شبہ کی گنجائش نہیں تھی کہ فلوس مر چکا تھا۔ وہاں کے لوگ صرف جادو کے پرستار تھے اور اس شخص کو مانتے تھے جو سب سے زیادہ طاقتور ہو۔

چنانچہ گرکلا کے بارے میں انہوں نے اس طرح محبت کا اظہار کیا جیسے وہ ہمیشہ سے اس کے پوجنے والے ہوں اور انہوں نے اس کے آگے سر جھکا دیا۔ سر تسلیم خم کیا اور اس کی برتری کو مان لیا۔

گرگلا کا سفارہ اندر سیلفورس کے محل میں داخل ہو رہی تھی اور اس کے بعد اس نے ان تمام لڑکوں کو دیکھا جو سیلفورس کے وفادار تھے۔ مجھے حیرت اس بات پر ہوئی کہ میں نے بڑے سیلفورس کو بھی طرح دیکھا تھا۔

عمر کے لحاظ سے وہ بہت ضعیف تھا۔ اس کی آنکھیں اور بال بالکل سفید تھے اور بہت بڑے ہو رہے تھے اور اس سے یہ احساس بھی ہوتا تھا کہ وہ بہت زیادہ طویل العمر تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس کے محل میں نوجوان لڑکیاں بہت تھیں جن کے بارے میں سوال کرنے پر مجھے گرگلا نے بتایا۔

کہ سیلفورس حکمران تھا اس لئے ہر حکمران کے لئے یہ ضروری بات ہے کہ اس کے پاس بے شمار کنیزیں اور خادمائیں ہوں ورنہ اس بات کا اندازہ کیسے لگایا جائے گا کہ یہاں کا حکمران کون ہے۔ [illegible]

[illegible]

گرگلا کی صورت بھی دیکھنے کے قابل تھی۔ بلاشبہ اسے دلکشوں حسیناؤں میں حسینہ تسلیم کیا جا سکتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ سیلفورس کے محل میں جو خادمائیں اور کنیزیں تھیں وہ بھی بے مثال تھیں۔ اور اب مجھے ان میں کسی کی جانب متوجہ نہیں ہونا تھا۔

ہاں گرگلا کے بارے میں میں یہ محسوس کرتا تھا کہ جب بھی وہ تنہا ہوتی تو مجھے عجیب نظروں سے دیکھنے لگتی۔ اس کی آنکھیں اس وقت بے حد عجیب اور ویران ہو جاتیں۔ ان نگاہوں میں بہت کچھ ہوتا تھا۔

[illegible]

[illegible]

ہوں۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ اس حوالے کے خلاف میری طاقت کم ہو۔ ایسا قدم اٹھا سکتے ہیں جو مجھ کو کچھ بھی ہو بات ہے گر کلا وہ تمہارے لئے ہے اور اس سرزمین کے معاملات ہوں سے بہتر جانتی ہوں میں نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے کاس۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم بہت کچھ جان گئی ہو اور مجھے امید ہے کہ اور بھی بہت کچھ جان جاؤ گی۔ میرا ذہن آج تک اس کشمکش کا شکار ہے لیکن ہم اس پر یقین نہ کرو۔ لیکن ٹھیک ہے وقت آنے پر ممکن ہے ہم کوئی بہتر فیصلہ کر سکیں۔"

میں نے گرکلا کی بات کا جواب نہیں دیا تھا۔ اسے پیچھے الفاظ میں وہ جن خیالات کا اظہار کر رہی تھی ان سے واقف تھا اور پروفیسر جہاں ہم اجر معاملہ ہے شاید میں تمہیں ہمیشہ یہی بتاتا رہا ہوں کہ میں نے بعض اوقات زندگی کے اندر بے شمار ایسے مقامات طے کئے ہیں اور مجھے ان مقامات پر کوئی خوف بھی نہیں ہوتا ہے۔ بس ظاہر ہے میں اپنا مطلب نکالنے کے لئے ایسے کام کر سکتا تھا جو نہایت پست کہے جائیں لیکن میری فطرت ہے کسی کو دھوکہ دے کر کسی مقام پر برتری حاصل کرنے کے لئے میں نے کبھی نہیں کیا اور میں ہمیشہ ایسے لوگوں سے دور رہا ہوں۔

گرکلا جیسی حسین تھی اس کے حصول کی خواہش کی جا سکتی تھی لیکن اس نے جو باتیں کی تھیں ان سے پروفیسر جیری اگر متاثر ہوتا تو میں نے سوچا تھا کہ عورت ایک دوسرے سے متاثر ہے اور اس سے مایوس ہونے کے بعد ہی حرکت کرے تو میری نصیحت کارگر ہے۔ کسی بات کو حل جائے۔ اس سے ملاقات کے بعد وہ یہ بھی نفرت کا شکار نہ بنے اور اس کے بعد مجھ سے رغبت کا اظہار کرے تو شادی میں اپنی زندگی کے کچھ لمحات دیتا لیکن اس صورت میں جب کہ وہ صرف مجھ ہی کو چاہتی۔ بہر حال یہ میرے لئے قابل قبول نہیں تھا۔

گرکلا نے لوگوں کے دل پر اس طرح سے قبضہ جمایا تھا جیسے کہ وہ چیزوں سے اس کی میراث ہو۔

گرکلا بستی کے سامنے لوگ اس کے ساتھ تعاون کر رہے تھے اس کے احکامات کی تعمیل کر رہے تھے۔

پھر جب ایک صبح اس نے اپنے دربار میں۔ ہاں یہ پروفیسر بلائے دربار میں کچھ لوگ بیٹھا تھا جو عام دنیا ہوتا ہے۔ تو جب انہوں نے اپنے دربار میں بے شمار لوگوں کو طلب کیا اور پھر ان میں سے ایک صحت مند اور توانا شخص کو اشارہ کر کے اپنے نزدیک بلایا تو میں نے دلچسپ نگاہوں سے اس شخص کو دیکھا۔

"تمہارا نام سلاسی ہے۔" گرکلا نے سوال کیا۔

"ہاں میرا نام سلاسی ہے۔" اس شخص نے نگاہیں جھکا کر کہا۔ اور ادب سے جواب دیا۔

"اور میں یہ بھی جانتی ہوں سلاسی کہ یہاں کے بے شمار لوگ تمہاری عزت کرتے ہیں اور تم سے محبت بھی کرتے ہیں۔"

"ہاں میں ان کے رہنما کی حیثیت سے ان کی خدمت کی کوشش کرتا ہوں۔" سلاسی نے جواب دیا اور پھر گرکلا نے کہا۔

"لیکن مقدس کاس میں نہیں جانتا کہ تم سے یہ باتیں کس نے کہیں۔"

"میرے علم نے سلاسی کیا تم میرے علم کو نہیں جانتے۔" گرکلا نے مجھے اندازہ ہوا۔

"نہیں نہیں۔ مقدس کاس نہیں۔ میں ایسا نہیں سمجھتا بلکہ میں نے سوال کیا تھا۔"

"تو سنو سلاسی میں یہ جانتی ہوں کہ شکست نے تمہارے عزائم کو توڑ دیا ہے اور تمہارے لوگ جو تمہارے ساتھ ہیں وہ بھی یہی چاہتے ہیں کہ تم اس علاقے پر حکمرانی قائم کرو۔ اس لئے اب میں تمہیں یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ میں تمہیں مقرر کر رہی ہوں۔ تم میرے نائب کی حیثیت سے اس خطے پر حکمرانی کرو گے اور میں تمہاری سرپرستی کروں گی۔ میرے کاس ہونے کے ناطے یہ ذمہ داری تمہیں دی جا رہی ہے۔ وہ لوگ جو تمہارے دشمن تھے اب تمہارے تابع ہوں گے۔ اور مجھے یقین ہے کہ تم اس ذمہ داری کو پورا کر سکو گے۔ اور جب میں یہاں سے چلی جاؤں گی تو یہ دیکھوں گی کہ تم نے اس سرزمین کو کس طرح سنبھالا۔ تمہیں میری مدد حاصل رہے گی۔ تمہارا کام یہ ہے کہ تم اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

"مقدس کاس کے احکامات کی تعمیل میرا فرض ہے۔" اور سلاسی نے کہا۔

"اس کا تعلق صرف تم سے نہیں ہو سکتا۔ میری زندگی تیرے لئے حاضر ہے اور اب جب کہ تم نے مجھے یہ مقام دیا ہے تو میں جو کچھ کروں گا تمہارے حکم سے کروں گا۔ میں اس علاقے کے لوگوں کی اصلاح کرنے اور ان کی بہتری کی کوشش کروں گا۔ میں اس علاقے کا جو بہتر طریقہ ہو سکتا ہے اس کے ساتھ اس بستی کے لوگوں کو بہتر زندگی اور بہتر سہولیات فراہم کروں گا۔"

"تو آؤ میرے نزدیک آ جاؤ۔" گرکلا نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور دوسرے لمحے وہ شخص گرکلا کے جسم میں اس طرح پیوست ہو گیا جیسے وہ ایک جان دو قالب ہوں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس کے جذبات نہیں تھے جو ایک عورت اور مرد کا تصور ہو۔

سلاسی کے چہرے پر بے پناہ عقیدت تھی اور گرکلا کے چہرے پر ایسے تاثرات جیسے وہ اپنے کسی ادنیٰ غلام سے محبت کا اظہار کر رہی ہو۔ تب سلاسی پیچھے ہٹا اس نے اپنے ہاتھوں کو سینے پر باندھا اور پھر اپنے پیروں کی طرف۔ اور پھر واپس آیا اور سلاسی کے قدم زمین سے اٹھتے تھے۔

وہ فضا میں کسی کو دم کا حکم دے رہا تھا اور پھر وہ بیٹھا ہوا ان میں شامل ہو گیا۔ لیکن ان کے چہروں پر جو اطمینان تھا وہ بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ دیکھنے والے بھی یہ دیکھ رہے تھے۔

تب آہستہ آہستہ وہ ذہن میں ابھرا اور اس نے ایک مسرت آمیز انداز میں

لگا جس میں گرکلا کی تعریف و توصیف کی گئی تھی۔

"تو نے سوچا سلاسی کہ اب تو وہ نہیں ہے جو پہلے تھا اور تجھے اپنے اندر کچھ تبدیلیاں محسوس ہو رہی ہیں۔"

"ہاں مقدس کاس ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے زمین کے بہت پوشیدہ راز مجھ پر کھل گئے ہوں۔ میری نگاہیں آسمان کی وسعتوں تک پہنچتی ہیں اور بلاشبہ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ مجھ میں نمایاں تبدیلیاں آ گئی ہیں۔" سلاسی نے کہا۔

"یہ تبدیلیاں وہ اعزاز ہیں سلاسی جو میں نے تجھے بخشی ہیں۔" گرکلا نے کہا۔

"ہاں مقدس کاس۔ میں یہ اعزاز ہمیشہ سینے سے لگا کر رکھوں گا اور میرے اس اعزاز کو ہمیشہ زندہ رکھوں گا جو تو نے مجھے عطا کیا ہے۔"

"تو سب گرنا کے لوگو تمہارا رہنما اب سلاسی ہے۔ تم اس کے احکامات کی تعمیل کرو گے اور اگر تم نے بد معاشی کی تو تمہارے ساتھ سختی سے پیش آئے گا تو تم اس کا حساب مجھ سے کرو گے۔ میں اس حساب کو دیکھوں گی اور اس کے بعد سلاسی کے مستقبل کا تعین کروں گی۔" گرکلا نے کہا۔

اور گرنا کے لوگوں نے گرکلا کے نام کے نعرے لگائے۔ اور پروفیسر بہت سی چیزیں وہاں میری دنیا سے مختلف نہیں تھیں۔ خوشی کا انداز غم کا اظہار، ایک دوسرے پر اعتماد اور بے اعتمادی سب کچھ اسی انداز میں تھا جس طرح تحت الثریٰ کے اوپر والوں میں ہے۔ ہاں البتہ ایک خاموش تماشائی کی حیثیت رکھتا تھا۔ گرکلا نے سلاسی کو سب سے بڑا درجہ مقرر کرنے کے بعد دربار برخاست کیا۔ لوگ وہاں سے چلے گئے۔ تب وہ میرے ساتھ محلوں کے محل کے ان حصوں میں آ گئی جہاں کبھی ملوں کی نشست ہوا کرتی تھی وہ ایک نشست گاہ پر دراز ہو گئی تھی۔

انتہائی آرام دہ نشستیں تھیں اور جس جگہ ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے وہاں کا ماحول بے حد رومانی ہو رہا تھا۔

گرکلا کی نیم باز آنکھوں میں ایک ہلکی مسکراہٹ اچانک رینگ گئی اور میں اس انداز سے دیکھ رہا تھا۔

تب اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ "بڑی خوشی ہو رہی ہے کاس کتنی خوشی ہو رہی ہے۔ میں زندگی کے ان مسائل سے آہستہ آہستہ باہر ہو رہی ہوں جو میری طویل ترین زندگی میں ہمیشہ میرے ذہن سے چپکے رہتے تھے۔ بس اب ایک ہی آرزو ہے کہ میری چاہت ادھوری نہ رہے اور میں تو تیرے پیار میں ہی گم ہوں۔ کیونکہ تیرے ساتھ تم جیسا جوان مرد ہے۔ اور یہ چاہت ہی پرستش بن گئی ہے۔ میں اس چاہت کو کبھی اپنے ذہن سے نکال پھینکنا چاہتی ہوں اور اس کے بعد یہ نہیں جانتی کہ میری زندگی کا راستہ کیا ہو گا اور نہ جانے راستے کہاں کہاں ختم ہوتے ہوں گے۔"

گرکلا کی باتوں کا میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ظاہر ہے وہ جو کچھ کہہ رہی تھی وہ اس کے جذبات تھے اور بے شمار لوگوں کے درمیان میری نشست ایک احمق کی طرح ہو گئی تھی لیکن مجھے یہ باتیں ہی پسند تھیں۔

پروفیسر تم خود سوچو۔ زندگی گزارنے کا کوئی نہ کوئی راستہ تو

ہونا ہی چاہئے۔ جو میں نے یہ راستہ منتخب کیا تھا اور اگر میں اس سے دور ہٹنے کی کوشش کرتا تو کہاں جاتا۔ کسی ویرانے میں گھر بنا لیتا کہ کب تک وہاں دل لگا رہتا۔۔۔۔۔ میں انسان ہوں کچھ تکلف ضرور ہوں لیکن انسانیت کی خصلت سے دور نہیں ہوں۔

چنانچہ دنیا بھر کے مشاغل سے مجھے بھی دلچسپی تھی اور یہاں بھی میں زندگی گزار رہی سکتا تھا۔

بے شمار لوگ میرے ساتھ رہتے تھے۔ میں نے اپنی قوتوں سے ان کی امداد کی تھی اور جو بھی تھا پروفیسر کہ اس کے بعد وہ لوگ تباہ ہو گئے تھے میں نے اپنی آنکھوں سے ان کا عروج و زوال اور پھر خاتمہ دیکھا تھا۔

میں نے اٹیلا کا عروج دیکھا تھا۔ سکندر کی ابتداء و انتہا دیکھی تھی اور بحران کا اختتام بھی میری نظروں کے سامنے ہوا تھا۔ چنانچہ ایک طرح سے میں اپنے آپ کو ان سب سے بہتر سمجھتا تھا اور ان کے معاملات میں دلچسپی لینا میرا مشغلہ تھا۔

دوسرے دن جس کا تعین صرف دن گزرنے جانے وقت سے ہی کیا جا سکتا تھا۔ میں اور گرکلا تیار ہو گئے۔

سفر کے لئے ہم نے اپنے مخصوص گھوڑے لئے۔ زادِ راہ کے طور پر گرکلا نے چند چیزیں بھی رکھ لی تھیں۔ ہتھیار بھی تھے۔ اور گرکلا کا نائب سلاسی جس نے ہمیں بتا دیا تھا کہ اس سے آگے کا ہم سے راستہ کتنا طویل ہے اور کتنے میدان شروع ہو جایا کرتے تھے۔

یہ میدان سرسبز گھاس۔ درختوں اور پھولوں سے لدے ہوئے تھے یوں بھی میں تمہیں بتا چکا ہوں پروفیسر کہ میں یہ تم جس طلسم کا تصور بھی نہیں کر سکتے جو میں نے تحت الثریٰ میں دیکھا۔ جس کے متعلق تم نے اور تمہاری بیٹی نے سوال کیا تھا۔ آؤ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں نے وہاں کیا کچھ دیکھا۔ اور کتنی باتیں میں نہیں دیکھیں اور جو باتیں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ تمہارے اپنے عقیدے کے مطابق اس کا کوئی وجود ہو گا لیکن میں اس سے آج تک ناواقف رہا ہوں۔ وہیں سے ان تجھے پال دیا ہے اور یہ بھی میں نے کسی سے اس کے بارے میں سنا ہے۔ ہاں تحت الثریٰ کے لوگ ایک طویل عمری کا راز بھی رکھتے ہیں ہاں کوئی ایسا تھا تو میں تمہاری بات کو اس انداز میں تسلیم کئے لیتا ہوں۔ بہر حال میں اور گرکلا سفر کر رہے تھے۔

ہم جن بستیوں سے جا رہے تھے وہاں چاروں طرف حسین مناظر بکھرے پڑے تھے۔ کہیں سرسبز میدان تھے۔ کہیں برف پوش پہاڑ کہیں درختوں کا سلسلہ۔ جو ختم ہونے کو نہ آتا۔ یوں لگتا تھا کہ زمین کے اس حصے پر ہریالی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ ہم سفر کرتے رہے۔

"ایک بات تم سے پوچھوں؟ اگر مجھے غلط کہہ رہی ہوں تو میں تم سے معافی چاہتی ہوں۔" گرکلا نے اچانک کہا۔ اور ایک لمحے کے لئے پھر وہی سکوت طاری ہو گیا جو اس قسم کے سوالات پر اکثر ہو جایا کرتا تھا۔

وہ شاید اس حسین دنیا سے دلچسپی پر اپنے آپ کو اجنبی اجنبی سا

محسوس کر رہا تھا۔ چند لمحے وہ گھور گھور کر نگاہوں سے [illegible] کو دیکھتا رہا۔
پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی

ہاں مجھے تعجب تھا کہ بہت دیر سے تم نے کوئی سوال نہیں کیا
اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

سوال بے معنی ہے [illegible] نے کہا۔

یقیناً دیکھو۔

تم اس دنیا میں کتنے عرصے سے ہو۔

بے طویل عرصہ۔

کیا تم اس طویل عرصے کے ماہ و سال بتا سکتے ہو۔

نہیں [illegible] میں ماہ و سال کو نہیں بتا سکتا [illegible] اسے ایک طویل ترین عرصہ کہہ سکتے ہیں۔ میں تمہیں ہزاروں [illegible] وہاں زندگی کس طرح گزاری ہے اور کیا کچھ دیکھا —— لیکن [illegible]

وہ [illegible] طویل عرصہ؟

ہاں۔

اور ایک ہی جگہ؟

ہاں۔

لیکن تم اس کے بارے میں [illegible] پسند کرو گے۔

ہاں [illegible] میں تمہیں [illegible] ہوں۔

ٹھیک ہے [illegible] میری مراد صرف یہ ہے کہ زمین پر [illegible] جس قدر خشکی اور پانی کا تعین کر سکتے ہو وہ یہ ہے کہ اس دنیا میں [illegible] حصہ سمندر اور ایک حصہ خشکی [illegible] تحت الثریٰ میں کیا سمندر موجود تھا۔

ہاں۔ بالکل اسی طرح جیسے تمہاری زمین پر۔

کیا اس کا حجم بھی اتنا ہی تھا۔

میں نہیں سمجھا فرزند۔

میرا مقصد ہے کہ اگر ہم اسے تقسیم کریں تو زمین اور [illegible] کا فرق کیا وہاں بھی نمایاں تھا۔

میں نہیں کہہ سکتا فرزند۔ لیکن وہاں بھی طویل ترین سمندر تھے جن کے راستے طویل سفر ہوا کرتے تھے۔ اور جہاں تک زمین کا تعلق ہے میرے خیال میں وہاں کی زمین اس زمین سے کسی بھی طور کم نہیں تھی۔

اس آپ ہی معلوم کر سکتے ہیں [illegible] کہ وہاں کی زمین محدود تر نہیں تھی۔ اس میں اتنی وسعتیں تھیں جتنی کہ [illegible] یہاں ہیں

یقیناً بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی۔

اور وہ [illegible] اس کا مقصد ہے کہ آپ نے وہاں بہت کچھ دیکھا ہوگا خاص طور سے اس صورت میں جب کہ آپ نے اتنا طویل وقت وہاں گزارا۔

ہاں۔ وہاں میں نے بہت کچھ دیکھا جس کے بارے میں تمہیں [illegible] بتاؤں گا۔

ٹھیک ہے۔ پروفیسر خاور نے درمیان میں دخل دیا۔

تو میں کہہ رہا تھا پروفیسر کہ ہم سفر کر رہے ہیں۔ حسین ترین مناظر چشمے، آبشار، وہ سب کچھ جس کا ہم اس دنیا میں تصور کرتے ہیں۔ وہاں پر بھی موجود تھا لیکن اس کا حسن اس دنیا سے کہیں زیادہ تھا۔

ہاں تو میں یہی بات کہہ رہا تھا کہ ماہ و سال کا تعین تو میں نہیں کر سکتا کیونکہ وہاں زمان کا تعین تھا اور نہ وقت کا۔ موسم اور روشنی یہاں ہمیشہ یکساں رہتے تھے۔ لیکن اپنے طور پر کچھ اندازے لگا لیا کرتا تھا۔

ہم اپنے اندازے کے مطابق جو سفر طے کر چکے ہیں اور اپنے اندازے کے مطابق [illegible] ہم ایک ایسے میدان میں داخل ہو گئے جہاں سے میدانوں پر برف شروع ہو گئی تھی۔ یہاں ہمارے آگے سبزہ نہیں تھا یا ہو گا لیکن برف نے سبزے کو ڈھک لیا تھا۔ ہاں کہیں کہیں برف ہی سیاہ دھبے نظر آتے تھے۔ جو دور سے سیاہ معلوم ہوتے تھے لیکن نزدیک پہنچ کے پتہ چلتا تھا کہ [illegible] چھپا ہوا سبزہ صاف نظر آ جاتا تھا، جس کا مقصد تھا کہ برف نے اس علاقے کو ڈھک لیا ہے۔ برف کا یہ حسین علاقہ اتنا حسین تھا کہ میں اسے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ چاروں طرف دور تک کے اونچے اونچے پہاڑ تھے، کھلے کھلے میدان تھے۔ برف پیر کے نیچے آ کر [illegible] کہیں کہیں برف نرم تھی اور کہیں [illegible] سخت۔

گھوڑے البتہ وہ بار بار رک جاتے تھے اور گوگلا نے ایک گہری سانس لے کر گھوڑے روک لیے۔

کیا بات ہے گوگلا۔

اب ہمیں یہاں سے پیدل سفر کرنا ہے۔

اوہ۔ ٹھیک ہے لیکن گھوڑوں کو کہاں چھوڑو گی۔

بس یہیں۔ گھوڑے سمجھدار ہیں۔ برف کے میدانوں میں داخل ہونے کے بعد یہ سرسبز میدانوں میں گھومنا پسند کریں گے۔

لیکن اس کے بعد گوگلا۔

اس کے بعد علم کا سفر شروع ہوگا۔

اوہو۔ ہاں میں سمجھتا ہوں کہ ہم گھوڑوں کے محتاج نہیں ہوں گے۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور گوگلا بھی مسکرانے لگی۔

لیکن گوگلا یہاں سے وہ جگہ کتنی دور ہے جہاں ہمیں استاد علم سلاکوس سے ملاقات کرنا ہے۔

سلاکوس کے بارے میں میں تمہیں اتنا بتا دوں کہ [illegible] ہے، وہ سمندر ہے۔ اس کے سانسوں کی آواز اس زمین کے [illegible] سنی جا سکتی ہے۔ اس کے قدموں کی چاپ کہیں اور کسی وقت بھی سنائی دے سکتی ہے۔ اس کے علم کی عظمت [illegible] بھی اس کی خدمت میں حاضر ہونے کی کوشش کی ہے لیکن [illegible] عظیم سلاکوس اسے ناپسند کرتا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ [illegible] اس کے پاس آیا تھا اور سلاکوس اسے وہ علم نہیں دینا چاہتا تھا۔

لیکن کاس یہ ذہن محدود نہیں ہے یہاں علم کا ایک لامتناہی سمندر ہے جس کا سلسلہ غیر محدود ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کیا ایسی آوازیں جو کچھ میں آنے والی ہیں کس کی ہیں۔ کون ہے وہ۔ جو علم کے سمندر کا ایک عظیم سپاہی ہے۔ [illegible] ہیں۔ شخصیت آشنا ہوتے ہیں [illegible] کے لیے ہمیشہ کوشاں رہیں۔

لیکن [illegible] تعلیم لی وہ بھی علم ہیں [illegible] وہ بھی علم کے سمندر ہیں۔ ان کا بھی علم محدود نہیں ہے۔ [illegible] تمہیں یہی بتا رہی تھی کہ سلاکوس لا محدود ہے [illegible] لیکن یہ دوسری بات ہے کہ وہ اس آواز پر توجہ نہ دے [illegible] جس جگہ اس نے مجھے تعلیم دی تھی اور جس جگہ پہنچ کر [illegible] اور وہ جگہ برف کی یہ وادی ہی ہے۔ میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ سلاکوس [illegible] اس کی عبادت گاہ [illegible] کہ اس کی علم گاہ انہی [illegible] پہاڑوں کے پیچھے ہے اور وہ [illegible] سکون محسوس کرتا ہے۔ کیونکہ وہ دنیا کے ہنگاموں سے کنارہ کش ہو چکا ہے۔ اس نے اپنی زندگی علم کے حصول ہی [illegible] وقف کر دی ہے۔ وہ خوش نصیب ہوتے ہیں اگر اس تک پہنچ جائیں [illegible] علم کے سمندر [illegible] قدرت کے غیب [illegible]

اب یہ میرا [illegible] کی بات ہے کہ میں [illegible] اس بات پر آمادہ کر سکوں کہ جس مقصد کے تحت میں اس کے پاس آئی تھی وہ پورا نہیں ہو سکا اور مجھے [illegible] کچھ قوتوں کی ضرورت ہے۔ یہ قوتیں مجھے [illegible] کاس کی شکل میں [illegible] تب بھی مجھے اعتراض نہیں ہے کیونکہ [illegible] میں تنہا ان قوتوں کی مالک ہوں۔

[illegible] تم مجھے [illegible] پسند کرتے ہو اور میں بھی چاہتی ہوں [illegible] لا محدود قوتوں کے مالک ہو۔ تمہاری جسمانی قوتیں جس وجہ سے بھی ہوں [illegible] پر اسرار علم ہے [illegible] میں تمہیں بے پناہ پسند کرتی ہوں اور میری [illegible] ہے کہ تم جو میری زندگی میں ایک بہترین [illegible] ثابت ہو [illegible] تمہیں بہت کچھ [illegible] سکتا ہے۔

سو ہم کچھ اور آگے بڑھیں گے اور اس کے بعد میں اپنی تمام تر [illegible] سلاکوس کو پکاروں گی۔ اور اپنی تقدیر کو [illegible]

جو کچھ گوگلا نے مجھے کہا تھا وہ میرے لیے بے حد حیرت انگیز [illegible] درخت کے نیچے کا [illegible] میرے لیے بہت دلکش تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ یہ سلاکوس علم کا [illegible] ہے۔ بڑی [illegible] خواہش تھی پروفیسر کہ اس زمین [illegible] مجھے اپنی نسل کا کوئی فرد مل جائے۔ ایک آدمی مجھے ایسا ملے جس سے میں پوچھوں

کہ زندگی کا یہ رخ کونسا ہے جس پر میں گامزن ہوں۔ اس دنیا کو میرے اندازے میں دیکھ کر اس کے بارے میں کیا فیصلہ کیا جا سکتا ہے [illegible] تم یقین کرو پروفیسر کہ کبھی کبھی تو میں خود اپنی نگاہوں میں ایک معمہ جانتا ہوں۔ میں سوچتا ہوں کہ میں زمین کے تمام انسانوں سے مختلف کیوں ہوں۔ [illegible] لیکن جو کچھ میرے اندر ہے [illegible] رہے گا۔ وہ میں تمہیں بتا چکا ہوں اس سے مختلف کوئی بات نہیں تھی۔

—— ہم برف کے اس [illegible] میدان میں آگے بڑھتے رہے اور پھر ایک [illegible] پہنچ کر گوگلا رک گئی۔

میری نگاہوں نے اس کا جائزہ لیا اور میں سمجھ گیا کہ یہ اس کی منزل ہے [illegible]

گوگلا رک گئی اور میں بھی رک گیا تھا۔ اس کے بعد اس نے میری جانب دیکھا تھا پھر وہ آہستہ سے بولی۔

کاس تم مجھ سے [illegible] دور چلے جاؤ کہ میں تمہیں ایک چھوٹے سے نقطے کی مانند نظر آؤں۔ اس سے زیادہ تمہیں کچھ احساس نہ ہو۔

گوگلا میں تمہیں اپنی قوتوں کے [illegible] بتا رہا ہوں۔ اگر تم مجھے تنہا دور چلے جانے کے لیے کہو گی کہ تم مجھے ایک نقطے کی مانند نظر آؤ [illegible] واپس جانا پڑے گا میں نے کہا۔

میں نہیں سمجھی گوگلا تعجب سے بولی۔

تم اس برف کے میدان کے آخری سرے پر چلی جاؤ گوگلا میں وہاں بھی تمہیں اسی انداز میں دیکھ سکوں گا جتنا یہاں اپنے قریب دیکھ رہا ہوں۔

سچ [illegible] گوگلا نے حیرت سے کہا۔

ہاں میری آنکھوں کی بینائی لا محدود ہے گوگلا میں نے جواب دیا۔

میں کچھ نہ کہوں گی کاس [illegible] تم جو کچھ ہو جس حد تک ہو وہ سب میرے لیے باعث تعجب ہے۔ خاص طور سے اس وقت جب کہ تم [illegible] تمہارے پاس وہ علوم نہیں ہیں جو جادو کہتے ہیں۔ ہاں اگر تم یہ کہتے کہ تمہارا جادو [illegible] بے پناہ مختلف ہے اور [illegible] ایسے علوم سیکھے ہیں جو تحت الثریٰ میں رہنے والوں کے لیے تعجب خیز ہیں، تو شاید مجھے اتنی حیرت نہ ہوتی۔ لیکن تم صرف یہ کہتے ہو کہ تمہاری ذہنی اور جسمانی قوتیں [illegible] تمام علوم پر سبقت حاصل ہے۔ تو وہ بات مجھے [illegible] ہے بہر صورت میرے کہنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ جب میں اپنے استاد سلاکوس کو آواز دوں گی تو یہاں خاصا ہنگامہ ہوگا۔ خاص طور

ہوگا اور میں یہ بھی نہیں چاہتی کہ سلاؤس غضبناک ہو کر میرے سامنے آئے کیونکہ میں اسے اس کی نیند سے جگاؤں گی۔ تو وہ نہیں سمجھے گا اور تو نہیں سمجھے کے بعد اس کے ذہن میں کوئی اور بات پیدا ہو جائے۔ یہ باتیں مجھے پریشان کرتی ہیں۔"

"مجھے تو وہ کچھ فاصلے پر پہنچا دے گر کلا۔ میں برف کے کسی تودے کی آڑ میں ہو جاؤں گا اور اس کے بعد تو اپنا کام کر اور بس اس سے زیادہ میرے بارے میں مت سوچ۔" میں نے کہا۔

"جیسی تمہاری مرضی کاس۔" گر کلا نے کہا۔ اور میں نے اسے چھوڑ دیا ــــ میں اس سے کافی دور نکل آیا۔ اور پھر چاروں طرف ایک بڑے تودے کی آڑ میں رک کر میں نے گر کلا کو دیکھا۔

گر کلا نے میری جانب سے توجہ چھوڑ دی تھی۔ اب وہ دو زانو ہو بیٹھی میں کچھ بڑبڑا رہی تھی اور اس کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آسمان کی جانب اٹھی ہوئی تھیں۔ کبھی کبھی یہ انگلیاں مڑتیں اور پھر سیدھی ہو جاتیں۔ پھر اس کے حلق سے ایک تیز آواز نکلی۔

"سلاؤس" بلا شبہ یہ آواز اتنی خوفناک اور اتنی شدید تھی کہ قرب و جوار سے برف کے ذرات اڑنے لگے۔ اور پوری وادی اس آواز سے تھرا گئی۔ اس آواز میں اتنی شدت تھی کہ میرے کانوں کے پردے پھٹنے لگے ــــ ماحول کی دلچسپی کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا پروفیسر گر کلا نے تین آوازیں دیں اور برف کے ذرات فضا میں اس قدر منتشر ہو گئے کہ فضا ان سے بھر گئی۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آواز کا یہ کرشمہ کیا تھا جس نے برف کو منتشر کر دیا تھا۔

ہاں تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک جگہ سے میں نے اس انداز میں دھواں سا اٹھتے دیکھا جیسے آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔ اور اس سے لاوا بہہ رہا ہو۔ لیکن یہ لاوا برف کا لاوا تھا۔ برف کے ذرات زمین سے بلند ہوتے جا رہے تھے اور پھر وہ اتنی بلندی پر پہنچ گئے کہ حیرت ہوتی تھی۔ برف کا ایک اور پہاڑ نمودار ہو گیا تھا جو ذرات کی شکل میں تھا۔

پھر یہ ذرات آہستہ آہستہ زمین پر بیٹھنے لگے۔ اور چند ساعت کے بعد جب ذرات کا دھواں چھٹا تو میں نے ایک انتہائی طویل القامت بڈھے کو دیکھا۔

اتنا طویل القامت جس کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ گر کلا اس کے قدموں کے نزدیک ایک ننھی سی گڑیا محسوس ہو رہی تھی۔ بوڑھا جو برف کا بنا ہوا معلوم ہو رہا تھا اپنی نیلی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے نیچے نگاہ کی اور گر کلا کو دیکھا۔ چند ساعت وہ اسے دیکھتا رہا پھر اس کا جسم چھوٹا ہونے لگا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ پوری طرح انسانی شکل میں آ گیا۔

گر میں ان دونوں سے مناسب فاصلے پر تھا لیکن ان کی آواز سن سکتا تھا۔ ان کی حرکات دیکھ سکتا تھا۔ گر کلا نے سر جھکایا تو اس برف کے بڈھے کی آواز ابھری۔

"کون ہے تو ــــ؟"

"گر کلا ہوں سلاؤس، تیرے قدموں میں ایک طویل عرصہ گزار چکی ہوں۔" گر کلا نے جواب دیا۔

"تب تو یہ جانتی ہوگی کہ میں اپنی نیند اور آرام میں خلل اندازی پسند نہیں کرتا۔" سلاؤس نے کہا۔

"میں جانتی ہوں سلاؤس۔" گر کلا نے جواب دیا۔

"اس کے باوجود تو نے مجھے ان آوازوں میں پکارا جو میری نیند میں خلل انداز ہوتی ہیں اور ان آوازوں سے کوئی اجنبی واقف نہیں۔ لیکن تو نے ان سے فائدہ اٹھایا جو تجھے میری بتائی ہوئی تھیں۔"

"ہاں سلاؤس۔" گر کلا نے صاف لہجے میں کہا۔

"تب یقیناً کوئی ایسی ہی بات ہوگی جس کے لئے تجھے یقین ہوگا کہ میں اسے سن کر اپنی نیند میں خلل اندازی پر ناراض نہیں ہوں گا۔"

"نہیں سلاؤس طاقت اور عظمت کا دیوتا ہے۔ تیرے پاس وہ قوتیں ہیں جو تجھے عام کاموں سے برتر کرتی ہیں لیکن وہ جن کے پاس قوتیں نہیں ہیں وہ کہاں جائیں۔ اگر وہ اپنی الجھنیں اپنی پریشانیاں لے کر تیرے پاس آتے ہیں تو اس لئے کہ وہ تجھ پر مان رکھتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ سلاؤس انہیں مایوس نہیں کرے گا۔" گر کلا نے جواب دیا۔

"لیکن سلاؤس کسی کا پابند نہیں ہے کہ جب کوئی اسے پکارے وہ اس کی خدمت میں پہنچ جائے۔"

"میں یہ بھی جانتی ہوں عظیم سلاؤس لیکن صرف یہ بتا کہ میری الجھن مجھے کہاں لے جاتی۔ کیونکہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ تیرا دیا ہوا ہے یہ اس صورت میں بھی تیرے پاس نہ آتی تو کہاں جاتی۔"

"تو کس الجھن میں گرفتار ہے گر کلا؟"

"سلاؤس تو نے میری جانب سے اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں تو ابھی تک نیند میں گم ہے۔ اس لئے تو نے مجھے پہچانا اور نہ کچھ میرے بارے میں سوچا۔ اور شاید یہ سوچ بھی نہیں سکتی کہ سلاؤس ان لوگوں سے کوئی سوال کر سکے جو اس کی بارگاہ میں صرف اس لئے حاضر ہوتے ہیں کہ مدد چاہیں۔ سلاؤس کا علم لامحدود ہے اور سلاؤس کی قوتیں بھی لامحدود ہیں اور لامحدود قوتوں کا مالک اپنی قوتیں سمیٹے برف کی گہرائیوں میں ہے اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ وہ حکمران ہے اور جو لوگ اس کے مقابل تھے اس سے شکست کھا چکے ہیں۔ نیند کی یہ سرگرمی ہے اور وہ اپنی دنیا میں مگن رہتا ہے لیکن وہ جو اس کے طالب ہوتے ہیں آخر کار وہ کس کے پاس جائیں گے۔ ظاہر ہے انہیں سلاؤس کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ سلاؤس کے غلام ہوتے ہیں۔"

سلاؤس چند ساعت خاموش رہا پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ گر کلا سے مخاطب ہو کر بولا۔ "تیرے ساتھ اور کون ہے؟"

"عظیم سلاؤس کی قوتیں جاگ رہی ہیں۔" گر کلا مسکراتے ہوئے بولی اور سلاؤس کے چہرے پر مسکراہٹ پیدا ہو گئی۔

"اسے آواز دے۔"

"جو حکم سلاؤس۔" گر کلا نے کہا ــــ اور مجھے آواز دی۔

"کاس۔ سامنے آ جاؤ۔"

اور میں برف کے تودے سے باہر نکل آیا۔ میں گر کلا اور سلاؤس کی ساری باتیں سن چکا تھا۔

سلاؤس نے اپنی سرد نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ دیکھتا رہا اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی آنکھوں کی روشنیاں جاگ اٹھی ہوں۔ اس کی نگاہوں میں دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ اس نے مجھے سر سے پاؤں تک بغور دیکھا اور پھر آہستہ سے مسکرا دیا۔

میں اور سلاؤس کے کچھ کہنے کا انتظار کر رہا تھا۔ جب بوڑھا سیر بغور جائزہ لے چکا تو گر کلا سے مخاطب ہوا۔

"واہ۔ انوکھا انسان ہے۔ گر کلا یہ کون ہے؟"

"عظیم سلاؤس اس نے اپنا نام کاس بتایا ہے۔ لیکن میں چھوٹی چھوٹی قوتوں کے ساتھ میں اسے کاس تسلیم کر چکی ہوں۔"

"صرف کاس۔" سلاؤس نے استہزائیہ انداز میں کہا اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

سلاؤس کے لہجے میں کوئی ایسی ہی بات تھی جس نے مجھے چونکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ تاہم میں نے کوئی ردعمل ظاہر نہ کیا۔ حالانکہ میرے ذہن میں بھی بہت سے سوالات پیدا ہو گئے تھے۔ لیکن میں صرف انہیں ہی دیکھتا رہا تھا۔

"میں تو نہیں سمجھی سلاؤس۔"

"تو کبھی نہیں سمجھے گی گر کلا۔ ابھی تیرا علم محدود ہے۔" سلاؤس نے کہا اور پھر میری جانب دیکھ کر بولا۔

"کاس۔ صرف کاس ــــ خوب۔ یقیناً تجھے اپنی اس قدر ذہین پر فخر ہونا چاہئے تھا لیکن تو جو سراسر زمین ہے شاید ہی بہت کی مانند اور یہ بھی ممکن ہے کہ شاید تو نے زندگی کا طویل حصہ برف کے نیچے گزارا ہو بہرحال میں پہلے گر کلا سے بات کر لوں پھر تجھ سے تفصیلی گفتگو کروں گا۔"

عالم بڈھے کی یہ گفتگو میرے لئے خاصی سنسنی خیز تھی اس نے جس انداز میں بے حجاب ہو کر مجھے بغیر میرے بارے میں تبصرہ کیا تھا اس نے مجھے چونکا دیا تھا۔ چنانچہ میں اس کی بات میں دلچسپی لینے پر مجبور ہو گیا تھا۔ تب سلاؤس گر کلا کی جانب متوجہ ہو کر بولا۔

"کیا تو بتائے گی گر کلا کہ مسکن کیا ناپسند کرنے لگی؟"

"عظیم سلاؤس اپنی اس خادمہ سے سوال نہ کر۔ اسے صرف حکم دے۔ کیا میں اس قابل ہوں کہ دوبارہ عظمت کی اس روشن گاہ تک



چپ رہ سکوں؟"

"ہاں گوکلا نے مجھے آزادی دی تھی اور میں اپنی خلوت پسند طبیعت کے ساتھ سکون میں مداخلت پسند نہیں کرتا۔ تو نے جو الفاظ کہہ کر مجھے متاثر کرنے کی کوشش کی وہ اگرچہ مجھے ضرور متاثر کرتے لیکن اس کے باوجود وہ مجھے مطمئن نہیں کر سکتے تھے لیکن تمہارے ساتھ جو ہے دیکھنے کے بعد میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ آؤ۔۔۔ آؤ۔"

بوڑھا آگے بڑھ گیا۔ گوکلا میری طرف دیکھ کر مسکرائی اور پھر ہم دونوں بوڑھے کے پیچھے چل پڑے۔ زیادہ نہیں چلنا پڑا۔ بوڑھا برف کی زمین کے ایک غار کے نزدیک پہنچ گیا۔ اور پھر وہ غار کی گہرائیوں میں اترنے لگا۔ یہاں بھی سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ لیکن ہم زیادہ گہرائیوں میں نہیں گئے۔

یہ ایک عظیم الشان غار تھا۔ لاانتہا وسیع اور کشادہ۔ جگہ جگہ یہاں بے انتہا چیزیں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ عجیب چیزیں ہیں۔ ان میں زمانہ قدیم کے ان جانوروں کے عظیم الشان ڈھانچے بھی موجود تھے جو اب مفقود ہیں۔ بڑی بڑی مچھلیوں کے اجسام بھی تھے۔ انسانی ڈھانچوں کی تعداد بھی کافی تھی۔ ٹیسٹ ٹیوب، مرتبان بھی رکھے ہوئے تھے۔ ایک جگہ حوض میں زندہ مچھلیاں بھی تیر رہی تھیں۔ مصنوعی درخت بھی تھے۔ سب سے حیرت انگیز وہ درخت تھے جو زمین میں الٹے طور پر لٹکے ہوئے تھے اور ان پر پھل لٹکے ہوئے تھے حالانکہ یہاں دھوپ وغیرہ کا کوئی گزر نہیں تھا۔

خوش رکھنے کے قابل جگہ تھی۔ اور میں نے دیکھا۔ مطمئن تھا اور بوڑھا میری صورت دیکھ رہا تھا۔ گویا ہم دونوں ایک دوسرے کو پہچاننے کی کوشش کر رہے تھے پھر میری نگاہیں بڑھے سے ملیں اور وہ مسکرایا۔

"میں اپنی اس مختصر سی دنیا میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں کالاس!" اس نے کہا۔

"اور میں تمہاری اس توجہ کا شکر گزار ہوں۔"

"میری توجہ نہیں کالاس میری ذمہ داری ہے مقصد نہیں ہے میرا علم میرے ذہن پر کچھ کیسی مارا ہے اور میرے علم نے کبھی مجھے دھوکا نہیں دیا۔"

"شاید!" میں نے آہستہ سے کہا۔

"بہر حال تم پہلے اس کی سنیں گے۔ میں نے سپے جیا گیا ہوں، یا گو کہ مجھے یاد آ گیا ہے کہ میں نے تمہیں جو لکھا تھا لیکن اس وقت تیرے سینے میں انتقام کی آگ روشن تھی۔"

"وہ آگ اب بھی سلگ رہی ہے سلاوس۔"

"کیا تو اپنا انتقام نہیں لے سکتی؟"

"نہیں مقدس سلاوس، تو نے گوکلا کو وہ علم نہیں دیا جو یوشنا کے مقابلے میں برتر ثابت ہو سکے۔"

"اس کی وجہ میں نے تجھے بتائی تھی گوکلا۔ علم انسان کو صلاحیت و قدرت بخشتا ہے لیکن وہ جتنا زور ہو جائیں موم کی مانند

ہو جاتے ہیں۔ اور جب وہ پتھروں کی شکل میں منجمد رہتے ہیں تو زمین پگھل جاتی ہے کھیتیاں اجڑ جاتی ہیں، سرسبزی بکھر جاتی ہے۔ اگر تیرا علم تجھے موم بنا دیتا تو اس کے حصول میں کہیں آگے ہوتی؟"

"لیکن جس کا مقصد حیات انتقام ہو تو؟" گوکلا نے کہا۔

"تو علم اس سے بچا نہیں۔"

"لیکن تو گوکلا کھول کر سن لے سلاوس، میں یوشنا سے انتقام کی قوت تجھ سے حاصل کروں گی اگر تو مجھے اس غار سے باہر پھینک دے گا تو میں تجھے جیتے جی پکارتی رہوں گی۔ اور اس برف میں فنا ہو جاؤں گی میں تجھے نستیت کر جاؤں گی سلاوس یاد رکھنا۔" گوکلا کا چہرہ سنسنانے لگا اور سلاوس ہنس پڑا۔

"مقدس سچے پیدا کرتے ہیں۔ تیرا کیا خیال ہے صدیوں کا تجربہ کرکے" اس نے میری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن اس نے جس انداز میں مجھے پکارا تھا اس نے میرے احساس کو یقین کی شکل دے دی۔ بوڑھا دانش بلاشبہ اپنے علم میں ان تمام لوگوں سے آگے تھا جو اب تک مجھے مل چکے تھے اور میں اتنی دیر سے اس علم (اگر) کی قدر کر رہا ہوں۔

سو میرے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔ "ہاں تیرا خیال درست ہے سلاوس۔"

"لیکن میں اس مقدس لڑکی کا کیا کروں۔۔۔؟"

"جو کہ اس کی مدد کرنا ضروری ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"لیکن علم آدمیوں کو رسوا کرتا ہے۔ طاقت کی دنیا ان کو بہت حاسکتی ہوتی ہے۔ میں اس کے انتقام کی تکمیل کے لئے اسے دوں گی دیدہ ور اس کی یہ اول چوکی۔"

"میں تو اس کی مدد نہیں مانگ رہی سلاوس۔ اگر تیرا خیال ہے کہ میں تیرے دیئے ہوئے علم کو اس انتقام کے بعد بھی ناجائز طور پر استعمال کروں گی تو اس کے لئے میری ایک تجویز ہے۔" گوکلا نے کہا۔

"کیا۔۔۔؟" سلاوس نے پوچھا۔

"مقدس سلاوس۔ اس نے اپنا نام پوچھ بنا لیا ہے۔ اس کے لئے ایسے میں عجیب و غریب باتیں بتائی ہیں۔ اور بہت حیرت کن بات ہے کہ وہ کچھ کرتا ہے وہ کر دکھاتا ہے۔ اس کے علوم منفرد ہیں۔ ہاں میں نے اسے طلسم کشی کے نیچے سے نکال کر آگ میں جھونک دیا۔ لیکن آگ نے اسے اور روشن کر دیا۔ اور مقدس سلاوس تو جانتا ہے کہ آگ سارے علم ختم کر دیتی ہے لیکن اس کی قوتیں بحال رہیں۔ یوشنا نے اپنے خاص طور سے قوتیں دیں اور مجھے تباہ کرنے کے لئے کہا لیکن اس نے اپنے ہاتھوں سے ان کو ختم کر دیا۔ اس کے باوجود یوشنا کے مقابلے کے لئے میں نے جو کچھ پایا، میں چاہتی ہوں کہ تو اسے وہ قوتیں عطا کر کہ میری جانب سے یوشنا کو شکست دے اور اسے شکست دے۔"

"اوہ۔۔۔ تو تو اس کے لئے چاہتی ہے؟"

تب اس نے میرا بازو پکڑ کر مجھے گھسیٹ لیا اور غور سے مجھے دیکھنے لگا۔ اور ایک بار پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ "میرے علم نے میری آنکھوں کو جو بینائی بخشی ہے اس کے تحت اگر تو واقعات ہیں تیرے اندازے غلط نہیں نکلے۔ تیرا تجربہ میرے علم میں اضافہ کرے گا۔"

"میرا تجربہ۔۔۔؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں تو صدیوں کی پراسرار کتاب ہے۔ میرا علم مجھے یہی بتاتا ہے اور تیرے اندر جانے کیا کیا چھپا ہوا ہے میں ان اندازوں میں اسے تلاش کروں گا۔"

"تب میں تجھے کتاب پڑھنے کی دعوت دیتا ہوں۔"

"میں تیرا شکر گزار ہوں۔ آ اب میں تجھے سوز دیتا ہوں ... رہنمائی کروں۔ اس طرف آ۔" اس نے کہا۔ اور مجھے پھر ایک طرف گھسیٹ لیا۔ خود ان اندازوں سے بچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور میرے بدن میں سرسراہٹ پیدا ہونے لگیں۔ بلاشبہ میری جگہ بجائے بزرگ زیادہ بھی میری طرح کوئی دوسرا ہوتا تو اس کی رگوں میں خون جم کر رہ جاتا۔ لیکن میرے بدن کو ٹھنڈک برداشت کرنے کی عادت تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد میں بدن میں بھی ہٹ گیا۔ تب اس نے مجھے بہت سے زاویے دکھائے اور اس کا دانشکدہ در حقیقت ایسا تھا کہ میں خود کو ایسا محسوس کرنے لگا کہ جیسے کہ زندگی کی کتاب یہیں بند کر دوں اور اس پر تبصرہ کر جاؤں۔ لیکن ابھی صاحب علم کا قول میرے ہاتھوں کبھی نہیں ہو سکتا تھا۔

"میرے دل میں تو بے شمار سوالات ہیں جو میں تجھ سے کرنا چاہتا ہوں اور یہ سمجھتا ہوں میں ان کی ترتیب درست نہیں کر پا رہا لیکن ان کے بغیر میں تجھ سے سوالات بھی نہیں کر سکتا۔ تو نے اس دانشکدے کو دیکھا کیسا لگا۔۔۔؟"

"میں نے اس سے قبل کسی ایسی جگہ کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔"

"میں نے اسے اندازوں سے تعمیر کیا ہے ابھی اس کے بہت سے پہلو باقی ہیں۔ لیکن تو نے یہ بھی سمجھا کہ میں نے تجھے شرف ہم آگ اور سرکاریں کی طرح دھکیل دیا۔ حالانکہ میں تیری موت نہیں چاہتا تھا۔"

"اس سلسلے میں کیا کہو گے؟"

"علم کا امتحان۔"

"بے شک یہ میں نے بھی تسلیم کر لیا۔ اور تمہارے اس دانشکدے کو بھی بزرگ دانش سمجھتا ہوں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ تم وہ کہو جو کہنا چاہتے ہو۔"

"تب یہاں سے چلو دانشکدے کو میں بیٹھ کر گفتگو کریں گے۔"

"مجبوراً میں نے کہا اور ہم اس عجیب و غریب جگہ سے باہر آ گئے اور اب اس بوڑھے کا عاشق ہو گیا تھا۔ بلاشبہ اس کا علم بے پناہ تھا۔ اور اس نے مجھ کو کیا تھا وہ بہت خوب تھا۔ ایک دوسری جگہ ہم دونوں آ بیٹھے۔"

"پہلے میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔" سلاوس نے کہا۔

"ضرور۔"

"گوکلا کے لئے تم کس قدر سنجیدہ ہو۔۔۔؟"

"اس کی خواہشات پوری ہو جانا چاہئیں۔"

"ہاں۔ یوشنا بلاشبہ بے پناہ پراسرار قوتوں کا مالک ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ بہتر نہیں ہے اسے اپنی طاقت پر ناز ہے اور اس طاقت کے ساتھ وہ انصاف نہیں کرتا۔ ایک زمانے میں وہ میرے پاس بھی حصول علم کے لئے آیا تھا لیکن میں نے اس سے معذرت کر لی۔ میں اپنا علم غلط استعمال کرنے کے لئے نہیں دے سکتا تھا۔ لیکن گوکلا بھی انتقام کی دیوانی ہے۔ خیر ایک بات اور بتاؤ۔ جب تم اس کی مدد کرنا چاہتے ہو تو پھر تم اسے یہاں کیوں لائے؟"

"خود اس کی خواہش تھی۔"

"کیا مطلب؟"

"میں جانے یوشنا کے پہلے پر اپنے طلوس کو ختم کر دیا۔ لیکن میں نے گوکلا کو یہ بات بتائی تھی کہ میں نے علم کی نہیں جسم کی قوتوں سے ختم کیا ہے اور ان قوتوں کے بارے میں میں اسے بہت سے خبر دے چکا تھا چنانچہ گوکلا نے فیصلہ کیا کہ پہلے مجھے تمہارے پاس لائے اور تم سے درخواست کرے کہ مجھے علم کی قوت بھی دو۔ اس کے بعد مجھے یوشنا کے مقابلے پر لے جایا جائے۔"

"لیکن تم نے اس فیصلے سے اتفاق کیوں کیا۔۔۔؟" بوڑھا غور سے مجھے دیکھتے ہوئے سوالات کر رہا تھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے؟" میں نے پوچھا۔

"میرا علم مجھ کو نہیں بتاتا کہ تمہیں اس قوت کی ضرورت نہیں تھی۔ تم اپنے تجربات میں اضافہ کرنے کے لئے بات مان سکتے تھے لیکن کسی بے قوت کو تم کسی کے مقابلے کی تیاری بھی نہیں کر سکتے۔"

بوڑھے کی ذہانت مجھے متحیر کر دیتی تھی پروفیسر، میری داستان میں تم ایسے کئی مدبر دانشوروں کے بارے میں سن چکے ہو جنہوں نے میرے بارے میں جاننے کے دعوے کئے، ان میں بڑے بڑے ستارہ داں بھی تھے۔ لیکن ستارہ داں میرا ماضی اُلجھا ہوا ہے اس لئے وہ کچھ نہ بتا سکے لیکن یہ شخص اس طرح میرے بارے میں گفتگو کر رہا تھا جیسے میرے اوپر ایک نگاہ ڈالنے کے بعد ہی میرے بارے میں سب کچھ جان گیا ہو۔

"کیوں۔ تم نے یہ کیوں سوچا؟"

"اس لئے کہ تم اپنی قوت سے مطمئن ہو اور یہ اطمینان تمہارے چہرے اور بدن کے ایک ایک عضو سے نمایاں ہے۔" سلاوس نے جواب دیا۔

"تیرے دعوے بڑے فیصلہ کن ہوتے ہیں سلاوس۔ کیا تیرے خیال میں تیرے اندازے میں کوئی چوک نہیں ہو سکتی۔۔۔؟"

"کیوں نہیں۔ لیکن میں تجھے مکمل طور پر جان سکتا ہوں۔"

"تب پھر کہیں۔ پہلے تو مجھے میرے بارے میں سب کچھ بتا دے اس کے بعد ہم دوسری باتیں کریں گے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خود تیرا کیا خیال ہے کاس۔ کیا تو پوشیدہ ہے؟"

"ہاں، بہت سوں نے مجھے میرے بارے میں بتانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔"

"ممکن ہے میرا علم بھی اس طور پر بہت محدود ہو لیکن اس کے باوجود میں کوشش کروں گا کہ دوسروں سے زیادہ بتا سکوں۔"

"تو نے ابتدائی اندازے کیا لگائے ہیں کہ کن کے تحت آرہا ہے؟"

"تیرا تعلق تحت الثریٰ سے نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے۔"

"لیکن اس کے باوجود تیرے چہرے پر صدیوں کے رنگ بکھرے ہوئے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"تیرے چہرے کے ہر نقش میں ماضی کی ایک داستان پوشیدہ ہے۔ تیری یہ چمکدار حسین آنکھیں کسی ایک دور کی تخلیق نہیں اور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تو نے طویل زمن اور ادوار کے نظارے کئے ہیں۔"

"یہ صرف تیرا مشاہدہ ہے۔"

"ہاں، میرے علم کا ایک حصہ۔"

"اس مشاہدے سے تو نے کیا اندازہ قائم کیا؟"

"یہی کہ تو ازلی حیثیت کا انسان ہے۔ کیونکہ اس دور کی دنیا میں اتنی طویل عمریں نہیں ہوتیں کہ صدیوں کے نقش چہروں پر بکھر جائیں۔ اس لئے بلاشبہ تو دوسروں سے مختلف اور عجیب تر انسان ہے۔"

"خوب۔ پھر تو نے مشاہدے کی بات کی۔ اب اپنے علم کی روشنی میں میری تفسیر بتا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تم جانتے ہو پروفیسر کہ میں خورستان کا شوقین نہیں تھا اپنے بارے میں اس کے منہ سے سن کر اس کے تجربے سے لطف اندوز نہیں ہونا چاہتا تھا بلکہ مجھے عظیم انسانوں کی تلاش رہتی تھی۔ بوڑھے کے اس طلسم خانہ میں میں نے جو کچھ دیکھا تھا وہ اسرار و تدبر کی اعلیٰ مثال تھا، اور اگر یہ شخص علم و ہنر کا سمندر ہے تو میں بھی اس سے بہرہ ور ہونا چاہتا تھا۔ چنانچہ یہ خواہش صرف اسی طلب کا نتیجہ تھی۔

"یقیناً لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ ہم دونوں ایک دوسرے کے بارے میں جاننے کے شوقین ہیں۔ مجھے تیری ذات سے لگاؤ ہے تو تجھے میرے علم سے۔ کیا میں نے غلط کہا؟"

"نہیں۔ تیرا خیال درست ہے۔"

"تو میں خود بھی دیر کرنے کا قائل نہیں ہوں۔ لیکن یہ تو بتا کیا تو اس دنیا کے لوگوں کی مانند آرام کا قائل ہے؟"

"نہیں۔ بلکہ میں اس سلسلے میں تمہارا دنیا کے تمام لوگوں سے زیادہ متاثر ہوں۔"

"یعنی ۔۔۔؟"

"یعنی یہ کہ انسان اپنی جسمانی قوتوں کے تحت جب تک مصروف عمل رہ سکے رہے اور جب تھکن محسوس کرے تو آرام کرے۔ ایک تعین کے تحت آرام کا وقت کم از کم میرے جیسے انسان کے لئے ضروری نہیں ہے۔"

"ہاں یہی بات ہے۔ یہاں دن نکلتا ہے، رات ہوتی ہے، بس جب تھکن محسوس کرو، آرام کرو۔ لیکن تو نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔"

"نہیں سلاوس۔ میں آرام کی ضرورت نہیں محسوس کر رہا بلکہ تیرے جیسے عالم کے ساتھ تو شاید میں کبھی تھکن نہ محسوس کروں۔"

"تب پھر آ۔ ہم ایک بار پھر اسی دانشکدے میں چلتے ہیں۔ میں وہاں تیرا مشاہدہ کروں گا، اور اپنے ذہن میں اس کی تفسیر تحریر کروں گا۔ کیا تو اس کے لئے تیار ہے؟"

"یقیناً۔" میں نے جواب دیا۔ اور ہم دونوں اس نشست گاہ سے اٹھ گئے۔ ایک بار پھر میں زندگی کی اس پراسرار دنیا میں پہنچ گیا جو بلاشبہ میرے لئے پرکشش تھی۔

"اس دانشکدے میں کائنات کا ہر راز موجود ہے۔ آ میں تجھے ماضی کے سائے میں کھڑا کر دوں اس طرف آ۔" اس نے کہا اور میں نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔ بوڑھا سلاوس مجھے ایک رخ پر کھڑا کر کے ہٹ گیا اور پھر اس کی نگاہیں اوپر اٹھ گئیں۔ میں اسے دیکھتا رہا، اور اس کے ساتھ ساتھ میری نگاہیں بھی ان اطراف کا طواف کر رہی تھیں جہاں وہ دیکھ رہا تھا۔

دانشکدے کے رنگین زاویوں میں ابھر کر میں نے کتنی دیر گزار دی۔ میں نے اپنی کیفیت تبدیل نہیں کی تھی۔ بوڑھے سلاوس کے ساتھ میں مکمل تعاون چاہتا تھا اور تعاون کر بھی رہا تھا۔

بہرصورت پروفیسر ایک بات کا تو میں اندازہ لگا چکا تھا وہ یہ کہ بلاشبہ ان تمام دانشوروں سے زیادہ دانشور اور ان تمام علما سے زیادہ باعلم ہے جو مجھے مل چکے تھے۔ جنہوں نے اپنے طور پر ستاروں میں اور بہت سے علوم میں کمال حاصل کیا تھا۔ سلاوس ان سے افضل و اعلیٰ تھا اور اس کا شاہکار صرف اس دانشکدہ سے عیاں تھا جس کی دیواریں ہشت پہلو تھیں اور ہر دیوار ایک نئے جہان کی حامل تھی اور ہر زاویہ ایک نئے علم کا منبع۔

کافی دیر اسی طرح گزر گئی۔ سلاوس کی نگاہیں جھکتی رہیں اور اس کے چہرے پر مختلف تاثرات ابھرتے رہے۔ گو میں ان تاثرات کا صحیح تجزیہ نہ کر سکا تھا لیکن یہ اتنا سمجھ رہا تھا کہ کوئی ایسی بات ہے جس نے سلاوس کو متحیر کیا ہے۔ اس نے گردن جھکائی اور کافی دیر تک آنکھیں بند کئے رہا۔ پھر نگاہیں اٹھا کر میری جانب دیکھا۔

"تیرا شکریہ صدیوں کے بیٹے، تیرا شکریہ۔ اب اس دنیا

سے واپس آجا۔" اس نے کہا۔

اور پروفیسر اس نے مجھے جس نام سے پکارا تھا، بلاشبہ اس میں اس کے علم کی تفسیر تھی۔ میں نے آخری بار اسے معتبر دانشور تسلیم کیا اور میرے دل میں اس کا بے پناہ احترام جاگ اٹھا۔

میں نے تہیہ کر لیا پروفیسر کہ اگر یہ شخص میرا دوست بن کر مجھے اپنے علم سے روشناس کرائے گا تو شاید ساری زندگی میں اس سے زیادہ کسی کی عزت نہیں کروں گا۔ چنانچہ میں اس کے کہنے سے ہٹ گیا۔ اس نے میرے بدن کو ٹٹول کر دیکھا اور تحیر آمیز انداز میں بولا۔

"بلاشبہ تو میری زندگی کے سارے علوم کا ذخیرہ ہے، ایک خزانہ ہے جو میں نے تیری شکل میں دیکھا اور پایا اور میں اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ تیری قیمت اتنی ہے کہ میرا یہ سب کارخانہ یہ دانش کدہ جو میں نے شدید محنت کے بعد زمین کے نیچے قائم کیا ہوا ہے اور یہ ساری کاوشیں جو میں نے آج تک کی ہیں، اگر تیرے عوض رکھی جائیں تو تو اس سے کہیں زیادہ قیمتی ہے۔"

"او سلاوس تم نے میری اتنی تعریفیں کر دیں کہ میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ اب تمہارا شکریہ ادا کروں یا احمقوں کی طرح سے تمہاری شکل دیکھوں۔" میں نے کہا۔

"نہیں میرے دوست نہیں۔ تو کائنات کی ایک ایسی تفسیر ہے کہ میں حیران رہ گیا ہوں۔ ہاں اگر تو چاہے تو دوستی کے سلوک کے طور پر تو صرف میرے ساتھ تعاون کر جو میں تجھے کہوں، اس کی حقیقت کا اعتراف یا انکار کرتا رہ۔"

"ٹھیک ہے میں تیار ہوں۔"

"تب آ۔ اب ہم یہاں سے چلتے ہیں۔ اور میں تجھے تیرے بارے میں بتاؤں۔ پھر تو مجھ سے جو سوالات چاہے کر۔" بوڑھے نے کہا اور ایک بار پھر ہم وہاں سے نکل آئے ______ ان تمام حالات میں کسی بوریت کا تعلق نہیں تھا خاصی دلچسپ صورت حال تھی۔

نشست گاہ میں آکر ہم بیٹھ گئے۔ سلاوس بدستور پرشوق نگاہوں سے مجھے دیکھے جا رہا تھا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر میری دونوں آنکھیں چوم لیں۔

"ان آنکھوں نے صدیاں دیکھی ہیں۔ ان آنکھوں نے وہ سب کچھ دیکھا ہے جو کوئی اور نہیں دیکھ سکا ہو گا۔ بلاشبہ ___ بلاشبہ یہ آنکھیں عظیم ہیں۔ میں نہیں جانتا میرے دوست کہ میں تجھے کس نام سے پکاروں۔ اگر میں تجھے صدیوں سا کہوں تو غلط نہ ہوگا بلکہ میرے خیال میں یہی بہتر ہے۔ لیکن تو کوئی کلمہ کر کہ تجھے پہلے کس نام سے پکارا جاتا تھا۔ میں تجھے پرانا کہوں یا کاس کہوں، صدیوں کا بیٹا کہوں یا کیا کہوں۔ کیا تو مجھے بتانا پسند کرے گا صدیوں کے بیٹے کہ میں تیرا کیا نام لوں؟" بوڑھے سلاوس نے پوچھا۔

"یہ تیری سوچ پر منحصر ہے سلاوس۔ تو جو نام چاہے مجھے دے۔" میں نے جواب دیا۔

"تب میں تجھے کاس ہی کہوں گا۔ بلاشبہ میں جسے کاس کہوں گا وہ درحقیقت کاس ہی ہو گا۔ ناقابل تسخیر۔ اور تو اس وقت سے ناقابل تسخیر ہے جب کہ تسخیر کا تصور بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ ہاں میرے دوست میرا علم یہی کہتا ہے۔ اور کیا تو اس بات کو بتانا پسند کرے گا کہ کیا تو نے دنیا کی ابتدا نہیں دیکھی۔ کیا تو نے اس وقت بھی اپنے آپ کو محسوس نہیں کیا تھا جب انسان حشرات سے بہت دور تھا۔ جواب دے میرے دوست جواب دے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں نے گزرا دن پالیا۔"

"اور پھر وقت کے چہرے اور دور کے ساتھ تیری زندگی آگے نہیں بڑھتی رہی۔۔؟" سلاوس نے سوال کیا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے سلاوس۔"

"تو نے دنیا میں تہذیب کا ارتقاء دیکھا۔ تو نے انسان کی عقل و دانش کا تماشا دیکھا۔ تو نے دیکھا کہ انسان کس طرح ترقی کی جانب گامزن ہوا۔ تو نے یہ بھی دیکھا کہ انسان کس طرح اپنے طور پر زندگی گزارنے کے بہتر ذرائع حاصل کر سکا۔"

اور میں بوڑھے سلاوس کی باتوں کو غور سے سنتا رہا، اور اس کے مشاہدے کا قائل ہو گیا۔ وہ اپنے ذہن میں کیا تھا۔ اور میں اسے تسلیم کر چکا تھا۔ "تو نے ٹھیک کہا بوڑھے سلاوس، میں تیری قدر تیری عزت کرتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"سن صدیوں کے بیٹے سن۔ تو ہر دور میں انسان کا ساتھی رہا ہے میرے دوست لیکن اس کے باوجود میں یہ کہوں گا کہ میرا سارا علم تیری شخصیت کے سامنے نااہل ہو جاتا ہے۔ میں حیرت سے دیکھتا ہوں کہ تو وہ ہے جس کے لئے کوئی تعین نہیں کیا جا سکتا، اور جس کا علم نہ ستاروں میں پوشیدہ ہے اور نہ چاند کی روشنی میں، نہ زمین کی تہہ میں، نہ آسمان کی وسعتوں میں۔ ہاں تیرے بارے میں کوئی حتمی بات تو شاید کوئی بھی نہ کہہ سکے، اور جو کچھ بتانے کی کوشش کرے گا تیرے لئے وہ حتمی نہ ہو گا۔ میں نے تیری شخصیت کو جانچا ہے لیکن تیری ماہیت اور علمیت سے ابھی تک لاعلم ہوں۔"

"تمہارا خیال درست ہے سلاوس، اپنی ماہیت کے بارے میں تو کوئی آخری فیصلہ میں بھی نہیں کر پایا ہوں۔"

"اور میں نے تیرے بارے میں جو کچھ کہا کیا اس میں میں غلط ہوں؟"

"نہیں۔ میرا خیال ہے جن صدیوں کا تم ذکر کر چکے ہو وہ صدیاں میری زندگی میں آ کر گزر چکی ہیں اور ان صدیوں میں مجھے بے شمار دانشور ملے۔ بے شمار ستارہ شناس ملے۔ یونان میں، مصر میں، بابل میں اور نہ جانے کہاں کہاں میری ایسے لوگوں سے ملاقاتیں رہیں جو علم و دانش کا پیکر تھے اور جنہوں نے دنیا کا ایک ایک راز معلوم کر لیا تھا لیکن میرے

بات میں کوئی بھی اتنی تفصیل سے نہیں بتا سکا جتنا کہ تم نے بتایا ہے۔ اور بلاشبہ مجھے وہ سارے اور راز یاد ہیں جن سے گزر کر میں تم تک پہنچا ہوں — سوچ میں نے غلط ہیں اس سے تمہارے علم کا اعتراف کیا ہے۔ سلاؤس اور میں نے نہیں ایک علمی مرتبہ تسلیم کر لیا ہے۔ یوں میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تم سے کوئی بات نہیں چھپاؤں گا جبکہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے مجھے متاثر کیا اور میرے بارے میں جاننے کی خواہش مند ہے لیکن میں نے انہیں تفصیل نہیں بتائی اور وہ تشنہ رہے۔

"تیرا وجود اس دنیا کے لیے ایک معمہ ہے اور میں تجھے خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ایک پیشکش بھی کرتا ہوں۔"

"کیا سلاؤس؟"

"میں نے جو کچھ حاصل کیا ہے، اب تک میں نے جتنا علم سیکھا ہے میں اس کا کوئی پہلو تجھ سے پوشیدہ نہیں رکھوں گا۔ سب کچھ تیرے سامنے واضح کر دوں گا تجھے بھی اور دوسروں کو، انسان کی کائنات کے سربستہ رازوں کی جستجو ہے اور میں ابھی انہی کا متلاشی ہوں۔ ہم دونوں مل کر اپنے علم کا تبادلہ کر کے اور نئے علم سیکھنے کی کوشش بھی کریں گے۔"

"مجھے منظور ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور پروفیسر بلاشبہ یہ دور میری زندگی کا سب سے شاندار دور ہے۔ اس دور کو میں ان صدیوں کا سنہرا دور کہوں گا جب کہ ایک عظیم دانشور میرے ہاتھ لگا تھا۔

"بڑی عمدہ بات ہوتی ہے۔ بہت ہی اعلیٰ۔ ہاں اب گوکلا کی بات کرو۔ اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"گوکلا سے جانتی ہے؟"

"ہاں۔ لیکن اس کی چاہت نے اب دشمنی کا رنگ بدل لیا ہے۔"

"کیا یہ دشمنی بھی محبت کا ایک رنگ نہیں ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"بلاشبہ۔ لیکن اس میں ایک تبدیلی کا امکان ہے۔" بوڑھے سلاؤس نے کہا۔

"وہ کیا؟"

"بعض اوقات رازدار بھی معیوب بن جاتے ہیں۔"

"اوہ۔ لیکن میں اس سے اس کی قربت نہیں چھینوں گا۔"

"عورت کا تیری زندگی میں کیا دخل ہے؟" سلاؤس نے پوچھا۔

"ایک ضرورت۔ ایک لمحاتی ضرورت۔ کبھی میں نے اسے دلکش بھی سمجھا ہے، عمر کا ساتھی بھی سمجھا ہے اور درحقیقت عورت کا ایک روپ کامل ہے۔ لیکن میرے لیے نہیں۔"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ اس کی عمر میرا ساتھ نہیں دے سکتی۔"

"وہ بوڑھی ہو جاتی ہوں گی۔"

"ہاں اور پھر مر جاتی ہیں۔"

"تیرے دل میں محبت کا عنصر ہے؟"

"ایک انسان ہی کی مانند۔" میں نے جواب دیا۔

"تو ہمدردی کو محبت نہیں سمجھتا؟"

"اس میں ایک تبدیلی کر لو۔ ہمدردی میرا ضمیر ہے۔ محبت میری ذہنی تخلیق ہے۔ میں محبت کو وہ رنگ نہیں دے سکتا جو انسان دیتے ہیں۔"

"یعنی؟"

"فنا و بقا میرے بس میں نہیں ہیں۔ میں نے کسی مرنے والے کو موت سے بچانے کی کوشش نہیں کی ہے۔ میں نے اسے زندہ کرنے کے خواب نہیں دیکھے اور جب وہ زندہ ہوتا ہے تو اس سے دوری کا تصور نہیں کیا۔ لیکن موت کے بعد سے صبر سے میں نے کوئی دشواری نہیں ہوتی۔"

"غالباً اسی لیے تو اس کا عادی ہو گیا ہو؟"

"سو فیصدی۔"

"تو عام انسانوں کی مانند کبھی تھکتا نہیں؟"

"نہیں۔ میری جسمانی قوتیں کبھی زوال پذیر نہیں ہوتیں۔"

"تجھے نیند آتی ہے؟"

"نیند نہیں البتہ میں عام انسانوں کی طرح کبھی کبھی سکون کا متلاشی ہوتا ہوں۔ لیکن اس وقت جب میرے سامنے کوئی مشغلہ نہ ہو۔ اور میں دنیا کے رنگ ڈھنگ دیکھتے دیکھتے عادی ہو گئے ہیں۔ چنانچہ رات گزر زندگی معطل ہو جاتی تھی اور اس کے ساتھ ہی مجھے بھی خاموش ہونا پڑتا تھا۔ ہاں میرے اندر ایک بیزاری کی کیفیت ضرور ہے۔"

"کیسی بیزاری؟"

"دور کے اثرات مسلسل ایک ہی کیفیت مجھے ماحول سے بیزار کر دیتی ہے اور اس وقت میں سکون کا متلاشی ہوتا ہوں۔ اس سکون کے لیے میں ایک طویل نیند سو جاتا ہوں۔ اور اس طرح سونے کے بعد جب میں جاگتا ہوں تو دور بدل چکے ہوتے ہیں اور میں پھر بیدار ہوا ہوں اور میرے لیے غیر دلچسپ نہیں ہوتا میں اس میں پھر دلچسپی لیتا ہوں۔"

"یہ نیند کتنی طویل ہوتی ہے؟" سلاؤس نے پوچھا۔

"بعض اوقات صدیاں بیت جاتی ہیں۔"

"اس دوران تیرا بدن؟"

"محفوظ رہتا ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"تو اس کی حفاظت کے لیے کوئی بندوبست کرتا ہے؟"

"ہاں مختصر سا۔"

"کیا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ تو نیند کے عالم میں کسی کے ہاتھ لگ جائے؟"

"ہاں۔ لیکن جب میرے اندر زندگی بیدار ہوتی ہے تو دوسری کیفیت ہوتی ہے وہ قابل دید ہوتی ہے۔"

"یقیناً ہوتی ہوگی۔ لیکن یہ تو بتا کہ اگر نیند کے دوران کوئی تیرے سکون میں مداخلت کرے تو کیا تیری آنکھ کھل جاتی ہے؟"

"ہاں۔"

"گویا اگر کسی ہیرا ساز کا تعین کر کے نہیں سوتا؟"

"نہیں ہوتا ہے لیکن اگر درمیان میں مداخلت ہو جائے تو میں جاگ جاتا ہوں۔"

"بدلے ہوئے اور دور کے ڈھنگ کا اور ہوتے ہوں گے۔"

"بیشک۔"

"تو تو دوران میں علم کس طرح کر لیتا ہے؟"

"اس کا ایک ذریعہ ہے۔"

"کیا؟" اس نے پوچھا۔

"ستارہ شناسی میں ستاروں سے اور دور کی باتیں کا ہوتا اور وہ مجھے مستقبل کی تفصیل بتاتے ہیں۔ میں جاگتا ہوں تو اس دور کا اندازہ ہوتا ہے۔"

"یقینی امر ہے۔" بوڑھے نے سر ہلاتے ہوئے کہا کہ وہ مجھ سے واقف اور جانتا تھا کہ ساری باتیں کو کسی علم کی مانند۔ "تو تیری زندگی تو صدیوں کی کہانیوں سے عبارت ہوگی۔"

"کہانیاں ہی تو کائنات سے بکھری ہوئی ہیں۔"

"ہاں۔ لیکن میری زندگی میں یہ شکن نہیں ہے۔"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ میں تیری طرح کا اسود نہیں ہوں۔ بلاشبہ میں بھی صدیاں زندہ ہوں لیکن میری عمر کا انتظام ہے اور میں اس دور کا تجربہ نہیں کر سکا جو ایک طویل وقفے کے بعد آنے والا ہوتا ہے۔ اور اس دور میں مجھے رہنا ہوں جہاں سانس لے رہا ہوں۔" بوڑھے سلاؤس نے جواب دیا۔

"بات عورت کی ہو رہی تھی۔" میں نے اسے یاد دلایا۔

"ہاں عورت کی بھی اور گوکلا کی بھی۔"

"یقیناً گوکلا ہی کے سلسلے میں یہ بات نکلی تھی۔ اور جو کچھ کہا ہے سلاؤس میرا خیال ہے اسے سمجھتے ہیں۔ میں نے غلطی سے کام نہیں لیا۔ وہ کیا تھا کہ کبھی ان رازوں کا محبوب بھی بن جاتا ہے۔ اور یہ منزل تو تم آگے گزر چکے ہو سلاؤس۔"

"اوہ۔ گویا۔ گوکلا نے تجھ سے اظہار عشق کیا تھا؟"

"نہیں۔ اسے اظہار عشق نہ کہو اس نے یہی کہا تھا کہ وہ کسی شے سے نفرت کرتی ہے اور میرے ساتھ رہ کر میرا کچھ خوبیوں سے متاثر ہو کر اس کے دل میں یہ تصور پیدا ہو چلا ہے کہ کاش کا شے سے پہلے وہ مجھ سے ملی ہوتی۔"

"تیری تو ابتدا ہے میرے دوست۔" بوڑھے سلاؤس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اور میں اسے انگیز فراخ ہوتے کو دیکھتے تھے۔"

"لیکن میں اس ابتدا کو انتہا نہیں بنے دوں گا۔"

"آخر کیوں؟"

"اس لیے کہ میری زندگی کا حصول نہیں ہے۔ عورت بلاشبہ میری زندگی میں بار بار داخل ہوتی ہے لیکن میں نے کبھی بھی خود کو کسی عورت کے لیے مخصوص نہیں سمجھا۔ میں اگر چاہوں تو اس کا وعدہ محبوب رہا ہوں اور اگر کسی کا قرب حاصل نہیں ہو کر کسی کے حصول میں ناکام ہو کر کوئی عورت میری جانب آئے، میرے لیے وہ قابل قبول نہیں ہوتی۔" میں نے جواب دیا۔

"خوب۔ خوب۔ تو گوکلا کی امانت میں عورت نہیں ہے۔" سلاؤس نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں۔ تعلق نہیں۔"

"تب ٹھیک ہے۔ لیکن اگر وہ تجھ سے اس قدر متاثر ہو گئی کہ کائنات کے بعد اس نے تجھے اپنی زندگی میں داخل کرنے کے بارے میں سوچا تو کیا ہوگا؟"

"میں نہیں کہہ سکتا سلاؤس کہ کیا ہوگا۔ لیکن اتنا میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ میں عورت کو کبھی اپنی منزل نہیں سمجھا۔"

"ہاں۔ تیری زندگی سے یہ بات واضح ہے ـــ تو ٹھیک ہے تو گوکلا کی مدد کے لیے حالات جو کچھ بھی ہوں اور جس منزل میں بھی آگے تجھے ان کو دیکھ لینا اور اگر تو چاہے تو کائنات سے جنگ میں تو خود بھی جا اور میں بھی چلوں گا ہم دونوں اسے اس کی منزل تک پہنچا دیں۔"

"وہ کیا تو اس کے لیے تیار ہو جائے گا سلاؤس؟"

"کیوں نہیں۔ تیرے ساتھ تو اب میں زندگی کے بہت سے لمحات گزارنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔" سلاؤس نے جواب دیا۔

"تب ٹھیک ہے۔ میں اپنی جسمانی قوتوں سے اس شخص کو زیر کرنے کی کوشش کروں گا۔ لیکن اگر کبھی تیری ضرورت پیش آ جائے تو تو مدد کر دینا اس سلسلے میں تجھے تنہا ساتھ تو دینا ہوگا۔"

"ہاں کیا بہتر ہوگا اور مجھے یقین ہے کہ اگر جسمانی قوتوں سے اسے زیر کیا جائے تو قربات اتنی برباد ہوگی۔"

"ہاں سلاؤس میں تیری بات سے اتفاق کرتا ہوں۔"

"بالکل ٹھیک ہے کہ اس، اگر ہم اپنے علم کو کسی انسان کے نقصان کے لیے استعمال کریں تو ہمارا ضمیر کبھی مطمئن نہیں ہو سکتا اور یہ علم سے بغاوت بھی ہوگی۔ چنانچہ اگر کسی جسمانی قوت کے تحت کسی انسان کو زیر کر بھی لیا جائے جو پہنچ کر لا محدود قوتوں کا حامل بنتا ہے تب انسان کو دستیاب نہیں لگتا۔"

لیکن علم کے حصول کے لیے ایک شرط بھی عائد ہوتی ہے اور یہ شرط علم کی طرف سے ہی عائد کی جاتی ہے۔ چنانچہ گوکلا کی شے سے مقابلے میں مجھے کچھ دشتیں پیش آئیں تو میں تیرے ساتھ ضرور ہوں گا۔ دوسری صورت میں کہا جا سکتا ہے کہ تو جسمانی طور پر اسے شکست دے اور گوکلا کو اس کی منزل پر پہنچا دے اور اس کے بعد ہم اسے چھوڑ دیں گے۔ وہ اپنی زندگی کے راستے طے کرے گی اور ہم اپنے علم کے

سلاؤس نے کہا اور بات ختم ہو گئی۔ گرکلا اب تک جانے کس سے
ملی نہیں آئی تھی، تب سلاؤس ہی نے کہا کہ اب غذا کی ضرورت پیش
آسکتی ہے چنانچہ اس نے غذا کی تیاری کے لئے وقت مانگا اور میں گرکلا
کی تلاش میں چل پڑا۔
اس عجیب و غریب ماحول اور یہاں اجنبی ضرور تھا لیکن سلاؤس
نے مجھ پر اس قدر اعتبار کر لیا تھا کہ اس نے مجھے راستہ بتانے کی ضرورت بھی
نہیں سمجھی اور میں اس کی غار کے ایک ایک حصے کو دیکھتا ہوا چل پڑا۔
کئی بار میں نے گرکلا کو آوازیں بھی دیں۔
تھوڑی دیر کے بعد گرکلا مجھے نظر آ گئی۔ وہ ایک غار کے دروازے
سے جو مجھ کو غار ہی قدرتی ہی معلوم ہوتا تھا نکل رہی تھی۔
گرکلا کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ اس نے مجھے دیکھا اور
پھر مضمحل سی میرے نزدیک پہنچ گئی۔
"او کاس!" اس نے گہری سانس لے کر کہا۔
"تم شاید سرگوشی تلاش کر رہی ہو گرکلا!"
"نہیں ابھی کوئی بات نہیں۔ بس یونہی میں نے ایک مناسب
جگہ دیکھ کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔ ابھی تم سناؤ۔ وہ سلاؤس
کہاں ہے؟" گرکلا نے اسی مضمحل لہجے میں پوچھا۔
"غذا کا بندوبست کرنے گیا ہے ہم لوگوں کے لئے۔"
"خوب تو تمہارے اس سے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے!"
"ہاں گرکلا! بلاشبہ وہ علم و عمل کا سمندر ہے۔" میں نے جواب دیا۔
اور گرکلا پھیکے سے انداز میں مسکرا دی۔
"اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ سلاؤس کا علم لامحدود ہے
وہ بے پناہ دسترس رکھتا ہے۔"
"یقیناً!" میں نے جواب دیا۔
"تمہارے اس سے کیا بات ہوئی کاس؟"
"بہت سی کارآمد گفتگو اور گرکلا تجھے یہ سن کر خوشی ہوگی کہ
اب سلاؤس بھی ہمارے ساتھ کاناشی کی سرکوبی کے لئے چلے گا۔"
"کیا؟" گرکلا اچھل پڑی۔
"ہاں سلاؤس اس کے لئے تیار ہو گیا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ چلے"
میں نے جواب دیا۔
"اوہ۔۔۔ اوہ۔۔۔ کاس۔" گرکلا بے اختیار میرے نزدیک آ گئی۔
اس نے میرے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے اور پھر اپنا سر بھی ٹکا دیا۔
لیکن میں نے اس کی پذیرائی نہیں کی تھی۔ کاس تو ویسے ہی بے پناہ
قوتوں کا مالک ہے کوئی بھی مقابل ہو سکتا ہے۔ سلاؤس میں نے شاید
اپنی ذات کو بہت اہمیت دی ہے۔ اس انسان کو اتنی اہمیت دی ہو گی کہ
وہ لوگوں کو کچھ وقت بھی دے سکے۔ ہاں اس نے جن لوگوں کو علم سکھائے
انہیں تو اس نے کافی دور رکھا۔ البتہ انہیں حکم دیتا رہا، ہدایات جاری

کر رہا تھا کیونکہ اس کی قربت کی خواہش سلاؤس نے کبھی پوری نہیں کی تھی۔
لیکن تو۔ آرزو میری ہے میرے لئے بھی پورا مسرور ہے اور شاید
سلاؤس کے لئے بھی۔ اور کتنے تعجب کی بات ہے کہ سلاؤس ایک ایسے
معرکے میں حصہ لینے کو تیار ہو چکا ہے جس کے لئے وہ مجھے اور [illegible]
ہے لیکن کاس۔ کاس تو اسی ہی قوتوں کا مالک ہے۔"
"میری صرف یہ خواہش ہے گرکلا کہ میں تمہیں تمہاری منزل تک
پہنچا دوں۔"
"اور اس کے بعد۔" گرکلا نے برق پاش نگاہوں سے مجھے دیکھتے
ہوئے کہا۔
"اس کے بعد میں اپنے راستے پر چل پڑوں گا۔" میں نے بے رخی سے
جواب دیا۔
"تیرے راستے؟" گرکلا عجیب سے لہجے میں بولی۔
"ہاں گرکلا تیری یہ دنیا عجیب ہے۔ میں اس سے بے حد متاثر ہوا
ہوں۔ میں اس دنیا کے چپے چپے کو دیکھنا چاہتا ہوں۔"
"لیکن اگر تو میرے ساتھ اس دنیا کو دیکھے تو کوئی حرج ہے؟"
"ہاں گرکلا۔"
"کیا حرج ہے کاس۔" گرکلا دکھ بھرے لہجے میں بولی۔
"میں طویل عرصے سے اس دنیا کو تنہا دیکھتا آ رہا ہوں اور مجھے
بس تنہائی کی عادت پڑ گئی ہے۔ اگر کوئی بھی شخصیت میرے ساتھ ہو جو
اس دنیا کی مانند دلکش ہو تو میری توجہ بٹ جاتی ہے اور میں تحقیق کی
قوت کھو بیٹھتا ہوں۔"
"لیکن کاس میں تیرے کام میں مداخلت نہیں کروں گی۔"
"تو کیا چاہتی ہے گرکلا؟"
"تیرا قرب۔"
"کیوں؟ تیرا محبوب کاناشی ہے۔"
"نہیں کاس، اب میرا محبوب تو ہے۔"
"مجھے یقین نہیں ہے گرکلا۔"
"کیوں؟"
"ایک بات بتا کیا تو کاناشی سے انتقام کے جذبے کو ترک کر سکتی ہے؟"
"تو یہ چاہتا ہے؟"
"اگر چاہوں تو؟"
"تو میں اس جذبے کو ترک کر سکتی ہوں۔ حالانکہ اس کے بعد مجھے
اپنی طویل زندگی کے زیاں کا شدید افسوس ہوگا۔"
"لیکن تیری توجہ میری طرف کیوں ہو گئی گرکلا؟"
"اس لئے کہ تو کاناشی سے کہیں عجیب ہے۔ تو اس سے زیادہ
خوبصورت ہے اور تو اس سے زیادہ خوبیوں کا مالک ہے۔" گرکلا نے
جواب دیا۔

"کیا جذبے یوں فنا ہو جاتے ہیں گرکلا یا تو تھک گئی ہے؟"
"میں عورت ابھی ہوئی ہوں کاس۔"
"کیوں ابھی ہوئی ہے؟"
"اس سے قبل۔ یعنی اس وقت سے قبل جب تو میرے سامنے نہیں
آیا تھا میرے دل میں صرف ایک جذبہ تھا کاناشی سے انتقام لیکن اب ایک
اور خیال پیدا ہو گیا ہے۔"
"کیا خیال؟"
"تیرا خیال۔ تیری شخصیت کا سحر۔ میرا دوسرا خیال بن گیا ہے
تو کیا ہے۔ اور جب تیرے بارے میں سوچتی ہوں تو الجھ جاتی ہوں اور پھر تو میرا
تنہا ہوتا ہے میرے خیال میں ایک جذبہ تحریر کر دیتا ہے۔ میں سوچتی ہوں کہ میں
کاناشی کے لئے وقت کیوں ضائع کروں۔"
"یہ خیال کیا بے ثباتی تو نہیں گرکلا؟"
"ہاں مجھے احساس ہے۔"
"اس طرح تو تیری ساری زندگی کا مقصد ختم ہو جاتا ہے۔"
"مجھے یہی احساس ہے۔ لیکن اس میں پریشان ہوں کاس۔ میں
سخت پریشان ہوں۔"
"میں اس سلسلے میں ایک تجویز پیش کر سکتا ہوں۔"
"کیا؟" اس نے پوچھا۔ درحقیقت اس کے چہرے پر پریشانی
کی جھلکیاں تھیں۔
"تو جذبے کی آگ کو سرد نہ کر گرکلا۔ کاناشی سے اپنا انتقام لے
اسے شکست دے۔ اسے خوار کر اور جب تو اس پر پوری طرح حاوی ہو جائے اسے سزا
دے اور پھر فیصلہ اس کا کر کہ کاناشی کو زیادہ چاہتی ہے یا مجھے۔"
گرکلا سوچ میں ڈوب گئی پھر تھکے تھکے لہجے میں بولی۔ "تیری تجویز اچھی
ہے لیکن اس میں کچھ الجھنیں ابھی ہیں۔"
"وہ کیا؟" میں نے پوچھا۔
"اگر کاناشی تیرے ہاتھوں مارا گیا اور میرے دل نے کہا کہ میں نے زیادہ
اسی کو چاہا تھا تو پھر کیا کروں گی اور اگر تو کاناشی کے ہاتھوں فنا ہو گیا تو کیا
میں اسے معاف کر سکوں گی۔ کیا مجھے تیری موت کا دکھ نہ ہوگا؟"
"گرکلا میں تیرا ساتھ دے سکتا ہوں لیکن اس طرح کہ تو پہلے اپنے
مقصد کی تکمیل کر اس کے بعد میرے بارے میں سوچنا۔"
"ٹھیک ہے۔ یہی ٹھیک ہے۔" اچانک گرکلا نے کہا۔ اور
پھر بالکل خاموش ہو گیا۔
عورت خوبصورت تھی پروفیسر۔ لیکن اس کا یہ روپ مجھے پسند
نہیں آیا تھا لیکن تھا کہ اس وقت میں گرکلا کا ساتھ قبول کر لیتا اب تک
سلاؤس نہیں ملا تھا۔ لیکن عورتیں تو بہت مل گئی تھیں۔ ہاں
سلاؤس جیسا شخص بار بار نہیں ملتا تھا۔ اگر میں گرکلا کی بات مان لیتا تو اس کا
ساتھ مجھے ملتا لیکن میں بھی الجھن میں تھا اور وہ الجھن یہ تھی کہ مجھ میں ایک مستقل

عورت کا ساتھ بھی بن جاتا ہے اس کے ذہن میں یہ احساس ہوتا کہ میرے لئے اس نے
اپنے مشن سے گریز کر لیا ہے۔ اس طرح مجھے اس کی بھرپور پذیرائی کرنی پڑتی اور
گرکلا سے ایسا کبھی نہیں۔ لیکن حقیقت کی آنکھ کا کوئی جواب نہیں ہمیں اعتماد دینے
کسی عورت کے لئے اپنی منزل ترک کر دے اور میں ابھی یہی چاہتا تھا۔
پھر سلاؤس نے ہماری گفتگو کا سلسلہ توڑ دیا۔ وہ غذا کا انتظام
کرنے کے بعد ہمارے پاس پہنچ گیا تھا۔
اس نے ہمیں دعوت دی اور ہم دونوں اس کے ساتھ چل پڑے۔
کھانے کے دوران سلاؤس نے کہا: "لڑکی۔ میں تجھ سے پہلے بھی کہہ
چکا ہوں کہ تو میرے لئے قابل التفات نہیں تھی۔ لیکن میرے محسن نے وہ میرا دیکھ لیا
جو تو ساتھ لائی تھی اور مجھے اپنی بینائی پر فخر ہے۔ اس طرح میں تیرا بھی شکر گزار
ہو گیا اور بالآخر ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم دونوں تیری مدد کریں۔"
"میں تمہارا شکر گزار ہوں مقدس استاد۔" گرکلا نے کہا۔
"کیا تو جانتی ہے کہ کورشنا کی موت کے بعد تو اس سرزمین کی مالک ہو گی؟"
"ہاں۔ اگر میں اسے شکست دے سکی۔"
"کیا بات ہے تو اتنی خوش نہیں ہے گرکلا؟"
"ہاں مقدس سلاؤس۔ میں ایک الجھن میں گرفتار ہو گئی ہوں۔"
"کیسی الجھن؟"
"بعض اوقات مقاصد کے راستے زندگی کی منزل بن جاتے ہیں۔"
"صاف صاف کہہ۔ کیا کہنا چاہتی ہے؟"
"میں اس سے محبت کرنے لگی ہوں سلاؤس۔"
"کس سے؟" سلاؤس اچھل پڑا۔
"کاس سے۔ اور اب میرے دو مقصد ہو گئے ہیں جن میں سے ایک
کو میں ترک کرنے کے لئے تیار ہوں۔" گرکلا نے کہا۔
"کون سے مقصد ترک کرے گی تو؟"
"کورشنا سے انتقام کے مقصد کو۔"
"تب میں اس سے کہوں گا کہ تم پر اعتبار کرے جن کی زندگی کے
دھارے اس طرح بدل جاتے ہیں وہ قابل اعتماد نہیں ہوتے۔" سلاؤس نے
کہا اور گرکلا نے سر جھکا لیا۔ پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔
تب سلاؤس نے میری جانب دیکھا اور بولا: "اب بول کاس اب
تیرا کیا مشورہ ہے۔ اگر تو اس لڑکی کو قبول کرتا ہے تو ظاہر ہے مجھے کیا اعتراض
ہو سکتا ہے ظاہر ہے اس کے لئے مجھے تیرے ساتھ اس دنیا سے نکلنا پڑے
گا اور یقینی طور پر اس کے لئے ہمیں اپنے دو مشاغل کچھ وقت کے لئے ترک
کرنا ہوں گے جنہیں ہم جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ بلکہ یوں سمجھ کہ انہیں ہم
شروع کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر گرکلا اس کام کے لئے تیار ہو تو
کیا تمہیں اس سے دلچسپی رہے گی؟"
"میرا خیال ہے نہیں۔" میں نے جواب دیا۔
"کیوں؟"

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مجھے پرشتا سے کوئی دشمنی ہے۔ وہ میں اسکی
ترقی کو روکنا چاہتا ہوں۔ مجھے اس چیز کی کیا ضرورت پڑی ہے۔ ظاہر ہے
مجھے اس چیز کی کوئی ضرورت نہیں ہے میرے دل میں خواہش تو نہیں
ہو کہ میں تخت اشرفی ہی کہ کاس اس کی حیثیت اختیار کروں۔ جب
تمام خیالات میرے ذہن میں نہیں ہیں تو پھر مجھے اس کا مت سے کیا
دلچسپی ہو سکتی ہے؟

بے شک۔ سلاؤس نے کہا۔
اور گرکلا بے اختیار اٹھ کھڑی ہوئی۔
نہیں۔ نہیں۔ مقدس سلاؤس نہیں۔ میں بھٹک گئی تھی۔
میں اس سے بھول گئی تھی مقدس سلاؤس۔ میرا دشمن صرف ایک ہے۔ میرا
دشمن صرف ایک ہے اور تمہیں میری مدد کرنا ہی ہوگی۔
بھٹکی ہوئی لڑکی تیرے اور دعویٰ نہیں رہا ہے جیسے کہ تو
یہاں تک آ گئی تھی۔
ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن میں جذباتی ہو گئی تھی۔ میں
لمحاتی طور پر بھٹک گئی تھی۔ لیکن اتنے میں بھی اتنی ہی اچانک پنہاں ہوئی اور گرکلا کا
اور میں نے محسوس کیا کہ اس کے اندر ایک عجیب کی شکست پیدا
ہو گئی تھی۔ پھر اس نے میری جانب دیکھ کر کہا۔
کاس مجھے معاف کر دے۔ بے شک میں تیرے قابل بھی نہیں
ہوں اور مجھے وہ کہنا بھی نہیں چاہیئے تھا جو میں نے سوچا ______
______ لیکن اسے میری کمزوری کہہ دو یا بھول ______ اب ہی
اس زندگی میں واپس لوٹ آئی ہوں۔ اس میں چند ساعت قبل تک میں اس کی
سے جنگ کرنا چاہتی ہوں۔
میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور سلاؤس بھی خاموش ہو گیا تھا لیکن
تھوڑی دیر کے بعد جب گرکلا کہیں چلی گئی تو سلاؤس نے مجھ سے کہا۔
اب تیرا کیا خیال ہے کاس؟
سلاؤس میں تجھ سے صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔
کیا؟
وہ یہ کہ مجھے اپنی تحقیق اپنی طویل ترین زندگی کا مشن دنیا کی تمام تر
چیزوں سے زیادہ عزیز ہے اور میں اس میں کسی بھی صورت میں گرکلا کی مداخلت
پسند نہیں کروں گا۔ اگر وہ پرشتا سے انتقام لینا نہیں چاہتی تو اسے صاف
کر دینا چاہیئے کہ تب مجھے اسے اپنی زندگی میں کوئی جگہ دینے کے لئے تیار نہیں
ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میرا مقصد دوسرا ہو چکا ہے؟
اصل شک یہ ہے کاس۔ ہم اپنے علم سے کوئی کام کرنا نہیں ہماری منزل
کے کر سکتے۔ اس میں ایک صورت کر سکنا ضروری نہیں ہونا چاہیئے؟
مگر اب کیا کیا جائے؟
مگر سلاؤس کی جگہ سنبھال لیا جائے۔ پرشتا کو شکست دینے میں
۔۔۔ لمحہ ہی چاہوں۔ چنانچہ میں اس کی کوئی بات نہیں مانی

چاہیئے۔ اس میں یہ ہو سکتی سوچا ہوا ہوگا ہے میرا خیال ہے ہمیں اسے برداشت
چاہیئے یعنی پرشتا سے جنگ۔ اور بہتر ہے کہ ہم جلد از جلد یہاں سے
نکل چلیں۔ بلکہ پرشتا کو شکست دینے کے بعد اپنی دنیا میں واپس آ جائیں
اور اس کے بعد اگر وہ ہمیں آنکھیں آنسو دیں تو ہم کام ہر قسم کے اس
حقیقتاً گرکلا سے باہر نہیں نکلیں گے؟ میں نے کہا۔
بلاشبہ۔ بلاشبہ۔ تحقیق کرنے والا کا اصل رنگ وہی ہوتے ہیں جو
زندگی بھی کسی بھی رکاوٹ کو برداشت نہ کریں۔ اور میں جانتا ہوں کہ
تیری صدیاں کیوں کامیاب رہیں۔
تو نے کسی ایک منزل کو انتہا نہیں جانا کاس۔ تیری یہ زندگی
صدیوں چلے گی کیونکہ جو لوگ کہیں انتہا نہیں سمجھتے وہ آگے بڑھتے ہی
رہتے ہیں۔ ٹھیک ہے ہم کچھ عرصے کے بعد پرشتا سے جنگ کریں گے۔
اور پھر فیصلہ ہو گیا اور سلاؤس نے مل کر ایک بڑا پروگرام باقاعدہ
ترتیب دے لیا۔
بلاشبہ اس سفر میں گرکلا کا جوش وہ نہیں تھا جو کچھ عرصہ قبل تھا
وہ کم نظر آ رہی تھی۔ لیکن بہرصورت ہم اس کی اس کیفیت کو نظر انداز کر دیتے
نہیں رہے تھے۔ بلکہ یوں سمجھا جائے تو بہتر ہے کہ ہم اس کا جو کو سرے
آگاہ چاہتے تھے۔ یہ دوسری بات ہے کہ مقدس سلاؤس اگر چاہتا تو گرکلا
کو اپنی دنیا سے باہر نکال سکتا تھا یعنی وہ اپنے غار والا دروازہ بند ہو جاتا اور
گرکلا کسی پکار پر کان نہ دھرتی۔ خواہ وہ چیخ پکار کرتی۔ لیکن چونکہ ہم
گرکلا سے مشن کی تکمیل کے خواہاں تھے اس لئے کسی بھی طور
نظر انداز نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے وہ اپنی منزل پا لیتی تو اچھا تھا۔ اور البتہ
یہ بات طے ہو چکی تھی کہ اس کی منزل یہاں نہیں تھی۔ چاہے وہ پرشتا
کو شکست دے یا اسے معاف کر دے۔
ابھی اس کی کوشش اور کچھ سرد نیک مناظر سے لطف اندوز ہوتا تھا
چنانچہ سلاؤس اور گرکلا میرے ساتھ تھے۔ گرکلا نے خود ایک بار مجھ
پیدا کیا تھا۔ اس نے راستے میں بھی ایک بات کہی تھی کہ وہ منزل سے بھٹک گئی
تھی اور اس کے لئے معافی چاہتی ہے۔
چل جہاں ہم آگے بڑھتے جا رہے تھے، مناظر حسین ہوتے جا رہے
تھے۔ وہاں نیا بستیاں بھی تھیں لیکن ہم نے انہیں نظر انداز کر دیا۔ اور پھر
روشنی کا سفر کرتے ہوئے ہم ایسے علاقے میں پہنچ گئے کہ پروفیسر جس کو
کائنات کہا جا سکتا ہے۔ اس سے زیادہ حسین منظر کا تصور نہیں کیا
جا سکتا۔ کس قدر خوبصورت جگہ تھی وہ۔ حسن و جمال اپنی بے مثال۔ تب
سلاؤس نے کہا۔
بے شک۔ اس نے اپنے علم سے لازوال حسن بخشا ہے اس کو
اس کا علم بے مثال ہے؟
بے شک سلاؤس۔۔۔؟
ہم اس کے دشمن کی حیثیت سے اس کے اس قدر نزدیک پہنچ گئے

گئے ہیں لیکن وہم سے لاعلم ہے جبکہ اسے نہیں ہونا چاہیئے تھا؟
وہ۔ ہاں یہ درست ہے؟
یہ درست نہیں ہے۔ ایک آواز فضا میں گونجی اور اس کے ساتھ
ہی ماحول پر اندھیرا سا چھا گیا۔ ایک تیز آواز فضا میں گونجنے لگی۔ اور پھر ہوا
کے تیز جھونکے ہماری طرف آنے لگے جن سے یوں ہی اس میں ریت اور مٹی کے
بگولے اٹھتے ہوئے تھے۔
سلاؤس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔
کاس یہ اس نے مجھے پکارا۔
ہوں؟
وہ ہم سے لاعلم نہیں ہے۔ اس نے تیز آندھی کو ہمارے استقبال
کے لئے بھیجا ہے اور میں یہاں خود غرضی سے کام لوں گا؟
وہ کس طرح؟ میں نے پوچھا۔
یہ آندھی اور طوفان آنا تیز ہے کہ جو کچھ اس کے علاقے میں ہوگا تمہارے
سامنے آ جائے گا لیکن ہم اس کا استقبال کریں گے۔ تم اس کے مقابلے میں اپنی کچھ
قوت استعمال کرو گے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ سلاؤس نے کہا۔
تو پھر دیکھو سلاؤس۔ میں نے جواب دیا۔
ہواؤں کا شور بے پناہ تھا اور اب اس میں گڑگڑاہٹ بھی شامل
ہو گئی تھی۔ سلاؤس نے دونوں ہاتھ بلند کئے اور پھر ایک ساتھ گرا دیئے
اور میں نے صاف محسوس کیا کہ گرکلا اور اس کے درمیان ٹھوس چٹانیں
بن گئیں وہ دونوں پتھر کی بن گئے تھے۔ تب میں نے دونوں پاؤں مضبوطی
سے زمین میں جمائے۔ اور آگے یہ پاؤں زمین میں جمے رہتے یہ پروفیسر تو پھر یہ
بھی آندھی کو خود کر نکال دینا میں صرف کرتا۔ لیکن اس سے قبل میں اپنی
صدیوں کی کتاب جلا دیتا ہمیں۔ میں نے اپنی ذات کے تذکرے کئے تھے۔
میں نے دیکھا بڑے بڑے تناور درخت تنکوں کی مانند اڑتے
چلے آ رہے تھے۔ دیو ہیکل چٹانیں اس آندھی میں اڑی جا رہی تھیں اور آندھی برق
رفتاری سے ہماری طرف آ رہی تھی۔ میں آہستہ آہستہ آگے بڑھا ہوں سے اس سیاہ
طوفان کو دیکھ رہا تھا جو پوری تیزی اور تندی سے ہماری طرف بڑھ رہا تھا۔
قریب اور قریب۔ اور قریب۔ اور۔
سیاہ طوفان قریب آ گیا۔ درختوں کے اڑتے ہوئے
تنے میرے جسم سے ٹکرائے لیکن میرے بدن
پر کوئی رکاوٹ نہیں رک سکی اور وہ سنسناتے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے
ہوئی چٹانیں میرے بدن پر گرتیں اور ریزہ ریزہ ہو جاتیں۔
یہی کیفیت ان دونوں کی تھی۔ میں جانتا تھا کہ یہ گرکلا کا علم
نہیں بلکہ سلاؤس کا علم ہے۔ گرکلا تو شاید پرشتا کے اس پہلے ہی
حملے سے فنا ہو جاتی اور میں یہی سوچ رہا تھا کہ اگر واقعی سلاؤس
سے مقابلہ آ کر تو میں گرکلا کی حفاظت کس طرح کر سکتا تھا۔ جو
سلاؤس نے کیا تھا وہ تو میرے لئے ممکن نہ تھا۔

میں زیادہ سے زیادہ یہی کر سکتا تھا کہ گرکلا کو اپنے بازوؤں میں جکڑ
لیتا اور اس آندھی سے بچانے کی کوشش کرتا۔ لیکن اس شدید آندھی
میں ممکن تھا کہ میرے قدم بھی اکھڑ جاتے ______ اس وقت تو میں اپنی پوری
قوت اس بات پر صرف کر رہا تھا کہ میرے پاؤں زمین سے اکھڑنے نہ
پائیں اور جس جگہ جمے ہوئے ہیں جمے رہیں۔ لیکن اگر گرکلا میرے بازوؤں
میں ہوتی تو شاید اسے سنبھالنے کے لئے بھی خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔
اور میں نے سلاؤس کو تسلیم کر لیا تھا۔ اس کا علم تھا کہ جس نے
گرکلا کو ایک ٹھوس چٹان میں تبدیل کر دیا تھا جو حقیقتاً ہماری تھی اس سے
بچاؤ کا یہی ذریعہ تھا اور تندی میں وحشی تھی اور یہ تیز ہوائیں اسے اکھاڑ نہ
سکتی تھیں ______
میں سلاؤس کے اس وسیع علم کے بارے میں سوچ رہا تھا
اور خوفناک تیز و تند طوفان اپنی بھیانک آواز کے ساتھ ہمارے جسموں
سے ٹکرا کر گزرتا رہا ______ تھوڑی سی بھی اکھڑ کر رہ گیا تھا
بڑے بڑے درخت اکھڑ گئے تھے ظاہر ہے وہ فوری طور پر دوبارہ
زمین میں نہیں لگ سکتے تھے ______
گویا پرشتا نے اپنی تمام تر قوت سے یہ آندھی ہماری جانب
بھیجی تھی۔ بڑے بڑے پتھر جو ہماری طرف آ کر بری طرح ہمارے
جسموں سے ٹکرا رہے تھے اتنا بڑا حجم تھا ان کا پروفیسر کہ تم سوچ
بھی نہیں سکتے ______ لیکن بوڑھے سلاؤس کے علم نے ان پتھروں کی
کسی ضرب سے ہمیں نقصان پہنچنے نہ دیا ______
میں نہیں جانتا تھا کہ پرشتا کو اس آندھی کا حشر معلوم بھی تھا
یا نہیں اس کی وہ دیر تک یہ ہم لوگوں کو اس انداز میں دیکھ رہی
تھیں یا اس سیاہ طوفان میں ہم بھی اس کی آنکھوں سے پوشیدہ تھے
جب کہ میں اس پورے ماحول کو اب بھی دیکھ سکتا تھا۔ مجھے
یقین تھا کہ سلاؤس اب بھی طمانیت میں اپنے لبوں کے ہے۔
بے شک میری مافوق الفطرت قوتیں ایک حیثیت ضرور رکھتی تھیں اور میرا اس
طرح مجھے یہ تنا تو کوئی جادو تھا اور نہ ہی کوئی ایسا علم جس کے ذریعے
میں نے یہ قوتیں حاصل کی ہوں ______ میں صرف اپنی اس صلاحیت
سے کام لے رہا تھا جس نے صدیوں سے اب تک مجھے زندہ رکھا
ہوا تھا ______
بالآخر طوفان ہم پر سے گزر گیا ______ اس کے پیچھے کی فضا اسی
مانند صاف تھی جیسی طوفان آنے سے قبل ______
ہاں ہمارے جیتے جو پتھر بن گئے تھے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتے
تھے۔ گرکلا کو تو اب یہ معلوم ہو رہی تھی اور یہی کیفیت سلاؤس کی
بھی تھی۔ اب وہ صرف پتھر نہیں رہ گئے تھے بلکہ ان کے جسموں سے
گھاس پھوس اس طرح لپٹ گئی تھی کہ وہ صرف گھاس پھوس کا
درخت ہی محسوس ہو سکتے تھے ______

لیکن میری کیفیت یہ نہیں تھی۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ اس دوران میں ساکت و جامد نہیں رہا تھا بلکہ ہاتھ پاؤں چلاتا رہا تھا۔

میں تھوڑا سا متفکر تھا۔ تب میرے کانوں میں سلاٹوس کی آواز گونجی۔

"عظیم کاسس!"

"ہاں سلاٹوس، کہو کیا بات ہے؟" میں نے پوچھا۔

"میں تیرا معترف ہو گیا ہوں عظیم کاسس، دیوتا شیر تیرے بارے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ میرا علم کہتا ہے کہ یہ قوت جس نے تجھے اس سرزمین پر اس طرح ساکت و جامد رکھا، جادو کی نہیں ہے بلکہ صرف تیری جسمانی قوت ہے جو ہمارے شہر تک کو مسمار کر سکتی ہے۔ لیکن کیا اس دنیا کے لوگ اس بات پر یقین کریں گے؟"

"میرا خیال ہے ممکن نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"ہاں، یقیناً میرا خیال تجھ سے مختلف نہیں ہے۔ یقیناً وہ تجھے کوئی بہت بڑا جادوگر سمجھتے ہوں گے۔ ایک ایسا جادوگر جو ناقابل تسخیر ہو۔ بہرحال میری جانب سے اس شاندار کارکردگی پر مبارکباد قبول کرو اور اب مجھے جانے دو۔ یہاں نہیں رہوں گا کیونکہ مجھے اطمینان ہے کہ تو اپنا [illegible] یوشتا کی قوتوں سے شکست نہیں کھا سکتا ہے۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ یوشتا کے پاس اب ایسا کوئی حربہ نہیں بچا جو وہ تیرے اوپر یا گوکلا کے اوپر استعمال کرے گا۔ یہاں کا سب سے کامیاب وار تھا جس میں وہ ناکام رہا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یوشتا مجھے دیکھے اور سوچے کہ گوکلا کچھ جادوئی قوتیں لے کر تیرے ساتھ اس زمین تک آئی ہے۔ میں صرف یہی جانتا ہوں کہ تو کاسس کی حیثیت سے یوشتا کو شکست فاش دے اور مجھے یقین ہے کہ تو اس مقابلہ میں کامیاب رہے گا۔ اور یوں میں تجھ سے زیادہ دور نہیں رہوں گا اور جب بھی تجھے میری ضرورت پڑی اور مجھے محسوس ہوا کہ اب تو میری مدد کا محتاج ہے تو میں تیرے نزدیک آ جاؤں گا۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہاں چند ساعت کے بعد ایک عجیب و غریب منظر دیکھنے میں آیا۔

وہ یہ تھا کہ ان میں سے ایک پیادہ جو سلاٹوس کا تھا آہستہ آہستہ زمین بوس ہونے لگا۔ اس پر سے تمام تنکے گر گئے۔ گویا ان کے نیچے موجود سلاٹوس موجود نہیں تھا۔

ادھر گوکلا کے ہاتھ ان تنکوں کو اپنے وجود سے علیحدہ کر رہے تھے۔ بمشکل تمام وہ اس میں سے نکلنے میں کامیاب ہوئی۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ پہلے اس نے میری جانب دیکھا اور پھر سلاٹوس کی جانب۔ اور پھر متحیرانہ انداز میں چاروں طرف دیکھنے لگی۔

"کیا دیکھ رہی ہو گوکلا؟" میں نے سوال کیا۔

"مقدس — مقدس سلاٹوس!" وہ آہستہ سے بولی۔

"وہ واپس جا چکا ہے۔"

"مگر — کیا مطلب؟"

"ہاں وہ واپس جا چکا ہے۔" میں نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"لیکن کہاں؟" گوکلا اب تک متعجب تھی۔

"اپنی دنیا میں۔"

"تمہیں کیسے معلوم کاسس؟"

"اس نے جاتے ہوئے مجھے اس کی اطلاع بھی دی ہے۔"

"لیکن کیوں؟ کیا وہ ہماری مدد نہیں کرنا چاہتا؟" گوکلا نے بے چینی سے سوال کیا۔

"اگر وہ ہماری مدد کرنا نہیں چاہتا گوکلا تو اس آندھی سے ہم لوگوں کا حشر کیا ہوتا۔ کیا تم اس کا اندازہ کر سکتی ہو؟"

"ہاں — بے شک وہ ایسا علم تھا جس سے میں بے خبر ہوں۔" گوکلا نے جواب دیا۔

"اور یوشتا ناکام رہا ہے۔"

"ہاں اسے ناکام رہنا چاہیے تھا کاسس۔ مقدس سلاٹوس ہمارے ساتھ ہے۔"

"ٹھیک گوکلا — وہ ناکام ہے اور آئندہ بھی ناکام رہے گا۔" میں نے جواب دیا۔

"لیکن سلاٹوس کیوں واپس چلا گیا؟"

"اس نے شاید یہاں اپنی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔"

"مگر کیا ہم یوشتا پر قابو پانے میں کامیاب ہو جائیں گے؟"

"ہو جائیں گے گوکلا — میرے ساتھ آؤ۔ عورتوں میں یہ بڑی خرابی ہے کہ وہ بے پناہ بولتی ہیں۔ حد سے زیادہ سوالات کرتی ہیں۔ اور یہی نقطہ سے بعید از قیاس باتیں کرتی ہیں کہ سوالات کا جواب دینے والا اکتا جائے۔" میں نے کسی قدر جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو گوکلا خاموش ہو گئی۔

میں نہیں کہہ سکتا، بہرطور شاید اسے اپنی کسی توہین کا احساس ہو گیا تھا۔ گوکلا کی حماقت کا کہ وہ مجھے اتنا معمولی انسان سمجھ رہی تھی کہ سلاٹوس کی مدد کے بغیر میں کچھ نہیں کر سکتا۔

حالانکہ جو کچھ ہو چکا تھا اسے اس سے ہی اندازہ لگا لینا چاہیے تھا کہ سلاٹوس نے مجھے اس جگہ تنہا چھوڑ دیا تھا اور صرف میری قوت یقین جس نے مجھے اس انداز میں بحال رکھا تھا۔ لیکن شاید چند ہی ساعت بعد گوکلا کو اس بات کا احساس ہو گیا۔ لیکن شاید تصور اس کا بھی نہیں تھا۔ اس خوفناک آندھی نے اس کے حواس معطل کر رکھے تھے۔

وہ طرح طرح کے واقعات کو چند ساعت کے لئے گنوا چکی تھی، لیکن جب اس کے حواس بحال ہوئے اس نے متحیرانہ انداز میں مجھے دیکھا۔ اور بولی۔

"لیکن کاسس تمہیں تو کوئی تکلیف نہیں پہنچی؟"

"ہاں گوکلا۔"

"اور تم بھی اسی مانند ہو۔"

"ہاں۔" میں نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"اور یہ جانتی ہوں کہ تمہارے اوپر سلاٹوس کا جادو بندھ چکا تھا۔ سلاٹوس نے تمہیں اس زمانے میں تنہا چھوڑ دیا تھا — مگر تعجب ہے تمہارے قدم زمین پر اس طرح جم گئے جیسے وہ متحرک ہوں۔ ہو سکتا ہے کہیں زیادہ وہ زمین میں وزنی ہوں اور بڑے بڑے طوفان ان کو نہ ہلا سکتے ہوں۔"

"آؤ گوکلا آگے بڑھیں۔" میں نے کہا اور گوکلا نے گردن ہلا دی۔ ہم آگے کی جانب چل پڑے۔

پھر اس نے چاروں طرف دیکھا اور بولی۔ "لیکن میں نہیں جانتی کاسس کہ سلاٹوس کیوں چلا گیا۔"

"اگر جاننا چاہتی ہو تو اس کے پاس واپس چلی جاؤ اور اگر یوشتا کے شہر میں جانا چاہتی ہو تو میرے ساتھ آؤ۔" میں نے غصہ سے کہا اور گوکلا ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئی۔

اور پھر جیسے بھولے انداز میں میرے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ تب تھوڑی دور چلنے کے بعد میں نے اس سے کہا۔

"گوکلا کیا تم کسی کیفیت سے یوشتا سے مقابلے پر آمادہ ہو چکی تھیں؟"

"یہ بات نہیں ہے کاسس — یہ بات نہیں ہے۔"

"تو پھر کیا بات ہے؟"

"تو میری ذہنی کیفیت کو سمجھو کاسس، میرے ساتھ وہ دیو ہیکل ستون تھے جن پر مجھے ناز تھا اور میں ان ستونوں کے سہارے آگے بڑھ رہی تھی۔ گویا میں نے یہ محسوس کیا تھا کہ اب مجھے اپنی قوتوں کے استعمال کی ضرورت نہیں ہو گی۔ میرے ساتھ جو قوتیں ہیں وہ یوشتا کو تباہ و برباد کر دیں گی۔ لیکن سلاٹوس کے چلے جانے سے میں تھوڑی سی پریشان ہو گئی تھی۔ تاہم مجھے تیرے اوپر بھی اعتماد ہے۔ تو جو سلاٹوس کی مانند زمین پر جم سکتا ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تو چٹان کی نہیں بلکہ اپنی اصل حیثیت میں — آہ — کاش! کاش — تو مجھے اپنی قربت میں قبول کر لیتا۔ کاش میں ان تمام جھگڑوں سے آزاد ہو کر صرف تیری چاہت میں رہتی۔"

"میرا خیال ہے گوکلا — اس آندھی نے تیرے حواس مکمل طور پر معطل کر دیئے ہیں۔ تو وہ باتیں کر رہی ہے جو فضول افسانہ ہیں اور میرا ان معاملات سے کوئی تعلق بھی نہیں ہے۔ یہاں تو یوشتا کے مقابلے کے لئے آئی ہے لیکن تو عشق کے مرکز میں داخل ہو رہی ہے۔"

"یہ بات نہیں ہے کاسس — میں نے غلط نہیں کہا۔ تم بھی تو کوئی غیر انسانی قوت رکھتے ہو اور میں جانتی ہوں کہ یہ باتیں جو قطعی انسانی فطرت سے گہرا تعلق رکھتی ہیں۔ بے شک میں یہاں عشق کے مرکز میں داخل ہونے نہیں آئی لیکن تم یہ تو سوچو کہ اگر تم میری محبت کو قبول کر لو تو میں یوشتا کا خیال دل سے نکال دیتی ہوں۔"

"اگر تو یوشتا کا خیال دل سے نکال دیتی گوکلا تو میں تیری ذات سے بالکل ہی منحرف ہو جاتا۔"

"کیوں؟" گوکلا نے تعجب سے پوچھا۔

"اس لئے کہ جب تو نے برسوں یوشتا کے منصوبے کو ایک شخص کے لئے اس طرح تباہ و برباد کر سکتی ہے تو اس کا مقصد ہے تیرا ذہن ایک پائیدار حیثیت نہیں رکھتا۔"

"یہ بھی غلط کہہ رہے ہو کاسس — میں شاید کسی بھی طور کے لئے اپنی محبت کو اس طرح نہ ٹھکرا سکتی تھی۔ تمہیں دیکھنے کے بعد میرے ذہن میں بہت سی تبدیلیاں پیدا ہو گئیں ورنہ اس سے قبل تو میری زندگی کا مقصد ہی ایک تھا۔"

"میری خواہش ہے گوکلا کہ تو صرف اپنا مقصد حاصل کر اور جو کچھ تجھے حاصل کرنا ہے اسے حاصل کرے۔ میرا تصور ذہن سے نکال دے۔ میں تیرا ساتھ تو کبھی نہ دے سکوں گا۔" میں نے صاف لہجے میں کہا۔

اور گوکلا ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گئی۔ وہ آہستہ آہستہ میرے ساتھ چل رہی تھی۔ پھر اس نے بے چارگی کے لہجے میں کہا۔

"نجانے کیوں میری تقدیر مجھے بار بار ذلیل کرا رہی ہے۔ تو یقین کر کاسس کہ میں نے پہلے بھی اس بارے میں سوچا تھا اور خود پر نفرین کی تھی۔ اب میں شرم سے کٹی جا رہی ہوں۔" اس نے افسردہ سے لہجے میں کہا۔

لیکن میں گوکلا سے بالکل بھی متاثر نہیں ہوا تھا۔ سو میں اسی سرد لہجے میں بولا۔

"میرے پاس صرف ایک رائے ہے گوکلا۔"

"وہ کیا؟ جلدی کہو کاسس۔" گوکلا بے چینی سے بولی۔

اور مجھے اس کی بے چینی پر ہنسی آ گئی۔ نادان لڑکی سمجھ رہی تھی کہ میں شاید اس سے اظہار عشق کروں گا۔ لیکن میرا جو تصور نہیں تھا وہ ضمیر میری زندگی کا کوئی مقصد تھا اور میں اسے تقدیر میں ...

کرنا چاہتا تھا۔۔۔ میں عورت کا غلام نہیں بن سکتا تھا اور گوکلا مجھے نہ جانے کیا بنانا چاہ رہی تھی۔۔۔ سوچیں کہیں۔

وہ یہ کہ میرا خیال اپنے ذہن سے بالکل نکال دے اور اپنے مقصد پر ڈٹی رہ۔۔۔ میں نے کہا اور گوکلا چونک کر مجھے دیکھنے لگی۔ پھر بولی۔۔۔

"ٹھیک ہے کاس۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ تجھ سے اس موضوع پر کچھ نہیں کہوں گی۔۔۔" اس نے مضبوط لہجے میں کہا۔

پھر وہ دونوں یوشتا کے شہر کی جانب چل پڑے تھے جو ہمیں دور سے نظر آ رہا تھا۔

اور بلاشبہ پروفیسر اس سارے علاقے کی طرح یہ شہر بھی نہایت خوبصورت تھا۔۔۔ دور سے دیکھنے پر اتنا حسین نظر آتا تھا کہ آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں۔ لیکن میں اس بات کا منتظر تھا کہ بہت جلد یوشتا کی جانب سے کوئی قدم اٹھایا جائے گا۔۔۔ اور وہ صرف اس آندھی سے ہی مطمئن نہ ہوگا اور بلاشبہ جس شخص نے اتنی دور بیٹھ کر جاری وہ گفتگو سن لی تھی، جو ہم سرگوشیوں کے انداز میں اس کے بارے میں کر رہے تھے اور اس کا جواب دینے کے بعد اس نے اپنی قوت کا کرشمہ دکھایا۔۔۔ وہ ہماری طرف سے لاعلم نہ ہوگا اور اس بات سے مطمئن نہ ہوگا کہ اس کے دشمن فنا ہو چکے ہیں۔۔۔

اگر وہ مطمئن نہیں ہو گیا تھا تو اب تک اسے دوسری کارروائی کر دینا چاہئے تھی۔۔۔ یا پھر یہ کہا جا سکتا تھا کہ اس آندھی کی ناکامی اس کے اعصاب پر بجلی بن کر گری تھی اور وہ حیرت سے گنگ رہ گیا ہو۔۔۔ اس نے سوچا ہو گا کہ اب کون سی قوت استعمال کی جائے جو اس کے دشمنوں کو فنا کر سکے۔

ہاں ایک بات پر اسے تعجب ضرور ہوا ہو گا کہ اس سے قبل تین انسان تھے اور تین انسان اس کے دشمن تھے اور اب ان میں سے دو باقی رہ گئے تھے۔ ممکن ہے وہ یہ سوچے کہ ان میں سے ایک آندھی میں فنا ہو گیا۔۔۔

گوکلا عشق و محبت کی باتیں ختم کر چکی تھی لیکن وہ مضمحل سی تھی اور اب میں سوچ رہا تھا کہ یوشتا جو کچھ بھی کارروائی کرے گا اب اس سے مجھے تنہا ہی نمٹنا پڑے گا۔۔۔

یوشتا کا خوبصورت شہر قریب تر آ گیا تھا اور میں اس کے حسن سے بے حد متاثر تھا۔ میں نے گوکلا کو بھی اس طرف متوجہ کیا۔

"گوکلا کیا تم اس سے قبل بھی یہ شہر دیکھ چکی ہو۔۔۔؟"

"کیوں نہیں۔۔۔" گوکلا نے اداس لہجے میں جواب دیا۔

"بے حد خوبصورت شہر ہے۔"

"ہاں۔۔۔ اس دنیا میں بے مثال۔۔۔" گوکلا نے جواب دیا۔

اس کے چہرے پر اسی کے سارے رنگ تھے۔۔۔ اور شاید اسے اپنا کاشی یاد آ گیا تھا۔۔۔ کاشی جو اس سے محبت کرتا تھا۔۔۔

یوشتا کے شہر میں داخل ہونے کے بعد ہم تھوڑی دور ہی چلے تھے کہ اچانک سامنے سے بے شمار لوگوں کا ہجوم ہمیں اپنی جانب آتا نظر آیا۔۔۔

میں اور گوکلا رک گئے تھے۔۔۔ ویسے جس حصے سے ہم داخل ہوئے تھے، وہاں پر ہم نے کسی انسان کا وجود نہیں دیکھا تھا۔ گویا اب وہ ہیکل اور گوکلا کے وجود سے واقف ہو گئے تھے اور یوشتا شاید کوئی پیش بندی کرنا چاہتا تھا۔۔۔

کاشی نے جلد محسوس کر لیا تھا اس بات کا کہ ہم شہر میں داخل ہو کر شہریوں کو نقصان نہ پہنچائیں۔۔۔ غالباً اس نے اس بات کا فیصلہ اس وجہ سے کیا ہو گا کہ ہم اس کی اس آندھی سے بچ گئے تھے جو اس کے جادو کا سب سے زبردست وار تھا۔۔۔

ہمیں جو ہجوم نظر آیا اس میں سب سے آگے کاشی کے سپاہی تھے۔ گوکلا نے مجھے اس کے بارے میں بتایا۔۔۔

"کاس یہ کاشی کا محافظ دستہ ہے۔"

"ہوں۔" میں نے چونک کر ہجوم اور پھر بولا "کیا تم یوشتا کے محافظ دستے کے بارے میں اچھی طرح جانتی ہو۔۔۔؟"

"ہاں کاس اس بارے میں میں اچھی طرح جانتی ہوں۔۔۔"

"اس کا مقصد ہے کہ دستے کے پیچھے کاشی بھی ہو گا۔۔۔"

"امکان کی بات نہیں ہے وہ ہم سے ملنے آ رہا ہے۔"

"کیا۔۔۔" میں نے سوالیہ انداز میں گوکلا کی جانب دیکھا۔

"ہاں وہ آ رہا ہے۔ یوشتا ہم سے ملنے کے لئے آ رہا ہے۔"

گوکلا دانت بھینچ کر بولی۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات نظر آ رہے تھے۔

۔۔۔ تاہم میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا، اور اس ہجوم کی جانب دیکھنے لگا جو ہمیں دیکھ کر رک گیا تھا۔۔۔ ہم خود بھی رک گئے تھے۔۔۔ غالباً وہ ہمارے آگے بڑھنے کا انتظار کر رہے تھے اور ہم ان کا۔۔۔

ہجوم درمیان سے پھٹا اور دو سفید گھوڑے نظر آئے۔۔۔ ان سفید گھوڑوں میں سے ایک پر بہت ہی باوقار شخصیت سوار تھی۔۔۔ بھرپور نوجوان تھا وہ۔ اس کے پیچھے ایک بدرش بوڑھا تھا۔ نحیف الجثہ معلوم ہوتا تھا وہ۔ اس کے اعضاء شکستہ ہو گئے تھے۔۔۔ میں نے بغور ان کا جائزہ لیا۔

"اوہ۔۔۔ اوہ یہ منتیا ہے۔"

"منتیا کون۔۔۔؟" میں نے سوال کیا۔

"وہ کاشی کا جادوئی شہر۔"

"اوہ۔ تو وہ اپنے محافظ کے ساتھ آیا ہے۔" میں نے جواب دیا اور گوکلا کچھ نہ بولی۔۔۔

بہرحال ہم اس کے نزدیک آنے کا انتظار کرتے رہے۔ دونوں گھوڑے سست روی سے سفر کر رہے تھے اور پورا ہجوم ان کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا۔۔۔

تب کاشی نے ہم سے کچھ فاصلے پر گھوڑا روک لیا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک حسین سی مسکراہٹ تھی۔۔۔

اور بے شک، بلا کسی شبہ کے پروفیسر میں نے تسلیم کیا کہ وہ بے پناہ خوبصورت تھا اور جوانی اس پر ٹوٹ کر آئی تھی۔۔۔

لمبا تڑنگا، بلند قامت اور تندرست جسم کا مالک کاشی، چمکدار تیز بڑی بڑی سی گہرے سمندر کی مانند گہری آنکھوں سے ہمیں دیکھتا ہوا آگے بڑھا اور پھر ہم سے چند گز کے فاصلے پر آ کر رک گیا۔۔۔

"گوکلا کو یوشتا کا سلام۔۔۔" اس نے ماتھے پر دو انگلیاں لگا کر مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

"یوشتا۔۔۔ صرف یوشتا۔۔۔" گوکلا نے سوال کیا۔

"ہاں۔۔۔ صرف اور صرف یوشتا۔۔۔ اور تو اس بات کی مختار نہیں کہ تو یوشتا کو اس نام سے پکارے جس نام سے وہ کبھی مشہور تھا۔"

"ٹھیک ہے تو کیا سمجھتا ہے کہ میں تیرے پاس مفاہمت اور دوستی کے لئے آئی ہوں۔۔۔" گوکلا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہرگز نہیں۔۔۔ میں جانتا تھا کہ تو ان عورتوں میں سے ہے جو مفاہمت اور دوستی کی قائل نہیں ہوتیں۔۔۔"

"بالکل ٹھیک جانتا ہے تو۔ تو نے میرے بارے میں بالکل درست سوچا ہے۔۔۔ اور یہ بھی سوچا تو نے کہ میں نے تیرے مقابلے کے لئے کچھ تیاریاں نہیں کی ہیں۔۔۔"

"ہاں، ہاں مجھے نظر آ رہا ہے۔۔۔ غالباً یہ تیرا محافظ ہے۔" یوشتا نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ میرا محافظ نہیں ہے۔" گوکلا سخت لہجے میں بولی۔

"تو کیا تو یہ بتانا پسند کرے گی کہ یہ کون ہے؟"

"یہ میرا کاس ہے۔" گوکلا نے جواب دیا۔

"ٹھیک۔۔۔ ٹھیک۔۔۔ ٹھیک۔۔۔ تو یہ تیرا کاس ہے اور تو خود بھی کاس ہے۔"

"تو کیا شک کرتا ہے میرے کاس ہونے پر۔۔۔؟"

"ارے نہیں نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں شک نہیں کرتا گوکلا۔" یوشتا طنزیہ لہجے میں بولا۔ "تو نے خود ہی تو ایک علاقے پر اپنی حکومت کا اعلان کر دیا تھا لیکن اس کے بعد میں نے تجھے پیغام بھجوایا کہ تو اس سلسلے کو بند کر دے۔ یوشتا اس سارے علاقے کا حکمران ہے، اور وہ اپنی اس حکمرانی میں کسی کا پیوند برداشت نہیں کرے گا۔"

"تو مجھے پیوند کہہ رہا ہے یوشتا، وہ مستقبل میں تیرے اس علاقے کی حکمران ہے۔۔۔" گوکلا نے جواب دیا۔

"اور اس کا نام گوکلا ہے۔۔۔" یوشتا نے کہا اور ایک زوردار قہقہہ لگایا۔ اس کا مشیر بھی مسکرانے لگا تھا۔۔۔

یوشتا نے اپنے مشیر کی جانب دیکھا اور بولا۔ "منتیا تم نے دیکھا۔۔۔ یہ مستقبل کی حکمران ہے۔ کیا ان علاقوں پر کسی عورت کی حکمرانی قائم ہو سکتی ہے؟" یوشتا طنزیہ لہجے میں بولا۔

"ہرگز نہیں۔۔۔ ہرگز نہیں۔۔۔ عورت صرف عورت ہے، وہ کبھی کاس نہیں بن سکتی۔۔۔" محافظ نے جواب دیا۔

"اور اس کے ساتھ جو مرد ہے بلاشبہ یہ کچھ انوکھا سا ہے۔ شاید گوکلا کے تحفظ کے علم کا شاہکار۔"

"ہاں لگتا تو ایسا ہی ہے۔" محافظ مسکراتا ہوا بولا۔

"لیکن گوکلا سے پوچھو کہ کیا اس تحفے سے شاہکار کو یہ کرده یوشتا کے مقابلے پر لائی ہے۔"

"تم لوگ جس قسم کی باتیں کرنا چاہو کرتے رہو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔۔۔ لیکن یوشتا بہتر یہ ہو گا کہ کام کی بات کرو۔۔۔ میں تمہیں مہلت دیتی ہوں اس بات کی کہ اگر تم چاہو تو اپنا مختصر سامان لے کر اپنے عزیز و اقارب اور ضروری اشیاء سمیت اس علاقے کے کسی ایسے گوشے میں چلے جاؤ جہاں تم اپنی زندگی کے بقیہ لمحات بسر کر سکو۔ میں تمہیں اس کی مہلت اور اجازت دوں گی۔۔۔ یہ میری رعایت ہو گی تمہارے لئے اور صرف اس لئے کہ میں بچپن سے تمہیں جانتی تھی۔۔۔ اور اگر تم اس رعایت سے فائدہ اٹھانے کے لئے تیار نہ ہو تو پھر مقابلے کیلئے تیار ہو جاؤ۔۔۔"

"اوہ۔۔۔ اوہ گوکلا۔۔۔ تو اپنی اوقات سے بڑھ کر بات کر رہی ہے۔ کیا طوفان کو ختم کرنے کے بعد تو سمجھتی ہے کہ تو یوشتا کی قوتوں کو فنا کر سکتی ہے۔۔۔" یوشتا غراتے ہوئے لہجے میں بولا۔

"ہاں یوشتا۔ میں یہی سوچ کر یہاں تک پہنچی ہوں۔ اور تو دیکھ تو نے جس سیاہ طوفان کو ہم لوگوں کے لئے بھیجا تھا ہم نے اسے کس طرح ناکارہ کر دیا تھا۔۔۔ اس کے بعد ہم منتظر ہیں کہ تو اپنی کسی اور قوت کو آزمائے گا۔ مگر شاید تیرے پاس اور کوئی قوت نہیں رہی تھی۔"

"گوکلا کیا تو یہ چاہتی ہے کہ یہ لشکر جو میرے پیچھے ہے تیز دوڑ لگائے اور تیرے ساتھی کے جسم کو روندتا ہوا آگے نکل جائے۔۔۔ کیا تو یہ چاہتی ہے کہ تمہارے جسم زمین بوس ہو جائیں اور تمہارا گوشت اس زمین کے ذرات کی مانند ہو جائے اور تمہارا نام و نشان

نشے ــــ لیکن اگر تو یہ نہیں چاہتی تو مجھے غصہ دلانے والی بات مت کر۔ مجھے بتا کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کروں ــــ تو اچھی طرح واقف ہے کہ تو مجھے فنا کرنے آئی ہے۔ مجھ سے جنگ کرنے آئی ہے ــــ حالانکہ ہونا تو یہ چاہیے کہ میں تجھے تیری جسارت کا مکمل طور پر مزہ چکھا دوں اور تجھے تیرے وجود سمیت ہمیشہ کے لئے فنا کر دوں ــــ لیکن میں یوشتا ہوں ــــ اور یوشتا اپنی رعایا کا محافظ بھی ہوتا ہے اور ان پر مہربان بھی ــــ میں جانتا ہوں کہ تیری کوئی حماقت تجھے اس حد تک لے آئی ہے۔ لیکن یہ اس شخص نے تجھے احساس دلایا ہو کہ تو زبردستی اعلیٰ ہو گئی ہے ــــ لیکن یوشتا سے مقابلے سے پہلے سوچ کیا تو اس قابل ہے کہ یوشتا کا مقابلہ کر سکے یا تیرا یہ کاس اتنی ہمت رکھتا ہے کہ یوشتا کے مقابلے پر آئے ــــ تو جانتی ہے گوکلا کہ میں علم کا سہارا اس وقت لیتا ہوں جب اپنے جسمانی سہارے کھو بیٹھوں ــــ اور میرا جسمانی سہارا۔ میں سمجھتا ہوں اس پورے علاقے میں مجھ جیسا کوئی اور نہ ہو گا کوئی ایسا نہ ہو گا جو میرے گرز میرے تیشے کی تاب لا سکے۔ کیا تو اپنے محافظ و معاون کو آگے بڑھائے گی ــــ ہاں میں تیرے اوپر ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا کیونکہ یوشتا کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے کسی عورت کو قتل کرے البتہ میرا گھوڑا تیری گردن چبانے میں فخر محسوس کرے گا اور اسے اس بات کا احساس نہیں ہو گا کہ وہ کیا چبا رہا ہے ــــ بول کیا چاہتی ہے تو ــــ" یوشتا نے کہا اور اب خاموش رہنا بہتر تھا۔ میں نے گوکلا کو کندھے سے پکڑ کر پیچھے ہٹایا اور آگے بڑھ کر بولا ــــ

"یوشتا! میں اس کے ساتھ آیا ہوں۔ عورت سے بات کرنے میں تو بڑا تیز طرار اور چست و چالاک معلوم ہوتا ہے۔ کیا تو ہمیشہ عورتوں سے اسی قسم کی باتیں کرتا آیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تیری مردانہ وجاہت اور تیز زبان سے شاید عورتیں متاثر ہو جاتی ہوں گی ــــ لیکن کیا کسی ایسے شخص کے سامنے بھی تو نے عورت کو للکارا ہے جو اپنے آپ کو اس کا محافظ سمجھتا ہو ــــ اگر نہیں تو آج آ ــــ اور تماشہ دیکھ کہ وہ عورتیں جن کے محافظ ہوں ان کو للکارنے کا حشر کیا ہوتا ہے ــــ"

یوشتا کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ اس نے غیظ و غضب سے بھری ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولا ــــ

"احمق انسان تو اس علاقے کے کون سے حصے سے تعلق رکھتا ہے؟"

"میں ــــ" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں اس پورے علاقے سے تعلق رکھتا ہوں ــــ اور میرا تعلق آج کل اس حصے سے ہے جہاں تو حکمرانی کرتا ہے۔ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ تو صرف عورتوں سے گفتگو کرنے کے قابل ہے۔ چنانچہ کسی محل کے

زنان خانے میں تو تیرا گزر ہو سکتا ہے لیکن کسی ملک کے حکمران کی حیثیت سے نہیں کیونکہ تو بالکل نااہل دکھائی دیتا ہے۔"

میرا جواب یوشتا کے حواس پر بجلی بن کر گرا تھا۔ وہ آپے سے باہر ہو گیا اور غیظ و غضب میں ڈوبا ہوا آگے بڑھا ــــ پھر اس نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا ــــ

"اگر میں چاہوں تو میرے بدن سے خارج ہونے والا ایک شعلہ تجھے ہمیشہ کے لئے فنا کر سکتا ہے۔ لیکن زیادہ بولنے والے، بڑھ چڑھ کر باتیں کرنے والے میں تجھے زندگی کے چند لمحات اور دیتا ہوں تاکہ دیکھنے والے دیکھیں کہ یوشتا سے بدکلامی کرنے والا کس اذیت سے موت قبول کرتا ہے ــــ"

"میں نے خود کو گوکلا کا محافظ کہا ہے اور صرف اس کے لئے تجھ سے جنگ کروں گا۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو تو میرے قابل نہیں ہے۔ ایسے مغرور اور احمق لوگوں کو میں اپنے قریب بھی دیکھنا پسند نہیں کرتا ــــ" میں یوشتا کو زیادہ سے زیادہ غصہ دلانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"گوکلا کے محافظ! تو کیسی موت پسند کرتا ہے۔ شاید تو اس کا کاس ہے۔ خوب، خوب۔ دیکھے گی یہ احمق عورت کہ کیا پایا اس نے میرے مقابل آ کر۔ لیکن ایسے نہیں۔ میں تجھے عزت دوں گا۔ ان لوگوں کی مانند جو جنگ کرنے آتے ہیں اور فیصلہ سب کے سامنے ہوتا ہے۔ تو گوکلا آج تو رہے گی۔ کل میدان جنگ میں سب کے سامنے تیرا کاس میرے مقابل آئے گا ــــ اور اگر وہ مارا جائے تو میں تجھے بھی دعوت دوں گا کہ تو مجھے وہ ہنر دکھا جس کے بل پر تو مجھ سے مقابلہ کرنے کے لئے چلی آئی ہے۔ بہتر یہی ہے گوکلا کہ اس قسم کے کسی مسئلے کو مسئلہ بنانا نہیں چاہیے۔ تیرے ذہن میں اگر حکومت کی خواہش ہے تو یہ میرے لئے ناقابل برداشت ہو گی اور میں نہیں چاہوں گا کہ ایسا کوئی خواہش مند میری مملکت میں زندہ رہے۔ چنانچہ بہتر یہی ہو گا کہ اپنے کاس کی موت کے بعد تو بھی موت کی آغوش میں جا سو ــــ اور یہی تیرے لئے بہتر ہو گا کیونکہ انسان اگر اپنی زندگی میں کسی ایسی خواہش کی تکمیل نہ کر سکے جو اس کے لئے شدید تر ہو تو موت ہی اس کی تمام حسرتوں کا بہترین علاج ثابت ہوتی ہے۔ اور میں یہی چاہوں گا کہ تو جسے میں برسوں سے جانتا ہوں، جو میری طویل عرصے کی شناسا ہے کسی ایسی اذیت کا شکار ہو کر زندگی گزارے جو اسے ہمیشہ پریشان رکھے ــــ چنانچہ آ اور کچھ وقت میرا مہمان رہ، تھوڑا سا وقت گزار کر، تھوڑا وقت نکال کر میں تجھے وادی موت کی جانب بھیج دوں گا ــــ" یوشتا نے نہایت غرور بھرے لہجے میں کہا ــــ

اور پروفیسر اس کا یہ مغرور انداز مجھے ایک آنکھ نہ بھایا۔ میں نے طے کر لیا تھا کہ یوشتا کی اہمیت کو اس کے غرور کو توڑ کر رہوں گا

یوشتا نے گھوڑے کا رخ موڑا اور اپنی فوج کی جانب چل دیا۔ گوکلا کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ میں نے ان تاثرات کو پڑھا ــــ وہ خاصی افسردہ نظر آ رہی تھی۔ تب وہ حزنیہ انداز میں مسکرا دی ــــ

"کیا خیال ہے کاس ــــ؟"

"جو تیرا خیال ہو گوکلا ــــ؟"

"اس نے کچھ وقت طلب کیا ہے، کیوں نہ ہم اسے وہ وقت دے دیں کاس ــــ" گوکلا نے بے جان سے لہجے میں پوچھا۔

"گوکلا جو تیری مرضی مجھے کیا اعتراض۔ لیکن اس وقت تک ہماری حیثیت کیا ہو گی ــــ؟"

"اس کا فیصلہ تو وہی کرے گا۔" گوکلا نے جواب دیا۔

اس کی ذہنی کیفیت کیا تھی اس کا سرے سے مجھے کوئی اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔ وہ کیا سوچ رہی ہے۔ کیا چاہتی ہے۔ کیا کرے گی۔ اس بارے میں میں جان نہ سکا تھا۔ بہرحال وہ جو کچھ بھی چاہتی تھی میں اس سے تعاون کرنے کے لئے آیا تھا ــــ اور جو کچھ بھی ہو میں اس کا معاون بننا چاہتا تھا ــــ

چنانچہ میں بھی اس کے ساتھ کھڑا رہا ــــ تب یوشتا کے بہت سے آدمی ہمارے نزدیک آ گئے اور ان میں سے ایک نے گوکلا سے کہا۔

"موت کی وادیوں میں جانے والی کچھ وقت یوشتا کی مہمان رہ کر ہمیں خدمت کا موقع دے، ہمارے ساتھ آ ــــ"

گوکلا نے عجز زدہ انداز میں گردن ہلا دی اور پھر آگے بڑھ گئی میں بھی اس کے ساتھ تھا۔ یوشتا نے غالباً ان لوگوں کو ہدایت دے دی تھی کہ ہمیں کہاں ٹھہرنا ہے اور ہمارے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے۔ اور پھر ایک خوبصورت سے مکان میں ہم اور گوکلا داخل ہو گئے جہاں ہماری اچھی خاصی خاطر مدارات کی گئی اور اس حسین علاقے کو دیکھ کر میں تو حیران ہی رہ گیا تھا۔ اتنا خوبصورت علاقہ تھا کہ جہاں سے جانے کو جی نہ چاہے ــــ

جس انداز میں ہمارے سامنے آیا تھا اور پھر جس انداز میں اس نے ہمیں کچھ وقت دیا تھا میں نے تو اس کے بارے میں کچھ نہ سوچا۔ لیکن گوکلا اس بارے میں بہت کچھ سوچ رہی تھی ــــ

طویل وقت تک وہ خاموش رہی تھی۔ اس نے مجھ سے بھی کوئی بات نہ کی۔ پھر جب ہم دونوں نے آرام کی ضرورت محسوس کی تو ایک جگہ لیٹ گئے ــــ یہ آرام کی جگہ تھی ــــ تب گوکلا نے میری جانب دیکھا اور بولی ــــ

"کاس تم ابھی خاموش ہو ــــ؟"

"ہاں گوکلا میں تمہاری طرف سے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔"

میں نے جواب دیا ــــ

"میں کیا بولوں کاس ــــ تم نے میری زبان ہی چھین لی ہے۔" اس نے غمزدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے ــــ" میں نے متعجبانہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں کاس ــــ"

"مگر کیوں کر ــــ"

"کاس میں یہاں نہیں آنا چاہتی تھی ــــ میں نے تمہیں کہا تھا کہ یوشتا بے حد مغرور ہو گیا ہے۔ کاس شاید اب اپنا نام بھی بھول گیا ہے۔ اب وہ خود کو کچھ نہیں سمجھتا۔ وہ صرف یوشتا رہ گیا ہے اور یوشتا نے جس طرح مجھ سے بات کی، جس انداز میں مجھ سے تمنا کا اظہار کیا، وہ تم نے سن لیا۔ کیا اس کے بعد بھی میں تم سے کوئی بات کر سکتی ہوں۔ حالانکہ کاس میں تمہیں بہت سی باتیں بتاؤں تو تم حیران رہ جاؤ ــــ"

"وہ کون سی باتیں ہیں گوکلا ــــ؟" میں نے اشتیاق سے پوچھا۔

"کاس ــــ یوشتا مجھے بے حد چاہتا تھا۔ وہ میرا بڑا ہمدرد تھا۔ میری تربیت کا جب ہم چھوٹے تھے تو یوشتا کی زندگی کا زیادہ تر وقت میرے ساتھ ہی گزرتا تھا۔ وہ میری ایک ایک بات سے خوش ہوتا تھا۔ میری ناز برداریاں کرتا تھا اور ہر وقت مجھے اپنے سینے سے لگائے پھرتا تھا۔ ہم اسی طرح اپنی زندگی کی منزلیں طے کرتے رہے ــــ لیکن پھر نہ جانے کیوں اس کے ذہن میں بہت سی تبدیلیاں آ گئیں ــــ کاس میں حیران رہ گئی تھی۔ وہ عجیب و غریب ہو گیا تھا حالانکہ مجھے امید تھی کہ وہ ہمیشہ مجھے اسی طرح چاہتا رہے گا۔ ہمیشہ اسی طرح سینے سے لگائے رکھے گا۔ لیکن نہ جانے کیوں، نہ جانے کیوں اس کی یہ حالت ہو گئی اور اس نے میری محبت کا دم بھرنا چھوڑ دیا ــــ اور اب دیکھا تم نے کاس، کیا یہ گفتگو کسی محبت کرنے والے کی ہو سکتی ہے۔ اس نے مجھ سے اس طرح گفتگو کی، جیسے وہ صرف میرا شناسا ہے۔ اس شناسائی کی نوبت کیا تھی شاید یہ سوال ہمیشہ کے لئے اس کے ذہن سے نکل گیا ہے ــــ" گوکلا کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے ٹپکنے لگے ــــ

لیکن ان آنسوؤں نے مجھے متاثر نہیں کیا تھا۔ میں گوکلا پر جھلا گیا تھا۔ میرے ذہن میں ایک عجیب سا احساس پیدا ہو گیا تھا۔ آخر یہ عورت چاہتی کیا ہے۔ یوشتا کی بھی تعریفیں کر رہی ہے، مجھے بھی احمق بنانا چاہتی ہے۔ میں ایک عجیب سی الجھن کا شکار ہو گیا تھا مجھے اس کے ان آنسوؤں سے نفرت ہو گئی تھی ــــ

لیکن پھر بھی میں نے اپنی اس نفرت کا اظہار نہ کیا اور گوکلا کی باتیں خاموشی سے سنتا رہا ــــ

"لیکن کاس میں اب اس سے پیار نہیں کرتی، میں اسے نہیں

چاہتی تھی میں اس سے محبت نہیں کرتی۔ اب اگر میدانِ جنگ میں تو اسے قتل کرے گا تو اسے شکست دے دے گا تو مجھے کوئی اذیت نہیں ہو گی۔ میں یہی سوچوں گی کہ اس مغرور شخص کا یہی انجام ہونا چاہیے۔ لیکن کاس! اگر تو اس کے ہاتھوں مارا گیا تو اس کے بعد...... اس کے بعد میری زندگی میں کوئی دلکشی باقی نہ رہ جائے گی۔ میں فوراً اسے للکاروں گی اور کوشش کروں گی اس بات کی کہ وہ جلد از جلد مجھے بھی موت کے گھاٹ اتار دے ـــ"

"تو کہنا کیا چاہتی ہے گوکلا تیری باتیں جس قدر الجھی ہوئی ہیں شاید تو انہیں محسوس نہیں کر رہی۔ لیکن میں ان باتوں کی وجہ سے الجھن میں پڑ گیا ہوں۔" میں نے کسی قدر جھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"اوہ۔ کیا میں نے ایسی کوئی بات کہی ہے جس نے تجھے الجھن میں ڈال دیا ہے کاس۔" گوکلا نے پوچھا۔

"ہاں گوکلا، تو دو متضاد باتیں کر رہی ہے ـــ"

"کیا مطلب کاس ـــ" گوکلا تعجب سے بولی۔

"میرا خیال ہے گوکلا تو اتنی نادان نہیں ہے، میری بات کو سمجھنے کی کوشش کر، تو مجھے بتا کیا میں اسے قتل کر دوں یا نہ کروں؟"

"کاس ـــ!" گوکلا استفہامیہ انداز میں بولی۔

"نہیں گوکلا میں ان باتوں کو نہیں مانتا تو اپنی مرضی جلد بیان کر ـــ باقی رہا مسئلہ میرا تو اس سرزمین پر مجھے قتل کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ میں جیسا ہوں ویسا ہی رہوں گا۔ لیکن اس کے بعد اگر میں اسے قتل کر دوں تو تو مجھے کچھ نہ کہے گی۔ تو میرے جانے سے کی بھی نہیں اور میں یہ بھی نہیں چاہتا ہوں کہ ہمیشہ تیرا احسان مند رہوں... بریچ رہا ہوں۔ میں تیرے قریب زیادہ وقت نہ گزار سکوں گا گوکلا سو تو جلد از جلد فیصلہ کر دے ـــ"

"مگر میں اب بھی نہیں سمجھی کاس۔ کیا فیصلہ۔ تو کیا کہنا چاہتا ہے۔" گوکلا میری باتوں سے سخت حیران نظر آ رہی تھی۔

"میں نے اس وقت تک تیرا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ گوکلا جب تک کہ مجھے تیری حیثیت نہ دلوا دوں۔ میں یوشتا کو شکست دوں گا اور اس کے بعد یہاں سے جانا پسند کروں گا۔"

"مگر ـــ لیکن کہاں ـــ؟"

"جہاں میرا دل چاہے گا گوکلا ـــ!"

"تو کیا تو بتانا نہیں چاہتا کاس ـــ؟"

"ہاں گوکلا میں اس پوری دنیا میں کسی کے سامنے جواب دہ نہیں ہوں۔" میں نے سخت لہجے میں کہا۔

"کاس تم سچ کہتے ہو کہ تم مجھے جواب دہ نہیں ہو لیکن تمہاری اس ساری گفتگو سے مجھے ایک ہلکا سا احساس ہوتا ہے۔"

"کیا احساس ـــ؟"

"شاید تم مجھ سے ناراض ہو؟"

"نہیں ـــ ناراض نہیں ـــ"

"پھر کاس ـــ تم خود ہی وجہ بتا دو ـــ" گوکلا اپنائیت سے بولی۔ لیکن مجھے اس کی اس اپنائیت سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔

"دراصل گوکلا میں تیری دوسری شخصیت سے ناراض ہوں۔"

"دوسری شخصیت ـــ؟"

"ہاں اگر تو اسے چاہتی ہے تو اس کے قتل پر کیوں آمادہ ہو گئی اور اگر نہیں چاہتی تو تیرے اندر یہ جو کیفیات ابھر رہی ہیں، ان کا مقصد کیا ہے۔ جہاں تک میرا مسئلہ ہے میں تجھے بتا چکا ہوں کہ میں تجھے اپنی عورت کی حیثیت سے قبول نہیں کر سکتا۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ تو یوشتا کی محبت کا شکار ہے اور صرف مجبوراً میرا ساتھ پسند کر رہی ہے۔"

"نہیں کاس ـــ ایسا نہ کہو۔" گوکلا نے درد بھرے لہجے میں کہا۔

"کیوں نہ کہوں ـــ؟"

"تم نے... دراصل ـــ غلط سمجھا۔" وہ اٹک اٹک کر بولی۔

"ہرا ورم گوکلا میں کسی قسم کی ذہنی اذیت نہیں پال سکتا۔ تم جو محسوس کر رہی ہو کیا اسے بیان نہیں کر سکتیں۔" میں اب کافی جھنجھلاہٹ کا شکار ہو چکا تھا ـــ

"میں ـــ کاس ـــ میں ـــ دراصل ـــ میں واقعی الجھی ہوئی ہوں۔" گوکلا نے کہا اور رونا شروع کر دیا ـــ

اور پروفیسر ہر دور کی عورت میں مجھے ایک نمایاں خوبی یا نمایاں خامی نظر آئی ـــ اور وہ نمایاں خوبی یا خامی اس کے آنسو ہیں۔ پروفیسر ہر دور کی عورت روتی ہے، جب وہ بے بس ہو جاتی ہے۔ جب وہ اپنی حماقتوں سے خود ہی تنگ آ جاتی ہے تو رونا شروع کر دیتی ہے اور رونا تو مجھے قطعی پسند نہیں تھا۔ بہرحال جھنجھلاہٹ کا اظہار میرے لئے مناسب نہیں تھا ـــ

چند ساعت کے بعد میں ٹھیک ہو گیا اور پھر میں نے گوکلا کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"گوکلا تو یقین کر کہ تو بہت احمق ہے۔"

"کیا مطلب ـــ" گوکلا ایک دم حیران رہ گئی۔

"تو اپنے طور پر اس پورے علاقہ کی کاس بننے کی کوشش کر رہی ہے اور عورتوں کی طرح رو بھی رہی ہے، جبکہ اس پوری مملکت کا کاس بننے کے لئے تجھے اپنے عورت پن کو بھول جانا چاہیے ـــ تجھے کافی سخت جان ہونا چاہیے ـــ"

"میں مرد نہیں ہوں کاس ـــ" گوکلا نے جواب دیا۔

"تو پھر مملکت کا کاس کیوں بننا چاہتی ہے۔" میں نے سوال کیا۔

"میں سمجھتی ہوں کہ یہ ذمہ داری میں بہتر طور پر اٹھا سکتی ہوں۔

کاس لیکن ـــ وہ دراصل ـــ میں الجھی ہوئی ہوں۔"

"الجھنے کی ضرورت نہیں ہے گوکلا ـــ وہ فیصلہ جو تو کر کے آئی ہے، تو نے جس انداز میں یوشتا کو للکارا ہے اب اس کے بعد کچھ سوچنا بے کار ہے۔ آنے والا وقت اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ مستقبل میں کاس اس علاقے کی عورت تو ہوگی یا یوشتا ـــ" میں نے کہا اور گوکلا سرد آہ بھر کر بولی۔

"ٹھیک ہے کاس۔" وہ چند ساعت سوچتی رہی۔ اس نے اپنے آپ کو کافی درست کر لیا۔ پھر سنبھلتے ہوئے لہجے میں بولی۔

"میں سمجھتی ہوں یوشتا اتنا بہادر نہیں ہے جتنا کہ خود کو ظاہر کرتا ہے ـــ"

"کس طرح سمجھتی ہے تو ـــ؟" میں نے پوچھا۔

"کیا تم نے محسوس نہیں کیا ـــ؟"

"نہیں ـــ"

"اس نے وقت مانگا ہے ـــ"

"تو اس سے کیا ہوتا ہے گوکلا ـــ" میں نے سپاٹ لہجے میں سوال کیا۔

"کاس تم جانتے ہو وقت مانگنے کا مطلب کیا ہوتا ہے؟"

"نہیں میں نہیں جانتا ـــ"

"سوچنے کے لئے، کچھ کرنے کے لئے ـــ وہ اپنے وحشی لے جائے گا، تمہارا تجزیہ کرے گا، اسے پرکھے گا اور اس کے بعد تمہارے مقابلے کی تیاریاں کر کے تمہارے سامنے آئے گا۔ وہ بلاشبہ ایک چالاک انسان ہے۔ تمہیں للکارتے وقت اس کے ذہن میں غیظ و غضب تھا لیکن اس کے بعد شاید اسے عقل آ گئی۔ اس نے سوچا کہ اس کی بھی ہوتی اور تمہیں اکھاڑ دیں، نہ تباہ کر سکیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ ابھی تم جیسے کو گئے ہو۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ اس وقت مقابلہ کرنے کی کوشش کی بجائے وقت طلب کیا اور تمہیں اپنے مہمان کی حیثیت سے لے لیا۔ اب وہ تمہارے بارے میں معلومات کرے گا اور اس کے بعد تم سے جنگ کرے گا۔" گوکلا نے کہا۔

"اوہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا گوکلا۔" میں نے جھلا کر کہا۔ "فرق کیوں نہیں پڑے گا کاس ـــ"

"اس لئے کہ فرق اس وقت پڑے گا جب وہ میرے بارے میں صحیح معلومات حاصل کر لے گا اور جب وہ صحیح معلومات حاصل کر لے گا تو مجھ سے جنگ نہیں کرے گا ـــ" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے لیکن ایسی صورت میں اسے خاموشی سے روپوش ہو جانا پڑے گا۔" گوکلا نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"ہاں یہ یہاں کا قانون ہے کہ اگر وہ مقابلے کے دنوں میں سے ایک خاموشی سے روپوش ہو جائے تو دوسرے کو فاتح قرار دیا جاتا ہے اور پھر گم ہو جانے والے کی کوئی حیثیت کسی کی نگاہوں میں نہیں رہتی، وہ لوگوں کی نگاہوں میں مضحکہ بن جاتا ہے۔"

"اوہ! تب تو ٹھیک ہے۔ بہرحال میں تمہیں صرف ایک بات بتاؤں گا یا ایک پیش گوئی کروں گا کہ یوشتا کی موت بالکل نزدیک ہے اور تم اس کے لئے تیار رہو۔" میں نے کہا اور گوکلا نے گردن ہلا دی تھی۔

میرے ذہن میں یوشتا کے لئے کوئی خاص بات نہیں تھی۔ بس میں جانتا تھا کہ مقابلہ ہو گا اور اس کے بعد یوشتا کوئی بھی آفت لے کر آ جائے میں اسے فنا کر دوں گا۔ مجھے اس بات کا یقین تھا۔ یوشتا نے ہماری خاطر مدارات میں واقعی کوئی کمی نہ کی تھی۔ اس کے ساتھی ہمارے آگے پیچھے پھر رہے تھے، ہر ممکن کوشش تھی ان کی کہ وہ ہماری ہر ضرورت پوری کر دیں۔

میں نے تو کوئی تکلف نہیں کیا تھا لیکن گوکلا شدید جذبات کا شکار رہی تھی۔ غالباً یوشتا اس کے ذہن میں اب بھی اسی آب و تاب سے موجود تھا جیسے پہلے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کی محبت اب انتقام کی شکل اختیار کر گئی تھی۔

جیسا کہ میں بتا چکا ہوں پروفیسر کہ وہاں دن اور رات کے گزرنے والے وقت کا کوئی تعین نہیں کیا جا سکتا تھا۔ البتہ ان لمحات میں جب کہ لوگ آرام کرتے تھے اور جب جاگتے تھے تو اسے آج یا کل کا نام دے دیا کرتے تھے۔ غالباً کل کا تصور ان کے ذہنوں میں بھی موجود تھا۔ چنانچہ ہمیں کھانے پینے کے بعد جب وقت گزر چکا تو یوشتا کے وہ آدمی جو اس وقت بھی ہمارے سامنے موجود تھے جب یوشتا نے مقابلے کے لئے کہا تھا، آخر ہمارے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے استہزائیہ انداز میں مجھے دیکھا اور کہنے لگے۔

"گوکلا اور گوکلا کے کاس کیا گزرے ہوئے وقت نے تمہیں کچھ سکھایا ہے؟ کیا تمہارے ذہنوں میں کچھ تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں۔ اگر کوئی تبدیلی پیدا ہوئی ہے تو ہمیں اس کے بارے میں بتا دو تاکہ ہم یوشتا کو جا کر اطلاع دے دیں کہ اس نے جو انتظامات کئے ہیں انہیں ترک کر دے اور اگر تم اپنے فیصلوں پر برقرار ہو تو پھر یوشتا تمہیں میدانِ جنگ میں آنے کی دعوت دیتا ہے۔"

"اوہ کیا یوشتا بذاتِ خود ہم سے خوفزدہ ہے اور اگر خوفزدہ ہے تو اسے ہمارا پیغام دو کہ وہ علاقہ چھوڑ کر کہیں چلا جائے اور کسی پہاڑ کے دامن میں یا کسی ویران علاقے میں اپنا مسکن بنائے جہاں انسانوں کا گزر نہ ہو۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اسے تلاش کر کے قتل کرنے کی کوشش نہیں کریں گے لیکن اگر اس کی موت نے اسے طلب کر ہی لیا ہے تو پھر اس

چاہتی ہو

سے کو مقابلے سے بھاگنے کی کوشش نہ کرے۔" میں نے جواب دیا اور میرے اس جواب پر تمام لوگوں کے چہرے غصے سے سرخ ہو گئے تھے لیکن انھوں نے ایک لفظ بھی نہ کہا۔ تب کچھ دیر کے بعد ان میں سے ایک شخص نے کہا۔

"تو پھر میدان جنگ میں چلنے کی تیاری کرو۔"

"ٹھیک ہے تم جاؤ ایک آدمی کو یہاں چھوڑ جاؤ ہم آتے ہیں۔" میں نے کہا اور اس شخص نے گردن ہلا دی۔

پھر ان میں سے ایک آدمی رک گیا اور باقی لوگ چلے گئے میں نے گوکلا کی طرف دیکھا۔

گوکلا کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا تب میں نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"گوکلا جس مقصد کے تحت یہاں آئی ہو اسے پورا کرو ——— اور مقصد پورا کرنے کا یہ انداز نہیں ہوتا۔"

"میں ——— میں ——— میں معذرت خواہ ہوں، میں شرمندہ ہوں، بس میں اپنی ذہنی کیفیات تمھیں نہیں بتا سکتی کاس۔"

"اور اب میں کچھ پوچھنا بھی نہیں چاہتا گوکلا۔ میں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا ہوں اور اب یوشنا سے جنگ میرا ذاتی مسئلہ بن گیا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تمھیں روکنے کی کوشش نہیں کروں گی کاس۔ چلو چلتے ہیں۔" گوکلا نے کہا۔

اور میں آگے بڑھ گیا ——— اور بلاشبہ اب اس عورت سے مجھے الجھن سی ہونے لگی تھی۔

اس نے اتنی شدید تگ و دو کی تھی اور میں نے اس کا بھرپور طور پر ساتھ دیا تھا۔ اب یہ بات تو مناسب نہیں تھی کہ یہاں تک آنے کے بعد میں واپس چلا جاؤں۔

"اگر تمھیں اس بات سے شدید اختلاف ہے تو میں معذرت خواہی کر سکتا ہوں۔" بالآخر میں نے کہا۔

"میں تو اب خاموش ہوں کاس۔" وہ بولی۔

"لیکن تمھارا چہرہ بہت سی کہانیاں سنا رہا ہے۔"

"تم ان کہانیوں پر غور مت کرو۔"

"آخر کیوں؟"

"بس تم اسے عورت کی کمزوری خیال کرو۔"

"حالانکہ جس مقصد کے لیے تم نے اتنی تگ و دو کی ہے، اس کی تکمیل کے وقت تمھیں اتنا ہلکا نہیں ہونا چاہیے۔"

"بس مجھے تم دونوں ہی عزیز ہو کسی ایک کو نقصان پہنچا تو میں میں ———" وہ خاموش ہو گئی۔

اس کی دو ذہنی کیفیت مجھے ناپسند تھی۔ میدان جنگ میں یہ تو نہیں ہو سکتا تھا کہ میں گوکلا کے اترے ہوئے چہرے کو دیکھوں اور یوشنا سے رعایت برتوں۔ میں نے بے شمار انسانوں سے جنگ کی تھی اور انھیں شکست دی تھی لیکن اس بار میرا مقابلہ ایک ایسے انسان سے تھا جو جسمانی قوتوں کے علاوہ ایسی پوشیدہ قوتوں کا مالک بھی تھا جن کے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم تھا۔

میدان جنگ بلاشبہ میدان جنگ تھا انسانوں کا ایک سمندر ٹھاٹیں مار رہا تھا۔ پھر جب وہ سے انھوں نے ہمیں دیکھا تو ساری گردنیں اس طرف گھوم گئیں۔ ایک عجیب منظر تھا اور میرے ذہن میں گدگدی ہو رہی تھی۔ اس قسم کے مناظر میری زندگی میں پہلی بار نہیں آئے تھے بلکہ میں تو بارہا ایسے مقابلوں میں حصہ لے چکا تھا۔

میں فاتحانہ شان سے میدان میں داخل ہوا۔ گوکلا میرے ساتھ تھی۔ یہاں اصولوں کا خیال رکھا گیا تھا چونکہ گوکلا خود جنگ نہیں کر رہی تھی بلکہ اس کے کاس کو جنگ کرنا تھی اس لیے اس کے لیے بھی ایک علیحدہ نشست گاہ بنائی گئی تھی اور وہاں وہ ایک فریق کی حیثیت سے بیٹھی ہوئی تھی۔ دوسری طرف یوشنا بھی اپنی جگہ بیٹھا تھا۔ وہ ایک انوکھے لباس میں تھا۔ ایک عبا پہنے ہوئے جس میں ہیرے ٹنکے ہوئے تھے۔

گوکلا اس کی نشست پر پہنچا دیا گیا اور میں بھی اس کے نزدیک ایک دوسری نشست پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد چند لوگ ایک مخصوص طرز کے ڈھول لے کر میدان میں آ گئے اور زور زور سے انھیں پیٹنے لگے گوکلا خاموش تھی۔ وہ سکوت کے عالم میں تھی اور اس کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

ڈھول پیٹے گئے اور پھر ایک بوڑھا آدمی چند لوگوں کے ساتھ میدان میں آ گیا۔ اس نے ہاتھ اٹھائے اور ڈھول خاموش ہو گئے بولتے ہوئے لوگ بھی خاموش ہو گئے تھے۔ تب بوڑھے کی آواز ابھری جو اس کی عمر کی بہ نسبت کافی تیز تھی۔ اس نے گرجدار آواز میں کہا۔

"وطن والو! جو کچھ تمھارے سامنے ہو رہا ہے تمھارے لیے اجنبی نہیں ہے بستیوں کا حکمران وہی ہوتا ہے جو جڑواں آنکھیں، جڑواں ہاتھ اور پاؤں رکھتا ہو جس کی قوت دوسری تمام قوتوں پر حاوی ہو خواہ وہ انسان ہوں یا جانور، خواہ وہ آگ ہو یا طوفان۔ ان چیزوں پر قدرت رکھنے والا ہمارا کاس ہوتا ہے لیکن صدیوں کے اصولوں کے مطابق اگر کوئی زیادہ قوتیں لے کر سامنے آئے تو وہ بھی قابل احترام ہوتا ہے اور اس سے پوچھا جاتا ہے کہ خود اس کی خواہش کیا ہے۔ اگر وہ حکمرانی طلب کرے تو پھر کاس اعظم پر واجب ہوتا ہے کہ وہ خود کو اس سے برتر ثابت کرے۔ آنے والا اگر کسی چیز کا طالب ہوتا ہے تب بھی کاس اعظم اس کے بارے میں غور کرتا ہے۔ اگر کاس اعظم قبول کرے تو وہ چیز آنے والے کو بخش سکتا ہے اور اگر وہ نہ قبول کرے لیکن آنے والے کی طلب برقرار رہے تو کاس اعظم اسے سزا دے سکتا ہے۔ سو لوگو! تم نے گوکلا کا نام ضرور سنا ہوگا کچھ عرصہ قبل کی مجلس میں گوکلا کا نام زیر بحث آیا تھا کیونکہ

یہ عرصہ دراز کی بات ہے جب گوکلا نے پہاڑوں کے ایک سلسلہ میں اپنی مملکت کا اعلان کیا تھا لیکن پھر یوشنا نے ہمارے حکمران غور کو دعوت دی کہ وہ گوکلا سے سب کچھ چھین لے۔ گوکلا کو پیغام دیا گیا۔ اس نے وہ پیغام ٹھکرا دیا اور اپنے کاس کے ذریعے غور کو ختم کرا دیا اور بالآخر وہ اپنی حکمرانی تسلیم کرانے یہاں تک چلی آئی۔ مقدس یوشنا نے اصولوں کا احترام کیا۔ یہاں حالانکہ اس نے آمد کی تیاری ہی جو گوکلا کو زیر نہ کر سکی اور پھر یوشنا نے خود میدان میں گوکلا سے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

ہوشمندو! چونکہ یہ مقابلہ گوکلا کے کاس سے ہو رہا ہے اور بلاشبہ تم نے دیکھا ہو گا کاس مختلف نظر آتا ہے عام لوگوں سے اس لیے اس مقابلے کو جسمانی مقابلہ اور اس کے بعد علم کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اب گوکلا کا کاس اور مقدس یوشنا ایک دوسرے سے سوالات کریں گے اور میں ان کے درمیان ثالث کے فرائض انجام دوں گا۔"

بوڑھے نے پہلے یوشنا کی طرف اور پھر میری جانب دیکھا اور یوشنا اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ وہ سکوت ہوا میدان کے درمیان آ گیا۔ بوڑھے نے مجھے اشارہ کیا اور میں بھی میدان میں پہنچ گیا۔ درمیان میں بوڑھا کھڑا ہوا تھا۔

"تم دونوں ایک دوسرے سے طریق جنگ یا دوسرے کسی بھی مسئلے پر سوالات کر سکتے ہو۔ ایک دوسرے کا مافی الضمیر معلوم کر سکتے ہو۔ پہلا سوال یوشنا کرے گا۔"

خوبصورت نوجوان نے گردن خم کی اور میری جانب دیکھنے لگا۔ پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "نوجوان تیرا نام کیا ہے؟"

"گوکلا مجھے کاس کہہ کر پکارتی ہے۔"

"ٹھیک ہے لیکن تیرا کوئی نام تو ہو گا؟"

"وہ اسے ظاہر نہیں کرنا چاہتی۔" میں نے جواب دیا۔

"اور تو؟" اس نے پوچھا۔

"میں اس کی ہر خواہش سے تعاون کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا گوکلا تجھ سے عشق کرتی ہے؟" اس نے براہ راست سوال کیا اور مسکرانے لگا۔ اس کے انداز میں شرارت تھی جیسے لوگوں کے سامنے کوئی اہم انکشاف کرنا چاہتا ہو۔

"نہیں۔ بلکہ وہ تجھ سے عشق کرتی ہے کاش۔ وہ تیرے بچپن کا ساتھی ہے جسے تو یوشنا بن کر بھول گیا ہے، جبکہ اس سے قبل تو اس سے پیار کرتا تھا۔" میں نے اس کا وار اسی پر الٹ دیا اور یوشنا ایک لمحے کے لیے میرے جواب سے بوکھلا گیا۔

"کیا تو اسے بھول گیا یوشنا؟" میں نے فوراً پوچھا۔

"نہیں، لیکن میں نے اس سے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا اور جب اس نے اپنی محبت کا حوالہ دیا تو میں نے اسے قبول کرنے کے لیے ... نہیں تھا۔"

"گویا تو اسے پہچانتا ہے؟"

"کیوں نہیں۔" یوشنا نے جواب دیا۔ وہ کچھ بگڑ گیا تھا اور بدلہ لینا چاہتا تھا چنانچہ چند لمحات اس نے سوچا پھر بولا۔ "تو بات یوں ہوئی کہ گوکلا مجھ سے عشق کرتی ہے اور تو گوکلا کو چاہتا ہے؟"

"نہیں۔ ہم دونوں کے درمیان چاہت کا کوئی رشتہ نہیں ہے۔"

"پھر تو اس کا مددگار کیوں بنا؟"

"یہ بات اس کے اور میرے درمیان ہے۔"

"کیا تو اس کی تخلیق ہے؟"

"نہیں۔"

"کیا اس نے تجھے اپنے علم سونپے ہیں؟"

"نہیں۔" میں نے صاف گوئی سے کام لیا۔

"گویا تو جن قوتوں سے جنگ کرے گا وہ تیری اپنی ہوں گی؟"

"ہاں۔"

"اگر تو یہ جنگ جیت لے تو حکمران گوکلا بنے گی یا تو خود؟"

"گوکلا۔"

"اور تیری حیثیت کیا ہو گی؟"

"کچھ نہیں۔"

"کیا گوکلا تجھ سے شادی کرے گی؟"

"نہیں۔" میں نے سکون سے جواب دیا۔

"پھر کون سا لالچ تجھے موت کے نزدیک لے آیا ہے؟"

"میں غرور شکن ہوں۔" میں نے بھاری لہجے میں کہا اور میری یہ آواز سکوت طاری کر دینے والی تھی کیونکہ اس میں میرا غضب ہوتا تھا اور یہ غضب اس وقت جاگتا تھا جب کوئی خود کو عظیم تر ثابت کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ سو لوگوں نے چونک کر مجھے دیکھا۔

"کیا مطلب؟" یوشنا نے پوچھا۔

"گوکلا کی زبانی میں نے سنا کہ تو یوشنا ہے۔ مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی کیونکہ مجھے حکومت کرنا پسند نہیں۔ تب اس نے کہا کہ تو عظیم تر ہے۔ سو میں نے تسلیم نہ کیا کیونکہ عظیم میں ہوں اور کسی دوسرے کا یہ دعوے غلط ثابت کرنا میرا فرض ہے چنانچہ میں گوکلا کے ساتھ یہاں آیا۔"

"اس کا کاس بن کر؟"

"ہاں!"

"ٹھیک ہے۔ مجھے اپنی عظمت ثابت کرنے کا پورا حق ہے۔ صرف ایک سوال کا جواب اور دے۔"

"ضرور پوچھ یوشنا ضرور پوچھ۔"

"تو نے علم کہاں سے حاصل کیا ہے؟"

"کہیں سے نہیں۔"

"کیا مطلب؟" یوشنا تعجب سے بولا۔

"ہاں، میں تجھ سے علمی قوت سے نہیں لڑوں گا بلکہ صرف میری جسمانی قوت تیرے مقابل آئے گی۔" میں نے کہا اور میری آواز یوشنا اور لوگوں کے لیے حیرت کا باعث بن گئی۔ خود یوشنا نے تعجب سے بوڑھے ثالث کو دیکھا اور تعجب سے بولا۔

"یہ کیا کہہ رہا ہے؟"

"جو کہہ رہا ہے وہ بے حد تعجب خیز ہے۔" بوڑھے نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا اس سے جنگ میری توہین نہیں ہے؟ کیا یہ جانتے ہوئے بھی میں اس سے جنگ کروں کہ یہ علوم سے ناواقف ہے۔" یوشنا نے حقارت سے کہا۔

"نوجوان کاسن، اگر تو جو کچھ کہہ رہا ہے اسے سمجھتا بھی ہے؟"

"اچھی طرح!" میں نے ہنس کر جواب دیا۔

"اور تو مقدس یوشنا کو اپنی جسمانی قوتوں سے زیر کرے گا؟"

"یقیناً!"

"کیا یہ حماقت نہیں ہے؟"

"یوشنا سے کہو کہ اپنی کوئی قوت سے مجھے نہیں ٹالے اگر وہ ایسا کرے گا تو بہرحال برتر و اعلیٰ ہے گا ورنہ میرے ہاتھوں مارا جائے گا؟" میں نے بھی حقارت سے جواب دیا اور یوشنا غیظ و غضب سے سرخ ہو گیا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ شخص جھوٹ سے کام لے رہا ہو۔" بالآخر اس نے کہا۔

"لیکن یہ جنگی اصول کے خلاف ہے اے شخص اگر تو صرف جسمانی قوتوں سے جنگ کرے گا تو کیا اس کا ثبوت بھی دے گا کہ یہ آتشی دائرے سے نکلے گا جو طلسم شکن ہوتا ہے اور تیرے پاس سحری جتنی قوتیں ہیں سب جل کر راکھ ہو جائیں گی۔ سحر تو ایک امانت ہوتی ہے جس کی توہین کی جائے تو وہ ختم ہو جاتا ہے۔"

"تیری گفتگو بہت طویل ہے بوڑھے اور یہ حقیقت ہے کہ تو کتاشی کا نمک خوار ہے لیکن اس وقت تو نے ثالثی کی مقدس امانت سنبھالی ہوئی ہے اس کے ساتھ بھی انصاف کر۔ میں اس آتشی دائرے سے گزرنا چاہتا ہوں تاکہ لوگوں کو اس کا ثبوت ہو اور میں اس کا غرور توڑنے کے لیے عملی کارروائی کروں۔" میں نے ناگواری سے کہا اور بوڑھے نے گہری سانس لی۔

"تو نے ٹھیک کہا۔" اس نے جواب دیا اور پھر کچھ لوگوں کو اشارہ کیا۔ وہ اس کے قریب آ گئے تو بوڑھے نے انھیں ہدایات دیں اور وہ چلے گئے۔ تب اس نے یوشنا سے پوچھا۔

"یوشنا کیا تو اس کے خلاف صرف جسمانی قوت صرف کرے گا؟"

"جسمانی بھی اور سحری قوت بھی۔ میں اسے ہر طرح زیر کروں گا۔ میں کوئی پابندی قبول نہیں کروں گا۔" یوشنا نے کہا۔

"کیا تو اس کے لیے تیار ہے؟" اس نے مجھ سے پوچھا۔

"ہاں، میں تیار ہوں۔"

تب بوڑھے نے دونوں ہاتھ بلند کیے اور پھر ہم دونوں کے درمیان سے ہٹ گیا۔ یوشنا اپنے تخت کی طرف چل پڑا اور لباس وغیرہ بدلنے لگا۔ اب وہ جنگ کا لباس پہن رہا تھا اور پروفیسر میں تو کسی لباس کا عادی ہی نہیں تھا۔ اس مختصر لباس کے جسے پہن کر جنگ کرنے کا صحیح لطف آتا تھا یعنی جانوروں کے چمڑے کا مخصوص لباس جو صرف ستر پوشی کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے بھی اپنا لباس اتار دیا اور صدیوں کی ریاضت میرے وجود پر چھا گئی۔ وہ عورت جو ساری دنیا کو حقیر سمجھتی ہے کوئی بھی بوڑھی ہے اور وجود بخشنے والے نے مجھے ایک نشے والا وجود عطا کیا تھا۔ چنانچہ کسی کی مجال نہ تھی کہ مجھے زیر کرنے کی کوشش کرے اور اگر سوچے تو میں اس کا وجود ہمیشہ کے لیے فنا کر دوں۔

آتشی دائرہ روشن ہو گیا۔ ایک عظیم حلقہ جو کسی دھات کا بنا ہوا تھا اور اس کے کنارے آگ اگل رہے تھے۔ لانے والے اسے بڑے تقدس کے ساتھ لائے تھے اور پھر بوڑھے آدمیوں نے اس پر منتر پڑھے اور دائرے کے شعلے نیلاہٹ اختیار کر گئے۔

تب انھی میں سے ایک بوڑھے نے زور زور سے کہا "سننے والو۔ دائرہ طلسم شکن ہو گیا ہے۔ یوشنا کے عظیم مقابل نے کہا ہے کہ اس کے پاس کوئی علم نہیں ہے وہ صرف جسمانی قوتوں سے جنگ کرے گا اور اس کی پرکھ کے لیے یہ دائرہ روشن کیا ہے۔ اگر وہ جھوٹ بول رہا ہے تو اپنا طلسم کھو بیٹھے گا اور اس کے بعد بھی اسے یوشنا سے جنگ کرنا ہوگی۔ سو اے شخص آ اور اپنے دعوے کا ثبوت دے۔"

میں آگے بڑھا اور دائرے میں داخل ہو گیا۔ ایک کے بجائے کئی بار میں اس دائرے میں آ جا رہا تھا اور اس تیز آگ سے خوب لطف اندوز ہوا۔ دیکھنے والے مجھے متعجبانہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ یوشنا بھی کسی قدر حیران نظر آ رہا تھا۔

تب وہی بوڑھا آگے بڑھا جو ثالث تھا۔

"ٹھیک ہے نوجوان تو صادق ہے اور اب یہاں کوئی نہیں ہے جو تیری بات پر یقین نہ کرے۔ بس دور کر دو دائرہ ہٹا دو۔"

اور پھر میدان صاف ہو گیا پروفیسر ____ اور یہ شخص جو یوشنا کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر آیا میرے لیے چیونٹی کی حیثیت رکھتا تھا۔ میں نے بیرے تیشے کی ضرب دیکھی تھی اور پھر جب میرا پسندیدہ ہتھیار مجھے مل جائے تو پھر میری جولانی کا کیا ٹھکانہ۔

ہتھیاروں کے انتخاب کا حق مجھے دیا گیا تھا ورنہ جانے ... بھاری تیشہ انھوں نے کیوں بنایا تھا۔ میں نے ایک لمحے کی تاخیر کے بغیر اسے اٹھایا اور اسے تولنے لگا۔ میری آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں۔

تیشہ کافی بھاری اور میری پسند کے مطابق تھا۔

دیکھنے والی آنکھوں میں دلچسپی کی چمک بڑھتی جا رہی تھی بالآخر میدان صاف ہو گیا اور اب ہم دونوں ایک دوسرے کے مقابل تھے۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ میرے مقابل نے بھی تیشہ ہی پسند کیا تھا لیکن اس کا تیشہ ہلکا تھا اور وہ اسے بہت پھرتی سے ہلا سکتا تھا جبکہ اس کے خیال کے مطابق میں بھاری تیشے کے باعث زیادہ پھرتی سے حرکت نہیں کر سکتا تھا۔

مقابلہ شروع ہو گیا۔ یوشنا بے حد چالاک و چست معلوم ہوتا تھا۔ تیشہ چلاتے ہوئے اس نے کئی بار مجھے جھکائی دی لیکن مجھے بھٹکنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر تیشہ میرے بدن پر آ بھی پڑتا تو کون سا مجھے نقصان پہنچتا اس لیے میں نے اسے کسی اناڑی کھلاڑی کی طرح نظر انداز کیا اور یوشنا نے میری اس لاپرواہی سے فائدہ اٹھانے کے لیے حملہ کر دیا۔

لیکن اس بار میں نے تیشہ سامنے کر لیا تھا۔ پوری قوت سے چلایا ہوا تیشہ میرے بھاری تیشے پر پڑا اور یوشنا کے ہاتھ سے اچھل گیا۔ یوشنا کا ہاتھ جھنجھنا گیا تھا۔ وہ میرے وار سے بچنے کے لیے کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس کا تیشہ میرے قدموں میں پڑا تھا لیکن میں اپنی شان کے خلاف نہیں کر سکتا تھا کہ کسی نہتے کو بے بسی میں کوئی حملہ کروں۔

میں نے پاؤں کے انگوٹھے سے اس کے تیشے کو اس کی جانب اچھال دیا اور بڑی حقارت تھی میرے اس انداز میں۔ یوشنا نے تیشہ لپک لیا تھا لیکن وہ میرے اس حقارت آمیز رویے سے جھلا گیا تھا۔ وہ پھرتی سے آگے بڑھا اور تابڑ توڑ کئی حملے مجھ پر کیے لیکن اس بار میں نے صرف جسمانی پھرتی دکھائی تھی۔ اس کے وار خالی گئے اور ہتھیاروں کی آوازوں کے ساتھ میں ادھر ادھر کرتا رہا پھر میں نے پہلا وار کیا۔ وہ بڑا کاری وار تھا۔

یوشنا کا تیشے والا ہاتھ بازو کے قریب سے کٹ گیا اور یوشنا کے حلق سے طویل کراہ نکل گئی۔ اس کا ہاتھ اور تیشہ نیچے گر پڑا تھا۔ یوشنا نے دوسرا ہاتھ کٹے ہوئے بازو کے ... پر رکھ دیا اور دانت پیس کر زور سے ایک آواز نکالی۔ دوسرے لمحے اس کا کٹا ہوا ہاتھ زمین سے بلند ہوا۔ تیشہ اسی طرح اس میں دبا ہوا تھا اور پھر یہ بازو پھر کر پکڑنے لگا۔ میں نے دانت پیس کر ان حملوں کو روکا اور پھر میں نے بھی دو تین بار تیشہ گھمایا تو بازو کے کئی ٹکڑے کر دیئے۔ پھر میں برق رفتاری سے یوشنا کی طرف لپکا اور میں نے اس پر وار کیا لیکن دوسرے لمحے یوشنا کا بدن دھواں بن گیا اور میرا تیشہ اس سے گزر گیا لیکن یوشنا میرے عقب میں نمودار ہوا تھا اور اس بار اس کے دونوں ہاتھ سلامت تھے اور وہ ہنس رہا تھا۔

"میرے ہزار وجود ہیں نوجوان۔ تجھے ایک ہزار بار مجھے قتل کرنا ہوگا۔ بلاشبہ تو نے میرا ایک وجود فنا کر دیا۔ دیکھ وہ پڑا ہوا ہے میرا مردہ وجود لیکن تب تک تو کتنوں کو قتل کرے گا۔ آ کوشش کر۔ میں کئی بار تیرے ہاتھوں مرنے کو تیار ہوں۔"

میں نے تھوڑے فاصلے پر پڑی یوشنا کی لاش کو دیکھا لیکن یوشنا میرے نزدیک بھی کھڑا تھا۔ اب میں جھلا گیا تھا۔ میں نے وار کیا اور یوشنا کی گردن اڑ گئی لیکن فوراً ہی میرے یوشنا نے وہ گردن لپک لی۔ وہ اب بھی مسکرا رہا تھا۔ پھر اس نے اپنا ایک ہاتھ پھیلایا اور دو اور یوشنا میرے مقابل آ گئے۔ میرا کام تیز ہو گیا۔ ایسے شخص کو اب رعایت دینا میرے لیے ممکن نہیں تھا۔ میرا تیشہ جس رفتار سے کام کر رہا تھا وہ دوسروں کے لیے سخت حیران کن تھی۔

ذرا سی دیر میں میں نے ان کا صفایا کر دیا۔ میدان میں یوشنا کی تقریباً پندرہ لاشیں پڑی تھیں اور یوشنا اپنے لیے ہتھیار منتخب کر رہا تھا۔ اس بار اس نے کافی لمبی تلوار اٹھائی تھی۔ پتلی اور لمبی تلوار لیکن تیشے سے وہ ایک بار بھی میرے جسم کو نہیں چھو سکا تھا۔

ایک بار پھر وہ مسکراتا ہوا میرے سامنے آ گیا۔

"یوشنا اگر تیرے دس ہزار وجود ہوں تب بھی ان میں سے ایک کو بھی نہیں چھوڑوں گا۔ بس تو میدان چھوڑ کر مت بھاگ جانا۔"

"نہیں میرے شیر۔ اگر بھاگنا چاہوں تب بھی بھاگ نہیں سکتا۔ فیصلہ لازمی ہے۔ دونوں میں سے ایک کو فنا ہونا پڑے گا۔"

"تب ٹھیک ہے۔" میں نے کہا اور اس کے بعد ہم دونوں کے درمیان ایک خوفناک جنگ ہونے لگی۔ یوشنا بڑی بے جگری سے لڑ رہا تھا۔ لیکن میں بھی اس وقت شدید محنت کر رہا تھا۔ اس پر یہ ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتا تھا کہ اس کا ہتھیار میرے بدن پر بے اثر ہے اور پھر میں نے مزید دس بار اسے قتل کیا۔ ایک مرتا تھا تو دوسرا عقب سے آ جاتا تھا پھر وہ ایک دم ابھر گیا۔ اس بار بے شمار روپ بدلتے تھے اور میں ان میں گھس کر انھیں فنا کرنے لگا۔ یوشنا کی ایک نہیں چل رہی تھی اور میدان میں اس کی لاشوں کے انبار لگے جا رہے تھے۔

دیکھنے والے ساکت تھے۔ گوگا کا چہرہ عجیب ہو رہا تھا اور اب یوشنا کی ہنسی بھی گم ہوتی جا رہی تھی۔ اب وہ سنجیدہ تھا۔ پھر وہ تشویش زدہ نظر آنے لگا۔ پھر تمام لاشیں میدان میں اچھل کر میدان بھرنے لگا۔ میرے بدن پر ابھی ایک نشان بھی نہیں لگا تھا۔

تب اچانک یوشنا رک گیا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا اور پھر بوڑھے کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میں اب نہیں لڑنا چاہتا۔"

چاروں طرف ہنگامہ ہو گیا تھا۔ "یوشنا نے ہار مان لی۔ یوشنا کو شکست ہو گئی۔ یوشنا کو شکست ہو گئی۔" لوگ بری طرح چیخ رہے تھے۔

"خاموش ہو جاؤ۔ خاموش ہو جاؤ۔" بوڑھا چیخا۔

"کالس گوگا۔ مقدس گوگا۔ ہماری یوشنا کو شکست ہے۔" لوگ بری طرح شور مچا رہے تھے۔

"خاموش ہو جاؤ۔ خاموش ہو جاؤ۔ سنو۔ خاموش ہو جاؤ۔"

"ہم اب تمھاری بات نہیں مانیں گے۔ ہم اب تمھاری بات

نہیں مانیں گے۔" لوگ بے ستون پیچھے جا رہے تھے۔

تب بوڑھا گوکلا کے پاس پہنچا "تم انھیں مجبور کرو کہ وہ خاموش ہو جائیں۔" اس نے گوکلا سے استدعا کی لیکن گوکلا کے حواس خود خراب تھے۔ بمشکل تمام وہ کھڑی ہوئی۔ "خاموش ہو جاؤ۔ خاموش ہو جاؤ۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا اور لوگ خاموش ہو گئے تب بوڑھے نے کہا۔

"وطن کے لوگو! شور مچانے سے کیا حاصل۔ جو کچھ ہوا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ کناشی جواب سے کچھ پہلے قبل ہمارا وارث تھا ہمارے آباؤ اجداد کی مقدس رسم کے مطابق شکست کھا چکا ہے اور شکست اس نے خود اپنے منہ سے قبول کی ہے۔ تم نے دیکھا کہ گوکلا کا کاس گوکلا عظیم گوکلا نے جس کاس کے ساتھ آئی تھی اس نے سب سے پہلے یہ ثابت کیا کہ وہ کسی جادو کے زیر اثر نہیں ہے۔ وہ جادوئی قوتوں سے نہیں بلکہ جسمانی قوتوں سے جنگ کرے گا اور اس کے لیے وہ مقدس دائرہ جو ہمارے آباؤ اجداد کے دور سے ہر قسم کے جادو سلب کرنے کی قوت رکھتا آیا ہے اس نے یہ ثابت کیا کہ گوکلا کا کاس کسی جادوئی قوت کے زیر اثر نہیں ہے اور اس کاس نے اس دائرے سے نکل کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے وہ درست ہے۔ بلاشبہ اس نے اپنی جسمانی قوتوں سے پرشنا کے ہوشیار ہم شکلوں سے اس کی ہزاروں قوتوں سے جنگ کی اور گو تم جانتے ہو کہ یہ جنگ ناقابل یقین تھی۔

کسی جسمانی قوت سے ایسی جنگ نہ دیکھی گئی نہ سنی گئی۔ بہرحال کاس گوکلا جس مقصد کے لیے یہاں آئی تھی وہ پورا ہو گیا ہے اور انھوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ طاقت ان کے زیر اثر ہے۔ سو میرے آباؤ اجداد کے ان اصولوں کو نہیں بھولیں گے۔ میرا مقصد کاس گوکلا سے ہے جنگ جیت جانے کے بعد وہ ہماری حکمراں ہے۔ اس پورے علاقے کی حکمراں ہے اور اس بات کو تسلیم کر لینے میں کسی کو عار نہیں ہے کہ کاس گوکلا سب سے زیادہ طاقت ور وہی سب سے زیادہ باعزت ہیں۔"

"ہم تسلیم کرتے ہیں ہم تسلیم کرتے ہیں" ہجوم کی آواز سنائی دی لیکن بوڑھے نے انھیں خاموش ہونے کا اشارہ کیا اور ہجوم پر پھر سناٹا چھا گیا۔

"یہ کاس انھوں نے جہاں سے بھی حاصل کیا جس طرح انھوں نے اسے اپنی مدد پر آمادہ کیا یہ ان کا اپنا مسئلہ ہے اور تمام کام ہمارے اصولوں سے ہٹ کر نہیں ہے اس لیے گوکلا کو کاس تسلیم کر لینے میں ہم میں سے کسی کو بھی عار نہیں ہے۔ رہی کناشی کی بات جو کبھی پرشنا تھا تو اب اس کی کوئی حیثیت نہیں رہ گئی ہے۔ ہاں وہ شخص جس نے اسے زیر کیا ہے اس کی زندگی کا مالک ہے اور کناشی اس کا غلام۔ کناشی اگر اس کے احکامات سے سرتابی کرے گا تو رسم کے مطابق ہم اسے ریزہ ریزہ کر دیں گے۔

چنانچہ جواب کو نہ ہے کہ جس طریقے سے ہمارے یہاں یہ رسومات چلی آ رہی ہیں اسی طریقے سے انھیں انجام دیا جائے۔ ہم کناشی کے ہاتھ باندھ کر اسے کاس کے سامنے پیش کر دیں گے اور یہ کاس مکمل طور سے اس کا مالک ہو گا۔ چنانچہ میں اعلان کرتا ہوں کیونکہ مجھے اس کا حق بخشا گیا ہے کہ اب ہماری کاس گوکلا ہے۔"

ایک بار پھر شور سے کان پڑی آوازیں سنائی نہیں دے رہی تھیں۔ لوگ بے پناہ خوش ہو رہے تھے چیخ رہے تھے اور گوکلا کے نام کے نعرے لگا رہے تھے۔

اور یہ تو ہونا ہی چاہیے تھا۔ آرشا پروفیسر کوئی نئی بات تو تھی نہیں اور میں جانتا تھا کہ اس کے بعد بھی یہی ہنگامے ہوں گے۔ چنانچہ میں خاموشی سے ایک طرف ہٹ گیا۔

پھر جب کناشی کے ہاتھوں میں رسی باندھ کر اس کا سرا میرے ہاتھ میں دیا گیا تو میں نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

کناشی نے گردن جھکا لی تھی۔

دوسرے لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے تھے۔ گوکلا کو بے شمار افراد نے گھیر لیا تھا اور یا اب وہ مجھ سے کچھ دور ہٹ گئی تھی تب میں نے کناشی کے قریب پہنچ کر اس کے شانے پر ہاتھ رکھا اور مسکرا دیا۔

کناشی نے نگاہیں اٹھا کر میری جانب دیکھا اس کی آنکھوں میں نجانے کیا تھا تب میں نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھوں سے رسی کھول دی اور نرم لہجے میں کہا۔

"فتح و شکست میدان جنگ کا زیور ہے میرے دوست! یہاں پر بھی انھی دونوں چیزوں میں سے کچھ ہوا ہے۔ تمھارے لوگوں کی رسم کے مطابق تمھیں میری غلامی میں دے دیا گیا ہے لیکن میں تمھیں ایک باوقار شخصیت سمجھتا ہوں ایک ایسا حکمراں جس نے اپنی قوت سے حکومت حاصل کی تھی اور حکمراں غلط فیصلے نہیں کرتے۔ آج تک ہم دونوں ایک دوسرے کے خلاف تھے لیکن آج تم میری پناہ میں ہو اور جو لوگ میری پناہ میں ہوتے ہیں میں ان کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہوں کہ کبھی ان کی دل آزاری نہ ہو۔ سو اس سلسلے میں اس رسی کی ضرورت نہیں ہے۔ تم میری محبت کی ڈور میں بندھ کر میرے ساتھ آؤ اور خادم بن کر۔"

کناشی نے تعجب سے میری شکل دیکھی۔ غالباً اسے ان الفاظ کی توقع نہیں تھی۔ اس نے یہی سوچا ہو گا کہ فاتح مفتوحوں کے ساتھ جو سلوک کرتے ہیں وہ قطعی انسانیت سوز ہوتا ہے۔ وہ ان کے لیے نرم لہجہ نہیں رکھتے۔ میرے نرم لہجے نے اسے حیران کر دیا تھا۔

تب میں نے اسے اشارہ کیا اور کناشی میرے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگا۔ اس وقت گوکلا کے لیے اپنی جگہ ممکن نہیں تھا کہ وہ اس کے مزاج اس کے کام آسکے وہ اسے کسی قیمت پر چھوڑنے والے نہیں تھے۔ وہ کشاں کشاں گوکلا کو پرشنا کے محل کی طرف لے جا رہے تھے جہاں اب گوکلا کی حکمرانی ہو گی۔ پھر گوکلا نے ہی ان لوگوں سے کہا اور بہت سے لوگ میری تلاش میں چل پڑے۔

مجھے پتا تو کوئی مشکل کام نہیں تھا کیونکہ میں ان سب میں نمایاں تھا۔ چنانچہ بہت سے لوگ تیزی سے اور اسی رفتار سے ساتھی میرے نزدیک پہنچ گئے۔ انھوں نے مجھے بھی اسی طرح دائرے میں لے لیا تھا جیسے انھوں نے گوکلا کو لیا تھا۔ کناشی میرے ساتھ تھا۔

انھوں نے تعجب سے کناشی کے کھلے ہوئے ہاتھ دیکھے بوڑھے کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"جو حیران کن فاتح ہوتے ہیں ان کے انداز بڑے عجیب ہوتے ہیں۔" بوڑھے نے کہا اور میں مسکرا دیا۔

میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور ان کے ساتھ چل پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں بھی گوکلا کے نزدیک موجود تھا۔

گوکلا کے چہرے پر اس وقت بھی عجیب سے تاثرات تھے۔ وہ مسرور بھی نظر آ رہی تھی اور افسردہ بھی۔ اس نے پہلے مجھے دیکھا پھر کناشی کی طرف اور نہ جانے کیوں وہ کھوئی کھوئی سی ہو گئی لیکن چند لمحات کے بعد ہی اسے جیسے ہوش آ گیا اور اس نے بوڑھے سے کہا۔

"ہم محل کی جانب جانا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں سے کہو کہ آرام کے بعد ان سے دوبارہ ملاقات کی جائے گی۔"

بوڑھے نے گوکلا کے الفاظ دہرائے اور لوگ پیچھے ہٹ گئے تب ہمیں محل کی جانب لے جایا گیا۔ اس بار محل میں ہمارا داخلہ بہت ہی باعزت طریقے سے تھا۔ گو اس سے قبل بھی ہمارے ساتھ کوئی برا سلوک نہیں کیا گیا تھا لیکن اس وقت ہم مالکانہ حیثیت سے اندر داخل ہوئے تھے۔

گوکلا نے بالکل تنہائی طلب کر لی تھی۔ ہاں اس نے صرف مجھ سے درخواست کی تھی کہ میں اس کے ساتھ آؤں۔

چنانچہ محل کے ایک بہت بڑے کمرے میں گوکلا مجھے لے کر پہنچ گئی۔ باقی لوگ باہر ہی ٹھہر گئے تھے۔ کناشی کو ان کے حوالے کر دیا گیا تھا۔

تب گوکلا نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور میری جانب دیکھنے لگی۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی اور پھر اس نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور میرے نزدیک آ کر مجھ سے لپٹ گئی۔

"اس کے باوجود مجھے لگتا ہے کہ میں تجھ سے پیار نہ کروں۔" اس نے کہا لیکن میرے جذبات نے اس کی کوئی پذیرائی نہیں کی تھی۔ میرے ہاتھوں نے اس کے گرد کوئی حلقہ نہیں بنایا۔ وہ کافی دیر تک اس بات کی منتظر رہی کہ میں بھی اسے محبت سے سینے سے چپٹاؤں۔ اس فتح کی خوشی میں میں اسے قبول کر لوں یا اس بات کا اعلان کر دوں کہ میں بھی اسے چاہتا ہوں لیکن یہ سب جذبات کی باتیں تھیں پروفیسر اور میں اتنا محض باجذبہ باقی نہیں تھا چنانچہ میں خاموش ہی رہا۔ البتہ میں نے گوکلا کو خود سے جدا کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ میں اس کے جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ پھر اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی اور میں نے اسے اندر آنے کی اجازت دے دی۔

آنے والا اجنبی ہی تھا۔ اس نے ادب سے گردن جھکائی اور بولا۔

"امور سلطنت کے سلسلے میں لوگ ... وہ نئی حکمراں کے احکامات سننا چاہتے ہیں۔ میں انھیں کیا جواب دوں؟"

"صرف ایک۔" گوکلا نے غضب ناک لہجے میں کہا۔ "اور وہ یہ کہ جب تک میں ان میں سے کسی کو طلب نہ کروں کوئی مجھ تک آنے کی کوشش نہ کرے۔"

"جو حکم۔" بوڑھے نے جواب دیا اور واپس چلا گیا۔ گوکلا اب بھی عجیب سی نگاہوں سے میری طرف دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔ "کاس! میں تیرے لیے الجھن بن گئی ہوں نا؟"

"نہیں گوکلا۔ البتہ مجھے کچھ حیرت ہے۔"

"کیوں؟"

"تم نے کناشی کی محبت کے کتنے افسانے سنائے تھے مجھے۔"

"ہاں لیکن کاس تم بات کو نہیں سمجھے گے۔" گوکلا افسردہ سانس لے کر بولی اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"کیا کہنا چاہتی ہے تو؟"

"تم سمجھو گے کہ تو فاتح ہوا اس لیے میں تم سے الفت کا اظہار کر رہی ہوں۔"

"نہیں۔ یہ بات نہیں ہے اس لیے کہ بہرحال میں نے تیرے لیے ہی یہ سب کچھ کیا ہے اور اس بات کو تو بھی اچھی طرح جانتی ہے کہ میں حکومت کا خواہش مند نہیں ہوں۔"

"ہاں یہ درست ہے۔"

"ایسی صورت میں میں یہ بات نہیں سوچ سکتا۔"

"بہرحال میں تجھے مجبور نہیں کروں گی۔ البتہ مجھے بتا تو اب کیا کرو گے؟"

"تم سے ایک اجازت طلب کروں گا گوکلا۔ چونکہ اب تم اس پورے علاقے کی حکمراں ہو اس لیے مجھے یہ اجازت دو کہ میں تمھارے اس علاقے میں کہیں بھی چلا جاؤں۔ میرے اوپر پابندی عائد نہ ہو گی۔"

"ایسے الفاظ کہہ کر مجھے شرمندہ مت کر۔ میں تمھاری منت کرتی ہوں۔"

"اوہ! میرا یہ مقصد نہیں تھا۔"

"میرے بارے میں تم نے کیا سوچا ہے؟"

"تھوڑی دیر کے بعد بتاؤں گا۔" میں نے جواب دیا اور پھر گوکلا کے پاس سے چلا گیا۔ حالانکہ پروفیسر وہ عورت تھی جس کو طاقت ور تھی مجھے اس کے بارے میں علم ہو گیا تھا۔ اس کے جادو سے تو میں قطعی متاثر نہیں تھا لیکن بہرحال عورت کی دلکشی بذات خود بہت بڑا جادو ہوتی ہے اور یہ جادو میرے اوپر چل سکتا تھا کیونکہ طویل عرصہ گزر چکا تھا عورت کی قربت حاصل کیے لیکن نہ جانے کیوں اس عورت سے کدورت سی تھی مجھے

میں کسی قیمت پر اس کا قرب نہیں چاہتا تھا۔
تب میں کناشی کے پاس پہنچ گیا۔ جسے جادو اب ایک قیدی بن گیا تھا۔ مجھے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔
"آؤ۔ عظیم کاؤس!" اس نے کہا۔
"کناشی!" میں نے سنجیدگی سے اسے مخاطب کیا۔ "میں تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"
"تو مجھ سے اجازت کیوں لے رہے ہو۔ تم میرے مالک ہو۔" اس نے کہا۔
"میدانِ جنگ میں ہم دشمن تھے لیکن وہ جنگ اب ختم ہو گئی ہے اس لیے ہم دونوں عام انسان ہیں۔ تمہاری دنیا کی رسم کے مطابق میں تمہارا مالک ہوں لیکن میں نے اس بات کو دل سے تسلیم نہیں کیا ہے۔" میں نے جواب دیا۔
"کیا مطلب؟"
"میں تمہارا آقا نہیں ہوں۔"
"تو کیا تم نے مجھے آزاد کر دیا؟"
"اسی وقت جب میں نے تمہاری رسیاں کھولی تھیں۔"
"تم بے شک عظیم ہو۔ اگر مجھے تیری عظمت کا اندازہ ہوتا تو میں کبھی تجھ سے جنگ نہ کرتا۔ طاقت کے نشے سے چور مست ہاتھی ہمیشہ منہ کے بل گرتے ہیں لیکن جو طاقت ور ہونے کے علاوہ تحمل مزاج بھی ہوتے ہیں وہ ناقابلِ تسخیر ہوتے ہیں۔ یہ میرا علم ہے لیکن اس کے باوجود میں تیرا پرستار ہوں۔ بتا کیا تیرا علم یہ ہے؟"
"کناشی! کیا یہ حقیقت ہے کہ گوگلا تجھ سے محبت کرتی تھی؟"
"ملاقات کا سحر عجیب ہوتا ہے کاؤس۔ طاقت ور بننے سے قبل ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے اجنبی تھے لیکن پھر میں نے سوچا کہ میں ناقابلِ تسخیر ہوں اور گوگلا ۔۔۔ وہ صرف ایک خوبصورت لڑکی ہے اپنی عورت کے بارے میں میں نے سوچا اسے بھی میری مانند عظیم ہونا چاہیے اور وہ میرے ذہن سے نکل گئی لیکن آج شکست سے دوچار ہونے کے بعد جیسے سارے طلسم ٹوٹ گئے ہیں۔"
"کیا محسوس کر رہے ہو؟" میں نے پوچھا لیکن نگاہوں سے اسے دیکھا۔
"یہی جیسے ایک طویل سفر کے بعد واپس آیا ہوں۔"
"گوگلا کے لیے اب تمہارے دل میں کیا مقام ہے؟"
"صرف احساسِ شرمندگی۔ میں اس کے سامنے نہیں جا سکتا۔"
"اور اگر وہ تمہیں قبول کر لے؟"
"ناممکن ہے۔"
"میں اسے ممکن بنانا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا اور وہ تعجب سے مجھے دیکھنے لگا۔
"میں نہیں سمجھا؟"

"میں تمہیں اپنی غلامی سے آزاد کر چکا ہوں اس لیے اب تمہیں حکم نہیں دے سکتا لیکن ایک دوست کی حیثیت سے ایک خواہش کا اظہار ضرور کرنا چاہتا ہوں۔"
"ضرور۔ عظیم کاؤس!"
"تم گوگلا کو واپس لاؤ گے۔ کوشش کرو گے کہ اس کے دل پر لگی نفرت کی مہر ٹوٹ جائے اور پھر تم اس سے شادی کر لینا۔ میری صرف یہی خواہش ہے۔"
کناشی کی آنکھیں تعجب سے پھیل گئی تھیں۔ وہ حیرت زدہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے بڑی شجاعت سے کہا۔
"مجھے صرف ایک بات بتا دو کاؤس۔"
"ہاں۔ ضرور پوچھو۔"
"کیا تم بھی اسے چاہتے ہو؟"
"قطعی نہیں۔"
"پھر تم نے اس کے لیے یہ سب کچھ کیوں کیا؟ ویسا تو کوئی نہیں کرتا۔ کسی نے آج تک کسی دوسرے کی ایسی بھرپور مدد نہیں کی ہوگی۔"
"ممکن ہے لیکن میں اسی فطرت کا مالک ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ کناشی پریشان ہو گیا تھا۔
"کیا سوچے گی وہ میرے بارے میں۔ کیا سوچے گی وہ۔ وہ تو یہی خیال کرے گی کہ شکست کھانے کے بعد میں زندگی بچانے کے لیے اس سے محبت کی بھیک مانگ رہا ہوں۔ وہ مجھے ٹھکرا دے گی کاؤس۔ وہ مجھے کبھی قبول نہیں کرے گی۔"
"تمہیں یہ کوشش کرنا ہوگی کناشی۔"
"ٹھیک ہے۔ میں تمہارے حکم سے سرتابی نہیں کروں گا۔" اس نے ٹوٹی ہوئی آواز میں کہا۔
اور پھر ان دونوں کی گفتگو میں نے نہیں سنی پروفیسر۔ گوگلا نے بلاشبہ کناشی کو بہت ذلیل کیا۔ اس نے وہی سب کچھ کہا جو کناشی نے مجھ سے کہا تھا لیکن چونکہ وہ میری طرف سے اس بار آئی تھی اسے یقین ہو گیا تھا کہ میں اس کی محبت قبول نہیں کروں گا اس لیے بالآخر وہ مان گئی اور پھر آنسوؤں بھری شکایت کے بعد گوگلا نے اسے سینے سے لگا لیا۔
میرا کام ختم ہو چکا تھا اور اب مجھے کیا پڑی تھی کہ اخلاقی قدروں کی پابندی کرتا۔ اپنا کچھ ضروری تو نہیں تھا کہ میں ان لوگوں کو اپنی زندگی کے بارے میں بتاتا۔ وہ اس بات پر ضد کرتے کہ میں ابھی یہاں رکوں میری خوشامد کرتے اور میں مجبور ہو جاتا۔ یہ ساری باتیں میرے لیے ناقابلِ قبول تھیں۔ میں اس بستی میں گو بہت سی باتوں سے متاثر ہوا تھا لیکن سب سے زیادہ جو مجھے اس بستی سے دلچسپی تھی وہ سلاوس تھا۔
سلاوس نے مجھے جو کچھ دکھایا اور بتایا تھا اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ اس جیسا شخص مجھے صدیوں میں نہیں ملا ہے۔ یہ سلاوس ہی تھا

جس نے اپنے [illegible] میں میرا ماضی تلاش کر لیا تھا ورنہ اس سے قبل بے شمار لوگوں نے یہ کوشش کی تھی لیکن وہ میرے بارے میں کچھ نہ جان سکے تھے۔
بہرحال سلاوس سے جو کچھ طے ہوا تھا میں اسی کے مطابق کام کرنا چاہتا تھا۔
چنانچہ اس شام میں نے ایک گھوڑا طلب کیا اور گھومنے کے انداز میں باہر نکل گیا۔ اس سے قبل بھی میں گھومنے کے لیے جایا کرتا تھا اور گوگلا کو اس بات پر کوئی تشویش نہیں ہوا کرتی تھی۔
ویسے گوگلا اور کناشی اب ایک دوسرے میں گم ہو گئے تھے شہریوں کی کیا کیفیت تھی مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ چنانچہ میں نے اپنا گھوڑا شہر سے باہر جانے والے راستے پر ڈال دیا اور تھوڑی دیر کے بعد میں اس راستے پر تھا جہاں سے گزر کر میں پوشتا کے شہر میں داخل ہوا تھا۔ میرا گھوڑا برق رفتاری سے جا رہا تھا۔ چند ساعت کے بعد میں نے محسوس کیا کہ میرے پیچھے کوئی اور گھوڑے کے قدموں کی آہٹ بھی ہے۔
میں نے گھوم کر دیکھا تو سلاوس میرے پیچھے سیاہ رنگ کے گھوڑے پر سوار چلا آ رہا تھا۔ اس کی داڑھی اڑ رہی تھی اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ مجھے دیکھ کر اس نے اپنے گھوڑے کی لگامیں کھینچ لیں اور میں نے بھی۔ سلاوس چند ساعت کے بعد مسکراتے ہوئے بولا۔
"کہاں جا رہے تھے پوشتا؟"
"تمہارے پاس۔" میں نے جواب دیا۔
"مگر میں تو خود تمہارے پاس آ رہا تھا۔" سلاوس نے کہا۔
"مجھے نہیں معلوم تھا سلاوس۔ البتہ تمہارے اس طرح مل جانے سے مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے۔"
"ہاں بہرحال میں تم سے بالکل دور نہیں تھا بہت نزدیک تھا اور تم نے جو کچھ کیا ہے اسے میں دور سے دیکھ رہا تھا۔"
"اور گویا تم وہاں اس میدانِ جنگ میں بھی موجود تھے؟"
"ہاں۔ میں نے ایک ایک لمحہ دیکھا ہے۔ میں نے تمہیں کافی مجبور پایا ہے۔ دراصل پوشتا میں تمہاری طاقت کے بارے میں مکمل طور سے جاننا چاہتا تھا اور اس کے علاوہ میں کچھ غلط فہمیوں کا بھی شکار تھا جن کی اب میں نے تصحیح کر لی ہے۔"
"کیسی غلط فہمیاں سلاوس؟"
"میری سوچ یہ تھا کہ ممکن ہے کہیں کسی جگہ پوشتا کی طاقت سے نہ دھوکا کھا جائے۔ حالانکہ تم نے کہا ہو گا کہ پوشتا بلاشبہ جسمانی قوتوں میں بھی یکتا ہے کوئی ثانی نہیں رکھتا تھا۔ میری مراد کناشی سے ہے جو خود پوشتا اب گوگلا کا ہے۔ کناشی جسمانی طور پر بھی بہت طاقت ور تھا لیکن پہلے چند لمحوں ہی میں اسے احساس ہو گیا کہ اس کے مقابل جو شخص ہے وہ اس سے کئی

گنا زیادہ طاقت ور ہے۔ تب اس نے فوراً اپنے علم کا سہارا لیا اور اگر وہ اپنے علم کا سہارا نہ لیتا تو میرا خیال ہے پہلے چند ساعتیں ہی اس کے غرور کا خاتمہ کرنے کے لیے کافی ہوتیں لیکن وہ جس طرح تم سے لڑا اس کا تمہیں اندازہ ہو گا۔ اس نے اپنی ساری قوت مکمل طور پر جنگ میں جھونک دی تھی۔ اس نے اپنی جسمانی اور علمی دونوں قوتوں کو آزمایا لیکن مجھے خوشی ہے کہ وہ تم پر فتح نہ پا سکا۔"
"ہاں اور میرے لیے یہ تجربہ بڑا دلکش تھا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"بلاشبہ بلاشبہ اس نے بہت سی قوتیں حاصل کی ہیں اور میں اس کا معترف بھی ہوں۔"
"لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی سلاوس۔" میں نے کہا۔
"کون سی بات؟"
"اس نے کہا تھا کہ میں ہزار وجود رکھتا ہوں لیکن میں نے جتنے لوگوں کو قتل کیا میرا خیال ہے وہ ہزار تو نہ تھے۔"
"بالکل ٹھیک ہے۔ دراصل اس میں پوشتا کی ایک سوچ شامل تھی۔"
"کیا؟ میں نہیں سمجھا۔" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔
"آؤ سفر شروع کرتے ہیں۔ گھوڑوں کو آگے بڑھاؤ۔ ظاہر ہے ہمیں راستے میں گفتگو ہی کرنی ہے۔" سلاوس نے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔
تب ہمارے گھوڑے سست روی سے آگے بڑھنے لگے۔ سلاوس میرے گھوڑے کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ تب اس نے میری جانب دیکھا اور بولا۔
"دراصل پوشتا نے اپنی تھوڑی سی قوت بچا کر رکھنا چاہی اور وہ تم سے کچھ پوشیدہ رکھنا چاہتا تھا۔"
"اوہ۔ لیکن اس سے اس کا مقصد واضح نہیں ہوا؟"
"ہاں یہ درست ہے۔ مقصد اس وقت واضح ہوتا جب وہ کچھ کر لیتا لیکن وہ کچھ نہ کر سکا تھا اور جب اس نے محسوس کیا کہ وہ ہار رہا ہے تو اس نے اپنے ہزار وجود میں سے صرف چند کو سامنے کیا۔ جتنے اس کے روپ تم نے قتل کیے اس کے بعد اسے شکست تسلیم کر لینی چاہیے تھی لیکن اس کے ذہن میں ایک اور بات تھی کہ اگر اس کی جان نکل جائے تو اپنے چند وجود بچا لیے جائیں تاکہ انہیں استعمال کر سکے۔"
"وہ اگر گویا اس کی نیت صاف نہ تھی؟"
"ہاں بلاشبہ۔ تم کیا سمجھتے ہو کیا وہ تمہاری غلامی پسند کرتا؟ ہرگز نہیں۔ میرا خیال ہے وہ اس وقت تک تم سے محبت سے پیش آتا جب تک کہ وہ تم سے خوف محسوس کرتا اور اس کے بعد وہاں سے فرار ہو جاتا یا کوئی اور حل اس کے کام آ جاتا۔"
"خوب! بہرحال مجھے اس بات سے کوئی دلچسپی نہ تھی اور نہ ہی میں پوشتا کو غلام بنانا چاہتا تھا۔ یقین مانو سلاوس کہ اس علاقے میں آ کر میں نے بے شمار حیرت انگیز چیزیں دیکھی ہیں۔ بے شمار چیزوں نے مجھے

متاثر کیا اس میں اس علاقے کا حسن اور گوگا کا بھی شامل تھا۔ یقین کرو اگر گوگا کاناشی سے محبت نہ کرتی تو میں اسے اپنی عورت بنانا پسند کرتا لیکن میں کسی ایسی لڑکی کو اپنی عورت بنانا پسند نہیں کرتا جو مجھ سے پہلے کسی دوسرے کا دم بھرتی ہو اور اس کی محبت سے مایوس ہو کر میرے پاس آئی ہو۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ مکمل طور پر مجھے ہی چاہتی ہو خواہ اس کی کیفیت کچھ بھی ہوتی۔

لیکن یہاں جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا ہے وہ تم ہو سلاوس اور میں نے اس لمحے کو بہتر سمجھا ہے ان دوسرے لمحات سے جس میں تمہارا ساتھ نصیب ہو۔ میں تم سے بہت کچھ سیکھنا چاہتا ہوں۔ تمہاری شخصیت حیرت انگیز ہے۔"

"تمہاری مراد میرے دانش کدے سے ہے؟" سلاوس نے پوچھا۔

"دانش کدہ ہی نہیں بلکہ وہ ساری چیزیں جو تم نے اپنے پرکشش غاروں میں چھپا رکھی ہیں۔"

"ہاں وہ میرا سرمایہ ہے اور میں نے اپنے اس علم سے تمہارے بارے میں اور بھی بہت کچھ معلوم کیا ہے۔"

"خوب۔ خوب! مجھے یقین ہے کہ جو کچھ تم نے معلوم کیا ہے" وہ غلط نہ ہوگا۔ "یہ اتفاق میں نے صدیوں میں بہت کم لوگوں پر کیا ہے۔"

"میں اس کے لیے تمہارا شکر گزار ہوں۔" سلاوس نے جواب دیا۔

"لیکن بتاؤ تو سہی سلاوس آخر تم نے میرے بارے میں مزید کیا معلوم کیا؟" سلاوس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

اس کے بعد کافی دیر تک خاموشی رہی۔ میں اس کے بولنے کا منتظر تھا لیکن جب میں نے محسوس کیا کہ وہ کسی خیال میں ڈوبا ہوا ہے تو میں بھی خاموش ہو گیا۔

طویل مسافت طے کرنے کے بعد بالآخر ہم رون کے اس عظیم تہ خانے میں پہنچ گئے جہاں سلاوس کی دنیا پھیلی ہوئی تھی۔ یہاں پہنچ کر سلاوس نے مجھ سے کہا۔

"اس دوران جب تم گوگا کو اس کے مقصد کی تکمیل میں مدد دے رہے تھے میں یہاں تمہارے استقبال کی تیاریوں میں مصروف تھا۔"

"وہ لیکن تم نے تو کہا تھا سلاوس کہ تم مجھ سے زیادہ دور نہیں تھے؟"

"ٹھیک ہے لیکن تم نے ایک بات نہیں سوچی۔"

"کیا؟"

"جب کاناشی کا علم اسے ہزاروں کو بخش سکتا ہے تو سلاوس نے بھی علوم کے حصول میں طویل وقت ضائع کیا ہے۔"

"ہاں واقعی تم نے درست کہا۔"

"آؤ پہلے میں تمہیں تمہاری قیام گاہ دکھا دوں۔ غاروں کے اس عظیم سلسلے میں بظاہر ہم دونوں کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ کیا تم یہاں اکتاہٹ محسوس کرو گے؟"

"ہرگز نہیں۔"

"تو صدیوں کے بیٹے تم مجھے اپنے صدیوں کے تجربات سے روشناس کراؤ گے اور میں تمہیں علم کے کرشمے دکھاؤں گا۔"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں۔" میں نے کہا اور ہم دونوں چل پڑے۔

ایک انتہائی پرسکون اور آرام دہ جگہ اس نے میرے قیام کے لیے منتخب کی تھی۔ میں نے اس سے مکمل طور پر اتفاق کیا اور اس جگہ کو اپنی رہائش گاہ کے طور پر قبول کر لیا۔ بوڑھے سلاوس نے میرے آرام کی تمام چیزیں مہیا کر دی تھیں۔ پھر اس نے کہا۔

"اس کے باوجود کہ یہاں موجود نہیں ہوں میں تمہیں ایک ایسے فن سے روشناس کراؤں گا جو تمہاری روح تک خوش کر دے گا اور تم تنہائی سے نہیں اکتاؤ گے۔"

"کیا مطلب؟"

"بتاؤں گا بتاؤں گا۔" بوڑھے سلاوس نے پراسرار انداز میں مسکراتے ہوئے گردن ہلائی پھر بولا۔ "بہرحال تم نے بھی ایک طویل سفر کیا ہے۔ ایک طویل جدوجہد کی ہے۔ تم تھک گئے ہو گے۔ میں بھی تھک گیا ہوں اس لیے کچھ دیر ہم آرام کریں گے۔"

"مناسب۔" میں نے جواب دیا۔

"تو مجھے اجازت۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔ بوڑھا چلا گیا اور اس کے جانے کے بعد میں اس آرام دہ بستر پر لیٹ گیا جو میری اس قیام گاہ میں موجود تھا۔ لیٹنے کے بعد میں نے اپنے ذہن کو آزاد چھوڑ دیا اور میرے ذہن میں صدیاں گردش کرنے لگیں۔ کیا کیا یاد آیا لیکن یہ یادیں میرے لیے غم ناک نہیں تھیں۔ میں ایک تماشائی سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا تھا اس یادوں کے ہجوم کے درمیان۔

اور نہ جانے کس وقت آنکھیں بند ہو گئیں پلکیں بوجھل ہو گئیں اور کیا ساں پیش آنے والا وقت سرکنے لگا جب میں جاگا تو میرے نزدیک پھلوں کے برتن اور شراب کے جگ رکھے ہوئے تھے۔ یہ سلاوس کی کارروائی ہوگی۔

میں نے کچھ پھل کھائے۔ دو چار جام شراب کے چڑھائے اور پھر میں وہاں سے باہر نکل آیا۔ لمبی سرنگ سے گزر کر بالآخر میں سلاوس کی تجربہ گاہ میں پہنچ گیا جہاں وہ اطمینان سے بیٹھا ہوا کچھ سوچ رہا تھا۔

میری آہٹ پر وہ چونکا اور سیدھا ہو گیا۔ اس کے ہونٹوں پر استقبالیہ مسکراہٹ پیدا ہوئی تھی۔ "آؤ، تم گہری نیند سو گئے تھے پورنا۔"

"ہاں۔ یہ پرسکون جگہ شاندار ہے۔"

"یقیناً یقیناً اور اس پر تمہاری جوانی۔ یہ کتنی عجیب و حیرت انگیز بات ہے پورنا کہ تم لوگ صدیوں کی عمر رکھتے ہیں۔ خود بے حد طویل عمر گزارتے ہیں جس میں بالآخر ہم جوانی سے گزر کر بڑھاپا بھی اپناتے ہیں اور تم اس طرح جوان ہو کہ دیکھ کر رشک آتا ہے۔"

"ایک بات بتاؤ سلاوس؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں پوچھو۔"

"تمہیں بوڑھا ہوئے کتنا عرصہ گزر گیا؟"

"جب میں نے خود کو جوانی کی منزلوں سے دور پایا تو میری عمر تین صدیاں تھی اور اس کے بعد مزید چار صدیاں گزر چکی ہیں۔"

"اوہ اتنا طویل بڑھاپا!"

"ہاں۔ بے شک بڑھاپا اتنا طویل نہیں ہونا چاہیے۔ جوانی کتنی ہی طویل ہو کوئی احساس نہیں ہوتا۔" بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری جوانی کیسی گزری؟"

"بری نہیں رہی۔"

"یہاں مردوں اور عورتوں کی عمریں یہی ہوتی ہوں گی؟"

"ہاں لیکن عورت کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے۔"

"تمہاری جوانی کی ساتھی؟"

"مر چکی ہے۔"

"اس کے بعد کوئی شغل نہیں کیا؟"

"بڑھاپا آ گیا۔" بوڑھے نے ہنستے ہوئے کہا اور میں بھی ہنسنے لگا کافی دیر تک ہم دلچسپ گفتگو کرتے رہے اور پھر میں نے سلاوس سے کہا۔

"یوں تو تم نے اپنی عظیم الشان تجربہ گاہوں میں جو کچھ دکھایا ہے" وہ سب میرے لیے حیران کن ہے اور اس سے میں نے تمہاری ذہنی صلاحیتوں اور بے پناہ تخلیقی قوتوں کا اندازہ لگایا ہے لیکن تم نے مجھ سے ایک اور حیرت انگیز بات کی ہے بابا سلاوس۔ اس کا کیا مقصد تھا میں جاننا چاہتا ہوں۔"

"کون سی حیرت انگیز بات؟" بابا سلاوس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی جس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ وہ میرا مطلب سمجھ گیا ہے لیکن اس کے باوجود مجھ سے کھلوانا چاہتا ہے اور میں نے اس میں عار محسوس نہیں کی اور کہا۔

"تم نے کہا تھا بابا سلاوس کہ تم میری تنہائی دور کرنے کے لیے بھی کچھ کر سکتے ہو۔" میں نے کہا۔

"ہاں میں نے کہا تھا۔"

"میں جاننا چاہتا ہوں کہ تنہائی کیسے دور ہوگی اور کون لوگ میری اس تنہائی کے رفیق ہوں گے؟"

"بڑی ہی دلچسپ لگی تمہیں یہ بات پورنا۔ تمہاری آنکھوں میں صدیاں بسی ہوئی ہیں۔ ان صدیوں میں تمہاری زندگی میں بے شمار لڑکیاں آئی ہوں گی۔ ان کی شکلیں تمہارے ذہن میں موجود ہوں گی۔ ان کی خوشبو کی مہک تمہارے نتھنوں میں ہوگی۔ کیا یہ غلط ہے؟" بابا سلاوس نے رنگین لہجے میں پوچھا اور میں مسکرا دیا۔

"ہاں تمہارا خیال درست ہے۔"

"دیکھو پورنا ماضی میں جو کچھ ہو چکا ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔ یعنی ماضی جس انداز میں گزر چکا ہے ہم اپنی کوششوں سے اس میں کوئی رد و بدل نہیں کر سکتے لیکن جو کچھ گزر چکا ہے وہ فضاؤں میں محفوظ ہے۔ تمہارے ذہن میں محفوظ ہے اور یہ جو ماضی تمہارے ذہن کو چھو کر بھی گزرتی ہیں ایسی صورت میں اگر ہم چاہیں تو ماضی کے کچھ لمحات کو واپس بھی بلایا جا سکتا ہے۔ یعنی ماضی کے آئینے میں جھانک کر ہم ان ستاروں تک پہنچ سکتے ہیں جو تمہاری زندگی میں آ چکے ہیں۔ ان لمحوں سے تمہاری پسندیدہ لڑکیاں جو تمہارے ساتھ زندگی گزار چکی ہیں ان سب کو دوبارہ بلا سکتے ہو خواہ وہ کسی بھی انداز میں ہو اس صورت سے جھنکار ہوتی ہوں۔" بوڑھے سلاوس نے کہا اور میں حیران رہ گیا۔

"لیکن بابا سلاوس ماضی کو میرے قریب ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آیا۔"

"سمجھ جاؤ گے پورنا۔ مقصد واضح یہ ہے کہ وہ لڑکیاں جو کسی بھی حالت میں تم سے جدا ہوئی ہیں تمہیں دوبارہ مل سکتی ہیں اور اسی انداز میں ماضی کے گزرے ہوئے لمحات کو دوبارہ موڑا جا سکتا ہے اور وہ تم تک پہنچ سکتی ہیں لیکن اگر تم ان سے حال کے بارے میں معلومات کرو گے تو ظاہر ہے وہ لاعلم ہوں گی لیکن ماضی کے وہ لمحات جو تمہاری زندگی کے دلکش ترین ہیں انہیں لوٹایا جا سکتا ہے اور وہ تمہیں اس بارے میں بتا دیں گی۔ چنانچہ تم جب بھی محسوس کرو کہ تم تنہائی اور بے کیفی کا شکار ہو رہے ہو تو ماضی کے کسی ورق کو الٹ دو اور ایک بوجھ سے نجات پا جاؤ۔" سلاوس نے کہا۔

"اوہ! کیا یہ ممکن ہے؟" میں نے سخت حیران کن لہجے میں کہا۔

"ہاں۔"

"لیکن کیسے سلاوس کیسے؟" میں اپنے تعجب پر قابو نہ پا سکا تھا۔

"پورنا میرے دانش کدے میں جو کچھ ہے یا شاید تم اس سے بے حد متاثر ہو گے۔ تم جب چاہو وہاں جا سکتے ہو۔ میں تمہیں ماضی کے اوراق الٹنے کا طریقہ بتاتا ہوں کیا بات صرف ایک زاویے کی ہے جسے پہچاننا تمہارا کام ہوگا۔"

"سلاوس! اب میرے پاس الفاظ نہیں ہیں جن سے میں تمہاری کارکردگی اور ذہانت کی تعریف کر سکوں۔"

"بس بس۔ میں اپنی تعریف سے خوش ہونے والوں میں سے نہیں ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میرے مقابل ایک ایسا شخص ہے جو مجھ سے بڑھ کر تجربہ کار اور حیران کن شخصیت کا مالک ہے۔" سلاوس نے جواب دیا۔

"بہرحال سلاوس میں جلد از جلد تمہارے اس تجربے سے روشناس ہونا چاہتا ہوں اور اس کے علاوہ بھی میری یہ خواہش ہے کہ ہم اپنا وقت ضائع کیے بغیر اپنے تجربات کا اظہار کریں۔ میں تمہارے اس دانش کدے کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوا ہوں اور اپنے بارے میں یہ سوچنے لگا ہوں کہ صدیوں کا تجربہ مجھے کوئی ایسی چیز نہیں دے سکا جس سے میں کوئی ایسا دانش کدہ بنا پاتا جہاں ماضی، حال اور مستقبل کے آئینے موجود ہوتے۔"

سلاوس مسکرانے لگا اور پھر بولا۔ "تو آؤ میرے دوست اب میں تمہیں اس بہشت پہلو غاروں کی سیر کراؤں۔"

"چلو سلاوس!" میں خوشی کے ساتھ اٹھ گیا۔

سلاوس مجھے غاروں میں لے گیا۔ چمکتے ہوئے رنگین زاویے عارضی طور پر بنائے گئے تھے۔ سلاوس ان زاویوں کے بارے میں مجھے بتانے لگا۔

پھر اس نے مجھے ایک زاویے پر کھڑا کر دیا اور بولا۔

"پورنا! یہ ماضی کا زاویہ ہے۔ گو یہاں ذرا سی تبدیلی ہے لیکن تم ساتھ ماضی کے اس حصے میں جھانک سکتے ہو جہاں سے تم گزر کر آئے ہو۔ وہ تمہیں کون سا رخ درکار ہے؟ کم از کم کتنی صدیاں پہلے کی بات کر رہے ہو؟"

"سلاؤس! میں آٹھ صدیاں پیچھے لوٹنا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا اور سلاؤس نے میرے جسم کو ایک مخصوص زاویے سے کھڑا کر دیا۔

پھر اس نے مجھ سے آہستہ سے کہا۔ "پورنا! اپنی گردن آہستہ آہستہ گھماؤ۔" اس نے میرے سر کو ایک رخ پر متعین کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر سلاؤس!" میں نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔

"اب تم دیکھو تمہارے سامنے ماضی رقصاں ہے۔" سلاؤس نے کہا اور میں اس کے متعین کردہ رخ پر ماضی میں جھانکنے کی کوشش کرنے لگا۔

لیکن پروفیسر یہ بے حد حیران کن بات تھی۔ بے پناہ حیران کن۔ میں نے صدیوں میں وہ کچھ پایا تھا جو اس بوڑھے سلاؤس نے مجھے بتایا تھا۔

اور پروفیسر ماضی کے اس زاویے پر کھڑے ہو کر میں نے سب سے پہلے لیپاس کا تصور کیا۔ لیپاس جو میری زندگی میں بہت ہی اہم شخصیت کی مالک تھی۔ میری محبوبہ تھی جسے میں نے ترک کر دیا تھا اور بلاشبہ میں اس کے دور سے بہت آگے نکل آیا تھا لیکن لیپاس ابھی تک میرے ذہن سے محو نہیں ہوئی تھی۔

سو میں نے دیکھا کہ سمندر کی لہریں تیز و تند لہریں بڑی رفتاری سے میری جانب آ رہی ہیں۔ ان لہروں پر ایک خوبصورت سا جہاز چل رہا ہے۔ آہستہ آہستہ وہ جہاز میرے نزدیک پہنچ گیا اور مجھے محسوس ہوا کہ جہاز نے میرے بدن کو چھو لیا ہے۔ پھر کچھ لوگوں کے چیخنے کی آوازیں سنائی دیں۔ ان لوگوں نے ہاتھ آگے بڑھائے اور مجھے جہاز پر کھینچ لیا۔

میں نے دیکھا کہ یہ سب میرے جانے پہچانے لوگ تھے۔ سب مجھ سے آشنا نظر آ رہے تھے۔ میں نے ان کی جانب غور سے دیکھا اور وہ مسکرانے لگے۔ تب میں نے دور سے لیپاس کو دیکھا۔

وہی ہرا لباس جس میں میں نے اسے پہلی بار دیکھا تھا پہنے ہوئے ایک ستون سے لگی کھڑی ہوئی مسکرا رہی تھی۔ میں آہستہ سے اس کے نزدیک پہنچ گیا۔

"مجھے پہچانتی ہو لیپاس؟" میں نے پوچھا۔

"کیوں نہیں۔ بھلا یہ کیا بات ہوئی لیکن تم گئے کہاں تھے۔۔۔؟"

لیپاس نے پیار بھری آواز میں کہا اور میں تعجب سے اسے دیکھنے لگا۔ میں نے سوچا کہ لیپاس کو میری آمد پر یقیناً کوئی حیرت نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ تو ماضی ہے۔ وہ ماضی جو اپنی اصل شکل میں میرے سامنے ہے اور میں نے سوچا وہ کون سا منظر تھا جب میں سمندر میں پہلے اترا تھا اور اترنے کے بعد لیپاس کے پاس گیا تھا لیکن مجھے یہ سب کچھ یاد نہ آ سکا لیکن لیپاس کا قرب اور اس کی موجودگی میرے لیے کافی دلکشی کا باعث تھی۔ میں اس شخصیت کو دیکھ رہا تھا جس سے میں ایک طویل عرصے تک وابستہ رہ چکا تھا اور وہ میری زندگی میں ایک خاص دخل رکھتی تھی۔

تب میں نے کچھ اور سوچا۔ بلاشبہ بوڑھے سلاؤس نے مجھے ماضی میں دھکیل دیا ہے لیکن کیا میں اس ماضی کو چھو بھی سکتا ہوں؟

سو تجربہ کے لیے میں نے ہاتھ بڑھا کر لیپاس کا ہاتھ پکڑ لیا اور لیپاس نے محبوبانہ انداز میں اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دیا اور میں نے اس خوبصورت ہاتھ کو چوم لیا۔

"لیپاس! میں نہیں جانتا کہ تم اس وقت کیا ہو لیکن جو کچھ بھی ہو میرے بارے میں کیا محسوس کر رہی ہو؟"

"کچھ بھی نہیں۔ کچھ بھی تو نہیں لیکن تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔"

میں نے ایک طویل سانس لی اور گردن گھما کر دوسری جانب دیکھا۔ لیکن شاید یہاں غلطی ہو گئی تھی۔

جونہی میں نے گردن گھمائی میرے سامنے بے شمار تصاویر بکھر گئیں۔ اب نہ وہ جہاز تھا نہ وہ لیپاس تھی اور اس وقت میں نے جو کچھ دیکھا وہ بھی میرے لیے تعجب خیز تھا۔

بہت دور پہاڑی چٹانوں کے درمیان بے شمار لوگ نظر آ رہے تھے۔ وحشی صفت بھاگ دوڑ رہے تھے۔ غالباً وہ کسی جانور کے شکار کی فکر میں سرگرداں تھے اور اسی وقت میرے کانوں میں بوڑھے سلاؤس کی آواز آئی۔

"نہیں میرے دوست نہیں۔ میں نے تمہیں جس زاویے میں کھڑا کیا تھا اس میں تمہارے ذہن کی گردش وہیں تک تھی جہاں تک تم نے سوچا تھا لیکن زاویہ بدلنے کی شکل میں تمہارا ذہن دوسری جانب مڑ گیا ہو گا تو اس ماحول کو محسوس کر رہے ہو جس میں اس وقت خود کو پا رہے ہو۔ سو پورنا! یہ سب کچھ تمہارے اپنے ذہن کا عکس ہے۔ اس میں کوئی بات اجنبی نہیں ہے۔ ہاں صرف یہ ہے کہ تم جن کرداروں سے روشناس تھے انہیں دیکھ سکتے ہو۔"

"اوہ!" میں نے تعجب سے کہا اور اس زاویے سے ہٹ گیا۔ نہ جانے کیوں میرا ذہن کسی حد تک بکھر گیا تھا تب میں نے سلاؤس سے پوچھا۔

"اس کا مقصد ہے سلاؤس کہ میں جس ماحول میں جانا چاہتا ہوں اس میں میں جس زاویے کی طرف رخ کروں مجھے اسی رخ پر کھڑا رہنا ہو گا؟"

"ہاں۔ جب تم اس ماحول میں خود کو جذب پاؤ گے تو بھول جاؤ گے کہ تم کسی زاویے پر ہو اور اس وقت تم وہاں سے واپس نہ آ سکو گے کیونکہ تمہارا جسم ساکت ہو جائے گا البتہ تمہارا تصور ایک مستقل حیثیت اختیار کر کے اس دور میں داخل ہو جائے گا لیکن ابھی چونکہ تم صرف ایک تماشائی کی حیثیت سے اس ماحول میں تھے اور تم نے خود کو اس ماحول میں جذب نہیں کیا تھا بلکہ حیرانی کی منزل میں تھے اس لیے تمہارے چہرہ گھمانے سے وہ منظر تمہاری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ ہاں اب اگر تم چاہو تو میں تمہیں دوبارہ اسی زاویے میں لے جا سکتا ہوں لیکن میرا مقصد یہ ہے کہ پہلے میرے تجربے کی روشنی میں ان تمام مناظر کو دیکھو جن کا تعلق تمہاری زندگی سے ہے۔"

"دلچسپ۔ نہایت ہی دلچسپ۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سلاؤس! تم بلاشبہ حیرت انگیز قوتوں کے مالک ہو۔ تیرا یہ سلسلہ کردہ … نہ جانے کتنی کاوشوں سے بنایا ہے۔ اسے میں اپنی کتاب میں بڑا … دوں گا۔ بلاشبہ میں نے تم جیسا فرد کبھی نہیں دیکھا اور شاید مجھے کبھی ایسا آدمی نصیب ہو گا۔" میں نے کہا اور سلاؤس مسکرانے لگا تھا۔

"ویسے مجھے تمہاری واپسی کا دکھ ہے پورنا۔ دراصل میں تمہیں یہ بتانا بھول گیا کہ زاویے کے رخ کو متعین کرنا ضروری ہے لیکن کیا کوئی ایسا جغرافی منظر تو تمہارا تھا جو تمہارے لیے بہت بڑی اہمیت رکھتا ہو؟"

"نہیں سلاؤس ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن ظاہر ہے انسان جس ہستی کو سب سے پہلے تصور کرتا ہے وہ اس کی پسندیدہ ترین ہستی ہوتی ہے۔ بلاشبہ میں اپنی ایک ایسی ہستی کو دیکھ رہا تھا۔"

"کیا وہ تیری محبوبہ تھی پورنا؟"

"ہاں سلاؤس!"

"کیا نام تھا اس کا؟" سلاؤس نے پوچھا۔

"لیپاس! میری قدیم محبوبہ لیپاس۔ اس کے ساتھ میں ایک بحری جہاز میں سوار تھا سلاؤس۔ میرا خیال ہے عورتوں میں مجھے اس عورت نے بے پناہ متاثر کیا اور ابھی میں اسے ہی جی بھر کے دیکھ بھی نہ پایا تھا کہ منظر بدل گیا۔"

"تم پھر اسی زاویے کو اپنا سکتے ہو پورنا۔ بات صرف یہ ہے کہ ابھی یہ زاویے تمہارے لیے اجنبی ہیں۔ تم جب چاہو اس دنیا میں واپس آ سکتے ہو۔ جب بھی چاہو خود کو کسی بھی ماحول میں کسی بھی طرح ختم کر سکتے ہو۔ یہ تمہاری اپنی قوت کی بات ہو گی۔ یہ تمہارے لیے پہلی ہی ہو گا۔ کیوں نہ میں تمہیں ان سے روشناس کرا دوں۔" سلاؤس نے کہا۔

اور پھر وہ مجھے ان زاویوں کے بارے میں بتانے لگا اور میں حیرانی سے ان ساری چیزوں کو دیکھتا رہا۔ بلاشبہ ماضی میں لوٹ جانے کا یہ بہترین طریقہ تھا۔

میں ان ساری چیزوں کو دیکھتا اور سمجھتا رہا یوں بھی یہ میرے لیے کوئی اہم بات نہ تھی کہ میں انہیں کوئی ذہنی تکلیف دوں۔ چنانچہ اس وقت میں نے ماضی کے کسی بھی حصے میں گم ہو سکنے کی بجائے ان زاویوں سے واقفیت زیادہ ضروری سمجھی اور سلاؤس سے پوچھا۔

"کیا اسی طرح تم مستقبل کو بھی دیکھ سکتے ہو؟"

"یقیناً!"

"اس کا مقصد ہے کہ تمہارے پاس اس سے بھی زیادہ اہم چیز …" "ہاں بے شک جو میرے پاس ہے۔ میں مستقبل بینی کے لیے ستاروں کا سہارا لیتا ہوں لیکن ستاروں سے زیادہ دلکش طریقہ یہ ہے کہ تم اپنے دانش کدے میں بیٹھ کر ماضی میں بھی جھانک لیتے ہو اور مستقبل کی پیشگوئی بھی کر لیتے ہو۔"

"یقیناً اور میرا سارا علم ستاروں کے علم ہی سے حاصل کیا گیا ہے لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ ستارے آسمان پر ہوتے ہیں اور میرا یہ دانش کدہ روئے زمین پر ہی ساری چیزوں سے روشناس کرا دیتا ہے۔"

"تب تو سلاؤس تم نے مستقبل کے بارے میں بھی بہت کچھ معلوم کیا ہو گا؟"

"ہاں مستقبل کے بہت سے کردار بہت سی چیزیں میری نگاہوں کے سامنے ہیں۔ ان میں تمہارے اسی حصے کا ماضی اور مستقبل بھی ہے جہاں ہم لوگ ہیں اور اس دنیا کا بھی جسے تم اپنی دنیا کہتے ہو۔"

سلاؤس نے کہا اور میں حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا گویا اس نے ہماری دنیا کا تعین بھی کر لیا تھا اور یوں بھی اس نے میرے بارے میں جو کچھ بتایا تھا اس کے بعد میں سوچتا تو حماقت کی بات تھی کہ اسے میرے بارے میں یہ ساری تفصیلات معلوم نہ ہوں گی۔ اسے یقیناً یہ بھی معلوم ہو گا کہ میں کون کون کے پاس کیسے گیا۔ بہرحال اس باعلم بوڑھے سے میں جتنا متاثر ہوا تھا صدیوں کی زندگی میں کوئی شخص کوئی ہستی مجھے اتنا متاثر نہیں کر سکی تھی۔

تھوڑی دیر تک میں بوڑھے سلاؤس کی شکل دیکھتا رہا۔ پھر میں نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔ "تو نے یہ سب علوم کس طرح حاصل کیا سلاؤس؟"

"سخت جانفشانی سے۔ میں نے اپنے علوم یہاں تک پہنچانے کے لیے بہت سی ایسی چیزوں کو چھوڑ دیا جو مجھے بہت عزیز تھیں۔"

"بلاشبہ تمہیں باہر کی دنیا سے بہت دور جانا پڑا ہو گا۔"

"ہاں۔ میں نے ساری دنیا چھوڑ دی۔ ساری دنیا۔" بوڑھے نے ایک طویل سانس لے کر جواب دیا۔

"بہرحال سلاؤس! میں نے اس سے قبل تم جیسا مدبر نہیں دیکھا۔ میں تمہارے علم تمہاری صلاحیتوں کا اعتراف کرتا ہوں۔" دیر تک میں بوڑھے سلاؤس سے مختلف سوالات کرتا رہا۔ میرے ذہن میں نئی روشنیاں جاگ رہی تھیں۔ اگر سلاؤس کا یہ دانش کدہ مستقبل میں بھی لیجا سکتا ہے تو یہ تو بہت ہی شاندار بات ہے۔ ماضی تو دیکھا بھالا ہوتا ہے لیکن مستقبل۔۔۔"

اگر انسان مستقبل کی تصویر دیکھ لے تو اس سے بڑی بات کیا ہو سکتی ہے۔ چنانچہ چند ساعت کے بعد میں نے اس سے سوال کیا۔

"اس کا مطلب یہ ہے بابا سلاؤس کہ ہم مستقبل کے زاویے میں داخل ہو کر اس کے مناظر بھی دیکھ سکتے ہیں؟"

"ہاں کیوں نہیں۔"

"تم بھی مستقبل میں گئے ہو؟"

"میں؟ ہاں لیکن صرف چند بار۔ میں نے یہ زاویے آزمائے تھے اور میری یہ تحقیق حیرت انگیز ثابت ہوئی۔"

"کیا محسوس کیا تم نے؟"

"ظاہر ہے وہ سب انوکھا تھا، ناقابل فہم لیکن میرا خیال ہے اب صورت حال مختلف ہو گی۔" بوڑھے نے پُرخیال نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"میں تمہارے بارے میں … ہوں نوجوان پورنا۔ خود میری بستی میں لائق و فائق نوجوان ہیں جن کا علم بھی کافی ہے لیکن جو کچھ میں نے کتاب …

وہ ان کی سمجھ میں نہیں آئے گا اور اس کی ایک خاص وجہ ہے اس لیے کبھی میں نے وہ نہیں کیا جو کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں اب بھی نہیں سمجھا۔"

"ان کے علوم تحت الشعور تک محدود ہیں اور تحت الشعور کی کہانی مختصر ہے۔ بلاشبہ یہاں بھی بے شمار واقعات پیش آتے ہیں لیکن اس میں ایک خرابی ہے وہ یہ کہ یہاں کے مسائل میں ابتدا سے انتہا تک کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔"

"وہ ابھی تمھارے خیال میں یہاں کا انسان ترقی سے ہمکنار نہیں ہوا؟"

"ہوا لیکن ایک محدود دائرے میں اور اس کے مستقبل میں بھی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ بالکل یکساں، جبکہ اوپر کی دنیا میں تجسس بہت زیادہ ہے اور تجسس ترقی کی پہلی منزل ہے۔"

"خوب!" میں نے دلچسپی سے گردن ہلائی۔

"اس لیے میں نے اپنے وطن کے کسی نوجوان کو اپنے ساتھ شریک نہیں کیا، جبکہ تمھاری کیفیت دوسری ہے۔ بے شک تم ان علوم سے آراستہ نہیں ہو جو یہاں رائج ہیں لیکن تمھاری آنکھوں میں صدیاں سمائی ہوئی ہیں۔ تم نے انسان کو ابتدا سے دیکھا ہے۔ تمھارا علم مشہود ہے اور تم تجربات کی ان منزلوں سے گزر چکے ہو جہاں کوئی علم نہیں لے جا سکتا اس لیے میرے دوست صرف تمھیں مجھ سے دلچسپی نہیں مجھے بھی تم سے اتنی ہی دلچسپی ہے۔"

"شکریہ سلاوس!"

"مجھے تو خوشی ہے کہ مجھے کوئی ایسا ساتھی مل گیا جو مجھے سمجھ اور پرکھ سکتا ہے۔"

"میں نے صدیوں پر مشتمل ایک کتاب تحریر کی ہے سلاوس اس میں انسان کے بارے میں بہت کچھ درج ہے۔"

"آہ وہ قابل دید چیز ہو گی۔ کیا میں اسے پڑھ سکوں گا؟"

"کیوں نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"میری طرف سے مطمئن ہو جاؤ تب میں تم سے وہ کتاب طلب کروں گا اور پھر میں اس کا مطالعہ کروں گا۔"

"ضرور لیکن یہ تو بتاؤ، اگر ہم ماضی یا مستقبل میں جائیں گے تو خود اس دور میں ہماری کیا حیثیت ہو گی؟ صرف ایک دیکھنے والے کی؟"

"کیا یہ سوال کوئی دوسرا کر سکتا تھا؟ ہرگز نہیں۔ تم نے مجھے سمجھا، تم نے میری کاوشوں کو محسوس کیا بھی یہ سوال تمھارے ذہن میں ابھرا۔" بوڑھے نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"تو بتاؤ سلاوس؟"

"ماضی گزر چکا ہے۔ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ ماضی میں ہم کوئی رد و بدل نہیں کر سکتے۔ ہاں اگر ہم ماضی کے زاویے سے گزر کر وہاں اس ماحول میں پہنچیں تو ہمیں کسی ایسے کردار کا انتخاب کرنا ہو گا جیسے ہم ماضی سے منتخب کریں اور پھر اس کی حیثیت اختیار کریں۔ اس شخص کی حیثیت سے ہم ماضی میں داخل ہو سکتے ہیں۔ دوسری صورت میں ہم صرف دیکھنے والے ہوں گے جو ماضی میں کوئی دخل اندازی نہیں کر سکتا۔ اس کے برعکس ہم مستقبل میں خود اپنے لیے کوئی جگہ بنا سکتے ہیں کیونکہ ہم صرف مفروضہ ہوں گے اور وہ وقت ہمارے بعد کا وقت ہو گا۔"

"گویا مستقبل میں ہم اپنی مرضی کا کردار ادا کر سکتے ہیں؟"

"یقیناً!"

"بہت خوب اور اس کے لیے ہمیں کوئی اقدار قبول نہ کرنا ہوں گے؟"

"بلاشبہ۔"

"تو کیا تم مجھے مستقبل کی سیر نہیں کراؤ گے سلاوس؟"

"کیوں نہیں۔"

"اچھا یہ بتاؤ کیا مستقبل میں جانے کے لیے ہمیں کسی دور کا تعین کرنا ہو گا یا ہم کسی بھی دور میں ہماری خواہش نکل سکے گی؟"

"ہم کسی بھی دور میں جا سکتے ہیں لیکن مستقبل کے سلسلے میں ایک کمزوری رہ گئی ہے۔" بوڑھے سلاوس نے جواب دیا۔

"وہ کیا؟"

"ابھی میری کاوش مستقبل کی مخصوص حد تک ہیں یعنی محدود نہیں ہوئی ہیں۔ یعنی میں صرف ایک مخصوص دور تک جا سکتا ہوں اس کے بعد کے دور کے لیے ابھی مجھے کافی کام کرنا ہو گا۔"

"کتنی دور تک جا سکتے ہیں ہم؟"

"تقریباً ہزار صدیوں آگے۔ ممکن ہے اس سے بھی کچھ آگے۔ بس اس کے آگے ابھی تاریکی ہے۔" سلاوس نے جواب دیا۔

"بہت کافی ہے سلاوس۔ معمولی بات نہیں ہے۔" میں نے پرجوش لہجے میں کہا۔ بلاشبہ اس شخص کی کاوشیں قابل قدر تھیں اور اس سے بہت کچھ سیکھا جا سکتا تھا۔ میں سلاوس سے اس بارے میں بہت سے سوالات کرتا رہا پھر میں نے خاموش ہو کر ایک گہری سانس لی۔

"تو صدیوں کے بیٹے تمھارا اور کوئی سوال باقی رہ گیا ہے؟"

"نہیں سلاوس۔ بہرحال میں تمھارے علم و حکمت کا قائل ہو گیا ہوں۔ میرے پاس جو کچھ ہے وہ تمھارے علم نے تمھیں بتا دیا ہے۔ مجھے بتاؤ میں تمھارے لیے کیا کر سکتا ہوں؟"

"تمھارا بدن چاند کی طرح چمکتا ہے اور آگ اور پانی تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔ تمھاری جوانی صدیوں سے یونہی برقرار ہے اور نہ جانے کب تک برقرار رہے گی۔ میں تم سے کچھ نہیں چاہتا۔ تمھاری جسمانی خوبصورتی اور طاقت کے بارے میں اپنے طور پر تحقیق کروں گا بس تم مجھے اس کی اجازت دو۔" بوڑھے سلاوس نے کہا اور میرے ہونٹوں پر

مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تم ایسا کیوں چاہتے ہو سلاوس؟ کیا اپنے جسم میں اضافے کے لیے؟"

"تھا ہے اور میرے لیے شاندار دلکش بات ہے لیکن اس کے علاوہ بھی میرا کچھ اور مقصد ہے۔" سلاوس صاف گوئی سے بولا۔

"وہ کیا؟"

"میں خود بھی تم سے متاثر ہوں۔ اگر میں صدیوں کے سفر میں تمھارا ساتھی بن جاؤں تو صدیوں کی تاریخ بدل جائے۔"

"سلاوس! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں تمھارے تجربے کا معترف ہوں گا مجھے منظور ہے۔" میں نے خلوص دل سے کہا اور بوڑھے کی آنکھوں میں بے پناہ چمک پیدا ہو گئی۔

"میرے دوست! میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمھیں تمھاری ضرورت کی ہر چیز فراہم کروں گا۔ تمھیں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ میرے پاس اور سنو یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ میں فوری طور پر اپنا کام مکمل کرنے کے بارے میں سوچوں۔ ہاں ہم دونوں اپنے اپنے کام شروع کر دیں گے تم اس پہلے داخل کرنے کی ایک ایک چیز کے بارے میں تحقیق کر سکتے ہو مجھ سے جو پوچھنا چاہو گے میں خلوص دل سے تمھیں بتا دوں گا اور جب بھی وقت ملے گا میں تحقیق کروں گا۔"

"بوڑھے خلوص کے ساتھ شکریہ ہے لیکن سلاوس تمام باتوں سے قطع نظر جوانی اور دلکشی کے حصول کے پیچھے کوئی رنگین جذبہ بھی ہے؟"

"ہاں میرے دوست! جوانی کی طلب ایک ایسی طلب ہے جو تنہا آخری سانس تک باقی رہتی ہے۔ انسان سب کچھ بھول جائے لیکن جوانی کو نہیں بھول سکتا۔"

"خوب! اگر یہ حقیقت ہے جوانی اس سے آشنا ہیں وہ اس کے زیاں کو نہیں سوچتے اور بعض اوقات اس سے بہرہ ور بھی نہیں ہوتے۔"

"ایسی بات کرتے ہو؟"

"ہاں سمجھو۔ گوکلا کی آخری خواہش یہی تھی کہ میں اس کے ساتھ رہوں۔ وہ اپنے صدیوں پرانے محبوب کو چھوڑنے پر آمادہ تھی۔"

"اوہ! پھر کیا وہ تمھیں پسند نہیں تھی؟"

"یہ بات نہیں ہے سلاوس لیکن میرے لیے وہ دوسری عورت ہوتی۔ یوں تو میری زندگی میں بے شمار عورتیں ایسی آئی ہیں جو ملکائیں تھیں اور انھوں نے اپنے شوہروں سے چھپ کر میری قربت حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ذاتی حیثیت رکھتی تھیں۔ اپنے ساتھ ایک مستقل عورت کی حیثیت سے کسی کو رکھنے کے لیے میرا ایک معیار ہے جس پر گوکلا پوری نہ اترتی تھی۔"

"آہ! خوب۔ یہ جوانی بول رہی ہے یقین کرو میرے دوست۔ جوان لوگوں کو دیکھ کر دل جوان رکھتے ہیں۔ میں بھی یہی سب کچھ چاہتا ہوں۔" بوڑھے سلاوس کے چہرے پر حسرت کے آثار نظر آ رہے تھے۔ اتنا باعلم ہونے کے باوجود اس وقت وہ بچہ لگ رہا تھا اور انسان کا یہ روپ بھی میرے لیے دلچسپ تھا۔ بہرحال میں نے سلاوس کی ساری شرطیں منظور کر لیں۔ اس دور کو بھی میں نے اپنی زندگی میں ایک خاص مقام دیا ہے۔ اس دور میں میرے علم نے صدیاں چھلانگ دی تھیں اور بوڑھا سلاوس مجھے دنیا کا سب سے زیادہ باعلم شخص نظر آیا تھا۔

ہم لوگ اس وقت تک گفتگو کرتے رہے جب تک تھک نہ گئے۔ باتیں تھیں کہ ختم ہونے ہی کو نہ آتی تھیں۔ تب سلاوس نے ایک انگڑائی لیتے ہوئے مجھے مخاطب کیا "پورنا! کیا تم تھکن نہیں محسوس کر رہے ہو؟"

"اوہ! میں تھکا نہیں سلاوس میں کتنا خوش ہوں کہ تم جیسا شخص میرے قریب ہے۔ نہیں گزرتی لیکن اگر میری دلچسپی کا سامان موجود ہو تب اور تمھاری باتیں اتنی دلکش ہیں کہ اگر صدیوں گزر جائیں تو میں نہ تھکوں۔"

"کیا یہ بات قابل رشک نہیں ہے؟" بوڑھے نے تحسین آمیز نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں کیا تم تھکن محسوس کر رہے ہو؟"

"شدت سے لیکن تیرے جیسے پر کسی ایک بھی اثر نہیں ہے۔"

"بہرحال میری خواہش ہے کہ تمھارا علم تمھاری تحقیق تمھیں بھی وہی صفات عطا کرے جو میرے اندر ہیں۔ صدیوں کے سفر میں اگر تم جیسا دانش مند ہم سفر مل جائے تو میرے لیے اس سے زیادہ خوشی کی کیا بات ہو گی۔"

بوڑھے کی آنکھوں میں خواہشوں کے چراغ جل رہے تھے۔

تب اس نے کہا "کیا ماضی تمھارے ذکر میں بھی ہے پورنا اور اس ماضی کی داستانیں بھی دلکش ہوں گی۔ کیا تم مجھے بھی ان داستانوں میں کوئی کردار بنا سکتے ہو؟"

"میں نہیں سمجھا؟" میں نے تعجب سے کہا۔

"ماضی میرے لیے صرف ایک کہانی ہے لیکن ان کہانیوں میں تمھاری حیثیت ایک کردار کی ہو گی۔ اگر تم اپنے ماضی کے کسی حسین ورق کو الٹو تو تم خود اس میں موجود ہو گے اس وقت اگر تم چاہو تو مجھے اس زاویے میں آواز دے سکتے ہو لیکن میرے لیے کردار کا انتخاب تمھیں کرنا ہو گا اور جب میں اس کردار کی حیثیت سے تمھارے ماضی میں داخل ہوں گا تو گویا میرا بدلا ہوا ہوں گا لیکن خود میرا وجود ایک ہوا کی مانند ہو گا اور اس کے محافظ بھی تم ہو گے۔ بولو کیا تم یہ ذمہ داری قبول کرو گے؟"

"اوہ! کیا یہاں تک ممکن ہے؟"

"ہاں یہ میرے علم کا ایک حصہ ہے۔"

"اب میرے دوست! ہم کچھ حسین لمحوں کا انتخاب کریں گے، میں تمہیں ماضی کے دلکش کرداروں کے درمیان لے جاؤں گا، تم مجھے مستقبل میں۔"

"منظور!" بوڑھے سلاتوس کا چہرہ جگمگانے لگا۔ اس کے خوابوں پر مجھے حیرت ہو رہی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ مجھ سے گفتگو کرتا رہا، پھر بولا۔ "اب مجھے اجازت دو پارٹنر۔ اگر تم آرام کرنا چاہو تو تمہاری مرضی اور اگر زاویوں کی سیر پسند کرو تو میرا خیال ہے تم جیسے ذہین انسان کو میری ضرورت نہیں پڑے گی۔"

"اپنی غیر موجودگی میں تمہیں میری یہاں موجودگی پر کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا سلاتوس؟"

"سلاتوس اپنی زندگی کی اس شاندار کمائی کو تمہارے ایک اشارے پر نثار کر سکتا ہے۔ تم جیسا دوست مل جائے تو اس کے بعد دوسری چیزوں کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔"

"شکریہ سلاتوس!" میں نے جواب دیا اور پھر سلاتوس اس دانش کدے سے نکل گیا۔ اس کے اس انداز نے مجھے بہت متاثر کیا تھا۔ بہرحال اس کے جانے کے بعد میں دیر تک خیالات میں ڈوبا رہا۔ جو کچھ تھا میرے لیے ناقابل یقین تھا۔ ماضی کے یہ لمحے کس قدر دلکش تھے۔ میں ان کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ ان تمام چیزوں سے میں پوری طرح لطف اندوز ہو سکتا تھا۔ خاص طور سے مستقبل میں جانا میرے لیے بہت دلکش تھا۔

بوڑھے سلاتوس کی طلب تو بس یہ تھی کہ مستقبل مجھے زیادہ بہتر نہیں لگتا تھا کیونکہ اس سے پہلے کسی نے میری مانند جوانی حاصل کرنے کی کوشش کی تھی اور آگ میں جل کر خاک ہو گیا تھا۔ بہرحال اگر اس کا علم اسے پہلے ہو سکے تو مجھے لطف حاصل ہو سکتا تھا۔

کافی دیر تک میں خیالات میں ڈوبا رہا اور پھر میں نے اس دانش کدے ___ حیرت کدے کو آزمانے کا فیصلہ کر لیا۔ ماضی کے یہ شاندار نقوش میرے ذہن میں موجود تھے لیکن میں کسی ایسے دور میں جانے کا خواہش مند نہیں تھا۔ اس زاویے مجھے جہاں بھی پہنچائے۔

چنانچہ میں تیار ہو گیا۔ جو کچھ مجھے بوڑھے سلاتوس نے بتایا تھا اس کے مطابق میں ماضی کے زاویے کے سامنے پہنچ گیا۔ میں نے پہلے ایک رخ اختیار کیا اور اس کے بعد انداز میں تبدیلی پیدا کرنے لگا۔ انوکھی کیفیت تھی یہ۔ میری نگاہوں کے سامنے بے شمار نقوش رقصاں ہونے لگے اور پھر میں نے رک کر ان کی ... کچھ جانے پہچانے نقوش ابھر آئے۔ میں اس جگہ ساکت ہو گیا تھا۔

آہ! زیادہ پرانی بات نہیں تھی۔ درخت سے جھکی حسینہ کو میں نے صاف پہچان لیا تھا۔ یہ شمانہ تھی جو خوفزدہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ مجھے یاد آ گیا، اس وقت میں نے یہ درخت جڑ سے اکھاڑ دیا تھا اور شمانہ کو درخت سمیت لے کر چل پڑا تھا۔

خوفزدہ شمانہ مجھے اجنبی نگاہوں سے دیکھتی رہی۔ میرے دل میں اس کے لیے پیار امنڈ آیا تھا۔ تب میں نے اسے آواز دی۔

"شمانہ!" اور وہ چونک پڑی۔

"تم ___ تم کون ہو؟"

"میں تیرا ___ تیرا حسن ___ کیا تو نہیں پہچانتی مجھے؟"

"نہیں۔"

"تو وادا کا کی بیٹی ہے نا، جس نے سکائی بستی کے لیے آتش فشاں میں کود کر جان دے دی تھی؟"

"ہاں لیکن میں تمہیں نہیں پہچانتی۔"

"شمانہ! شمانہ تو مجھے پیار کرتی ہے۔ تو ___" لیکن شمانہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تب اچانک مجھے سلاتوس کی بات یاد آئی۔ اگر تم ماضی کو بدلنے کی کوشش کرو گے تو یہ تمہارے لیے ممکن نہ ہوگا۔ ہاں تم ماضی دہرا سکتے ہو۔

تب میں نے اس درخت کو گرفت میں لے لیا اور اسے اکھاڑ کر ایک جگہ رکھ دیا اور پھر شمانہ کا گداز بدن میرے بازوؤں کی گرفت میں تھا۔ میں نے نگاہوں کے زاویے میں بال برابر تبدیلی کی اور خود کو شمانہ کے ساتھ بھٹکتی سی کشتی میں پایا۔ بادبان کھل گئے تھے اور شمانہ کے حسین نقوش نمایاں ہو گئے تھے۔ سنہری رنگ، شاندار چہرہ، جیسے بال جو ہوا میں اڑ رہے تھے۔

"لیکن اس طرح تو سمندر کی سیر کا کچھ لطف نہیں آئے گا۔" "کشتی کو گہرے سمندر میں پہنچنے دو پھر لطف آئے گا۔" اس نے مسکرا کر کہا اور پھر مجھے اس کی آواز سنائی دی۔

"میں نے قریب انسان کبھی نہیں دیکھا۔" اور پھر میں ... کا ایک خوبصورت منظر جہاں شمانہ کسی مچھلی کی مانند تیر رہی تھی۔ یہ سب بھی میرا ہی تھا۔ اس کے بدن پر ... مجھے شدید بے کلی محسوس ہونے لگی اور میں اس منظر کو تلاش کرنے لگا جب یہ سب میری آغوش میں تھا اور وہ منظر بھی میری گرفت سے دور رہا۔ شمانہ کی محبت ٹوٹ پڑی تھی اور وہ میری آغوش میں تڑپ رہی تھی۔

اور میں اس زاویے پر ساکت ہو گیا۔ ایک لمحہ نہ جانے کب تک میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ میں اس منظر کو نگاہوں سے اوجھل ہونے دوں ___ اور طویل ترین وقت گزر گیا۔ نہ جانے کب سلاتوس میرے پاس پہنچ گیا۔ اس کی نگاہوں میں شوق تھا لیکن میں شمانہ میں کھویا ہوا تھا۔

تب بوڑھے سلاتوس نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ دیا اور میں چونک پڑا۔ میرا دماغ ایک دم گھوم گیا اور سب کچھ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

"مجھے افسوس ہے میرے دوست!" سلاتوس نے کہا۔ "میں کافی کھوئی نگاہوں سے تمہیں دیکھ رہا تھا۔" سلاتوس گہری نگاہوں سے میری صورت دیکھ رہا تھا۔ "یوں لگتا ہے جیسے میں نے تمہارا کوئی پسندیدہ وقت چھین لیا ہو؟"

"آہ، ایسا تم ہو سلاتوس؟" میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے ایک آہ بھر کر کہا۔

"میں نے اخلاق و شرافت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔" اس نے کہا۔

"تم کب آئے؟"

"دیر ہوئی لیکن میں نے ماضی کے اس زاویے میں دخل ہونے کی کوشش نہیں کی ورنہ میں بھی تمہارے ساتھ اس منظر کو دیکھ سکتا تھا جو تم دیکھ رہے تھے۔"

"تب تو تم نے بہت اچھا کیا۔" میں پھیکے انداز میں مسکرایا۔

"وہ کیا تمہاری کوئی محبوبہ تھی تمہارے ساتھ؟"

"ہاں۔"

"اور تم اسے چاہتے بھی تھے؟"

"ہاں سلاتوس۔"

"مجھے واقعی افسوس ہے اور میں شرمندہ ہوں لیکن کیا تم کسی وقت سے یہاں ہو؟ میرا مطلب ہے جب میں یہاں سے گیا تھا؟"

"ہاں۔ کیا تمہیں دیر ہو گئی؟ میرا مطلب ہے تم نے آرام نہیں کیا؟"

"حضور! میں کافی دیر تک آرام کرنے کے بعد یہاں پہنچا ہوں۔ اتنا آرام کر کے بے حد پرسکون ہو گئے ہیں اور تم اس وقت سے یہاں موجود ہو؟"

"ہاں۔" میں نے ایک سرد آہ بھری۔

"ماضی تمہارا اچھا تھا لیکن مستقبل ہم دونوں کے لیے اجنبی ہوگا اور پھر مستقبل میں ہم خود ایک کردار ہوں گے اور ایک کردار کی حیثیت سے ہم اس ماحول سے زیادہ لطف اندوز ہو سکیں گے۔ کیا خیال ہے؟" سلاتوس نے پوچھا۔

"ہاں لیکن تم نے ایک عجیب چیز بتائی ہے سلاتوس!" میں نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔

"تم بھی ایک انوکھے انسان ہو۔"

"میرا ماضی!" میں نے کہا۔ "میرا ماضی بے شمار ایسی داستانوں سے عبارت ہے جو وقت نے میری نگاہوں سے اوجھل کر دیں ... لیکن وقت کے آگے میری ایک نہیں چل سکی اور وہ مجھ سے جدا ہو گئے۔ ان کی جدائی مجھے شدید تکلیف دیتی ہے۔"

"ایک بات اور بتاؤ ___ ایک طرح سے تمہاری یہ خواہش میرے لیے تکلیف دہ بھی ہوگی؟"

"کس طرح؟"

"ماضی کے دارج ___ حالانکہ تم عام انسانوں سے مختلف ہو۔ تمہارے اندر بہت سی خصوصیات انسانوں سے بالکل مختلف ہیں لیکن اس کے باوجود تم انسانوں سے زیادہ دور نہیں ہو اور ماضی کا یہ رخ گزر چکا ہے جس میں تمہارا کوئی الگ قبیلہ نہیں رہا۔ اگر تم اپنے قبیلے والوں کے درمیان رہتے تو انسانوں کے اس قدر قریب نہ ہوتے۔ ان حالات میں تمہاری ذہنی کیفیات بعض اوقات انسانوں سے مختلف نہ ہوتی ہوں گی۔"

"ہاں، یہ حقیقت ہے۔"

"ان حالات میں ماضی کے رخ بعض اوقات ضرور دیکھے ہوں گے؟"

"ہاں سلاتوس۔ گردش نے زمین و آسمان کی گردش کی تبدیلی کو قبول کر لیا ہے لیکن بعض کردار ___ بعض کردار اب بھی ذہن میں رکھے ہیں۔"

"اس وقت بھی تم کسی ایسے ہی کردار میں کھوئے ہوئے تھے؟"

"ہاں۔"

"کوئی لڑکی؟" بوڑھے نے داشتوں کے سے انداز میں پوچھا۔

"ہاں۔" میں نے جواب دیا۔ میری کیفیت اب درست ہوتی جا رہی تھی۔ میں دانش کدے کے اس سحر سے نکل آیا تھا۔

"کون تھی وہ؟" بوڑھے نے پوچھا اور میں نے اسے شمانہ کی داستان سنائی۔ شمانہ، سکائی اور سکائی کے اندر گھس آنے والوں کے بارے میں تفصیل بتائی۔ بوڑھے کا چہرہ دلچسپی سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ہوس کی چمک تھی۔ یہاں تک کہ میں نے اسے شمانہ کی موت تک کی کہانی سنا دی اور جب میں خاموش ہوا تو بوڑھے کے چہرے پر عجیب تاثرات تھے۔

"آہ! میرے دوست! تمہاری یہ کہانی بے شمار مختلف تجربات لیے ہوئے ہے لیکن اس میں ... اور ایک اجنبی دنیا کی ساری داستانیں چھپی ہوئی ہیں۔ کیسی کشش! کیسی لڑکی! کیسی حیرت انگیز! اور سنو! آئندہ جب تم اپنے ماضی میں لوٹو گے تو میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گا۔ میں اس لڑکی کو ضرور دیکھوں گا۔"

"ضرور سلاتوس!" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"اس وقت ... کیا تمہاری محبوبہ تمہاری آغوش میں ہوگی؟" بوڑھے کے منہ سے رال بہہ رہی تھی۔ مجھے تعجب ہوا۔ اتنی چیزوں پر قدرت کے باوجود وہ عورت سے اس قدر دور ہے اور ان کے لیے ترستا ہے۔

"ہاں۔ شمانہ کا دلکش وجود میری آغوش میں تھا۔ وہ کتنی حسین تھی وہ! میں تمہیں اس سے ضرور ملاؤں گا لیکن ایک شرط پر۔"

"کیا، کیا ہو جلدی کہو۔"

"اس سے قبل تم مجھے مستقبل کی سیر کراؤ گے جیسا کہ ہمارے درمیان معاہدہ ہوا تھا۔"

"بالکل بالکل۔ تیار ہو جاؤ۔ یہی تو ہمیں مستقبل کا ایک کردار بن جانا ہے۔ اس ماحول کو سمجھنے میں دقتیں ضرور پیش آئیں گی لیکن ۔۔۔۔"

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔"

میں نے کہا اور بوڑھا مسکرانے لگا۔ بہرحال اب ہم اس حیران کن ایجاد کے سہارے مستقبل کے سفر کی تیاریاں کر رہے تھے۔

سلانوس

بلاشبہ بہت بڑا مفکر اعظم تھا۔ اس دور کی زبان میں اگر کہا جائے پروفیسر تو وہ ایک عظیم سائنسدان اور ایک عظیم ستارہ شناس تھا۔ دانش کدے کو تحقیق کرے اگر یوں کہا جائے کہ اس نے تسخیر کائنات کر رکھی تھی تو بے جا نہ ہو گا۔ اس کے پراسرار دریچے جن جہانوں کی سیر کراتے تھے ان کے بارے میں سوچ سوچ کر عقل دنگ رہ جاتی تھی۔ بلاشبہ یہ دانش کدہ میری صدیوں کی دلچسپی ہوتی۔ تمام چیزوں سے زیادہ عجیب اور ان تمام علوم سے زیادہ بہتر تھا جو میری نگاہوں میں آ چکے تھے۔

میں نے اس میں اپنا ماضی دیکھا اور اس ماضی میں یقین کیجئے مجھے یوں محسوس کیا کہ میرا ماضی ایک بار پھر لوٹ آیا ہے اور اس بار بھی میرے تاثرات وہی تھے۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں تھی۔ اس کے علاوہ میرا عمل میری تحقیق اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں تھا۔ میں جن گزرے ہوئے لمحوں سے گزرا تھا میرا عمل رہا تھا کہ مجھے اس بات کا مکمل طور پر احساس تھا کہ میں ان گزرے ہوئے لمحوں سے مل چکا ہوں اور ان کے ساتھ تمام واقعات پیش آ چکے ہیں وہ ماضی ہیں۔

اس کے باوجود میں نے ان واقعات کی دلکشی میں کوئی فرق نہیں محسوس کیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے تاریخ ایک بار پھر خود کو دہرا رہی ہو اور وہی سب کچھ ہو رہا ہو جو میں کر چکا ہوں۔ اس میں کوئی فرق نہیں تھا۔ ہاں ایک احساس تھا، ایک جانا پہچانا سا احساس جو کسی کام کو کرنے کے بعد ہوتا ہے اور یہی دانش کدے کے زاویوں کی سب سے بڑی خوبی تھی۔ ورنہ ہم ماضی کو اگر اس انداز سے دیکھیں کہ وہ ماضی ہے اور ہم تماشبین ہیں تو کوئی خاص بات پیدا نہیں ہو سکتی تھی لیکن جب اچانک ہماری شخصیت ماضی میں اس انداز میں شامل ہو جاتی تھی تو ہم متعجب رہ جاتے تھے۔

سلانوس نے ماضی کی اس دنیا میں مجھے تنہا چھوڑ دیا اور میں بہت کے اس دور میں میدان کے پیچھے آباد یہ دنیا دیکھ کر متعجب ہو رہا تھا۔ بلاشبہ یہ ایک عجیب و غریب کائنات تھی جہاں کا حکمران سلانوس تھا۔

اس نے مجھے جو کچھ دکھایا جو کچھ عمل اس نے کر رکھے تھے، اسے دیکھ کر مجھے یوں لگا جیسے میرا صدیوں کا تجربہ اس کی ٹھوکر کے آگے ہیچ ہے۔ سلانوس اکثر مجھ سے ملاقات کیا کرتا تھا اور مجھ سے میری ضروریات کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہتا تھا۔ اس دوران میں جب بھی سلانوس سے ملا میں نے اس کی فکر اس کی سوچ اس کے عمل اس کے کردار کو سراہا اور سلانوس نے مسکرا کر میرا شکریہ ادا کیا۔ تب ۔۔۔۔۔ ایک دن مسکراتے ہوئے اس نے مجھ سے کہا۔

"میرے عظیم مہمان، حالات کے تحت میرا دل چاہتا ہے کہ میں تمہیں مختلف تمام دیکھتا ہوں یوں کچھ کر تم اس فکر و عمل کی دنیا میں ایک دیکھنے والے کی حیثیت رکھتے ہو اور میں تم میں ایک اور دنیا تلاش کر رہا ہوں۔"

"میں نہیں سمجھا سلانوس۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا ماضی تمہارے لئے کوئی خاص حیثیت نہیں رکھتا چونکہ تم اس سے گزر چکے ہو لیکن میرے لئے وہ بہت کچھ ہے جبکہ تم اس سے گزر کر اسے فضول سمجھتے ہو جب تم ان وادیوں میں چند ساعتیں گزار کر ماضی کی کسی چیز سے ہی جاتے ہو تو میں بھی تم سے زیادہ دور نہیں ہوتا۔"

علی مطلب مجھ میں چونک پڑا اور سلانوس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ ایک عجیب و غریب پراسرار سی مسکراہٹ۔

"ہاں میں نے غلط نہیں کہا۔ تم اس وقت ایک جیتے جاگتے وجود ہوتے ہو اور میں بھی ایک جیتے جاگتے وجود کی مانند ہوتا ہوں، گو تمہارے سامنے نہیں ہوتا لیکن میں اپنے آپ کو اس زاویے کی ہیولوں میں آزاد چھوڑ دیتا ہوں جہاں سے گزر کر تم ماضی میں داخل ہوتے ہو۔"

"اوہو تو اس کا مقصد ہے کہ تم بھی میرے ساتھ ہوتے ہو؟"

"ہاں، لیکن ایک ہوائی شکل میں، ایک روشنی کی صورت میں۔ یہاں صرف میرا تصور تمہارے سامنے ہوتا ہے اور صرف دیکھنے والی آنکھ، تمہارے ماضی کو دیکھتی ہے یوں میرے لئے تم ایک ایسی کتاب ہو جسے میں صدیوں کی کتاب کہہ سکتا ہوں۔ اور تم ان زاویوں میں اپنا ماضی دیکھ کر لطف اندوز ہوتے ہو۔ اس طرح ہم دونوں نہایت عمدگی سے اپنا کام انجام دے رہے ہیں۔"

"لیکن سلانوس میں تو یہی سمجھتا رہا ہوں کہ تم صرف میرے لئے ایثار کر رہے ہو، تم نے اپنے اس دانش کدے کو میرے لئے جس طرح کھول دیا ہے بلاشبہ یہ بہت بڑی بات ہے اور میرا خیال ہے کہ تم نے جس فراخدلی کا ثبوت دیا ہے بہت کم لوگ اس فراخدلی کا ثبوت دے سکتے ہیں اور اس بات پر میں تمہارا بے حد شکرگزار ہوں۔"

"اس کی وجہ ہے میرے دوست۔" سلانوس نے سنجیدگی

سے کہا۔

"کیا وجہ؟"

"یہ کہ تم اس قابل ہو کہ دنیا کی حقیقت سے تمہیں روشناس کرا دیا جائے۔ خود تمہاری نگاہ میں ہزاروں صدیوں کا تجربہ پوشیدہ ہے، وہ میرا مددگار ہے۔ تم یقین کرو تمہاری آنکھوں سے میں نے ماضی کو دیکھا اور اس سے بہت کچھ حاصل کیا لیکن میرا خیال ہے تم میری بات سمجھ رہے ہو گے، میں جس انداز میں تمہارا تعاقب کرتا ہوں، وہ بہت ہی دلکش اور دلچسپ ہے۔ ماضی کے یہ زاویے بلاشبہ تمہیں ہر دور سے آشنا کر سکتے ہیں لیکن جس دور میں کوئی ایسا کردار تمہاری نگاہوں میں چھپا ہوا ہو جس کو میں اچھی طرح جانتا ہوں اور جس کا کردار کی سوچ سے تمہیں ایک دن خوشی کا تصور ملے گی۔" سلانوس نے کہا۔

"اوہو تو اس کا مقصد ہے کہ اب تم کچھ اور آگے بڑھ گئے یعنی دنیا ہی اب تم ایک دیکھنے کی حیثیت سے نہیں ہوتے بلکہ میرے وجود میں شامل ہوتے ہو۔"

"ہاں صدیوں کے بیٹے ہاں۔" سلانوس نے کہا۔

"تو پھر بابا سلانوس ۔۔۔ ایک بات تو بتاؤ۔"

"پوچھو۔"

"کیا اس وقت جب میں ایسے لمحات میں ہوتا ہوں جو زندگی کے دلکش لمحات ہوتے ہیں تم ہمارا وجود مجھ سے کتنی دور ہوتا ہے؟"

"وہ تم سے ۔۔۔ تم دور کی بات کر رہے ہو میں تو تم میں شامل ہوتا ہوں پورا۔" سلانوس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو گزر ہو گئی سلانوس۔" میں نے مسخرانہ انداز میں کہا۔

"کیوں؟"

"اس کا مقصد ہے کہ میری وہ عمر جو ماضی میں میری آغوش میں ہوتی تھیں اور اب ان کا کچھ حصہ تم کو بھی پہنچ جاتا ہے" اور سلانوس بھی ہنسنے لگا۔ پھر وہ ایک لمحہ کو سنجیدہ ہوا ہو گیا۔

"میں بوڑھا ہو چکا ہوں میرے دوست، میں زندگی کی ان لذتوں سے بہت پیچھے رہ چکا ہوں۔ اگر تمہارے سہارے میرا ماضی مجھے کچھ دے جاتا ہے تو کیا تم اسے پسند نہیں کرتے کیا تم پسند نہیں کرتے ہو کہ وہ لمحات جو سلانوس کے ہاتھوں چھٹ چکے ہیں اسے مل جائیں۔"

"نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں بابا سلانوس، اس میں تو تمہیں کی دعوت بھی دیتا ہوں بہرحال تمہاری دنیا میں مجھے بہت کچھ سمجھنے میں نے بہت کچھ پایا ہے۔" میں نے کہا اور سلانوس سنجیدہ ہو گیا۔

"اگر یہاں رہو تم اور بھی کچھ حاصل کرو تو مجھے صرف خوشی ہی ہو گی۔ ظاہر ہے تمہارے لئے اس سے اچھا موقع اور کون سا ہو گا۔"

"لیکن بابا سلانوس میں اب چاہتا ہوں کہ تم کوئی ایسی چیز مجھے دکھاؤ جس سے میں ناآشنا ہوں میں اپنے تجربات میں ہمیشہ اضافے کا خواہش مند رہا ہوں۔"

"مثلاً مجھے بتاؤ تم کیا جاننے کے خواہش مند ہو، تم اپنے تجربوں میں کیا اضافہ چاہتے ہو۔" سلانوس نے سوال کیا۔

"میں اپنا ماضی دیکھتا رہا ہوں بابا سلانوس ۔۔۔ کیا اس ماضی میں کبھی مجھے تمہارا ماضی بھی نظر آ سکتا ہے؟"

"کیوں نہیں، جس طرح تم اپنا ماضی دیکھ لیتے ہو میرا ماضی بھی دیکھ سکتے ہو لیکن میرے ماضی میں ایسی کوئی خوبی نہیں جس سے تم بہت زیادہ لطف اندوز ہو۔ ایک عام اور سپاٹ ماضی ہے۔"

"تب بھی میں چاہتا ہوں کہ ماضی کا کوئی ایسا دور میرے سامنے آئے جو میری نگاہوں سے پوشیدہ ہو۔"

"میرا اپنا اندازہ ہے صدیوں کے بیٹے، میرے دوست کہ بے شک تم صدیوں میں ایک وجود بن کر رہے ہو تمہاری اپنی حیثیت بے شمار علاقوں سے منسلک رہی ہے لیکن وہ علاقے اب بھی تمہاری نگاہوں سے پوشیدہ ہوں گے جہاں تم اس وقت نہیں پہنچ سکے ہو گے کیونکہ ہر دور میں دنیا اتنی ہی وسیع تھی اور اس وسیع دنیا میں بے شمار لاتعداد واقعات رونما ہوتے ہوں گے۔ ایسے واقعات جو تمہاری نگاہوں سے پوشیدہ ہوں گے چنانچہ ان ادوار میں بھی تمہارے لئے یقینی طور پر دلکشی ہو سکتی ہے۔ تم وہ بھی دیکھ سکتے ہو جو اس وقت تم نہیں دیکھ سکے حالانکہ وقت گزر چکا ہے اور تمہاری صدیوں کی کتاب صرف ان واقعات سے مرتب ہے جو تمہیں پیش آ چکے ہیں۔ تم نے اس میں صرف اپنے تجربات تحریر کئے ہیں۔ اب ماضی کے اوراق تمہیں اور بھی بہت سے رازوں سے روشناس کریں گے۔"

میری آنکھوں میں خوشی کی چمک پیدا ہو گئی تھی۔

بلاشبہ سلانوس نے جو کچھ کہا تھا وہ درست ہی تھا۔ ماضی میں بھی بے شمار واقعات ایسے ہوں گے جو مجھ سے پوشیدہ رہے اور میں ان تک نہیں پہنچ سکا، میری کتاب ان واقعات سے ناآشنا تھی۔ ایسی صورت میں کچھ خوبصورت واقعات اگر میری کتاب میں شامل ہو سکیں تو اس سے اچھی کیا بات ہو سکتی تھی لیکن اس بار پھر میرا سوال تھا کہ ماضی میں میرا اپنا وجود کیا ہو گا؟ وہ اس بارے میں میں صرف یہ جاننا چاہتا تھا کہ سلانوس نے اس بارے میں کیا کیا ہے۔ یہ عظیم مفکر، عظیم سائنسدان جو کچھ ذکر کر رہا تھا میں اس کی صلاحیتوں سے متفق تھا۔

"بابا سلانوس، ماضی عظیم ہماری دنیا کا ماضی بے شمار ایسے واقعات سے بھرا ہوا ہو گا جو میری پہنچ سے دور رہے ہوں لیکن اس وقت میں تحت الثریٰ میں ہوں، میرے ذہن میں یہ خواہش بھی ہے کہ میں تم لوگوں کے بارے میں مکمل طور پر جان سکوں۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم

تحت الثریٰ کے کسی باب کو میرے سامنے کھول دو۔"

"کیوں نہیں ہو سکتا۔ ظاہر ہے ماضی ہر جگہ کا ماضی ہوتا ہے۔ تحت الثریٰ میں بھی ایسے بے شمار واقعات ہیں جو [illegible] دلکشی کے حامل ہیں۔۔۔ اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے [illegible] انتخاب کروں۔"

"میں بڑی خوشی سے اس بات کو تسلیم کرتا ہوں" میں نے کہا اور بوڑھا سلاؤس سنجیدگی سے کچھ سوچنے لگا پھر اس نے کہا۔

"تو پھر مجھے اجازت دو پیارے میری پاس بھی ایک ایسی کتاب ہے جس میں ایسے واقعات درج ہیں جو [illegible] دلکش ہیں۔ تو میں ان میں سے کوئی ایسا دلکش زاویہ تلاش کر کے تمہیں وہاں تک لے جاؤں گا جو تمہیں ان واقعات تک پہنچا سکے۔"

"مشکل ہے" میں نے سوال کیا۔

"میرا تو خیال ہے [illegible] میں ابھی تک [illegible] میری ذات تک [illegible] اس جب کوئی ایسا [illegible] میرے ساتھ [illegible] انسان کی [illegible] اس ماحول اور ان حالات میں اس کے [illegible] جاتی ہے [illegible] اس ماحول سے میری [illegible] ہوتی ہے۔"

"خوب۔ تو تم اب اس سلسلے میں کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"ہاں میں یہ کہنا چاہتا ہوں [illegible] ایک دیو [illegible] اس کے [illegible] کر سکتے ہیں۔"

"اور میرا اس کا مقصد ہے کہ میں [illegible] کردار بھی ادا کر سکتا ہوں" میں نے سوال کیا۔

"ہاں میرے دوست ہو سکتا ہے۔۔۔ لیکن اس کے لئے خاص محنت کرنا پڑے گی اور اس کردار کے لئے تیاری بھی۔"

"میں تو تیار ہوں سلاؤس میرا خیال ہے اس سے اچھی کوئی بات ہو ہی نہیں سکتی لیکن ایک بات میں جاننا چاہتا ہوں۔"

"کیا؟"

"جب میں اس کردار کی روح اپناؤں گا تو میری اپنی روح کا کیا ہو گا؟" میں نے سلاؤس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہی تو سب سے بڑی خوبی ہے میرے دوست کہ تمہاری اپنی صلاحیتیں اسی طرح برقرار رہیں گی۔"

"حیرت انگیز۔ بہ حیرت انگیز گویا میں اس کردار کی حیثیت میں شامل ہو کر اپنی سوچ بھی برقرار رکھ سکوں گا؟"

"بے شک۔ تم اس کردار کو اپنانے کے باوجود خود بھی زندہ رہو گے اور تمہیں یہ احساس ہے کہ تم یہ کردار ادا کر رہے ہو۔"

"حیرت انگیز۔ بہ حیرت انگیز" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا بڑے سلاؤس نے مجھے جو کچھ بتایا تھا وہ عقل سے بعید بات تھی اور پروفیسر [illegible] میں اس بات کو سوچ چکا ہوں [illegible] بھی عقل سے بعید [illegible] ان باتوں کو [illegible] اور جب [illegible] کے انسان [illegible] ہے۔"

"ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے" پروفیسر نے اس کی بات کی تائید کرتے ہوئے جواب دیا۔

"آو پروفیسر" بوڑھا سلاؤس میرے پاس سے چلا گیا اور میں [illegible] واپس آ گیا۔

اب تک میری زندگی جس انداز میں گزری تھی اس میں [illegible] ہوا تھا لیکن اس [illegible] میرے لئے زیادہ مشکل نہ ہو تا تھا۔

اس بار [illegible] اس کے بارے میں میری سوچ [illegible] میرے سامنے اس طرح کی [illegible] شخصیت ان تمام [illegible] ایک بار [illegible] لوگوں کے [illegible] سوچا تھا لیکن یہ بات بھی ایک ثبوت ہے [illegible] انسان اور وقت آگے بڑھتا گیا ہے تو اس کی سوچ میں [illegible] حیرت انگیز ہو جاتی ہیں [illegible] انسان پیدا ہوتا ہے [illegible] انسان سے بہت زیادہ تیز [illegible] ہوتا ہے۔

اور تم یقین کرو پروفیسر کہ انسان کو یہ عطیہ [illegible] میں نے سوچا کہ اس انداز میں [illegible] رنگ [illegible] دوسرے [illegible] میں نے بڑا تسلیم کیا ان کے پاس [illegible] انسان کی ترقی کا مظہر تھا۔

اس گفتگو کا پس منظر ہے پروفیسر کہ [illegible] وقت کی کہانی [illegible] کر وہ سلاؤس سے [illegible] لیکن اس وقت بھی دور کی بات کر رہا ہوں سلاؤس نے مجھے جو کچھ دکھایا تھا وہ

میں نے اس کے پاس دیکھا اور محسوس کیا کہ وہ اتنا کچھ سوچ کر میں حیران رہ گیا۔

اب تک میں اس تحت الثریٰ میں حسن و عشق کی چاشنی سے دور رہا تھا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ تحت الثریٰ میں آنے کے بعد میں نے بے شمار چیزیں دیکھی تھیں لیکن انہیں چھونے سے گریز کیا تھا۔

گو کہ میرے اس قدر نزدیک رہی تھی لیکن وہ عورت کی حیثیت سے میرے لئے قابل عبور تھی۔ میں اسے اپنے قرب کی برداشت نہیں کر سکتا تھا چنانچہ میں اس عورت سے دور ہی رہا تھا۔

ہاں تحت الثریٰ میں [illegible] عشق میرے ذہن میں ابھری تھی [illegible] ایک عجیب سا سکون کا احساس ہوتا تھا [illegible] عورت کی تشنگی میرے ذہن میں تھی۔

"جب سلاؤس میرے پاس واپس آیا تو میں بڑے سکون سے [illegible] اور سلاؤس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"تو کیا کہتے ہو میں نے ایک ایسا باب تلاش کیا ہے میرے دوست جو [illegible] دلکش ہو گا۔"

"تو پھر [illegible] سلاؤس [illegible] سے متعلق ہے؟"

"ہاں یہ ایک [illegible] قبل اس وقت کا جب [illegible] میں لوگ زندگی گزارنے کے مناسب [illegible] انسانیت اور علم کا ایک [illegible] اور اس [illegible] ہوا کرتے تھے [illegible] لیکن ہم [illegible] ہوا کرتے تھے [illegible] کہانی کے [illegible] اس کہانی [illegible] اور محسوس کرو گے اس طرح لطف۔"

"اس پر تو ٹھیک ہے" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

[illegible] اس وقت تحت الثریٰ [illegible] ایک [illegible] اور [illegible] زبان ہوتی ہے۔"

"تو کیا تم مجھے [illegible] سلاؤس کہ وہ قربان کیا گیا تھا۔"

"ہاں یہ تحت الثریٰ میں [illegible] کا تصور اس نے شروع کیا اور

جوم [illegible] واقعات [illegible] ہے جو اس میں بہت بڑا حصہ [illegible] ایک [illegible] اور [illegible] بھی گیا۔ لیکن۔۔۔ بہر حال کہانی اس بات سے متعلق نہیں ہے [illegible] ایک ماضی کا [illegible] کی بات [illegible] تحت الثریٰ [illegible] ہوں۔"

"وہ یا سلاؤس" میں نے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے تم خود کسی [illegible] اس ماحول میں [illegible] مقصد ہے کہ [illegible] کسی ماضی کے کردار میں شامل کر دوں تو تم اس [illegible] دیکھو گے [illegible] محسوسات [illegible] اس [illegible] ہو گے۔"

"اور اس ماحول میں [illegible]" سلاؤس نے [illegible]

"وہ [illegible] تم سے [illegible]" سلاؤس نے جواب دیا اور میں نے گردن ہلا دی۔

"تب ٹھیک ہے میں تیار ہوں۔"

"تو پھر آؤ" سلاؤس نے [illegible] سلاؤس [illegible] بہر حال اس شخص [illegible] کچھ محسوس کیا تھا [illegible] سلاؤس جو [illegible] کوئی [illegible] نہیں ہے۔

[illegible] ہوا [illegible] یہاں سے [illegible] ساتھ [illegible] میں [illegible] کا شوق نہیں تھا۔

[illegible] انسان [illegible] سلاؤس [illegible] دور کی [illegible] میں [illegible] رہ جاؤں۔

ہاں۔ ان نظاروں سے گزرتے ہوئے میرے دل و ذہن میں جو خیالات آئے تھے۔ میری نگاہیں بھی ایسے عجیب و غریب مناظر دیکھ رہی تھیں جو اس سے پہلے میری نگاہوں کے سامنے سے نہیں گزرے تھے۔ ہاں اتنا میں جانتا تھا کہ یہ سب قدرت الٰہی کی باتیں ہیں اور بوڑھا اسی کے سہارے [illegible] رہا ہے۔ اسے ایک مخصوص زمانے کی تلاش ہے جس میں وہ جانا چاہتا ہے اور پھر اچانک میں نے بوڑھے کی گرفت میں سختی محسوس کی۔

اور دفعتاً میں نے محسوس کیا جیسے میرا بدن بے حد ہلکا ہو گیا ہو۔ بوڑھا اب مجھے اٹھا رہا تھا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ حلقے کی صورت میں میرے گرد جکڑے ہوئے تھے۔ پھر یوں لگا جیسے ہم ہواؤں میں پرواز کرتے جا رہے ہوں۔ [illegible] پھر ایک عجیب سا احساس ہوا اور ایک عجیب سا ماحول نگاہوں کے سامنے آ گیا۔

خوبصورت رنگ کے پہاڑ تھے جن کے دامن میں سبزہ بچھا ہوا تھا اور ان کے پیچھے [illegible] بڑی پیاری معلوم ہو رہی تھی۔ درمیان میں [illegible] پتھروں [illegible] سبزہ گھاس کے درمیان سفید [illegible] بے حد خوبصورت معلوم ہو رہی تھیں۔

"[illegible] منظر ہے سلاؤس" میں نے اپنے عقب میں دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن سلاؤس کا تو کہیں نام و نشان نہیں تھا۔ میں نے قرب و جوار کے مناظر کو دیکھا جیسے یہ ساری چیزیں اجنبی ہو گئی ہوں۔

"سلاؤس" میں نے ایک بار پھر آواز دی لیکن سلاؤس کا کوئی پتہ نہیں تھا۔ تب مجھے ایک حیرت انگیز احساس سے دوچار ہونا پڑا۔ اور میں سلاؤس کا قائل ہو گیا۔

میرا جسم [illegible] سب عجیب و غریب تھا میں نے اپنے جسم کو دیکھا میں ڈھیلے ڈھالے لباس میں ملبوس تھا اور سر [illegible] تھا۔ میں نے کبھی ایسی پگڑی نہیں باندھی تھی۔

ادھو گویا۔ گویا میں نے حیرت سے سوچا۔ نظاروں کا استعمال تو میں اس سے پہلے بھی کر چکا تھا۔ میں نے وہ تمام مناظر دیکھے تھے جو مجھے میرے ماضی میں لے جاتے تھے لیکن ماضی کے کسی دور میں اپنی شخصیت ایک مکمل شخصیت کو کسی دوسری شخصیت میں ضم کر دینا ایک عجیب تجربہ تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں دانش کے سوا کسی کا دخل نہیں تھا بلکہ یہ بوڑھے کی اپنی کوشش تھی کہ اس نے وہ کر دیا [illegible] میری اپنی شخصیت کو ختم کر دیا۔

میرے چہرے پر [illegible] اس سے پہلے اس کا کوئی وجود نہیں تھا اور جب میں نے اپنے ہاتھ کی طرف غور کیا تو اس میں ایک [illegible] بھی تھی۔ [illegible] میں نے دل ہی دل میں سوچا اور دفعتاً میرے ذہن میں یہ نام گونجنے لگے۔

میرا نام [illegible] ہے سارے [illegible] میں تو [illegible] ماضی کا ایک کردار

بن چکا ہوں۔ [illegible] واقعی ایک عجیب و غریب [illegible] ہے لیکن پھر دفعتاً میں نے تعجب سے سوچا۔ اچانک ہی میں بہت ساری بکریوں کا مالک بن گیا ہوں اور پھر میں چرا رہا ہوں لیکن میرا باپ کون ہے اور [illegible] کی بات ہے۔ تب مجھے احساس ہوا اور میرے باپ کا نام [illegible] ہے اور ہم خاندانی [illegible] ہیں۔

بڑی دلچسپ بات تھی یعنی میں جس رنگ میں تھا جس [illegible] لباس میں تھا اس کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا کہ میں کون ہوں [illegible] لیکن اس کے ساتھ ساتھ مجھے اپنی اصل شخصیت بھی یاد [illegible] اس کے بارے میں بھی جانتا تھا [illegible] کتنی عجیب [illegible] تھی لیکن اس کے باوجود مجھے یہ ماحول بے حد پسند آیا تھا۔

اب دیکھنا یہ تھا کہ اس بدلی ہوئی شخصیت میں مجھے کیا کرنا ہو گا۔ جو شخصیت [illegible] اس کی اپنی حیثیت کیا تھی اور میرا باپ اور اس کے علاوہ وہ جو میرے متعلقین ہیں [illegible] کس قسم کی کوشش کرتے [illegible] اس کا کوئی امکان نہیں تھا۔ بڑی دلچسپ بات تھی اور میں اس سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہا تھا [illegible] وہ سب کچھ جو [illegible] تھا جو مجھے اس کردار میں کرنا تھا۔

[illegible] میں ان بکریوں کو اور اس [illegible] ماحول کو دیکھتا رہا [illegible] کتنی حسین [illegible] تھی [illegible] سے تعلق رکھتی تھی [illegible] میری نگاہوں کے سامنے تھا۔

بڑے سلاؤس کی عظمت پر [illegible] جس قدر [illegible] عظیم تھا ......

بے حد عظیم۔

اس نے وہ چیز بنائی تھی جس کے بارے میں [illegible] سوچا [illegible]۔ اس دور کے لوگ [illegible] کوشش بھی کریں [illegible] مشکل ہو گا [illegible] کیونکہ اس کے بعد میں نے ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی۔

کافی دیر تک میں بکریوں کو دیکھتا رہا۔ اس ماحول پر غور کرتا رہا اس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ وقت ہو چلا ہے جب واپسی کی تیاریاں کی جاتی ہیں۔ دفعتاً میں نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے کے گرد رکھے اور ایک عجیب سی آواز میرے ہونٹوں سے نکلی۔ میں نے اس آواز پر غور کیا اور [illegible] لیکن اس آواز کا [illegible] بہت ہی عجیب تھا۔ وہ بکریاں جو [illegible] تھیں چاروں طرف سے ایک ہی جگہ جمع ہونے لگیں اور میں حیران رہ گیا۔

"خوب بہت خوب۔ یعنی جانور بھی اس طرح کسی آواز سے واقف ہو سکتے ہیں۔" میں نے سوچا اور اس [illegible] سے نیچے اترنے لگا۔ جہاں سے [illegible] میں بکریوں کو دیکھ رہا تھا [illegible] تو میں نے [illegible] اشارہ کیا اور وہ آگے بڑھنے لگیں۔ گویا اب میں اپنی بستی کی طرف واپس جا رہا تھا۔ [illegible] زیادہ

[illegible] نہیں تھی کیونکہ بکریاں [illegible] سے [illegible] رہی تھیں۔

پھر اس وقت جب میں ایک چھوٹی سی ندی کے قریب سے گزر رہا تھا تو میں نے ایک حسین چہرہ دیکھا۔

[illegible] ایک لڑکی تھی۔ [illegible] اس نے مجھے دیکھا اور [illegible] سے آواز لگائی۔

"[illegible]" اس نے مجھے آواز دی اور میں رک گیا۔

"کیا بات ہے [illegible]؟"

"تو ایک ہی سوال بار بار کیوں کرتا ہے۔ جانتا ہے [illegible] انتظار میں ندی کے کنارے کھڑی ہوتی ہوں اور جب تو یہاں سے گزرتا ہے [illegible] مجھ سے پوچھتا ہے کہ کیا بات ہے [illegible]" وہ منہ چڑاتے ہوئے بولی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کا ماحول اور یہاں کا سارا ماحول وقت گزرتا ہی عجیب ہے حضرت صاحب کی ذکر اور سانوں کو
اگر کلارا ندازہ کر رہا جاتے تو اس موسم کو نظر انداز کرنا بہت مشکل ہے اور میں
جو صرف یوں ہی نگاہ رکھ رہا تھا اس ماحول میں خود کو بے حد خوش پا رہا تھا۔ میں
سوچ رہا تھا کہ کیا میں اپنی طرف کچھ حصہ اس دور میں حاصل کر سکوں گا تو نہیں کہ پا رہا لیکن
ایک بات اور بھی میرے ذہن میں تھی کہ یہ ماحول تھا جس کا شمار میری زندگی میں
اضافے کا باعث نہیں بن سکتا تھا۔ ہاں اس میں وہ لمحات ضرور شامل ہو گئے
جو میرے لیے تخلیقی لمحات ہوں گے۔

سو میں نے دور سے ایک شخص کو دیکھا جو میری جانب چلا آ رہا تھا۔ وہ
ایک بہت ہی خوبصورت گھوڑے پر سوار تھا۔ تندرست و توانا گھوڑا۔ اور آنے
والا ایسا لگتا تھا جیسے میرے پاس ہی آ رہا ہو۔ سو جب وہ کچھ قریب آیا تو میں
نے اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دیکھی۔ اس نے شناسائی کے انداز میں
ہاتھ ہلایا اور میں جان گیا کہ وہ ہائیون ہے۔ ہائیون میرا گہرا دوست تھا۔
میں نے محسوس کیا کہ میرے دل میں بھی اس کے لیے بڑی گنجائش ہے
اور میں بھی اسے دیکھ کر خوش ہو گیا ہوں۔ یوں ہائیون اس صنوبری پہاڑی کے
نزدیک پہنچ گیا جس پر میں کھڑا تھا۔ ہائیون خود بھی گھوڑے سے نیچے
اتر گیا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور میرے دونوں شانوں کو تھام لیا اور اس
کے شانوں سے جا لگے۔

"میرے دوست ہیکل! تم یہاں موجود ہو اور تم جانتے ہو کہ
ہائیون جب بھی آتا ہے اپنے ساتھ کوئی نہ کوئی خوشخبری لے کر آتا ہے؟"
"کیا خوشخبری ہے وہ میرے دوست؟" میں نے سوال کیا۔
"بتاتا ہوں ذرا صبر کرو۔" ہائیون نے کہا اور پھر بولا۔ "کیا تمہیں معلوم
ہے کہ ایپی لس کا جشن جلد ہی شروع ہونے والا ہے۔ میں نے دیکھا تھا ان
علاقوں کو دلہن بنا رکھا ہے ان کے علاقے کا ہر شخص اس میں شریک ہو رہا ہے اور
کیا میرے دوست تم نے شرکت کرنے کا ارادہ کیا ہے؟"
میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ میرا گہرا دوست ہے اور اس کا راز
مجھ پر عیاں ہو چکا تھا کہ وہ کون ہے، کہاں رہتا ہے، وہ وقت اس قریہ
کے ایک دوسرے علاقے میں رہتا تھا اور وہ میرا مخلص دوست تھا اور
میں بھی اسے پسند کرتا تھا۔
"نہیں میرے دوست! ابھی کہاں شمولیت کے جاتے ہیں لیکن مجھے
اپنے باپ سے خوف محسوس ہو رہا ہے۔"
"کیوں، کیسا خوف؟" ہائیون نے پوچھا۔
"وہ ہمیشہ مجھ پر نظر رکھتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ میں ایک چرواہا
ہوں۔ مجھے اپنی زندگی بھیڑوں میں بسر کرنا چاہیے لیکن میں شہزادہ بننے
کے خواب دیکھ رہا ہوں لیکن میں شہزادہ نہیں بن سکتا۔ میں چرواہا ہوں
اور چرواہا ہی رہوں گا۔ میں ایپی لس کی بیٹی کو اپنی دلہن نہیں بنا سکتا۔
اس کی وجہ یہ ہے کہ اس جشن میں شرکت کے لیے بڑے بڑے لوگ آئیں گے
اور میں ایک معمولی سا آدمی ہوں جو فنون سپہ گری سے پوری طرح واقفیت
بھی نہیں رکھتا۔ اس کے باوجود میرا عزم مستحکم ہے اور میں اس جشن میں

شرکت کرنا چاہتا ہوں۔"
"تو کب؟" ہائیون نے پوچھا۔
"کب تک یہیں رہو ادھر جانا چاہیے؟"
"میں بھی بس جلد ہی ہوں گے۔ میرا خیال ہے کہ تم میرے ساتھ ہی چلو گے؟"
"ہائیون کیا تم مجھے ایک بات بتاؤ گے؟"
"ضرور۔ پوچھو۔"
"کیا تم بھی اس جشن میں اس مقابلے میں شرکت کا ارادہ رکھتے ہو؟"
"نہیں بھئی نہیں۔"
"کیوں کیا اس کی کوئی وجہ ہے؟"
"ہے بھی اور نہیں بھی۔ یوں سمجھو میں اپنے بازوؤں کو اس قدر مضبوط
نہیں پاتا اور دوسری بات یہ سمجھو کہ مجھے اس طرح کی جھڑپوں سے کوئی دلچسپی
نہیں ہے۔ البتہ مجھے دیکھنے کا شوق ہے اور جب میرا دوست اس جشن میں
شریک ہو رہا ہے تو پھر مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ اس جشن میں شرکت
کے لیے جنگ لڑوں۔ یوں بھی میں جانتا ہوں کہ میں کسی بھی صورت میں
ایپی لس کی بیٹی کو حاصل نہیں کر سکتا۔ میرے نزدیک ساری باتیں بے مقصد ہیں۔"
"ٹھیک ہے ہائیون! جب میں مجھ پر یہ کروں ہی جاؤں گا تو تم
میرے ساتھ چلو گے اور میرے اس محنت کو میرا باپ روکنا اور کچھ کرنے کی کوشش
کرے گا۔ اس سے کہو گے کہ قسمت آزمانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور یوں
بھی اسے میرے شوق میں مداخلت نہیں کرنا چاہیے۔"
"اوہو۔ دراصل باپوں سے مجھے ہمیشہ ڈر لگتا ہے۔ خود میرا باپ بھی
میری نگاہ میں ہے جس نے مجھے ہمیشہ کسی قابل ہونے سے روکا اور اس لیے
رکھا کہ میں اپنا پیشہ ترک نہ کر دوں۔ میں آج بھی بیل ہی چراتا ہوں کل
بھی بیل ہی چراؤں گا اور میری پوری زندگی بیل چراتے چراتے گزر
جائے گی۔ اب تو وہ بیل بھی میرے ذہن میں اس طرح بس گئے ہیں کہ
ان سے ہٹ کر میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ ہاں میں تو یہ کہتا ہوں کہ ایپی لس
کی بیٹی کے لیے مقابلہ کرنے سے بہتر ہے کہ کوئی اور بیل تخلیق کیا جائے۔"
ہائیون نے مسکرا کر مجھ سے کہا اور مجھے ہنسی آ گئی۔
بہر صورت اس وقت تک وہ میرے ساتھ رہا جب تک بھیڑوں کو
لے جانے کا وقت آ گیا اور پھر میرے ساتھ ہی وہ اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ کر
کریب کے گھر آ گیا تھا۔ ہائیون نہ صرف میرا دوست تھا بلکہ میرے گھر میں بھی
نہایت مقبول تھا۔ اس کا اندازہ مجھے یوں ہوا کہ وہ میری بہن کو سینے سے لگا رہا تھا
میرے گھر میں اس کی بہت آؤ بھگت کی گئی کیونکہ میرے باپ نے
کہا تھا کہ ہائیون کے ساتھ میری بہن کی شادی ہو جائے گی۔ ہائیون کی خوب
خاطر مدارات ہوئی۔ اس کا گھوڑا اصطبل میں باندھ دیا گیا۔ میری ماں ہائیون
سے بہت پیار کرتی تھی اور میری بہن ہائیون کے لیے خاص خاص کھانے تیار
کرتی رہی۔ ہائیون اس خاطر مدارات کے لیے نہیں آیا تھا بلکہ اس کے ذہن
میں بڑی بات تھی کہ وہ مجھے جشن میں لے جانے کے لیے تیار کرے۔ سو اس وقت
جب آرام کا وقت آ گیا تو اس نے میری ماں، میرے باپ اور میری بہن کو

دیکھتے ہوئے سوال کیا۔
"کیا خیال ہے ہیکل کیا تم ایپی لس کے جشن میں شرکت کے لیے نہیں
جاؤ گے؟"
"ارادہ تو رکھتا ہوں۔" میں نے دبی زبان میں کہا۔ اور میرا باپ متوحش
نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ پھر ہائیون کی طرف دیکھ کر بولا۔
"کتنا وقت رہ گیا ہے جشن میں؟"
"بس تیاریاں مکمل ہو گئی ہیں۔ میں اس طرف کا ایک چکر لگا کر آ رہا ہوں
کیا عظیم الشان انتظامات ہو رہے ہیں۔ اب تو سارے انتظامات مکمل ہو گئے
ہیں۔ کیونکہ کچھ وقت کے بعد جشن شروع ہو جائے گا۔" ہائیون نے جواب دیا۔
"ہوں تو تم اس جشن میں شرکت کے لیے جا رہے ہو؟" میرے باپ
ہیڈلس نے پوچھا۔
"ہاں بزرگ محترم۔"
"تو پھر جوان ہائیون! کیا تم اپنی بیٹی کے لیے کسی دوسرے شوہر
کی تلاش میں نکل رہے ہو؟ میرے باپ کے لہجے میں بے پناہ طنز تھا۔
"میں نہیں سمجھا بزرگ محترم!"
"یعنی تم بھی ایپی لس کی بیٹی حاصل کرنے کے شوق میں مبتلا ہو کر
اس جشن میں ہونے والے مقابلوں میں حصہ لو گے؟"
"ہاں صرف ایک شکل میں بزرگ!" ہائیون بہت چالاک تھا۔
"وہ کس شکل؟"
"بشرطیکہ وہاں بیل چرانے کا مقابلہ ہو۔ جنگ و جدل سے مجھے کوئی
دلچسپی نہیں ہے محترم بزرگ! ہاں بیل چرانے کے مقابلے میں تو میں ضرور
حصہ لوں گا۔"
"وہ۔ وہ بھی خوش کر دیا تم نے ہائیون! بالکل درست کہا تم نے۔
جو بھی کام سے واقف ہو اسی کے بارے میں سوچنا چاہیے۔ لیکن ہمارا بیٹا
ایسا نہیں۔ ہیکل ہمیشہ سے معمول سے اپنی فطرت سے بغاوت پر آمادہ
رہتا ہے۔ اس بیوقوف کا خیال ہے کہ وہ کسی فن کا مناسب ترین
شہسوار ہے اور اپنا حق حاصل کر کے اس علاقے کی عزت کو چار چاند لگائے
گا۔" میرے باپ نے تمسخر انداز میں کہا اور میں بری طرح جھینپنے لگا۔
مجھے غصہ آنے لگا تھا لیکن ہائیون چالاکی سے کام لے رہا تھا۔
اس نے سمجھانے کے انداز میں میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "وہ تو ٹھیک ہے میرے
دوست! میرے عزیز ترین دوست ہیکل! تم اس بارے میں سوچ سمجھ
لو کہ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ جشن میں شرکت کے لیے تو بہت دور دور سے
لوگ آئیں گے۔ میدان میں ایک سے ایک جنگجو ہو گا۔"
میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تب ہائیون خود ہی میرے باپ
سے بولا۔ "آپ کو کیسے معلوم بزرگ ہیڈلس کہ ہیکل یہ ارادہ رکھتا ہے؟"
"پہلا سبق اس کے اپنے واقعے ہیں۔"
"ہرگز نہیں۔ ممکن ہے لوگوں نے مذاق میں یہ بات اڑا دی ہو کیا
آپ نے ہیکل سے اس بارے میں کچھ پوچھا ہے؟ اور اس سے پوچھنے کی

ضرورت بھی کیا ہے۔ اور اگر یہ جشن میں جائے گا تو میرے ساتھ اور میں اتنا احمق
نہیں ہوں کہ اس کے خیال کو ہوا دوں۔ نہ صرف ہوا دوں بلکہ اگر اس کے ذہن
میں ایسی کوئی حماقت ہے تو اسے نکال دوں۔"
"ہاں بیٹا! تم سمجھدار ہو۔ بھلا ایک چرواہے کا بیٹا ان سورماؤں سے
کیسے مقابلہ کرے گا؟"
"بالکل ٹھیک۔ میرا خیال ہے میرا دوست انھیں بھی بھیڑیں سمجھتا
ہے۔" ہائیون ہنستا ہوا بولا اور پھر میرے باپ سے کہنے لگا۔ "تو میں اس
لیے آیا ہوں بزرگ کہ اپنے دوست کو اپنے ساتھ جشن میں شرکت کے لیے
لے جاؤں۔"
"میں تو منع ہی نہیں کر سکتا لیکن اس نالائق کے ذہن سے حماقت
تو اگر جائے۔ اس بات کی ذمہ داری کون لیتا ہے کہ یہ کوئی حماقت کرنے کی کوشش
کرے گا تو آگے روک دیا جائے گا؟" میرے باپ نے کہا۔
"میں یہ ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔" ہائیون نے کہا۔
"تب ٹھیک ہے۔ مجھے اعتراض نہیں ہے۔" ہیڈلس نے جواب دیا
اور ہائیون نے میری کلائی پکڑ لی۔
"اٹھو ہیکل! مجھے تم سے کچھ دوسری باتیں کرنا ہیں۔ اٹھو۔" ہم دونوں کے
بعد اس نے مجھے ایک طرف لے جا کر بٹھا دیا اور ایک سنسان گوشے میں لے گیا۔
"کیسی رہی؟" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
"نہایت نامعقول بات ہے۔ میرا ارادہ اٹل ہے۔ اگر میں جشن میں جاؤں گا
تو اس مقابلے میں ضرور حصہ لوں گا۔"
"احمق۔ بالکل ہی احمق۔" ہائیون ہنستے ہوئے بولا۔
"کیا مطلب؟"
"اگر تمہارا باپ ہیڈلس تمہیں جشن میں شرکت کی اجازت ہی نہ دے
تو تم کیا کرو گے؟"
"اس کے فیصلے سے بغاوت۔" میں نے جواب دیا۔
"وہ کس طرح؟"
"چھپ کر فرار ہو جاؤں گا۔"
"ہوں لیکن اس کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس نے تمہیں اجازت دے دی
ہے۔" ہائیون نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"لیکن تم نے اس سے کیا وعدہ کر لیا ہے؟"
"جو کیا ہے ٹھیک کیا ہے۔ مقصد تمہیں یہاں سے لے جانا تھا۔ سو
میں نے یہ مرحلہ سر کر لیا ہے۔ اگر تم بغاوت کر کے جاتے تو تمہارے ذہن میں
الجھن ہوتی اور تم اس جشن سے پوری طرح لطف اندوز نہ ہو پاتے۔ اور وہ
دشمن سے بھی نبرد آزما نہ رہتی۔ باقی رہی دوسری بات تو جو گھوڑا دوڑ ہے میدان
وقت آنے پر دیکھا جائے گا۔"
"لیکن ہائیون! صاف صاف کہے دیتا ہوں اگر تم نے مجھے مقابلے
میں حصہ لینے سے روکا تو میں تمہاری بات نہیں مانوں گا۔"
"بڑی مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہے بیچارہ ہائیون۔ ارے کیوں

نہ ہو۔ اس گھر میں اسے کسی لڑکی کا شوہر بن کر آنا ہے۔ ایسے ہاں وہ تمہاری پریشانی کا کیا حال ہے؟"

"تم اسے میری پریشانی کیوں کہتے ہو؟ میں اسے زیادہ پسند نہیں کرتا۔"

"حالانکہ اسے پسند کیا جا سکتا ہے لیکن جس کے ذہن میں پری وش فون رچی بسی ہو وہ بھلا کسی پریشانی کو کیا اہمیت دے گا۔ پھر اس بدقسمت لڑکی کے لیے افسردہ ہونے کے سوا کیا کیا جا سکتا ہے۔"

پری وش فون واقعی چھا گئی تھی۔ میں اس کی ذہنیت سے اچھی طرح واقف تھا لیکن اس سلسلے میں میری بڑی خواہشات پوشیدہ تھیں اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ماضی میں کوئی [illegible] بدل سکتی ہی نہیں تھا بلکہ اگر میں ایسی کوشش کرتا تو ناکام بھی ہو سکتا تھا۔

چنانچہ اسی لیے میرے باپ نے جاتے وقت کچھ ہدایات مجھے کی تھیں اور [illegible] نے بعد خلوص انھیں تسلیم کر لیا تھا اس نے کسی بات میں کوئی تعرض نہیں کیا تھا۔ اس کے علاوہ اس سلسلے میں [illegible] اور اس بات میں دخل اندازی نہ کروں۔ یوں اس نے میرے باپ کو تیار کر لیا تھا اس بات پر کہ وہ [illegible] مجھے اجازت دے [illegible]

میں بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور ہم دونوں چل پڑے۔

[illegible] ہم نے پہلی منزل پر قیام کیا تو [illegible] نے اس [illegible] مجھ سے گفتگو کی۔ "ہاں میرے [illegible] ساتھی اب تم بتاؤ تمہارے ارادے کیا ہیں؟"

"کس بارے میں؟" میں نے سوال کیا۔

"کیا واقعی تم جشن کے مقابلوں میں حصہ لینا چاہتے ہو؟"

"ہاں۔"

"میرا خیال ہے [illegible] کو [illegible] ترک کر دو۔ [illegible] کوشش کرو کہ [illegible] نہیں کیوں منع کر رہا ہوں۔"

"میں اس بارے میں کسی بحث کسی مشورے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔"

"خیر شیر ایک بات بتاؤ۔"

"پوچھو۔" میں نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا تم نے پری وش فون کو دیکھا ہے کبھی؟"

"نہیں۔"

"میں نے دیکھا ہے۔" اس نے کہا۔

"تو کیا واقعی۔ اس کی شکل و صورت کیسی ہے؟"

"ایسی کہ اگر [illegible] مجھے حکومت بخش دے تو میں اس سے شادی نہ کروں۔ یار تم [illegible] کہ اگر [illegible] خوبصورت

نہ ہو تو کیا حکومت کو پا سکتے ہو؟"

"پری وش فون خوبصورت نہ ہو...... ناممکن ہے۔"

"نہیں یہ بالکل درست ہے۔ جب تم خود دیکھو گے۔ ہاں یہ تو بتاؤ اگر وہ خوبصورت نہ ہوئی تب بھی تم اس مقابلے میں حصہ لو گے؟"

"میں نہیں کہہ سکتا لیکن کیا وہ نگاہوں سے پوشیدہ رہے گی؟"

"ہرگز نہیں۔ ایک وقت اس کی زیارت کرائی جائے گی۔ وہ [illegible] کے سامنے ضرور آئے گی۔ کم از کم ان کے سامنے جو اس کے لیے جان کی بازی لگا رہے ہوں گے۔"

"بس تو پھر یہ فیصلہ اسی وقت ہو جائے گا۔"

"ہاں عقل کا کام ہے۔ کم از کم ایک بات کہی تم نے۔" [illegible] نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور پھر ہم ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔ [illegible] نے اپنی دانست میں گویا مجھے کسی حد تک رام کر لیا تھا لیکن [illegible]

ہم نے [illegible] خیموں کا شہر آباد دیکھا۔ یہ شہر [illegible] شہروں سے [illegible] گیا تھا۔ اس کو خوب روشن کیا گیا تھا اور اس سے کافی خوبصورتی پیدا ہو گئی تھی۔ ایسا حسین سماں پیدا کیا گیا تھا اس علاقے کو دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں۔ میں دلچسپی سے یہ سارے مناظر دیکھ رہا تھا۔ میرا دوست [illegible] دوسرے کاموں میں مصروف تھا۔ اس نے اپنے لیے بھی ایک خیمہ حاصل کیا تھا اور اسے لگانے کے لیے مناسب جگہ تلاش کرنے لگا۔

میرے مشورے سے [illegible] نے اپنا خیمہ ایک خاص جگہ دوسرے خیموں سے ہٹ کر ایک چھوٹی سی [illegible] ندی کے قریب لگوایا تھا۔ اس کا پانی بے حد شفاف تھا اور تہہ صاف نظر آتی تھی۔ اس میں [illegible] خوبصورت سے پتھر ندی کے شفاف پانی میں بہت حسین دکھائی دیتے تھے اور [illegible] نے بھی اس جگہ کو بے حد پسند کیا تھا۔

"لیکن ہم خیموں کی رونق سے کچھ ہٹ گئے ہیں۔" [illegible] نے خیمہ نصب کرتے ہوئے کہا۔

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے [illegible] اس جگہ خیمہ لگانے پر کوئی پابندی تو ہے نہیں اور پھر کچھ زیادہ فاصلہ ہے۔ یہاں سے کھڑے ہو کر ہم سب کچھ دیکھ سکتے ہیں اور اس [illegible] جگہ کی نسبت [illegible]"

"ہاں" اس میں کوئی شک نہیں ہے میرے دوست [illegible] تم جانتے ہو تمہارا دوست ہر معاملے میں تم سے متفق ہوتا ہے۔" [illegible] نے کہا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد خیمہ نصب ہو گیا۔ تب ہم نے اپنے گھوڑے خیمے کی پشت پر باندھ دیے اور سفر کی تکان دور کرنے کے لیے آرام کرنے لگے۔ بعض اوقات میں اپنی کیفیات میں نمایاں تبدیلی محسوس کرتا تھا۔ [illegible] میری سماجی حیثیت وہ نہیں تھی جو میری اصل شخصیت کے ساتھ تھی۔ [illegible] کہ اب میں ماضی کے کردار میں ڈھل گیا تھا اس لیے ایک عام انسان تھا اور ان شخصیتوں سے خاصا

دور ہو گیا تھا اور جو میری ذات کا خاصہ تھیں [illegible] پھر میری ذات میں پا چکی تھیں۔ یہ صرف اس وقت محسوس ہوتا تھا جب میں خود محسوس کرتا تھا لیکن جب میں خود کو اس کردار میں ضم سمجھتا تو مجھے کوئی احساس نہیں ہوتا تھا لیکن جب میں اپنے ذہن کو ٹٹولتا اور [illegible] کا شعور میں ابھارتا تو میری شخصیت ابھر آتی تھی اور مجھے یہ ساری باتیں ایک خواب کی مانند محسوس ہونے لگتی تھیں۔ اس وقت شاید میں اپنی اصل حیثیت میں ہی آ جاتا تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ میری [illegible] ہوتی ہے یا نہیں...... مگر کبھی اس کا تجربہ کرنے کی ضرورت پیش آئی تو اس کا تجربہ بھی کر لیا جائے گا۔ [illegible]

یہاں آنے والے لوگوں کے لیے [illegible] معقول بندوبست کیا تھا [illegible] تقسیم کی جاتی تھی۔ ان کے گھوڑوں کے لیے بھی خوراک مہیا کی جاتی تھی اور اس کام پر بے شمار غلام [illegible]

چنانچہ [illegible] آرام کرتے ہوئے [illegible] غلام [illegible] گھوڑوں کے لیے چارا لے آئے۔ [illegible] گھوڑوں کے سامنے رکھ دیا۔ پھر [illegible] ایک غلام سے کہا۔

"بھائی [illegible]" [illegible]

[illegible]

یہ ماحول میرے لیے اجنبی تھا لیکن بے حد دلکش تھا۔

[illegible]

تھوڑی دیر [illegible] ہم [illegible] آرام کرتے [illegible] آنکھ لگ گئی۔

[illegible]

[illegible] باہر نکل آیا۔

[illegible]

اس میں وہ نہیں تھے جو شہزادی پری وش فون کے لیے مقابلے کے لیے [illegible] کی تعداد تو انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی اور جشن میں شرکت کے لیے آنے والے بے شمار لوگ تھے اور یہ سب اپنی اپنی [illegible] سے سجے تھے۔

شام [illegible] خیموں کے شہر میں گھومتا رہا [illegible] [illegible] جسم بے حد خوبصورت تھے اور [illegible] [illegible] بے حد بیزار آ گئیں [illegible] کے لیے مقابلہ کرنے [illegible] کرتا [illegible] اور بھر پور فون کے لیے مقابلہ کرنے کے قابل نہ رہوں۔

ظاہر ہے [illegible] کسی ایک شخص کا انتخاب کر [illegible] ہو جانے کے قابل [illegible] شامل ہو [illegible] ہمارے [illegible] ایک وقت میں گھوم [illegible] گھومتا رہا پھر میں نے واپسی کی سوچی۔

[illegible] میرا دوست [illegible] جاگ [illegible] اور [illegible] نے [illegible] [illegible] میرے لیے پریشان [illegible] [illegible] وقت [illegible] پہنچا اور میرا خیال درست ہی تھا۔

میرا دوست [illegible] ادھر دیکھ رہا تھا۔ پھر اس کی نگاہ مجھ پر پڑی اور وہ میرے نزدیک آ گیا۔

"کہاں چلے گئے تھے [illegible] تمہارے لیے پریشان تھا۔" اس نے گھور کر سوال کیا۔

"کیوں؟" میں نے [illegible] لہجے میں سوال کیا۔

"بس یونہی۔ [illegible] تمہاری حفاظت کروں۔" [illegible] نے کہا۔

"[illegible] تم [illegible] ہوں [illegible] ہوں ہو تو [illegible] نے کہا۔ [illegible]

"ٹھیک ہے [illegible] ہی نہیں کچھ ہی تصور کرتا ہوں۔"

"آخر کیوں، کیا اس کی کوئی وجہ بتا سکتے ہو؟" میں نے سوال کیا۔
"ہاں ہاں کیوں نہیں۔"
"تو پھر بتاؤ کہ اس کی وجہ کیا ہے؟"
"میں اگر تمہاری جگہ ہوتا تو اس قوم کو حاصل کرنے کے لیے مقابلہ کرنے کی کیوں سوچتا۔" ڈائیون نے کہا اور میں حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔
"کیا مطلب ہوا اس بات کا؟" میں نے جھنجلا کر پوچھا اور ڈائیون نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیے۔
"نہیں نہیں میرے دوست میری زبان اتفاقاً نہ تمہاری توہین مقصود ہے اور نہ ہی تمہیں کمتر ثابت کرنا ہے۔ بس بات صرف یہ ہے کہ مقابلے میں شرکت کے لیے دور دور سے بڑے بڑے سورما آئے ہیں جو اپنے علم اور اپنی قوت پر ناز کرتے ہیں اور خود میں کیا کہ لوگ بھی نہیں جانتے ہیں اور ان کے درمیان تم ——— بہر صورت عجیبوں کے بیچ کہاں ہو گے۔" ڈائیون نے کہا اور دوستی میں ان دوالی پہچان کے رشتے کوئی اندازہ نہیں لگایا ہو۔
میں نے غضب ناک نگاہوں سے دیکھا اور پھر میں نے حقارت آمیز انداز میں کہا۔ "ٹھیک ہے ڈائیون..... اور تم دیکھو گے کہ تمہارا دوست ان بڑے بڑے سورماؤں کے درمیان کیا کارنامہ دکھاتا ہے۔"
"یقیناً یقیناً۔ تمہاری اولوالعزمی سے مجھے یہی امید ہے۔ یہ بتاؤ کہاں کہاں ہو آئے ہو؟"
"بہت دور نکل گیا تھا۔" میں نے جواب دیا۔
"بیشک تم خوب ذوق و شوق سے جستجو کی ہو گی؟"
"ہاں خیموں کے درمیان رقاصاؤں کے گھر سے بڑے بڑے خوبصورت ہیں اور ان میں ناچنے والیاں بھی بے حد حسین ہیں۔"
"واہ واہ —" ڈائیون دونوں ہاتھ ملتا ہوا بولا "لیکن افسوس کی بات ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان ایک دیرینہ رشتہ قائم ہونے والا ہے۔ اگر میں یہاں اپنے طور پر کوئی تفریح کرنا چاہوں تو مجھے سوچنا پڑے گا۔"
"کیوں ——" میں نے سوال کیا۔
"اس لیے کہ تم اپنے باپ سے میری شکایت بھی کر سکتے ہو اور اس کے بعد میری شادی کا سلسلہ کھٹائی میں پڑ جائے گا۔" ڈائیون نے کہا اور ہنسنے لگا۔
"نہیں ڈائیون ایسا نہیں ہو گا۔ میں خود بھی تمہارے ساتھ شریک ہوں گا۔" میں نے جواب دیا۔
"مگر — ہاں — یہ تو ٹھیک ہے میرے دوست لیکن کیا پرستش کرنے کے لیے حسین رقاصاؤں کے باوجود تم ان رقاصاؤں میں دلچسپی لو گے؟"
"دراصل مجھے نہیں معلوم ڈائیون کہ پرستش کرنے کے لیے مقابلہ کرنے والے کیا کیا ذرائع اختیار کرتے ہیں۔ لیکن اگر دوسروں کی نگاہوں سے چھپ کر ہی رہیں اور اس وقت تک خود کو ظاہر نہ کریں میرا مقصد ہے کہ دبا بیٹھیں کہ ہم میں سے ایک پرستش کرنے کے لیے مقابلہ کرنے والوں میں شامل ہے تو ہم اپنے طور پر تفریح کر سکتے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ ہمیں کون دیکھے گا اور کون ہمیں یاد رکھنے کی کوشش کرے گا۔ یہاں تو سب اپنے اپنے طور پر جس طرح چاہتے ہیں مصروف ہیں۔"
"ہاں۔ یہ تو ٹھیک ہے لیکن بس شرط یہی ہے کہ ہم دوسروں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہیں۔"
"ہم پوشیدہ رہیں گے۔" میں نے کہا اور ڈائیون تیار ہو گیا۔ تب ہم باہر نکل آئے اور اس کے بعد جشن کی ہنگامہ آرائیوں میں مصروف ہو گئے۔ رنگ رنگ کی محفلیں جگہ جگہ برپا تھیں اور لوگ اپنے طور پر ان میں دلچسپیاں لے رہے تھے۔
پھر ایک رقاصہ میری نگاہوں کا مرکز بن گئی۔ کسی قدر خوبصورت تھی اور بڑا خوبصورت رقص کر رہی تھی۔ یہ استقبالیہ رقص تھا جس میں وہ ... کے نئے دھنوں کی آمد پر خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔ ڈائیون نے میری دلچسپی کو محسوس کر لیا اور مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ کس ریاست کے تحت یہ مظاہرہ کر رہا ہے۔ اس نے اس انداز میں اس رقاصہ کی تعریف کی کہ میں حیران ہو گیا۔
"واہ — واہ — کیا حسین لڑکی ہے۔ ہر کتنی خوبصورت لگ رہی ہے۔ زمین پر تم نے اس سے زیادہ خوبصورت لڑکی دیکھی ہے؟"
"میں نے روئے زمین کے صرف مختصر سے حصے کو دیکھا ہے ڈائیون! اس لیے کیا کہوں۔" میں نے جواب دیا۔
"اس کے حسن کا عروج یہ ہے کہ اگر وہ کسی کی ... ذرا دیکھو تو سہی کتنا حسین رقص کر رہی ہے۔ بلاشبہ اسے آنکھوں میں ایک گوشہ حاصل ہے۔ الگ نام و نمود کے دیوانے ہوتے ہیں۔ وہ حکومت کے خواہش مند ہوتے ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ورنہ اگر حسین عورتیں ایسے دوسرے کے سامنے کھڑی ہو جائیں تو اس کے سامنے پرستش کرنے والی کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتی۔ ذرا سے دیکھا ہے اور یہ بھی ہے جب تم اسے دیکھو گے تو یہی سوچو گے کہ لوگ کیسے دیوانے ہوتے ہیں جو کسی ایک عورت کی تھوڑی سی زمین کے لیے جان دینے چلے آتے ہیں۔" ڈائیون ہنسنے لگا۔ یا ایک ... لیکن میں رقاصہ کے رقص میں کھویا ہوا تھا اور اس کے حسین بدن کی ہر جنبش کو بغور دیکھ رہا تھا۔
ماہر رقص بڑا شاندار تھا لیکن رقاصہ کے بدن کی گولائیاں مجھے اپنی طرف کھینچ رہی تھیں۔ پھر رقاصہ رقص کرتے کرتے میرے نزدیک آگئی اور میں نے اپنی گردن سے قیمتی موتیوں کا ہار نکال کر اس کی گردن میں ڈال دیا۔ رقاصہ نے ایک خاص ادا سے مسکرا کر مجھے دیکھا اور سر کو خم کر دیا۔ اس کی آنکھوں میں بھی پسندیدگی کے آثار تھے۔
رقاصہ کی اس رقص کرتے ہوئے میرے نزدیک آئی اور جب دوسرے لوگ ... ہی تھی تو اس نے آہستہ سے کہا۔
"رکنا — جانا نہیں ——" اور پھر وہ اپنی جگہ کو بل دیتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

میں حیران رہ گیا تھا۔ ڈائیون بدمعاش نے اس کے جملے سن لیے تھے۔ پھر وہ ہنستے ہوئے بولا۔
"تم تو ہو ہی خوش قسمت اور لوگ کہتے ہیں آخر بیچارہ کہ ڈائیون بیچارہ کم جوان ہے تندرست و توانا بھی ہے اور بدشکل بھی نہیں ہے اور پھر یہاں جو تندرست لوگ موجود ہیں سب کے سب احمق ہیں جو اس رقاصہ کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ تمہارا انتخاب کر چکی ہے اور تم نے اسے ... ٹھیک ہے بھائی ڈائیون، تم یہاں کیوں کھڑے ہوئے ہو؟"
"وہ پیچھے پلٹ جائے کہ اب میں نے اس کا بازو پکڑ لیا اور ... اسے ڈائیون ہر وقت مذاق اچھا نہیں ہوتا۔" میں نے کہا۔
"واہ۔ اس میں غصے کی کیا بات ہے؟ اگر تم انسان ہو تو ڈائیون مجھ کو بتاؤ ... کیا اس رقاصہ کو پسند نہیں کر سکتا۔ اب یہاں اس کی موجودگی کا کیا جواز ہے؟"
"گویا تم یہاں اس سے کچھ ملاقات نہیں رکھتے؟"
"مقابلے سے تم اپنی زندگی ترک کر سکتا ہوں ایسی کیا بات ہے؟" ڈائیون مسکراتا ہوا پلٹ آیا۔
پھر رقاصہ نے اپنا رقص ختم کیا اور لوگ وہاں سے واپس جانے لگے۔ ظاہر ہے وہ سب رقص کے لیے وہاں جمع تھے۔ جب رقاصہ نے اپنا کام بند کر دیا تو پھر ان کے رکنے کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے۔ لیکن میں اور ڈائیون وہاں کھڑے رہے۔ رقاصہ نے میری طرف دیکھا اور مسکراتی ہوئی میرے نزدیک پہنچ گئی۔
"اگر جناب کچھ تھوڑی دیر یہاں بیٹھیں۔" اس نے بڑی دلکش نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولی۔
"بہتر۔" میں نے جواب دیا اور رقاصہ کے قریب پہنچ گیا۔
"اسے ساتھ لے کون ہے؟ شاید تمہارا دوست؟" اس نے سوال کیا۔
"ہاں۔"
"تب پھر آؤ۔ تم بھی آجاؤ۔" اس نے ڈائیون کی طرف دیکھ کر کہا۔ اور ڈائیون بھی ہمارے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔
میں ڈائیون اور رقاصہ تینوں ایک بڑے خیمے میں داخل ہو گئے۔ رقاصہ کے جو ساتھی تھے وہ خیمے سے الگ تھے اور غالباً وہ اس کے معاملات میں مداخلت کے عادی نہیں تھے۔ کیونکہ وہ سب اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے تھے۔ تب رقاصہ ہمیں اپنے خیمے میں لے گئی۔ اس نے ہمیں بیٹھنے کے لیے پرتکلف مسندیں پیش کیں اور ہم دونوں بیٹھ گئے۔
"میں تمہارے لیے شربت کا انتظام کرتی ہوں۔" اس نے کہا اور خیمے سے باہر نکل گئی۔
"واہ — بھئی واہ۔ میں تو تمہاری قسمت پر رشک کر رہا ہوں بھائی۔" ڈائیون نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"میرا خیال ہے اس وقت تم خاموش رہو تو بہتر ہے۔ ہمیں ذرا دیکھنا چاہیے کہ وہ کیا کرنا چاہتی ہے؟"
"سمجھا ہوا تو جانا ہی ہے، اب بھی یہ سوال کرتے ہو کہ کیا کرنا چاہتی ہے؟" ڈائیون نے کہا اور میں خاموش ہو گیا۔
رقاصہ اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک طشت تھا اور چند گلاس تھے جن میں اس نے شربت گلاسوں میں انڈیل کر ہمیں دیا اور پھر گلاس خود لے کر بیٹھ گئی۔ "بات یہ ہے کہ میں نعمان کی رہنے والی ہوں۔ نعمان میں میرا ایک خوبصورت سا مکان تھا جو اپنی خوبصورتی کی وجہ سے مشہور تھا۔ بچپن ہی سے مجھے رقص کا شوق تھا اور وہ بھی مجھے بہت چاہتا تھا۔ لیکن پھر یوں ہوا کہ وہ کسی بیماری سے چل بسا اور اس کی ہڈیاں بھی بکھر گئیں۔ میرے ذہن میں آج بھی اس کی صورت نقش ہے۔ ظاہر ہے کہ میں اسے دوبارہ نہیں دیکھ سکتی تھی لیکن میں نے تمہیں دیکھا تو وہ میرے ذہن میں اس طرح آ گیا کہ میں نے اس کی شکل میں تمہیں محسوس کیا۔"
"خوب — تو گویا میں کسی کا ہم شکل ہونے کی وجہ سے تمہاری توجہ کا مرکز بنا ہوں؟" میں نے سوال کیا۔
"ہاں یہ حقیقت ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔" رقاصہ نے کہا۔
"تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔ ظاہر ہے اگر وہ دنیا میں موجود نہ ہو تو مجھ پر ہی ... ہوتے ہیں۔" اور رقاصہ مسکرانے لگی۔
"ٹھیک کہا تم نے لیکن میں تمہارے نام سے واقف نہیں ہوں۔" رقاصہ نے سوال کیا۔
"میرا ... ہے اور میرا نام ڈائیون ہے۔" ڈائیون نے جلدی سے جواب دیا اور مسکرانے لگا۔
"بڑی خوشی ہوئی تم دونوں سے مل کر۔ لیکن کیا تم تمہارے ساتھ کچھ وقت گزارنا پسند کرو گے؟" اس نے کہا۔
"ہاں — کیوں نہیں —" میں نے جواب دیا اور رقاصہ مسکرانے لگی۔ پھر اس نے ڈائیون کی جانب دیکھ کر بولی۔
"لیکن اس خلوت میں تمہاری کیا گنجائش ہے؟"
"بالکل نہیں —" ڈائیون نے جلدی سے اپنا شربت حلق میں انڈیلا اور کھڑا ہو گیا۔ پھر وہ خیمے کے دروازے کی جانب پیچ کر پلٹا اور رقاصہ سے بولا۔
"میں جانے سے پہلے تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں کیا تم مجھے کچھ اجازت دو گی؟" اس نے عجیب سے لہجے میں کہا۔
"ہاں کہو کیا بات کرنا ہے؟" رقاصہ نے کہا۔
"یہیں نہیں۔ اپنے دوست کے سامنے میں تم سے کچھ نہیں کہوں گا۔"
"ٹھیک ہے پھر میں باہر آتی ہوں۔" اس نے میری طرف دیکھ کر کہا اور معذرت کے انداز میں گردن خم کر کے باہر نکل گئی۔ جانے بدمعاش ڈائیون اس سے کیا کہنا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد رقاصہ مسکراتی ہوئی اندر آئی۔
"بڑا ہی مسخرہ ہے تمہارا دوست۔ بڑی ہی عجیب باتیں کرتا ہے کہنے

فنکار تو ہوں لیکن کہیں زبردست نہ سمجھ لیں وہ بچوں کی طرح معصوم ہے
اگر اُسے کوئی چیز پسند آ جائے تو [illegible] بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی۔
میں نے رقاصہ کو [illegible] دیکھا [illegible]
[illegible]
ہی خوش نصیب ہو گا۔

تب رقاصہ نے میرے لیے ایک اور گلاس شراب کا تیار کیا اور اپنے ہاتھ سے میری جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تم سے شناسائی پر تو ہم بے حد مسرت ہے [illegible] خوش ہوں اس کا اظہار نہیں کر سکتی [illegible] خوشیوں کا اظہار [illegible] ایک گلاس شراب پینا پسند کرو گے؟"

"کیوں نہیں۔" میں نے جواب دیا اور رقاصہ خوش ہو گئی۔ اب اس بات کا اندازہ تھا کہ میں اس سے سوال کرتا رہ سکوں [illegible] میری جانب متوجہ ہوئی کیونکہ اس نے مجھے اس بات میں [illegible] تھا۔

رقاصہ کا قرب [illegible] اس کے جذبات کی خوشبو میرے ذہن و دل کو [illegible] اور قرب طویل سے طویل تر ہو گیا۔

رات ہوئی تو رقاصہ [illegible] سہیلی کی حیثیت سے اس کا ساتھ کیوں [illegible] میں نے شراب پینا شروع کر دی۔ [illegible]

[illegible]

"[illegible]" اس نے کہا اور میں نے انگڑائی لے کر اسے دیکھا۔

بڑی ہی حسین لگ رہی تھی وہ۔ شاید ابھی ابھی غسل کر کے آئی تھی اور اس کے [illegible] جذبات پھر سے بہکنے لگے۔

"نہیں۔" [illegible] میں نے کہا۔
"میں کیا تم اپنے مشن پر نہیں جاؤ گی؟"
"کون سے مشن پر۔"

"وہ تم رقص و سرود [illegible] کے لیے یہاں آئی ہو [illegible]"

"نہیں۔" رقاصہ نے جواب دیا [illegible]

ابھی پیس کے جانب پر یہاں آئے ہیں اور اس بات کے مشتاق ہیں کہ وہ بھی [illegible]

تب بہت ٹھیک ہے۔ میں نے گردن ہلا دی اور رقاصہ نے شراب کے برتن بچھے سے نکال لیے اور جب شراب و شباب کا دور ہو چکا ہوش میں آ جانے کو دل چاہتا ہے۔ میں پھر سے بے ہوش ہو گیا اور [illegible] تب میرا دوست ایمون ہی میرے پاس پہنچا اور اس نے [illegible] کہا۔

"خدا یا تم بھول گئے [illegible] اور کے ساتھ یہاں آئے تھے اور وہ کیا تمہارے خیمے میں تمہارا منتظر ہو گا۔"

"وہ ایمون میں تو تمہارے پاس آنے ہی والا تھا۔" میں نے جواب دیا۔

"نہیں۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا [illegible] تمہارا واپس پہنچنے کا کوئی امکان نہیں ہے اور تم بھلا ایمون کو یاد کرو گے نہیں۔ یہ دنیا بڑی بے وفا ہے اور انسان بڑا بے مروت۔ برسوں کی دوستی بھول جاتے ہیں اور خوشی کے چند لمحات کو ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔" بڑے افسوس کی بات ہے۔ وہ ایمون مجھے شرمندہ کر رہا تھا اور میں مسکرا رہا تھا۔ پھر اس نے مجھ سے کہا۔ "کیا اب بھی تم میرے ساتھ نہیں چلو گے؟"

"کیوں نہیں ایمون۔ ان میں تو [illegible] اجازت لے لوں۔"

"بہت خوب۔ بہت خوب۔ گویا اب اپنے دوست کے ساتھ جانے کے لیے تم رقاصہ سے اجازت لو گے۔"

"ہاں ان میں کیوں نہیں۔ یہ رقاصہ کی قربت کو بے حد پسند کرتا ہوں [illegible] دوبارہ اس کے پاس واپس آنے کے لیے ہیں اس سے دوستانہ تعلقات رکھوں تو اس میں کیا حرج ہے۔" میں نے کہا۔

"ٹھیک ہے کوئی حرج نہیں۔" ایمون نے جواب دیا اور میں رقاصہ کے پاس واپس پہنچ گیا۔ رقاصہ [illegible] کر رہی تھی۔ اس نے مسکرا کر میری جانب دیکھا لیکن میں نے محسوس کیا کہ اس کی مسکراہٹ اس قدر پُر خلوص نہیں ہے جس قدر پہلے تھی۔ میں نے کہا۔

"میں جا رہا ہوں رقاصہ اور ممکن ہے بہت دیر تک واپس نہ آ سکوں۔"

"ٹھیک ہے کوئی حرج نہیں ہے تم اپنے تمام کام نمٹا لو۔ اس کے بعد میرے پاس آ جانا۔" رقاصہ نے جواب دیا۔

اور میں نے محسوس کیا کہ اس کے انداز میں گرمجوشی نہیں ہے۔ مجھے اس بات پر تعجب ہوا تھا لیکن ایک رقاصہ سے اس سے زیادہ کی توقع بھی کی جا سکتی تھی۔ میں [illegible] وہ اس کی قربت کے لیے دیوانہ ہو جاتا [illegible] یہ میاں تو میں کسی اور ہی مقصد کے لیے آیا تھا اور وہ مقصد پورا کرنے میں میری عافیت تھی۔ ورنہ ایمون کا مذاق اس کے منہ پر بے وفائی کا [illegible] وہ بھی کہتا کہ میں [illegible] خود بخود ہو کر واپس چلا آیا۔ پھر ایک میں اپنے دوست ایمون کے ساتھ واپس خیمے میں چلا گیا۔ تب میں نے

"ایمون میرے دوست شاید تم اوسس کی بات ہے کہ میں اپنا کافی قیمتی وقت اس رقاصہ کے پاس گزار چکا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ یہاں آ کر جو جس کی تفریح باقی میں [illegible] تھا۔ کیا خیال ہے [illegible] اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر یہاں سے واپس ہو جاؤں گا اور مجھے اس سے کوئی نہیں روک سکتا۔ ہاں البتہ ترنقا اور جوش کی تفصیلات ہیں معلوم کہاں تک پہنچ چکی ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"بس کوئی خاص بات نہیں۔ کل صبح ایمون نوں کا دیدار کیا گیا تھا لیکن کو اب وہ اپنے خیمے میں واپس پہنچ چکی ہے اور اس کے بعد جن لوگوں کو عقل آئی وہ تو خاموشی سے اپنے خیموں میں واپس چلے گئے اور جو احمق تھے ان کو بھی عقل آ گئی۔ [illegible] حیران کن باتیں ہیں۔ [illegible] کے بعد وہ لوگ ہوش میں آئے ہیں اور ایمون نے ہنسا اور میں بکی رہ گیا۔"

"لیکن۔ کیا اس نوں کا دیدار کیا گیا؟ کیا تم بھی اس میں شامل تھے ایمون؟"

"میں شامل تو تھا لیکن بری نوں کے بارے میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں اسے دیکھ چکا ہوں۔ وہ انتہائی بدشکل عورت ہے اسے لڑکی کہنا تو میرے خیال میں لڑکیوں کی توہین ہے۔"

"تعجب ہے۔ تعجب ہے لیکن اب کیا کیا جائے۔ میں تو یہی تو بن لینا چاہتا ہوں لیکن میں پری نوں کی صورت بھی نہ دیکھ سکا۔"

"ہاں۔ اب تو مجبوری ہے۔ تم اس کی صورت کیسے دیکھ سکتے تھے۔ تم تو اس وقت رقاصہ کی آغوش میں خوب بہکے ہوئے کر مزے لے رہے تھے۔"

میں سوچ میں ڈوب گیا۔ یقیناً یہ مجھے احساس ہو رہا تھا کہ میں ایک رقاصہ کے لیے اپنے مقصد سے ہٹ گیا ہوں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر پری نوں شکل و صورت کی اتنی بری ہے تو کیا اسے یہ ہی بتا کر لے ستی میں لے جاؤں تو لوگ مجھے احمق نہیں گے۔ ہاں وہ دور سے عقل مند گردانیں گے۔ یہ وہ عقل مند جس نے دولت کے پیچھے اپنا سب کچھ لٹا دیا لیکن میرے ذہن میں ان دنوں میں ایسا کوئی جذبہ نہیں تھا۔ اگر پری نوں میری پسند کی لڑکی ہوتی تو یہ خیال تھا کہ پھر تو کھیل آسان ہو جاتا۔ [illegible] اب جب کہ مجھے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ وہ بدشکل ہے اس کی انتہائی خوب صورت ہے تو پھر مجھے کیا کرنا چاہیے تھا۔ میں اسی شش و پنج میں الجھا ہوا تھا اور اس کا کوئی حل میرے پاس نہیں تھا۔

ایمون جو بہت دیر تک کھانے میں لگا رہا تھا۔ اس نے ہنستے ہوئے مجھ سے کہا۔ [illegible] مناسب نہیں سمجھا تھا اور وہ ایک دوسرے سے بھی خاموش ہی تھا۔ رقاصہ کے دل میں [illegible] اندازہ لگا تھا۔ سوچ رہا تھا کی بات بھی بھی تھی۔

لیکن میں رقاصہ کی پروا نہیں کی۔ اس شام میں پریشانی کے عالم میں چلتا ہوا [illegible] ہوا [illegible] بے شمار تھے اور بڑے دور دراز سے آئے ہوئے [illegible] اس کا ایک گول پتھر پتھر گری میں پتھر پڑ گیا۔

کے کنارے پہنچ گیا اور جانے کیا ہوا کہ مجھے ایک چکنا سا پتھر پڑا ہوا پایا۔ پتھر پانی کے بہاؤ کے ساتھ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا اور میں اسے دیکھ رہا تھا اور کبھی وہ رک جاتا کبھی بہنے لگتا۔ اس کے ساتھ بہتا [illegible] اور کہیں آگے پہنچ گیا اور اس پتھر نے ذہن میں عجیب [illegible]

یہ ایک احمقانہ سی بات تھی لیکن نہ جانے کیا خیال آیا اور اس میں پھر کسی حد تک کوئی خاص شکل نہ تھا۔ ہاں یہ دوسری بات تھی کہ بعض اوقات لوگ تقدیر کو بھی وقت اور موقع کے ساتھ مختلف حالات بخش دیتی ہیں کہ جہاں انسان کی عقل کو بھی کام نہیں آتی اور وہ ناواقف ہوتا ہے کہ تقدیر انسان کو کہاں لے جا رہی ہے لیکن تقدیر کے جال سے نہیں بچ سکتا۔ سو میں نے یہی راستہ [illegible] پتھر کے ساتھ سیر کرتا ہوا یہاں تک پہنچا۔ تب میں نے سوچا کہ پتھر بہتے بہتے کس ستے جا کر کہاں نکل گیا ہے۔ مجھے اندازہ نہیں کہ اس کے آخری سرے اور کہاں جا کر نکلا ہے۔ لیکن اب اس سے آگے بڑھنا مشکل تھا۔ ندی ایک چٹان سے ٹکرا کر دوسری طرف بہہ رہی تھی لیکن میں اس پتھر کو اٹھا کر رکھا اور اسے پھینکنا مناسب نہیں تھا۔ سو میں نے جھک کر پانی میں اترا اور وہ پتھر میں نے اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیا۔

کیا حسین پتھر تھا۔ میں اسے دیکھ کر حیران رہ گیا لیکن اس کا ایک عجیب سی بات ہوئی۔

پتھر میرے ہاتھ میں تھا جب میں نے نسوانی قہقہوں کی آوازیں سنیں۔ میں پہلے ہڑبڑا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا لیکن کہاں سے آ رہی تھیں یقین ہو جاتا ہے کہ ان کا کوئی تعلق معلوم نہیں ہو پا رہا تھا۔ سب نرم و نازک بولیاں میں چاروں سمت تھیں اور ان کے درمیان ایک ایسا چہرہ تھا جسے دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی تھی۔

وہ کتنا حسین چہرہ تھا۔ آنکھیں تھیں کہ جگمگاتے ہوئے ہیرے۔ میں مبہوت انداز میں کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ حور کی بچی کی آنکھوں میں بھر گئی تھی۔ تب وہ یکدم ہنستی ہوئی سب خاموش ہو گئیں۔ وہ سب حیرت زدہ انداز میں مجھے دیکھ رہی تھیں۔ تب ان میں سے ایک آگے بڑھ کر مجھ سے بولی۔

"تمہیں نہیں معلوم کہ اس علاقے میں آنا ممنوع ہے؟" اس نے بھاری لہجے میں مجھ سے کہا۔

لیکن میں نے لڑکی کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا بلکہ پر تو محو حیرت ہو گیا تھا۔ میں ان حسیناؤں کے جھرمٹ میں چھپے ہوئے اس سونے چاند کو دیکھ رہا تھا جس نے ایک عالم سحر طاری ہو رہا تھا۔ میں اسے دیکھتا رہا تب ایک لڑکی نے آگے بڑھ کر میرا شانہ جھنجوڑ دیا۔

"تم نے سنا نہیں کہ میں نے کیا کہا ہے کہ تم جو غیر شخص دخل ہو اس علاقے میں بیگانہ ہو گئے ہو تو یہ لڑکی کا بھی کافی تیز ہو گیا تھا۔"

"کیا بات ہے؟" میں نے چونک کر اس سے پوچھا۔

"یہاں آنا ممنوع ہے۔"

"اچھا۔" میں نے پہلے خیال سے جواب دیا۔
"پوچھنے کے لیے... میں اندر ہی ہوں یہاں عام لوگ داخل نہیں ہو سکتے
اور ملی تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟"
"پتھر۔"
"کیسا پتھر؟" لڑکی نے چونک کر پتھر کو دیکھا۔
"ہاں یہ پتھر ہی مجھے یہاں تک لایا ہے اس پتھر نے ہی میری رہنمائی کی
ہے میں نے سنا ہے [illegible] اس کی چاند کا خواب کرتی تھی۔"
"تب تو یہ [illegible] پتھر ہے [illegible] کہیں یہ بھی تمہاری موت کا سبب نہ
بن جائے۔" اس لڑکی نے کہا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔
"اگر اس پتھر نے میری رہنمائی کی ہے اور میں اس بات کا [illegible] ہے
کہ میں اس چاند [illegible] کو دیکھوں تو میرے لیے [illegible] قسمت کی بات ہے اور میں
اسے کسی طور تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔" میں نے جواب دیا۔
"تو پھر تمہاری جان کیوں نہ لے لے۔"
"جان کیا حیثیت رکھتی ہے... اگر کوئی مقصد ہو تو۔"
"اوہو... تو تمہارے ذہن میں کوئی مقصد ہے؟"
"ہاں۔"
"اوہو... وہ کیا...؟"
"میں اس کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔"
"کس کے بارے میں؟" اس لڑکی نے چونک کر مجھے دیکھا۔
"وہ جو تمہارے درمیان [illegible] ستاروں کے جھرمٹ
میں چاند۔"
"خوب بہت خوب... تو گویا تم شاعر ہو۔" اس نے کہا۔
"ہاں [illegible] دیکھ کر شعر کہا جا سکتا ہے۔" میری نگاہیں ابھی تک اس پر
[illegible] اور میں خود کو [illegible] عجیب [illegible] تھا وہ نہیں تھا
جو اب تک [illegible] تھا جس کے حوالے میں آ گیا تھا۔
نوجوان [illegible] الجھی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ شاید کچھ
نہیں پائی تھی کہ میں کون ہوں اور ان سے [illegible] کیوں کر رہا ہوں جو اس
کی ساتھی تھیں۔ اس کے چہرے پر بے چینی کے آثار تھے۔ پھر وہ چند قدم آگے
بڑھ آئی۔ اب وہ میری نگاہوں کے سامنے تھی اور میں اسے [illegible] شوق
نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ تب اس نے آہستہ سے کہا۔
"سفیان کیا بات ہے؟"
"عجیب سا نوجوان ہے [illegible] باتیں کر رہا ہے شہزادی [illegible]
ہماری کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہم اس کی باتوں کا کیا جواب دیں۔ آپ خود
ہی اس سے پوچھیں کہ وہ کون ہے اور اس نے [illegible] میں آنے کی جرأت
کیسے کی۔" تب حسین نگاہیں سوالیہ انداز میں میری جانب اٹھیں۔
"کون ہو تم؟" باریک لبوں سے پوچھا گیا۔
"لوگ مجھے [illegible] کہتے تھے لیکن اب [illegible] چاہتا ہے کہ خود کو کچھ نہ

کہوں بس تیرا سایہ کہوں خود کو۔" میں نے جواب دیا۔
"عجیب الجھی سی باتیں کر رہے ہو کیا تم نہیں جانتے کہ اس علاقے
میں آنا ممنوع ہے؟"
"ہاں... میں نہیں جانتا تھا لیکن اگر مجھے یہ علم ہو جاتا کہ یہاں تو ہے
تو پھر میں سارے احکامات کو نظر انداز کر دیتا۔" میں نے کہا۔
"تم اپنی زندگی سے بیزار ہو؟"
"تھا نہیں... ہو گیا ہوں۔"
"ہوں... کب سے؟" حسینہ انداز میں پوچھا گیا۔
"جب سے تجھے دیکھا ہے۔" میں نے بھی اسی انداز سے جواب دیا۔
"کیا چاہتے ہو؟" بالآخر [illegible] آواز ابھری۔
"یہ کہ یا تو تجھے حاصل کر لوں یا پھر زندگی ختم کر دوں۔"
"ہوں... تو اس کے ذریعے تم [illegible] ہو۔" پری خون کے ہونٹوں پر
ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔
"مگر تم ذرا [illegible]؟"
"یہاں میرے حصول کے لیے مقابلے ہونے والے ہیں اگر مجھے تم حاصل
کرنا چاہتے ہو تو ان مقابلوں میں حصہ لینے والوں کو شکست دو۔ حصول یا
ناکام ہو کر خودکشی کرنا چاہتے ہو تو میرے خیال میں اس کا آسان ذریعہ
یہی ہے۔"
"ہاں میں اس ذریعے سے پورا پورا فائدہ اٹھاؤں گا لیکن میں یہ
نہیں جانتا تھا کہ تم پری خون ہو۔"
"اوہو تو تم بھی [illegible] کہہ رہے ہو۔" اس نے کسی قدر ناگواری
سے پوچھا اس کی حسین پیشانی پر ہلکی ہلکی سی شکنیں نمودار ہو گئی تھیں۔
"نہیں... بلکہ جب تمہارا دیدار عام ہوا تھا تو میں اس مجمع میں کچھ
نہیں تھا۔" میں نے جواب دیا۔
"اچھا تو یہ بات ہے... ٹھیک ہے نوجوان ہے اگر تمہارے ذہن میں
یہ بات ہے تو میرا مشورہ مناسب ہے کہ تم اپنی قسمت کے جوہر دکھاؤ اور
اپنے آپ کو متاثر کرو [illegible] تمہارے نزدیک آنے میں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"
"میں ایسا ہی کروں گا اور جو بھی تیری ہدایت ہے۔"
"ہدایت نہیں... میں تمہاری طلب کے جواب میں کہہ رہی ہوں۔"
"مگر [illegible] میرے ذہن میں [illegible] کوئی گنجائش نہیں نکل سکتی" میں
نے [illegible] لہجے میں سوال کیا۔
[illegible] اس انداز سے اس کے اندر کوئی [illegible] پیدا ہو گئی اس
نے عجیب سے انداز میں اپنی ساتھی لڑکیوں کو دیکھا اور پھر میری طرف
دیکھتے ہوئے [illegible] سے پوچھا۔
"تم ذرا [illegible] ہو جاؤ۔ میں تنہائی میں اس سے گفتگو کرنا
چاہتی ہوں۔"
شوخ لڑکیاں [illegible] انداز میں پیچھے ہٹ گئیں۔ ان کے چہروں پر

معنی خیز مسکراہٹ تھی اور وہ عجیب نگاہوں سے مجھے دیکھتی ہوئی [illegible]
میں [illegible] انداز میں پری خون کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا۔ پری خون کے چہرے
پر عجیب سے تاثرات تھے اور اس نے دھیمے لہجے میں کہا۔
"کیا تمہارے خیال میں یہ تمہاری دیوانگی نہیں ہے؟" [illegible]
"آپ کا اشارہ کس جانب ہے پری خون؟" میں نے سوال کیا۔
"تم یہاں [illegible] میں شرکت کرنے کے لیے آئے تھے۔ اگر تم میرے
حصول کے لیے آئے ہوتے تو تمہاری تمام تر توجہ میری جانب ہوتی [illegible] اس وقت
تک تمہارے ذہن میں [illegible] خیال نہیں تھا جب تک تم نے مجھے دیکھا نہیں
تھا اور اب اس وقت [illegible] یہ معلوم ہو گیا کہ میں پری خون [illegible] ہوں تو
تم ان مقابلوں کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔"
میں نے ایک لمحے کو سوچا۔ دل تو چاہا بتا دوں کہ میں کس مقصد کے
تحت یہاں آیا تھا لیکن اس کی [illegible] میں [illegible] کہ اس کے حسن کی
[illegible] میں نے اس بات کو [illegible] دیا۔
"ہاں پری خون تمہارا اندازہ درست ہے میں تمہارے حصول کے
لیے نہیں آیا تھا اور اس کی ایک خاص وجہ ہے۔"
"وہ کیا؟"
"اس کی وجہ یہ ہے کہ پری خون کو وہ لوگ جو تمہیں دیکھے [illegible]
حصول کی خواہش [illegible] در اصل وہ تمہاری قربت نہیں چاہتے [illegible]
نہیں جانتے [illegible] ان میں ایک حسین شہزادی اور ایک حسین سلطنت
[illegible]
[illegible]

اس کی آنکھوں میں پہلے کے تاثرات ابھر آئے تھے تب وہ عجیب سے
عالم میں بولی۔ "گویا تم میرے لیے زندگی کی بازی لگانے کو تیار ہو؟"
"ہاں پری خون [illegible] اور صرف تمہارے لیے تمہاری حکومت کے لیے
نہیں اور اس میں تمہیں پیشکش کرتا ہوں کہ جب میں تمہیں جیت لوں تو تم اپنی
حکومت میں مجھے کبھی شامل نہ کرنا۔"
پری خون چند لمحات کے لیے گردن جھکا کر کچھ سوچتی رہی پھر اس نے
عجیب سے انداز میں کہا۔
"تم نے... تم نے مجھے [illegible] کا شکار کر دیا ہے۔"
"کیوں...؟" میں نے سوال کیا۔
"اس سے قبل میں نے اپنے آپ کو [illegible] علاوہ میرے ذہن میں
یہ خیال نہیں تھا کہ کون مجھے جیت سکتا ہے [illegible] اس طرح دلچسپی [illegible]
[illegible] لیکن اب جبکہ [illegible] کوئی
دلچسپی نہیں رہے گی۔" اس نے دوسری جانب رخ کرتے ہوئے کہا۔
"آخر کیوں؟"
"اس لیے کہ اب میں نہیں چاہتی کہ کوئی شخص مجھے جیتے [illegible]"
[illegible] پری خون نے جواب دیا اور میں متعجب رہ گیا۔
[illegible]

پرسی فون کی آنکھوں میں اور زیادہ اضافہ کرے گا۔"

"لیکن کیسی پرسی فون تم ایسا کیوں سوچ رہی ہو؟"

"اس لیے کہ میرے لیے ہونے والے مقابلوں میں جو لوگ شریک ہیں ان کے بارے میں میں نے بہت کچھ سنا ہے۔ [illegible] سے بہت سے لوگ آئے ہیں۔ تمہیں اپنی طاقت پر ناز ہے تم بھلا ان سب کا مقابلہ کس طرح کر سکو گے؟"

"میں تمہاری محبت کے سہارے ان سے جنگ کروں گا پرسی فون! مجھ سے اس قدر بددل نہ ہو۔"

"نہیں۔ میں تمہیں ان سے جنگ کرنے کے لیے نہیں جانے دوں گی۔" پرسی فون نے کہا اور مجھے تعجب ہونے لگا۔ لڑکی تھوڑی سی دیر میں اس قدر متاثر ہو گئی تھی کہ اب وہ میرے لیے پریشان ہو رہی تھی۔

میں سوچ رہا تھا اور پرسی فون عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی پھر میں نے پرسی فون سے کہا۔

"اس کے علاوہ اور کوئی حل بھی کیا ہو سکتا ہے پرسی فون؟"

"سوچو... کچھ سوچو... تم اگر چاہو تو [illegible] [illegible]"

[illegible]

پرسی فون کے ساتھ [illegible]

"پرسی فون تمہاری [illegible]"

[illegible]

"وہ کیا...؟"

[illegible]

شخص کو ہلاک کرا دوں جو تجھ سے مقابلہ کر سکے اور تجھ پر حاوی نظر آئے۔"

"اوہو... میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی [illegible]"

[illegible] میں نے کہا اور پرسی فون پریشان نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔

"تو پھر تم [illegible] نہیں چاہتی کہ تم مقابلہ کرو اور میں تمہیں کھو بیٹھوں۔ بس اب میں تمہارے سوا اس دنیا میں کسی کو نہیں چاہتی۔"

"پرسی فون میں تمہیں لے کر یہاں سے فرار ہو سکتا ہوں۔ شاہ [illegible] کونے کونے کو کھنگال ڈالے گا مجھے اس کی بھی پروا نہیں میں تمہیں پوشیدہ رکھنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ لیکن یہ تمہاری [illegible] اپنی محبت کی توہین [illegible] میں تمہیں بزدلوں کی طرح لے کر نہیں بھاگ سکتا [illegible] پرسی فون کو میں تمہیں اپنے بازوؤں کی طاقت سے جیتوں [illegible] اس لیے میں تم سے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ میں مقابلہ کروں گا اور تمہیں جیت لوں گا۔"

پرسی فون کی آنکھوں میں بہت زیادہ پیار امنڈ آیا تھا پھر وہ آہستہ سے میرے نزدیک آئی اور اس نے میری گردن میں اپنے بازو ڈال دیئے اور میرے سینے پر سر رکھتے ہوئے بے حد جذباتی انداز میں کہنے لگی۔

"میرے محبوب میں تمہاری کامیابی کے لیے دعا کروں گی۔" اس نے کہا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ تب میں نے اس کے شانے تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے پرسی! اب ہماری تمہاری ملاقات [illegible] شاہ [illegible] کے سامنے ہوگی جہاں وہ تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے گا۔" [illegible] اور پھر آہستہ سے پیچھے ہٹ گئی۔

"ٹھیک ہے میرے محبوب اور مجھے یقین ہے کہ میری دعائیں تمہاری کامیابی کا [illegible] ہوں گی۔"

[illegible]

[illegible]

سوچ رہا تھا کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

"ہاں بالکل۔ [illegible]"

[illegible]

"وہ کیا...؟"

[illegible]

"اس کی وجہ؟" میں نے سوال کیا۔

[illegible]

"تمہاری بات اور ہے [illegible]"

"ہاں اور تمہیں [illegible]"

"تم... تم پھر وہی بات کر رہے ہو [illegible]"

"کیا مطلب؟" میں نے اچھل کر پوچھا۔

[illegible]

"کیا مطلب؟"

"میں نے [illegible]"

[illegible]

"گویا... گویا اب بھی تمہارے ذہن میں مقابلوں کا سودا ہے۔"

"کیوں... اب کیا ہو گیا؟"

"ہاں... لیکن۔" [illegible]

[illegible]

"ہاں ایک سوال [illegible]"

"نہیں [illegible]"

"تو پھر ساتھ کو دیکھو۔"

[illegible] دیکھیں گے۔"

"مجھ پر اب شک ہے میں نے جو کچھ کیا ہے وہ بے مقصد ہے؟"
"کیا مطلب ہے تمہارا؟"
"ہو سکتا ہے کیا ہے میرے بھائی اس میں مجھے بڑی سی خوشی [illegible] ہوئی ہے۔"
"کیا مطلب؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔
"میں نے [illegible] کو اس بات پر آمادہ کیا تھا اور اسے تنگ سے ایک بڑی رقم بھی دی تھی [illegible] ڈال دے اور تم اس [illegible] پرسی فون کو [illegible] جب اس کا [illegible] کر دیا جائے اور تم تنہائی کی بحث میں [illegible] ہو کر اپنے مشن کو بھول جاؤ یہی میرا مقصد تھا۔"
"مگر اپنی دانست میں تم نے مجھے پرسی فون کے دیدار سے محروم رکھا؟"
"ہاں۔"
"اور اس کی وجہ کیا تھی میرے دوست؟"
"یہ کہ تم [illegible] کی ہیبت میں پھنس جانے پر [illegible] صورت کی [illegible] سے ابھی نہیں ہے۔ سو میں نے سوچا کہ وقت ضائع کرنے کی بجائے [illegible] جانب مائل ہو جاؤ۔"
"لیکن اس سے تمہیں کیا فائدہ ہوا اپالو؟" میں نے اس کی بات کاٹ کر مسکرا کر پوچھا۔
"فائدہ۔" اپالو نے [illegible] کہا۔ "فائدہ صرف یہ تھا کہ میں [illegible] سے وعدہ کر چکا تھا [illegible] پرسی فون کے [illegible] اور اگر میں [illegible] تمہارا باپ [illegible] جشن میں شرکت کی اجازت نہ دیتا اور میں تمہاری [illegible] سے محروم ہو جاتا۔"
"افسوس تم نے غلطی کی اگر تم اس سلسلے میں مجھ سے مشورہ کر لیتے تو میں تم سے کہتا کہ ابھی یہاں سے جشن کے لیے روانہ ہو جاؤ میں کچھ وقت کے بعد تم سے آن ملوں گا۔" میں نے کہا۔
"کیا مطلب؟"
"ظاہر ہے اگر میرا باپ مجھے اس جشن میں شرکت سے روکتا تو میں چھپ کر یہاں آ جاتا۔"
"وہ کس طرح؟"
"وہ اس طرح کہ بکریوں کا گلہ لے کر پہاڑوں میں جاتا اور پھر وہاں سے گم ہو جاتا اور سیدھا جشن میں شامل ہو جاتا۔"
"گویا تم اپنے ارادے میں مستعد پر عزم تھے؟"
"[illegible] ہوں۔" میں نے جواب دیا اور پھر بولا۔ "چلو اب ہم مقابلے دیکھیں گے۔"
"[illegible] میرے بھائی۔ ایک تو دیکھو [illegible] پرسی فون [illegible] اپالو [illegible]"
"افسوس اپالو [illegible] پرسی فون سے ملاقات [illegible] ہو چکا ہے؟"
[illegible] اپالو نے تعجب سے پوچھا۔

"ہاں؟"
"لیکن کیسے؟"
"یہ سب فضول باتیں ہیں میرے دوست۔ [illegible] وہ [illegible] مجھ سے [illegible] اگر آج کے مقابلے ترک کر [illegible] تو وہ انتہائی محبت سے میرا [illegible] قائم ہو گی۔"
"کیا [illegible] رہے ہو؟" اپالو نے تعجب سے پوچھا۔
"بالکل سچ کہہ رہا ہوں میرے بھائی۔ یہ ندی جس کے کنارے ہم بیٹھے ہیں [illegible] چلی جاتی ہے اور وہاں [illegible] کا شہر ختم ہوتا ہے [illegible] ایک بہت بڑا [illegible] ہے جس کے [illegible] قسم کے انتظامات کر دیئے گئے ہیں کہ وہاں کوئی نہ پہنچ سکے [illegible] پرسی فون [illegible] ندی کے کنارے کنارے چلنے والوں کی پہنچ سے دور نہیں ہے۔ [illegible]
[illegible]
ہے؟"
"[illegible]" میں نے سوال کیا۔
[illegible] کافی دیر وہ اسی انداز میں [illegible] رہا۔

کافی دیر تک وہ بیٹھا اسی انداز میں [illegible]

[illegible] میں جشن کے سلسلے میں تیاریاں کر رہا ہو۔ پھر میں نے اس سے کہا
"اپالو! اگر تم میرے ساتھ جانا نہیں چاہتے تو میں تنہا ہی چلا [illegible]"
[illegible] میں نے کہا اور [illegible] گیا۔
"ارے بھائی۔ [illegible] میری [illegible] کو خیال کرو۔"
"اپالو! مجھے افسوس ہے کہ تم کیسے دوست ہو جو مجھے میرے مقصد میں کامیابی کی دعا دینے کے بجائے [illegible] ہو۔"
"ارے بھائی اس وقت تو تو مجھے [illegible] کی مانند [illegible] میں [illegible] ہے اس لیے میں [illegible] مقابلوں میں حصہ نہ لے سکے۔"
"اچھا۔" میں نے سوال کیا۔
"اب تو میرے ہاتھ میں کچھ نہیں رہا۔" اپالو نے جواب دیا۔
[illegible]
[illegible] میں نے سوال کیا۔
[illegible]
"ہاں۔" میں نے کہا۔ "تو پھر آؤ چلیں۔"
"چلو۔" اپالو نے کہا اور [illegible]
[illegible]

[illegible] مقابل کر کے میدان سے باہر نکال دیا تھا اور سب [illegible]
[illegible]
[illegible] رہا تھا۔
[illegible] کے ایک بلند تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے [illegible]
[illegible]
"[illegible] کیا ہے؟" میں نے اپالو سے سوال کیا۔ اپالو چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔
"[illegible] میرے کو پوچھ رہے ہو؟"
اس نے [illegible] مسکراتے ہوئے کہا۔
"ظاہر ہے تم بھی [illegible] مقابلے دیکھنے کے لیے [illegible]" میں نے سوال کیا۔
"[illegible]" اپالو نے جواب دیا۔ [illegible]
[illegible]
"مجھے کچھ بھی نہ آیا۔" اپالو [illegible]
[illegible]
"ہاں۔ پیارے دوست۔ میں نے جواب دیا۔"
"[illegible] تمہاری [illegible]"
[illegible] اپالو نے [illegible] مسکراتے ہوئے کہا اور [illegible] پھیل گئی۔
"کاش تم [illegible] تمہاری [illegible]"
[illegible]
"ٹھیک ہے میرے دوست۔ اب تم اپنے ذہن کو [illegible]"

میں تمہیں اب ان مقابلوں سے نہیں روکوں گا لیکن کچھ مشورے ضرور دوں گا۔

"کیا؟" میں نے سوال کیا۔

"سامنے سامنے لوگوں سے جنگ کرنا اول درجے کی حماقت ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ تمہیں کیا ضرورت ہے کہ تم ابھی سے جا کر مقابلوں میں شریک ہو جاؤ اور بار بار ہر ایک کی بجائے دس دس آدمیوں سے مقابلہ کرو۔ اس سے کیا فائدہ؟"

"میں اب بھی نہیں سمجھا۔" میں نے کہا۔

"سمجھنے کی کوشش کرو۔ جو لوگ ابتدا میں مقابلے میں شریک ہو گئے ہیں میرا خیال ہے وہ خسارے میں رہیں گے۔ وہ آج شام تک لڑتے رہیں گے اور اگر وہ دوسروں پر بھاری ہے تو کل انہیں دوبارہ مقابلہ کرنا پڑے گا۔ صورت حال یہ ہے کہ مقابلہ کرنے والے ایک ایک کر کے زخمی یا قتل ہوتے چلے جائیں گے اور پھر جو افراد باقی رہ جائیں گے وہ مقابلہ کریں گے گویا ایک مقابل کو گروہ کی شکل [illegible] تو پھر اس مقابل کو سب سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اس کے برعکس میرے ذہن میں ایک اور ترکیب ہے اور میرا خیال ہے کہ ہر سمجھدار آدمی ایسا ہی کرے گا۔" ایچون نے کہا۔ اور میں نے جلدی سے پوچھا۔

"کیا؟" میں ایچون کی باتوں میں کافی حد تک دلچسپی لے رہا تھا۔

"اطمینان سے بیٹھے رہو اور اس وقت کا انتظار کرو جب مقابلے ختم ہونے پر آئیں۔"

"تو پھر؟"

"تو پھر یہ کہ تم صرف اس آدمی سے مقابلہ کرنا جو تمام مقابلوں کو شکست دے کر تمہارا منتظر ہو اور اپنا ثانی کسی کو نہ رکھتا ہو۔ اس طرح تمہیں اپنی پوری قوت صرف کر کے صرف ایک شخص سے مقابلہ کرنا پڑے گا اور وہ شخص بے شمار لوگوں سے لڑ چکا ہو گا۔ اس [illegible] تھکے ہوئے آدمی سے مقابلہ کرنے کے لیے تمہیں اپنی قوت [illegible] اور میرا خیال ہے کہ یہ بات یہاں کے قانون کے خلاف نہیں ہو گی یعنی تم اس مقابلے میں بآسانی حصہ لے سکتے ہو جو آخری ہو۔" ایچون نے کہا۔ اور میں سوچ میں ڈوب گیا۔

ایچون بلاشبہ ایک چالاک آدمی تھا جو دوسرے لوگوں نے یہ بات کیوں [illegible] شاید مقابلے کے لیے [illegible] میدان میں [illegible] "یہ تو بڑی دلچسپ بات ہے۔" میں نے ایچون سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

"بلاشبہ ایچون تمہارا ذہن سازشوں میں اور چالوں میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بات یہ ہے کہ جب کوئی نادان دوست پیچھے پڑ جائے تو اس کا ساتھ دینا ہی پڑتا ہے۔" ایچون نے مسکراتے ہوئے کہا اور میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی۔ ایچون کی یہ تجویز مجھے بے حد پسند آئی تھی۔

ہم لوگ اس وقت تک مقابلے دیکھتے رہے جب تک شاہ ایڈیس نے مقابلے بند کرنے کا اعلان نہ کر دیا۔ یعنی یہ آرام کا وقت تھا اور [illegible] دن کا تھا اس دن مقابلے دوبارہ شروع ہو سکتے تھے یعنی آج کے مقابلے ختم ہو گئے تھے۔ ان مقابلوں میں باقی بچنے والے صرف چند افراد تھے اور ان [illegible] میں سے بھاری تھے جو اپنے مقابلوں کو شکست دیتے رہے اور کامیاب و کامران تھے۔ یہ سب کے سب بڑے قوی ہیکل اور خونخوار نظر آ رہے تھے۔ ان کے جسم کی پھرتی دیکھنے کے قابل تھی۔ اگر انہیں اجازت دی جاتی تو شاید وہ اس وقت مقابلہ جاری رکھتے۔ لیکن جب تک صرف ایک شخص باقی نہ رہ جائے تو میرا خیال ہے وہ پیچھے نہ ہٹتے۔ لیکن شاہ ایڈیس نے سکون سے فیصلہ چاہا تھا چنانچہ مقابلوں کا دوسرا دور شروع ہو [illegible] انداز میں ختم ہو گیا۔ یعنی آج ان چند افراد میں سے صرف دو افراد باقی بچے تھے۔ باقی سب [illegible] تھے۔ بیشتر لوگ تھے جو مقابلوں سے پہلے [illegible] تھے اور ان ہلاک ہونے والوں [illegible] سبق نہیں ملا تھا۔

اس دوران ایچون مسلسل کوشش میں مصروف رہا تھا کہ مجھے [illegible] اور باہر رکھنے کی کوشش کرے لیکن میرے ذہن میں تو بس ایک ہی دھن سوار تھی۔ یقیناً وہ سوچ رہا ہو گا کہ میں میدان میں نہیں آیا حالانکہ میں نہیں جانتا تھا [illegible] لیکن میں اب اس کے سامنے اس وقت تک نہیں جانا چاہتا تھا جب تک میں کوئی خاص حیثیت اختیار نہ کر لوں [illegible] متاثر کرنا نہیں چاہتا تھا اور یہی خود ایچون کا مشورہ [illegible] مقابلوں کو دیکھ کر [illegible] جب میں اس کے پاس جاؤں گا تو وہ مجھے اپنی باتوں سے [illegible] پھر وہ وقت آ گیا جب صرف دو مقابل ایک دوسرے سے برسرِ پیکار رہ گئے۔

اور ہوا یوں کہ ایڈیس نے فوری طور پر اعلان کر دیا کہ اب جو لوگ مقابلے میں شریک ہونا چاہیں تو ہو جائیں کیونکہ جشن کے ایام ختم ہو رہے ہیں اور مقابلے میں شرکت کی اجازت صرف انہیں دی جائے گی جو پہلے سے اعلان کر دیں گے۔

تو وہ وقت آ گیا تھا جب مجھے اس مقابلے میں شریک ہونا تھا۔ سو میں بھی کھڑا ہو گیا اس مقابلے میں۔

ایچون نے مسکرا کر مجھے دیکھا اور منہ ہی منہ میں کچھ [illegible] لیکن میں نے اس کی پرواہ نہ کی۔

آخری بار جو آدمی آئے تھے ان کی تعداد [illegible] جو مقابلہ کر رہے تھے۔ سو کل تعداد دس تھی اور اب انہی دس آدمیوں میں مقابلہ ہونا تھا اور ان میں میں بھی شامل تھا۔

ان دس آدمیوں کا فیصلہ ہونے میں زیادہ دیر نہ لگی۔ یہاں شاہ

ایڈیس نے پھر سے ترتیب دی [illegible] جس کے تحت صرف دو دو آدمیوں کو مقابلے کے لیے میدان میں ہونا تھا [illegible] آخری دور میں داخل ہو گیا تھا۔

میری باری ابھی نہیں تھی۔ صرف دو دو مقابل میدان جنگ میں تھے جو پہلے سے مقابلہ کر رہے تھے۔ دونوں بہت پھرتیلے تھے۔ ان کے علاوہ خونخوار بھی تھے۔ میں [illegible] اور اس بار بھی ایچون کے نزدیک نہیں گیا تھا بلکہ خود اس سے بچنے کی کوشش میں لوگوں کی بھیڑ میں داخل ہو گیا تھا۔

میں ایک جگہ جا کر کھڑا ہو گیا تب میں نے دیکھا ایک دبلا پتلا سا نوجوان خوبصورت سا آدمی میرے نزدیک آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے میری جانب دیکھا آہستہ سے میرے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"میرا نام زرونا ہے۔" میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"کیا چاہتے ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا۔ اور اس نے آہستہ سے گردن ہلا دی۔ وہ شخص مجھے دوسرے لوگوں سے ہٹا کر کچھ فاصلے پر لے گیا اور کہنے لگا۔

"تم میں سے کسی ایسے شخص کو [illegible] کے لیے آمادہ کر سکتا ہوں اور اس کے لیے [illegible] میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے [illegible] عجیب تجربہ۔"

میں نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا۔ بلاشبہ خوبصورت نوجوان تھا لیکن اس کے چہرے پر [illegible] بہت دلچسپ تھا۔

"میں [illegible] تم سے [illegible] کیا چاہتے ہو؟" میں نے کہا۔

"میرے دوست میں بتاتا ہوں [illegible] لوگ مقابلوں میں [illegible] لیکن ان سب کے ذہنوں میں صرف ایک ہی مقصد ہے [illegible] حکومت کا حصول اور حکومت کے ساتھ ساتھ شہزادی [illegible] بھی مل جائے [illegible] ہے۔ سو [illegible] میرے دوست مجھے ایک [illegible] صاحب [illegible] کی تلاش ہے [illegible] جو اس [illegible] وقت سے جب مجھے [illegible] مقابلے میں [illegible] شہزادی کو چاہتا [illegible] اس سے محبت کرتا ہوں لیکن [illegible] اجازت نہیں دی [illegible] حصول [illegible] لیکن میں نے اپنے علم کی [illegible] کو اس قدر [illegible] اور [illegible] اس کام کے لیے تمہیں منتخب کرتا ہوں اور [illegible] کہ جب تم مقابلے میں کامیاب ہو جاؤ اور قانون کے مطابق شہزادی تمہاری [illegible] مجھے [illegible] کر دینا۔ [illegible] کے اعلان [illegible] کر دینا [illegible] کی تھی اور تم مجھے [illegible] اور شہزادی [illegible] مل جائے گی اور اس ملک کا مالک ہونے کی حیثیت سے میں اس حکومت کا مالک بن جاؤں گا تو تمہیں حکومت کی [illegible] وزیر [illegible] حکومت کے حصول کی خواہش [illegible] زمین میں [illegible] اس زمین کی [illegible] زیر [illegible] میں تو صرف شہزادی کا طلب گار [illegible] میرے دوست میری خواہش [illegible] اسے چاہتا ہوں اور اسے حاصل کرنے کے خواب دیکھتا رہا ہوں [illegible] میں اس قدر طاقتور نہیں [illegible] اس کے مقابلے میں [illegible] تمہاری [illegible] حیثیت [illegible] میں نے سوال کیا۔

"کیسا؟"

"نہیں۔ میں اپنے علم سے کچھ نہیں کر سکتا۔ ان دوسرے [illegible] جواب دیا۔

"لیکن میرے خیال میں تمہارا علم بالکل [illegible] تمہیں [illegible] دوسروں کے محتاج ہو۔"

"میں محتاج نہیں ہوں لیکن بس یہ علوم کی [illegible] میں اپنے [illegible] کچھ نہیں کر سکتا بلکہ دوسروں سے کرا سکتا ہوں۔"

"اور تم بھی شہزادی کو چاہتے ہو؟"

"ہاں۔"

"اور کیا وہ بھی تمہیں اسی انداز سے چاہتی ہے جس طرح تم؟"

"نہیں۔ وہ ایک مغرور شہزادی ہے [illegible] اس نے کبھی مجھ سے التفات کا اظہار نہیں کیا۔ اور [illegible] حیثیت [illegible] رہی۔"

"لیکن میرے دوست میں تمہیں یہ حیثیت نہیں دے سکتا کیونکہ میں خود بھی شہزادی کو چاہتا ہوں۔"

"کیا مطلب؟" اس نے خوفزدہ انداز میں مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاں اگر تم اپنے علم کے ذریعے ان لوگوں کو شکست دے سکو تو [illegible] حکومت تم خود لے لینا [illegible] میں اس پر تیار ہوں [illegible]"

"[illegible] شاید تمہاری [illegible] بھی [illegible] وقت کا [illegible] اس [illegible] شخص کا [illegible] مجبور دوسروں کے ذریعے اپنے محبوب کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔

فیرونا

نگاہوں سے وہ مجھ ہو گیا تھا جیسا کہ اس نے کہا تھا کہ وہ اپنے علم کی قوت سے کسی بھی شخص کو فتح کر سکتا تھا۔ چنانچہ یہی کہا جا سکتا تھا کہ اب وہ کسی دوسرے شخص کو مقابل کرے گا۔ اور گویا یہ مقابلہ ایسا ہی ہے کہ ایسی قوت ہو گی جس کے ساتھ فیرونا کا علم بھی شامل ہو گا۔ میں نے لڑنے والوں کو دیکھا اور ایک دوسرے کو برتری پر زور لگانے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔

اور یہ اتفاق تھا کہ میری نگاہ اس شخص پر پڑ گئی جس کے نزدیک وہ لڑکی فیرونا کھڑی ہوئی تھی۔ وہ شخص بڑے تپاک سے فیرونا سے گفتگو کر رہا تھا اور پھر اس نے بڑی گرمجوشی سے فیرونا سے ہاتھ ملایا تھا گویا معاہدہ پکا ہو گیا۔

خوب۔۔۔ اب ذرا اس شخص کے کارنامے بھی دیکھ لئے جائیں اور اندازہ لگایا جائے کہ فیرونا جس کا مددگار ہے دیکھا کہ وہ کیا انجام دیتا ہے۔ یہ شخص میدان جنگ میں اترا ہی چاہتا تھا کہ فیرونا کی پیشکش پر وہ بہت جلد راضی ہو گیا تھا۔ گویا دوسری بات کہ فیرونا کے حوالے کرنے پر تیار ہو گیا تھا یا پھر اس نے سوچا ہو گا کہ عہد کر لینے میں کیا حرج ہے اس کے ہتھیار سے فاتح بن جائیں گے اور وہ اس کے بعد فیرونا کے علم کو تو اس نے آزما ہی نہیں دیکھا تھا، اور عہد عام طریقہ ہے۔

تب میں نے جنگ کرتے دیکھا۔ وہ عہد کرنے والا تنہا جنگ کر رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اپنے مقابل کی گردن اتار دی اور اس کی تلوار سے خون کے قطرے ٹپکنے لگے۔ وہ خوش ہو کر زور زور سے تلوار لہرا رہا تھا۔

"اور کون ہے بہشار کا مقابل؟" اس کی للکار میدان میں گونج اٹھی۔ لیکن مقابلہ کرنے والوں کی کمی کہاں تھی۔ سب کے سب چنے ہوئے ہی تھے۔ فوراً ہی دوسرا مقابل آ گیا۔ اور بہشار نے اپنی تلوار چلانی شروع کر دی اور اس بار پھر بہشار نے معمولی سے مقابلے کے بعد اپنے مقابل کو سخت زخمی کر دیا۔ یعنی وہ اس قابل نہ رہا کہ مقابلہ جاری رکھ سکے اور بہت جلد بہشار کی آواز پھر ابھری۔

بہشار اگر یہ فیرونا کی قوت تھی تو خوب تھی اور اگر جوان ذاتی طور پر اتنی عمدہ کارکردگی کا حامل تھا تو کمال رکھتا تھا۔ بہت ہی مختصر وقت میں اس نے پانچ مقابل شکست کر دیئے اور اس کی تلوار کا رنگ سرخ ہو گیا اور اب وہ نئے خون کی تلاش میں تھی۔

میں نے سوچا کہ بس اب مجھے اس کے میدان میں اتر جانا چاہئے۔ چنانچہ اس بار اس کی للکار میں نے قبول کی تھی۔ میں میدان میں نکل آیا۔ میرے دوست ہاپون کو میری اس کارروائی کے بارے میں کوئی علم نہ تھا۔ اگر وہ اس وقت مجھے دیکھ رہا ہو گا تو یقینی طور پر شدید اضطراب کا شکار ہو گا کیونکہ اس نے اس شخص کی جس کا نام بہشار تھا، کارروائی دیکھ لی ہو گی۔۔۔ اور اندازہ لگا رہا ہو گا کہ اس نے اپنے تمام حریفوں کو شکست فاش دی ہے۔۔۔ اور اس وقت میں اس شخص کے سامنے تنہا ہاپون کی نظر میں ایک معمولی سا بچہ ہوں گا۔ وہ یہ سمجھے گا کہ بس اب اس کا دوست زندگی کے چند ساعت کا اس دنیا میں مہمان ہے۔

لیکن میرے ذہن میں کچھ اور بھی تھا۔ بہشار نے مجھے دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے اپنی تلوار کو جھٹکا دیا۔ جس سے بے شمار خون کے قطرے نیچے جا پڑے۔

"تم نے دیکھا یہ سرخ خون ان تمام مردوں کا ہے جو میری قوت اور اس طاقت کے خواہشمند تھے۔ مجھے اندازہ ہو گا کہ تیرا حشر بھی ان سے مختلف نہ ہو گا۔ پھر کون سا جذبہ تجھے میرے سامنے لے آیا ہے؟"

"صرف ایک جذبہ" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ کون سا؟"

"یہ کہ تیری تلوار کے اس خون کو تیرے مردہ جسم سے رنگین کروں اور پھر تیرے مردہ بدن سے صاف کروں اور ان تمام لوگوں کا انتقام لوں جنہیں تو نے ختم کیا ہے۔"

"اوہو۔۔۔ گویا صرف انتقام کا خواہشمند ہے؟"

"نہیں، ساری چیزوں کا خواہشمند ہوں۔۔۔ اور سب سے پہلی خواہش یہ ہے کہ تجھے قتل کر دوں۔"

"بس اب زیادہ باتیں بنانے کی ضرورت نہیں ہے سامنے آؤ۔"

میں نے بھی اپنی تلوار سنبھال لی اور مقابلہ شروع ہو گیا۔ تلواروں کی جھنکار میدان میں گونجنے لگی۔

بہشار کا خیال تھا کہ جس طرح اس نے اپنے تمام مقابلہ کرنے والوں کو چند ساعت میں زیر کر لیا ہے اسی طرح اس کا ایک اور شکار اس کے سامنے آ گیا ہے چنانچہ اس نے تیزی سے بدل بدل کر ایسے وار کئے جو کارآمد ہوں۔ اس کا خیال تھا کہ وہ زیادہ ٹکنے نہ پائے اور مقابلہ کرنے والے کو صرف دو تین واروں میں ختم کر دے۔ مگر دوسرے مقابلہ کرنے والے کے لئے اس کی قوت بجلی جیسی تھی اور اب تک وہ اسی کارروائی پر عمل پیرا تھا۔ اس کی وجہ شاید اس کی بے پناہ جنگی مہارت اور شمشیر زنی کا اعلیٰ معیار تھا۔ لیکن اس بار اس کا یہ سارا معیار خود بخود ختم ہو گیا کیونکہ اس کے تمام وار میں نے کچھ اس انداز میں خالی دیئے تھے کہ وہ حیران رہ گیا تھا۔ میں نے اس کے لئے کوئی محنت نہیں کی تھی بس تلوار کی ہلکی سی جنبش سے اسے چکر دیا کرتا تھا۔

تب چند ساعت کے بعد وہ سنبھل گیا۔ اس نے سوچا ہو گا کہ یہ درست نہیں ہے۔ یہ ضروری تو نہیں تھا کہ ہر مقابلہ کرنے والا ان لوگوں کی مانند ہوتا جو اب تک اپنے حقیر پن سے اس کے نشانوں کا شکار ہوئے تھے۔

چنانچہ میں نے دیکھا کہ اس کے وار کرنے کے انداز میں تبدیلی پیدا ہو گئی تھی۔ اب وہ سنبھل کر وار کر رہا تھا اور لوگ جو اس کی ہر جنبش کو

تیز نظروں سے دیکھنے کے عادی ہو گئے تھے اس کی جانب متوجہ ہو گئے۔ ان کے انداز میں بے پناہ جوش پیدا ہو گیا تھا اور وہ بہشار کے ہر حملے کی داد دے رہے تھے۔

ابھی میدان میں کافی آوازیں بلند ہونے لگی تھیں اور بہشار وقت بہ وقت میری جانب حملے کر رہا تھا۔

میں نے اس دوران یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ بہشار کافی مضبوط شخصیت کا مالک ہے جنگی مہارت اس میں بے پناہ ہے اور اگر اب اس میں فیرونا کا علم بھی شامل ہے تو وہ کس انداز میں۔۔۔ میں اس سے ناواقف تھا۔

بہشار کے حملے تیز سے تیز تر ہوتے جا رہے تھے۔

میں چند ساعت کے لئے پیچھے ہٹ گیا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کس انداز سے بہشار پر حاوی ہوں۔ میں نے یہی سوچا کہ میں اپنا دفاعی انداز ختم کر دوں اور خود ہی جارحانہ حملے کروں۔ چنانچہ میں نے یہ کوشش شروع کر دی۔۔۔ اور یہ کوشش میرے حق میں بہتر ثابت ہوئی تھی۔

چند ہی ساعت کے بعد میں نے محسوس کیا کہ میرے تیز ترین حملوں سے بہشار کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمودار ہو گئے ہیں۔ پھر اس نے جم کر دفاع کرنے کے بجائے حملے اور میں نے محسوس کیا کہ اس کی نگاہیں چاروں طرف کسی کو تلاش کر رہی ہیں۔ اس کی آنکھوں میں چھپا ہوا اضطراب میں صاف محسوس کر رہا تھا۔ غالباً اسے یہ احساس ہو گیا تھا کہ اس بار اسے ایک خوفناک مقابل سے واسطہ پڑا ہے اور اب تک وہ جن لوگوں کو شکست دے چکا ہے ان کا انداز اس سے بالکل مختلف تھا۔۔۔ اور اس کی بے چین نگاہیں، لوگ اس انداز میں کچھ نہیں سمجھ سکتے تھے لیکن میں خوب اندازہ لگا سکتا تھا کہ گویا وہ فیرونا سے مدد کی درخواست کر رہا تھا کہ اس مشکل وقت میں فیرونا اس کی مدد کرے۔

میں نے چند ساعت کے لئے رک کر چاروں طرف دیکھا اور میری نگاہ کافی دور تک گئی۔

دبلا پتلا بہشار قوق ساتھ فیرونا کافی آگے آ گیا تھا اور اب سامنے ہی موجود تھا۔ بہشار کی نگاہ اس پر پڑی اور میں نے دیکھا کہ فیرونا نے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اس کے سامنے کر دیں۔ اس نے ان ہتھیلیوں کو اس انداز میں جنبش دی جیسے کچھ کہہ رہا ہو اور بہشار کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس بار وہ بڑے اعتماد سے تلوار لہراتا ہوا میرے سامنے آگے بڑھا تھا اور میں نے خود کو اس کے لئے تیار کر لیا تھا۔

گویا اس نے محسوس کر لیا تھا کہ اب اس کی فتح یقینی ہے۔ تو پروفیسر ابکالی کی حیثیت سے مجھے یہ اندازہ بھی ہو جانا چاہئے تھا کہ ایک طرح کے میرے دل میں ایسے احساسات ابھرے ہوں گے جو اس سے قبل نہیں ابھرے تھے۔

اس کی تلوار میری تلوار پر پڑی تو مجھے محسوس ہوا جیسے ایک عظیم وزن میری تلوار پر آ پڑا ہو۔ آہ یہ فیرونا کا ہی کام تھا، یہ کوئی عام چیز نہیں تھی ورنہ تلوار کے وزن اور ہاتھ کے وزن میں تو فرق ہو سکتا ہے۔ میں ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ بہشار کو بھی احساس ہو گیا کہ صورتحال یکدم بدل گئی ہے چنانچہ اس نے دوسرا حملہ کیا۔ یہ حملہ بھی ایسا تھا کہ میرے چہرے پر بل پڑ گئے۔ بلکہ مجھے اسے ظاہر کرنا ضروری تھا کہ میں نے تلوار سامنے کی اور میری تلوار وہ ضرب روکتی ہوئی میرے ہاتھ سے نکل گئی اور میں پیچھے ہٹ گیا۔

اصول یہ تھا کہ اگر کسی کے ساتھ ایسا کوئی واقعہ پیش آ جائے تو وہ فوراً شکست کا اعتراف کرے اور پیچھے ہٹ جائے۔ ایسی صورت میں اسے معاف کیا جا سکتا تھا۔ دوسری صورت میں وہ اعتراف نہ کرے تو اس کے مقابل کو حق تھا کہ وہ اسے قتل کر دے۔ ہاں جس کے ساتھ حادثہ پیش آ جائے وہ اگر پیچھے ہٹ جائے اور مقابلہ کرنا چاہتا ہو تو دوبارہ ہتھیار حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ یہ ہتھیار ایک مخصوص جگہ رکھے ہوئے تھے اور ان میں تمام آلات حرب موجود تھے۔ لیکن اگر وہ ہتھیاروں کی طرف لپکے تو اس کے مقابل کو حق تھا کہ وہ اسے ہتھیاروں تک پہنچنے سے قبل قتل کر دے۔

چنانچہ بہشار تجسس نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا اور اندازہ لگا رہا تھا کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔

"شکست قبول کر رہے ہو لڑکے؟" بالآخر اس نے مجھے مخاطب کیا۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ "اگر تم نے بآواز بلند شکست قبول نہ کی اور دوڑ کر ہتھیار اٹھانے کی کوشش کی تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔"

"اوہ۔۔۔ وہ میرا ساتھی۔۔۔" میں نے خوش ہو کر بہشار کے عقب میں دیکھا۔ اور بہشار بے اختیار دوسری طرف پلٹ پڑا تھا۔ میں جانتا تھا کہ اگر اسے کوئی ہتھیار ملا تو میں اس انداز میں فتح حاصل نہیں کر سکوں گا۔ بہت پھرتی سے میں نے کوشش کی کہ ہتھیاروں تک پہنچ سکوں۔ اور میں نے کیا کیا۔ میں نے برق رفتاری سے ہتھیاروں کی طرف چھلانگ لگائی تھی۔

بہشار کو تو بعد میں احساس ہوا کہ میں کیا چال چل گیا اور جب وہ ہوشیار ہوا تو میں اپنا کام کر چکا تھا۔ میں ہتھیاروں کے قریب تھا۔ بہشار میری طرف دوڑا لیکن مجھے خاصا موقع میسر تھا۔

اعلیٰ قسم کے تمام ہتھیار موجود تھے۔ لیکن میری نگاہ ایک بجلی جیسے چمکتے ہوئے کلہاڑے پر پڑی اور اس کے ساتھ ہی میرے بدن میں بجلی جیسی دوڑ گئی۔ شاید میری شخصیت میرے اندر ابھر آئی تھی۔ اور اس وقت یہ ضروری تھا کیونکہ ایک حیثیت سے میں مقابلے میں کمزور پڑ رہا تھا۔ کیونکہ اس کے ساتھ فیرونا کا علم تھا۔ اس علم کے سامنے آ جانے کے بعد میرا اپنا کردار ضروری تھا اور میں نے خود کو محسوس کیا۔ تب کلہاڑا میرے ہاتھ میں آ گیا۔۔۔ اور لوگوں نے اتنا لمبا چوڑا کلہاڑا میرے ہاتھ میں

دیکھ کر قہقہہ لگایا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ میں اس وزنی کلہاڑے کو ایک ہاتھ سے ہوا میں بھی نہیں اٹھا سکوں گا۔

ہشتارا میرے سامنے آ کر رک گیا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

"تو بہت چالاک ہے نوجوان؟"

"کیوں؟" میں نے سوال کیا۔

"تو نے خوب دھوکا دیا مجھے۔"

"جنگ اور محبت میں سب کچھ جائز ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"لیکن یوں لگتا ہے جیسے تیرا ذہنی توازن خراب ہو گیا ہے۔"

"وہ کیوں میرے دوست؟"

"کیا تو اس خاص کلہاڑے سے جنگ کرے گا؟"

"تجھے اس کی کاٹ پر شک ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں، یہ ایک مکمل ہتھیار ہے۔ لیکن اس سے قبل اسے کبھی استعمال نہیں کیا گیا ہو گا، اسے استعمال کرنے کے لئے فنکار درکار ہے کوئی [illegible] ہی اٹھے گا؟"

"میں فنکار کا بیٹا ہوں۔"

"خوب۔ کیا نام ہے تیرا؟"

"ہیکی۔"

"افسوس۔ ان کے ہاں یہ نام مشہور ہے۔ لیکن میں تجھے ایک مشورہ دے سکتا ہوں۔"

"وہ کیا؟"

"کوئی ہلکا ہتھیار لے تا کہ تجھ سے جنگ کا لطف اٹھا سکوں۔ کلہاڑے کو اتار دیا جائے گا اور میں تیری کمر کے دو ٹکڑے کر دوں گا۔"

"مشورے کا شکریہ۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ہمیں زیادہ وقت ضائع کرنے کے بجائے جلد ہی مرحلہ پسند کروں گا۔ میرا یہی فیصلہ ہے۔"

"تو پھر آ۔" ہشتارا چند قدم پیچھے ہٹ گیا اور میں نے کلہاڑے کو اپنی گرفت میں لے لیا۔

لوگوں نے بھرپور مقابلے میں دلچسپی لینا شروع کر دی تھی۔ وہ دیکھنا چاہتے تھے کہ وہ شخص جو ہشتارا کی تلوار کا وزن اپنی کمر پر برداشت کر سکتا ہے، اب کلہاڑے کو کس طرح استعمال کرتا ہے۔

لیکن میں بدل گیا تھا۔ میری مٹھی میں وزنی کلہاڑا دبا ہوا تھا اور میں ذرا بھی گرانی محسوس نہیں کر رہا تھا۔ تب ہشتارا نے دو تین بار تلوار کو خالی ہوا میں گھمایا اور پھر میری طرف لپکا ۔۔۔ میں نے کلہاڑے کا زوردار وار کیا تھا۔

لیکن ہشتارا کافی طاقتور تھا۔ اس نے اس وار سے خود کو بچا لیا۔ لیکن کلہاڑا جس انداز میں اس کی جانب گھوما تھا، لوگوں کے قہقہے بلند ہو گئے تھے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ میں اس انداز میں اسے سنبھال سکوں گا لیکن میں نے اس پر دو تین حملے کئے اور ہشتارا چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔ شاید اس نے اندازہ کر لیا تھا کہ جو کچھ وہ سوچ رہا ہے وہ درست نہیں تھا۔

صورت حال خاصی خراب تھی چنانچہ کافی احتیاط کے ساتھ وہ دوبارہ میرے دائیں بائیں کر کے مجھ پر حملے کرنے لگا۔ شاید وہ اس وار کی تلاش میں تھا جو مجھے ناکامی سے دوچار کر دیتا۔ اور اسی میں زیادہ دیر ہو رہی تھی۔

میں نے کلہاڑے کو ایک پورا ہاتھ گھمایا اور ہشتارا نے پیچھے ہٹ کر میرے وار کو روکنے کی کوشش کی لیکن یہ اس کی حماقت تھی۔ میرا کلہاڑا اس کے بازو پر پڑا اور اس کا بازو کٹ کر الگ جا گرا۔ تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھی اور ہشتارا کے حلق سے درد و کرب میں ڈوبی ہوئی ایک خوفناک چیخ نکلی تھی۔

پورا مجمع چیخ پڑا تھا۔ لوگوں کو اس کامیابی کا یقین نہیں تھا لیکن بہرصورت حقیقت سے کون انکار کر سکتا تھا۔ میں نے فتح حاصل کر لی تھی۔ فیروز کا علم بیکار ہو گیا تھا۔ اس کا علم زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا۔

اس کے بعد صرف چھ نوجوان میرے سامنے آئے تھے لیکن اب صورت حال دوسری تھی۔ میں آسانی سے ایک ایک وار میں ان کو درست کر رہا تھا اور لوگ حیران تھے کہ یہ سب کیسے ہو رہا ہے۔ میرے ہاتھ میں کیا ہے میں کیا سے کیا بن گیا ہوں۔ بالآخر وہ وقت آ گیا کہ میرا کوئی مقابل نہ رہا اور ہپی تش نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر دیئے۔ میرے سورما میری طرف دوڑ پڑے اور ان میں میرا دوست ہائیون بھی تھا۔

ہائیون میرے لئے ڈھال بن گیا تھا۔ اس نے میری کمر میں دونوں ہاتھ ڈال رکھے تھے اور چیخ چیخ کر گیت گا رہا تھا۔ ایک عجیب ہنگامہ تھا ایک عجیب شور و غوغا تھا جس سے میں خود کو آزاد کرنا ممکن نہیں پا رہا تھا ... چنانچہ مجھے ان لوگوں کے رحم و کرم پر ہی رہنا پڑا تھا۔

ہپی تش نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا اور وہ میرے پاس آ گئے۔ میں نے اپنے دوست ہائیون کو ساتھ لے لیا اور سپاہی ہمیں لے کر چل پڑے۔

ہائیون کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ عجیب سے انداز میں بار بار مجھے دیکھ رہا تھا۔ ہم سپاہیوں کے درمیان چل رہے تھے لیکن دونوں خاموش تھے۔ تب ہمیں ایک اعلیٰ [illegible] کا رخ کیا۔ اب میں ہپی تش کا وارث اور اس کی بیٹی کا شوہر تھا۔ لوگ میری زیارت کو آ رہے تھے اور اس کے لئے باقاعدہ انتظام کیا گیا تھا۔ ایک شدید ہنگامہ تھا ایسا ہنگامہ کہ لوگوں کے پرے کے پرے چلے آ رہے تھے۔ بہرحال ہائیون کو اور مجھے کافی دیر کے بعد مہلت مل سکی کہ ہم آرام سے بیٹھ کر گفتگو کر سکتے۔

تب ہائیون عجیب انداز میں میرے نزدیک پہنچ گیا۔ وہ میری طرف دیکھ رہا تھا پھر عجیب سے انداز میں بولا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا ۔۔۔ تیری سمجھ میں نہیں آتا کہ ۔۔۔"

وہ عجیب لہجے میں اپنی بات کو ادھورا چھوڑ کر مجھے دیکھنے لگا۔

"کیا ۔۔۔" میں نے پوچھا۔

"یہی کہ یہ ہیکی ۔۔۔ وہ ہیکی جو جنگلوں سے آیا ہے کیا تو وہی ہے۔ کیا تو وہی ہیکی ہے جو پہلے والا ہیکی ہے لیکن تیرے بازوؤں میں یہ طاقت یہ قوت کہاں سے آ گئی میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہیکی۔"

"دراصل ہائیون۔ میں نے تجھے بتایا تھا کہ میں پرسی قوم کا شوہر ہوں گا اور حالات جس انداز میں میرے حق میں ہونے تھے، تو تجھے اس سے یہی اندازہ لگا لینا چاہئے تھا لیکن تو نے اپنے دوست کو کبھی اس قابل ہی نہ سمجھا۔"

"مجھے افسوس ہیکی۔ میں تجھے ان حالات سے روک رہا تھا کہ اگر تو ان مقابلوں میں حصہ لے [illegible] بڑا نقصان ہوتا۔ وہ جو دوسروں کو شکست دینے کی صلاحیت رکھتا ہے خود اس صلاحیت سے نا واقف [illegible] محروم ہے۔ آہ۔ تو نے تو پوری کی پوری بستی کی تقدیر ہی بدل ڈالی ہیکی۔ اب دور سی ______ حکمرانی کی بات ہوگی، اور تیرا باپ مجھے یقین نہیں آتا ہیکی، اس کا بھی نہیں آتا۔"

ہائیون بتانے کو کیا کچھ کر رہا تھا لیکن میری نگاہوں میں پرسی قوم کا چہرہ تھا۔ وہ پرسی قوم جو ستاروں کی آرائش [illegible] کی گئی تھی۔ وہ پرسی قوم جس کے لئے میں آیا ہوں اور ہر وقت ذہن میں مسکراہٹ رہتی تھی۔ میری جو اپنے حسن میں یکتا تھی اور اب ۔۔۔ اب وہ میری زندگی کے کتنی قریب تھی اب وہ میری بیوی تھی۔ یہ تصور ہی میرے لئے عجیب و غریب تھا۔ [illegible] ہونے کے بعد میری سوچ میں ہیکی کی سوچ شامل ہو گئی تھی۔ حالانکہ اگر میں اپنے طور پر سوچتا تو پرسی قوم کو دنیا کی کوئی عورت بھی میرے لئے اتنی بڑی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔ آج کا [illegible] ان سب سے منفرد تھا۔

اس کے بعد کیا ہوا مجھے معلوم نہیں تھا لیکن جو کچھ ہوا وہ انتہائی ہنگامہ خیز تھا۔ شور، ہنگامہ [illegible] میں مجھے کچھ پتہ نہ تھا لیکن میرا دوست ہائیون ان سارے ہنگاموں میں بے حد دلچسپی لے رہا تھا۔

لوگ ہمارے آگے پیچھے چل رہے تھے۔ ہر وہ سہولت اور آسائش ہمیں فراہم کی جا رہی تھی جو ممکن ہو سکتی تھی۔ [illegible] کوشش کر رہے [illegible] ہر چیز کا خاص طور سے خیال رکھا گیا تھا۔ شاہ ہپی تش نے مجھ سے ملاقات نہیں کی تھی لیکن بالآخر وہ وقت بھی آ گیا جب ہپی تش نے مجھے اپنے دربار میں طلب کر لیا۔

میں اس لباس کو پہن کر اس دربار میں داخل ہوا جو ہپی تش نے میرے لئے بھجوایا تھا۔ اگرچہ بدلی ہوئی شکل میں میری وہ شان نہیں تھی جو اگر اصل حیثیت سے ہوتی تو وہ لوگ حیران رہ جاتے لیکن بہرصورت ہیکی بھی ایک خوبصورت نوجوان تھا اور جس لباس میں میں تھا اس میں خوب جچ رہا تھا۔ شاہ ہپی تش نے تخت سے اٹھ کر میرا استقبال کیا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور اس کی آنکھوں سے خلوص کا اظہار ہو رہا تھا اس کے دربار میں بھی اعزاز افزائی ہو گئے تھے تب شاہ ہپی تش نے کہا۔

"میرے عزیز مہمان، میرے دوست اور ہماری روایات کے تحت میں تجھے اپنے دربار میں خوش آمدید کہتا ہوں اور صدیوں سے ہماری روایت ہے کہ اگر کوئی شخص جو خود کو ان صلاحیتوں کا اہل ثابت کر دے جو ہمارے ہاں صدیوں سے مانی جاتی ہیں تو پھر اس حکمران کی کوئی حیثیت نہیں رہتی جو وقت کا حکمران ہوتا ہے چنانچہ بادشاہ ہپی تش یہ خصوصی [illegible] تخت [illegible] اور اپنا یہ تاج تیرے حوالے کرنے کے لئے تیار ہے۔ رہی پرسی قوم کی بات تو وہ صرف تیری دلہن ہوگی [illegible] موجودہ شاہ اس سے شادی کرنا چاہتا ہے تو پرسی قوم کی خوش نصیبی ہوگی چنانچہ تاج حکومت آج تیرے سپرد کیا جاتا ہے اور پرسی قوم کو تیری خادمہ کی حیثیت دے دی جاتی ہے۔ اگر تو چاہے تو اس خادمہ کو اپنی بیوی بنا کر محل لے جا۔ یہ تیری مرضی پر منحصر ہے جس طرح چاہے رکھ سکتا ہے۔ [illegible] تاج اب اس نوجوان کا حق ہے جس کا نام ہیکی ہے۔ ہاں۔ اس نوجوان سے چند سوالات میں ضرور کروں گا تاکہ اس کے لیے یہ حق تسلیم کیا جا سکے کیا تو میرے سوالات کے جواب دینے کے لیے تیار ہے نوجوان فاتح اور مستقبل کے حکمران۔" [illegible] ہپی تش نے مجھ سے سوال کیا۔

"ہاں۔" میں نے بے حد پروقار انداز میں جواب دیا۔

"تیرا نام ہیکی ہے اور تو کس علاقے سے تعلق رکھتا ہے؟"

"پہاڑوں کی اس بستی سے جو صرف غریبوں کی بستی ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"خود تیری کیا حیثیت ہے؟"

"ایک چرواہے کی۔"

"کیا مطلب؟"

"ہاں اس سے قبل میں صرف ایک چرواہا تھا۔"

"خوب ۔۔۔ خوب۔" شاہ ہپی تش کے چہرے پر کوئی خاص تغیر پیدا نہیں ہوا اور اس نے پلٹ کر [illegible] دیکھا۔

"معزز شخص [illegible] اور فنون جنگ میں [illegible] سو جب وہ اپنے فاتح کی حیثیت سے ابھرے اور دوسرے کس کے مقابل نہ ہوں تو سمجھ جانا کہ وہ بہترین صلاحیتوں کا مالک ہے [illegible] میں [illegible] سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی اعلیٰ صلاحیتوں کے ساتھ اچھا ہے اور اس کے بعد حکومت میں [illegible] ہوتے ہیں اور ہر شخص کے لیے خوش ہونا ہے۔ میں [illegible] امید کرتا ہوں [illegible] اعلیٰ صلاحیتوں کا مالک [illegible] ہوں اور اس بات کا اعلان کر سکتا ہوں کہ ہمارا نیا حکمران [illegible] ہوگا۔ [illegible]" شاہ ہپی تش نے کہا۔

"ہم تسلیم کرتے ہیں [illegible]" لوگوں نے [illegible] شروع کر دیا [illegible] لوگوں نے اس بات کا اعتراف کیا۔

تب وہ شخص جسے دروسا کے نام سے مخاطب کیا گیا تھا، بڑی عمر کا تھا
وہ ایک بوڑھا تھا جس کی عمر مجھے بعد میں معلوم ہوئی۔ اس کی عمر نوے
برس تھی۔ وہ کئی بادشاہوں کے دور دیکھ چکا تھا۔ اس نے تاج اٹھایا جو اس شخص
نے اتار کر رکھ دیا تھا۔ اس نے وہ تاج اٹھایا اور میرے سر پر رکھ دیا اور تمام
درباریوں نے نعرے لگائے [illegible]
ساتھ ہی خلعت کا اعلان بھی کیا گیا تھا۔

یوں مجھے حکمران بنا دیا گیا۔ میرا دوست پائیلون میرے ساتھ تھا جسے کوئی
منصب دینے کا میں نے اعلان کیا۔ اس سے پہلے میرے ذہن میں ایک بات تھی وہ یہ کہ حکومت
حاصل کرنے کے بعد ہرسی نون کا مسئلہ بھی حل کیا جائے جس کا ایک عاشق [illegible]
اپنے علوم کے ذریعے [illegible] نہ جانے اس کا کیا حال ہو گا
اور اب وہ اپنے علوم کو کس شکل میں [illegible]

سوچنے کی [illegible] اس عظیم حکومت کا حکمران بن گیا اور حکمرانی کے بعد [illegible]
[illegible] لوگ اس کی حد پرستش [illegible] ہوں گے۔ دن
اور رات [illegible] ملک کے نئے حکمران کے نام [illegible]

لیکن مجھے حکومت سے دلچسپی ہو سکتی تھی مجھے نہیں [illegible]
کے متعلق ہرسی نون میرے تصورات کا مرکز تھی اور جب [illegible]
[illegible] میں نے اپنے دوست پائیلون کو طلب کیا
شہنشاہ کی خلوت میں [illegible] پائیلون نے [illegible] انداز میں کہا۔

"[illegible] کوئی بات [illegible] ہو گا۔"

"میں نہیں سمجھا مالک۔" پائیلون نے اسی انداز میں کہا۔

"تم مجھے ان فضول ناموں سے مخاطب نہ کرو۔"

"میں آپ کی رعیت ہوں سرکار۔"

"تم صرف میرے دوست ہو۔"

"اب بھی؟"

"ہاں اور ہمیشہ بھی۔"

"تب میں خوش نصیب ہوں کہ [illegible]"

"میری ایک مشکل حل کرو۔"

"اب آپ کے لیے کوئی مشکل [illegible] ہے۔"

"پائیلون وقت سے پہلے بات مت کرو۔ پہلے سن تو لو میں کیا چاہتا
ہوں جو کچھ میں چاہتا ہوں اس کے لیے تم سے زیادہ [illegible]
اور میں یہ بات صرف تم ہی سے کر سکتا ہوں۔"

"حکم سرکار۔" پائیلون بدستور اسی انداز میں بولا۔

"دیکھو میں سب کچھ بن گیا ہوں مگر وہ ابھی تک نظر نہیں آئی۔"

"کون؟"

"ہرسی نون۔" میں نے [illegible]

"[illegible]"

"ہرسی نون کو کبھی آپ نے طلب کیا ہے؟"

"نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"پھر اس کی کیا مجال کہ شہنشاہ کے حکم کے بغیر آپ تک پہنچے؟"

"مگر [illegible] کے لیے مجھے شہنشاہیت کا سہارا لینا پڑے گا؟" میں
نے سوال کیا۔

"[illegible] اس بات کی منتظر ہو گی کہ [illegible]"
پائیلون نے جواب دیا۔

"تو پھر میں اسے کیسے طلب کروں؟" میں نے کہا۔

"یہ کام آپ پائیلون کے سپرد کریں۔"

"میں تو تمہیں [illegible] کہ تم جاؤ اور ہرسی نون کو ہمارے دربار
میں حاضر کرو۔" میں نے [illegible] انداز میں کہا۔ پائیلون نے [illegible]
جھکائی اور وہاں سے باہر نکل گیا۔

میں انتظار کرتا رہا۔ [illegible]
گردن جھکائی اور کہا۔

"ہرسی نون [illegible] منتظر ہے۔"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"مجھے یاد آگیا۔" اس نے [illegible] میں کہا۔

"ہرسی نون کیا تم مجھے بھول گئیں؟"

"نہیں۔" اس نے جواب دیا۔

"بتاؤ میں کون ہوں؟"

"وہ جو [illegible]"

[illegible]

[illegible]

"کیا؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"جانتے ہو وہ میں نہ کی [illegible] تھی۔ وہ [illegible]"

"نہیں۔"

"نہیں صلیباں... اور اس کے بعد جب اس کی [illegible] فضا میں منتشر ہو گئی تو اس میں یہ قوت [illegible] ہے ... میں جھوٹ نہیں بول رہی۔ [illegible] مجھ سے گفتگو کی ہے اور میں [illegible] کہا تھا ساری زندگی میں صرف ایک بار ... صرف ایک بار تم جو خواہش کرو گی تو وہ ضرور پوری ہو گی۔ بشرطیکہ وہ خواہش تمہارے دل کے اندر کی گہرائیوں میں پیدا ہو۔ [illegible] اس وقت یہ خیال بھی [illegible] نے مجھے [illegible] لیکن جب میں نے [illegible] خواہش کی تو مجھے [illegible] اور مجھے یقین ہو گیا [illegible] ہو جاؤ گے۔"

"او تمہاری بات ہے" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیوں؟" وہ تعجب سے بولی۔

"مجھے اس کو صحرا کے [illegible] شہزادی [illegible] ہے [illegible] جس شخص [illegible] نے [illegible] حکومت [illegible] وہ [illegible] ہے۔ [illegible] حکومت [illegible] بیدار ہو جاتا تو شاید میں اس سے [illegible]"

"فیروزہ" پرپی قوت چونک کر بولی۔

"ہاں فیروزہ۔"

"تو کیا وہ تم تک پہنچ گیا؟" پرپی قوت [illegible] مجھے [illegible] ہوئے بولی۔

"ہاں۔"

"کیا کہتا تھا وہ؟"

"اس نے مجھے [illegible] اگر میں حکومت کے لیے [illegible] وہ اپنی قوت سے [illegible] مدد کر سکتا ہے [illegible] خود یہ چاہے کر پرپی قوت کو اس کے حوالے کر دیا جائے۔"

"نہیں! تم نہیں جانتے۔ تم نہیں جانتے۔ فیروزہ کون ہے کیا میں تمہیں اس کے بارے میں بتاؤں؟"

"ضرور۔" میں نے [illegible] پرپی قوت کے شانوں پر [illegible] ایک نشست [illegible] میں نے اسے [illegible] بٹھایا اور خود اس کے سامنے بیٹھ گیا [illegible] دیکھ رہا تھا۔

"فیروزہ ایک [illegible] ہے۔ [illegible] عمر میں صحراؤں [illegible] میں۔ اور [illegible] وہ [illegible] ہے [illegible] جب [illegible] سامنے [illegible] مجھے [illegible] تب اس نے [illegible] مجھے [illegible] فیروزہ [illegible]

[illegible] جب وہ مجھے حاصل کرنے کی کوشش کرے گا تو [illegible] لیکن مجھے تعجب ہے کہ وہ تم تک کس طرح پہنچ گیا؟"

"کوئی خاص بات نہیں۔ جب میں مقابلے میں حصہ لینے کے لیے تیار تھا تو اس نے مجھے پیش کش کی [illegible] کیا تھا۔ [illegible] فیروزہ [illegible] سے [illegible] پرپی قوت سے سوال کیا۔

"ہاں۔ اور میں نے اس سے [illegible] کہ میں کسی [illegible] زندگی میں شامل نہیں کر سکتی۔"

"گویا وہ [illegible] عاشق ہے؟"

"شاید۔" پرپی قوت مسکرا کر بولی۔

"ٹھیک ہے پرپی قوت [illegible] مقابلہ کر کے فتح حاصل کی [illegible] تمہیں [illegible] مل [illegible] نہیں کر سکتا۔"

"کیا مطلب؟" پرپی قوت تعجب سے بولی۔

"انسانوں سے مقابلہ کر کے تو تمہیں حاصل کیا جا سکتا ہے لیکن [illegible] کی فتح سب سے مشکل کام ہے۔"

"میں اب بھی نہیں سمجھی۔"

"میں [illegible] حاصل کی [illegible] ہونا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا۔

پرپی قوت کے چہرے پر [illegible] کی سرخی پھیل گئی۔

"تم اس قدر [illegible] کیوں ہو؟" وہ آہستہ سے بولی۔

"کیا؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں۔ دل کی حکومت تو اسی دن [illegible] تمہیں میرے [illegible] کیا تم [illegible] کی خواہش کیوں کرتے ہو؟"

"کیا واقعی؟" میں نے خوش ہو کر پوچھا۔

"ہاں بیکی۔ میں تو [illegible] ہوں۔ اور [illegible] کوشش [illegible] تم مجھے [illegible] نے مجھے [illegible] اور میرے [illegible] کی [illegible] ہمیشہ [illegible] ملکوں [illegible] سے [illegible] میں نے [illegible] یقین کر لیں [illegible]

"مجھے اس [illegible]" میں نے اس کے [illegible] کہا۔

"تم جتنا تصور کر سکتے ہو اس سے کہیں زیادہ" پرپی قوت نے اپنا [illegible] پہلے پر [illegible]

اور مجھے وہ سب کچھ نصیب ہو گیا [illegible] خوش نصیب [illegible] اس کی محبت [illegible] حاصل ہو گئی [illegible] پرپی قوت سے [illegible] لگے [illegible]

[illegible]

[illegible] مجھے [illegible] سے رخصت ہو گیا [illegible] اور [illegible] تھا [illegible] سیاہ [illegible] کر کے [illegible]

پرپی قوت نے میرے ساتھ [illegible] کہا [illegible] میں نے [illegible] بستی [illegible] اس [illegible] جانب [illegible] حکومت [illegible] میں [illegible] بیدار [illegible] ہوں [illegible] مقابلے [illegible] حکومت [illegible] اور [illegible] ہو گیا تھا۔

اور یقین [illegible] تیسری [illegible] زندگی [illegible] بیداری [illegible] فرمت [illegible] میری [illegible] شخصیت [illegible] پرپی قوت [illegible] عام [illegible] زندگی [illegible] چیزوں سے عبارت تھی۔

یا ہیوں [illegible] فخر سے سر بلند [illegible] اور جب ہم [illegible] کرنے [illegible] کہا۔

[illegible] مقابلے میں حصہ [illegible] محروم ہو جائے گا۔ اور میں نے اس سے [illegible] اس کوشش میں [illegible] ہو [illegible] مقابلے [illegible] بیٹھنے [illegible] پہلے [illegible] کی شخصیت [illegible] ہو گی۔ وہ حکمران [illegible] اور جب [illegible] اس [illegible] تم کو [illegible] تھا۔

اور جب ہم [illegible] ہوئے [illegible] خوبصورت [illegible] کی حکومت کے نئے حکمران [illegible] جائے گی۔

[illegible] بستی [illegible] سے [illegible] تعجب [illegible]

بستی کا جو حال [illegible] بیٹیس [illegible] کا بیٹا ایک [illegible] حیثیت [illegible] میں شامل [illegible] حکمران [illegible] تعجب [illegible] جب میں [illegible] بستی کی جانب [illegible] حکمران [illegible] بیٹیس [illegible] تعجب [illegible] سب [illegible] اس کا بیٹا [illegible] ساتھ [illegible] تھا۔

بیٹیس کی نگاہوں میں بھی [illegible] کیفیت تھی جو دوسرے لوگوں کی نگاہوں میں [illegible] یقین نہیں [illegible] سب کچھ [illegible] حقیقت [illegible] عجیب [illegible] خواب [illegible] تھا۔

وہ دیکھ رہا تھا اس کا بیٹا مقابلے میں حصہ لینے کے لیے میدان میں [illegible] خواب [illegible] اور [illegible] ہیں۔

لیکن [illegible] جس [illegible] بیٹیس کے [illegible] تھا [illegible] نگاہوں سے اس [illegible] دیکھ رہا تھا [illegible] اور [illegible] کی [illegible] تب میں [illegible] بیٹیس کے سامنے پہنچ گیا اور [illegible] بیٹیس [illegible] اپنے گھوڑے سے نیچے اتر آیا [illegible] باپ [illegible] شخصیت [illegible] باپ [illegible] اس [illegible] حکمران [illegible] بیٹیس [illegible] چہرے [illegible] آنسو [illegible] گیا۔

"[illegible] میرے بیٹے [illegible] کیا [illegible] یقین [illegible] کیا ہیں [illegible]"

"[illegible] یقین کرو [illegible] کہا [illegible] میں [illegible]"

"نہیں مجھے یقین نہیں [illegible]"

"تمہیں [illegible] یقین [illegible] بیٹیس [illegible] اور [illegible] لوگوں نے جب [illegible]

چھڑوا دیا ہے ان میں سے یہ ان کا اپنا ہے جس کے بارے میں وہ بہت گفتگو کرتے رہتے تھے اور جس کے ساتھ تخت بیٹھتے رہتے تھے اب وہ اس انداز میں ان کے سامنے آیا تھا اب بھی وہ انہیں اجنبی نہیں بہت آوازوں کی خوشیوں کی انتہا نہ رہی ایک تو مجھے گلے لگانے کے علاوہ یہاں پر بھی وہی جشن کا سماں تھا اس سے میں پہلے سے تھکا ہوا آیا تھا۔

میرے باپ نے مجھ سے پوچھا کہ میں کہاں قیام کروں گا اس میں نے جواب دیا۔ اسی جگہ جہاں میں پیدا ہوا پلا بڑھا۔ اسی ٹوٹے سے جھونپڑے میں جہاں میں نے اپنی زندگی کے بیس سال گزارے ہیں۔ بھلا میں اسے کیسے بھول سکتا ہوں۔ شکروں کی [illegible] میرے لیے [illegible] لیکن میں کیسے [illegible] اس بات کو سو میں پارس فون کے ساتھ اس گھر میں آ گیا میری ماں بہن اور دوسرے لوگوں کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا اور میں اس انداز میں ان سب کے ساتھ پیش آ رہا تھا جیسے پہلے آیا تھا۔ کوئی تبدیلی نہ تھی میرے اندر۔ اور میرا دوست پارس فون۔ وہ تو مجھ سے زیادہ خوش تھا۔

وہ خوش [illegible] پھر اپنے بھلائے چہرے پر تھا اور صورت اسی دولت کی کیفیات کو میں [illegible] نہیں کر سکا بستی والے بہت خوش تھے وہ میرے نزدیک آ کر جاننے کی کوشش کر رہے تھے کہ ایک چرواہے سے شہنشاہ بننے تک کے کمال میں مجھ میں کیا تبدیلیاں پیدا ہوئیں لیکن میں وہی ہوں مجھ میں کچھ تبدیلیاں بھی رونما ہوئی ہیں [illegible] اور وہ دوستی کر رہے لوگ عجیب سی کیفیات کا شکار تھے ہر شخص [illegible] میرے قریب آنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن جیسے زمین میں [illegible] پیدا ہو رہی تھی سوائے اس کے کہ اب ایک بڑی فوج اس کے ساتھ تھی اور پارس فون میری بیوی تھی۔ وہ رات کو جب گھر کے میرے ساتھ رہی تھی۔

"ہیکل! اس نے سائرس کو مخاطب کیا۔ یہ تمہاری دنیا ہے؟"
"ہاں پارس یہ ہماری دنیا ہے لیکن تمہاری دنیا سے مختلف۔"
"لیکن ہیکل میں پیار اور محسوس کر رہی ہوں۔"
"کیا۔"

"سوچو کہ یہ دنیا بھی بے حد دلکش ہے۔ یہاں جس انداز میں خلوص ملا ہے اس سے پہلے میں نے اتنا خلوص ایسی محبت کہیں نہیں دیکھی کیا غریب لوگوں کی دنیا ایسی ہی ہوا کرتی ہے؟"

"ہاں پارس فون یہ شاہی عظمت سے بہت زیادہ مختلف ہے۔ یہاں زندگی بآسانی گزاری جا سکتی ہے پارس نے کہا اور ایک گہری سانس لے کر بولی۔ محبت کے سارے جذبات بہت کچھ رکھتا ہے ہیکل اگر قسمت دیکھی تو محلوں کی اونچی اونچی دیواریں بے مقصد ہو جاتی ہیں۔ ان دیواروں سے محبت نہیں جھلکتی۔ ان دیواروں کی آنکھیں نہیں ہوتیں لیکن یہاں میں لوگوں کو دیکھ رہی ہوں جن میں پیار بھرا ہوا ہے۔ اور یہ پیار ان تو [illegible] اور اگر یہ سب اپنی روح کو اس میں محسوس کر رہی ہوں۔ یہ پیار بہت عظیم ہے۔"
"ہاں پیار بہت عظیم ہوتا ہے۔" میں نے جواب دیا۔

پارس فون کی موجودگی اس کی ہیبت اس کی رفاقت ہیکل کی حیثیت سے میرے لیے بہت عظیم تھی لیکن جب میرے اور میری اپنی شخصیت عود کر آتی تو میں ان سارے حالات کے بارے میں سوچنے لگتا۔ میں سوچتا کہ سائرس نے بابلیوں کس لیے چھوڑا ہے اور اب اس کا کیا انجام کر رہا ہے ان میں جاننا چاہتا تھا۔ سو ایک عظیم جرنیل [illegible] اس زندگی کا اختتام ہو۔ سو میں نے اپنے باپ سے کہا کہ میں اپنی سلطنت میں واپس جانا چاہتا ہوں وہ تیار ہو جائیں۔

"نہیں بیٹے، ہم بابل میں اس جھوٹی سی بستی میں خوش ہیں" میرے باپ ہیرس نے جواب دیا۔

"نہیں بابا یہ کیسے ممکن ہے۔ جہاں میں ہوں گا وہاں تم ہو گے اور بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ تم جھونپڑے میں رہو اور میں تخت شہنشاہیت پر بیٹھوں۔" میں نے پریشانی سے کہا۔

"بیٹے ہمیں اپنے وطن اس بستی سے بہت محبت ہے اور جب ہم کبھی تمہارے بارے میں سوچیں گے تو پہنچ جائیں گے تم تک۔ ہاں تم تک پہنچنا ہمارے لیے ممکن ہو گا کیونکہ تم ہمارے بیٹے ہو۔ جب ہم شہنشاہوں تک پہنچنا ناممکن ہو جائے گا اب وہ صورت حال نہیں ہو گی۔ ہم جب چاہیں گے تم تک پہنچ جائیں گے۔"

"بہتر بابا۔" میں نے جواب دیا۔ جب میرا باپ ہیرس اپنی دنیا میں گم تھا تو پھر کیا حق تھا مجھے کہ اس سے اس کی خوشیاں چھین لیتا۔

سو جب میں واپس چلا تو میرے ساتھ میرا باپ نہیں تھا۔ البتہ میں نے میری ماں اور بہن کو اجازت دے دی تھی کہ وہ میرے ساتھ کچھ عرصے کے لیے چلی جائیں اور میں انہیں عزت و احترام کے ساتھ لے کر اپنی حکومت کی جانب واپس چل دیا۔

"ہمارے سفر کے بہت سے مراحل باقی ہیں۔ دن اور رات کا تعین ہونے کی وجہ سے کسی چیز کے بارے میں یقین سے نہیں کہہ سکتا ہم سفر کا کتنا وقت طے کر چکے تھے۔ تب میں نے دور سے دیکھا چند گھوڑے ہماری سمت آ رہے ہیں اور وہ ہماری ہی جانب آ رہے تھے۔ ہماری حکومت کے پایۂ تخت سے کوئی خبر لائے تھے۔ میں رک کر ان کا انتظار کرنے لگا میرے ساتھ سو وہ تمام لشکر بھی رک گیا تھا۔

جب وہ قریب آئے تو دیکھا میں نے کہ سر براہ ان کا وہی ایلچی تھا مرتوق لیکن خواجہ سیزرنا۔ اپنے علاوہ دوسروں کو فتح دلانے کی ناکام کوشش کرنے والا فیزرنا دوسروں کے ذریعے اپنی محبوبہ کو حاصل کرنے کا آرزومند جس سے میں اس وقت کے لیے جہانگیر کا ساتھ مل رہا تھا اور جو اپنے کہاں غائب تھا۔

فیزرنا ہماری طرف ہی آ رہا تھا میں مسکرائی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ اور کئے گا انتظار وہ قریب آ جائے پارس فون بھی رتھ میں ہی تھی وہ میں اس کے پاس گھوڑے پر پہنچ رہا تھا رتھ میں سر رکھ کر تمام سپاہی فیزرنا کا انتظار کرتے رہے تب فیزرنا ہمارے نزدیک پہنچ گیا۔

شہنشاہ ہیکل کی خدمت میں آداب پیش کرتا ہوں وہ اس نے سوالیہ

کے علاج سرگرم کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ فیزرنا۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہیں بھول گیا ہوں" میں نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"شہنشاہ ہیکل کی یادداشت اس قدر کمزور نہیں ہونا چاہئے۔"

"نہیں ہے وہ۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شہنشاہ عظیم اپنی مملکت کی جانب سفر کر رہے ہیں" فیزرنا کے انداز میں سنجیدگی کا احساس ہو رہا تھا۔

"ہاں تمہیں کوئی اعتراض ہے؟"

"نہیں۔"

"پھر کہنا کیا چاہتے ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"فیزرنا تو آپ کا ادنیٰ خادم ہے شہنشاہ ہیکل، بھلا اسے کیا اعتراض ہو سکتا ہے" فیزرنا نے جواب دیا۔

"تب پھر تم کیا چاہتے ہو اور یہاں کیسے آئے؟"

"میں شہنشاہ سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ اگر شہنشاہ مناسب سمجھیں تو اس وادی میں قیام کر لیا جائے تاکہ گھنے پھر سائے میں گفتگو کر سکیں۔"

"تم اگر چاہو تو میرے ساتھ سفر کرتے رہو میں قیام نہیں کر سکتا" میں نے جواب دیا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن کیا شہنشاہ مجھے اپنی ہیبت کا کچھ وقت عطا فرمائیں گے؟"

"ہاں ہمارے ساتھ چلو۔" میں نے جواب دیا اور فیزرنا نے گردن جھکا دی۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور انہوں نے گھوڑوں کے رخ موڑ لیے۔

"مشیر فیزرنا ان سے کہو عقب میں چلے جائیں اور میرے لشکر کے ساتھ سفر کریں" میں نے کہا اور فیزرنا نے پھر گردن جھکا دی۔

اس نے اپنے ساتھیوں کو ہدایت کی اور وہ سب گھوڑے دوڑاتے ہوئے لشکر کے عقب میں پہنچ گئے جہاں دوسرے لوگ سفر کر رہے تھے۔

اب صورت حال یہ تھی کہ رتھ میں ایک جانب پارس فون تھی اور دوسری جانب فیزرنا۔ پارس فون نے اس کی موجودگی کے علاوہ اس کے پہلے ملاقات میں جانے کی اجازت نہیں تھی البتہ میں نے مزید کہا کہ اگر سلطنت میں پہنچ کے بھی اسے کچھ وقت مزید درکار ہو تو وہ اس تمدن کا پتہ لگا کر آ جائے۔ پارس فون اس وقت خاموش ہو گیا تھا لیکن اس نے یہی کہا تھا کہ دو ....

اس موضوع پر مجھ سے ساجد میں گفتگو کرے گا لیکن ابھی میرے لشکر کی خلاف ورزی کی مجال نہیں رکھتا۔ میں نے سنجیدگی سے اس کی باتوں کا نوٹس لیا چنانچہ ہم پھر چل پڑے۔

پارس فون کو اس لشکر کے بیچ میں تھا اور اس دوران میں اس سے دوری رہا تھا۔ البتہ ہم اپنے قیام میں آپس میں مل سکتے تھے۔

ایشون مسکرائی نگاہوں سے فیزرنا کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے میری جانب

چونک کر کہا۔ "یہ شخص کچھ میں بھی آیا؟"

"میں نے تمہیں اس شخص کے بارے میں بتایا تھا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے مجھے جنگ کی کامیابی کی جانب بڑھایا تاکہ وہ اس کے عزائم کا سہارا لے کر ملک کی ہوس میں پارس فون کو اس کی ملکہ بنا کر حکومت خود حاصل کرے۔"

"اوہو۔ اور مجھے بتایا کہ یہ وہی فیزرنا ہے؟"

"وہی۔"

"ٹھیک بالکل ٹھیک۔ اب یہ یہاں کیوں آیا ہے؟"

"یہ تو معلوم ہو جائے گا" میں نے جواب دیا۔

میں نے فیزرنا کو اس وقت تک کچھ نہیں کہا جب تک کر تے قیام نہ کر لیا۔ ہاں جس وادی میں ہم نے قیام کیا تھا وہ حسن کی وادی تھی۔ اس ... منظر قابل دید تھا یہاں کی ہر چیز سے تعلق رکھتی تھی چنانچہ اس حسین وادی میں خیموں کا شہر آباد ہو گیا۔ وہ وادی جو بہت سنسان پڑی تھی جس نے انسانوں کو بسنے کو دیکھا تھا اس وقت انسانوں سے بھری ہوئی تھی۔

لشکر کے تمام لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے میرا خیمہ ایک خوبصورت جگہ پر نصب کیا گیا تھا جس کے عقب میں ایک ننھی سی جھیل کھلی کی جانب نکلی ہیں۔ خیمے کے کنارے پر ستارہ درخت جھیل کے محافظ معلوم ہوتے تھے اور ان محافظوں کی موجودگی میں جھیل بہت خوبصورت محسوس ہو رہی تھی۔ ہم خیمے کے عقب سے اس جھیل کا منظر آسانی سے دیکھ سکتے تھے۔

ایشون نے نہ جانے میں کسے مجھ سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنے لوگوں سے پاس پہنچ گیا تھا جن کے لیے خیمے لگا دیے گئے تھے۔ تب فرصت کے بعد میں پارس فون کو لے کر بیٹھ گیا۔ اس سے کافی دیر گفتگو کر تا رہا پارس فون مجھے بہت چاہتی تھی جس کا اظہار اس کی آنکھیں کرتی تھیں۔ وہ اپنی چاہت سے مجھے دیکھتی تو وہی محبت میں ڈوب جاتی کہ میں ہیکل کے روپ میں خود پر رشک کرتا تھا پر کا ہم جب بھی کے ساتھ ہی تھا۔

تب کافی دیر کے بعد میں نے ایک آدمی کے ذریعے فیزرنا کو پیغام بھیجا اور فیزرنا آ گیا۔ میں نے فیزرنا کو بیٹھنے کی پیش کش کی اور وہ نگاہیں جھکائے میرے سامنے بیٹھ گیا۔

"فیزرنا تم جانتے ہو میں نے تمہیں کس لیے طلب کیا ہے۔ میں تم سے وہ ساری باتیں جاننا چاہتا ہوں جن کے لیے تم میرے پیچھے آئے ہو"

فیزرنا نے کسی قدر حسرت زدہ نگاہوں سے میری جانب دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر ایک پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی پھر وہ بولا۔

"میں تیری تقدیر پر رشک کرتا ہوں ہیکل چونکہ میں جانتا ہوں کہ تم صرف ایک چرواہے کے دوران زندگی گزاری ہے۔ تم نے پہاڑوں کی وادیاں میں رہ کر چرواہوں کا کام کیا ہے لیکن کیا تو سوچ سکتا تھا کہ چرواہوں اور بکریاں چرانے والا ایک چرواہا ان شاہی محلوں پر بھی حکمرانی کر سکتا ہے؟"

فیزرنا کی گفتگو زیادہ دلچسپ دلکش نہ تھی اور اسے ہی ایسی سمجھ کر ہیں

پہلے وہ پسند نہ ہوتی لیکن میں تحمل اور بردبار مزاج کا مالک تھا چنانچہ میں
نے بڑے سکون سے اس کی ساری باتیں سنیں۔ میں جانتا تھا کہ میرے ایک اشارے
پر اس کی گردن اتار کر زمین پر رکھ دی جائے گی۔ تو وہ شخص جو میرے سامنے اتنا
محتاج ہو جس شخص کی اپنے سامنے حیثیت صرف اتنی ہو بھلا اس شخص کی باتوں
کو برا ماننا بھی کوئی بات ہو سکتی ہے چنانچہ میں نے خوش دلی سے اس گفتگو کا لطف
لیا اور کہنے لگا "ٹھیک ہے فیرونا، میں تیری ہر بات کا احترام کرتا ہوں لیکن کیا
تو یہ بتانا پسند کرے گا کہ ان باتوں سے تیرا مقصد کیا ہے؟" میں نے پوچھا۔
"بس میں تیری تقدیر پر رشک کر رہا ہوں ہیکل کہ تو خود تحت الثریٰ
کی حکومت بلکہ حسن کی پوری سلطنت کا بھی مالک ہے جس کے سامنے ساری
سلطنتیں ہیچ ہیں" فیرونا نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔
"تیری مرضی پر سب قربان ہے؟"
"ہاں میری مرضی اسی حیثیت سے ہے۔"
"لیکن اب وہ میری ملکیت ہے اس حکومت کے شاہ کی بیوی ہے کیا تو
اس بات کا خیال نہیں رکھتا؟"
"ہاں بلاشبہ، اور میں اس کی شان میں کوئی گستاخی نہیں کروں گا جو تجھے
ناگوار گزرے" فیرونا نے جواب دیا۔
"تو نے تو کوشش کی تھی فیرونا کہ تو میرے مقابلے میں کامیاب
ہو جائے لیکن تو ناکام رہا، اور تو نے اس بات کو محسوس کیا کہ تیرا علم یہاں
ناکام رہا۔"
"اس کے بارے میں تجھ سے معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں ہیکل کہ مجھے
بتا وہ کون سا علم تھا جس نے میری قوتوں کو کمزور کر دیا؟"
"فیرونا کیا میرے لیے تیرے ہر سوال کا جواب دینا ضروری ہے؟" میں نے کہا
"ایک انسان کی حیثیت سے ضروری ہے ہیکل، تو شاہ بھی ہے
میں اس بات کو نظرانداز نہیں کر سکتا" فیرونا نے جواب دیا۔
"لیکن میں اپنے اس علم کے بارے میں تجھے نہیں بتاؤں گا جس سے
میں نے تجھ پر فتح حاصل کی۔"
"ٹھیک ہے میں کہہ چکا ہوں ہیکل کہ میرے پاس کوئی ہنر نہیں ہے
کہ میں تجھے مجبور کر سکوں اور نہ ہی میں تجھے مجبور کروں گا بلکہ میں تجھ سے
درخواست ضرور کروں گا، نہیں بھی بتایا تو نہ بتا تیرا علم ہے۔"
"تو کیا چاہتا ہے؟" میں نے پوچھا۔
"میری خواہش ہے کہ مجھے میرے ساتھیوں کے سامنے زمین میں دفن
کر دیا جائے" فیرونا نے کہا۔
"کیا مطلب؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔
"ہاں پوری قوت کے بغیر میں مر جانا چاہتا ہوں۔"
"تو اس کے لیے میرے پاس ہی کیوں آیا ہے فیرونا" میں نے طنزیہ
انداز میں اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔
"میں یہ چاہتا ہوں کہ..... ان حالات سے گلو خلاصی کروں جو میری
موت کے بعد مجھے پیش آئیں گے۔"
"اوہ کیسے حالات، کیا بک رہا ہے؟ تو اپنے علم سے میرے پاس [illegible]
چاہتا ہے اور کیا اس سلسلے کی کوئی کڑی ہے کہ تو چاہتا ہے کہ میں تجھے زمین
کو دفن کر دوں؟"
میں نے سوال کیا۔
"نہیں ہیکل، حالات نے مجھے شکست سے ہمکنار کیا ہے اور فیرونا ناکام
رہا ہے لیکن پوری قوت کی تجھ سے قربت مجھے موت کے بعد بھی سکون نہیں لینے
دے گی۔ میں مرنے کے بعد بھی..... رقابت کی آگ میں جلتا رہوں گا اور میں
نے اس کے لیے بندوبست کر لیا ہے۔"
"کیسا بندوبست؟" میں نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔
"میں زندگی میں تجھ سے انتقام نہیں لے سکا لیکن میں نے اپنے علم سے
سوال کیا کہ کیا پوری زندگی کی کوشش بھی مجھے کوئی چیز نہیں دے سکتی،
جس کے ذریعے میں اپنے دشمن سے انتقام لے سکوں؟"
"پھر تیرے علم نے تجھے کیا جواب دیا؟"
"اس نے یہ ایک راز کی شکل میں میرے سامنے آیا لیکن وہ کوئی شرط تھی
بلکہ سوال کی کھوکھلی میری آرزو تھی۔"
"میں جاننا چاہتا ہوں فیرونا۔"
"میرے علم میں ایک ایسی کڑی نکل آئی جس کے ذریعے میں تجھ سے انتقام
لے سکتا تھا لیکن اس کے عوض مجھے اپنی زندگی بھینٹ چڑھانا تھی۔"
"وہ کڑی کیا تھی؟" میں نے سوال کیا لیکن فیرونا نے میری بات پر
توجہ نہیں دی اس کے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ ابھر رہی تھی۔
"سن! تو چاہتا ہے کہ میں مر جاؤں اور ساری زندگی تجھے اس اذیت میں
گزارنے دوں۔ آخر یہ انتقام ہے، میں نے تجھ سے کیا لیکن میں تجھے جتاؤں
گا کہ ہیکل زندگی سے کہ میں نے جو کچھ کیا ہے وہ تجھ کو میں جتانا نہیں چاہتا
لیکن ہوگا یہ کہ میرے مرنے کے بعد [illegible]
"تو خود تجھ پر ایک شکنجہ تیار ہے فیرونا... تو خود میں جانتا کہ کیا ہونا ہے
یہ کہنا چاہتا ہے؟" میں نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔
"تو سن، تو اپنے ہی خون کے ہاتھوں موت کا شکار ہوگا اور تیری
بیوی پوری قوت تیرے نطفے سے ایک بیٹے کو جنم دے گی کہ ساری بستیاں تجھ
پر ہنسیں گی، پھر تحت الثریٰ میں ایک نئے دور کا آغاز ہوگا۔"
"اور پھر؟"
"اے گمراہ ہیکل، یہ تیری تقدیر ہے اور تو خوش نہ رہ سکے گا۔ وہ شہر
ہوگا تیرا اور دنیا تجھ پر افسوس کرے گی، اور اس وقت تیری کوئی قوت تیرا ساتھ نہ
دے سکے گی۔"
"عمدہ بات ہے لیکن تو نے یہ سوچا فیرونا اگر میں اس شخص کو شکست
دے سکتا ہوں جو تیرے علم کے سہارے جنگ کر رہا تھا تو کیا تیری اس جدوجہد میں
ناکام رہنا ممکن ہوگا؟"

"میری تقدیر مضبوط ہے کہ تیری بات پوری کرے گا" فیرونا نے خوشی سے قہقہہ لگاتے
ہوئے کہا "لیکن خفے ہونے کے بعد مجھے جنبش نہیں ہوگی۔"
"معتوب فیرونا بہرحال دیکھا جائے کہ سب کچھ میرے لیے ایک
دلچسپ تجربہ سے زیادہ نہ ہوگا۔" میں نے آہستہ سے کہا لیکن اس وقت میں چونک
پڑا جب فیرونا نے اچانک خنجر نکال کر اپنے پہلو میں گھونپ لیا۔ یہ سب کچھ اس نے
اتنی برق رفتاری سے کیا تھا کہ میں اسے روک بھی نہ سکا۔ فیرونا کی سانسیں
پھول گئیں، چہرہ سرخ ہو گیا لیکن اذیت کے عالم میں بھی قہقہے لگا رہا تھا۔
"تو خوش نہیں رہ سکے گا ہیکل تو....." وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا لیکن
وہ جلد ہی ختم ہو گیا تھا اور پھر اسی طرح ہنستے ہنستے اس نے دم توڑ دیا۔
میں اسے عجیب نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اور میرے ذہن میں صرف ایک
ہی خیال تھا، اور یہ کہ فیرونا پاگل ہو گیا تھا۔ وہ پوری قوت کی جدائی برداشت نہ کر سکا تھا۔
فیرونا کے ساتھی اس کی لاش دیکھ کر افسردہ ہو گئے تھے۔ خود میرا دوست
ایبلون بھی عجیب سی کیفیت کا شکار تھا۔
"یوں تو ہزاروں لوگ مرتے ہیں نا ہر جاتے ہیں لیکن وہ خود کو کسی
مقصد کے تحت ہلاک کرے تو یہ سب نئی اور انوکھی چیز ہوتی ہے۔" ایبلون نے
کہا۔ میں نے ایبلون کو فیرونا کی پیشگوئی بتائی لیکن ایبلون نے سنجیدگی سے
سنا اور بیٹے کے نام پر وہ مسکرا کر رہ گیا۔
"مگر ایبلون، کیا تم اس کی باتوں سے خوفزدہ ہو گئے تھے؟" ایبلون نے
سوال کیا۔
"خوفزدہ کیا، خیال ہے ہیکل" ایبلون پر سنجیدہ لہجے میں بولا۔
"وہ لوگ جو کچھ کرنے کے لیے اپنی قربانی دیتے ہیں پاگل نہیں ہوتے"
"میرے خیال میں وہ صرف پاگل تھا۔"
"کیوں؟"
"اس لیے کہ وہ پوری قوت کی جدائی برداشت نہیں کر سکا تھا اور اس
نے اس کو اپنی جان دے دی" میں نے جواب دیا۔
"نہیں ہیکل، وہ صاحب علم تھا، اور اس کے ساتھی بھی جانتے ہیں"
"تو آپ کے خیال میں جو کچھ اس نے کہا ہے وہ ہوگا؟"
"میری دعا ہے کہ نہ ہو۔"
"وہ نہیں، یہ دعا کرو کہ تم اس کی روح کو بے چین کر دو۔ میں
چاہتا ہوں کہ فیرونا کی خواہش پوری ہو، میں اسے ایک بار پھر ناکام دیکھوں
اسی طرح جیسے میدان جنگ میں وہ اس شخص کی ناکامی دیکھ رہا تھا جس کے
علم کے سہارے وہ لڑ رہا تھا اور جس کی تلوار بہت زیادہ تیز تھی لیکن پھر آخر میں
نے اسے شکست دی۔"
"ایسا ہی ہو ہیکل، ایسا ہی ہو" ایبلون کے چہرے پر بھی اطمینان
نہیں پیدا ہوا تھا اور وہ بدستور فکرمند نظر آ رہا تھا۔
"میرا ایبلون، یہ تو بہت کی باتیں ہیں لیکن وہ جو ابھی نہیں ہوا ہے اور
جسے ہونے میں ابھی دیر ہے [illegible]
اب تم جاؤ فیرونا کی لاش کا کیا کیا جائے؟" میں نے ایبلون کے شانے پر ہاتھ رکھتے
ہوئے کہا۔
"اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟" ایبلون نے پوچھا
"ہماری ان سے کوئی دشمنی نہیں ہے، فیرونا کی لاش ان کے حوالے کر دی
جائے اور ان سے کہا جائے کہ یہاں سے واپس چلے جائیں۔" میں نے کہا اور ایبلون
نے گردن ہلا دی۔ پھر اس نے میرے احکامات فیرونا کے ساتھیوں تک پہنچا دیئے
اور میرے احکامات کی تعمیل میں کسی قسم کی ٹال مٹول ہو بھی کیسے سکتی تھی۔
وہ لوگ چلے گئے اور ہم آگے بڑھ گئے۔
تو پھر تحت الثریٰ کی حکومت مجھے مل گئی اور عجیب انقلاب
کہ میرے دوست سالاوس نے بھی ایک کردار مجھے دیا جس کے پیش
ہی پیش تھے لیکن اگر سالاوس مجھے مل جاتا تو میں اس سے سوال ضرور کرتا
کہ کیا وہ ہیکل ہے جو [illegible]
رہا تھا لیکن ہیکل [illegible] جنگ کس طرح جیت سکا اور تحت الثریٰ
کی حکومت میں جلد ہی پیش تھے۔ پوری قوت کی بیٹی خوش تھی اور اس کی وجہ
بھی ابھی ہے اور پھر حکومت کے دوسرے معاملات کبھی اپنے طور پر سوچتے.....
[illegible] لیکن ہیکل کی حیثیت سے یہ سب کچھ بہت دلکش تھا۔
اور میں اس سے خوش تھا۔
اب میں نے نظام حکومت بڑی آسانی سے سنبھال لیا تھا اور اس وقت باقی نہیں
رہی تھی میرے لیے اور میں پیش کر رہا تھا۔ فیرونا میرے ذہن سے نکل گیا تھا۔
لیکن [illegible] پوری قوت میری خوشی میں بھی ہر وقت خاموش چھائی
ہوئی تھی، ہم اپنے محل کے ایک سرسبز گوشے میں دیوان پر بیٹھے تھے۔
نزدیک ہی پانی کا ساز بج رہا تھا، پوری قوت نے میرے سینے پر سر رکھا ہوا تھا
[illegible] مجھے گود میں لیا ہیکل۔"
"کیا بات ہے پوری؟" میں نے اس کے شانے سے اٹھا کر اس کے
چہرے کو غور سے دیکھا تھا۔
"ایک بات کہوں؟" پوری کے ہونٹوں پر ایک شرمیلی سی مسکراہٹ پھیل
گئی تھی۔
"کہو۔"
"کیا تم اپنی عظیم الشان حکومت کے لیے ایک وارث کے خواہش مند
نہیں ہو؟"
"ہوں۔"
"کیا چاہتے ہو؟"
"وہی جو تم۔" میں نے جواب دیا، نہ جانے کیوں میں اس کی گفتگو
میں دلچسپی نہیں لے رہا تھا۔
"یعنی؟"
"تم کیا چاہتی ہو؟"

"ایک بچہ، ایک خوبصورت سا بچہ جو یہاں اس دسترخوان پر بیٹھ کر گفتگو کر رہا ہوتا۔ اور یہ بچہ جو ہمارے درمیان کھیلتا ہوتا اور یہ بچہ جو ہمارے درمیان ایک خوبصورت اور ناقابلِ تسخیر جوڑی کی حیثیت سے کھڑا ہوتا۔"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں۔"

"لیکن پھر ہم ابھی تک اس سے محروم کیوں ہیں؟"

"ہیں۔۔۔" میں چونک پڑا۔ مجھے اچانک خیال آیا۔ میں ہرکولیس کی حیثیت سے زندہ رہنے کا سوچ رہا تھا لیکن اپنی اصل حیثیت میں تو میں پرسی فون کی خواہش کبھی پوری نہیں کر سکتا تھا۔

"میرا خیال ہے پرسی ہم زیادہ دنوں تک محروم نہیں رہیں گے۔"

وہ ہنس پڑی۔ پھر پرسی فون نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا۔

"ہاں۔" میں نے مختصر جواب دیا اور پرسی فون گہری گہری سانسیں لینے لگی۔

لیکن ہرکولیس گزر گیا اور پرسی فون اولاد سے محروم رہی۔ نہ جانے کیوں میں بھی پریشان رہنے لگا تھا حالانکہ بعض اوقات میں اپنی اس پریشانی پر ہنسنے لگتا تھا۔ بھلا میں اولاد کے لیے پریشان کیوں ہوتا۔ مجھے کیا کرنا تھا اولاد کا۔ لیکن کم بخت پرسی فون اب شدت سے اولاد کے جنون میں مبتلا ہو گئی تھی۔ وہ ہر وقت اسی بات کا ذکر کرتی رہتی تھی۔ بعض اوقات میں اسے سمجھاتا تھا۔

"پرسی فون! آخر تم اس قدر پریشان کیوں رہتی ہو؟"

"میں اولاد چاہتی ہوں۔"

"جو وقت سے پہلے تمہیں نہیں مل سکتی۔"

"وقت کب آئے گا؟"

"کیا اس سے پہلے تمہارے دوسرے بچے یہ بات جانتے ہیں؟"

"نہیں۔ لیکن۔"

"ہر وقت اولاد کی رٹ مت لگایا کرو۔" اس وقت مجھے غصہ آگیا اور پرسی فون چونک کر مجھے دیکھنے لگی۔

"تو کیا تمہیں اولاد کی خواہش نہیں ہے؟"

"ہے لیکن تمہاری طرح پاگل نہیں ہوں۔"

"لیکن کیوں؟"

"بیٹا تو تمہارے باپ کے ہاں بھی نہیں تھا اس نے دوسرے کا سہارا لیا۔"

"وہ اور تو ٹھیک لیکن ہمارے ہاں۔"

"اپنی فکر کرو۔ اولاد کی رٹ مت لگائے رکھا کرو۔"

"لیکن مجھے اولاد چاہیے۔"

"جاؤ میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔ اور اب اپنا ذہن صاف کر کے میرے نزدیک آنا۔ اب تمہارے منہ سے اولاد کا لفظ نہیں سننا چاہتا۔" میں نے کہا اور پرسی فون خاموش ہو گئی۔ پھر وہ خاموشی سے میرے کمرے سے باہر نکل گئی اور پرسی فون سے شادی کے بعد میں نے پہلی تنہائی اس سے دور گزاری۔ میں اس سے بے پناہ قربت کے اوقات میں کبھی اس سے دوری نہیں ہوئی تھی لیکن یہ تنہائی اس کے بغیر تھی۔

پھر جب میں بے حال ہونے لگا تو اس کی تلاش میں نکل پڑا۔ میں نے سوچا تھا کہ وہ اپنی آرام گاہ میں ہوگی لیکن۔ جب میں اس کی آرام گاہ میں پہنچا تو وہ نہیں تھی۔ وہ وہاں سے غائب تھی۔ اس سے قبل وہ کہاں تھی؟

اور اس سوال کا جواب مجھے کچھ وقفے کے بعد مل گیا۔ عجیب محسوس نہیں ہو رہا تھا اور پروفیسر اس دور میں جو کچھ ہو رہا تھا وہ سب عجیب تر تھا۔ میرے لیے ایک مشکل مرحلہ تھا۔ تحت الثریٰ میں میرا ایک خادم خاص کوزال تھا۔ ایک بدشکل دیو قامت جو گونگا تھا اور بول نہیں سکتا تھا لیکن اس کا عضو عضو بولتا تھا۔ ایسے خوبصورت بدن کا مالک جو تمام تر مردانہ خصوصیات سے سجا ہوا تھا اور میں نے پرسی فون کو کوزال کے ساتھ ایک عیش گاہ سے باہر آتے دیکھا تھا۔

تھوڑی دیر کے لیے میں نے سوچا۔ اور پھر پرسی فون سے گفتگو کرنے کا فیصلہ کیا۔ پرسی کا جواب شگفتہ تر ہوتا تھا۔

"تم بہت خوش ہو پرسی فون؟"

"ہاں۔"

"اس کی وجہ جان سکتا ہوں؟"

"نہیں۔" اس نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟"

"جو کچھ میں نے کہا میرا مطلب اس سے مختلف نہیں ہے۔" پرسی فون کا لہجہ خشک تھا۔ میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"لیکن تم میری بیوی ہو پرسی فون۔"

"ہاں لیکن تم میری خواہشات پوری کرنے میں ناکام رہے ہو۔"

"کون سی خواہشات؟"

"میں ابھی تک اولاد سے محروم ہوں۔"

"اولاد کے حصول کے لیے تم نے دوسرے راستے اختیار کیے ہیں؟"

"ہاں۔ اپنے حق کے مطابق۔" اس نے بے خوفی سے جواب دیا۔ تب میں نے اس کے حق کا جائزہ لیا۔ اور پروفیسر مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ آتی تو جھوٹ سے اس کے اصل حقوق تھے اور بھلا میں ان حقوق سے کس طرح انحراف کر سکتا تھا۔ ایک لمحے کے لیے میرے ذہن میں سوچ جاگی۔ بہرحال یہ بھی ایک تجربہ تھا۔

لیکن جس حیثیت سے مجھے یہ تجربہ ہوا تھا وہ حیثیت اس بات کی متقاضی نہیں کرتی تھی۔ پرسی فون اپنی مسرت میں مشغول تھی۔ میں حکومت کے دوسرے کام دیکھ رہا تھا لیکن ذہنی طور پر الجھا ہوا تھا۔ میرا مشیر پلیٹون کیسی نگاہوں سے مجھے دیکھتا تھا لیکن ابھی تک میں نے اپنا مسئلہ اس کے سامنے پیش نہیں کیا تھا۔

بالآخر ایک دن اس نے مجھ سے سوال کر ہی ڈالا۔ "ایک خادم کی حیثیت سے میرے حقوق محدود ہیں لیکن تم نے ہمیشہ مجھے دوست کی حیثیت دی ہے اور اسی حیثیت سے میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔"

"پوچھو پلیٹون۔"

"ان دنوں تم کچھ پریشان نظر آرہے ہو۔"

"ہاں۔ پلیٹون۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"پلیٹون کو اس کی وجہ نہیں بتاؤ گے؟"

"وجہ!" میں نے اسے غور سے دیکھا پھر میں نے گردن جھکاتے ہوئے کہا "ہاں پلیٹون میرا خیال ہے کہ تمہیں اس راز میں شریک کر لوں۔"

"پلیٹون تمہارا خادم ہی نہیں دوست بھی ہے اور دوست ہونے کی حیثیت سے وہ تمہارے راز کا امین ہے۔"

"تمہیں مجھ پر بھروسہ ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"تو بتاؤ کیا راز ہے؟"

"پرسی فون غلط راستوں پر نکل گئی ہے۔"

"پرسی فون!" پلیٹون نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں۔"

"ناممکن ہے۔" وہ یقین نہیں کر رہا تھا۔

"تمہیں اتنی حیرت کیوں ہو رہی ہے؟"

"اس لیے کہ تم دونوں ایک دوسرے کو بہت پیار کرتے ہو، کرتے تھے۔ اب نہیں کرتے۔"

"کیوں؟"

"پرسی فون بدل گئی ہے۔"

"اس کی وجہ؟"

"اولاد۔"

"اوہ۔ تم میں سے کون اولاد کا زیادہ خواہش مند ہے؟"

"وہ۔"

"لیکن کیسے؟ تم دونوں میں سے کوئی اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں ہے؟" پلیٹون نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔"

"پرسی فون نے کوئی قدم اٹھایا ہے؟"

"ہاں۔"

"کیا؟" پلیٹون نے پوچھا۔

"کوزال اس کا گونگا خادم اس کی توجہ کا مرکز ہے۔"

"تمہیں یقین ہے؟"

"ہاں۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا اور پلیٹون گہری سوچ میں گم ہو گیا۔ پھر اس نے طویل سانس لے کر کہا۔

"بادشاہ سلامت یہ صورتحال تمہارے لیے تکلیف دہ ہوگی لیکن پرسی فون اپنی جگہ یہ اقدامات کر سکتی ہے۔ اسے اس کا حق حاصل ہے۔"

"یہ اس کا حق ہے؟"

"ہاں۔ یہ اس سرزمین کی روایت ہے۔ اور اگر تمہارے ہاں کوئی اولاد پیدا ہو جاتی ہے تو بادشاہ وہ اس سلطنت کی مالک ہوگی کیونکہ سلطنت تمہیں پرسی فون کے توسط سے ملی ہے اور تم خود ایک بھروسے کے بیٹے ہو۔"

"لیکن پلیٹون یہ میرے لیے ناقابلِ برداشت ہے۔"

"یقیناً ہوگا۔"

"میں کیا کروں؟"

"پلیٹون کرے گا لیکن تم ایک کام ضرور کرو۔ پرسی فون کو احساس دلاؤ خود تمہیں اس کی زیادہ پرواہ نہیں ہے اور محل کی کنیزوں کے ساتھ داد عیش دو۔"

"کیا مجھے اس کا حق حاصل ہے؟"

"تمہیں تو اس کا بھی حق حاصل ہے کہ پرسی فون کو قتل کر دو۔"

"اوہ۔" میں نے گہرے خیال انداز میں گردن ہلائی۔ میرا ضمیر عجیب تھا اور اس نے جو کچھ مجھے بتایا تھا وہ بھی عمدہ تھا۔

پلیٹون رخصت ہو گیا اور میں نے اپنے طور پر ذہنی کیفیت کا جائزہ لیا۔ میں اس معاملے سے زیادہ متاثر نہیں تھا۔ ہاں یہی کی حیثیت سے اس بات کا سخت صدمہ تھا کہ میری بیوی نے مجھ سے بے وفائی کی۔

لیکن اندرونی طور پر میں بالکل نہیں تھا۔ میں نے ایک بات ذہن نشین کر لی تھی۔ ایسے واقعات جو میرے ذہن کے لیے ناقابلِ قبول ہوں۔ مجھے اپنی اصل حیثیت سے قبول کرنا چاہئیں۔ اس طرح میں ذہنی الجھن سے محفوظ رہ سکوں گا اور اس طرح تحت الثریٰ کے ماضی کی ان داستانوں سے خود کو نکال سکوں گا۔

اور جب میں نے آگے زندگی گزاری تو محسوس کیا کہ ساری کہانی ایک منطق ہے۔ ایک دلچسپ منطق۔ خواب کی مانند اس میں الجھنے میں صرف دیکھنے والا ہوں اور خود میرا اس داستان سے کوئی تعلق نہ ہو۔

لیکن میرا دوست پلیٹون جو تمام تر تنہائی ذہن کر محل میں ہونے والی سرگرمیوں سے میں نے معلوم کیا کوزال کی لاش اس کے کمرے میں ملی ہے اور اس کی گردن اس کے شانوں سے بہت دور پائی گئی ہے۔ میں نے اس کی محرومیت محسوس نہیں کی۔ نہ ہی یہ معلوم کیا کہ اس لاش کو کہاں ٹھکانے لگایا گیا۔

ہاں پرسی فون کی کیفیت کے بارے میں معلوم کر کے مجھے بے حد زیادہ دلکش تھا اور تنہائی کے لمحات میں وہ میرے پاس آگئی لیکن اس کی آنکھوں کی چمک میں اس کے گھاؤں کی تشنگی میں کوئی تبدیلی نہیں تھی۔ اس نے منتظر انداز میں میری گردن میں بانہیں ڈال دی تھیں اور میں نے بھی کسی تغیر کا اظہار نہیں کیا۔

لیکن وہ خود ہی ہنستی ہوئی بولی۔

"تمہارے جو کوزال بھی خوب مرا لیکن کیا برا ہوا۔ اس کی حیثیت اس سے زیادہ کیا تھی کہ وہ صرف ایک خادم تھا لیکن تمہیں یہ جان کر شاید مسرت ہو کہ میں خود اس کی موت کی خواہش مند تھی اور اس راستے میں سوچ رہی تھی کہ اسے راستے سے ہٹاؤں۔" پرسی فون نے کہا اور میں چونک پڑا۔

"کیوں؟" میں نے اس سے سوال کیا۔ "وہ تو تمہارا منظورِ نظر تھا۔"

"نہیں میری روح، پیدا تو میں تم سے کرتی ہوں۔"
"خوب۔ اب بھی؟"
"اب بھی اور ہمیشہ۔"
"دلچسپ محسوس ہوا۔"
"یہ بات نہیں، دراصل ہم غلط فہمی کے شکار ہوئے تھے۔"
"کیوں؟"
"وہ میری محبت نہیں، میری ضرورت تھا۔"
"ضرورت؟"
"ہاں میں چاہتی تھی کہ حکومت میرے خاندان ہی میں رہے اور یہی خواہش میرے باپ اپی اس کی تھی۔"
"تو پھر؟"
"میں نے کوزال سے اپنی ضرورت پوری کی۔ اور جب غلاموں سے کوئی ایسی ضرورت پوری کی جائے جو ان کی حیثیت سے بڑھ کر ہو تو حیران کی زندگی مناسب نہیں ہوتی کیونکہ وہ اس قابل نہیں ہوتے کہ ان پر اعتبار کیا جائے اور ناقابل اعتبار لوگوں کا مر جانا ہی بہتر ہوتا ہے۔" پرسی فون نے کہا۔
"کیا کرتے چاہتی ہو پرسی فون؟"
"کوئی خاص بات نہیں بس کی ضرورت ہے کہ اس سے میں جو چاہتی تھی وہ پورا ہو گیا اور میں بہت خوش ہوں۔"
"یعنی؟"
"یعنی یہ کہ اب میرے بدن میں اس ریاست کا حکمران موجود ہے۔"
"اوہ۔" میرا خون کھول گیا "لیکن وہ حکمران کوزال کا بیٹا یا بیٹی ہو گی۔"
میں نے طیش کے عالم میں کہا۔
"نہیں کوزال کا نہیں، پرسی فون کی بیٹی یا بیٹا ہو گا۔"
"لیکن میرا اس سے کیا تعلق ہو گا؟"
"تم اس کے باپ ہو گے۔"
"کیوں؟"
"اس لیے کہ آقاؤں کو غلاموں سے ہر ضرورت پوری کرنے کا حق ہوتا ہے لیکن کیا غلاموں کی یہ مجال کہ وہ کسی چیز پر اپنا دعویٰ کر سکیں۔"
"لیکن پرسی فون میں تو اسے اپنی اولاد تسلیم نہیں کروں گا۔"
"اس طرح تم تحت الثریٰ کے قوانین سے بغاوت کرو گے۔" پرسی فون نے نہایت سکون سے کہا۔
"تحت الثریٰ کے قوانین سے بغاوت۔" میں نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔
"ہاں۔"
"کیوں؟"
"اس لیے کہ تم اس قانون کے امین ہو، تم تحت الثریٰ کے شاہ ہو۔ ایسی صورت میں لازم ہے تم پر کہ تم ان قوانین کی پابندی کرو۔"
"اوہ۔ اوہ۔" میرا خون کھول اٹھا، میرے بدن سے چنگاریاں نکلنے

گئیں لیکن وقت میں سنبھل گیا۔ میں نے اپنے کو محسوس کیا اور اس طرح اپنی اس کیفیت پر قابو پا لیا جو مجھے برانگیختہ کر رہی تھی۔ چنانچہ میرے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔ "ہاں تم نے ٹھیک کہا، واقعی یہ پرسی فون تحت الثریٰ کے قوانین سے بغاوت۔ بلاشبہ ہم میں سے ہر ایک اس بات کا حق رکھتا ہے کہ جس طرح چاہے زندگی گزارے۔"
"یقیناً۔" پرسی فون نے جواب دیا۔ وہ نہایت دلکش انداز میں مسکرا رہی تھی۔ پھر وہ میرے بیٹھنے چھت گئی۔ میں نے بھی اس سے تعرض نہیں کیا تھا کہ میرے بیں اب جس حیثیت میں تھا وہ مختلف تھی۔ مجھے اب وہ مکمل روپ تھا جو پہلے رہا، جس پر میں نے پرسی فون کے ان خوابوں کی بنیاد رکھی جن کی تکمیل وہ اس وقت مجھ سے چاہتی تھی اور پرسی فون مطمئن ہو کر میرے نزدیک سے اٹھ گئی۔
لیکن اس کے باہر جاتے ہی جو کچھ سوچا تھا اور یہ جنون نے مجھے جو کچھ مشورہ دیا تھا۔ میں نے اس پر عمل کیا۔ محل کی حسین ترین کنیزیں میری خلوت میں آنے جانے لگیں اور میں نے محسوس کیا کہ چند ہی دنوں کے بعد پرسی فون کے چہرے کا رنگ اڑنے لگا ہے۔ اس کے ہونٹوں پر وہ مسکراہٹ باقی نہ رہی جو کبھی اس کے حسن کا خاصہ تھی۔ گو وہ اب ان حالات کا شکار تھی جن کا کچھ وقت پہلے میں تھا اور مجھے اس صورتحال سے کافی مسرت محسوس ہوتی تھی کیونکہ میں دیکھ رہا تھا کہ پرسی فون کا پیٹ بڑھتا جا رہا ہے۔ گویا کوزال اس میں موجود تھا اور یہ تصور مجھے پرسی فون کے قریب جاتے ہوئے بھی بے پروا رکھتا۔ میں ایک طرف اپنے کاموں میں مصروف رہتا تھا۔ بھلا مجھے اب اس بات کی کیا پروا ہو سکتی تھی۔ میں نے جو کچھ کیا تھا اس کی نشانیاں اس کے سامنے موجود تھیں اور میں جو کچھ کر رہا تھا اسے میں چھپانا نہیں چاہتا تھا۔
چنانچہ کنیزیں آتی جاتی رہیں۔ ان میں سے چند تو ایسی تھیں جو مجھے بے حد پسند تھیں اور ایک طرح سے وہ مستقل میری خلوت کی رازدار تھیں۔ پھر وہی ہوا جس کا امکان تھا یعنی پرسی فون ایک دن آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑی۔
"تم۔ تم۔" اس نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے خونخوار لہجے میں کہا "تم نے مجھے بالکل نظرانداز کر دیا ہے سیکی۔"
"کیا مطلب پرسی فون؟"
"تم نے مجھے۔ تم نے مجھے ایک کنیز سے بھی بدتر سمجھ لیا ہے۔"
"نہیں۔ نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں۔ کنیزیں اپنا مقام رکھتی ہیں اور تم اپنا۔ کیا یہ بات تحت الثریٰ کے قوانین کے خلاف ہے؟ کیا ایک شہنشاہ کنیزوں سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا؟" میں نے مسکراتے ہوئے انداز میں پوچھا۔ اور پرسی فون کسی زخمی سانپ کی مانند بل کھانے لگی۔
ظاہر ہے وہ اس بات کا کیا جواب دے سکتی تھی لیکن میں بھی ہوشیار رہتا تھا۔ تو تم نے جواب نہیں دیا پرسی فون۔ میں تمہاری رائے جاننے کا خواہش مند ہوں۔"

"لیکن یہ محبت کے خلاف ہے۔"
"محبت۔ نہیں پرسی فون ہمارا زمانی طور پر محبت کا سلسلہ ہمارے درمیان کوئی بہت بڑی حیثیت نہیں رکھتا، کیا تمہارے خیال میں کوزال کو بھول سکوں گا جو آج بھی تمہارے پیٹ میں موجود ہے۔"
"اوہ۔ تو تم نے انتقاماً۔۔۔"
"منتقماً تو نہیں، تم نے جو اصول استعمال کیا اور میں نے بھی، اس میں انتقام کی کیا بات ہے؟"
"لیکن میں۔ میں یہ سب کچھ نہیں ہونے دوں گی۔"
"پرسی فون۔ تم میرے ایک اشارے پر اپنی زندگی کھو سکتی ہو۔ اس لیے شہنشاہ سیکی کے سامنے سوچ سمجھ کر بات کرو۔" میں نے رعونت بھرے لہجے میں کہا اور وہ مجھے دیکھنے لگی۔ پھر اس نے آہستہ سے گردن جھکائی اور ہونٹ بھینچتی ہوئی باہر نکل گئی۔
میں جانتا تھا کہ عورت کیا کرے گی اور عورت جو کچھ کر سکتی ہے اس کے لیے میں مجھے کیا کرنا چاہیے۔ کیونکہ میں با خبر تھا اور بات میں جو ترجمہ بشر عمل ہی کنیزوں کا اضافہ ہونے لگا تھا۔ میرے وہ منہ اور جہاں تک شاہ میری خوشیاں چاہتے تھے اس تک وہ وہیں مصروف ہونے لگے کہ حسین ترین لڑکیاں میرے پاس لائیں اور میری کنیزوں میں شامل کریں اور بھلا جب ایک شہنشاہ کچھ بھی چاہے تو کون اسے روک سکتا ہے۔ چنانچہ جنوں کے عجرت میں اپنی پرسی فون کو تقریباً بھول ہی گیا ہاں ایک دن ملازمین نے بتایا کہ پرسی فون اب محل میں نہیں رہتی۔
"تو وہ کہاں گئی؟" میں نے سوال کیا۔
"اور اس کا باپ بھی اس کے ساتھ غائب ہے۔"
"خوب۔ خوب لیکن وہ کیوں؟ اس بات سے تم کیا مقصد لے رہے ہو؟" میں نے سوال کیا۔
"کچھ نہیں۔ غالباً اس کا خیال ہو کہ وہ ایک بچے کو جنم دینے کے بعد دوبارہ شاید یہاں آئے گی اور پھر تم نہیں اس کی پرورش کے لیے بچہ سونپ دے گا۔"
"کیا یہ بھی تحت الثریٰ کا قانون ہے؟"
"ہاں۔ پرسی فون کا بچہ خواہ اس کا تم دار کوئی بھی ہو ہر صورت تمہاری اولاد اور تمہارا جائز وارث کہلائے گا۔"
"ہوں۔" میں کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ لیکن پھر ایک سوال سامنے آ گیا۔ یعنی یہاں جو کچھ بھی ہوتا ہے میری ہی شخصیت۔ لیکن اس کے بعد میں نے خاموشی اختیار کرنا ہی مناسب سمجھی۔ ہاں البتہ پرسی فون ایک طویل عرصے تک میرے نزدیک نہ آئی۔
جن حالات میں یہ زندگی گزار رہا تھا وہ میرے لیے بے حد تسلی بخش نہیں تھے۔ انہوں میرا ساتھ تھا اور حکومت ہاتھ آ گئی تھی یہ سب کچھ تھا لیکن جب بھی مجھے اپی اس اور پرسی فون کا خیال آتا میں سوچنے لگتا کہ جب وہ نمودار ہوتے ہیں تو کون کون سے ہنگاموں کے ساتھ اور پھر آخر وہ دن بھی آ گیا جب

یہ ہنگامہ نگاہوں کے سامنے تھا۔ پرسی فون نے ایک بچے کو جنم دیا تھا اور اس کے لیے اس نے امراء کو طلب کر لیا تھا جو حکومت میں ایک خاص حیثیت رکھتے تھے ہاں جب اس نے امراء کو طلب کیا تو امراء نے مجھے بھی بحیثیت شہنشاہ مدعو کیا اور میں نے انہیں خوشی خوشی اجازت دے دی تھی۔ میرے جب ان حالات کو پیش نہیں کر دیا تھا تو وہ انہی معاملات میں الجھا ہوا تو وہ ڈنگ اٹھانے کی کیا ضرورت تھی لیکن جب وہ سب واپس آئے اور انہوں نے آ کر مجھے اطلاع دی تو وہ میرے لیے بڑی حیران کن تھی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ پرسی فون نے ایک ایسے بچے کو جنم دیا ہے جس کے خدوخال جنگل میں رہنے والے ان جانوروں سے ملتے ہیں جو انسانوں کی مانند ہوتے ہیں لیکن ان کے بدن پر بے پناہ بال ہوتے ہیں اور ان کا چہرہ انسانوں سے مختلف ہوتا ہے۔ گویا وہ اپی اس کی بات کر رہے تھے۔ وہ پرسی فون کا شوہر سمجھا گیا تھا وہ سب کچھ کہا تھا اس سلسلے کی ایک کڑی تھی جس کے لیے میں پریشان تھا اور جانے کیوں اس دن مجھے بہت یاد آیا۔ غیر معمولی طور پر گزریاں جو آئیں ایک لمحے کے لیے میں واقعی پریشان ہو گیا۔ اگر وہ بن مانس کی شکل ہے تو پھر تو پھر۔ لیکن پھر غیرت کی بڑھائی کا کوئی دخل ہو۔
حالانکہ مجھے ان دونوں سے پرواہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ یہ بدصورت میرا کیا بگاڑ سکتی تھیں۔ اگر وہ بچہ بن مانس کی شکل کا تھا تو اس سے مجھے کیا فرق پڑتا تھا۔ ہر گاہ میری اولاد تو تھی نہیں۔ اور یوں بھی پرسی فون کو مجھ سے اولاد کی خواہش تھی اور نہ کسی اور چیز کی۔
ہاں جب بھی میں اس بارے میں غور کرتا تو ایک چیز مجھے پریشان کرتی تھی کہ اگر میری عدم موجودگی میں اس بات کرتیں بھول سکتا کہ میں اساطیر کے اس دانش کدے کے ذریعے ماضی کے اس جنون تک پہنچا ہوں اور یہاں کے مناظر دیکھ رہا ہوں اور جب میں یہاں سے واپس جاؤں گا تو میری اپنی حیثیت ہو گی جو پہلے تھی لیکن اس زندگی میں تبدیلی کی کیفیت تھی۔
پرسی فون جو شاید اس وقت تک کے لیے یہاں حاضر ہوئی تھی جب تک کہ کوزال کے بچے کو جنم نہ دے دے۔ وہ خود میرے پاس پہنچ گئی۔ مجھے اس کی آمد کی اطلاع اپی جنگل گاہ میں ملی تھی۔ اس کے ساتھ اس کا باپ اپی اس بھی تھا لیکن میں جاننا چاہتا تھا کہ خود پرسی فون کا اس بارے میں کیا خیال ہے چنانچہ جب وہ محل میں پہنچے تو میں نے ان کا بڑے تپاک انداز میں استقبال کیا۔ وہ بچہ اس کے ساتھ نہیں تھا جو اس نے جنم دیا تھا۔ میں نے دیکھا پرسی فون کا شباب ڈھل چکا ہے وہ جوانی اور شادابی جو اس کے چہرے کا خاصہ تھی مفقود ہو چکی تھی۔ وہ ابھری ابھری نظر آ رہی تھی۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ دیکھ کر وہ بھی گئی۔ اس نے مجھ سے کوئی بات نہ کی۔ میں نے شاہ اپی اس کی جانب دیکھا۔ شاہ اپی اس کی گردن جھکی ہوئی تھی۔
"میرے معزز بزرگ، میرے محترم۔" میں نے اپی اس کو بیٹھنے کے لیے اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔
"شاہ اپی اس میں آپ سے تنہائی میں کچھ گفتگو کرنے کا خواہش مند

ہوں۔" اپی شس نے عجیب سی نگاہوں سے میری جانب دیکھا پھر اپنی بیٹی کی طرف۔ پرسی فون کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ مجھ سے ہونے والی گفتگو میں دخل دینا نہیں چاہتی تھی۔ "سر میں نے کہا میں ان تمام کارروائیوں کا مقصد جاننا چاہتا ہوں۔" اپی شس نے نگاہیں اٹھا کر میری جانب دیکھا اور بولا۔

"مقصد کیا ہو سکتا ہے؟"

"جو کچھ بھی ہے شاہ اپی شس بے شک یہ حکومت تمہاری ہے اور تم نے مقامی اصولوں کے مطابق سے حاصل کیا لیکن اب میں محسوس کرتا ہوں کہ جیسے میں بحیثیت اس علاقے کا حکمران رہا ہوں اور میرے ذہن میں وہ تمام چیزیں سرایت کر چکی ہیں جو کسی شہنشاہ کے ذہن میں ہوا کرتی ہیں۔ اس علاقے میں ہر طرح کی [illegible] تم سے کر سکتا ہوں جو عام حالات میں نہیں کر سکتا تھا۔"

"بے شک مجھے اس کا اختیار حاصل ہے۔" اپی شس نے جواب دیا۔

"تب میں تم سے کہتا ہوں کہ اصل حقیقت بتاؤ کیا ہے جو کچھ میں تم سے پوچھتا ہوں سچ سچ بتاؤ۔"

"میں سچ بولوں گا۔" اپی شس نے جواب دیا۔

"مجھے بتاؤ اگر جو افواہ میں نے سنی ہے کیا وہ درست ہے؟"

"بچے والی؟"

"بالکل درست ہے شاہ دیکی۔" "مجھ میں حیران ہوں کہ یہ سب کیا ہوا۔ انسانی جسم سے ایک جانور کیوں اور کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟"

"ہوں۔ اور نہیں یہ بھی معلوم ہے اپی شس کہ وہ جانور کس کا نطفہ ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں۔ غلام کوزال کا۔" اپی شس نے جواب دیا۔

"گویا ساحری میری قابل اعتبار نہیں ہے اور تم اس کی تائید کرو گے۔ بچے کی ماں بنتے لیکن شاہ اپی شس ایک کر گئے کیا اس بن مانس کو [illegible] کا حکمران بنا دو گے؟"

"میں نہیں جانتا میں کچھ نہیں جانتا یہ تمہارے اپنے معاملات ہیں۔ میں تو ایک طرح سے ان تمام چیزوں سے بری الذمہ ہو چکا ہوں۔ اگر میری بیٹی مجھے اپنی مدد کے لئے چھوڑ کر گئی تو شاید میں اس کے ساتھ جانا بھی پسند نہ کرتا۔"

"تو پھر کھل کر کہو اپی شس کہ اس بن مانس کو مر جانا ہو گا۔" میں نے بھاری لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ میری بیٹی کا بچہ ہے اس کے بدن سے نکلا ہے۔"

"اور میرے نام سے منسوب ہو گا۔" میں نے حیرت انداز میں کہا "گویا میں ایک بن مانس کا باپ ہوں۔"

"دیکھو بیٹے میرے ذہن میں ایک تجویز ہے اگر چاہو تو اس پر عمل کرو۔"

"ہاں ہاں کہو اگر شاہ ہو اور نے تجویز کار۔" میں نے کہا۔

"جس جانور نے انسان کو قتل کروا کے پرورش پائی وہ

اور پرسی فون کی توجہ اور محبت دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کرو یہ کوشش کرو کہ اس کے بدن سے دوبارہ تمہاری اولاد پیدا ہو۔ اس کے بعد اس بن مانس کی حیثیت خود بخود ختم ہو جائے گی۔"

"خوب کہا تم نے شاہ اپی شس کیا میں اس عورت کو قبول کر سکوں گا جس کے بارے میں مجھے اندازہ ہے کہ وہ مجھ سے نفرت کرتی رہی ہے اور ایک ایسے شخص کو اس نے مجھ پر ترجیح دی جو کسی طرح بھی قابل اعتماد نہیں تھا۔ میں یہ سب کچھ کر سکتا ہوں شاہ اپی شس۔"

"اگر نہیں کرو گے تو اس میں تمہارا ہی نقصان ہے۔"

"بھلا کیا؟"

"یہی کہ وہ بن مانس خواہ وہ جانوروں کی سی خصوصیات کیوں نہ رکھتا ہو اس علاقے کا حکمران بنے گا۔"

"ہوں۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے یہ تو تماشہ ہی دیکھیں گے شاہ اپی شس۔ ہم دیکھیں گے کہ ایک جانور کی حکمرانی کیسی ہوتی ہے اور اتفاق سے ٹھیک ہی کہا۔ ہاں میرے ذہن میں یہ بات بالکل نئے انداز میں آئی ہے کہ اس جانور کی حکمرانی سے تمہارا نام کیسے زندہ رہتا ہے۔" میں نے کہا اور اپی شس گردن ہلانے لگا۔

"گویا تم نے اسے قتل کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے۔"

"ہاں شاہ اپی شس لیکن ایک چھوٹا سا سوال ہے کیا بتا ہے اس نے اپنے [illegible] میں سوچا ہے شاید اپنی [illegible] کے بارے میں اگر میری اولاد بھی اسی طرح بن مانس [illegible] جس طرح اپنی طویل زندگی میں نے گزاری ہے تو میرے اوپر اس کا کیا اثر ہو گا۔ اور اگر میں ایک طویل عرصہ تک حکمرانی کی زندگی گزارنے کے بعد پھر اس [illegible] کے لئے واپس چلا جاؤں تب بھی میں یہ نہ سوچوں گا کہ [illegible]"

"ہوں۔ میں تیرا مطلب سمجھ رہا ہوں [illegible] لیکن میرا تجربہ کچھ اور کہتا ہے۔"

"میں جان سکتا ہوں؟" میں نے پوچھا۔

"ان مصریوں کی طویل زندگی گزارنے کے لئے ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ عمدہ ماحول میں رہ سکے۔ [illegible] کی گدی سے اترنے کے بعد [illegible] ہوتی ہے وہ تو اپی شس سے پوچھو۔"

"اوہ گویا تم [illegible] ہو۔"

"ہاں۔"

"لیکن یہ میرا خیال ہے تمہیں وہ تمام مراعات حاصل ہیں جو پر سکون زندگی کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔"

"بے شک لیکن میں یہ نہیں کر سکتا کہ تو میری بیٹی کے ساتھ برا سلوک نہ کرے۔" اپی شس نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو اس سلوک سے افسردہ ہے۔"

"ہاں۔ باکل۔ باپ ہوں۔"

"لیکن کیا تو اس کے قصور کو تسلیم نہیں کرے گا اپی شس؟"

"مجھے تو ابھی نہیں معلوم کہ اس کا قصور کیا ہے؟"

"میکا مشہور [illegible] میں یہ مقصود [illegible] کہ وہ میری بیوی بننے کے بعد دوسرے کسی کے بچے کی ماں بنے۔"

"لیکن تم اس کی کوئی بات پوری نہیں کرتے تھے۔"

"یہ الزام بھی اس نے لگایا ہو گا۔"

"الزام دیکھا جائے تو ثبوت ہیں یہ۔" اپی شس نے سوال کیا۔ مجھے اس کی بات پر بہت غصہ آیا تھا لیکن اس نے [illegible] طریقہ سے [illegible] اور جواب میں میں نے خاموشی اختیار کی۔

"تم خاموش کیوں ہو گئے دیکی؟"

"یہی بہتر ہے بس اب تم جا سکتے ہو۔"

"لیکن اس سے قبل میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں۔"

"کیا؟" میں نے دیکھا۔

"بچے کو کونسل کے سامنے پیش کر کے تمہاری حکومت کا جائز وارث قرار دیا جائے گا۔ اس سے قبل وہ عوام کے سامنے [illegible] جائز وارث کی پرورش کونسل کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس کے بعد کی ساری اولادیں [illegible] پرورش کرتے ہیں۔ ایک اور بات بھی سن لو دیکی حکومت کے وارث کے قتل کی کوشش کی سزا یقینی موت ہوتی ہے خواہ حکمران وقت ہی یہ کوشش کیوں نہ کرے۔"

"میں اسے قتل نہیں کروں گا اپی شس۔ بس جاؤ۔" میں نے کہا اور اپی شس گردن جھکائے ہوئے باہر چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد میں [illegible] سوچتا رہا۔ اپی شس نے [illegible] میرے خلاف سازش [illegible] تھی لیکن میرے خیال میں [illegible] میں [illegible] اس سے متاثر نہیں تھا۔ میری دوسری باتیں [illegible] میری حیثیت تھی۔ اگر ایک بن مانس اس ذہن کا حکمران ہو جاتا تو [illegible] احمق لوگ [illegible] جاتے۔

برا ہوا میری محبت پرسی فون ذہن میں آگئی تھی اور اب اسے یقین [illegible] میری مرضی ہو گی جو چیز [illegible] اس کے وقت میں اس کے [illegible] ہو گیا ایک خوشبو دار [illegible] کے بعد پرسی فون پہلے سے زیادہ حسین ہو گئی تھی۔

اس نے مسکراتے ہوئے میرا استقبال کیا۔ [illegible] تو بہت کچھ تھا اس بار پرسی فون کے [illegible] زیادہ مضبوط اعصاب [illegible] ثابت کرنے پر تلی ہوئی تھی [illegible] اس کی اعصابی قوت کو بھی شکست دینا چاہتا تھا۔

میں نے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے اور پرسی فون میری آغوش میں آگئی۔

"آہ میری بیوی میری محبوبہ" میں نے بہت [illegible] اور پرسی فون کے ہونٹوں کی مسکراہٹ کچھ اور گہری ہو گئی۔ وہ [illegible] جس کی جدائی نے میرا برا حال کر دیا ہے اور [illegible] اس کی [illegible] ہوں۔ اس نے میرا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لے لیا اور کہنے لگی۔

"کیسے ہو دیکی؟"

"بالکل ٹھیک۔ میری زندگی میری روح بس تمہارے [illegible] میں [illegible]

رہا تھا۔"

"چلو شکر ہے تم نے سوچا تو [illegible] اور مجھے [illegible] اس کے لئے کافی [illegible] ضروری ہے۔" وہ مجھے [illegible] ہوئے بولی۔

"یقیناً یقیناً لیکن سوچتا تو میں تمہارے بارے میں پہلے بھی تھا پرسی فون۔" میں نے بہت سے کہا۔

"ہاں دیکی ہمارے اور تمہارے درمیان عجیب و غریب حالات جنم لے رہے ہیں۔ جس شادی [illegible] ماحول میں ہوئی تھی [illegible] میری زندگی میں بہتر [illegible] اور جب میں [illegible] عورت [illegible] اس وقت میری [illegible] کیفیت بہت ہی عجیب تھی۔ اس وقت [illegible] کے علاوہ اور کوئی [illegible] حاصل کرتا [illegible] زندگی اور میری حکومت [illegible] ہے۔"

"کوزال تم سے صرف تم دیکی میں نہیں جانتی کہ [illegible] کے درمیان کون [illegible] اور تم مجھ سے دور ہوتے گئے بجائے کیوں [illegible] اول کی [illegible] میں تمہیں [illegible] چاہتی ہوں۔ اور میری اس چاہت میں کوئی کھوٹ نہیں ہے [illegible]" وہ بولی۔

"میرا خیال ہے وہ صرف تمہاری ضد تھی پرسی فون۔" میں نے کہا۔

"ضد نہیں ہر انسان کی ایک خواہش ہوتی ہے جس طرح اس وقت میں نے سوچا تھا۔"

"کیا؟" میں نے سوال کیا۔

"یہ کہ اگر تم میری زندگی کے [illegible] تو میں اس شخص کو قتل کرا دوں گی جو میری زندگی [illegible] کی کوشش کرے گا [illegible] نہیں حاصل کروں گی [illegible] اور میرے ذہن میں شدت سے یہ خواہش تھی کہ میں جلد از جلد کسی بچے کی ماں بن جاؤں۔ اور تم یقین کرو دیکی میں ہر وقت یہی سوچتی تھی کہ [illegible] تم [illegible] نعمت سے محروم ہو [illegible] یہاں بات سلطنت کے وارث کی نہیں بلکہ میری خواہش کی تھی۔ [illegible] اس بات کا اعتراف [illegible] تو میری اس خواہش کو تسلیم نہیں کیا [illegible] جاتا تھا لیکن [illegible] کوزال کی [illegible] ہوتی تھی [illegible] میرے ذہن میں [illegible] تصور [illegible] بچے کی [illegible] کوزال [illegible] اس وقت میرے ذہن میں خوف کے [illegible] ہوتے تھے [illegible] کسی خوف نے [illegible] بدنصیب [illegible] ایک انسان کا بچہ نہیں بلکہ ایک بن مانس [illegible]

تمہارا کیا خیال ہے کہ ایک ماں اپنے پیٹ سے پیدا ہونے والے بچے کو خواہ وہ کیسی ہی شکل کا ہو اپنے ہاتھوں سے قتل کر سکتی ہے۔ نہیں ہرگز نہیں میرا خیال ہے تم باپ ہونے کے باوجود ایسا نہیں کر سکو گے۔"

پرسی فون کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے تھے اور میں ابھی الجھا ہوا تھا۔ عجیب و غریب کردار تھا۔ بظاہر کیسی باتیں کر رہی تھی گویا بالکل معصوم ہو گویا اس کے ذہن میں یہ خیال ہی نہ ہو کہ وہ جو کچھ کر چکی ہے وہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اور میں تو بڑا عجیب و غریب انسان ہوں کہ میں نے اس کی حرکتوں کو معاف کر دیا ہے لیکن وہی سوچ رہی تھی۔ تب میں نے کہا۔ "اور اب تمہارے ذہن میں کیا خیال ہے پرسی فون؟"

"میرے ذہن میں کوئی خیال نہیں ہے جو تم سے بہت سی باتیں کرنا چاہتی ہوں۔" پرسی فون نے جواب دیا۔

"کرو ضرور کرو۔" میں نے بدستور سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تم یہ بتاؤ کہ تمہارا بیٹے کے ساتھ کیا سلوک رہے گا؟"

"اوہ۔ میرا خیال ہے کہ وہ کرونال کا بیٹا ہے اور تمہارے بطن سے پیدا ہوا ہے اس کے بارے میں تم ہی بہتر سوچ سکتی ہو۔"

"نہیں بلکہ کیا تم نے اب بھی اپنے ذہن سے وہ نفرت انگیز خیالات نہیں نکالے جو ہمارے اور تمہارے درمیان تھے۔"

"نفرت انگیز خیالات؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"ہاں۔ میرا مقصد یہی ہے کہ تم اب بھی اپنے ذہن سے وہ ساری باتیں فراموش نہیں کر دو گے جو گزر چکی ہیں۔ کرونال مر گیا۔ تم نے قتل کر دیا لیکن میں نے اس پر کسی ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا کیونکہ وہ میرا محبوب نہیں تھا۔ میرے محبوب تم تھے لیکن اس نے ارجو کچھ ہوا وہ بس عدم اعتماد کی بنا پر ہوا تھا۔ میں اب تمہارے اوپر مکمل اعتماد کرنا چاہتی ہوں اور خود بھی..."

"ایک بات کا جواب دو گی پرسی؟"

"ہاں۔"

"کیا تم آج بھی مجھے چاہتی ہو؟"

"ہاں کیوں نہیں۔ روزِ اول کی مانند۔"

"نہیں پرسی فون یہ غلط ہے میں اس بات کو تسلیم نہیں کرتا۔ ہاں اگر تم مجھے چاہتی ہو تو میرے احکامات کی تعمیل بھی کر سکتی ہو۔"

"بسر و چشم۔ تم مجھ سے کہو اور دیکھو میں تمہارے لیے کیا کر سکتی ہوں۔" پرسی فون نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"تب میری خواہش ہے پرسی فون کہ تم اس بن مانس کو قتل کر دو۔" میں نے کہا اور پرسی فون کا چہرہ پیلا پڑ گیا۔ اس نے خوفزدہ نگاہوں سے میری جانب دیکھا اور سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گویا آج بھی تم... اس سے اتنی ہی نفرت کرتے ہو؟"

"صرف آج پرسی فون بلکہ میں ہمیشہ اس سے نفرت کروں گا۔"

"لیکن کیوں؟"

"اس لیے کہ وہ میرا نہیں کرونال کا بیٹا ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"یہ بھی کیا تم آج بھی اپنے ذہن سے یہ ساری باتیں فراموش نہیں کر سکو گے۔" پرسی فون نے سوال کیا۔

"نہیں یہ بات نہیں۔ میں اس بچے کو معاف کر سکتا ہوں پرسی فون لیکن انہیں معاف نہیں کر سکتا جو مرنے والے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"ہاں پرسی فون میں تم سے انتقام لینا چاہتا ہوں۔ زبردست انتقام۔" اچانک میرے لہجے میں شدید نفرت ابھر آئی تھی اور پرسی فون خوفزدہ انداز میں مجھ سے الگ ہو گئی۔ "گویا... گویا..." وہ چونک کر خاموش ہو گئی۔

"ہاں پرسی فون میں تم سے انتقام لینا چاہتا ہوں۔"

"گویا... گویا میں تمہیں متاثر نہیں کر سکی ہوں۔" اس نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بات یہ ہے پرسی فون کہ میں تمہیں بے پناہ چاہتا تھا۔ اگر تم اس صورت میں ہوتیں تو تمہارے بارے میں ذہن میں یہ تصور رہتا اور نہ کبھی میں اس حسین جسم سے الگ رہتا۔ حکومت کی کشش مجھے یہاں نہیں لائی تھی پرسی فون۔ میں تو تمہارے ذریعے اس حکومت کے بارے میں سوچتا تھا۔ یہ تمہاری بات ہے کہ تم نے اپنی کشش کو استعمال کیا۔ لیکن بہرصورت میں تمہیں صرف تمہاری چاہت تھی حکومت کی نہیں اور میں نے فتح حاصل کی۔ حکومت بھی اور تمہاری بھی اور پرسی فون اس کے بعد میں نے تم سے بے پناہ محبت کی لیکن اس کے جواب میں تم نے ایک ایسی شکل کا خواب دیکھا جو پوری ہونا ممکن نہیں تھی اور مجھے نفرت ہو گئی ہے اور پھر تم نے جو کچھ کیا اس کے بعد جب تم اپنی ایک غلط خواہش کی تکمیل کرنے کے بعد میں اٹھی تو تم نے کیا تمہارا خیال ہے کہ میں تمہاری کارکردگی کو تسلیم کر لوں گا۔ ہرگز نہیں پرسی فون۔ میں اس بات کا شاہد ہوں اور میرے اختیار میں بہت کچھ ہے۔ اتنا کچھ کہ اگر میں چاہوں تو اس کو نسل کر دوں مگر میں صرف سوچ رہا ہوں کہ جو اس بچے کی پرورش کی ذمے دار ہو گی لیکن میری جنگ صرف تم سے ہے۔"

"جنگ؟" پرسی فون بدستور خوفزدہ تھی۔

"ہاں جنگ۔"

"لیکن کیوں؟"

"اس لیے کہ پہلا قتل تم کر چکی ہو۔ پہلا وار تم نے کیا ہے۔"

"قتل؟"

"ہاں اعتماد کا قتل۔ اگر تم صرف میری بیوی ہوتیں۔ ایسی عورت جو صرف اس لیے میرے لیے تھی کہ میں نے اچانک آ کر تم سے حکومت حاصل کر لی تھی لیکن تم اس عورت کے بارے میں کیا سوچو گی جس کے لیے جنگ کی گئی اور حکومت اس کے بعد ہاتھ آئی۔"

"لیکن یہ بھی... آخر میں نے ایسا کون سا جرم کیا؟"

"گویا تم اب بھی خود کو معصوم سمجھتی ہو۔"

"ہاں۔ میں نے صرف اپنی خوشی کی خاطر اپنی کی بھی اور آخر تم مخالفت کرتے تو میں اس کا سودا کر ہی نہیں سکتی۔"

"گویا تم مجھے بتا رہی ہو کہ تم اپنی خواہش پوری کر رہی ہو؟"

"ہاں۔ ہم ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں تو پھر ہمیں یہ احساس نہیں ہونا چاہیے کہ ہم کس کے اعتماد کو قتل کر رہے ہیں۔ یہ چیز صرف عورت کے لیے ہوتی ہے۔ بالخصوص کسی ایسی چیز کو جو بہت اہم ہو۔ ہم جو کام بھی کسی بات کی فکر نہیں کرتے ہیں ایسی کسی چیز کو دیکھتے ہیں بات اپنے قریب لانے کی کوشش کرتے ہیں جو ہماری فطرت میں ہو۔" پرسی فون کلیسیانہ انداز میں بولی۔

"تو کیا شک ہے تمہاری پرسی فون لیکن اس کے لیے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم ایپی لش کی بیٹی ہو شاہ ایپی لش کی بیٹی جس نے طویل عرصے تک تحت الثریٰ پر حکومت کی ہے اور اس نے تمہیں بھی دلائل سکھا دیئے ہوں گے لیکن تمہارا باپ یہ بات تسلیم کرتا ہے کہ میں نے اپنی خصوصیات کی بنا پر یہ حکومت حاصل کی ہے۔"

"وہ آج بھی اس کا قائل ہے۔"

"ہاں لیکن ایک دوست کے انداز میں نہیں۔"

"آخر کیوں؟"

"اس لیے کہ اس نے تمہارے ساتھ شادی ہو کر میرے خلاف سازش میں تمہاری مدد کی ہے۔" میں نے جواب دیا۔

اور اب پرسی فون باقاعدہ رونے لگی۔ وہ بڑے معصومانہ انداز میں رو رہی تھی اور میں اس کی معصومیت کو دیکھ رہا تھا۔ واقعی عجیب عورت تھی۔ خود کو ماحول میں ضم کرنا اور اپنی جگہ بنانا جانتی تھی لیکن میرے دل میں اس کے لیے صرف نفرت تھی۔

"لیکن۔ ہمارے بیٹے تمہارے بیٹے... ذہن میں مت لاؤ۔" اس نے التجا کی۔

"میرے احکامات پر عمل کرو۔" میں نے کہا۔

"لیکن میں ماں ہوں اور یہ میری خواہش تھی میں اسے کس طرح قتل کروں گی؟"

"تمہارا خیال ہے میں تمہارے قانون سے واقف نہیں ہوں۔"

"کون سے قانون سے؟"

"شاہ ایپی لش کے قانون سے۔"

"لیکن کیا وہ قانون اب تمہارا نہیں ہے۔ اگر تم چاہو تو اس میں ترمیم کر سکتے ہو۔ اگر تم چاہو تو دوسروں کو اپنے دلائل سے متاثر کر سکتے ہو۔"

"میں نہیں چاہتا۔"

"آخر کیوں۔ اب کہ تم نے قانون کی بات کی ہے تو تم۔" اس نے پوچھا۔

"شاہ ایپی لش کی اپنی قلمرو کے ہر شخص کی جان اور مال کا مالک ہے وہ جس کو بھی اپنے تحت کسی بھی شخص کو زندگی کے بوجھ سے نجات دلا سکتا ہے لیکن خود اس کی بیوی کے بطن سے ہونے والا بچہ اس کی ملکیت نہیں ہوتا۔"

"ہاں درست ہے کیونکہ وہ ایک امانت ہوتا ہے۔"

"لیکن اس وقت تک وہ بچہ جب تک وہ خود اپنی جان کی ملکیت ہوتا ہے اور اگر وہ ماں کے ہاتھوں میں مر جائے تو ماں پر کوئی جرم عائد نہیں ہوتا۔"

"ہاں... یہ درست ہے پرسی فون کے لہجے میں پھر خوف ابھر آیا۔"

"اس لیے اسے صرف تم قتل کر سکتی ہو۔"

"لیکن تم اس کی زندگی کے دشمن کیوں ہو گئے ہو؟"

"بتا چکا ہوں کہ وہ کرونال کا بیٹا ہے۔"

"وہ میرا بھی بیٹا ہے پیکی۔ اس لیے میں اسے کبھی قتل نہیں کروں گی۔ ہاں یہ وعدہ ہے کہ اگر تمہارا بیٹا پیدا ہو گا تو میں اس پر صدقے کروں گی کہ اس جانور کو کوئی فوقیت دی جائے اس کے علاوہ تمہاری کوئی بات مجھے منظور نہیں ہے۔"

"خوب۔ اور اس کا نتیجہ جانتی ہو؟"

"کچھ بھی ہو۔"

"بہت برا ہو گا پرسی فون بہت برا ہو گا۔"

"تو میں یہ سمجھوں کہ تم مجھ سے تعاون نہیں کرو گے۔"

"میرا خیال ہے تعاون کرنے کا جواز نہیں۔ تم دیکھو گی میں تمہارے سلسلے میں پہلی بار اپنے اختیارات سے کام لوں گا۔" میں نے کہا اور پرسی فون کے کمرے سے نکل آیا۔

اور اس کے بعد دفعتاً ایک ہنگامی دور شروع ہو گیا۔ پرسی فون کے کمرے سے نکل کر میں نے سپاہیوں کو کہا کہ ایک معتبر افسر کو طلب کیا۔ اس کا نام ریاز تھا اور میری نظر میں وہ معتبر و وفادار تھا۔

"شاہ ایپی لش کی اب کیا حیثیت ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"ایک عام انسان سے زیادہ نہیں۔"

"کیا وہ لوگ اب بھی اس کے خادم ہیں؟"

"وہ میرا فرض تھا۔"

"تمہارا دوسرا فرض یہ ہے کہ اس وقت شاہ ایپی لش اور اس کی بیٹی کی نگرانی کرو جب تک میں تمہیں کوئی دوسرا حکم نہ دوں۔"

"تعمیل ہو گی۔"

"لیکن ایک ذمہ داری بھی تمہارے اوپر عائد ہوتی ہے۔"

"حکم؟" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"ایپی لش اور پرسی فون کسی طور باہر نہیں نکلنا چاہیئے ورنہ میں تمہیں قذاقوں میں شمار کروں گا۔"

"بہتر۔ میں ان پر سختی کر سکتا ہوں۔"

"ہاں۔ اگر وہ باہر جانے کی کوشش کریں۔"

"پکڑ اور لوگوں سے مدد لے سکتا ہوں؟"

"اگر ضرورت محسوس کرو۔" میں نے کہا اور اس نے گردن ہلا دی۔ بہرحال میں اس طرف سے مطمئن ہو گیا اور اگر چاہتا تو اس کو نسل کو طلب کر لیتا۔

سے مختار ہو جاتی۔ مجھ کو ایسی تخریب میں پہلے کی خواہش نہ تھی لیکن چونکہ وہ زرد کا
تب ابی پش کی ضرورت محسوس ہوئی اور ابی پش نے بہت سے شعبوں کی مدد سے شو
پاکو نسل کے حوالے کر دیا۔

خوب بند تھا چہرہ سیاہ داڑھی والا بدن سفید لمبے ناخون اور عقل
جانوروں میں تو ہر بھی سوچنے کا تھا کہ اس میں بھی پرسی فون کی کوئی چال نہ ہو
اور یہ بند سرے سے اس سے پہلے ہی نہ ہوا ہو لیکن بہر حال میں یہ بات تسلیم
کر چکا تھا کونسل کے ممبران خود حیران تھے کہ یہ ہوا کس طرح عنان حکومت سنبھالے
کا لیکن وہ سب مجبور تھے۔ ابی پش نے درخواست کی تھی کہ اسے بھی کونسل کا ممبر
بنایا جائے لیکن میں نے اس درخواست کو رد کر دیا اور اسے بھی اس کی بیٹی پرکا
کے پاس قید میں ڈلوا دیا۔

سوپر فلیسر ابکی کی حیثیت سے دن گزرتے رہے اور یہاں زندگی تھی
طویل ہوتی تھی کہ انسان دل کی ساری حسرتیں نکال لے بچپن اور بڑھاپے کا کو
تجربہ نہیں تھا لیکن جوانی خوب تھی اور حسیناؤں کی کمی نہیں تھی یہاں حالات یہ
پرسی فون کو کون پوچھتا۔ وہ تنہا زندگی گزار رہی تھی اور اس کا باپ بھی کہا تھا۔

تب ایک بار ابی پش کی درخواست مجھے ملی۔ وہ مجھ سے ملاقات کا
خواہش مند تھا۔ میں نے اسے بلوا بھیجا اور ابی پش کو ضرورت سے زیادہ
بوڑھا دیکھا اور وہ نڈھال نظر آ رہا تھا۔

"کیسے ہو ابی پش؟"

"تمہاری حکومت میں تکلیف کا شکار ہوں۔"

"اوہ کیا تکلیف ہے تمہیں؟"

"میرے لیے سب سے بڑا دکھ میری بیٹی ہے۔"

"پرسی فون؟"

"ہاں۔ میری ایک ہی بیٹی تو تھی۔ اور وہ میرے سامنے ہے۔"

"کیوں اسے کیا تکلیف ہے؟"

"وہ تم سے معافی کی درخواست کرتی ہے۔"

"کس بات پر؟"

"جس کے لیے تم نے اسے قید کیا ہے۔"

"کیا چاہتی ہے وہ؟" میں نے پوچھا۔

"تمہاری محبت تمہاری قربت۔"

"کیوں کیا اس کے خیال میں وہ پرانا شاہ دھو چکی ہے؟"

"ہاں۔ وہ اب تمہاری خدمت کر کے اپنی بقیہ زندگی گزارنا چاہتی ہے"

"لیکن مجھے اس کی خدمت درکار نہیں میں یہ کہو کہ میں پوری طرح مطمئن
ہوں۔ تحت الثریٰ کی حسینائیں میری قربت سے سرشار ہیں۔ میں ان کی زندگی
میں پرسی فون کی مداخلت نہیں چاہتا۔ ہاں پرسی فون کو اسے چاہیے کہ وہ
کونسل کو نہ رد کرتی ہے۔"

میں نے بے رحمی سے شاہ ابی پش کو واپس قید خانے میں بھجوا دیا۔ اور
پرفلیسر اس کے بعد میں نے ایک طویل زندگی اسی انداز میں گزاری۔ نہ جانے
کتنا وقت گزرا کتنی صدیاں بیت گئیں۔ میں بھول گیا تھا پرسی فون نامی

کوئی عورت بھی اس محل کے گوشے میں موجود ہے۔

لیکن ایک دن سب کچھ یاد آ گیا کونسل کی طرف سے مجھے ایک اطلاع
ملی تھی کہ ایک نوجوان مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔

"کون ہے وہ؟"

"ایک اجنبی جس کی خواہش ہے کہ وہ آپ سے ملے۔"

"لیکن اس کا مقصد؟"

"وہ آپ ہی کو بتانا چاہتا ہے۔"

"ٹھیک ہے اسے دربار میں پیش کیا جائے۔"

دربار لگا تو مجھے یاد بھی نہیں رہا تھا کہ مجھ سے کسی نے ایسی کوئی
درخواست کی ہے۔ ہاں جب دوبارہ اجازت طلب کی گئی تو میں نے اجازت
دے دی اور جو نوجوان مجھ سے ملاقات کرنے آیا اسے دیکھ کر جانے کیوں مجھے
ایک خوف کا احساس ہوا تھا۔

ایک طویل القامت گورا جس کے پورے بدن پر سنہرے بال تھے اور جس
کی چال میں بے حد وقار تھا۔ اس سے قبل کسی جانور کو اس انداز میں چلتے نہیں
دیکھا گیا تھا اور اس جانور کے ہاتھ میں ایک نیزہ بھی ہوا کرتا تھا۔

لیکن مجھے افسوس ہوا کہ اس سے قبل میں نے کیوں نہ دیکھا یہ
کوئی بڑی بات نہیں تھی اگر میں چاہتا تو کونسل کی پرورش گاہ میں جا کر اسے دیکھ
سکتا تھا۔ ہاں یہ پرسی فون کا بیٹا ہی تھا لیکن نوجوان یہ نوجوان ہی تھا سو
میں نے کونسل سے کہا۔

"کیا یہ پرسی فون کا بیٹا اور تمہاری سلطنت کا ابھرنے والا تاجدار ہے؟"
میں نے سوال کیا۔

"ہاں" جواب ملا۔

"لیکن میرے دوستو کیا تمہارے لیے یہ ایک دلچسپ تجربہ نہ ہو گا کہ ایک
جانور تمہارا حکمراں ہو بہر حال شاہ ابی پش کی بیٹی پرسی فون اس معاملے میں یکتائے
روزگار ہے اور اس نے تحت الثریٰ کی تاریخ میں ایک ایسے باب کا اضافہ کیا ہے
جس کو تم ایک عرصہ دراز تک نہ بھول سکو گے۔"

میں نے خود تو نہیں کہا تھا لیکن میری اس بات کا کوئی جواب نہ ملا تب
میں نے کونسل کے ارکان سے کہا جو کونسل کا منتظم تھا "... تم جواب
کہ یہ نوجوان کیا مجھ سے میری زبان میں گفتگو کرے گا؟"

"نہیں۔ شاہ ابکی۔ بلکہ اس نے اپنے لیے ایک ترجمان مقرر کیا ہے" بوڑھے
منتظم نے جواب دیا۔

"تو میں اس ترجمان کو چاہتا ہوں" میں نے جواب دیا اور ترجمان
کی حیثیت سے جو شخص سامنے آیا وہ میرے لیے اتنا ہی حیران کن تھا کیونکہ وہ شاہ
ابی پش تھا۔ بوڑھا ابی پش جو پہلے سے بھی زیادہ نڈھال نظر آ رہا تھا لیکن پھر بھی
اس کی چال میں وقار اور انداز میں جو تھا وہ میرے نزدیک آ کر رکا
اور جھک کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ پھر بولا۔

"میں اس کا ترجمان ہوں۔"

"خوب خوب لیکن مجھے یہ تو بتاؤ ابی پش کہ آخر تم قید خانے سے

نکل کیسے آئے؟"

"یہ ایک لمبی کہانی ہے سوز نیکی لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہیں مختصر الفاظ
میں بتا دوں" ابی پش نے کہا۔

"ہاں مختصراً میں سننا پسند کروں گا" میں نے جواب دیا۔

"جب تم نے اسے شکست دی تھی تو اس نے اپنی کوششوں کا آغاز کیا
اور جب ایک شخص ایک سلطنت کو طویل عرصے تک چلا چکا ہو اور جب وہ تخت سے
اترتا ہے تو اپنے پیچھے بہت سے مددگار چھوڑ جاتا ہے جو وقت ضرورت اس کے کام آئیں
چنانچہ پرسی فون نے اپنے مددگار تلاش کیے اور انہی کے ذریعے یہ کہ میں خود اپنے
فرائض ادا کرنے والی حکومت کے سربراہ کی تربیت کر سکوں چنانچہ مقتدر قید خانے
میں بھی ہر گز میں اپنے فرائض کو نہیں بھولا اور بالآخر میں نے تمہارے مقابل کے
نئے حکمران کو اس قابل بنا دیا کہ وہ طبقاتی کا اہل ثابت ہو سکے اور کونسل کے بہترین
اعتماد والوں میں یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب کوئی شاہ تخت پر بیٹھا ہو
اور اس کو شاید یہ بات محسوس ہو کہ اب وہ عنان حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں
اور شاہ کو معزول ہونا چاہیے تو وہ دربار میں شاہ سے ملتا ہے اور اپنی اس خواہش
کا اظہار کرتا ہے۔ سو اس وقت شاہ پر یہ فرض عائد ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے پیچھے چھوڑے
وہ حکومت کرے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ اگر وہ اسے دشمن کی نگاہ سے دیکھے
تو پھر اسے ایک اجنبی کی حیثیت سے مقابلہ کرنا ہوتا ہے اور اس سے جنگ کرے۔ سو اس
وقت یہ نوجوان اس ارادے سے یہاں آیا ہے۔ اور کیا اسے روکنے کا کوئی قانون
موجود ہے؟" ابی پش نے سوال کیا اور کونسل کے تمام ارکان اور دوسرے لوگوں
کی گہری سوچ میں ڈوب گئے۔ پھر ان میں سے ایک انتہائی بوڑھے شخص نے
جس کی عمر تقریباً سات صدیاں تھیں اعتراف کیا۔

"نہیں پرسی فون کے بیٹے کو یہی سلطنت کے ولی عہد کا حکومت
کرنے سے روکنے کا کوئی قانون موجود نہیں ہے وہ حکومت کر سکتا ہے اور اس
قانون میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں ہے" چنانچہ شاہ ابی پش کی بات پر سبھی نے
اتفاق کیا اور میں نے یہ چاہا کہ یہی محسوس کیا جیسے کہ میں تنہا رہ گیا ہوں۔

میرے ارکان دربار جو میرے ممنون تھے اس قانونی بات پر خاموش ہو گئے
ظاہر ہے ان کے پاس بولنے کی کوئی بات موجود نہیں تھی لیکن میں تو یہ جو تم
جل سا گئے کہ پتا بنا بی ایسی تمہارا ذکر تھا اس لیے ابھی کے سوال کا جواب تب
پھر سوال کیا ایک پوچھنے لگے مجھے۔

"تو ابی پش تم کیا چاہتے ہو کیا اس نوجوان کو تم بنا کر تسلیم کر کے
عنان حکومت اس کے حوالے کر دیا جائے یا پھر اس سے جنگ کر کے پوچھا جائے"

"وہ تم خود طے کرو۔ ایک جانور جو جنگل میں رہتا ہے دوسرے کی
سازش کے تحت مسلسل کر کے ایسی تربیت دی گئی ہے کہ وہ انسانوں کی مانند
چل سکے اور شاید جنگ بھی کر سکے لیکن کیا وہ تمہارے مقابلے کے قابل ہے؟"

میں سوال اس لیے کر رہا ہوں کہ اس وقت بہت سے لوگوں کی آنکھ تھی بہت
چھوٹا تھا اور اس وقت جبکہ میں نے غور سے اس کو دیکھا تھا پرسی فون نے
ایک ہی مخلوق کو جنم دیا ہے جو اس سے پہلے کسی عورت نے نہیں جنا لیکن جب
اسے رائج ہے تسلیم کر لیا گیا اور اس کے بعد کوئی ولی عہد منظر عام پر نہیں آیا

تو پھر سارے حقوق اس کے نام پر منتقل ہو جاتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ اگر
وہ حکومت نہ سنبھال سکے تو پھر کوئی دوسری شخصیت اسے قتل کر کے اس کی
جگہ حاصل کرے جو بہت ہی مشکل ہے۔ اور اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ میں اس
جانور اس بن مانس کو خود اپنے ہاتھ سے قتل کر دوں۔ چنانچہ میں نے کھڑے ہو کر
اس بات کا اعلان کیا کہ میں ایک اجنبی کی حیثیت سے اس جانور سے جنگ کروں
گا اور خاص طور سے اس لیے بھی کہ وہ میرا تیس کونسل کا ہی بیٹا ہے اور پرسی فون کے
گناہوں کا پھل۔ سو اس بات کے اعلان ہو سکتا تھا چونکہ سارے معاملات
تھے اور کوئی تیج نہیں تھی اس لیے یہ بات طے ہو گئی۔

لیکن میرے ذہن میں سخت نفرت تھی۔ میں بہت سے لوگوں سے
متنفر تھا لیکن مجبوری تو یہ تھی کہ ان میں سے کسی نے بھی کوئی غلطی نہیں کی۔ یقین کیجئے میں اس دوران
بھی سوچ رہا تھا کہ ابی پش کو بالکل بھول جانا ہے مجھے نہیں معلوم تھا کہ ابی پش میرے
خلاف کوئی سازش کر رہا ہے۔

بہر حال چونکہ سارے کام مقامی قانون کے مطابق ہوتے تھے اس لیے
کسی خاص کوشش کی گنجائش نہیں تھی۔ اس وقت ابی پش اور پرسی فون ایک
فریق بن گئے تھے اعلان کی آخری مرحلہ بھی۔

چونکہ میں نے اپنی شکست بہت پر تبصرہ کرنے کے لیے انہوں نے جگہ قبول
کر لی تھی اس لیے کوئی اور بات نہ ہو سکی سوائے اس کے کہ جنگ کے وقت کا تعین
کیا جائے۔ اس وقت میرے دوست ابکین نے مجھ سے ملاقات کی اور یہاں ہم
دونوں تنہا تھے۔

"تم نے دربار میں اس گوریلے سے جنگ قبول کر لی؟" ابکین نے پوچھا۔

"ہاں ابکین۔"

"لیکن کچھ باتیں باقی ہیں۔"
"کیا؟"
"کیا تم اس سے کشتی لڑو گے؟"
"کیوں؟"
"وہ بند فنون جنگ کے بارے میں کیا جانتا ہو گا؟"
"یہ بات تو وہی بتا سکتے ہیں جو اسے شکست دینا چاہتے ہیں ورنہ میں نے ایک خاص بات ضرور محسوس کی ہے۔"
"کیا؟"
"اس کی حرکات انسانوں ہی جیسی ہیں۔"
"ممکن ہے وہ فن جنگ سے واقف ہو۔"
"میں بالکل پر امید نہیں ہوں، باہون، جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا۔"
"ویسے وہ کوزال کا بیٹا ہے اور میں اس بات سے واقف ہوں۔"
"میں اب بھی تمہاری کامیابی کا خواہاں ہوں لیکن تمہاری تنہائی کی ایک بات مجھے پریشان کر رہی ہے۔"
"وہ کیا؟"
"مجھے خوب یاد ہے کہ ریسی فون کا جادوگر عاشق، اس نے جو پیشگوئی کی تھی وہ درست ثابت ہو رہی ہے۔"
"ممکن ہے باہون، وہ مجھے بھی یاد ہے لیکن اس کے باوجود میں پریشان نہیں ہوں۔ میں اسے بھی ... شکست دوں گا۔" میں نے کہا اور باہون گردن ہلانے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ چلا گیا۔

پھر آخر وہ وقت آ گیا جب ایک بار پھر میں اپنی پسندیدہ جگہ پہنچ گیا یعنی میدان جنگ جس میں خونخوار گوریلا میرے مقابلے پر موجود تھا ... نوجوان لڑکی کی مانند اور اس بات پر ... کہ اس کے ہاتھ میں ایک وزنی کلہاڑا تھا۔ کلہاڑا دیکھ کر میرے بدن میں جھرجھری آ گئی۔

میں نے دوسرا کلہاڑا طلب کیا لیکن اتنا وزنی کلہاڑا دوسرا موجود نہیں تھا اور جنگ کا وقت قریب آ گیا تھا۔ میں نے اپنی قوتوں کو آواز دی لیکن ... وہ ... نہ پا سکا، اور میرے مقابل نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ میری چھوٹی سی تلوار ... سے بنی ہوئی تھی اور بلاشبہ وہ فنون جنگ میں ماہر تھا۔ ایک جانب ... اس کی بہت بلند ... تھا اور دوسری جانب اس پر ... ہوئے میدان میں گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی۔

اس وقت مجھے احساس ہوا کہ میں بالکل ... ہوں اور اس کیفیت نے مجھے سخت جھنجھلا دیا تھا۔ پھر گوریلے نے کلہاڑے کا ایک بھرپور ہاتھ میرے سر پر مارا۔ اور کلہاڑا میرے بدن میں نیچے تک اتر گیا۔ میرے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اور چاروں طرف شور بلند ہوا کہ گوریلے نے فتح حاصل کر لی تھی۔

لیکن ... میں زمین پر نہیں گرا۔ میرے دونوں حصے ... ایک سمت چل پڑے۔ تب میں نے دور سے باہون کو دیکھا وہ میری جانب آ رہا تھا۔ اور اس نے میرے بدن کے ایک حصے کو ...

کر پیچھے گرا دیا۔ اور دوسرے حصے کو خود سنبھال لیا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔
"باہون۔" میں نے اسے آواز دی۔
"آگے بڑھو۔"
"لیکن ..." میں نے کہا اور اچانک میری آواز بند ہو گئی۔ ایک خوبصورت بہشت جیسی وادی میری نگاہوں میں آ گئی اور تیز ہواؤں کے شور کے ساتھ منظر بدلتے گئے۔ تب میں نے دیکھا میرا ہاتھ سلاؤس کے ہاتھ میں تھا۔
"سلاؤس!" میں نے آواز دی۔
"ہاں۔" سلاؤس مسکرایا۔
"یہ۔ یہ سب۔" میں نے تعجب سے چاروں طرف دیکھا۔
"کیوں۔ واپسی کا خیال نہیں تھا؟" اس نے مسکرا کر پوچھا۔
"اوہ۔ تو کیا ہم۔ ہم۔ لیکن تم کہاں تھے؟"
"کیا مطلب؟"
"کیا ہم ماضی کے سفر سے واپس آ گئے؟"
"ہاں۔ اس دور کی کہانی ختم ہو گئی یعنی ریسکی کی کہانی۔ اس کی شکست کے بعد گوریلا یہاں کا حکمران بنا۔ اور وہ اس کی حکومت تھی۔ اگر تم چاہو گے تو تمہیں اس دور حکومت کی سیر بھی کرا سکتا ہوں۔"
"اوہ۔ سلاؤس۔" میں نے پیشانی مسلتے ہوئے کہا۔
"کیوں پسند نہیں آئی ماضی کی یہ کہانی؟"
"بڑی دلکش تھی۔ آہ میں ان داستانوں کو کبھی نہ بھول سکوں گا ... لیکن سلاؤس۔"
"ہاں کہو۔"
"تم کہاں تھے؟"
"کیا مطلب؟"
"کیا ماضی کے اس سفر میں تم میرے ساتھ نہیں تھے؟"
"کیوں نہیں؟"
"کہاں تھے؟"
"تمہارے ساتھ۔"
"میرے ساتھ کہاں؟"
"تمہارے دوست باہون کی شکل میں ... تمہارے ساتھ تھا۔ کیا وہ ... نہیں تھا جو تمہارے نزدیک تھا؟"
"تو تم باہون ... ہاں، تو تم میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے لائے تھے کمال ہے میں نے ایک بار بھی اس بات پر غور نہیں کیا۔ واقعی تم تو قدم قدم پر میرے ساتھ تھے اور خوب تھا تحت الثریٰ کا ماضی، واقعی دلکش ترین لیکن کچھ باتیں میرے ذہن میں اب بھی الجھی ہوئی ہیں۔" میں نے ... انداز میں کہا۔
"مثلاً؟"
"گوریلے سے جنگ کے دوران میں اپنی صحیح قوتوں کا استعمال نہیں

کر سکا تھا؟"
"ہاں مجھے اندازہ ہے۔"
"کیوں؟"
"اس لئے کہ ماضی کبھی نہیں بدلتا۔ اور کہانی یہیں ختم ہوتی تھی۔ اس لئے کہانی میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں تھی۔"
"اس کا مطلب ہے کہ ماضی ... پر بھاری ہے؟"
"ہرگز نہیں کاس۔ تم حال میں تبدیلی کر سکتے ہو ماضی جو گزری ہوئی چیز ہے اس لئے اس میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں ہو گی۔"
"اوہ۔" میں نے گردن ہلائی۔ "ٹھیک ہے لیکن ریسکی کی حیثیت سے بعض اوقات میں خود بے بس ہو گیا تھا۔"
"اس کی وجہ بھی یہی ہے۔ اس کے علاوہ اگر تمہارا ذہن بعض چیزوں کو قبول نہیں کرتا تو اس کی بھی ایک خاص وجہ ہے۔"
"کیا؟" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔
"مثلاً تم اس بات پر مطمئن ہو کہ ریسی فون نے کوزال سے سارے تعلقات کیوں ختم کر لئے؟"
"ہاں یہ بھی کہانی کی ایک بنیادی ضرورت ہے۔"
"نہیں، ... یہی تحت الثریٰ کے قانون میں ہے کہ کوئی اہم بات نہیں تھی ... گوریلا جیسی ... پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا اور اس کی یہ صلاحیت ... نے چھین لی تھی۔"
"اوہ عجیب ہے۔ ویسے سلاؤس ... میرے لئے بڑی دلکش تھی ... میں نے ... پایا۔"
"ہاں ..." سلاؤس ہنستے ہوئے بولا "بہرحال مجھے خوشی ہے کہ میری یہ کوشش تمہارے لئے پسندیدہ رہی۔ اب کیا ارادہ ہے؟"
"تمہیں چھوڑنے کا کیا سوال ہے سلاؤس اور ابھی تو بہت سی ... باقی ہے لیکن میرا خیال ہے اب مستقبل کا کوئی ذریعہ تلاش کیا جائے۔"
"بہت خوب۔" سلاؤس مسکرایا۔
"کیوں؟"
"مستقبل تمہارے لئے ابھی ... وہ وقت جو ابھی تک نہیں آیا۔ اور جو انسانی صدی چیزوں سے مختلف ہے۔ مسائل نئے ماحول نیا طرز۔ تم ماضی میں بہت کچھ دیکھ چکے ہو ... کا اندازہ ہو جاتا ہے۔"
"یہی نہیں ... سلاؤس ... میری زندگی کس انداز کی ہے اس لئے میں مستقبل دیکھنا چاہتا ہوں۔"
"مجھے اعتراض نہیں ہے لیکن اس کے لئے ہمیں بہت سی تیاریاں کرنا ہوں گی، ایک وقت کا تعین کرنا ہو گا۔"
"بس ٹھیک ہے تیاریاں شروع کر دو۔" میں نے کہا اور سلاؤس گردن ہلانے لگا۔

تحت الثریٰ

کا مرتب، ماضی، حال اور مستقبل کو ... اپنے کام میں ایسا مصروف ہو گیا اور میں اس کی دانش گاہ میں وقت گزارنے لگا۔ یہ دانش گاہ میرے لئے کھلی ہوئی تھی۔ اور بڑے مدبر نے مجھے اس کی تمام تر دلچسپی سے آگاہ کر دیا تھا۔

بلاشبہ یہ ایک ایسے انسان کے لئے اس طلسمی دنیا میں کوئی دلچسپی نہیں تھی جو علم و فن سے متاثر ہونے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اور اسے دنیا کی عام باتوں سے دلچسپی ہو۔ لیکن میری نگاہ ... صدیاں بیتیں اور میں نے انسان کی ترقی و تنزل کا بار بار مشاہدہ کیا تھا۔ اس لئے ... فنی پیچیدگیاں میرے لئے ... دانش گاہ میری فطرت کے لئے بے حد سکون بخش تھی اور اسے دیکھ کر میں نے سوچا تھا کہ اگر انسان ... کچھ بننا چاہے تو اسے اپنی تلاش کے لئے ایسا ہی کوئی فن کدہ تعمیر کرنا چاہیے۔

میں نے بڑے سلاؤس کو اس کے کام کے لئے چھوڑ دیا اور خود اس کی تخلیقات کا مشاہدہ کرنے لگا۔ پھر جب اس کام سے ... میری طبیعت اکتا گئی تو میں نے اپنی کتب اٹھائیں اور ... تحت الثریٰ کے بارے میں تحریر کرنے لگا۔

اور پروفیسر جب اس کہانی کا اختتام لکھنے لگا تو اچانک مجھے ایک انوکھا احساس ہوا۔ میں اس کہانی میں موجود تھا۔ ہاں پروفیسر صدیوں کی اس عظیم ... میں کہیں کوئی ... تو نہیں تھا جہاں اپنی شکست خوردہ ہو کر ختم ہوا ہوں۔ ... اب مجھے بہت برا معلوم ہوا کہ اس میں میری ذات تشنہ تھی اور اس تشنگی کا مجھے شدت سے احساس ہونے لگا۔ سو میں نے سوچا کہ یہ اب عمل ہی ہونا چاہیے۔

تب مجھے بڑے سلاؤس کے وہ الفاظ یاد آئے۔ اس نے کہا تھا اس دور کی کہانی ختم ہوئی۔ گوریلا یہاں کا حکمران بنا اور وہ اس کی حکومت تھی۔ تم اگر چاہتے ہو تو تمہیں اس دور کی حکومت کی سیر کرا سکتا ہوں۔

اور میں نے اس کی بات پر توجہ نہیں دی تھی ... مستقبل کی سیر کے لئے تیار ہو گیا تھا آخر کیوں۔ میری سرشت میں یہ تبدیلی کیوں ہوئی تھی۔ میں تو صدیوں کا امین تھا اور اس طویل زندگی میں کوئی واقعہ ایسا نہیں تھا جہاں مجھے شکست ہوئی ہو۔ اور ... شکست نہیں ... سکتے۔ پھر یہ تبدیلی کیوں۔

اور اچانک مجھے احساس ہوا جیسے میرے خلاف کوئی سازش کی گئی ہو۔ جیسے خود میری ذات پر کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ضرب لگائی گئی ہو اور یہ ضرب لگانے والا سلاؤس تھا۔ آخر وہ مجھے اس وقت واپس کیوں لے آیا، جب ریسکی کی حیثیت سے میری موت واقع ہو گئی یقیناً وہ وقت واپسی کے لئے مناسب نہیں تھا۔

بڑے سلاؤس کے لئے میرے دل میں ایک داغ آ گیا۔ حالانکہ ... طبیعت اس کی لگن اور اس کے خلوص کی طرف سے میں مشتبہ نہیں تھا لیکن یہ بات سوچی جا سکتی تھی۔ خود سلاؤس علم و فن کا شہنشاہ تھا لیکن ... میری تھی وہ اس کو نہیں تھی۔ اور ... یہاں آ کر اس کی کسی ... لیکن

ملی ہو، لیکن پھر میرے ذہن نے پلٹا کھایا، اس شخص کو قصور وار سمجھ لینا مناسب نہیں ہے۔ ممکن ہے یہ محض اتفاق ہو۔ بات اس کی نیت کی تھی، اور اس سلسلے میں میرے دوست ستارے میری الجھن دور کر سکتے تھے۔

چنانچہ میں نے ان سے مدد لی اور ستارے میرے اس خیال پر [illegible] لگے۔ پھر انہوں نے میری رہنمائی کی اور مجھے بتایا کہ سلاؤس ایک سیدھا سچا مخلص انسان ہے۔

"لیکن میری ذات ۔۔۔؟"

"ماضی کی تشریح حقیقت" ستاروں نے جواب دیا۔

"میری کتاب کا سیاہ باب"

"حالات کی تشنگی"

"مگر کہانی کی تکمیل کی جائے"

"ایک سچے تاریخ داں کو کہانی ادھوری نہیں چھوڑنا چاہئے۔ کیونکہ یہ کتاب رہنما کتاب ہے اور تمہاری کہانی روشنی کا راستہ ہوگی۔"

سو غلط نہیں کہا تھا میرے دوستوں نے۔ اور چونکہ میرا دل صاف ہو چکا تھا اپنے عزیز دوست سلاؤس کی جانب سے ۔۔۔ سو میں نے اسے الجھانا مناسب سمجھا اپنے مسئلے میں اور پہنچ گیا دانش گاہ میں ان علوم کے لئے جو میرے لئے اجنبی تھے اور جو میرے لئے بے پناہ متاثر کن تھے۔

اور انہیں دیکھ کر میں نے سوچا تھا کہ نہ تو وقت محدود ہے اور نہ انسان۔ اور ہر دور میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں جنہوں نے اتنا کچھ کیا ہے جو ان سے پہلے لوگوں نے نہیں کیا تھا۔

سلاؤس شاید ابھی اپنے اس عمل میں کامیاب نہیں ہوا تھا جس میں وہ کوشاں تھا۔ سو اس نے مجھے مسکراتے ہوئے دیکھا اور خوش اخلاقی سے میری جانب دیکھ کر بولا۔

"آؤ میرے عظیم دوست آؤ۔ تو کیا تم دانش گاہ کے ماحول سے ہٹ کر کسی انسان کی تلاش میں چلے گئے ہو؟"

"نہیں سلاؤس، ظاہر ہے تمہارے عزیز کے آگے کوئی پابندی نہیں تھی۔ البتہ ایک مسئلہ میرے عزیز کا آپڑا ہے۔"

"وہ کیا؟" سلاؤس نے پوچھا۔ لیکن میں نے اپنی بات جاری رکھی تھی۔

"جہاں تک بات رہی تمہاری دانش گاہ کی تو میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ یہ آگے آنے والی جگہ نہیں ہے جس کا اعتراف میں نے بارہا کیا ہے۔ اور یہاں رہ کر وہ تمام علوم و فنون با آسانی حاصل کئے جا سکتے ہیں جو باہر کی دنیا میں سخت جنگ و جدل کے بعد حاصل کئے جا سکتے تھے۔ چنانچہ اس دانش گاہ سے آگہی کا تذکرہ کر کے اس کی آزمائش کی اور وہاں ایک مسئلہ مجھے تمہارے پاس لے آیا ہے۔"

"اوہ۔ کہو میرے دوست کیا مسئلہ ہے؟" سلاؤس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بابا سلاؤس، ماضی کی کتاب میرے ان کارناموں سے بھری پڑی ہے جو میں نے صدیوں میں انجام دیئے۔ اس کتاب میں میری برتری کی توصیف ہے۔ گویا کتاب میری تحریر ہے۔ لیکن یقین کرو میں نے ایک سچے اور منصف تاریخ داں کی حیثیت سے اس میں کوئی تحریف نہیں کی ہے جو میں نے وہ سب کچھ اس میں لکھا ہے جو حقیقت تھا اور اس کتاب میں دور کے ان بہت سارے واقعات کو نظر انداز بھی کیا ہے جو میری نگاہوں سے پوشیدہ رہ گئے تھے لیکن میں انسان ہوں۔ اور میں نے کلی طور پر ان کو دیکھا اور ان سے مس کرتا ہوا گزر گیا۔

لیکن بابا سلاؤس ان سامنے واقعات میں کہیں کوئی ایسا دور تو نہیں ہے جہاں کہیں میری شکست کا تذکرہ ہوا ہو ۔۔۔ تو پھر یہ کیسے ہوا کہ اس لڑکے جازر نے سیکڑوں برس کے دور گزرنے کے بعد ان تمام ٹکڑوں کو سمیٹ کر واپس حال میں لے آئے؟"

ادھر وہ غور سے میری شکل دیکھ رہا تھا۔ غالباً اندازہ لگانا چاہتا ہوگا کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔ تو شاید اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا اور وہ کوئی ایسا منتخب لفظ تلاش کرنے لگا جس سے اپنی کیفیت کی وضاحت کرے۔ لیکن میں نے اس کی الجھن دور کرنا مناسب سمجھا اور اسے زیادہ تشویش میں مبتلا کئے بغیر میں نے کہا۔

"دو میرا مقصد یہ ہے کہ اس کے بعد کی کہانی ہم تشنہ [illegible] چھوڑ آئے گا ہم ماضی میں کچھ اور آگے نہیں بڑھ سکتے تھے؟" میں نے سوال کیا۔

"مثلاً کہاں تک؟"

"وہاں جہاں اس لڑکے جازر کی کہانی ختم ہوتی ہے۔"

"شاید میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا میرے دوست کہ اگر تم چاہو تو میں تمہیں اس دور کی سیر بھی کرا سکتا ہوں۔"

"ہاں تم نے کہا تھا لیکن میں نے اس پر غور نہیں کیا تھا۔ اور جب میں اپنی کتاب لکھنے بیٹھا تو میں نے محسوس کیا کہ میری کتاب میں کوئی ایسا سقم رہ گیا ہے جو اگر میں نے مکمل نہ کیا تو کتاب کا یہ باب ہمیشہ تشنہ رہے گا۔ چنانچہ میں اس تشنگی کو مٹانے کا خواہشمند ہوں ۔۔۔ اور اس سلسلے میں تم سے یہی کہنا چاہتا ہوں کہ کیوں نہ ہم اس دور میں چلیں جہاں میرے دور گزرنے کے بعد جازر نے اپنی حکمرانی قائم کی تھی۔"

"اوہ۔ گویا تم مستقبل کی سیر کا ارادہ ترک کر چکے ہو۔۔۔؟" بابا سلاؤس نے سوال کیا۔

"نہیں میں یہ سارا دورہ ترک کرنے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتا۔ میری کتاب کی تشنگی مجھے اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ میں اس دور کی کہانی کو مکمل کروں اور بابا سلاؤس میں اس کتاب میں کوئی کمی نہیں چھوڑنا چاہتا۔"

"تب ٹھیک ہے۔ میں جس حد تک کوششیں کر چکا ہوں، انہیں پس پشت ڈال دیتا ہوں اور تمہیں ماضی کے اس دور میں لے جاؤں گا جو شروع کرنا چاہتا ہوں، جہاں سے تمہاری کہانی ختم ہوئی تھی۔ مگر یہ بات ذہن میں رکھو کہ ماضی میں کوئی تحریف ممکن نہیں ہے۔ جس طرح تم اپنی کتاب میں کوئی تحریف نہیں چاہتے۔ اس طرح اگر ہم وقت میں کوئی تحریف کرنا چاہیں تو نہیں ہو سکتا۔ مگر جب کہ لال کے بیٹے نے اپنے باپ کو قتل کیا ہو اس کا خون بہہ رہا تھا لیکن اس کا باپ مر چکا تھا۔ اس کے بعد [illegible] کی کہانی ختم ہو چکی۔ اور اب ہم [illegible] کو زندہ کر کے اس کے بیٹے پر [illegible] نہیں سکتے [illegible] ماضی کی گروہ [illegible] ہو جائے وہاں اس کی واپسی ممکن ہوتی ہے۔"

"تو پھر اس کتاب کا باب مکمل کیسے ہوگا؟" میں نے سوال کیا۔

"کردار ۔۔۔ بے شمار کردار ۔۔۔ ہاں اگر تمہارے دل میں انتقام کی آگ ہے تو میں تمہیں پہنچا سکتا ہوں ماضی کے سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتا۔"

"لیکن یہ تمہاری دنیا کی کہانی ہے تخت الشرق کی کہانی۔ کیا تم اس محل سے بھی واقف نہیں ہو؟"

"بہت معمولی طور پر۔ میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا کہ اس کی حکومت تھی اس ملک پر۔ اور میں نے صرف اس کے بارے میں سنا تھا۔ ماضی کے اس دور میں میں نے کبھی نہیں جھانکا۔ لیکن اگر تم چاہو تو ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے بابا سلاؤس، میں ابھی اس دور میں جانا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا۔

"اور میرے لئے مشکل ہوگا [illegible] صورت میں تبدیلی کہیں اسی ماحول میں پہنچا سکتی ہے؟" سلاؤس پر خیال انداز میں بولا۔ "لیکن تم اس کردار کی بات کر رہے تھے۔ جسے میں تمہیں اس دور میں پہنچاؤں؟"

"ہاں۔ میں نے تمہیں بتایا [illegible] اس دور کا کوئی کردار تلاش کریں گے [illegible] کے بعد خود کو اس میں ضم کریں گے لیکن وہ کردار بہت پہلے [illegible] نہیں ہو سکتے۔ [illegible] جو اس کے بیٹے کا تھا اور اس نے تخت الشرق پر حکومت کی تھی۔ [illegible] لیکن اس دور میں جب اس لڑکے نے تخت الشرق [illegible] حکومت کی تو کوئی [illegible] شاید یہی وجہ ہے اس کی کہانی ادھوری [illegible] ہے۔" بابا سلاؤس بولا۔

"ہو سکتا ہے کہ ہم کسی خصوصی کردار [illegible] ماضی میں سفر نہیں کر سکتے؟" میں نے سوال کیا۔

"اس کی ضرورت بھی کیا ہے بابا ۔۔۔ اور تم کیوں چاہتے ہو کہ ایک ایسے انسان کی حیثیت سے کسی لمبے دور میں داخل ہو جو اپنے طور پر ایک مکمل شخص [illegible] بعض اوقات مشاہدے کے لئے تماشائی بننا ضروری ہوتا ہے اور اس تماشائی کی حیثیت سے کسی بھی ماحول کا [illegible] لطف اٹھایا جا سکتا ہے۔ تو کیوں نہ ہم خود کو جب ماضی کے [illegible] وقت کی [illegible] تو نہیں ہے کہ ماضی یا مستقبل کا سفر کرنے کی صورت میں خود کو کسی کردار کا رنگ بھی دیا جائے۔"

میں سوچ میں ڈوب گیا۔ بات درست تھی۔ ابھی میری کتاب ادھوری تھی اور کتاب کا وہ باب جہاں باپ قتل ہو گیا تھا۔

لیکن [illegible] ذہن میں ایک خیال آیا تھا اور یہ [illegible] خیال تھا یہ۔ جب ہم کسی کی [illegible] لیکن حقیقت ہے کہ ماضی کی اس کتاب میں جو کچھ بھی [illegible] تحریف کا قائل نہیں رہا۔ اور [illegible] کہانی ہے [illegible] میں نے جب اس کو تحریر کر دیا۔ کہیں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

سو [illegible] کوئی بات نہیں [illegible] کوشش کر رہا ہوں۔ تم [illegible] کتاب میں کوئی کہانی [illegible] کے بعد کی کہانی بھی مل جائے گی۔

گویا میں نے ماضی کی تلاش ضروری [illegible] جرم نہیں کی۔ چنانچہ میں نے یہ سوچا [illegible] سلاؤس کے [illegible] سفر کیا جائے اور کوئی ایسا کردار [illegible] جو کوئی خاص حیثیت رکھتا ہو [illegible] انتقام [illegible] کی کوشش کی جائے جو میرے ذہن میں پوشیدہ ہے۔

اور یہ فیصلہ کرنے کے بعد میں مطمئن ہو گیا اور میں نے اس کا اظہار سلاؤس سے بھی نہیں کیا کیونکہ [illegible] سب کچھ [illegible] چاہتا تھا۔

گفتگو [illegible] سلاؤس [illegible] اور پھر [illegible] واپس چلا گیا [illegible] میں نے اس سے [illegible] یقین تھا کہ وہ اپنی سوچ [illegible] بدل دے گا۔ [illegible] میں نے اس شخص پر شک کیا تھا۔

[illegible] انتظار نہیں کرنا پڑا۔ سلاؤس نے [illegible] خوش ہو گیا [illegible] تم سے کہا تھا کہ [illegible] اس کے بعد کا وقت [illegible] زیادہ وقت نہیں ہوگی۔ چنانچہ [illegible] کیا تم تیار ہو ۔۔۔؟"

"ہاں میں تیار ہوں۔"

"اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ابھی تک ہم نے کسی کردار کا انتخاب نہیں کیا ہے۔ لیکن وقت کی لہریں ہمیں جہاں پہنچائیں گی ہم اس ماحول کو قبول کر لیں گے۔"

"مناسب۔"

"گویا ہم نے خود کو حوادث کی تحویل میں دے دیا ہے۔ اور تم اس کے لئے پوری طرح تیار ہو؟"

"تم بار بار یہ سوال کیوں کر رہے ہو سلاؤس؟"

"اس کی ایک خاص وجہ ہے۔"

"کیا؟"

"ان حالات میں تمہیں اپنے ذہن سے ہر تحفظ کا خیال نکال دینا چاہئے گویا تمہیں اس بار ایسے حالات بھی پیش آ سکتے ہیں جو ناخوشگوار ہوں۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟"

"بس شاید یہ بھی مقصد تھا۔" سلاؤس نے کہا۔ اور ہم اپنی سوچ میں گم ہو گئے۔ تب سلاؤس نے کسی زاویے کا انتخاب کیا اور ماضی کی جو تاریکی ہمارے بدن کو چھپائے تھی۔ ہمارا ذہن منتشر ہوا اور ہم وقت کی ... [illegible]

پھر جب ہم اپنے ذہنوں کے ذریعے [illegible] تو نہ جانے کہاں سے بہت سا بوجھ ہمارے بدن پر آ پڑا۔ اور میں نے اپنے ساتھی سلاؤس کو دیکھا تو اس کی شکل بدلی ہوئی تھی۔ ایک نوجوان آدمی تھا اور بڑا خوبصورت نظر آ رہا تھا۔

"تم ... تم سلاؤس ہو؟" میں نے اس سے پوچھا اور اس نے کھوئی کھوئی نگاہوں سے مجھے دیکھا۔

"نہیں میرا نام نوراس ہے۔" وہ آہستہ سے بولا۔

"نوراس ... لیکن میرے نزدیک تو میرا دوست سلاؤس تھا۔"

"وہ ... وہ ... تم پھر خوابوں میں بھٹک گئے ہو۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

مجھے دیکھتے ہی وہ لوگ دیوانگی کا شکار ہو گئے تھے۔ وہ بری طرح مجھے پیٹ رہے تھے۔ ان کے ایک ساتھی کی لاش ان کے سامنے پڑی تھی۔ وہ سب بڑی بات پر تھی کہ ان سارے قیدیوں کو اپنی قوت بازو سے کنٹرول کرنا بڑا مشکل کام تھا۔ وہ صرف اپنی ساکھ رکھتے تھے۔ اور شاید اس بات کا خوف بھی کہ قیدیوں کو اس بے پناہ تعداد کو وہ اپنے ساتھ رکھیں اور ان کی پارٹی پر کوئی آنچ آئے کسی قیدی کو بغاوت کی، تو انہیں پر سزا دی جاتی کہ دوسرے قیدیوں کو اس سے عبرت حاصل ہو۔ چنانچہ ان پر ہی دیوانگی طاری تھی جیسی اس لڑکی پر، جب اس نے مجھے مارنے کی کوشش کی تھی۔ وہ بے چارہ اس کے لئے نقصان دہ ثابت ہوئی تھی۔ اب اس کا سر پاش پاش ہو چکا تھا اٹھنے والے ہاتھ بے جان پڑے تھے۔ یہ منظر نہ صرف میرے لئے کشش رکھتا بلکہ بے حد دلچسپ بھی تھا۔

اور پروفیسر، جانے کیوں اس بار میری طبیعت میں ایک عجیب سا جوش تھا۔ بے پناہ سرور حاصل کر رہا تھا۔ عجیب سی کیفیات مجھ پر طاری تھیں۔ شاید میں سوچ رہا تھا کہ میں ماضی کا باغی ہوں، اور ماضی سے بغاوت کر رہا ہوں۔ مجھ پر طاری تھی، میں چاہتا تھا کہ قدیم تاریخ کے ماضی میں شامل ہو کر ایسے دلچسپ کارنامے انجام دوں کہ جنہیں ماضی کی تاریخ میں کوئی مقام حاصل نہ ہو۔ لیکن یہ ممکن کر سکوں کہ ماضی میں تبدیلی کرنے کا باعث ہوں۔ میں نہیں جانتا تھا کہ کس کردار کو میں نے اپنایا تھا اس کی اہمیت کیا تھی۔ اس میں کیا خوبیاں تھیں اور کیا خامیاں۔ اور نہ ہی میرا دوست سلاوس اس کردار کے بارے میں کچھ جانتا تھا۔ لیکن بہر صورت مجھے بھی اس کردار کی خوبیوں اور خامیوں سے کوئی زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ میں تو صرف اپنے من کی باتیں کرنا چاہتا تھا۔

اور پروفیسر، میں نے محافظوں کا تماشا دیکھا کہ وہ مجھے مارنے پر آمادہ ہو گئے۔ اور پروفیسر جب میرے متعلق اس بات پر آمادہ ہو جاتے ہیں تو موت تو انہیں کو ہوتی تھی۔ چنانچہ میں نے ان میں سے دو کو آڑے ہاتھوں لیا۔ ان کے سر آپس میں اتنی زور سے ٹکرائے کہ ان کے بھیجے باہر نکل پڑے۔ محافظ چیخ پڑے تھے، اور اب وہ اپنے ہتھیار لینے کے لئے دوڑ پڑے تھے۔ اور چند ساعت کے بعد وہ تلواریں اور کلہاڑے لے کر میرے سامنے آ گئے۔

میرے بدن پر چاروں طرف سے تلواروں کے وار ہوئے اور یہاں بھی میں نے اپنی انفرادیت برقرار رکھنے کی کوشش کی۔

میں نے ان میں سے دو آدمیوں کو پکڑ لیا اور پھر انہیں اس طرح گھمایا کہ تلواریں میرے بدن پر پڑنے والی تھیں وہ ان کے اپنے ہی ساتھیوں کے بدن کے ٹکڑے کر گئیں۔ تب مرنے والوں کی تلواریں میرے ہاتھ میں آ گئیں اور میں نے وہ دونوں تلواریں سنبھال لیں۔

قیدی بھی اپنے اپنے کام چھوڑ کر کھڑے ہو گئے تھے، اور پروفیسر جب میرے ہاتھ میں ہتھیار ہوں، اور سامنے صرف تھوڑے سے آدمی، تو پھر ان میں سے کوئی میرے سامنے نہیں رہتا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد لاشیں ہی لاشیں

میرے سامنے پڑی تھیں۔

ایک عجیب سا بے ہنگم سا شور تھا۔ تمام قیدی عجیب نعرے لگا رہے تھے۔ لیکن ابھی تک میدانوں میں کام کرنے والے آدمیوں کو یہ جرأت نہ ہوئی تھی کہ وہ دیوانے کی طرح محافظوں سے کوئی مقابلہ کرتے۔ چنانچہ جو قریب و جوار میں تھے وہ خوشی سے چیخ رہے تھے: "ہم آزاد ہیں۔ ہم آزاد ہیں۔ ہمارا نگران اب کوئی نہیں ہے۔ ہم سب سارے جا سکتے ہیں۔" ہم آزاد ہو گئے اور قیدی دوڑتے ہوئے میری طرف آنے لگے۔ ان کے جسموں پر عجیب سی روشنی تھی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ سب میرے گرد جمع تھے۔ اور سلاوس حیرت زدہ انداز میں میری جانب دیکھ رہا تھا۔ پلکیں جھپکا رہا تھا۔ پھر وہ میرے نزدیک آیا اور کہنے لگا۔

"ارساس کے بیٹے لوز، یہ تو نے کیا کیا۔ کیا تو نے شاہ ویزرس سے بغاوت کا اعلان نہیں کر دیا؟ اور کیا شاہ ایبزوس تیری اس حرکت کو معاف کرے گا؟"

"اور ارساس، کیا تو ایک بزدل انسان ہے۔ کیا تجھے زندگی سے اس قدر محبت ہے کہ تو ابھی ہر سانس آزادی کا چاہتا ہے؟"

"میں نہیں جانتا اے بیٹے لوز کہ تیرے اندر یہ قوت کہاں سے آئی لیکن اپنی اس بے مثال قوت سے کام لے کر تو صرف خود کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ تیری حسین وادی کے در و دیوار تنہا رہ جائیں گے۔ پھولوں کے ..... وادی کی تنہائیاں رو رہی ہوں گی۔ ہمارے کھیتوں سے دھواں اٹھے گا۔ بلا وجہ کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ اور کس لئے ..... یہ سب کس لئے؟"

"ایبزوس۔" میں نے دانت پیس کر کہا۔ اور میرے ذہن میں بپ ڈبے اور چہرہ ابھر آیا۔ خوفناک سی گہری ہوئی آنکھیں۔ بھینچے ہوئے خوفناک ہونٹ میرا مقابل۔ "ایبزوس کی موت کے لئے۔" میری آواز میں غراہٹ تھی۔

"شکر ہے یہاں کوئی دوسرا موجود نہیں ہے۔" ارساس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"بہت جلد یہ خبر ایبزوس کے ہرکاروں تک پہنچ جائے گی۔" ایک قیدی نے کہا۔

"ہاں، اس سے قبل ہی کچھ سوچ لینا چاہئے۔" دوسرے نے کہا۔

"بھاگو۔ بھاگ نکلو۔ جہاں سینگ سمائیں بھاگ جاؤ۔" چند قیدی بولے لیکن میں نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روکا۔

"رک جاؤ بزدل انسانو، رک جاؤ۔ بیشک زندگی بے حد قیمتی ہے لیکن اس سے زیادہ قیمتی ایک اور چیز ہے۔ اپنی عزت، اپنی آن۔ کہاں بھاگو گے اس جلاد کی گرفت سے بچو گے۔ وہ تمہیں تلاش کرے گا۔ اور اس کے بعد تمہیں اور تمہارے اہل خاندان کو زندہ جلا دے گا۔ کیا تمہیں یہ موت پسند ہے؟"

"تو پھر ہم کیا کریں۔ بلاؤ کیا کریں۔ اس موت سے ہمیں کہیں پناہ مل سکتی ہے؟"

"تو نے ہمارے لئے مصیبتیں کھڑی کر دی ہیں نوجوان قیدی۔ تو

اپنی قوت سے کام لے کر ان سے بچ سکتا ہے۔ لیکن ہم لوگ مارے جائیں گے۔ ہم کس طرح زندگی بچا سکیں گے؟"

"بزدلو۔ میں نے صرف اپنے دشمنوں کو قتل کیا ہے۔ تم میں سے جو ایبزوس کے وفادار ہیں، وہ یہاں سے اس کی خدمت میں واپس چلے جائیں اور اسے اپنی وفاداری پیش کریں۔ وہ صرف اگر زندگی پیش کریں بلکہ ہمارے خلاف نشاندہی کریں اور انہیں گرفتار کرانے میں اس کی مدد کریں۔" میں نے کہا۔

پہاڑوں کی چٹانوں میں سناٹا چھا گیا۔ ہر قیدی خاموش کھڑا تھا۔ لوگ ایک دوسرے کی شکل دیکھ رہے تھے۔ پھر ایک بوڑھے قیدی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہمارا یہ مقصد نہیں نوجوان۔ لیکن اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ اگر ہم فرار ہونے کی کوشش کریں گے تو اس کا جو اور ہمارا انجام تب کیا ہوگا۔ وہ ہمیں زمین کی تہہ میں بھی نہیں چھوڑے گا۔"

"گویا موت تمہارا مقدر ہے؟"

"ہاں، اس کی دشمنی موت سے کم نہیں ہے۔"

"پھر تم اپنی پسند کی موت کیوں نہیں حاصل کرتے؟"

"کیا مطلب۔۔؟"

"بغاوت۔ اس کے خلاف ایک بھرپور بغاوت۔ اور اس کے مظالم کے خلاف ایک بھرپور آواز۔ کیا تمہارے دل میں آزادی کی آرزو نہیں ہے؟"

"نہیں، ہماری اجتماعی قوت کر ور نہیں ہے؟"

"تو پھر سوچنے کی کیا ضرورت ہے۔ فیصلہ کرو اور اس کے خلاف کھڑے ہو جاؤ۔"

"اور اس بغاوت کی قیادت کون کرے گا؟" بوڑھے نے پوچھا۔

"میں۔" میں نے جواب دیا۔

"نہیں منظور ہے۔" چند نوجوان بیک وقت بولے۔

"میں جذباتی نعرے نہیں چاہتا دوستو، میں چاہتا ہوں کہ تم صرف زندگی بچانے کی خاطر میرے ساتھ نہ آؤ۔ بلکہ میں تمہیں یہ احساس دلانا چاہتا ہوں کہ ایبزوس کے دور حکومت میں لوگوں پر جس طرح زندگی تنگ کر دی گئی ہے کیا تمہیں اس سے اختلاف ہے۔ تم جو کچھ کرو گے وہ میری ذات کے لئے نہیں ہوگا۔ تمہارے ذہن میں یہ خیال بھی نہیں ہونا چاہئے کہ ایبزوس جیسے شیطان درندے کی سرکردگی میں تمہارے دشمن اور تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرنے والے کافی مضبوط ہیں۔ تمہیں ان کے خلاف جنگ کرنی ہو گی۔ چاہے تم خود زندہ بھی ہو گے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ہر خوف کو ذہن سے نکال کر اس بارے میں فیصلہ کرو۔ تم میں سے جو بہتر نہیں سمجھتے وہ واپس جا سکتا ہے اور کہیں بھی گم ہو کر اپنی زندگی بچانے کی کوشش کر سکتا ہے۔ میں اسے نہیں روکوں گا لیکن جو میرا ساتھ دے گا اور خلوص دل سے ایبزوس کے خلاف بغاوت کرے گا میں صرف اسے دعوت دیتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ آ کر کام کرے۔ باقی لوگوں سے میں کہتا ہوں کہ تم جاؤ۔ تم سب چلے جاؤ۔ میں ایبزوس کے خلاف جو قدم اٹھاؤں گا

گا اگر وہ ایک اچھا قدم ہوا اور تمہارے ذہنوں میں یہ بات آ جائے کہ میری سرکردگی تمہیں قدیم الشان پر منحصر ہے، والی رکھ کے اور ایبزوس کے خلاف ایک بہتر قیادت ہو سکتی ہے تو پھر میں تمہارا انتظار کروں گا۔ اور خوشی سے تمہیں اپنے ساتھ رکھوں گا۔ تمہارا استقبال ہمیشہ میری نظروں میں ہوگا۔"

ارساس قریب سے میری شکل دیکھ رہا تھا۔ اس کے ذہن میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ ارساس کی ایک حسین وادی ہے، جو زرخیز تھی، اس کی محبت اور دہاں پر دوسروں کا ایک رابطہ لوز جو اپنے عشق کے نغموں میں مصروف تھا اچانک ایبزوس جیسے شیطان صفت شاہ کی بغاوت پر کیوں آمادہ ہو گیا اور یہ بغاوت اس کے ذہن میں اتنی دنگ ہے یہ دار کیوں کر رہی ہے۔

میں نے دوسرے لڑکے کی جانب دیکھا۔ ان میں سے کسی کو میری اہلیت معلوم نہیں تھی۔ ہاں اگر وہ اندازہ لگا سکتے تھے تو صرف اس بات کا کہ میں نے تنہا ایبزوس کے کئی آدمیوں کو قتل کر دیا تھا جو ایبزوس کے خیال میں ہزاروں قیدیوں پر بھاری تھے۔

سو میری یہ حیثیت انہیں ضرور متاثر کر رہی تھی۔ قیدیوں نے چھوٹے چھوٹے گروہ بنا لئے اور آپس میں تبادلہ خیال کرنے لگے۔ وہ فیصلہ کر رہے تھے کہ انہیں کیا کرنا چاہئے کس کا ساتھ دینا چاہئے۔

اور بہر صورت مجھے اس بات پر اعتراض نہیں تھا۔ یہ ان کا حق تھا۔ اور کسی حقدار کے حق کو ختم کر کے غاصب بننا مجھے کسی بھی طرح پسند نہیں تھا۔ اور مجھے اس مسئلے میں اتنی جلدی بھی نہیں تھی کہ وہ فیصلہ کر لیتے۔ کیونکہ میں جس جگہ قیدیوں سے کام لیا جاتا تھا وہ عام آبادی سے اتنی دور تھی کہ اگر کوئی وہاں تک پہنچنے کی کوشش بھی کرتا تو اسے ایک طویل وقت درکار تھا۔ اور یہ سلسلہ اگلی ان محافظوں کا تھا جو قیدیوں کی چاروں طرف نگرانی کرتے تھے اور انہی پر بھروسہ کیا جا سکتا تھا۔

قیدی آپس میں صلاح و مشورے کر رہے تھے۔ میں نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا اور خود ایک چٹان پر آ بیٹھا۔

میرا دوست ارساس میرے نزدیک ہی سر جھکائے بیٹھا تھا۔ وہ بھی کسی گہری سوچ میں تھا۔ سر اچانک اس نے گردن اٹھائی اور عجیب سی نظروں سے میری جانب دیکھنے لگا۔

"نہیں، نہیں، میں یقین نہیں کر سکتا۔ میں یقین نہیں کر سکتا۔"

"کس بات پر ارساس؟" میں نے اس سے پوچھا۔

"میرے رابطہ کے تار و پود کو جو لفظ الجھتے تھے اور کبھی اگر آن خوشی کی بات تھی تو اس وقت جب تیری محبوبہ تیرے سامنے کھڑی ہو تو یاد رہ حسین لڑکی جو تیرے ربط کے تار سے تاثر ہو کر تجھ تک پہنچ جایا کرتی تھی۔ اور اے بدنام رابطہ لوز تو صرف اپنی بستی کی خوبی کے لئے مشہور تھا کہ تو حسیناؤں کے دل موہ لیتے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ اور اس سے زیادہ تیری حیثیت کسی نے تسلیم نہیں کی تھی۔ لیکن اچانک میں نہیں سمجھتا کہ تیری چٹان کے سینے سے کوئی قوت ابھری اور تجھ پر چھا گئی۔ اور میں نے تجھے محافظوں کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے دیکھا

لفظوں کہا اور یہ طاقت دی کہ گرگوں کا خاتمہ کرے۔ مجھے بتا، مجھے بتا میرے دوست میں تیرا ساتھی ہوں۔ تیرا دوست نوماس ہوں۔ وہ نوماس جو بچپن سے تیرے ساتھ ہے اور جس نے کبھی نہیں دیکھا تجھے اس حال میں۔ تو بتا تو سہی اچانک سینوس کے خلاف تیرے ذہن میں یہ نفرت کیسے ابھری اور تو نے ایسا کیوں سوچا۔" نوماس نے سوال کیا۔

"نوماس میرے دوست۔ جب تو مجھے بچپن سے جاننے کا دعویٰ رکھتا ہے تو تیرے ذہن میں یہ بات بھی ہوگی کہ بربط نواز سینے میں حساس دل رکھتا ہے۔ وہ اپنے فن کی ستائش کے لئے ان جاننے والے حسینوں کا دل موہ لینے کی آرزو رکھتا تھا لیکن کیا کبھی کوئی ایسا لمحہ بھی ہوا جس سے اس کی ذات دوسروں کے لئے ناپسندیدہ ہو گئی ہو۔

ہاں میں نے اپنے نغمے پیاروں کو سنائے۔ میرے بربط کے سُر چہار طرف میں شامل ہو کر لوگوں کے کانوں میں رس انڈیلتے ہیں اور بس۔ اس سے زیادہ میری ذات سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچی۔ اے نوماس کیا احساس دل رکھنے والے اس انداز کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھ سکتے ہیں۔ جو کن پہاڑی چٹانوں میں بکھرا ہوا تھا۔ تو خود جانتا ہے کہ وہ یہاں پہاڑی چڑیوں کی طرح نغمہ چہچہاتی ہیں۔ آرگ جب کہ سب بھاگتا ہے میں اور اس بات کا شکر ہے کہ انہوں نے میرے لئے دل میں محبت رکھی۔ اور اس کی ذات سے نفرت کی۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ مجھ سے میری وادیاں کیوں چھین لی گئیں۔ صرف اس لئے کہ جب سینوس کی ملکہ نے ان وادیوں کی سیر کی اور اس نے بربط نواز کے نغمے سنے تو وہ رک گئی اور طلب کیا اس نے اس بربط نواز کو۔ اور کہا کہ وہ سارے نغمے جو اس کے بربط سے نکلتے ہیں اس کے نام وقف کر دے تاکہ کبھی قید ہو سکتے ہیں۔ یہ ہوا کہ بربط نواز قید کر لیا گیا کیونکہ اس نے ملکہ کے حکم کو ٹھکرا دیا تھا۔ اور اس کا قصور اس ذکر کے لئے ابھرا تھا۔ بڑے سننے کے لئے بے چین تھی۔ کیا اتنی سی بات کی اتنی بڑی سزا مناسب تھی۔ اگر وہ اس بات سے آگاہ ہے تو نوماس اسے کیا مجھے صرف اس لئے قید نہیں کیا گیا کہ میں نے اپنے اہل خاندان سے ہمدردی اور محبت کا اظہار کیا تھا۔ سو ایسا ظالم شخص کس طرح قابل محبت ہو سکتا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ کوئی اس کے خلاف سر اٹھانے کی قوت نہ رکھتا ہو۔ اور جرأت نہ کر پاتا ہو اس بات کی کہ اس پر احتجاج کرے۔"

"یہ ساری باتیں ٹھیک ہیں دوست۔ مگر تو یہ تو بتا کہ تو اس بغاوت کی قیادت کیسے کرے گا۔ مجھے تو صرف اس بات پر تعجب ہے کہ ایک نوخیز لڑکا جس کی انگلیوں نے صرف بربط کے تاروں کو چھیڑا ہے اور جس کے ذہن نے صرف محبت کے بارے میں سوچا ہے۔ اس کے ہاتھ تلوار کے دستے پر کیسی گرفت قائم کر سکتے ہیں اور اس کا ذہن جابر اور گرگ کے خلاف کس طرح استعمال ہو سکتا ہے۔"

"او نوماس تو نے دیکھا کہ جب جذبے سچے ہوتے ہیں تو وہ خوبیاں خود بخود ابھر آتی ہیں جنہیں عام حالات میں نہیں سمجھا جا سکتا اور اس کا ثبوت محافظوں کی وہ لاشیں ہیں جو تیرے سامنے پڑی ہیں۔ سو جب کوئی قیادت ابھرتی ہے تو اسے وہ لافانی قوتیں حاصل ہو جاتی ہیں جو سچے جذبوں کی امین ہوتی ہیں۔ سو میرے دوست وسوسوں کو ذہن سے نکال دے۔ آگرام اپنی چٹانوں کا امین ہے۔ اور یہ بتا پھر آزاد کرنے کے لئے پتھروں کو توڑتے رہتے۔ زمین کو مجبور کرنے میں ہے تو آ اور کب تک۔ ہم جو ہمیشہ سے کتنے زندہ بچے کیا اس بوسیدہ سوچ کا کیا یہ زندگی تھی۔ کیا اس کا انجام موت نہیں تھی۔ اور اگر موت جا کر منانا جائے تو اپنی مرضی کے مطابق کیوں نہ اپنایا جائے۔"

نوماس پہلی تیز نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ لیکن پھر رفتہ رفتہ اس کے چہرے پر بحالی آتی گئی اور پھر اس کے ہونٹوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے کہا۔

"مجھے معلوم تھا۔ کون جانتا تھا۔ کہ وہ بربط نواز۔ جو ایک برگد کے درخت کے نیچے دھونی جمائے بیٹھا تھا اپنا بربط بجاتا تھا اور جسے علاقے کے لوگ ایک نکما اور ناکارہ انسان سمجھتے تھے۔ ایک دن اس طاقت کے خلاف اٹھ کھڑا ہوگا۔ جو پر ہیبت اور پُرقوت طاقت ہے اور جس کے لئے لوگوں کے دلوں میں شدید خواہش ہو کہ جلد از جلد اس طاقت کا خاتمہ ہو۔ سو جو اس کے لئے قدم اٹھانے والا اور اس کے خلاف جدوجہد کرنے والا پہلا شخص ہو تو اس کی عزت کیوں نہ کی جائے۔ اور جانتا ہے تو نے کہیں بلاشبہ وہ ایک ایسا جانباز ہے جس کے لئے کسی کی بھی مخالفت حماقت سے زیادہ نہیں ہے۔ بلاشبہ اے دلیر تیرے جذبے سچے ہیں اور میں ان سچے جذبوں کی تائید کرتا ہوں۔ میں سب سے پہلے تیرا ساتھی بننے کا اعزاز حاصل کرتا ہوں۔"

نوماس اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ اور اس نے آگے بڑھ کر میرے دونوں ہاتھ چومے۔ قیدی جو ہماری جانب دیکھ رہے تھے اور دور کھڑے ہمارا ساتھ دینے پر آمادہ تھے۔ نوماس کی یہ حرکت دیکھ کر خود بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر ایک تانتا بندھ گیا۔ وہ لوگ میرا ہاتھ چوم کر مجھے اپنا رہنما بنانے لگے تھے۔

ادھر پروفیسر میں اپنے دل ہی دل میں بہت کچھ سوچ رہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ یہ بھی ماضی کی ایک کہانی دہرائی جا رہی ہے۔ اور ماضی کا یہ مسافر صدیوں کا کھلاڑی۔ کیا پھر اپنے جنگ سے ابھر رہا ہے۔ اور ماضی کی جو کیفیت اس پر وارد ہوتی تھی ذلت کی بھی جو اس پر ماضی کا ایک کردار ہونے کی وجہ سے پڑ سکتا تھا۔ میں اپنی اصلیت میں ہوں اور درحقیقت اگر غور کیا جائے تو یہ میری کہانی تھی۔

میں نے ماضی کو قبول نہیں کیا تھا اور اب ماضی مجھ پر مسلط تھا۔ بلاشبہ یہ بات میرے جیسے کے لئے قابل فخر تھی۔

سو بے شمار قیدیوں کی تعداد میرے گرد جمع ہو گئی۔ لیکن ان میں کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے خاموشی سے وہاں سے بھاگ جانا پسند کیا۔ وہ بزدل تھے اور موت سے بے پناہ ڈرتے تھے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ایک ایسی قوت کے خلاف بغاوت کریں جو ناقابل تسخیر ہے۔ اور ایسی بغاوت کے بارے میں سوچنا ایک حماقت ہے۔

سو بھاگ جانے والوں کو میں نے کچھ نہ کہا اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ اور جب دیکھا میں نے اپنے ساتھیوں کو ان کی تعداد بے شمار تھی۔ یہ سب وہ قیدی تھے جو مشقتوں بھری زندگی گزار رہے تھے اور مجھے ان سب کے لئے ایک لائحہ عمل مرتب کرنا تھا۔

اور یہ تو میری زندگی کا خاصا رہا ہے پروفیسر کہ میں نے جب بھی کسی سلسلے میں قدم اٹھایا تو اس کے ہر پہلو پر غور کیا کہ کوئی جذباتی کوشش میں نے ایسی نہیں کی جس سے صرف میں خود کو بلکہ اپنے ساتھیوں کو بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا اور مجھے تو بہر حال نقصان پہنچ ہی نہ سکتا تھا میں تو زندہ رہنے والوں میں سے تھا۔ میرا بدن ایک ایسی ٹھوس اور مضبوط چٹان تھا جس پر کوئی ضرب اثر انداز نہیں ہوتی تھی۔

چنانچہ میں نے اپنے مضبوط قیدیوں کو اکٹھا کیا اس جگہ پر جتنی نوکیں اور جو اوزار مل سکے تھے۔ اس کے علاوہ قیدیوں کو یہ بتا دیا گیا کہ پھاوڑے بھی ساتھ لے لیں۔ یہ چیزیں ہر طرح مفید تھیں اور بہت سے کام آسکتی تھیں۔ اس لئے میں نے خصوصی طور پر انہیں ساتھ رکھنے کی ہدایت کی۔

قیدیوں کے اس قافلے کو لے کر میں وہاں سے چل پڑا۔ میں کہہ چکا ہوں کہ اس اوریس میں شخصیت نہیں رہ گئی تھی جو پہلے تھی اور وہ سب کچھ کر سکتا تھا جو میری اپنی مرضی ہو۔ یہ ایک تجربہ تھا اور اس تجربے کے بارے میں میں نے سلانوس سے بھی مشورہ نہیں کیا تھا لیکن سلانوس اس حیثیت میں بھی مجھ سے تعاون کر رہا تھا۔

قیدی بہت سوچ سمجھ کر میرے ساتھ شریک ہوئے تھے اور جو لوگ میرے ساتھ شریک ہوئے تھے وہ واقعی سمجھدار تھے۔ میں اپنی شخصیت کے واقف کار کی حیثیت سے یہ بات بخوبی جانتا تھا کہ ان قیدیوں کے لئے زندگی اور آزادی کا کوئی تصور کرنا بھی ممکن نہیں تھا۔ انہیں ساری عمر یا کم از کم اس وقت تک اسی طرح زندگی گزارنا تھی جب تک گرگ یا شہنشاہ سینوس زندہ تھا۔ اس لحاظ سے ایک جانی پہچانی موت کے مقابلے کے لئے انہوں نے جدوجہد کرنے کا دانشمندانہ فیصلہ کیا تھا۔

قیدیوں کا یہ قافلہ صبر سے برداشت کرتا ہوا چلتا رہا۔ ہم سب بھوکے پیاسے تھے۔ تحت الثریٰ کے جنگلوں میں اگر کوئی پھل نظر آجاتا تو ہم اسے توڑ لیا کرتے۔ اس کے کچھ حصے کھا لیتے اور اسی طرح گزارا ہو رہا تھا۔

"تم آخر کس جگہ کی تلاش میں ہو۔" ایک روز نوماس نے مجھ سے پوچھا۔

"وہ جگہ جو ہماری جدوجہد کے لئے مناسب ہو۔"

"پھر بھی میرا خیال ہے تم دور دراز علاقوں کو چھوڑ کر ایسے علاقوں کی طرف نکل آئے ہو جو آبادیوں سے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں۔"

"کیا واقعی؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں۔ وہ دور تمہیں پگڈنڈیاں نظر آ رہی ہیں یہ شاہی محافظوں کی گزرگاہیں ہیں اور وہاں سے تمہیں بہ آسانی دیکھا جا سکتا ہے۔"

"آہ میرے دوست۔ اتفاق ہے کہ تو نے ایسی جگہ سوال کیا ہے مجھے ایسی ہی کسی جگہ کی تلاش تھی۔" میں نے خوش ہو کر کہا۔

"کیا مطلب؟" نوماس نے تعجب سے پوچھا۔

"ہاں میں اپنے پیارے شہنشاہ سینوس سے زیادہ دور نہیں رہنا چاہتا۔" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

نوماس تحیر زدہ نظروں سے مجھے دیکھتا رہا پھر ایک گہری سانس لے کر بولا۔

"دیکھ، دیوتاؤں کی قسم میں سخت حیران ہوں۔ اتنا حیران کہ بیان نہیں کر سکتا۔ کیا تو وہی اوریس ہے؟

اوریس بستی والوں کی نگاہ میں تو جتنی کا بیٹا تھا۔ وہ انسان تھا جسے صرف بربط بجانے اور لڑکیوں سے عشق کرنے کے سوا کچھ نہیں آتا تھا۔ جو زندہ دلوں کو قریب نہیں پھٹکنے دیتا تھا۔ اور جو اس کام سے بھاگتا تھا جس میں مشقت ہو۔ کون تھا جو تجھے اچھی نگاہوں سے دیکھتا تھا سوائے تیرے دوست نوماس کے۔"

"ہاں۔ مجھے یاد ہے۔"

"اور کبھی کوئی تیاری ہی کی ہے۔ تو نے وہ کیا ہے جس کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ سچ کہوں تو میں اب بھی شبہے کا شکار ہوں۔"

"کیسا شبہ؟" میں نے پوچھا۔

"کوئی وحشی جذبہ تیرے اندر بیدار ہو گیا ہے۔ کسی کا جادو تیرے اندر سرایت کر گیا ہے اور تو اس کا شکار ہے۔ جس دن تیرے ہاتھ کوئی ساز لگ گیا تو سب کچھ بھول جائے گا۔ ان قیدیوں کو بھی جو اب تجھے اپنا سب کچھ مانتے ہیں اور اس مشن کو بھی جس کے لئے تو نے انہیں تیار کیا ہے۔ اور اس کے بعد کیا ہوگا؟"

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے نوماس۔" میں نے اس کی بات کا برا مانے بغیر کہا۔

"یہ بے یار و مددگار لوگ شاہی عتاب کا شکار ہو جائیں گے۔ وہ پھر زمینوں کے چوکے پر کوئی انہیں موت سے پناہ دینے والا نہ ہوگا۔"

"میری نسل کے بارے میں تو کیا کہتا ہے نوماس؟" میں نے پوچھا۔

"میری بات نہ کر میرے عزیز دوست۔ میں نے تو ہمیشہ تیرے ساتھ جینے اور تیرے ساتھ مرنے کی تمنا کی ہے۔ میں تو صرف تیری بدلی ہوئی کیفیت کو جاننا چاہتا ہوں۔"

"میری جو کیفیت ہے وہ تیرے سامنے ہے نوماس۔ ہاں تجھ سے یہ وعدہ ضرور کر سکتا ہوں کہ جب تک اپنے مشن کی تکمیل نہ کر لوں بربط کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔"

"نہیں نہیں۔ میں ایسا کوئی وعدہ تجھ سے نہیں لینا چاہتا۔ بس میں تیری ذات کی اس تبدیلی میں بھٹکا ہوا ہوں۔"

- میں اپنے مشن میں تیرا بھرپور تعاون چاہتا ہوں۔
- یہ کہنے کی بات نہیں ہے۔ کرنسار ثابت ہے جو میں نے تیرے بغیر سوچا ہے۔
- ہاں مجھے تیری دوستی پر فخر ہے۔ میں نے جواب دیا۔ اور زوماس کسی سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر اس نے گردن اٹھا کر کہا۔
- لیکن تیری یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔
- کونسی بات؟
- تو آبادیوں سے قریب رہنا چاہتا ہے۔
- ہاں زوماس۔
- آخر کیوں؟
- تیرے خیال میں کیا ہونا چاہئے؟
- میں تو سوچتا ہوں بغاوت کی تیاری کے لئے آبادیوں سے جس قدر فاصلے ممکن ہوں رکھنے چاہئیں۔ تاکہ اس وقت تک کسی کو بھنک نہ مل سکے جب تک تیاریاں مکمل نہ ہو جائیں۔
- کیا بات ہے۔ پاس نے وسائل میں زوماس کہ ہم آبادیوں سے دور رہ کر یہ کام انجام دے سکیں۔ اس میرے ذہن میں اس بغاوت کی تکمیل کے لئے اور دوسرے منصوبے بھی ہیں جن پر میں بعد میں عمل کروں گا۔
- اوہ۔ تو تم آبادیوں سے ربط رکھو گے۔
- ضروری ہے۔ میں نے کہا۔ اور زوماس کسی سوچ میں گم ہو گیا۔ پھر اس نے ہونٹ سکوڑ کر گردن ہلاتے ہوئے کہا۔
- خطرناک۔ بے حد خطرناک۔ مجھے تو یہ وجہ بہت مشکل نظر آتی ہے۔ بہرحال تم بہتر سمجھتے ہو گے۔ چونکہ دیکھ چکا ہوں اس کے بعد کھل کر تم سے اختلاف بھی نہیں کر سکتا۔
- نہیں زوماس مجھے تمہارے ان الفاظ سے اختلاف ہے۔
- کیوں؟
- تم ہمیشہ مجھ سے ایسی ہی گفتگو کیا کرو۔ تم ہمیشہ ان خطرات کے بارے میں سوچا کرو جو ہمیں پیش آ سکتے ہیں۔ اس طرح میں ان سے آگاہ ہوتا رہوں گا اور ان سے بچاؤ کرتا رہوں گا۔
- سب یہی بات ہے تو۔ اتنی ذہانت کی بات ہے کہ میں اس کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ زوماس نے ہنستے ہوئے کہا۔
- نہیں یہاں کشادہ غار تلاش کرنے چاہئیں زوماس۔ بے شمار ٹیلوں کے جال نظر آ رہے ہیں۔ اور اس کا مقصد ہے کہ یہاں سے قافلے گزرتے رہتے ہیں۔
- ہاں۔ یہ راستہ ہے۔ یہاں سے مختلف بستیوں کو گزرگاہیں ہیں۔
- تب یہ سب سے اچھا مقام ہے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔
- آؤ غار تلاش کریں۔ زوماس نے کہا۔ پیچھے ہم جتنی پہاڑیاں چھوڑ آئے تھے ان میں بھی بیشمار غار موجود تھے۔ اور ان پہاڑیوں میں بھی

چھوٹے بڑے غاروں کی کمی نہیں تھی۔ میں نے ان میں سے بہت سے غاروں کا انتخاب کیا۔ درحقیقت میرے ذہن میں کچھ ترتیب پہلے ہی تھی۔ ایموسس کی بادشاہت کے بارے میں میری معلومات بھی محدود نہیں تھیں اور میں جانتا تھا کہ اس ذہین گروہ کے خلاف کوئی کھیل شروع کرنا آسان نہیں ہو گا اس لئے پہلے میں بھرپور اور مضبوط انتظامات کرنا چاہتا تھا۔

چنانچہ ان میں سے جن غاروں کا میں نے انتخاب کیا تھا ان میں یہ تمام لوگ بہ آسانی سما سکتے تھے۔ تباہ حال قیدیوں کی آنکھیں جاگ اٹھیں۔ انہوں نے موت سے فرار کے منصوبے بنائے تھے اور زندگی کے حصول کے لئے وہ سب کچھ کرنے کو تیار تھے جو ممکن ہو۔

خوراک ختم ہو چکی تھی۔ صرف جو [illegible] انہوں نے تلاش کئے تھے ان کے پھل ذخیرہ خاص مقدار میں موجود تھے۔ جن میں کچھ خشک ہو گئے تھے کچھ تازہ تھے۔ میں نے ان پھلوں کا ایک ذخیرہ کر لیا۔ تاکہ اسے آہستہ آہستہ خرچ کروں۔ اور پھر میں نے اپنے ہاتھوں سے اس کی تقسیم شروع کر دی۔ سب میری ایک ایک جنبش سے تعاون کر رہے تھے۔ اور مجھے اسی بات کی سب سے زیادہ خوشی تھی کہ میرے ساتھی بہرحال تعاون کر رہے تھے۔

قیدیوں کے پاس ہتھیار یا ساز و سامان کی حیثیت سے جو کچھ تھا وہ صرف ان کی کدالیں اور پھاوڑے وغیرہ تھے۔ اور میں نے انہیں ساتھ لے کر بہترین ذہانت کا ثبوت دیا تھا کیونکہ کسی وقت یہی ہتھیار تھے اور دوسری ضروریات میں بھی کام آ سکتے تھے۔

چنانچہ پہلے میں نے ایک کسی قدر روشن غار کا انتخاب کیا اور پھر اسے کنوؤں کا غار قرار دیا۔ بیشمار قیدی کنویں کھودنے میں مصروف ہو گئے۔ زیادہ تعداد ہونے کی وجہ سے وہ یہ کام آسانی سے کر لیتے تھے۔ تھوڑے ہی عرصے میں زمین میں لاتعداد گہرے سوراخ بن گئے جن سے پانی رسنے لگا پھر اس پانی کو باہر نکالنے کا بندوبست کیا گیا۔ ایک چوڑے گڑھے کو پانی کا ذخیرہ جمع کرنے کے لئے تیار کیا گیا۔ یوں پہلا بندوبست ہوا اور آسانیاں حاصل ہونے لگیں جو ضرورت کے لئے کافی ہوں۔

لیکن خوراک کا مسئلہ سنگین ہوتا جا رہا تھا۔ میں نے زوماس سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ "تم کام دیکھ رہے ہو زوماس۔۔۔؟" میں نے پوچھا۔
- ہاں میرے دوست۔
- کیا خیال ہے؟
- میں سخت حیران ہوں۔
- کیوں؟
- تمہارے اندر تو بے پناہ انتظامی صلاحیتیں موجود ہیں۔
- بس اب میری تعریف و توصیف کرنا چھوڑ دو۔ بلکہ ان کاموں میں دلچسپی لو جو میں کر رہا ہوں۔
- کہیں شکایت ہوئی ہے مجھ سے؟ زوماس نے پوچھا۔
- یہ بات نہیں۔ میں ایسے ہی کہہ رہا ہوں۔

- بات یہ ہے زوماس کہ میرا ذہن تمہاری اس حیثیت کو قبول نہیں کرتا۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ایک عرصے سے تمہارا دوست ہوں۔
- ہاں یہی بات ہے۔ بہرحال اب ان باتوں کو چھوڑ دو۔ اب ایک اہم مسئلہ تم سے گفتگو کرنا ہے۔
- کہو۔۔ زوماس نے دلچسپی سے کہا۔
- خوراک کا مسئلہ سب سے اہم ہے۔ تم دیکھ رہے ہو۔ خوراک نہ ملنے کی وجہ سے ہمارے ساتھی کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔
- ہاں۔ یہ بات میرے ذہن میں بھی ہے۔
- پانی کا مسئلہ تو حل ہو گیا ہے۔ لیکن غذا کا مسئلہ اس سے زیادہ اہم ہے۔
- بیشک۔
- تو پھر اس بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟
- فی الحال ہم غذا پیدا نہیں کر سکتے اس کے لئے ہمیں کچھ اور ہی سوچنا ہو گا۔
- مثلاً؟ میں نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا لیکن زوماس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور میں اس کی شکل دیکھتا رہا۔
- کوئی مخصوص بات کچھ میں نہیں آتی۔ اگر ہم نے بستیوں سے خوراک حاصل کرنے کی کوشش کی تو اس کے عوض ہم انہیں کیا دیں گے؟
- زندگی۔ میں نے جواب دیا اور زوماس چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔
- کیا مطلب۔ میں نہیں سمجھا۔ زوماس نے کہا۔
- ہاں۔ اگر انہوں نے ہمیں خوراک دی تو ہم ان پر موت نازل نہیں کریں گے اس لئے انہیں ہمارے لئے خوراک کا انتظام کرنا ہی ہو گا۔
- تم قوت استعمال کرو گے؟
- ہاں زوماس۔ ہمیں جو کچھ کرنا ہے اس کے لئے قوت کا استعمال سب سے ضروری ہے۔ ہمیں فی الحال صرف اپنے مشن سے ہمدردی اور دلچسپی ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ ہم کسی سے ہمدردی کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ میں نے جواب دیا۔
- تمہاری منطق بھی خوب ہے۔ بہرحال میں تو تم سے تعاون کرنے والوں میں ہوں۔ زوماس نے جواب دیا۔
- ہمیں فی الوقت کسی ایسی بستی کا انتخاب کرنا ہے جو زیادہ دور نہ ہو کیونکہ ہمارے پاس سواری کا بندوبست نہیں ہے۔
- اب میرے خیال میں تم مجھے کام سونپو۔
- کون سا کام؟
- کسی قریبی بستی کی تلاش۔
- کتنا وقت صرف کرو گے اس میں؟
- جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ زوماس نے کہا۔
- کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی جائے گا؟
- چنداں ضرورت نہیں۔ لیکن اگر تم چاہو تو کسی کا انتخاب کر دو۔ زوماس نے جواب دیا۔ اور پھر میں نے چند معمر اور تجربہ کار افراد کو زوماس کے ساتھ روانہ کر دیا اور انہیں جلدی واپسی کی ہدایت بھی کر دی۔

اس کار خانے کا نظام اپنے اصول و عمل کے ساتھ چل رہا تھا۔ قیدیوں میں اب بے چینی پائی جاتی تھی اور یہ بے چینی فی الوقت صرف خوراک سے تھی۔ لیکن اس بے چینی کا کوئی اظہار ابھی تک سامنے نہیں آیا تھا۔ وہ لوگ فاقہ کشی کی زندگی گزار رہے تھے۔ لیکن نہ جانے کیوں انہیں میری ذات پر کافی اعتماد ہو گیا تھا۔ اور وہ یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ میں ان کے کسی مفاد کو نظر انداز نہیں کروں گا۔

چنانچہ زوماس وغیرہ کے جانے کے بعد میں نے سب سے پہلے یہ فیصلہ کیا۔ وہ یہ کہ تنہا میں اور زوماس ان سارے لوگوں کی مشکلات اور ان کے فرائض کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگا سکتے تھے۔ چنانچہ مناسب یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں ان لوگوں کو منتشر کیا جائے جو زیرک ہوں اور اس بارے میں میرے مددگار ثابت ہوں۔

سو میں نے طلب کیا۔ قیدیوں کے اس عظیم الشان گروہ میں سے چند لوگوں کو میرے انتخاب میں چالیس آدمی شامل تھے۔ اور یہ سب ضعیف العمر اور تجربہ کار تھے۔

میں نے ان لوگوں کو پنچایتی عنصر بنایا اور یہ وہ تھے جو مجھ سے بھرپور تعاون کرنے پر تیار تھے۔ چنانچہ انہوں نے بڑی خوشی سے میری اس بات کو قبول کیا۔ اور پھر میں نے ان کی زیر نگرانی ان کے تحت تھوڑے تھوڑے قیدیوں کو دے دیا۔

میں نے ان سے کہا کہ وہ فوری طور پر مجھے قیدیوں کا سروے کر کے اس کی تفصیلات مہیا کریں۔ اور پھر دیر تک جب انہوں نے مجھے اپنی رپورٹ دی تو وہ میرے لئے خاصی تسلی بخش تھی۔

انہوں نے بتایا کہ قیدی بہرصورت اس بات پر بے پناہ خوش ہیں کہ انہیں اس خوفناک قید سے نجات مل گئی جس کا اختتام ان کی موت کے سوا کچھ نہ ہوتا۔

اور میرے نزدیک بیٹھا ہوا زوماس مسکرا رہا تھا میں نے اس کی جانب دیکھا اور اس سے سوال کیا۔
- کیوں زوماس ایسی کیا بات ہے جو تمہیں دلچسپ محسوس ہوئی؟ میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
- نہیں۔ دراصل یہ تو تیری ذات کا کرشمہ ہے۔ میں اس حقیقت سے بخوبی واقف تھا کہ اس جگہ جتنے بھی قیدی موجود ہیں سب کے سب تیرے شکر گزار ہیں اور تیرے عقیدت مند ہیں۔
- شکریہ زوماس۔ میں نے جواب دیا۔ اور اس بوڑھے شخص کی جانب دیکھا جو مجھ سے ابھی بہت کچھ کہنا چاہتا تھا۔ لیکن بات زوماس کے مسکرانے کی وجہ سے ختم ہو گئی تھی۔ سو میں نے بوڑھے سے سوال کیا۔

"ہاں ، رخصت ہم کیا کہہ رہے تھے ؟"

"میں یہ کہہ رہا تھا مطلب ، ان کو تیری تمہاری مشکلات سے بھی واقف ہیں ۔ وہ جانتے ہیں کہ تم کس مشکل میں ہو ، اور تم جو کچھ ان کے لئے کر رہے ہو وہ صرف خلوص پر مبنی ہے ۔ ظاہر ہے تم خوراک کا بندوبست کیسے کر سکتے ہو ، لیکن اس کے علاوہ وہ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اب تمہارا اگلا اقدام کیا ہو گا ؟"

"میری طرف سے ، انہیں اطلاع دے دو کہ انہیں اس وقت تک کسی سمت کوچ کرنے نہیں کیا جانا چاہئے جب تک کہ ان کی خوراک کا مسئلہ حل ہو جائے ۔ رہی خوراک کے حصول کی بات تو اس کے لئے ہمیں تھوڑی چھوٹی بستیوں کو تاراج کرنا ہو گا ۔ ہم کوشش کریں گے کہ بستی میں بسنے والے ہمارے ہاتھوں ظلم کا نشانہ نہ بنیں ، لیکن اگر مزاحمت کی گئی تو مجبوری ہو گی ۔ کیونکہ ہمیں زندگی کی ضرورت ہے ، اس وقت خوراک اور غذا ہماری زندگی کی پہلی ضرورت ہے ، اس کے حصول کے بعد ہی ہماری صحیح جدوجہد کا آغاز ہو سکتا ہے ۔"

چنانچہ میرے مشوروں نے یہ بات اپنے تمام ساتھیوں تک پہنچا دی اور میں نے خود اپنی زبان سے بھی اپنے اس مختصر سے ساتھیوں کو یقین دلایا ۔ میں ان لوگوں سے بے حد خوش تھا ، کم از کم احسان ماننے والوں میں سے تھے اور میرے لئے یہ بہت بڑی بات تھی ، ایسے لوگوں کے لئے جو کچھ بھی کر دیا جاتا مناسب تھا ۔

چنانچہ زیادہ وقت نہ لگا ۔ زماس اور اس کے ساتھی واپس آئے تو کافی خوش نظر آ رہے تھے ۔ یعنی ان کے پاس خوبصورت اور دراز قامت گھوڑے تھے ، اور ان گھوڑوں پر کچھ سامان بھی لدا ہوا تھا ۔

ہمیں فوراً ہی اطلاع دی گئی تھی کہ زماس اور اس کے ساتھی واپس آ گئے ہیں ، چنانچہ میں نے غار سے باہر نکل کر اس کا استقبال کیا اور زماس مسکراتا ہوا میرے نزدیک آ گیا ۔

میں نے مسکراتی نگاہوں سے ان گھوڑوں کو دیکھا تھا تب زماس نے آگے بڑھتے ہوئے کہا ۔

"تمہارا مشورہ مشعل راہ بنا ، میں نے سب سے پہلے زندگی کے اس دور کو پایا ہے ، جس نے تم اپنے کے حامل ہو ۔"

"ہاں میں دیکھ رہا ہوں زماس ۔ یہ تمہیں کوئی نمایاں تبدیلی نظر آ رہی ہے" میں نے جواب دیا ۔

"نہ صرف نمایاں تبدیلیاں ، بلکہ ایک بہت اچھی خوشخبری بھی ، اگر ان کو ہم کچھ سوچ چاہیں تو ہمیں مستقبل کے راستے کی راہبری ملتی ہے اور غلط نہ ہو گا ۔"

"اور زماس ان چند گھوڑوں کو بھی اندر لے آؤ" میرے ذہن میں یہ بات تھی کہ ہمیں بہر صورت سواریوں کی ضرورت ہو گی ، اور اس کے لئے میں نے مناسب بندوبست کے بارے میں سوچا تھا جو تمہارے علم میں ہے ۔

"ہاں ۔ میں نے بھی اسی لئے سواری کے بارے میں غور کیا تھا کیونکہ تمہارا بندوبست میری نگاہ میں تھا ۔"

"دوست مجھے یقین تھا کہ جب تم یہ کام کرنے کے لئے روانہ ہو گے تو اس بارے میں غافل نہ رہو گے ۔"

"خیال ہے کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا زماس ، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم سب مشترک ہیں اور مشترکہ طور پر ایک دوسرے کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں" زماس نے جواب دیا ۔

"بالکل ٹھیک کہا تم نے زماس ، مجھے ہر اس پہلو کو مضبوط کرنا ہو گا جو ہماری نگاہ میں ہے ۔"

"بہر حال : زماس نے کہا ، اور پھر وہ میرے ساتھ غار کے اندر داخل ہو گیا ۔ اس کے تمام ساتھی میرے ساتھ ہی تھے ۔

تب میں ان لوگوں کو لئے ہوئے اس جگہ تک پہنچ گیا جو میری قیام گاہ تھی یعنی جہاں میں آرام کرتا تھا ۔

زماس نے ایک طویل سانس لی اور کہنے لگا : "ہم یہاں سے گھڑ سوار پیدل کا راستہ پگڈنڈیوں کے ذریعے طے کرتے ہوئے ابھی زیادہ دور نہیں پہنچے تھے کہ ہمیں سامنے سے دو گھڑ سوار آتے نظر آئے ۔ یہ شاہی دستے کے لوگ تھے اور شاید کہیں جا رہے تھے ۔ میں نے سوچا کہ یہ لوگ ہمیں دیکھ نہ لیں ، چنانچہ ہم چٹانوں کے پیچھے چھپ گئے اور ہم نے ہتھیار سنبھال لئے ۔ پھر جونہی وہ ہمارے نزدیک سے گزرے ہم نے ان کو اور ان کے گھوڑوں کو گھیر لیا اور وہ دونوں گھوڑوں سے نیچے گر پڑے ۔ ہم نے کوشش کی تھی کہ گھوڑوں کو زیادہ چوٹ نہ لگے صرف سواروں کو ختم کر دیں ، اور ان کے ساز و سامان کے ساتھ پیچھے لے گئے ۔ چنانچہ یہی ہوا ۔

تب ہم نے ان دونوں سواروں کو چٹانوں کے عقب میں کھینچ لیا ، اور ان کی گردنیں دبا کر انہیں چٹانوں کے پیچھے چھپا دیا ۔ گھوڑوں پر زاد راہ موجود تھا ، یعنی خوراک اور دوسرا سامان ۔

چنانچہ ہم نے انہیں قبضے میں کر لیا اور ان کے لباس پہن لئے ، یہ لباس جو تم دیکھ رہے ہو شاہی دستوں کے سپاہیوں کے لباس ہیں ، اور مجھے یقین ہے کہ یہ لباس ہمارے لئے کافی حد تک مددگار ثابت ہوں گے ۔ اس کے بعد ہم نے مختصر سا سفر کیا اور ایک بستی تک جا پہنچے ۔

یہ بستی رشا کہلاتی ہے ، اور اس کی آبادی تقریباً ڈیڑھ دو ہزار نفوس پر مشتمل ہے ۔ چاروں طرف کھیت ہیں جو لہلہا رہے ہوتے ہیں اور غلہ کافی حد تک پیدا ہوتا ہے ، اور کافی سے زیادہ غلے کے انبار لگے ہوئے ہیں ۔ میں نے ان کے علاوہ دوسری چیزوں کی بھی بات ہے ۔ مگر سبزیاں اور ایسی ہی خوراک کی دوسری اشیاء ۔ وہاں کثرت سے نظر آتی ہیں ، اس لئے اگر ہم وہاں جائیں تو ہمیں کافی بڑا ، اگر ہم کھل کر صرف اس ایک بستی پر قناعت کریں اور اس پر سے ایک بڑا حصہ حاصل کر لیں ، کسی

والی زندگی خطرے میں پڑ جائے ، تب بھی ہم کافی وقت مناسب طور پر گزر سکتے ہیں ۔ لیکن میں جو خوشخبری تمہیں دینے والا ہوں ، رشا بستی کی خوشخبری سے زیادہ اہم ہے ۔"

"اوہ ۔ اور وہ کیا ہے ، تم نے بستی کے بارے میں تفصیلات سن کر بہت خوشی ہوئی تھی" زماس کی بات سن کر میں چونک پڑا ۔

"مگر اس سے بڑی بھی کوئی خوشخبری ہے" میں نے سوال کیا ۔

"ہاں ۔"

"وہ کیا ؟"

"تقریباً چار سو گھوڑے ، اور بے شمار ساز و سامان ۔"

"کیا مطلب ؟" میں نے تعجب سے پوچھا ۔

"ایک قافلہ اس بستی کے ایک کنارے پر پڑاؤ کئے ہوئے ہے اور بستی کے دوسرے علاقے کی جانب رواں ہے ، بستی کے علاقے کی جانب روانہ ہونے والا ہے ، یہ قافلہ ایک دو وقت کے بعد روانہ ہو گا ۔ چونکہ میں نے قافلے والوں سے باتیں کی تیاریاں کرتے ہوئے دیکھا ہے ، اور یہ بھی اگر ہم ان کو چھوڑ دیں تو رامامسا کے علاقے کی جانب روانہ ہوں گے ، اور ہم اس قافلے تک جا پہنچیں گے ، جو رامامسا کی بستی اور رشا کے درمیان میں ہے ۔ گویا رشا اور رامامسا کے درمیان تک پہنچ کر ہم انہیں جا لیں گے ۔"

"زماس تم بڑی ذہانت کی باتیں کر رہے ہو ، لیکن تمہیں اس قافلے کے بارے میں کیسے معلوم ہوا ؟"

"جب مجھے قافلے کے بارے میں پتہ چلا ، تب زماس نے یہی سوچا کہ تم اس سلسلے میں ضرور دلچسپی لو گے ۔ چنانچہ میں نے اور میرے ساتھیوں نے ان تمام چیزوں کے بارے میں معلومات کیں اور ان کا پتہ لگانے کے بعد ہی واپس آئے ۔"

دونوں باتیں نہایت خوشگوار تھیں زماس اور ہمارے کاموں میں بے حد معاون ۔ "میں نے کہا ، اور زماس نے خوشی سے گردن ہلا دی ، گویا جو کام وہ کر کے آیا تھا اس پر وہ بے حد نازاں تھا ۔ بہرحال زماس کی اطلاعات کے بعد ہمیں تیاریاں کرنی تھیں ۔

میرے تمام ساتھی یہ چاہتے تھے ، اور میری سرگرمی میں خوش خوش سفر کر رہے تھے ، جن لوگوں کو میں نے ساتھ لیا تھا ان کی تعداد بہت کافی تھی

زماس نے قافلے والوں کے بارے میں جو اندازہ لگایا تھا اس کے تحت چار سو گھوڑے ... سوار تھے ، ان کے ساتھ مزید سو گھوڑے تھے جن پر ساز و سامان لدا ہوا تھا ۔

میں نے بھی کچھ دیر سوچنے کے بعد تیاری کی ، اٹھ سو افراد لے کر روانگی عمل میں لائی اور قافلے کے ایک آدمی سے ملاقات کی ۔

گو ہمیں تنگ اور ناہموار راستوں سے سفر کرنا پڑا تھا لیکن یہ سفر اس انداز میں ضروری تھا کیونکہ اس طرح راستہ مختصر اور محفوظ تھا ۔ زماس نے مجھے گھوڑا پیش کیا تھا اور اصرار کیا تھا کہ میں اس کے رہنما کی حیثیت سے گھوڑے پر سفر کروں لیکن میں نے انکار کر دیا ۔

"تو کیوں ؟" زماس نے پوچھا ۔

"یہ مناسب نہ ہو گا زماس" میں نے نرمی سے جواب دیا ۔

"بھی آخر میں پوچھ رہا ہوں کہ کیوں مناسب نہ ہو گا ؟"

"جب تک میرے تمام ساتھیوں کے پاس گھوڑے نہ ہوں گے میں اپنے لئے کوئی گھوڑا نہیں لوں گا ۔" میں نے جواب دیا ۔

"یہ صرف جذباتیت ہے ۔"

"کیسے ؟ کیوں ؟" میں نے کہا ۔

"اس لئے کہ تم رہبر ہو اور رہبر کو زیادہ با عمل ہونا چاہئے ، تمہیں ہر حال میں چاق و چوبند رہنا چاہئے ۔" زماس نے جواب دیا ۔

"میں اس وقت تمہیں تھکا نظر آؤں تو اپنا گھوڑا مجھے دے دینا ۔"

"اپنا گھوڑا ۔ گویا تمہارے خیال میں چونکہ یہ گھوڑا میں نے حاصل کیا ہے اس لئے یہ میرا ہوا ؟"

"نہیں ، یہاں کوئی چیز تمہاری نہیں ہے ، کوئی چیز میری نہیں ہے ، ہم سب یکساں حقوق رکھتے ہیں ۔"

"پھر تم نے یہ بات کیوں کہی ؟"

"تمہارے سپرد اہم ذمہ داری ہے ، اب تم دونوں اس جگہ تک سفر کرو گے اور قافلے کا پتہ چلاؤ گے ۔ تمہارے پاس شاہی دستار ہے ، تو موجود ہے ۔ ان کی مدد سے تم دور تک جا سکتے ہو ، اور کوئی تم پر شک نہ کر سکے گا ۔"

"اوہ ، یہ بات ہے ۔" زماس نے گردن ہلائی ۔

"ہاں۔ اب جواب دو۔"
"ٹھیک ہے تمہارا ہی کہنا درست ہے۔" نوماس نے ہار مان لی۔
"ارے ہاں نوماس۔ وہ شاہی دستاویزات کہاں ہیں؟ اور ان میں کیا تحریر ہے تمہیں اس بات کا علم ہے؟"
"نہیں۔"
"نہ ہی تم نے انہیں دیکھنے کی کوشش کی؟"
"نہیں۔ اس کی فرصت ہی نہیں مل سکی۔ میں دوسرے معاملات میں بہت پرجوش تھا اس لئے انہیں نہ دیکھ سکا۔"
"تب تم وہ دستاویزات مجھے دے دو۔" میں نے کہا اور نوماس نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ میں نے وہ دستاویزات لے لی تھیں۔ لیکن چونکہ سفر کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں اور پہلے قافلے کی خبر لینا ضروری تھا اس لئے میں نے خود بھی ان دستاویزات کو نہیں دیکھا اور انہیں اپنے ساتھ رکھ لیا لیکن دوران سفر انہیں دیکھنے کی فرصت مل گئی۔ میں نے دستاویز کھولی۔ کسی باجگزار ریاست کے نام ایتھوپس کی تحریر تھی اور یہ تحریر بھی میرے لئے بے حد دلچسپ تھی۔ اس نے لکھا تھا کہ وہ دو قاصدوں کو روانہ کر رہا ہے ان کے ساتھ لینا شی اپنے آدمیوں کو اجناس اور مویشی لے کر روانہ کر دے کیونکہ بستی تریجا کو اس کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ہی اشیاء کی تعداد تحریر کی گئی تھی۔
میں خوشی سے اچھل پڑا۔ اگر تقدیر کا کوئی وجود ہے تو وہ اس وقت بھرپور طور پر ہمارا ساتھ دے رہی تھی۔ چاروں طرف سے کامیابیاں حاصل ہو رہی تھیں۔
جیسا کہ میرا خیال تھا۔ نوماس میرا زیرک ساتھی اور بیحد قابل اعتماد دوست تھا۔ جو جینگ کچھ نہ تھا ایک بیکار شخصیت کا مالک تھا لیکن جب کچھ بن گیا تو پھر ایک انتہائی کارآمد شخص۔ وہ ہمیں صحیح راستوں سے لے کر بالآخر ایک ایسی پہاڑی پر پہنچ گیا جس کے دوسری سمت کے ڈھلان زیادہ دشوار گزار نہیں تھے اور اسی پہاڑی کے دامن میں وہ پگڈنڈی تھی جو قافلے کی گزرگاہ تھی۔
"وہ قافلہ یہیں سے گزرے گا۔" نوماس نے مجھے بتایا۔
"عمدہ جگہ ہے نوماس۔" میں نے خوش ہو کر کہا۔
"ہاں۔ یہاں سے تمہارے آدمی بہ آسانی نیچے اتر سکیں گے۔" نوماس نے کہا۔
"بیشک۔ اب تم اپنے اسی ساتھی کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اور خبر لاؤ کہ قافلہ کتنی دور ہے کس رفتار سے چل رہا ہے تاکہ ہم تیار رہیں۔"
"بہتر ہے۔" نوماس نے جواب دیا۔ اور پھر وہ روانہ ہو گیا۔ میرا ذہن گہری سوچ میں تھا۔ پہاڑی پر چاروں طرف چٹانیں بکھری ہوئی تھیں اور اگر اس وقت اوپر سے چند چٹانیں لڑھکا دی جاتیں تو پورا قافلہ تباہ ہو سکتا تھا۔ اس طرح میرے ساتھیوں میں سے کسی کو زک بھی نہ پہنچتی اور قافلے والے مارے جاتے۔

